اشاریہ اردو جرائد

جلد اوّل

۱۹۹۱ء تا ۲۰۱۳ء

مدیر: نجیبہ عارف

نائب مدیر: شیراز فضل داد

مرکزِ اشاریہ سازی

شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۴ء

مجلس ادارت

سرپرست اعلیٰ: پروفیسر معصوم یاسین زئی، امیر جامعہ

سرپرست: پروفیسر احمد یوسف اے۔الدریویش، صدر جامعہ

نگران: پروفیسر منور اقبال گوندل، ڈین کلیۂ زبان و ادب

مدیر: نجیبہ عارف، صدر شعبۂ اردو (خواتین)

نائب مدیر: شیراز فضل داد، لیکچرار شعبۂ اردو

مجلس مشاورت:

شمیم حنفی (بھارت)

ڈینیلا بریڈی (اٹلی)

خلیل طوق اُر (ترکی)

سویامانے یاسر (جاپان)

انوار احمد (یونی ورسٹی آف گجرات)

جاوید اقبال (سندھ یونی ورسٹی، جامشورو)

عظمیٰ فرمان (یونی ورسٹی آف کراچی)

خالد سنجرانی (گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور)

رابطے کے لیے: مختار احمد، مرکز اشاریہ سازی، شعبۂ اردو، خواتین کیمپس، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ٹیلی فون: ۰۵۱_۹۰۱۹۳۰۷، ۰۵۱_۹۰۱۹۸۵۹، برقی پتا: mu.ahmad@iiu.edu.pk

ملنے کا پتا: بک سنٹر، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، فیصل مسجد کیمپس، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ٹیلی فون: ۰۵۱_۹۲۶۱۷۶۱_۵، توسیع: ۳۰۷

ترتیب و تزئین: مختار احمد

سرورق: زاہد احمد

خطاطی: ------

نوٹ: مدیران کرام سے درخواست ہے کہ اپنے جریدے کے تازہ شمارے کی اشاعت کے فوراً بعد اس کے پانچ نسخے اور مطلوبہ مواد کی سافٹ اور ہارڈ نقول مدیر/نائب مدیر کے نام ارسال فرمائیں۔

مزید معلومات کے لیے: شیراز فضل داد، ٹیلی فون: ۰۵۱_۹۰۱۹۸۶۸، برقی پتا: shiraz.fazal@iiu.edu.pk

ISSN 2410-9800

فہرست

۱	الماس (۲۰۰۷ـ۲۰۱۲)	۷ تا ۵۰
۲	اورینٹل کالج میگزین (۲۰۱۱ـ۲۰۱۳)	۵۱ تا ۱۰۰
۳	بازیافت (۲۰۱۰ـ۲۰۱۳)	۱۰۱ تا ۱۵۴
۴	بنیاد (۲۰۱۱ـ۲۰۱۳)	۱۵۵ تا ۱۷۴
۵	تحقیق (۱۹۹۱ـ۲۰۱۲)	۱۷۵ تا ۲۵۰
۶	تحقیق نامہ (۲۰۱۱ـ۲۰۱۳)	۲۵۱ تا ۲۷۴
۷	تخلیقی ادب (۲۰۰۸ـ۲۰۱۲)	۲۷۵ تا ۳۲۷
۸	جرنل آف ریسرچ (۲۰۱۰ـ۲۰۱۲)	۳۲۸ تا ۳۵۶
۹	خیابان (۲۰۰۶ـ۲۰۰۹)	۳۵۷ تا ۴۳۶
۱۰	دریافت (۲۰۰۶ـ۲۰۱۳)	۴۳۷ تا ۵۱۱
۱۱	زبان وادب (۲۰۰۹)	۵۱۲ تا ۵۲۱
۱۲	معیار (۲۰۰۹ـ۲۰۱۳)	۵۲۲ تا ۶۱۸
۱۳	اشاریہ	۶۱۹ تا ۶۳۲

پیش لفظ

اکیسویں صدی کی روز بروز پیچیدہ ہوتی زندگی اور علوم وفنون کے پھیلتے ہوئے دائروں کی عقدہ کشائی کے لیے ایسے اقدامات کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے جو معلومات تک رسائی کے راستے سہل کردیں اور علم وآگہی کی روشنی کی بلاتعطل ترسیل کا وسیلہ بنیں۔ اشاریہ سازی بھی ایسا ہی ایک فن ہے۔ ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی کے نتیجے میں ہر شعبۂ علم میں تحقیقات، نظریات اور افکار وخیالات کی نمو پہلے سے کہیں زیادہ تیز رفتار ہوگئی ہے۔ اس علمی وفکری ارتقا سے بھرپور استفادہ کے لیے ایسے مختصر راستوں کی ضرورت بھی اسی اعتبار سے شدید تر ہوگئی ہے جن کی مدد سے زیادہ سے زیادہ معلومات تک کم سے کم وقت میں رسائی ہوسکے۔

اشاریہ سازی اسی نوعیت کی سرگرمی ہے جس سے محققین کو یہ سہولت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ زیرِ تحقیق موضوع سے متعلق مواد کو بہ آسانی تلاش کرسکیں۔ دنیا بھر میں ایسی کئی تنظیمیں، ادارے اور مراکز قائم ہوچکے ہیں جو علمی وتحقیقی جرائد کے اشاریے شائع کرتے ہیں اور ان اشاریوں میں شامل ہونے والے جرائد علمی دنیا میں معتبر ومستند سمجھے جاتے ہیں۔ تاہم ہنوز ایسے کسی ادارے کی کمی محسوس کی جارہی تھی جو بطورِ خاص اردو کے علمی وتحقیقی جرائد کا اشاریہ مرتب کرتا ہو اور اردو کے محققوں کو سہولت اور رہنمائی فراہم کرتا ہو۔

اس کمی کے پیشِ نظر بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کی جانب سے شعبۂ اردو (خواتین) کے زیرِ اہتمام ایک مرکزِ اشاریہ سازی قائم کیا گیا ہے جس کے تحت ہر سال شائع ہونے والے اردو کے تحقیقی جرائد کا جامع اشاریہ تیار کیا جائے گا۔ اس سلسلے کے تحت اشاریۂ اردو جرائد کی پہلی جلد پیشِ خدمت ہے جو ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۹۱ء سے لے کر ۲۰۱۳ء تک کے دورانیے میں شائع ہونے والے ۱۲ تحقیقی جرائد پر محیط ہے۔ یہ تمام جرائد ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ہیں یا ان کی منظوری کی سفارش ہوچکی ہے۔ تاہم ہمیں اعتراف ہے کہ یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ ہم صرف انھی شماروں کو شامل کرپائے ہیں جن کے بارے میں مطلوبہ معلومات ان کے مدیران کرام نے فراہم کی ہیں۔

ان جرائد کی تقدیم وتاخیر الف بائی ترتیب پر مبنی ہے۔ ہر شمارے میں شامل مقالات کو الگ الگ مصنف وار مرتب کیا گیا ہے اور مصنفین کے مکمل نام الف بائی ترتیب سے شامل کیے گئے ہیں۔ ہر مقالہ نگار کے نام کے سامنے اس کے مقالے کا مکمل عنوان، صفحہ نمبر، خلاصہ اور کلیدی الفاظ (key words) درج کردیے گئے ہیں۔ ایک جریدے کے ایک سے زیادہ شماروں کو زمانی اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ محققین کی سہولت کے لیے آخر میں مقالہ نگاروں کا اشاریہ بھی مرتب کردیا گیا ہے جس کی مدد سے کسی بھی مقالہ نگار کے مقالات تک رسائی حاصل کرنا آسان ہوجائے گا۔ پہلی جلد اردو زبان میں تیار کی گئی ہے تاہم آئندہ یہ اشاریہ دو زبانوں: اردو اور

انگریزی میں پیش کیا جائے گا۔ دوسری جلد ۱۹۱۴ء میں شائع ہونے والے جرائد کے اشاریے پر مشتمل ہوگی۔

مرکز اشاریہ سازی کے قیام کا یہ خواب شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کے آغاز کے دنوں ہی میں دیکھا گیا تھا لیکن اسے نئی زندگی حال ہی میں پروفیسر انوار احمد کی تحریک وتشویق نے عطا کی۔ پروفیسر انوار احمد اس اشاریے کی تکمیل کے ہر مرحلے پر سرگرم و مددگار رہے اور تمام مدیرانِ کرام سے متعلقہ مواد حاصل کرنے میں بھی انھی کی کوششوں کا عمل دخل ہے۔ ہم ان کی رہنمائی پر ممنون بھی ہیں اور مسرور بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ان تمام مدیران کرام اور دیگر اساتذہ کے بھی شکرگزار ہیں جنھوں نے ہمیں متعلقہ مواد فراہم کیا۔ خاص طور پر ادارۂ فروغ قومی زبان سے تعلق رکھنے والے صفدر رشید صاحب کا شکریہ واجب ہے جنھوں نے اپنے ادارے کے لیے تیار شدہ تمام مواد ہمیں بلا عذر فراہم کر دیا۔

اس مرکز کے قیام اور اشاریے کی طباعت واشاعت کے معاملے میں ڈین کلیۂ زبان وادب پروفیسر منور اقبال گوندل، ڈائریکٹر جنرل (انتظامی امور و مالیات) جناب گلزار خواجہ اور صدر جامعہ پروفیسر یوسف اے۔ الدرویش کی جانب سے مکمل تعاون اور اس منصوبے کی سرپرستی ہمارے لیے نہایت حوصلہ افزا ہے اور ہم ان کے تہِ دل سے ممنون ہیں۔

اشاریے کی تکمیل میں اور بھی بہت سے لوگوں نے ہماری مدد کی۔ محترمہ شیراز فضل داد تو نائب مدیر ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ فعال اور کارگزار رہیں اور نہایت ذمہ داری سے اپنے فرائض سرانجام دیے لیکن ان کے علاوہ بھی شعبے کے تمام لوگوں نے اس کام میں دلچسپی لی۔ ساتھی اساتذہ، محترمہ صباحت مشتاق، محترمہ سائرہ بتول اور محترمہ رابعہ مقدس کی اخلاقی مدد ہمارے لیے تقویت اور طمانیت کا باعث رہی۔ محترمہ میرا اشفاق اگرچہ ملک سے باہر ہیں لیکن ہمیں اُمید ہے کہ ان کی دعائیں بھی ہمارے ساتھ ہوں گی۔ ایم فل کی طالبات نے، جن میں سے کچھ اب ہماری ہم کار بھی ہیں، پروف خوانی میں ہماری بہت مدد کی۔ خاص طور پر عظمیٰ جبین، نورین اختر، مہ جبین اور ماریہ ترمذی کا شکریہ لازم ہے۔ دفتری عملے میں مختار احمد صاحب نے کمپوزنگ کے علاوہ کمپیوٹر کے ذریعے اشاریے کی ترتیب وتدوین کی ذمہ داری بہت احسن طریقے سے سرانجام دی۔ عاصمہ نذیر نے بھی اپنی تکنیکی مہارت سے ہمیں تقویت بہم پہنچائی۔ اسما عزیز، ثمینہ، فائزہ اور بصرین سمیت سب لوگ اس منصوبے کے لیے معاون فضا تیار کرنے میں پیش پیش رہے۔ ہم ان سب احباب کی محبت اور خلوص کے قرض دار ہیں۔

سجدۂ شکر اس ذات کے لیے، جس نے انسان کو قلم سے علم عطا کیا اور درود وسلام اس ہستی پر جو علم ونور کا منبع ہے اس سلسلۂ نور کے سبھی چراغوں کو ہمارا سلام! دعا ہے کہ یہ منصوبہ اردو دنیا میں فروغ علم کا باعث ہو۔

نجیبہ عارف

مدیر اشاریۂ اردو جرائد وصدر شعبۂ اردو (خواتین)

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

الماس: ۹ (۲۰۰۷ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو، شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
انوار احمد	ڈاکٹر محمد علی صدیقی، اردو تنقید میں ایک بہت معتبر نام	۹۷ تا ۱۰۸	یہ مقالہ اردو کے نامور نقاد ڈاکٹر محمد علی صدیقی کی تنقیدی حیثیت کے محاکمے پر مشتمل ہے۔ غالب، سرسید، جوش اور اقبال پر ڈاکٹر صدیقی کے تنقیدی محاکمے انھیں معاشرتی لسانیات کے میدان کا شہسوار ثابت کرتے ہیں جو جدید فکر اور جدید حیثیت کے مالک ہیں اور جنھوں نے اردو دنیا کو جدید ادبی اور تنقیدی سوالات سے روشناس کیا ہے۔	محمد علی صدیقی۔ تنقید۔ ترقی پسند۔ نقاد۔ انوار احمد
تنظیم الفردوس	اردو میں ساختیاتی تنقید، جواز اور امکانات	۱۰۹ تا ۱۴۰	یہ مقالہ اردو میں ساختیاتی تنقید کے آغاز اور ارتقاء کی تاریخ کے تجزیے پر مبنی ہے۔ اس میں ساختیات کے اساسی تصور کی مختصر تعریف کے بعد اردو کے ممتاز ناقدین کی تحریروں کے حوالے سے اردو میں علائم اور رموز کے معنی اور ان کے استعمال کے مطالعات اور ساختیات کے معیار کو متعین کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اردو شاعری اور ادبی تنقید پر ساختیات، لسانیات اور علائم و رموز کے اثرات اور ہماری سماجی اور ثقافتی روایات کے پس منظر میں کچھ مخصوص نظریات کے ردو قبول سے متعلق چند سوالات اٹھاتا ہے۔	ساختیات۔ ساختیاتی تنقید۔ تنظیم الفردوس۔
خلیل طوق ار	ایک ترک صوفی شاعر'' حاجی بیرام ولی''	۶۴ تا ۷۵	حاجی بیرام (پ ۱۳۵۲ء م ۱۴۲۹ء) ایک نامور عظیم ترکی صوفی اور شاعر ہیں۔ ان کا اصل نام نعمان بن احمد بن محمد تھا۔ ''بیرام'' کا نام انھیں ان کے شیخ نے پہلی ملاقات بموقع عیدالاضحیٰ عطا کیا۔ بعدازاں اسی نام سے انھیں شہرت حاصل ہوئی۔ تحصیل علم کے بعد انھوں نے پہلے ''بورسہ'' اور بعد میں ''قرہ مدرسہ'' انقرہ میں درس دیے۔ انھوں نے اپنے مرشد کے ہمراہ دمشق اور حجاز کے سفر کیے۔ مرشد کی وفات کے بعد طریقت میں ''سلسلۂ بیرامیہ'' کی بنا ڈالی اور اسی کے تحت رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا۔ انھوں نے ترکی زبان میں چند نہایت عمدہ اور بلیغ منظومات تحریر کیں۔ ان کا انتقال اور تدفین انقرہ میں ہوئی جہاں آج بھی ان کا مزار موجود ہے۔	ترک۔ ترکی شاعری۔ صوفی۔ حاجی بیرام ولی۔ خلیل طوق ار۔ نعمان بن احمد۔ دمشق۔ حجاز۔ انقرہ

رابعہ سرفراز	کلامِ غالب (اردو) میں محسناتِ شعری	۳۸۱ تا ۳۹۹	غالب اردو کے ایک غیر معمولی شاعر ہیں۔ یہ مقالہ ان کی عظیم شاعری کے نظامِ فن بالخصوص تشبیہات، استعارات اور تلمیحات کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ ان کے اردو اشعار کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔	غالب۔ کلامِ غالب۔ رابعہ سرفراز۔ محسناتِ شعری۔
رفیق احمد	ماہر القادری اور ضیاء الدین احمد برنی	۱۷۹ تا ۱۹۱	ضیاء الدین احمد برنی کا شمار اردو زبان و ادب کی بہت معروف شخصیت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنا زیادہ وقت بمبئی میں گزارا۔ وہ اردو ادب کی سماجی سرگرمیوں کے حوالے سے متحرک شخصیت تھے اور انھی کی وجہ سے مولانا ماہر القادری اردو ادب کے آسمان پر پہلی بار متعارف ہوئے۔ دونوں شخصیات کے درمیان بھرپور محبت اور اخلاص کا رشتہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی قائم رہا۔ ماہر القادری کے ضیاء الدین برنی کے نام تحریر کردہ مکتوبات اسی پُرخلوص رشتے کو ظاہر کرتے ہیں۔	ضیاء الدین برنی۔ احمد خان۔ بمبئی۔ ماہر القادری رفیق احمد
روبینہ شاہین	عالمگیریت اور ادب	۲۱۰ تا ۲۱۸	اردو ادب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عالمگیریت اور ادب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں معلومات کو زمانی ترتیب کے ساتھ تاریخی اقوال سے مزین کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ادب اور عالمگیریت کے روابط کو تسلسل سے جس خاص خصوصیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے وہ اس کا دل پذیر اور معروضی انداز ہے۔	عالمگیریت۔ ادب۔ روبینہ شاہین۔
سلمان علی	فنِ شاعری چند بنیادی مباحث	۳۳۷ تا ۳۴۸	یہ مقالہ مشرق و مغرب کے معروف دانشوروں اور مستشرقین کے اقوال کی روشنی میں اس سوال کا کہ ''شاعری کیا ہے؟'' کا جواب تلاش کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس مقالے میں ان عظیم مفکرین کے موضوع پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جو افلاطون کی شاعری پر اعتراض کی توثیق کرتے ہیں۔	فنِ شاعری۔ شعری مباحث۔ مسائل۔ سلمان علی۔ شاعری

شاہد اقبال کامران	تصوف اور اقبال	۱۲ تا ۳۵	تصوف اور اس کے متعلقہ مضامین سے بحث ہمیشہ الجھن میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ بے نتیجہ محسوس ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ صوفیا کا تصورِ تصوف کی تعریف اور شرح میں اختلاف اور بعض اوقات تقریباً متضاد ہونا ہوسکتا ہے۔ یہ مقالہ اسی تضاد سے شروع ہوتا ہے مگر اس کا مرکزی نکتہ تصوف اور اس کے متعلق مضامین کے بارے میں اقبال کا مقام اور ان کا فہم ہے۔ اقبال تصوف کے فلسفہ وحدت الوجود پر اس کے نتائج کے حوالے سے تنقید کرتے ہیں۔ انھیں اسلامی تصورِ تصوف کے سرگرم داعی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ مقالہ مذکورہ موضوعات پر افکارِ اقبال سے بحث کرتا ہے۔	تصوف۔ اقبال۔ شاہد کامران۔ اصول۔ صوفی۔ صوفیانہ۔ فلسفہ۔ فلسفیانہ۔ تصورات
شہناز کوثر	داستانوں کے منفی کردار	۲۳۰ تا ۲۴۷	اس تحقیقی مقالے میں اردو داستانوں کے منفی کرداروں کا نفسیاتی اور سماجی تجزیہ کیا گیا ہے۔ ہیرو کے کردار کے علاوہ ہیروئن اور ولن کے کرداروں سے بالخصوص بحث کی گئی ہے۔ یہ کردار نہ صرف انسانی روپ میں بلکہ مافوق الفطرت جانور یا تمثیلی کردار کی صورت میں بھی بحث بنے ہیں۔ منفی کردار کیا ہے؟ صحیح اور غلط کی جنگ میں کس طرح برائی نے شکست دی ہے؟ یہ مقالہ ان تمام سوالات کا جواب پیش کرتا ہے۔	داستان۔ داستانوں۔ کردار۔ شہناز کوثر۔ ہیروئن۔ مخلوق
صابر آفاقی	گوجری اور اُردو کے لسانی روابط	۱۹۲ تا ۲۰۱	یہ مقالہ گوجر قبیلہ اور گوجری زبان کے تاریخی پس منظر میں اردو زبان کی ترقی میں گوجری زبان کے کردار کو واضح کرتا ہے۔ یہ مقالہ دونوں زبانوں میں صرفی ونحوی اور بول چال میں موجود مشابہت اور اس کی وجوہات کو بھی بیان کرتا ہے۔	گوجری۔ اُردو۔ لسانی روابط۔ صابر آفاقی۔
صوفیہ خشک	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور اُردو	۲۰۲ تا ۲۰۹	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (۱۸۸۶) نے جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی تعلیمی اور سماجی روایات اور اقدار کی بہتری کے لیے سنجیدہ اور کامیاب کوششیں کیں۔ یہ مقالہ دستاویزی شواہد کی روشنی میں اردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے کردار کو بیان کرتا ہے۔	مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ اُردو۔ صوفیہ خشک۔ انڈیا۔ مسلمان

عبدالجبار جونیجو	وادیٔ سندھ کے سپوت عمر کمال خان	۳۰۰ تا ۳۰۶	پیش نظر مقالہ عمر کمال خان ایڈووکیٹ کی حیات و خدمات کے حوالے سے بنیادی معلومات پر مشتمل ہے۔ عمر کمال خان کا سلسلۂ نسب براہ راست معروف مجاہد نواب مظفر خان شہید ملتان سے ملتا ہے جنھوں نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ عمر کمال خان نے تاریخ، ادب اور قانون کے مختلف پہلوؤں پر لکھا ہے۔ ان کی تحریر کردہ کتب اور مقالات پورے ملک میں قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ بحیثیت ایک وکیل ممتاز مقام حاصل کیا اور فراہمی انصاف کے لیے خدمات انجام دیں۔ انھوں نے ۱۹ ویں صدی میں لال باغ ملتان میں قائم ہونے والی پبلک لائبریری کو ازسرِ نو منظم کیا۔ بزم ثقافت ملتان قائم کی۔ اردو اور انگریزی میں ان کی ۵۰ سے زائد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ عمر کمال خان وادیٔ سندھ کے نامور سپوت تھے۔ وہ اپنی عوامی خدمات اور کاوشوں کی وجہ سے سندھ اور ملتان کی ایک ممتاز شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔	وادیٔ سندھ۔ عمر کمال خان۔ عبدالجبار جونیجو۔
عتیق احمد جیلانی	ماہر القادری اور اُردو لغت	۱۴۱ تا ۱۴۸	اس مقالے کا مرکزی موضوع اردو ڈکشنری بورڈ کی ضخیم لغت کے بارے میں مولانا ماہر القادری کے جائزے اور آراء ہیں۔ مولانا ماہر القادری زبان اور تلفظ پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کے مذکورہ جائزے رسالہ ''اردو نامہ'' میں بھی شائع ہوئے۔ تجاویز اور آراء مولانا ماہر القادری کی علمی لسانی موضوعات میں دلچسپی کا اظہار ہیں۔ اردو لغت کے تسلسل میں یہ مشاہدات دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ معلوماتی بھی ہیں۔	ماہر القادری۔ اُردو لغت۔ عتیق احمد جیلانی۔ تلفظ۔ قواعد۔ اُردو نامہ

عقیلہ جاوید	ادب میں نسائیت	۲۱۹ تا ۲۲۹	عورت ایک ایسا موضوع ہے جو ہر زمانے میں فلسفیوں، علما اور سماجی ماہرین کے درمیان نہ ختم ہونے والے بحث و مباحثہ کی صورت موجود رہا ہے۔ یہ بات صریح الفاظ میں کہی جاتی ہے کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں بشرطیکہ وہ دونوں حجم اور قوت میں یکساں ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ گھر کے اندر عورت کا ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت میں بہت عظیم اور اہم کردار ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ رشتے بہت محترم ہیں لیکن شاعری میں ہم عورت کو ''معشوق'' کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ بیسویں صدی کے اختتام پر ہم نظم و نثر کے شعبے میں خواتین کے تعمیری رویے کا مشاہدہ کرتے ہیں جہاں نہ صرف مرد علما نے خواتین کو تعلیم کے حصول کے لیے متحرک کیا بلکہ ان کے تحقیقی مقالات کی مجلات میں اشاعت کے لیے معاونت بھی کی۔ شاہ عالم ثانی آصف الدولہ، سلمان شکوہ وہ معروف نام ہیں جنھوں نے دہلی اور لکھنو کی شاعری میں خواتین شعراء کی شمولیت کے لیے معاونت کی۔ لال قلعہ وہ معروف مرکز تھا جہاں مشہور خواتین اور شہزادیاں شاعری کیا کرتی تھیں۔ انھوں نے لکھنا شروع کیا اور اپنی کتب شائع کروائیں۔ بالآخر انگریزی تعلیم کی آمد پر خواتین کے طرز زندگی اور سوچ میں تبدیلی رونما ہوئی جس کے نتائج ہمیں رام پور، حیدرآباد، کلکتہ اور بھوپال کی معروف خواتین شعرا کی صورت میں ملتے ہیں۔	ادب۔ نسائیت۔ تانیثیت۔ عورت۔ بیوی۔ بیٹی۔ بہن۔ عقیلہ جاوید
عنایت اللہ فیضی	معظم خان اعظم کی ایک مسدس	۸۹ تا ۹۲	معظم خان اعظم (پ، ۱۸۳۶ء م، ۱۹۱۲ء) صوبہ سرحد کے معروف شاعر تھے۔ وہ سابقہ ریاست چترال کے رہنے والے تھے۔ وہ مولانا شبلی نعمانی کے معاصر تھے۔ ان کی رزمیہ نظم مولانا شبلی کی رزمیہ نظم کا جواب ہے جو کہ اسلام کی شاندار عظمت رفتہ کے عشقیہ نغمے کی صورت ایک قابل ذکر کلام ہے۔ یہ رزمیہ نظم شمالی ہند کے پہاڑوں میں گھری وادی کے رہنے والے شاعر کی ۱۹ ویں صدی میں برصغیر کے جنوبی میدانی علاقوں کی سماجی اور ادبی دنیا میں رونما ہونے والے واقعات سے آگاہی کا اظہار ہے۔	معظم خان اعظم۔ 1836ء۔ 1912ء۔ عنایت اللہ فیضی۔ چترال۔ شبلی نعمانی۔ رزمیہ

فاروق خالد	فریدرک فان ایدن اور اس کا ناول ''چھوٹا یوہنس'' منزلیں اجاگر کرتے سیارگان اور ایک واضح تر سیارہ	۲۴۸ تا ۲۵۹	انیسویں اور بیسویں صدی میں ڈچ ادب کا ایک اہم ستون تصور کیا جانے والا ناول نگار، ڈراما نگار، مضمون نویس، شاعر، نقاد، نقاش، مصور، مصلح اور نابغۂ روزگار، فریدرک ولیم فان ایدن نیدرلینڈ کے شہر ہارلم میں ۳- اپریل ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوا۔ اس نے دو ادیبوں کے تعاون سے ایک ادبی رسالے (نیا راہبر) کا آغاز کیا۔ اس رسالے کے ابتدائی تین شماروں میں اس کے ناول ''چھوٹا یوہنس'' کا حصہ اول قسط وار شائع ہوا اور بہت جلد مقبول ہوا۔ یہاں اس ناول کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔	فریدرک فان ایدن۔ ناول۔ چھوٹا یوہنس۔ فاروق خالد۔ ہالینڈ۔ ڈچ ادب۔
قاضی عابد / محمد اشرف کمال	مجلہ افکار کراچی کے یک موضوعی نمبر	۳۱۹ تا ۳۳۶	ادبی رسائل کے خصوصی شمارے ادبی تحاریک، مختلف اصناف ادب مشہور ادیبوں اور محققین کی کاوشوں پر مبسوط مواد پیش کرتے ہیں۔ ادبی رسائل کے یہ خصوصی شمارے اردو زبان و ادب کے ارتقا میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ مقالہ ماہنامہ ''افکار'' کراچی کے یک موضوعی شماروں کے تعارف اور تفصیل کو پیش کرتا ہے۔	مجلہ افکار کراچی۔ موضوعی نمبر۔ قاضی عابد۔ اشرف کمال۔ اردو رسائل
محمد آصف قادری	حقوق نسواں کی علم بردار فہمیدہ ریاض کی مزاحمتی شاعری کا اجمالی جائزہ	۳۰۷ تا ۳۱۸	فہمیدہ ریاض اردو کی ترقی پسند شاعرہ ہیں۔ ان کی شاعری روح کی بیداری کا باعث بننے والے مزاحمتی جذبات اور خیالات کو پیش کرتی ہے۔ اگرچہ وہ شعرا کی اس صف سے تعلق رکھتی ہیں جنھوں نے اپنی شاعری کو بہتر بناتے ہوئے انسان کے اندر قوسِ قزح کے مکمل رنگ اور انداز پیدا کیے۔ ان کے کلام میں موجود انقلابی اور باغیانہ خیالات ان کی شاعری کو ہمالیہ جیسی عظمت اور بلندی پر پہنچا دیتے ہیں ہم جب ان کی شاعری کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں اکثر مزاحمتی عناصر پاتے ہیں۔	حقوق نسواں۔ فہمیدہ ریاض۔ مزاحمتی شاعری محمد آصف قادری
محمد نعیم بزمی	بانگ درا کی غزلوں میں امیجری	۳۶ تا ۶۱	تخیلاتی تجربات کا وجود تخلیقی تصور کے باعث ممکن ہے۔ شاعری اور تخیل کا ایک دوسرے پر انحصار ہوتا ہے۔ ہر عظیم شاعر کی گفتگو زندہ خیالات پر مبنی ہوتی ہے۔ ان کی اس شاعرانہ عظمت کا اندازہ نت نئے منفرد تخلیقی تخیل کے عمل کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری ان کے شاہکار تخیل کا عکس ہے۔ ان کی اردو غزلیات یکسر مختلف اسلوب کی حامل ہیں۔ یہ مقالہ اردو غزل کی روایت میں تسلسل اور اضافے میں اقبال کی کاوش اور ان کے شعری تخیل کی قدر و قیمت کے تعین پر مبنی ہے۔	بانگ درا۔ امیجری۔ نعیم بزمی۔ تصورات۔ علامہ اقبال۔

محمد یوسف خشک	سچل سرمست شاعر ہفت رنگ	۷۶ تا ۸۸	مادہ پرست ادب میں کلاسیک کی تعریف کو ذہن میں رکھتے ہوئے، کیا سچل کی شاعری کلاسیک کے معیار پر پوری اترتی ہے؟ اس سوال کے مفصل اور مثبت جواب کے لیے یہ مقالہ سچل کی سندھی، اردو اور سرائیکی شاعری میں موجود رنگوں سے مزین ہے۔ یہ مقالہ سچل اور اردو کے معروف شعرا، ولی دکنی، میر درد، نظیر اکبر آبادی، مرزا غالب اور علامہ اقبال کے درمیان مماثلت کو بھی آشکار کرتا ہے۔	سچل سرمست۔ یوسف خشک۔ سندھی شاعر۔ صوفیانہ شاعری۔ کلاسیک۔ نظیر۔ اقبال۔ صوفی۔ سندھ۔
معین الدین عقیل	اقبال اور نیا عالمی نظام	۱ تا ۱۱	ان دنوں دنیا گیارہ ستمبر کے واقعے سے بہت متاثر دکھائی دیتی ہے بالخصوص مسلم دنیا کو اس کے خوفناک نتائج کا سامنا ہے خصوصاً اس واقعے کے تناظر میں امریکہ اپنا نیا عالمی نظام بنانا چاہتا ہے۔ اس مقالے میں نئے عالمی نظام سے مقابلہ کرنے اور مسلمانوں کی بقاء کے لیے افکار اقبال سے استفادہ کی کوشش کی گئی ہے۔ اقبال کے قول و فکر کو صحیح انداز میں سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ عالمی حالات اور مسائل کا حل اقبال کے خیالات اور ہدایات کی روشنی میں کیا جائے۔	اقبال۔ عالمی نظام۔ گیارہ ستمبر۔ نائن الیون۔ معین الدین عقیل
وحید الرحمٰن خان	محمد خالد اختر کی افسانہ نگاری	۲۶۰ تا ۲۸۰	محمد خالد اختر ہمارے عہد کے ایک ممتاز مزاح نگار ہیں۔ انھوں نے اپنی ادبی عظمت کا ثبوت مختلف اصناف مثلاً ناول نگاری، افسانہ نگاری، تنقید نگاری اور تراجم کی صورت میں فراہم کیا ہے۔ یہ مقالہ محمد خالد اختر کے افسانوی مجموعے ''لالٹین اور دوسری کہانیاں'' کے تنقیدی اور تجزیاتی مطالعے کے علاوہ ان کے افسانوں پر موجود ثقافتی غلاف، کردار اور ان کے اسلوب کے مطالعے کی ایک کوشش ہے۔	محمد خالد اختر۔ وحید الرحمٰن خان۔ لالٹین اور دوسری کہانیاں۔ اردو افسانہ۔ جدید اردو افسانہ۔

الماس: ۱۰(۲۰۰۸ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیر پور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
الوار احمد	قادر بخش ممتاز: ملتان کا ایک قدیم شاعر	۲۴۴ تا ۲۵۰	ملتان ایک تاریخی اور ثقافتی ورثہ رکھتا ہے لیکن اردو ادب کے مؤرخین نے اس حقیقت کو نظر انداز کیا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت بہت سے ادبی اور علمی آثار، دستاویزی شہادتیں جلا دیے گئے اور تباہ کر دیے گئے ۔اس مقالے میں شاعر اور استاد قادر بخش ممتاز کے سوانحی نوٹ اور ان کے کلیات سے چیدہ چیدہ نمونہ کلام کی تفہیم و تشریح کرتے ہوئے ان کی شعری صلاحیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	قادر بخش ممتاز۔ ملتان۔ قدیم شاعر الوار احمد۔ بیاض
ادل سومرو	تنویر عباسی کی شاعری کی چند خصوصیات: ایک جائزہ	۲۱۹ تا ۲۴۳	محبت اور فطرت کے شاعر تنویر عباسی سندھی زبان کے معروف اسکالر تھے۔ تنویر عباسی کا مکمل شعری ادب، انسٹیٹیوٹ آف سندھیالوجی، جام شورو سے بعنوان ''تنویر چاہے''، تجن، سوہن، سورت، شائع ہوا ہے۔ مشہور نقاد ڈاکٹر اللہ داد بھیو تنویر عباسی کو فطرت سے بے پناہ لگاؤ کی وجہ سے سندھ کا ولیم ورڈز ورتھ کہتے ہیں۔ تصوف سے قریب ہونے کے باوجود انھوں نے جدید انداز میں تحریر کیے جانے والے بہت سے گیت، غزل اور ہائیکوز سندھی ادب کو دیے۔ تنویر نے شاہ لطیف کی شاعری کے کرداروں سسی، سوہنی، ماروی اور رینجل کو علامتی طور پر اپنے کلام میں شامل کیا یہ مقالہ اسی حوالے سے تنویر عباسی کے افکار کے جائزے پر مشتمل ہے۔	تنویر عباسی۔ ادل سومرو۔ انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی۔ سندھی شاعری اللہ داد۔ سندھ۔

بادشاہ منیر بخاری	پشتو زبان و ادبیات کے (اردو) ادبی تواریخ کا توضیحی جائزہ	۲۳ تا ۳۰	عالمی ادبی تواریخ میں تقابلی مطالعے عام ہیں۔ اس مقالے میں اردو میں تحریر کردہ پشتو ادب کی تاریخ پر بحث کی گئی ہے۔ پشتو زبان اور ادب کی اپنی روایات ہیں اور اس کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ گذشتہ دہائیوں کے دوران بہت سے ادبی محققین نے اپنے اپنے انداز میں پشتو ادب کی تاریخ اور پس منظر پر کام کیا ہے۔ مصنف نے پشتو زبان و ادب کی دستیاب تمام تواریخ کی تخلیقی صلاحیتوں کا مطالعہ کیا ہے۔ انھوں نے مواد کی ہیئت، ترتیب اور پیش کش کے حوالے سے ان تواریخ میں موجود اہم اختلافات کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔ ان کے نتائج واضح اور تحقیق پر مبنی ہیں۔	پشتو زبان۔ ادب۔ تاریخ۔ تواریخ۔ بادشاہ منیر بخاری۔ پشاور۔
تنظیم الفردوس	جنگِ آزادی میں علما کا کردار: احمد شاہ مدراسی	۱۴۷ تا ۱۶۴	جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اس جنگِ آزادی کے اسباب اور محرکات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی قیادت کے کردار کا تعین کیا گیا مگر اس جنگِ آزادی میں مذہبی رہنماؤں بالخصوص مسلم علماء کرام کے متحرک اور متاثر کن کردار پر بہت کم روشنی ڈالی گئی اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اس جنگ میں خطے میں بسنے والے تمام لوگوں نے اپنی مذہبی اور علاقائی وابستگی سے بالاتر ہو کر حصہ لیا اور اپنے جذبۂ حب الوطنی کا زبردست اظہار کیا۔ باوجود اس کے کہ مذہبی محققین اور علمائے کرام نے معاشرے کی دیگر قابلِ ذکر شخصیات کے ساتھ مل کر مخلص اور شدید عملی مزاحمتی کردار ادا کیا، ان کو عموماً نظر انداز کیا گیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک مدراس کے مولوی احمد اللہ شاہ ہیں جن کے اہم کردار کو مناسب انداز میں تسلیم نہیں کیا گیا اور نہ ہی تعریف کی گئی۔ یہ مقالہ مولوی احمد اللہ شاہ کی شاندار کوششوں اور جد و جہد کو منظرِ عام پر لانے کی ایک کوشش ہے جس کو برطانوی اسکالرز اور مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے۔	جنگِ آزادی۔ ۱۸۵۷ء۔ اٹھارہ سو ستاون۔ علمائے اسلام۔ احمد شاہ مدراسی۔ تنظیم الفردوس

جاوید چانڈیو	میرا کے کرشن اور خواجہ فرید کے رانجھے کا تقابلی مطالعہ	۲۰۷ تا ۲۱۸	خواجہ غلام فرید (پ ۱۸۴۵ء، م ۱۹۰۱ء) وادیِ سندھ کے آخری عظیم صوفی شاعر تھے۔ سماجی اور فلسفیانہ وسعت کی حامل ان کی ۲۷۱ کافیاں عظیم کلاسیکی سرمائے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی شاعری کا مختلف زاویوں سے مفصل تقابلی مطالعہ بالخصوص ان کے پیش روؤں کے حوالے سے جیسے میرا بائی، شاہ حسین، بلھے شاہ، سچل سرمست وغیرہ ہیں، کیا جانا بہت ضروری ہے۔ دیوانِ فرید کا مطالعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ فرید اپنے اساتذہ کے خیالات اور تخلیقات سے متاثر ہیں، یہاں ہم کرشنا اور رانجھا کے حوالے سے میرا کے بھجن اور فرید کی کافیوں کا تقابل کر رہے ہیں۔ یہ تقابل ظاہر کرتا ہے کہ میرا کا کردار کرشنا، رانجھا کے کردار کے ارتقاء کا ایک اہم ذریعہ تھا۔ جیسے چرواہے یا جوگی کے ہاتھ میں بانسری پسندیدگی کی علامت ہوتی ہے، ہندوستانی لوک روایات میں رادھا کرشنا کی کہانی بھی عورت عاشق کے طور پر پیش کی گئی ہے۔	میرا۔ کرشن۔ خواجہ فرید رانجھا۔ جاوید چانڈیو۔ سندھ۔
روبینہ ترین	انقلاب ۱۸۵۷ء اور ہم عصر اردو صحافت	۱۲۷ تا ۱۳۶	مابعد نوآبادیات تحقیق و تنقید نے ۱۸۵۷ء کی تحریک کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ برطانوی حکمران اور ان کے مقامی مددگاروں نے اسے غداری، مگر بہت سی قوم پرست قوتوں نے اسے جنگِ آزادی قرار دیا۔ اس مقالے میں برطانوی سامراج کے خلاف آزادی کی جنگ لڑنے والے ان لوگوں کے کردار پر بحث کی گئی ہے جنھوں نے تلوار کے بجائے قلم سے جدوجہد کی۔ یہ ادیب اور صحافی تھے جنھوں نے مجاہدین کا ساتھ دینے کی بھاری قیمت قید، جلاوطنی اور پھانسی کی صورت میں ادا کی۔	انقلاب۔ اٹھارہ سو ستاون۔ صحافت۔ روبینہ ترین۔

شفیق انجم	اردو افسانے پر جدیدیت کے اثرات	۶۲ تا ۷۵	۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۰ء کے دوران اردو ادب میں جدیدیت کی تحریک نے سر ابھارا۔ اس تحریک نے زندگی اور ادب کے تمام زاویوں پر اثرات مرتب کیے۔ اور یہ اثرات ادب کی مختلف اصناف پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ مقالہ اس تحریک کے نتیجے میں اردو افسانے پر اثرات اور تبدیلیوں کے مطالعے پر مبنی ہے۔	اُردو افسانہ۔ فکشن۔ جدیدیت۔ شفیق انجم۔ جدید اردو فکشن۔
شگفتہ حسین	نسائی محسوسات کی تجسیم: ریختی	۱۷۷ تا ۱۸۷	ہندی شاعری میں عورت کو ایک باوفا عاشق کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اور ریختی میں وہ اپنی ہی ہم جنس کے لیے اظہار محبت کرتی نظر آتی ہے۔ سعادت یار خان رنگین مشہور ریختی شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنی ''مجلس رنگین'' میں ایسی شاعری پیش کی ہے جو کہ نیم جنسی کہی جا سکتی ہے۔ ریختی میں عورتوں کی باتیں ان کے جنسی جذبات، ان کے لباس کی تفاصیل اس لیے ملتی ہیں کہ اس دور میں عورت لکھنؤ والوں کے دل ودماغ پر حاوی تھی۔	نسائی محسوسات۔ جنسی شاعری۔ لکھنوی معاشرہ۔ لکھنؤ۔ تجسیم۔ ریختی۔ شگفتہ حسین۔ ہندی شاعری۔ عورت
طارق ضیاء الرحمٰن سراجی	ہندوستان میں برطانوی حکومت کی آمد سے پہلے اُردو زبان وادب کی کیفیت	۱۱ تا ۳۲	دو یا دو سے زائد زبانوں کا آپس میں تعلق ایک نئی زبان کو جنم دیتا ہے۔ لیکن اس نئی زبان کا ارتقاء صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔ اسی قانون کے تحت اردو نے بھی ترقی کی اور برصغیر کی اہم زبان بن گئی۔ یہ مقالہ انگریزوں کی ہندوستان آمد سے قبل اردو زبان و ادب کی صورت حال کو بیان کرتا ہے۔	ہندوستان۔ برطانیہ۔ برطانوی حکومت۔ اُردو زبان طارق ضیاء الرحمٰن سراجی۔
طارق محمود	اقبال شناسی اور مجلّہ عثمانیہ	۲۶۷ تا ۲۷۲	حیدر آباد دکن اردو زبان وادب کی ترقی وترویج کا مرکز رہ چکا ہے، وہاں ادب کے شعبے میں بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیے گئے۔ ریاست کے حکمران ادب کی ترقی میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سی عظیم ادبی شخصیات کو وہاں مدعو کیا اور ان کے علم سے استفادہ کیا۔ انھی میں ایک علامہ اقبال بھی ہیں جنھوں نے وہاں کے ادب اور تاریخ کو متاثر کیا۔ حیدر آباد میں اقبال کی شاعری کے حوالے سے عظیم کام انجام دیا چکا ہے اس مقالے میں جامعہ عثمانیہ حیدر آباد کے مجلّہ عثمانیہ میں اقبال کی حیات اور ان کی شعری اور ادبی کاموں کے حوالے سے شائع ہونے والے مقالات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	اقبال شناسی۔ (مجلّہ عثمانیہ) حیدر آباد دکن۔ طارق محمود۔

عابد سیال	جدیدیت اور غزل میں نئے موضوعات	۲۷۳ تا ۲۸۵	جدیدیت کی تحریک نے اردو ادب کی مختلف اصناف پر اثرات مرتب کیے اس تحریک نے اردو غزل کو بھی متاثر کیا۔غزل کے موضوع اور انداز میں تبدیلی کی صورت میں اس تحریک کے نتائج واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں پیش نظر مقالہ اسی موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔	جدیدیت۔غزل۔ موضوعات۔ عابد سیال۔ اردو شاعری
عطش درانی	متنی نسخوں کی تدوین اور اطلاعات	۱ تا ۱۰	متنی تنقید اب سائنسی تحقیق سے وابستہ ہے اور اس مقصد کے لیے سوفٹ ویئر، ٹولز اور ایپلیکیشن استعمال ہو رہی ہیں۔ یہ مقالہ اردو تحقیق اور تدوین متن کے لیے اردو نظام اطلاعیات کے قیام کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔دو مختلف نسخوں کے متون کا موازنہ کرنے کا یہ طریقہ ریاضیاتی نظریہ'' نظریہ اطلاعیات'' ہے۔الگورتھم تکرار آنے والے حروف، الفاظ یا متن کی پیچیدگیوں کو تلاش کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نظریہ اطلاعات کے استعمال سے اردو زبان اور تحقیق کو حاصل ہونے والے فوائد کی تفصیل پیش نظر مقالے میں بیان کی گئی ہیں۔	تدوین متن۔ نظریہ اطلاعیات۔ متنی تنقید۔ ریاضیاتی نظریہ اطلاعیات۔ عطش درانی۔ مضامین۔تحقیق
عقیلہ جاوید	ہندوستان میں مغربی تصانیف کے اردو تراجم	۱۶۵ تا ۱۷۶	مصنف نے اس مقالے میں بھارت میں کیے جانے والے مغربی تحریروں کے تراجم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔فطری طور ترجمہ کاری ایک پیچیدہ صلاحیت ہے۔ایک اچھا ترجمہ دونوں زبانوں اور ان سے منسلک ثقافتوں کا عکاس ہونا چاہیے۔ فورٹ ولیم کالج نے ایشیائی زبانوں، سنسکرت، ہندی اردو، فارسی عربی اور بنگالی میں تراجم کی بنیاد ڈالی۔اس کے ساتھ انھوں نے عظیم ادبی اور دانشورانہ اہمیت کی حامل مغربی مصنفین کی تحریروں کے بھی تراجم کیے۔جس کی وجہ سے اردو زبان و ادب میں نئے در وا ہوئے۔اس مقالے میں مصنف مذکورہ موضوع پر بحث پیش کرتا ہے۔	ہندوستان۔ مغربی تصانیف۔ تراجم۔ عقیلہ جاوید۔ فن ترجمہ

علمدار حسین بخاری	حقیقت پسند فکشن میں بیانیہ بطور منظر	٣١ تا ٤٨	حقیقت پسند فکشن لبرل انسانی فلسفیوں کی پیداوار تھا جو کہ ۱۹ ویں صدی میں یورپ میں ابھرا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں جدید ادبی تحاریک نے اسے تقویت بخشی۔ کہانی کا یہ بیانیہ انداز بہت جلد مقبول ہو کر یورپ اور اس کے ماتحت علاقوں میں پھیل گیا۔ اردو اور برصغیر کی دیگر زبانوں نے یورپ کی ادبی روایات سے متاثر ہو کر تقریباً اسی تکنیک اور انداز میں کہانی کا بیانیہ اختیار کیا۔ اس مقالے میں اردو حقیقت پسند فکشن کے تناظر میں کہانی تحریر کرنے کی ایک اہم تکنیک ''بیان بمطابق ظاہر'' کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ حقیقت پسند فکشن کے مصنفین ہمیشہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے حقیقی زندگی کا عکس اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے۔ لیکن اب مابعد استعماریت اور جدیدیت کے ادبی نظریات نے اس دعوے کے خلاف بہت درست سوالات اٹھائے ہیں۔ اب فکشن میں حقیقی زندگی کا شفاف عکس مصنف کی مصروفیت اور اس کی ہر قسم کی تحریر، ان جدید نظریات کے مطابق سوالیہ نشان بن چکی ہے کیونکہ ان کے مطابق زندگی کے مختلف آثار راستے بے شکل اور سیال ہیں کہ کوئی تحریر اس طرح زندگی کے عکس اپنی گرفت میں نہیں لے سکتی کہ جس طرح وہ ہے یا ہو سکتی ہے۔ اسی لیے یہ ادب یا آرٹ میں اپنے حقیقی انداز میں بیان یا متصور نہیں ہو سکتی۔ یہ مقالہ اس تجویز پر اختتام پذیر ہوتا ہے کہ اردو تنقید کو اب ہم عصر نظریات برائے تشریح و تفہیم متن کو مدنظر رکھنا چاہیے۔	حقیقت پسند۔ فکشن۔ بیانیہ۔ منظر۔ علمدار بخاری۔
غلام علی الانہ	سچل سرمست اور خواجہ فرید کی فکری ہم آہنگی	١٨٨ تا ٢٠٦	ادب میں تقابلی مطالعے کی اہمیت کیا ہے اور یہ کس طرح فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے؟ یہ مقالہ ان سوالوں کے جوابات کے بعد سچل سرمست اور خواجہ غلام فرید جیسے شعرا کی شاعری اور تصوف پر مبنی خیالات میں مماثلت کو پیش کرتا ہے۔	سچل سرمست۔ خواجہ۔ فکر۔ ہم آہنگی۔ غلام علی الانہ۔ فرید

مرزا حامد بیگ	انشائیہ، بازگشت، بازدید	۴۹ تا ۶۱	انشائیہ کو تعریف اور تنقید دونوں کا سامنا رہا ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ صرف معروف اور خوشحال لوگ ہی کامیاب انشائیہ لکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا تھا کہ انشائیہ حقیقی زندگی سے اجتناب کی ایک قسم ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ لیلٹ، آڈن، ہمنگ وے، اور روڈ ہاؤس بڑے مشہور نام تھے مگر انشائیہ تحریر کرنا ان کی شہرت کا باعث نہیں۔ ماہرین نفسیات نے بھی ان اعتراضات کو بے معنی قرار دیا ہے۔ اردو میں نذیر صدیقی، مشکور حسین یاد، اور وزیر آغا انشائیہ نگاری کے بانی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اس تناظر میں وزیر آغا بہتر نظریہ ساز لگتے ہیں۔ ان کے انشائیے تہذیبی، علمی، اور نفسیاتی انداز تحریر کا عکس ہیں۔ ان ہی اقدار کی پیروی کرتے ہوئے داؤد رہبر، غلام جیلانی اصغر، مشتاق قمر، جمیل آذر اور اکبر حمیدی نے معیاری انشائیے تحریر کیے۔	انشائیہ۔ مرزا حامد بیگ۔ غلام جیلانی۔ مشکور حسین یاد۔ وزیر آغا۔
ناہید قمر	قرۃ العین حیدر کی ناول نگاری کا فکری تناظر	۷۶ تا ۱۲۶	مصنف کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے ہمیں مختلف زاویوں سے اس تک رسائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بطور ایک ناول نگار قرۃ العین حیدر کو سمجھنے کے معاملے میں ہم دو طریقے پاتے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیسے قرۃ العین حیدر نے ناول نگاری کے روایتی انداز کو ترک کر کے جدید انداز کے قریب تر ہو کر لکھا۔ جیسے بیسویں صدی کی ابتدا میں جدید ناول لکھنے کی روایت میں جیمز جوائس نے تجربات کیے۔ اور دوسرا طریقہ کار یہ ہے کہ ہم جاننے کی کوشش کریں کہ وہ کون سا عمل ہے جس نے انھیں ان کے ہم عصروں سے مختلف بنا دیا۔ تقسیم کے واقعے کو انھوں نے اپنے شعور میں جذب کیا اور پھر اس کا عکس ان کی تحریروں میں جا بجا دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ قرۃ العین حیدر کی تخلیقات میں وقت کا شعور کبھی واضح اور کبھی ایک سائے کی طرح ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اس حوالے سے دو چیزوں کو ان کے فکری نظام میں بہت اہمیت حاصل ہے ایک فنا اور دوسرا تاریخیت کا شعور۔ پیش نظر مقالہ ان کے افسانوی ادب کے تجزیے پر مبنی ہے۔	قرۃ العین حیدر۔ ناول نگاری۔ فکری تناظر۔ ناہید قمر۔

نجیبہ عارف	بلھے شاہ کی شاعری، سماجی اور سیاسی تناظر میں Bullhe Shah's Poetry in Social and Political Context	۵ تا ۱۳	اس مقالے میں معروف پنجابی صوفی شاعر بلھے شاہ کی شاعری کا سیاسی و سماجی تناظر میں تنقید و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ بلھے شاہ کی شاعری ان کے واضح سماجی شعور کا اظہار کرتی ہے اور صوفیانہ مفاہیم کے ساتھ ساتھ، معاشرتی اور سیاسی ماحول کی عکاس و ترجمان بھی ہے۔	نجیبہ عارف۔ بلھے شاہ۔ پنجابی شاعری۔ صوفی شاعری۔
یاسمین سلطانہ	ن م راشد کی شاعری میں تلخی دوراں	۲۵۱ تا ۲۶۶	اردو شاعری جن شعرا کی بدولت عہد آفریں تبدیلیوں سے دوچار ہوئی، ان میں ن۔م راشد کا نام سرفہرست ہے۔طرز احساس، اسلوب فکر، رنگ و آہنگ اور ہیئت و تکنیک کے اعتبار سے ان کی شاعری، اس عہد کے قارئین اور ناقدین کے لیے زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی۔درا صل راشد کی شاعری اردو میں ایک نئے تجرباتی دور کی تمہید ہے۔ان کی شاعری ہیئت اور مادے دونوں کے اعتبار سے ہماری روایتی شاعری سے مختلف ہے۔راشد کی شاعری جنگ عظیم کے بعد معاشرے اور سیاست پر اثر انداز ہونے والے خیالات کا عکس پیش کرتی ہے۔ان کی شاعری غیر منصفانہ سماجی اور سیاسی حالات کی تلخی لیے ہوئے ہے۔	راشد۔ تلخی دوراں۔ یاسمین سلطانہ۔ شاعری۔ فوقیت

الماس: ۱۱ (۲۰۰۹ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیر پور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	تکنیک ایک پیچیدہ ادبی اصطلاح	۱۸۷ تا ۱۹۳	ہر ادبی کام کو کار آمد بنانے کے لیے کچھ طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ وہ صنف جو اس لیے استعمال ہوتی ہے اس کو ہم تکنیک کہتے ہیں۔ حالاں کہ ادب کی بہ نسبت سائنس میں عموماً اس کو زیادہ تکنیکل سمجھا جاتا ہے۔ ادب میں بالخصوص شاعری تکنیک کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ مقالہ نہ صرف تکنیک کی اصطلاح بلکہ اس کے متعلق محققین اور نقادوں کے مختلف خیالات کو، جو کہ تکنیک کے استعمال کے حوالے سے ہیں پیش کرتا ہے۔ تکنیک کا ایک پہلو صرفی و نحوی قواعد، الفاظ کے انتخاب اور استعمال سے متعلق ہے اور دوسرا مصنف کے علمی، روحانی اور جسمانی پس منظر جذباتی تعلقات وغیرہ سے ہے۔ یہ مقالہ دونوں حوالوں سے بحث کو پیش کرتا ہے۔	تکنیک۔ ادبی اصطلاح۔ ارشد محمود ناشاد۔ صرف و نحو۔ شاعری تکنیک۔ ادبی اصطلاحات۔
اظہار اللہ اظہار	سخن تراشی مرزا رفیع سودا کی غزل (ایک تجزیہ)	۱۱۶ تا ۱۲۸	مرزا رفیع سودا اردو کے معروف قصیدہ گو شاعر ہیں۔ انھوں نے نہ صرف قصیدہ کو بہ اعتبار موضوع بلکہ بہ اعتبار ہیئت بھی آراستہ کیا۔ وہ باوجود ایک ممتاز اور ماہر قصیدہ گو شاعر ہونے کے ایک بہترین غزل گو شاعر بھی ہیں مگر بد قسمتی سے نقاد ان کی غزل کو نظر انداز کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ سودا نے ثابت کیا ہے غزل ان کے نزدیک ثانوی اہمیت کی حامل نہیں۔ انھوں نے اپنے تخلیقی جوہر اور شعری قوت کے نتیجے میں اردو غزل کی اصلاح کی ہے اور اسے معنوی جہات سے آشنا کیا ہے۔ یہ مقالہ سودا کی غزل گوئی کے تجزیے پر مبنی ہے۔	مرزا رفیع سودا۔ اظہار اللہ اظہار۔ قصیدہ۔ کلاسیکی شاعری۔ اردو قصیدہ گوئی۔ اردو غزل۔ کلاسیکی شاعری۔

انوار احمد	جاپانی ناول کی روایت کی چند جھلکیاں	۱ تا ۲۲	اس مقالے میں ڈاکٹر انوار احمد نے جاپانی ناول بالخصوص ان کے اردو تراجم کے حوالے سے اپنے تاثرات اور خیالات کو قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ جاپانی ناول نگاروں کے تخلیقی تجربات جن کی وسعت فطرت کی مہربانیوں سے جنگ کی ہولناکیوں تک ہےکا تجزیہ کریں۔	جاپانی ناول۔ انوار احمد۔ جاپانی ادب۔
بادشاہ منیر	اردو اور کھوار کا صرفی ونحوی۔تقابلی جائزہ	۲۲۶ تا ۲۵۴	کھوار گلگت، بلتستان اور چترال میں بولی جانے والی ایک معروف زبان ہے۔ اردو اور کھوار کے صرف ونحو کے قاعدوں میں اشتراک کا تقابلی مطالعہ اس مقالہ کا مرکزی موضوع ہے۔ اردو قواعد نویسوں نے جہاں عربی کا تتبع کیا ہےوہاں کھوار کے علما نے بھی اپنی گرامر کو عربی کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ اردو اور کھوار کے قواعد کا تقابلی مطالعہ ان دونوں میں موجود بہت سے مشترکات سامنے لاتا ہے۔	اردو۔کھوار۔ اردو صرف ونحو۔ کھوار صرف ونحو۔ بادشاہ منیر۔
حافظ صفوان محمد چوہان	اردو اور دنیا کی بڑی زبانوں کی شماریات کے براہِ راست حوالے	۲۰۲ تا ۲۱۶	کسی زبان کے بارے میں یہ دعویٰ کہ اس کے بولنے والوں کی تعداد اتنی اور اتنی ہےایک دلچسپ صورتِ حال پیدا کردیتا ہے۔ اندازہ لگانے والے مختلف اداروں کی رپوٹوں میں اس تعداد میں باہم بیسیوں ملین کا فرق ہوتا ہے۔اس کی وجوہ سیاسی بھی ہیں اور حقیقی بھی۔اس شماریات میں موجود باہمی تفاوت کی وجوہات کیا ہیں؟اس مقالے میں مذکورہ نکات زیرِ بحث ہیں۔	اردو زبانوں کی شماریات۔ حافظ صفوان محمد چوہان
حمیرا اشفاق	اردو فکشن میں خواتین کے تخلیقی سفر کے احوال و مقامات	۶۵ تا ۸۲	خواتین افسانہ نگاروں نے اپنے قارئین کی ایک بڑی تعداد پیدا کر کے معاشرے میں تاریخی شعور کے ساتھ ساتھ ہم عصر سماجی سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق آگاہی بھی فراہم کی ہے۔خواتین ناول نگار جیسے حجاب امتیاز علی ،قرۃ العین حیدر نے حقیقی زندگی کو مختلف زاویوں سے پیش کیا ہے۔ناول نگار خواتین نے جغرافیائی، سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل اوران کے اتار چڑھاؤ کو اپنا موضوع بنایا ہے۔اردو کے نثری ادب کے ارتقا میں خواتین کا کردار بےحد فعال نظر آتا ہے۔اس مقالے میں خواتین کے اسی فعال کردار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو فکشن۔ نسائی فکشن۔ خواتین افسانہ نگار۔ اردو افسانہ۔ حمیرا اشفاق۔

حیدر قریشی	ہرمن ہیسے کا ناول ''سدھارتھ''	۲۳ تا ۳۰	معروف جرمن ادیب، ناول نگار ہرمن ہیسے کا ناول ''سدھارتھ'' ادبی نوبل انعام ۱۹۴۶ء میں حاصل کر چکا ہے۔ یہ ناول ان کے معیاری انداز تحریر کا عکاس ہے۔ اس مقالے میں ان کے اس نوبل ادبی انعام یافتہ ناول کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	ہرمن ہیسے۔ سدھارتھ۔ نوبیل انعام۔ حیدر قریشی۔
رفیق احمد	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر نجم الاسلام اور رسالہ تحقیق	۲۲۵ تا ۲۶۴	ڈاکٹر نجم الاسلام اور رسالہ تحقیق کا ذکر در حقیقت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی علمی و ادبی خدمات کا بالواسطہ تذکرہ ہے۔ اسے ایک مثلث کا نام تو نہیں دیا جا سکتا تاہم خدمات علمی کا ایک سلسلہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ ہم اسے روشنی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں جو اپنے مرکز سے پھوٹ کر چار دانگ عالم کو منور کرتی ہے۔ اس حوالے سے ابتداءً ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان اور ڈاکٹر نجم الاسلام کے تعلقات کا اور شاگرد پر استاد کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بعد ازاں رسالہ تحقیق اور مدیر تحقیق کے عکس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے جمالِ علمی کا پرتو دکھایا گیا ہے۔	غلام مصطفیٰ خان۔ نجم الاسلام۔ رفیق احمد۔ مجلہ تحقیق۔ سندھ یونی ورسٹی جامشورو۔
روبینہ شاہین	نفسیات اور ادبی تخلیق	۱۹۴ تا ۲۰۱	ادب اور نفسیات کا تعلق روح اور جسم کا ہے۔ درحقیقت سارے ادبی شاہکار شاعری، افسانہ، ناول، ڈراما انسانی زندگی کے نفسیاتی پہلوؤں کو پیش کرتے ہیں۔ ادب اور نفسیات ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ مشہور مصنفین کے کردار بعض نفسیاتی تصورات کی وضاحت کرتے ہیں۔ تخلیقی عمل کی تفہیم کے لیے انسانی شعور اور لاشعور کو جاننا بے حد ضروری ہے۔ یہ مقالہ اسی موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔	نفسیات۔ ادبی تخلیق۔ روبینہ شاہین۔ ڈراما۔ فرائیڈ۔ ناول
شازیہ عنبرین	''آفتاب اقبال''۔ حیاتِ اقبال کا ایک اہم حوالہ	۲۸۹ تا ۳۱۴	یہ مقالہ علامہ اقبال کے بڑے صاحبزادے آفتاب اقبال اور ان کی پہلی بیوی کریم بی بی کے منفرد کردار کو پیش کرتا ہے۔ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ اقبال کے حوالے سے کچھ اہم اور متنازع خیالات اور سوالات کے جواب آفتاب اقبال کی سوانح سے حاصل کیے جائیں جو اقبال کے سوانح نگاروں کے لیے ناگزیر ہیں۔ حیاتِ اقبال ''آفتاب اقبال'' کے بغیر نامکمل ہے۔	آفتاب اقبال۔ حیاتِ اقبال۔ شازیہ عنبرین۔

شہاب الدین ثاقب	غالب کی دواہم تقریظیں	۱۴۶ تا ۱۷۱	اس مقالے میں غالب کی دوتقریظوں کا تاریخی اور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے ان میں ایک سر سید احمد خان کی ''آثار الصنادید'' اوردوسری ''آئین اکبری' مصنفہ ابوالفضل، مرتبہ سید احمد خان ہیں۔ غالب کی تقریظ کے نکات ذاتی اورفنی دلچسپی کاباعث ہیں۔	غالب۔تقریظ۔ شہاب الدین ثاقب۔آثار الصنادید۔آئین اکبری۔ابوالفضل
صوفیہ خشک	دنیا کی کم سن کلاسیک ادیبہ ''این''	۳۱ تا ۳۷	ادب جنگ اوراس کے بعد کے حالات بالخصوص طاقت کی تمنا، نسلی امتیاز، دباؤ اور تناؤ کی حالت میں انسانی رویوں کو اپنی تحریروں میں بہت خوب صورتی سے پیش کرنے کی ذمہ داری بھی بخوبی نبھاتے آئے ہیں۔ این فریک کی ڈائری عالمی جنگ عظیم دوم کی متاثرہ تھی۔ وہ ایک کم عمر ادیبہ تھی جس نے اپنے حالات خفیہ تنگی میں بیٹھ کرڈائری میں رقم کیے۔ یہ مقالہ اس کی ڈائری کی ادبیت کوروشناس کراتا ہے۔	این فریک کی ڈائری۔جنگ عظیم۔ صوفیہ خشک۔
عتیق احمد جیلانی	کچھ افادات ماہر	۱۷۲ تا ۱۸۶	''اردو نامہ'' کراچی معروف ادبی اورعلمی رسالہ تھاجو کہ اردو لغت بورڈ کراچی کا ترجمان تھا۔ ماہر القادری کے خطوط اور مضامین اکثر اس رسالے میں شائع ہوتے تھے۔ ان کی تحریریں علمی نکات اور ادبی معلومات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اس مقالے کا مقصد ان کے منتشر علمی و ادبی نکات کو یکجا کرنا ہے تا کہ محققین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جائے اوراس سے استفادہ کیا جائے۔	اردونامہ ماہرالقادری اردولغت بورڈ۔ عتیق جیلانی۔ ماہرالقادری
کلثوم البشر	بنگلہ دیش میں اردو ادب: ۱۹۷۱ء تا حال	۳۸ تا ۴۴	۱۹۴۷ء میں لوگوں نے مغربی اورمشرقی پاکستان سے مذہب کی بنیاد پر ہجرت کی مگر بدقسمتی سے ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان سے لوگوں نے صرف زبان کی بنیاد پر ہجرت کی۔ اردو کے معروف ادیب اور مصنفین نے بنگلہ دیش کو چھوڑ دیا۔ مگر اردو اب تک بنگلہ دیش کے عوام کی محبوب ہے اوراس کا اپنا ایک منفرد رنگ اور خوشبو ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۷۱ سے ۲۰۱۰ء تک ''اردو کے دبستان بنگلہ دیش'' کے حوالے سے ایک جائزہ پر مشتمل ہے۔	بنگال۔بنگلہ دیش۔ ۱۹۷۱ء۔مشرقی پاکستان۔کلثوم البشر۔ سقوطِ ڈھاکہ۔

محمد آصف	اقبال کی جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست	۲۶۵ تا ۲۹۸	جمہوریت کا قیام اظہار رائے کی آزادی اور انسانی حقوق کے اصولوں پر ہے۔ در اصل اقبال حقیقی جمہوریت یا جمہوریت کی روح یعنی اتحاد انسانی، آزادی اور مساوات کے قائل ہیں۔ بلکہ مغربی جمہوریت کے یہ خوشنما اصول اقبال کے لیے باعث کشش ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مغرب ان اصولوں کو صحیح معنوں میں عملی طور پر پیش نہیں کر سکا۔ اس لیے اقبال جمہوریت کی روح یعنی حریت فکر وعمل کے تو قائل تھے مگر اس کے عملی مظاہر کے نقاد تھے۔ ان کے نزدیک توحید کا جوہر مساوات، تمکین اور اخوت ہے اور جمہوریت کے اصولی فکری نظام میں وہ الٰہی عناصر کو موجود پا کر اس کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ مقالہ جدید اسلامی اور جمہوری ریاست کے حوالے سے افکار اقبال کو پیش کرتا ہے۔	علامہ اقبال۔ محمد آصف۔ جدید اسلامی ریاست۔ فلاحی ریاست۔ جمہوری ریاست۔ مغربی جمہوریت۔ اسلامی جمہوریت۔
محمد علی صدیقی	وہابی تحریک: ایک ادبی زاویہ	۹۸ تا ۱۰۲	اس مقالے میں وہابی تحریک کی نمایاں خصوصیات کو معروضی انداز میں موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ وہابی تحریک کے بارے میں فرقہ وارانہ اختلافات کے تناظر کے علاوہ ایک ادبی تناظر بھی موجود ہے جو بلالحاظ مسلک ہونے کی وجہ سے قابل توجہ ہے۔ یہ پہلو ہنوز تشنۂ بحث وتحقیق ہے۔ سید احمد شہید کی تحریک کے تبلیغی رسائل نے اردو نثر کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان رسائل کا مطالعہ وہابی تحریک کی حمایت ومخالفت کے بجائے اردو نثر کی ترقی اور سلیس اظہار کی خوبیوں کے حوالے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔	وہابی تحریک۔ ادبی زاویہ۔ محمد علی صدیقی۔ انیسویں صدی۔ مسلمان علما کی اردو نثر۔
محمد کامران	ناصر کاظمی کی تنہائی اور اداسی کے رنگ بحوالہ ''دیوان''	۱۳۹ تا ۱۴۵	ناصر کاظمی اپنے عہد کے مقبول ومعروف شاعر تھے۔ بالخصوص استعارات اور چھوٹی بحر کے استعمال کے حوالے سے وہ اداسی کے رنگ تنہائی اور یاد و الم کے شاعر تھے۔ وہ میر تقی میر کی شاعری کے بڑے مداح تھے۔ ان کی شاعری میں موجود احساس تنہائی اور حزن وملال اس کا نتیجہ ہیں۔ انھوں نے انبالہ سے پاکستان ہجرت کی اور اپنے آبائی وطن کو چھوڑنے کا یہ دکھ ساری عمر ان کے ساتھ رہا۔ ان کی شاعری میں یاد وطن مسلسل نظر آتی ہے۔ عموماً لوگ انھیں غم زدہ شاعر کے طور پر لیتے ہیں لیکن ان کی شاعری کی بنیاد رومانویت اور امید ہیں۔	ناصر کاظمی۔ دیوان۔ محمد کامران۔ ہجرت۔ جدید غزل۔

محمد کیومرثی	اردو میں افسانہ نگاروں کے اسالیب: ایک جائزہ	۵۲ تا ۶۴	اردو زبان میں ''اسلوب'' لفظ سے مراد ''انداز'' ہے جبکہ اسلوب عربی لفظ ہے اور اس کے معنی کام کو کرنے کا طریقہ اور انداز'' ہیں۔ موضوع اور شخصیت ایسے عناصر ہیں جن کا اسلوب کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسلوبیاتی مطالعے کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے بغیر تخلیق کاروں کی انفرادیت معلوم نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص اس کے عہد کے مسائل کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اس مقالے میں اردو کے کچھ اہم افسانہ نگاروں کے اسلوب کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد کیومرثی۔ اردو افسانہ۔ افسانوی اسلوب۔ اسلوبیاتی مطالعہ۔
مقصود الٰہی شیخ	اردو نثر: یو کے	۴۵ تا ۵۱	اردو زبان سے محبت کرنے والے، اسے بولنے اور لکھنے والے دنیا بھر میں موجود ہیں اور وہ مسلسل اردو زبان کے پھیلاؤ اور اردو ادب میں گراں قدر اضافے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ یہ مقالہ اردو سے محبت اور لگاؤ کے اس تصور کے پس پشت موجود اسباب کے بیان اور یو کے میں اردو نثر کے جائزے پر مبنی ہے۔	اردو نثر۔ برطانیہ میں اردو۔ اردو نثر کا ارتقا۔ مقصود الٰہی شیخ۔
نجیب جمال	یگانہ کا قیام پاکستان	۱۰۷ تا ۱۱۵	یگانہ ۲۱۔اگست ۱۹۵۱ء کو اپنے اہل خانہ سے ملاقات کے لیے ہندوستان سے کراچی آئے تھے۔ انھوں نے معروف شیعہ عالم علامہ رشید ترابی کے گھر قیام کیا جو کہ ان کے گہرے دوست تھے۔ یگانہ اپنے بڑے بیٹے آغا جان سے ملاقات کے لیے پشاور گئے ان کے بیٹے ریڈیو پاکستان پشاور میں ملازم تھے۔ پشاور سے یگانہ لاہور واپس آئے اور لاہور سے وہ واہگہ کے راستے دہلی اور دہلی سے لکھنؤ جانا چاہتے تھے جو کہ غیر قانونی تھا۔ نتیجتاً وہ واہگہ پر گرفتار کر لیے گئے۔ اور ۲۱ دن کے لیے جیل بھیج دیے گئے۔ رہائی پر ان کی مدت ویزا ختم ہو چکی تھی جس میں توسیع کے لیے انھوں نے تگ و دو شروع کی۔ یہ ایک انتہائی مشکل قانونی کام تھا۔ یہ مقالہ یگانہ کی زندگی کے اس مشکل عرصے کی تفصیل کو پیش کرتا ہے۔	یگانہ۔ قیام پاکستان۔ نجیب جمال۔ ۱۹۵۱ء۔
نسیم طارق	میر و سودا کی شاعری کا سماجیاتی جائزہ	۱۲۹ تا ۱۳۸	میر تقی میر اور مرزا رفیع سودا اٹھارہویں صدی میں اردو کلاسیکی ادب کے بڑے نام ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مغل سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندوستانی معاشرہ سیاسی اور سماجی انتشار کا شکار تھا۔ مرزا سودا اور میر تقی میر کی شاعری ان مشکل حالات کا عکس پیش کرتی ہے۔ یہ مقالہ ان دونوں شعراء کی شاعری کے سماجیاتی جائزہ کو پیش کرتا ہے۔	میر۔سودا۔ سماجیاتی جائزہ۔ نسیم طارق۔

نسیم عباس چوہدری	قرۃ العین حیدر کا طنز و مزاح	۸۳ تا ۹۷	یہ مقالہ قرۃ العین حیدر کے طنز و مزاح پر مبنی ادبی انداز تحریر، پر روشنی ڈالتا ہے انھوں نے اپنا طنزیہ اور مزاحیہ انداز اپنے ادبی کاموں میں پیش کیا ہے۔ اپنے اس ادبی رنگ کے حوالے سے وہ اکبر الہ آبادی اور بالخصوص "اودھ پنچ" سے متاثر نظر آتی ہیں اور وہ علامہ اقبال سے بھی متاثر ہیں۔ وہ اقبال کی فکر کو موضوع بحث بناتے ہوئے پاکستانی قوم پر تنقید کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک پاکستانی عوام نے مکمل طور پر افکار اقبال کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ان کے مطابق مسلمان اتحاد و یکجہتی کی کمی کے سبب آج آپس میں نا اتفاقی کا شکار ہیں، اقبال ساری دنیا کے مسلمانوں کو متحد اور پر امن دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ مسلمان ممالک میں جاری فرقہ وارانہ جنگ اور سیاسی انتشار پر افسوس کا اظہار کرتی ہیں۔	قرۃ العین حیدر۔ طنز و مزاح۔ نسیم عباس چوہدری۔
یوسف خشک	مرزا قلیچ بیگ اور اردو	۲۱۷ تا ۲۲۵	مرزا قلیچ بیگ سندھی کے معروف اسکالر ہیں۔ انھوں نے فطری اور سماجی سائنس کے مختلف شعبوں میں ۳۴۰ سے زائد کتب تصنیف کر کے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی یہ خدمات علمی، تحقیقی اور تنقیدی روایات کی پرورش کا باعث ہیں۔ یہ مقالہ مرزا قلیچ بیگ کی اردو ادبا، اور اردو زبان و ادب کے ساتھ وابستگی پر روشنی ڈالتا ہے۔	مرزا قلیچ بیگ۔ اردو زبان۔ یوسف خشک۔ ۱۹۵۳ء۔ سندھ

الماس : ۱۲(۲۰۱۰--۲۰۱۱ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
افضال احمد انور	فن اداریہ نویسی اور مدیر ''نعت رنگ'' کی ادارتی خدمات	۳۴۴ تا ۳۸۲	اردو جریدہ ''نعت رنگ'' کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ سید صبیح الدین رحمانی اس کے مدیر ہیں۔ اس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ اس تحقیقی مجلّے کے ۲۰ شمارے علمی و ادبی قارئین کے حلقوں میں پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ نعت رنگ کا ایک نمایاں اور منفرد کارنامہ یہ ہے کہ اس نے صنفِ نعت پر تنقید کو ایک سنجیدہ ادبی تحریک میں تبدیل کر دیا۔ اس حوالے سے نعت رنگ کے اداریے اہمیت کے حامل ہیں۔ اس مقالے میں اداریہ نویسی کی فنی خصوصیات کے بیان کے ساتھ ساتھ نعت رنگ کے اداریوں کا فنی اور فکری جائزہ لیا گیا ہے۔	افضال احمد۔ نعت رنگ۔ فن اداریہ نویسی۔ اردو نعتیہ ادب۔ اداریے ''نعت رنگ''۔ صبیح الدین رحمانی
اکبر علی غازی	کھوار (چترالی) زبان میں حمد نگاری کی روایت	۴۱۴ تا ۴۳۰	کھوار زبان چترال اور اس کے گرد و نواح میں بولی جاتی ہے۔ چترال پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں واقع ہے۔ کھوار اس زبان کا نسبتی نام ہے جو یہاں کی کھو قوم کی نسبت سے پڑا۔ یہ زبان چترال کے ساتھ ساتھ شمالی علاقہ جات کے ضلع غذر اور سوات، کالام، واخان، پامیر اور نورستان کے افغان اضلاع میں بھی مادری زبان کے طور پر بولی جاتی ہے۔ حمد اور مناجات کھوار ادب کی اہم اصناف ہیں۔ یہ مقالہ کھوار ادب کی تاریخ میں حمد کی صنف پر معلومات پیش کرتا ہے۔	کھوار۔ چترالی اکبر علی غازی حمد نگاری۔ کھوار ادب۔ کھوار میں حمدیہ شاعری۔
انعام الحق کوثر	پاکستانی صوفیانہ شاعری میں وحدت	۲۶۷ تا ۲۸۹	وحدت پاکستانی صوفی شعرا کا اہم موضوع رہا ہے۔ اس مقالے میں معروف صوفی شعرا کے درمیان موجود بہت سی مماثلتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ تقابلی مطالعے کی اہمیت اور افادیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔	انعام الحق کوثر۔ صوفیانہ شاعری۔ وحدت الوجود۔ پاکستان میں تصوف

پرتو روہیلہ	ادبیات انقلاب اسلامی ایران	۳۱۴ تا ۳۴۳	ادبیات انقلاب اسلامی ایران کے موضوع پر یہ مقالہ ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان میں کہیں لکھا گیا تھا۔ لیکن مواد نہ ہونے کے باعث وہ کافی حد تک تشنہ تھا۔ حال ہی میں اتفاقاً ڈاکٹر سبط حسن مدیر مجلہ دانش، اسلام آباد نے مصنف مقالہ کو ایک کتاب مطالعہ کے لیے عنایت کی۔ اس کتاب سے انقلاب اور ادب کے عوامل کے علاوہ قومی فکری اور ملی خوابوں کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ یہ مقالہ اس کتاب کے تعارف اور خلاصے پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے اور خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، دہلی سے شائع ہوئی ہے۔	ادبیات ایران۔ ادبیات انقلاب ایران۔ فارسی اسلامی انقلاب۔ پرتو روہیلہ۔
پروین کلو	ترقی پسند اردو ناول پر روسی ناولوں کے اثرات	۱۳ تا ۳۸	۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب کے بعد پوری دنیا کو ایک تحریک نے متاثر کیا۔ جس نے بھوک، غربت، وقت کا زیاں، بے روزگاری، افسر شاہی کے جبر جیسے مسائل کو نمایاں کیا۔ یہ موضوعات روسی ادب کی نمایاں خصوصیات بنے۔ ۱۹۱۷ء میں روسی انقلاب کے بعد روسی ادب کے تراجم تیزی کے ساتھ ہوئے اور ان تراجم نے اردو ناول نگاری پر اپنے اثرات مرتب کیے۔ بالخصوص ترقی پسند ناول نگاری پر۔ پریم چند نے اپنی تحریروں میں ٹالسٹائی کے فلسفیانہ اثرات کو تسلیم کیا ہے ان کے علاوہ سجاد ظہیر، کرشن چندر، قاضی عبدالغفار، راجندر سنگھ بیدی، عزیز احمد، عبدالحسین، شوکت صدیقی، ممتاز مفتی، عصمت چغتائی، خدیجہ مستور اور خالد فاروق وغیرہ کے ناولوں میں روسی ادب کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔	ترقی پسند اردو ناول۔ روسی ناول۔ ٹالسٹائی۔ پروین کلو۔ انقلاب روس۔ ۱۹۱۷ء
خالد محمود خٹک	محمد حسین عنقا کی شاعری پر غالب اور اقبال کے اثرات	۴۳۰ تا ۴۳۹	محمد حسن عنقا بلوچستان کے معتبر اور بانی شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں انھوں نے بہت سی کتب تصنیف کیں جو کہ قارئین میں مقبول ہوئیں۔ انھوں نے غالب اور اقبال کا بار بار بغور مطالعہ کیا۔ اس وجہ سے فن اور فکر میں وہ ان دو شاعروں سے متاثر نظر آتے ہیں۔ بلوچستان کی شاعری میں یہ اثرات پہلی مرتبہ بڑے پیمانے میں نظر آتے ہیں۔ اور بلوچستان کے ادب میں غالب اور اقبال کی فکر کے یہ اثرات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔	محمد حسین عنقا۔ غالب۔ اقبال۔ خالد محمود خٹک۔ بلوچستان۔

خلیل طوق اَر	خالدہ ادیب کا دورۂ ہندوستان (اور اس دورے پر کچھ مختلف خیالات ورائے)	۹۱ تا ۱۰۳	خالدہ ادیب خانم ترکی کی ایک نڈر، بے باک اور وطن پرست صحافی اور ادیبہ تھیں انھوں نے اپنے افسانوں اور ناولوں میں ترکی کی جنگ آزادی کی جدوجہد میں قربانیاں دینے والوں کو پیش کیا ہے، وہ ڈاکٹر ایم۔اے انصاری کی دعوت پر ۹ جنوری ۱۹۳۵ کو ہندوستان تشریف لے گئی تھیں۔اس خوشگوار سفر کے دوران ان کے ذہن میں ہندوستان اور ان کے ہندوستانی دوستوں سے متعلق بہت سی ناقابل فراموش یادیں جمع ہوئیں اور انھوں نے اس سفر سے متعلق اپنی یادیں اور مشاہدات کو اپنی تصنیف ''ان سائیڈ انڈیا'' میں قلم بند کیا۔جن لوگوں سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں جن جن کی وہ مہمان رہیں ان سب پر خالدہ خانم کے ان مٹ نقوش مرتب ہوئے۔اس مقالے میں ان سے متعلق منفی اور مثبت دونوں طرز کی یادوں کو پیش کیا گیا ہے۔	خالدہ ادیب۔ خانم۔ خلیل طوق اَر۔ ۱۹۳۵ء۔
رشید امجد	ن۔م۔راشد (اجتہاد، ارتقاء اور مغالطے)	۱۹۲ تا ۲۱۰	ن۔م۔راشد ایک منفرد شاعر تھے۔انھوں نے اردو نظم کو فنی اعتبار سے نئے سانچوں میں ڈھالا اور اسے ایک نیا اسلوب، نیا رنگ اور نیا آہنگ عطا کیا۔ان کی نظمیں سامراجی ریاکاریوں کا پردہ چاک کرتی ہیں۔اور موجودہ حالات میں بھی اتنی ہی متعلق محسوس ہوتی ہیں جتنی کہ اپنی تخلیق کے زمانے میں اس وقت کی صورتحال سے تھیں۔یہ مقالہ ان کی شاعری کے ان موضوعات کے تجزیے کو پیش کرتا ہے۔	ن۔م۔راشد۔ اردو نظم۔ اردو نظم کا سماجی تناظر۔ رشید امجد۔
روش ندیم	فکری روایت، اقبال اور آج کا مسئلہ	۲۴۰ تا ۲۵۴	اعلیٰ تہذیبیں اور اقوام اپنا ایک فلسفہ وفکر رکھتی ہیں جو نارخ میں ایک خاص تشخص کا حامل ہوتا ہے۔ان کے مزاج، اسلوب حیات، نقطۂ نظر، تصورات ادب وفن، مطالعہ انسانی وکائنات سب کچھ اس کے تحت ترتیب پاتے ہیں تہذیبوں اور اقوام میں زمان ومکان کے فرق کے باوجود اس حوالے سے باہمی اخذ واستفادہ جاری رہتا ہے۔پیش نظر مقالہ موجودہ دور کے فکری مسائل میں افکار اقبال سے استفادے کی صورت کو پیش کرتا ہے۔	فکری روایت۔ اقبال۔ مسئلۂ عصر حاضر۔ روش ندیم۔ تہذیب۔علامہ اقبال۔شناخت۔ تجسس
سفیر اختر	''تاریخ معصومی'' کے قدیم ترین خطی نسخے کی عکسی اشاعت	۳۸۳ تا ۳۹۰	تاریخ معصومی کے قدیم ترین خطی نسخے کی عکسی اشاعت ایک محققانہ تعارف کے ساتھ ڈاکٹر غلام محمد لاکھو نے کی ہے۔یہ مقالہ اس مقصد کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے کہ تاریخ معصومی کی مقبولیت اور اہمیت وافادیت ظاہر کی جائے۔	ڈاکٹر غلام محمد لاکھو۔ سفیر اختر۔ تاریخ معصومی۔ میر محمد معصوم بکھری۔

سید محمد یحییٰ صبا	آغا شاعر دہلوی کی ناول نگاری	۱۰۳ تا ۱۴۲	اردو میں ناول کو خاص مقام حاصل ہے یہ صنف ادب برائے زندگی کی ترجمانی کرتی ہے۔اردو میں کئی ایسے ناول منظر عام پر آچکے ہیں جنھیں بقائے دوام حاصل ہو چکا ہے۔آغا شاعر نے بیسویں صدی کے آغاز میں ناول نگاری شروع کی۔ انھوں نے فن اور موضوع دونوں کے اعتبار سے اس صنف کو مالا مال کیا ہے۔ان کے ناولوں میں فنی دسترس کا احساس بھی ہوتا ہے اور مقصدیت بھی نظر آتی ہے۔ وہ اپنے ناولوں کے ذریعے تعلیم و تربیت نیز سماجی اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں ۔یہ مقالہ آغا شاعر کی ناول نگاری کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔	آغا شاعر دہلوی۔ ناول نگاری۔سید یحییٰ صبا۔فکشن۔ ہندوستان میں اردو ادب۔
شاہد اقبال کامران	اقبال کی مثنوی اسرارِ خودی: چند ابتدائی مباحث	۲۵۳ تا ۲۶۶	علامہ اقبال کا اساسی فلسفہ ان کی معروف مثنوی ''اسرارِ خودی'' میں ملتا ہے اس اساسی فلسفے کی تکمیل مثنوی اسرارِ خودی کے تین برس بعد شائع ہونے والی مثنوی رموزِ بے خودی میں ہوتی ہے۔ پروفیسر نکلسن نے ۱۹۲۰ء میں اس مثنوی کا ترجمہ کیا جو کہ برطانیہ میں بہت مقبول ہوا مگر بدقسمتی سے اقبال کے ہم وطنوں نے ان کے فلسفے کو منفی تاثر کے ساتھ سمجھا اور یوں اس مثنوی پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔مثنوی کی دوسری اشاعت میں اس میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ان تبدیلیوں کی نوعیت اور وجود کا مطالعہ یہ باور کراتا ہے کہ اقبال کے نزدیک اپنے موقف کا ابلاغ اور اس کی وضاحت بنیادی اہمیت رکھتی ہے نہ کہ اس کا طریقہ کار یا انداز۔ یہ مقالہ اسرارِ خودی سے متعلق ان مباحث پر مشتمل ہے۔	مثنوی اسرارِ خودی۔ شاہد اقبال کامران۔ فلسفہ۔تصوف۔ علامہ اقبال
شہاب الدین ثاقب	قاضی عبدالودود اور ''میرِ تحقیق''	۱۶۸ تا ۱۹۱	قاضی عبدالودود کا شمار ان اردو محققین میں ہوتا ہے جو اپنا منفرد ذاتی انداز اور مثالی کردار رکھتے ہیں۔ ان کی تحقیقی خدمات کسی ایک دائرے میں محدود نہیں ۔اصولِ تحقیق اور متعلقہ مباحث سے لے کر شخصیات، ادوار، حالات وواقعات، اصنافِ شعر و مصنفین کے ادبی آثار، تاریخ ادب، زبان و اسلوب اور تدوینِ متن تک کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو ان کی خدمات سے روشن نہ ہوا ہو۔قاضی صاحب کی تحقیقی خدمات کا ایک واضح اور روشن باب ''میرِ تحقیق'' بھی ہے۔یہ مقالہ قاضی صاحب کے میر پر کیے جانے والے تحقیقی کام کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔	شہاب الدین ثاقب ۔قاضی عبدالودود ۔میر تحقیق ۔اردو تحقیق ۔میر شناسی ۔

عظمیٰ سلیم	گلگت بلتستان کی زبانیں۔ہم عصر صورت حال	۴۰۴ تا ۴۱۳	گلگت بلتستان پاکستان کے انتہائی شمال میں واقع ہیں۔ پہلے انھیں شمالی علاقہ جات کہا جاتا تھا۔گلگت بلتستان ایک کثیر اللسانی خطہ ہے۔ان میں اردو، انگریزی کے علاوہ بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔جن میں بلتی شینا، بروشکی، ڈوگی، واخی کھوار، کوہستانی، کاشغری، پشتو، گوجری، فارسی ہندکو اور کشمیری شامل ہیں تاہم ان کی تین بڑی زبانیں بلتی، شینا، بروشکی کی مخصوص پہچان انھی علاقوں سے ہے۔زیرنظر مقالے میں ان ہی تین زبانوں کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عظمیٰ سلیم۔ گلگت بلتستان۔شمالی علاقہ جات۔کثیر اللسانی خطہ۔ بلتی۔شینا۔ بروشکی۔
عنبرین تبسم شاکر	''انشائیہ اور انفرادی سوچ'': تجزیاتی مطالعہ	۳۹ تا ۵۵	''انشائیہ اور انفرادی سوچ'' جمیل آذر کا انشائی تنقید کے حوالے سے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔یہ مضامین ان کی انشائیہ فہمی کا ثبوت ہیں۔یہ مقالہ اس بات کی کوشش ہے کہ کس طرح جمیل آذر نے انشائیہ نگاری کے تمام اہم پہلوؤں کا کامیابی کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔مزید یہ کہ ان کے انداز تحریر کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔	انشائیہ اور انفرادی۔ اردو انشائیہ۔سوچ۔ عنبرین تبسم شاکر۔
غلام عباس	محمد حسن عسکری کے تہذیبی تصورات۔ قیام پاکستان کے تناظر میں	۱۴۳ تا ۱۵۴	اردو تنقید میں تہذیبی مباحث کا سلسلہ براہ راست برصغیر میں مسلم قومیت کے تصور اور مطالبہ پاکستان کے ثقافتی جواز کے ساتھ جڑا ہوا ہے یہ مباحث قیام پاکستان سے ایک آدھ برس قبل محمد حسن عسکری کے اٹھائے گئے سوالات سے شروع ہوتے ہیں۔''جھلکیاں'' میں لکھے جانے والے کالموں میں ہندوستانی مسلمانوں کی تہذیبی اساس اور پاکستان کے ممکنہ ثقافتی خدوخال ان کا پسندیدہ موضوع رہا۔عسکری کے ہاں تہذیبی حوالے سے اپنی مکمل تاریخ کا اثبات بہت زوردار طریقے سے ہوا وہ اسلام کو اپنی تہذیب کا اصل الاصول قرار دیتے ہیں۔	محمد حسن عسکری۔ تہذیبی تصورات۔ قیام پاکستان۔ غلام عباس۔ تہذیب۔ تہذیبی تصورات۔

فرزانہ صفدر سومرو	قطر میں فروغ اردو کے لیے کوشاں اہم ادبی تنظیمیں اوران کی سرگرمیاں	۳۹۱ تا ۴۰۳	اردو زبان و ادب سے پیار کرنے والے دنیا بھر میں رہتے ہیں اور ان کی وجہ سے اردو سات براعظموں تک پہنچی ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا بھر میں اردو ادب تخلیق ہو رہا ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں آباد لوگ مختلف ادبی تنظیموں کے تحت ادبی سرگرمیوں کے ذریعے اردو زبان و ادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اس مقالے کا مقصد قطر میں اردو ادب کی ترقی و ترویج میں مصروف عمل ادبی تنظیموں اور ان کی سرگرمیوں کا تعارف پیش کرنا ہے۔	قطر۔فروغ اردو۔ ادبی تنظیم۔فرزانہ صفدر سومرو۔ اردو زبان وادب
قاضی عابد	محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری	۱۵۵ تا ۱۶۷	یہ مقالہ ڈاکٹر محمد علی صدیقی کے تنقیدی کاموں کی نمایاں خصوصیات کو پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد علی صدیقی کا انگریزی، فارسی اور اردو ادب کا وسیع مطالعہ ان کی تنقید کو کثیر الجہات بنا دیتا ہے۔ انھوں نے جدیدیت، ساختیات اور مابعد جدیدیت پر اس زمانے میں تنقیدی نظر ڈالی جب اردو ناقدین ان تنقیدی رویوں سے شناسا ہی نہ تھے۔ اردو میں جدید مغربی تنقیدی رویوں اور تحریکوں کے خلاف جس قدر مہذب انداز میں شائستگی کے ساتھ محمد علی صدیقی نے قلم اٹھایا ہے۔ وہ شاید اردو کے کسی اور ناقد کے ہاں نظر نہ آئے۔ انھوں نے فن کی تفہیم میں پورے کلچر کو تنقید کے عمل سے گزار کر اپنے پڑھنے والوں کو نئی بصیرتیں فراہم کیں۔	محمد علی صدیقی۔ تنقید نگاری۔ قاضی عابد۔ جدید تنقید۔
محمد علی صدیقی	سرسید احمد خاں اور ۱۸۵۷ء۔نئے حقائق کی روشنی میں	۸۴ تا ۹۰	یہ مقالہ حکومت وقت کے مطالبے پر لکھے گئے ''رسالہ اسباب بغاوت ہند'' از سرسید احمد خان پر بحث پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ کچھ اسباب بغاوت انگریز ذرائع سے پیش کرتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ہم اسباب بغاوت ہند میں سرسید احمد خان کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے عمال کی غلط حکمت عملیوں کے بارے میں بجا طور پر جس بے باکی سے متاثر ہیں، ایسٹ انڈیا کمپنی کے بارے میں اس نوع کی بے باکی اور برافروختگی قدامت پسند انگریز عمال اور مبصرین میں عام تھی۔	سرسید احمد خان۔ اٹھارہ سو ستاون۔ محمد علی صدیقی۔ غدر۔تحریک آزادی

محمد کیومرثی	عالمی افسانوی ادب کی مشترک خصوصیات: ایک مطالعہ	۰۱ تا ۱۴	دنیا کی ہر زبان کے ادب میں حکایات، کہانیاں، بہادروں کے کارناموں کا بیان، افسانوی ادب کا سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔ عام طور پر افسانوی ادب میں علامات، تمثیل نگاری، سبق آموز واقعات، سماجی، مذہبی، اصلاحی اور شخصیت پرستانہ خیالات اور تصورات موجود ہوتے ہیں۔ یہ وہ موضوعات ہیں جو انسان کے اندرونی جذبات سے تعلق رکھتے ہیں۔ دنیا کے تمام ادبیات میں ان کے مظاہر موجود ہیں۔ یہ مقالہ ان ہی مشترک خصوصیات کے مطالعے کو پیش کرتا ہے۔	محمد کیومرثی۔ عالمی ادب۔ افسانوی ادب۔ حکایات۔ تمثیل نگاری۔ کہانیاں۔ علم بیان۔ اردو اسالیب۔
محمد نعیم بزمی	مجاز، تشبیہ، استعارہ اور امیج، ارتباط و مماثلت	۲۹۰ تا ۳۰۴	استعارات کے ذریعے زبان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ استعاراتی زبان میں مجاز، تشبیہ، استعارہ اور امیج کا عکس موجود ہوتا ہے اور ان کا تخیل کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ شاعر کو زبان کے مضمرات کی دریافت کے عمل میں استعارہ کاری سے خاص مدد ملتی ہے۔ استعارہ دو مختلف یا متضاد اشیاء میں یا تجربوں میں مماثل عناصر کے تعین کا عمل ہے۔	مجاز۔ تشبیہ۔ استعارہ۔ امیج۔ ارتباط، مماثلت۔ محمد نعیم بزمی۔ بلاغت۔ بیان۔
مزمل حسین	تشبیہ کے بنیادی مباحث۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۳۰۵ تا ۳۱۳	تشبیہ علم بیان کا پہلا رکن تصور ہوتا ہے۔ اردو کی بلاغتی کتب میں اگرچہ تشبیہ کی تعریفیں مختلف الفاظ اور پیرایوں میں کی گئی ہیں۔ لیکن تمام تعریفوں کا ایک ہی مفہوم نکلتا ہے کہ کسی ایک شے کو کسی خاص صفت کی بنا پر کسی دوسری شے سے مشابہت دی جائے یا مانند کہا جائے تو تشبیہ ہوگی۔ تشبیہ کے حوالے سے اردو میں اس کے ارکان اور اقسام پر کچھ تضادات موجود ہیں۔ اس مقالے میں ان ہی تضادات پر ایک تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	تشبیہ۔ بنیادی مباحث۔ بیان۔ مشابہت۔ مزمل حسین۔ علم بیان۔

معین الدین عقیل	سر آسمان جاہ کا سفر اطالیہ: انیسویں صدی کی اطالوی معاشرت کے مشاہدات پر مشتمل ایک غیر معروف اردو ماخذ	۷۴ تا ۸۳	سر آسمان جاہ محمد مظہر الدین خان ۱۹ صدی میں حیدرآباد ریاست کی ایک اہم رہنما شخصیت تھے۔ اپریل تا جولائی ۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی میں مملکت آصفیہ حیدرآباد کی نمائندگی اور شرکت کے لیے آسمان جاہ نے لندن کا سفر کیا۔ اس سفر کی روداد ان کی خودنوشت صحیفہ آسمان جاہ میں موجود ہے جو کہ ۱۹۰۳ء میں حیدرآباد سے شائع ہوئی۔ وہ اٹلی کے راستے یورپ میں داخل ہوئے۔ آسمان جاہ کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ وہ عرف عام میں ایک سیاح سے زیادہ ایک خودمختار مملکت کے نمائندہ کے طور پر اٹلی کے سفر پر آئے تھے اور ان کے سفرنامے سے جہاں ایک طرف آخر انیسویں صدی کے اٹلی کی تہذیبی و معاشرتی زندگی نظر آتی ہے، تو دوسری طرف اس سے اٹلی اور حیدرآباد کے درمیان روابط پر قدرے مفصل انداز میں روشنی بھی پڑتی ہے۔ اس اردو سفرنامے سے ان ممالک کے درمیان روابط کے علاوہ اٹلی کی تمدنی زندگی کی تصویر کشی بھی موجود ہے۔	اردو سفرنامہ سر آسمان جاہ۔ سفر اطالیہ۔ انیسویں صدی کا اٹلی کا سفرنامہ۔ مملکتِ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن۔ اطالوی معاشرت۔ اردو زبان۔ ماخذ۔ معین الدین عقیل۔
نذر خلیق	حیدر قریشی کی نثر میں مابعد الطبیعیاتی فضا (افسانے کے حوالے سے)	۵۶ تا ۷۳	حیدر قریشی اردو ادب کے معروف ادیب ہیں۔ انھوں نے تنقیدی مضامین، انشائیے، شاعری اور افسانے لکھے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی فضا کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کے افسانے مابعد الطبیعیاتی فضا سے بھرپور ہیں۔ اور یہ فضا صرف ان کے افسانوں تک محدود نہیں تھی بلکہ ان کے خاکوں، یادوں اور سفرناموں حتیٰ کہ بعض انشائیوں اور مضامین تک پھیلی ہوئی تھی۔	حیدر قریشی۔ اردو نثر۔ مابعد الطبیعیات۔ نذر خلیق۔ اردو افسانہ۔
یوسف خشک	اسلامی معاشرہ، اکیسویں صدی اور پیغام اقبال	۲۲۴ تا ۲۲۹	اسلام مخالف قوتوں نے مسلم دنیا میں امن کو تباہ کرنے کے لیے مختلف آلے ایجاد کیے جن کے باعث مسلم دنیا میں پرسکون سیاسی معاشی اور ثقافتی حالات خراب ہوئے۔ علامہ اقبال بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں اس دنیا سے رخصت ہوئے لیکن کس طرح ہم آج کے دور میں ان کے افکار سے استفادہ کرتے ہوئے مسلم دنیا کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ یہ اس مقالے کا موضوع ہے۔	اسلامی معاشرہ۔ اکیسویں صدی۔ پیغام اقبال۔ یوسف خشک۔ مسلم دنیا

الماس : ۱۳(۲۰۱۱ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بادشاہ منیر بخاری	عین الحق فرید کوٹی کے لسانی تصورات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۲۹۸ تا ۳۲۴	عین الحق فرید کوٹی ایک عالم تھے۔ انھوں نے اردو زبان کے آغاز سے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ اردو کا سرچشمہ نہ سنسکرت ہے اور نہ فارسی، بلکہ اردو قدیم دراوڑی زبان ہے اور اردو زبان کا ماخذ پنجابی ہے۔ اور پنجابی زبان ہڑپا کی قدیم دراوڑی زبان کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ یہ مقالہ عین الحق فرید کوٹی کے لسانی تصورات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	عین الحق فرید کوٹی اردو زبان کی تاریخ۔ اردو اور پنجابی۔ اردو اور دراوڑی۔
جواد ہمدانی	صادق ہدایت کی تخلیقی کائنات اور تصور مذہب	۵۳۲ تا ۵۴۱	صادق ہدایت جدید فارسی ادب کے ایک رجحان ساز کہانی نویس تصور کیے جاتے ہیں۔ صادق ہدایت کے افسانے عمومی طور پر ہم عصر سماج کی بے چینی، ظلم اور طاقت کے بے دریغ استعمال کے ساتھ ساتھ کائنات کے رمز و راز کی تفہیم میں ناکامی کے بعد پیدا ہونے والی مایوسی اور ناامیدی کا اظہار ہیں۔ صادق خود اسی بے چینی کا شکار رہا اور نتیجتاً خود بھی مایوس ہو کر خود کشی کر گیا۔ صادق کے افسانوں میں دین و مذہب خاص طور پر قابل مطالعہ اور قابل تحقیق موضوع ہیں۔ صادق ہدایت مذہب اور دین کو ایک منفی طاقت کے طور پر دیکھتا اور ساتھ ہی مذہب کو عرب استعمار کا ایک ذریعہ بھی جانتا ہے۔ یہ مقالہ صادق ہدایت کے اسی تصور مذہب کا ایک تنقیدی تجزیہ ہے۔	جدید فارسی ادب۔ جدید فارسی افسانہ۔ صادق ہدایت۔ صادق ہدایت کا تصور۔ مذہب۔ جواد ہمدانی۔

حیدر قریشی	رسول حمزہ کی نظموں کے تراجم: اصل ترجمہ نگار کون؟	۷۲ تا ۷۸	فیض احمد فیض کے شعری مجموعہ ''سروادی سینا'' میں ''داغستان کے ملک الشعرا رسول حمزہ کا افکار کے نام سے الگ سیکشن بنا کر ان کی ۹ نظموں کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے دو نظموں ''آرزو'' اور ''ایک چٹان کے لیے کتبہ'' کو چھوڑ کر باقی سات نظموں کا ترجمہ حیرت انگیز طور پر ظ انصاری کے ترجمہ سے لفظ بہ لفظ ملتا ہے۔ ظ انصاری کی کتاب ''مظلوم ترجمے۔ ظ انصاری'' کے نام سے دارالاشاعت ماسکو کی جانب سے سال ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ فیض اردو کے ایک مقبول و معروف شاعر ہیں اور فیض صاحب کی شہرت اور عظمت رسول حمزہ کی شاعری کے کسی بھی ترجمہ سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے جبکہ ظ انصاری روسی زبان پر عبور رکھنے کے باعث خود ایک ماہر ترجمہ نگار تھے انھیں فیض صاحب کی ترجمہ کردہ نظمیں جوں کی توں اٹھا لینے کی ضرورت ہی نہ تھی تو پھر یہ کیا ماجرا ہے؟ اس حوالے سے روس میں فیض صاحب کی بہت بڑی مداح اور ان پر بہت زیادہ کام کرنے والی ڈاکٹر لڈمیلا نے بھی حیرت کا اظہار کیا۔ امید ہے کہ قابل دانشور اور محققین ادب اس فقیر کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے اصل ترجمہ نگار کو ڈھونڈ نکالیں گے اور اس حوالے سے موجود غیر یقینی کی کیفیت کو ختم کریں گے۔	رسول حمزہ۔ فیض احمد فیض۔ حیدر قریشی۔ ترجمہ، شاعری۔ ظ۔ انصاری۔ سر وادی سینا۔

خلیل طوق اَر	آزادی کی تلاش میں: ایک ہندوستانی قوم پرست عبدالرزاق ملیح آبادی استنبول میں	۳۹۱ تا ۴۰۳	صدیوں سے استنبول ترکی کا پایۂ تخت اور خوشحال شہر رہا ہے اور ہر دور میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔ لیکن بالخصوص سلطان عبدالحامد خان دوم کے عہد میں۔ انھوں نے ترکی مسلمانوں کی شناخت کو مختلف اور واضح بنانے کے لیے ''خلیفہ'' کا خطاب استعمال کیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے ان کی پالیسی کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا۔ انھوں نے ترک قوم کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ اسی عہد میں ترک قوم نمایاں ہوکر سامنے آئی اور یہ شہر استنبول نہ صرف ترک مسلمانوں کے لیے بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے خلافت کا مرکز بن گیا۔ ہندوستانی مسلمان اور جدوجہد آزادی کے دوسرے برسرِ پیکار بھی پہلی جنگ عظیم کے موقع پر استنبول میں بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ ان میں کچھ ترکوں کی مدد کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے اور کچھ لوگ آبادیاتی نظام کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے۔ کچھ دوسرے تشکیلاتِ مخصوصہ کے ایک نمائندہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ چند ہندوستانی مسلمانوں نے ایک اردو اخبار شائع کرنا شروع کیا اور استنبول ہی میں آزادی جدوجہد کو منظم کیا۔ عبدالرزاق ملیح آبادی بھی انھیں میں سے ایک تھے۔ جنھوں نے استنبول میں پہلی جنگ عظیم کے موقع پر آزادی کی جنگ لڑی۔ یہ مقالہ عبدالرزاق ملیح آبادی کی استنبول میں آزادی کی اس جدوجہد کا تفصیل سے تذکرہ کرتا ہے۔	عبدالرزاق ملیح آبادی۔ استنبول۔ جنگ عظیم۔ خلیل طوق اَر استنبول۔ قوم پرست ہندوستانی۔
ذوالفقار علی	خانقاہی ادب کی سماجی اہمیت	۳۵۵ تا ۳۷۳	یہ مقالہ ''خانقاہی ادب کی سماجی اہمیت'' سماجیات کی تعریف اور تشریح کے ساتھ ساتھ خانقاہی ادب کی تعریف اور اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ خانقاہی ادب سے مراد وہ متصوفانہ تحریریں ہیں جن کے لکھنے والے خانقاہی نظام سے وابستہ ہوں، یعنی مشائخ اور ان کے مریدین کی تحریریں۔ شخصیت کی تعمیر، ترقی اور تربیت میں خانقاہی ادب اہمیت کا حامل ہے۔ اسی شخصیت کی تعمیر کے نتیجے میں سماج اور معاشرے کے ارتقائی مراحل طے ہوتے ہیں بڑوں کی عزت و تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت و مہربانی اور برادروالوں سے حق و انصاف پر قائم رہتے ہوئے کسی سے بدلے کا طالب نہ ہونا۔ یہ ایسی فکر ہے جو خانقاہ اور خانقاہی ادب کے ذریعے جنم لیتی ہے۔	صوفیانہ ادب۔ خانقاہی ادب۔ ذوالفقار علی۔ متصوفانہ تحریریں۔

رشید امجد	فیض کا علامتی نظام	۱ تا ۹	فیض کے کلام میں دلکش اور دلآویز رنگ و آہنگ کا ایک جہاں آباد ہے۔انھوں نے روایتی علائم و رموز اور الفاظ کو نئے معنی عطا کیے ہیں جس سے ان کی معنویت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ فیض صاحب نے ان علامتوں کی ترسیل اور بلاغ میں ایک خاص ترتیب رکھی ہے۔ان علامتوں کے خاص معنی ہونے کی وجہ سے ان کی تفہیم تک عام قاری کی رسائی نہیں ہوسکتی۔یہ مقالہ فیض کی شاعری میں موجود علائم و رموز سے بحث پرمبنی ہے۔	فیض۔ علامتی نظام۔ رشید امجد۔ علائم و رموز۔
روبینہ ترین	شاہ لطیف کی شعری کائنات	۱۶۷ تا ۱۷۴	یہ مقالہ سندھی کے معروف شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری کے بارے میں ہے اور ان کی شاعری کے مختلف موضوعات اور شعری بندش الفاظ کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔اس کے نتیجے میں شاہ عبداللطیف کی شاعری کے مختلف زاویے سامنے آتے ہیں۔	شاہ لطیف۔شعری کائنات۔روبینہ ترین۔سندھ۔ صوفی شاعر۔ سندھی شاعری۔
روبینہ شہناز	پاکستانی ادب میں قومی شعور (اہم ناقدین کے نظریات کا مطالعہ)	۲۶۱ تا ۲۸۴	نظریہ پاکستان سے مراد دو قومی نظریہ ہے۔ دو قومی نظریہ سے مراد دو مختلف تہذیبیں، دو ثقافتیں، ان کے ادب اور ان کی زبانیں ہیں۔یہ بات عیاں ہے کہ برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستانی ادیبوں نے دانستہ طور پر اپنی مذہبی اور ثقافتی روایات کی پیروی کی۔ یہ مقالہ کچھ اہم پاکستانی تنقیدی تحریروں میں قومی شعور کی تلاش کی کوشش ہے۔	پاکستانی ادب۔ قومی شعور۔ پاکستانی قومیت۔ قومی ادب۔ روبینہ شہناز۔ پاکستانی ادب۔
رؤف پاریکھ	''لغاتِ سعیدی'' اور اس کی چند تلمیحات و استعارات	۲۳۵ تا ۲۴۸	فارسی، عربی اور ترکی الفاظ و محاورات کی اردو میں وضاحت کے لیے لکھی گئی لغاتِ سعیدی کی پہلی اشاعت ۱۹۲۹ء میں کانپور سے ہوئی۔اس میں فارسی کی ایسی تشبیہات، استعارات، اصطلاحات، کنایات اور تلمیحات کثیر تعداد میں درج ہیں جو اردو میں بھی رائج ہیں۔کلاسیکی متون میں چونکہ ایسے الفاظ و محاورات کثرت سے ملتے ہیں لہٰذا ان کی درست تفہیم میں ایسی تلمیحات اور اصطلاحات وغیرہ کبھی کبھی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ایسے مواقع پر ''لغاتِ سعیدی'' جیسی لغات بہت معاون ثابت ہوتی ہیں۔فارسی لغت نویسی کے موضوع پر اہم کتب میں بھی اس لغت کا ذکر موجود نہیں۔اس مقالے میں ''لغاتِ سعیدی'' کا ضروری تعارف اور اس کے کچھ دلچسپ اور اہم اندراجات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔	لغاتِ سعیدی۔ رؤف پاریکھ۔ فارسی،عربی،ترکی لغت۔لغاتِ سعیدی۔فارسی لغت نویسی۔

ریحانہ کوثر	لقمان اور حکایاتِ لقمان	۴۹۰ تا ۴۹۷	خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ نے ۱۹۹۲ء میں حکایات لقمان کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی عابد رضا بیدار نے ''حرف مفید'' کے نام سے دیباچہ تحریر کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لقمان کی حکمت آموز حکایات کا ایک اردو ترجمہ ۱۸۵۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ اس کتاب کے مصنف کے حوالے سے تحقیق پیش کرتا ہے کہ اصل مصنف کون ہیں۔ لقمان یا عہد اکبر کا کوئی شخص؟	ریحانہ کوثر۔ حکایاتِ لقمان۔ ۱۸۵۰ء۔ کلکتہ۔
سعدیہ طاہر	ن۔م۔راشد کی نظموں میں افسانوی آہنگ	۷۹ تا ۸۹	بیسویں صدی کے شعری منظر نامے میں راشد ایک ایسا نام ہے جس کے ہاں کردار نگاری ایک مستقل فنی رویہ ہے۔ وہ آغاز کار ہی سے مشرق کے قدیم قصوں اور پرانی کہانیوں کی مغرب کے جدید نظریات کی روشنی میں از سر نو تفسیر و تعبیر سے فنی و فکری ثروت مندی کا سامان کرنے کے خوگر تھے۔ جدید شاعری میں مکالمہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے جہاں متکلم کے جذبات، جذبات کے ساتھ لہجے کا نشیب و فراز، شاعر کے خیالات اور کرداروں کی آپس کی الجھن، سب کو ساتھ بننا پڑتا ہے۔ راشد کے شعری سرمائے میں موجود کرداری نظمیں ان کے افسانوی انداز کو جاگر کرتی ہیں یعنی ان کے کلام میں شاعری اور قصہ گوئی ہر دو کے محاسن شیر و شکر ہو گئے ہیں۔	ن۔م۔راشد۔ سعدیہ طاہر۔ اردو شاعری۔ اردو نظم۔ افسانوی آہنگ۔
سعید احمد	''تمنا کے تار'' ایک مطالعہ	۹۸ تا ۱۰۵	ن۔م راشد اردو ادب میں آزاد نظم کے بانی تصور کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف روایتی نظم کی ہیئت سے بغاوت کی بلکہ نظم کے موضوعات میں یکسر تبدیلیوں کو بھی متعارف کروایا۔ ''تمنا کے تار'' ن۔م۔راشد کی ایک خوبصورت اور قابل توجہ سائنسی فکشن ہے جو ان کے تیسرے شعری مجموعے ''لا مساوی انسان'' میں شامل ہے۔ اس نظم میں زمین زادوں اور اہل مریخ کے درمیان ایک مکالمہ بیان کیا گیا ہے۔ ن۔م راشد کی یہ نظم ان کے عمیق سائنسی شعور کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ یہ مقالہ اس نظم کے تجزیے پر مبنی ہے۔	تمنا کے تار۔ سعید احمد۔ راشد۔ جدید نظم۔ سائنسی شعور۔ اہل مریخ۔ سعید احمد۔ ن۔م۔ راشد۔ لا مساوی انسان۔ اردو نظم۔ سائنسی شعور۔

شاہد اقبال کامران	جدید سندھ کی ذہنی تشکیل میں مرزا قلیچ بیگ کا حصہ	۴۱۵ تا ۴۲۷	مرزا قلیچ بیگ سندھی زبان اور ادب کی تاریخ کی ایک معروف اور دانشور شخصیت ہیں۔ برطانوی حکمرانوں کے قبضے کے بعد سندھی زبان کی علمی و ادبی تشکیل میں انھوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں وہ ایک کثیر اللسانی دانشور تھے جو کہ فارسی، عربی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اردو اور سندھی زبانوں میں تقریر اور تحریر کی قدرت رکھتے تھے۔ وہ ایک معروف شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سندھی شاعری کے رجحان ساز نقاد بھی تھے لیکن ان کی بڑی خدمات سندھی نثر سے وابستہ ہیں انھوں نے سندھی نثر کی جدید ادبی اقدار کی تشکیل کی۔ وہ ایک ناول نگار، ڈراما نگار ہونے کے علاوہ مضمون نویس بھی تھے۔ سندھ کی علمی اور فکری تاریخ میں ان جیسی خدمات کسی اور نے انجام نہیں دیں۔ انھوں نے انگریزی، فارسی اور سندھی زبانوں میں ۴۵۷ کے قریب کتب تصنیف کیں۔ ان کا ایک عظیم کارنامہ پانچ ہزار سال پرانی سندھی زبان کی جدید عہد میں علمی و فکری تشکیل ہے۔	شاہد اقبال کامران مرزا قلیچ بیگ۔ سندھی زبان۔ سندھی ادب۔ سندھی ناول نگار۔ سندھی ڈراما نگار۔
شہاب الدین ثاقب	نثر دریائے عشق: ایک جائزہ	۱۸ تا ۴۳	''دریائے عشق'' عشقیہ کہانی پر مبنی محمد تقی میر کی ایک مقبول مثنوی ہے مگر یہ کہانی پہلے فارسی نثر میں لکھی گئی۔ امتیاز علی عرشی نے رضا لائبریری رام پور سے دستیاب ہونے والے فارسی نثر میں دریائے عشق کے قلمی نسخے کے مکمل متن کو ۱۹۶۳ء میں شائع کیا یہ مقالہ ''نثر دریائے عشق'' کی ادبی تاریخ اور ثقافتی انفرادیت اور خصوصیات کے بیان پر مشتمل ہے۔	نثر دریائے عشق۔ شہاب الدین ثاقب۔ اردو مثنوی۔ امتیاز علی عرشی۔ میر تقی میر۔ رضا لائبریری۔ رام پور۔
طارق حبیب	راشد شناسی میں سلیم احمد کا مقام	۹۰ تا ۹۷	اس مقالے میں راشد شناسی میں سلیم احمد کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے افکار و خیالات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	طارق حبیب راشد شناسی۔ سلیم احمد، شاعری، جدید نظم۔

عاصمہ رانی	ریاست بہاول پور کا بھولا بسرا شاعر: سرور ناز	۱۹۴ تا ۲۰۲	جس دن قائد اعظم محمد علی جناح کراچی میں وفات پا گئے اسی دن سرور ناز بہاول پور میں پیدا ہوئے وہ ایک تاجر تھے مگر وہ اپنی شاعری اور سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے بہت وفادار تھے۔ بنیادی انسانی قدریں اور لوگوں کے معاشی مسائل ان کی ترجیح تھے۔انھوں نے کسی شخصیت، جماعت اور ڈکٹیٹر سے سمجھوتہ نہ کیا۔ان کی شاعری اعلیٰ انسانی اقدار اور معاشرے کے مفلس، مجبور اور محکوم لوگوں سے ان کی جذباتی وابستگی کی آئینہ دار ہے۔	ریاست بہاول پور۔بہاولپور۔ بھولا بسرا۔سرور ناز۔عاصمہ رانی۔
علمدار حسین بخاری	جدید ادب کا تعلیمی و علمی سیاق وسباق	۳۲۵ تا ۳۵۴	تعلیمی نظام کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاتا ہے۔ ہر معاشرے میں تعلیم اور تربیت کا اپنا ایک نظام ہوتا ہے جو کہ طویل تاریخی عمل کے دوران پروان چڑھتا ہے۔مغربی استعماریت کے قبضے سے پہلے ہندوستان کا اپنا ایک تعلیمی نظام تھا مگر مغربی استعمار نے یہاں اپنی تعلیمی پالیسی متعارف کروائی جو کہ نوآبادیاتی نظام کو تحفظ فراہم کرتی تھی ۔لارڈ میکالے کے مطابق وہ ایک ایسا طبقہ بنانا چاہتے تھے جو ان کے اور لاکھوں محکوم عوام کے درمیان ان کی ترجمانی کا کام کرے اور وہ طبقہ رنگ و نسل کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر ذوق، ذہن، اخلاق اور فہم و فراست کے اعتبار سے انگریزی ہو۔یہاں برطانوی استعمار کی اس تعلیمی پالیسی کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس مقالے کا حاصل یہ ہے کہ انگریز ایک نیا نظام تعلیم قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے اور اسی کے ذریعے انھوں نے برصغیر میں ایک نیا تعلیم یافتہ طبقہ پیدا کیا۔اس تعلیم یافتہ طبقے نے اپنے ذوق، اخلاق اور فہم وفراست میں اپنے آبا و اجداد سے یکسر مختلف ہونے کے باوجود آزادخیالی اور سیاسی تفکر کی بنا پر استعمار کی مخالفت کی ۔انگریزوں کی تعلیمی پالیسی نے وسیع تر اثرات مرتب کرتے ہوئے برصغیر میں اردو زبان و ادب کو بھی متاثر کیا۔اس تعلیم یافتہ جدید طبقے کے تخلیق کاروں نے جو ادب تخلیق کیا اس کا موضوع و مواد ہی نہیں، زبان و اسلوب بھی قدیم ادب کے مواد و اسلوب سے مختلف تھا یہ لوگ روایتی مشرقی جمالیات کو جدید دور کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنا چاہتے تھے۔	جدید ادب۔ علمدار حسین بخاری۔ نوآبادیاتی ادب۔نوآبادیاتی تعلیمی نظام۔ نوآبادیاتی عہد۔ استعماری نظام۔ برصغیر کا تعلیمی نظام۔ انھارہویں صدی کا تعلیمی نظام۔

غلام قاسم مجاہد بلوچ	بلوچوں میں اردو گوئی کا ارتقا: ایک اجمالی جائزہ	۴۴۳ تا ۴۸۹	یہ مقالہ بلوچوں کی اردو زبان و ادب کے ساتھ واقفیت کا احاطہ کرتا ہے تاریخی حقائق کی روشنی میں زمانہ قدیم سے ابھی تک بلوچ شام، ایران اور برصغیر کے دیگر علاقوں سے ہجرت کر کے پاکستان کے مختلف شہروں میں آباد ہوئے۔ بلوچ جب مکران بی اور بلوچستان کے دیگر علاقوں میں آئے تو اردو زبان سے متعارف ہوئے۔ پندرھویں صدی میں بلوچ سندھ، پنجاب اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں داخل ہوئے اور وہاں وہ ہندی، سندھی، پنجابی، اردو زبان بولنے والوں سے ملے۔ اور مقامی زبانوں کے اثرات قبول کرتے ہوئے اپنی مادری زبان کے بجائے مقامی زبانیں اپنانے لگے۔ بلوچوں نے اردو نظم ونثر کی مختلف اصناف میں خدمات انجام دیں۔ یہ مقالہ بلوچوں کی اردو زبان و ادب کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کا احاطہ کرتا ہے۔	بلوچ۔ اردو ادب۔ زبان۔ پاکستان۔ ارتقا۔ قاسم مجاہد بلوچ
فدا حسین انصاری	حواشی وتعلیقات و تخریج	۲۴۹ تا ۲۶۰	جدید اردو تحقیق میں حواشی، تعلیقات اور تخریج کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ دنیا بھر کی جامعات کی طرح پاکستانی جامعات میں بھی حوالہ نگاری کے فن کو تحقیقی لوازم میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ خصوصاً سندی تحقیق میں اس کے بغیر کوئی کام مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مقالہ حواشی، تعلیمات اور تخریج کی تفصیل اور اہمیت کو بیان کرتا ہے۔	رسمیات تحقیق۔ اردو تحقیق۔ حواشی۔ تعلیقات۔ حاشیہ۔ تخریج تحلیق۔ فدا حسین انصاری
فرزانہ بیگم	سندھ میں اردو شاعری کا تاریخی پس منظر	۴۲۸ تا ۴۴۲	سندھ میں اردو شاعری کی تاریخ قدیم ہے۔ اس شاعری کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا دور ۱۷۰۰ سے ۱۷۴۷ تک کا ہے دوسرا ۱۷۴۷ تا ۱۸۴۳ اور تیسرا دور ۱۸۴۳ تا ۱۹۰۰ء ہے۔ چوتھا دور ۱۹۰۰ تا ۱۹۴۸ء اور پانچواں دور آزادی کے بعد سے تا حال ہے۔ لیکن حسام الدین راشدی اسے صرف تین حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔ یہ مقالہ سندھ میں اردو شاعری کی قدامت اور اس کی فنی و فکری خصوصیات کو پیش کرتا ہے۔	سندھ میں اردو شاعری۔ اردو شاعری کی تاریخ۔ فرزانہ بیگم۔

فوزیہ درانی	افسانے کی لسانی تشکیل: تقاضے اور امکانات	۵۴۲ تا ۵۵۰	زبان ہی ہے جو ادب میں خوبصورتی اور نکھار پیدا کرتی ہے۔کوئی بھی تخلیق کار اپنی تخلیق میں خوبصورتی، گہرائی اور وسعت زبان کے فنکارانہ استعمال کے بغیر پیدا نہیں کر سکتا۔یہ مقالہ اردو افسانے میں زبان کے استعمال سے بحث کرتا ہے۔زبان کو جذبات کے مختلف رنگوں اور معنویت اور اثر انگیزی سے بھر پور ہونا چاہیے۔جمالیاتی اقدار کی آمیزش زبان کی چاشنی اور دلکشی میں مزید اضافہ کر دیتی ہیں۔یہ مقالہ جدید اردو افسانے کی لسانی تشکیل پر روشنی ڈالتا ہے۔	جدید اردو افسانہ۔لسانی تشکیل۔اسلوب۔فوزیہ درانی۔
قاضی عابد	تدریس، تنقید، نیا تناظر	۲۸۵ تا ۲۹۷	یہ مقالہ برصغیر کے مختلف تعلیمی اداروں کے شعبہ ہائے اردو میں تدریس تنقید پر بحث پیش کرتا ہے اور یہ تدریس تنقید کے مسائل کو سامنے لاتا ہے۔اس حوالے سے بہت سے مسائل کی نشان دہی کی جا چکی ہے یہ مسائل تنقید کی تعبیر و توضیح اور تاریخ سے متعلق ہیں۔اس مقالے کے آخر میں مذکورہ موضوع کے ضمن میں چند تجاویز پیش کی گئی ہیں۔	قاضی عابد۔اردو تنقید۔شعبۂ اردو۔تدریس تنقید۔پاکستانی جامعات۔
محمد اشرف کمال	سرائیکی زبان اور بھکر کے سرائیکی شعرا	۲۰۳ تا ۲۲۲	سرائیکی پاکستان کی ایک مقبول زبان ہے جو کہ پاکستان کے ایک بہت بڑے حصے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔لسانی ماہرین نے سرائیکی کو پاکستان کی ایک قدیم زبان قرار دیا ہے۔سرائیکی کا سنسکرت سے قریبی تعلق اور دراوڑی سے گہرا رشتہ تسلیم کیا گیا۔'' ''رگ وید'' اور ''مہابھارت'' جیسی قدیم کتب میں سرائیکی زبان کے الفاظ ملتے ہیں۔بھکر دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہے۔یہ ایک پر امن علاقہ ہے۔وہاں کا طرز حیات اور ثقافت خالص سرائیکی ہے۔مختلف اوقات میں مختلف علاقوں کے عوام نے سرائیکی ثقافت کے اثرات کو پسندیدگی کے ساتھ قبول کیا ہے۔سرائیکی تہذیب و ثقافت اور حملہ آوروں کی گزرگاہ ہونے کے باعث بھکر نہایت اہمیت کا حامل شہر رہا ہے۔مختلف عہد کے شعرا نے یہاں سرائیکی میں شاعری کی ہے۔یہ مقالہ سرائیکی زبان کی اہمیت اور قدامت کے ساتھ ساتھ بھکر کے سرائیکی شعرا اور ان کی شاعری کے تعارف پر مبنی ہے۔	محمد اشرف کمال۔سرائیکی شاعری۔سرائیکی ادب۔بھکر۔بھکر کے شاعر۔

محمد سفیان	اقبال بنام منشی محمد دین فوق (تحقیقی و توضیحی مطالعہ)	۳۷۴ تا ۳۹۰	منشی محمد دین فوق ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں فروری ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۸۹۷ء میں پیسہ اخبار لاہور میں ملازمت سے کیا۔ انھوں نے مختلف اخبار اور رسائل کا اجرا کیا۔ ان میں پنجۂ فولاد، ماہنامہ کشمیری میگزین، رسالۂ طریقت اور نظام وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں یادِ رفتگاں، تذکرہ صوفیائے لاہور اور کشمیر کے حوالے سے تاریخ کشمیر، مشاہیر کشمیر، تاریخ اقوام کشمیر، تاریخ بادشاہی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ مقبول و معروف تصانیف ہیں۔ اقبال سے ان کا تعلق ان کے بہت سے خطوط میں موجود ہے یہ مقالہ اقبال اور ان کے درمیان تعلق کا ان کے خطوط کی روشنی میں تجزیہ پیش کرتا ہے۔	اقبال۔ منشی۔ فوق۔ کشمیری۔ میگزین۔ سیالکوٹ۔ سفیان۔
محمد محمود الاسلام	بنگلا سے اردو تراجم: ایک تجزیہ	۴۰۴ تا ۴۱۴	اردو ایک زبان ہے جو فصاحت و بلاغت، شیرینی اور اظہار مطلب کے لیے بڑی شہرت رکھتی ہے یہ تہذیب و تمدن کی زبان ہے اور اس میں خیالات اور حیات کے نازک نازک فرق ادا ہو سکتے ہیں۔ چونکہ اس میں اکثر دوسری زبانوں کے الفاظ و حروف شامل ہیں مثلاً عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت، انگریزی وغیرہ، لہٰذا یہ بہ نسبت دوسری زبانوں کے ذریعہ تعلیم بننے، ادبی خیالات کو اچھی طرح ظاہر کرنے اور تمدن و شائستگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ برصغیر کے وسیع و عریض علاقوں میں انگریزی بولی جاتی ہے اس کی ترقی کی وجوہات میں دفتری اور انتظامی امور کے لیے استعمال کے علاوہ تجارتی زبان کے طور پر اس کا استعمال بھی شامل ہے۔ فورٹ ولیم کالج نے بہت سی فارسی اور سنسکرت کتب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ بہت سی بنگالی زبان کی کتب کا بھی اردو میں ترجمہ ہوا۔ ان ترجمہ کرنے والوں کو دو خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ ہیں جنھوں نے بنگلہ دیش کے قومی شاعر قاضی نذر الاسلام کی تصنیفات کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جنھوں نے بنگلہ دیش کے مشہور و معروف شاعروں اور ادیبوں کے کارناموں کو اردو کا جامہ پہنایا۔ یہ مقالہ بنگالی زبان سے اردو میں تراجم کے جائزے کو پیش کرتا ہے۔	محمود الاسلام۔ اردو تراجم۔ بنگالی ادب۔ فورٹ ولیم کالج۔ قاضی نذر الاسلام۔

محمد ناصر	رائے زادہ دولی چند کی غیر مطبوعہ مثنوی سسی و پنوں	۱۳۹ تا ۱۴۸	دولی چند رائے زادہ بارھویں صدی سے تعلق رکھنے والا ایک فارسی شاعر اور مؤرخ تھا۔ دولی چند کے حالات زندگی کے بارے میں محدود معلومات ملتی ہیں۔ جن کا بنیادی مآخذ خود اسی کی تصنیف کیگو ہرنامہ ہی ہے۔ اس کے والد کا نام رائے زادہ میگھراج تھا۔ دولی چند سات سال کی عمر میں ہی باپ کی شفقت سے محروم ہو گیا تھا۔ دولی چند کی کتاب کیگو ہرنامہ کی تصحیح و تدوین میں ان کی مثنویات شامل نہ ہو سکیں۔ ان مثنویات میں سے ایک معروف سسی اور پنوں کی داستان پر مشتمل مثنوی یہاں تدوین و ترتیب کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ جو کہ رائے زادہ دولی چند کی فارسی زبان اور شاعری پر دسترس کا ایک عکس ہے۔	رائے زادہ دولی چند۔ مثنوی سسی پنوں۔ محمد ناصر۔ میگھراج
محمد نعیم	اردو ناول کا آغاز اور استعماری نگرانی	۵۰۸ تا ۵۳۱	یہ مقالہ استعماری دور اور اردو ادب کی صنف ناول کے ارتقاء کے درمیان موجود وابستگی کے جائزے پر محیط ہے۔ استعماری مقتدر قوتوں نے مقامی ادب کی نگرانی کا ایک نظام ترتیب دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اشاعت پذیر ہونے والی تحریروں میں بیشتر ''صالح'' خیالات ہی جگہ پا سکتے تھے۔ اشاعتی عمل کی نگرانی سے لا محالہ علم و ادب کا ایک خاص رجحان پیدا کیا جا سکتا تھا یا کم از کم اس کی حوصلہ افزائی اور دیگر رجحانات کی حوصلہ شکنی سے ادبی و علمی رویوں پر اثر انداز ہوا جا سکتا تھا۔ اور اس ضمن میں استعماری حکومت نے مقدور بھر کوشش کی۔	ناول۔ اردو۔ نوآبادیاتی نظام استعماری دور محمد نعیم۔
محمد یار گوندل	یوسفی: ایک فکری مزاح نگار	۵۵۱ تا ۵۶۱	مزاح ہمیشہ سنجیدگی سے پیدا ہوتا ہے۔ فرائیڈ کہتا ہے کہ ہوش بے ہوشی میں ہوتا ہے، یوسفی ایک عظیم مزاح نگار ہیں۔ ان کے طرز بیان میں ادبیت، شعریت، ذہانت اور شگفتگی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے مزاح میں تفکر امتیازی خصوصیت کا حامل ہے۔ ان کے نزدیک مزاح بغیر دانشمندی، تفکر اور سچ کے ایک سطحی اور عامیانہ شے ہے۔ یہ مقالہ ان کے تحریری اقتباسات کے ساتھ ان کے انداز تحریر کی امتیازی خصوصیات کو پیش کرتا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی۔ اردو مزاح نگاری۔ طنز و مزاح۔ اردو کا فکاہیہ ادب۔ یوسفی بطور مزاح نگار۔ محمد یار گوندل۔

مزمل حسین	امام دین گجراتی کی پیروڈی نگاری: ایک مطالعہ	۱۲۹ تا ۱۳۸	امام دین گجراتی (پ ۱۸۷۰ء م ۱۹۵۴ء) معروف طنزیہ اور مزاحیہ شاعر ہیں۔ کچھ غیر معیاری سطحی اور بے ہودہ شاعری ان سے منسوب ہے ان کے شعری مجموعے بانگِ دہل میں طنز و مزاح کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں جو استاد امام دین کے فنی اور شعری شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ بالخصوص انھوں نے ''پیروڈی'' جیسے لطیف فن میں تخلیق کر کے خود کو اردو میں پیروڈی کے ایک اہم شاعر کے طور پر منوایا ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں ان کی زبان دانی پر کامل دسترس، کلاسیکی شعری روایت سے واقفیت، طنز و مزاح کا منفرد انداز اور پیروڈی میں فنی چابکدستی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	امام دین گجراتی۔ پیروڈی۔ مزمل حسین۔ طنز و مزاح۔
منصور احمد قریشی	جوش کی غزل	۵۹ تا ۷۱	جوش ملیح آبادی اردو کے معروف شاعر ہیں۔ جوش نے غزل کو نئی قوت اور نئی زندگی بخشنے میں اہم کارنامہ انجام دیا۔ وہ نظریاتی طور پر غزل کے مخالف ہیں۔ لیکن انھوں نے روایتی انداز سے ذرا ہٹ کر غزلیں کہی ہیں۔ جوش محسوسات کے شاعر ہیں چنانچہ ان کی غزلوں میں بھی انسانی محسوسات کا بیان ہے۔ ان کی غزلوں میں نئی امیجری اور نئی رمزیت اور ایمائیت نظر آتی ہے۔ یہ مقالہ جوش کی غزل کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	جوش ملیح آبادی۔ غزل۔ منصور احمد قریشی۔ اردو شاعری۔
منصور احمد قریشی مہر خادم	سچل سرمست کی شاعری میں تشبیہات	۱۸۷ تا ۱۹۳	تشبیہ کا استعمال ایک شعری آلے کے طور پر کیا جاتا ہے۔ یہ دو مختلف چیزوں کے درمیان ایک موازنہ ہوتا ہے۔ ہم تشبیہ کو نظم اور نثر میں استعمال کرتے وقت ''اس طرح''، ''اس جیسا'' اور ''ایسا'' الفاظ لکھتے ہیں۔ تشبیہات شاعری کو معنویت اور فہم کے اعتبار سے اور بھرپور واضح بنا دیتی ہیں۔ دنیا کے تمام عظیم شعرا نے اپنی شاعری میں اسے ایک انتہائی کارگر آلہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ سچل سرمست سندھ کے ایک عظیم صوفی شاعر ہیں اور سچ اور حق کے شاعر کے طور پر معروف ہیں۔ انھوں نے سندھی، سرائیکی، اردو اور فارسی زبان میں تشبیہات سے بھرپور شاعری کی ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ وہ صنائع بدائع کے استعمال میں کمال مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ذریعے انھوں نے اپنی شاعری کو دلکش بنایا تھا۔ یہ تحقیقی مقالہ سچل سرمست کی شاعری میں تشبیہات کے خوبصورت استعمال کے جائزے پر مشتمل ہے کہ کس طرح انھوں نے عشقِ حقیقی، انسانوں سے محبت اور فطری حسن سے محبت کے پہلو تشبیہات کے ذریعے اجاگر کیے ہیں۔	سچل سرمست۔ شاعری۔ تشبیہات۔ مہر خادم۔ سندھی شاعری۔ صوفی شاعر۔ سندھی صوفی شاعر۔

نجیب جمال	مشق ستم کا نشانہ یگانہ	۴۴ تا ۵۸	یگانہ اپنے عہد کے ایک متنازعہ شخصیت رکھنے والے شاعر تھے۔ ان کے اپنے ہم عصروں کے بارے میں طنز آمیز اور تند و تیز تبصروں اور خیالات نے انھیں عوام، اور ادبی حلقوں میں غیر مقبول اور متنازعہ بنا دیا تھا۔ انھوں نے چند اہم اور قابل ذکر شخصیات کی مخالفت کی اور اس کے ردعمل کا سامنا وہ ساری زندگی کرتے رہے۔ عمر کے آخری حصے میں بیوی بچوں کے پاکستان میں ہونے کے بعد وہ انڈیا میں تنہا ہو گئے اور اسی دور میں وہ شدید بیمار ہوئے۔ تنہائی اور بیماری کے باعث ان کا ذہنی توازن متاثر ہو گیا تھا۔ یہ مقالہ ان کے تنازعات کو جنم دینے والے کچھ اشعار کے باعث مسلمانوں کے گروہ کی جانب سے ان کے ساتھ ہتک آمیز اور غیر انسانی سلوک روا رکھنے کی داستان کو تاریخی دستاویز کی روشنی میں بیان کرتا ہے۔	یاس یگانہ چنگیزی۔ نجیب جمال۔ اردو شاعری۔ ادبی مناقشے۔ ادبی تنازعات۔
نذر خلیق	عبدالرحمن آزاد: کلاسیکی روایت کا جدید شاعر	۱۱۸ تا ۱۲۸	عبدالرحمن آزاد (پ۔۱۹۰۶ م۔۱۹۶۹ء) ریاست بہاولپور کے ایک معروف کلاسیکل شاعر تھے۔ انھوں نے شاعری کا آغاز ۱۹۲۱ء میں کیا۔ ۱۹۲۹ء میں ریاست بہاولپور کے چیف جسٹس سر عبدالقادر نے انھیں ''امیر الکلام'' کا خطاب عطا کیا۔ آزاد نے بہت سے شعرا سرپرستی کی۔ آزاد جہاں روایتی کلاسیکل شاعری کے امین ہیں، وہیں جدید ترقی پسندی سے بھی متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مقالہ ان کے مختصر سوانح اور شعری سرمائے کے تعارف و تجزیے پر مشتمل ہے۔	آزاد۔ عبدالرحمن۔ کلاسیکی روایت۔ نذر خلیق۔ بہاول پور۔
نسیم اختر	سچل سرمست کا سرائیکی کلام: مطبوعہ نسخہ کا تقابلی جائزہ	۱۷۵ تا ۱۸۶	سچل سرمست اٹھارویں صدی کے ایک مقبول و معروف کلاسیکل شاعر ہیں۔ ان کا پیغام صرف سماجی اقدار ہی نہیں بلکہ بھرپور دینی زاویوں کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ سچل سرمست کے سرائیکی کلام کی تصحیح و تدوین کا کام ایک سے زائد محققین نے انجام دیا ہے لیکن بدقسمتی سے کئی جگہ تصحیح و تدوین کے باعث ان کے کلام کی اصلی روح متاثر ہوئی ہے۔ یہ مقالہ سچل سرمست کے سرائیکی کلام کی تصحیح اور تدوین شدہ کاموں کے تقابلی مطالعہ پر مشتمل ہے۔	سچل سرمست۔ نسیم اختر۔ سندھی شاعر۔ صوفی شاعر۔ سرائیکی شاعری۔ تدوین کلام۔

نعیم بزمی	کتابی ڈرامے کی شناخت کا مسئلہ (ایک تنقیدی مغالطے کا ازالہ)	۴۹۸ تا ۵۰۷	ڈرامے کو فکشن سے علیحدہ شناخت دینے پر مصر ناقدین کا استدلال ہے کہ ڈراما کرکے دکھانے یا دیکھنے کی چیز ہے۔ پڑھنے کی نہیں، یہ ایک علیحدہ آرٹ ہے جو مختلف اذہان کا مرکب ہوتا ہے۔ یہ مقالہ ایک کوشش ہے کہ کتابی ڈرامہ فکشن ہے یا اس سے علیحدہ کوئی اور شے؟ اس بات کی صحیح تفہیم و تشریح یہاں پیش کی گئی ہے۔	ڈراما۔ اسٹیج۔ تھیٹر۔ فکشن۔ نعیم بزمی
نفیس اقبال	جدید اردو شاعری میں گیت نگاری	۱۰۶ تا ۱۱۷	یہ مقالہ گیت نگاری کی تاریخ اور فن پر روشنی ڈالتا ہے اور جدید اردو شاعری میں غنائیت کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے اردو گیت نگاری میں عظمت اللہ، میراجی اور حفیظ جالندھری جب کہ اردو ادب کے ساتھ ساتھ فلمی گیت نگاری میں شکیل بدایونی، ساحر لدھیانوی، منیر نیازی، قتیل شفائی اور تنویر نقوی نے مقبولیت اور شہرت حاصل کی۔ ان تمام شعرا کی گیت نگاری یہاں موضوع بحث ہے۔	جدید اُردو شاعری۔ گیت۔ گیت نگاری۔ نفیس اقبال۔ حفیظ جالندھری۔ میراجی۔ منیر نیازی۔ ساحر۔ قتیل۔
وفا یزداں منش	فارسی شاعری میں تلمیحات کا سفر۔ کلاسیکی دور سے معاصر تک	۱۴۹ تا ۱۶۶	فارسی شاعری ایک طویل اور مشکل سفر طے کر چکی ہے۔ مجموعی طور پر فارسی ادب میں تلمیحات دو اقسام کی ہیں۔ ایرانی اور سامی۔ ایرانی تلمیحات کے سوا باقی سامی ہیں۔ لسانی اعتبار سے فارسی زبان میں تلمیحات کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ہر دور میں ماحول کے مطابق ان میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ یہ مقالہ فارسی شاعری میں تلمیحات کے کردار پر بحث کرتا ہے۔	فارسی۔ فارسی شاعری۔ تلمیحات۔ معاصر۔ وفا یزداں۔ منش۔
یٰسین آفاقی	مواد اور ہیئت	۲۲۳ تا ۲۳۴	ادبی تاریخ میں طویل عرصے سے کسی بھی ادبی تخلیق میں مواد اور ہیئت کے تعلق کی بحث جاری ہے بنیادی طور پر شاعر کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے تجربے کا اظہار کس طرح کرتا ہے۔ اگر تجربے اور اظہار میں نامیاتی تعلق نہ ہو تو مواد اور ہیئت میں وہ ہم آہنگی تخلیق نہیں ہو پاتی جو تخلیق کی جان ہوتی ہے۔ خیال کے بغیر لفظ متشکل نہیں ہو سکتا اور لفظ کے بغیر خیال کی صورت گری نہیں ہو سکتی۔ تخلیقی عمل میں احساس یا جذبے سے امیج اور امیج سے لفظ بنتا ہے۔ پھر اس لفظ سے معنی اور معنی سے ہیئت کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے۔ یعنی جو رشتہ لفظ کا معنی سے ہے، وہی رشتہ مواد کا ہیئت سے ہے۔ پیش نظر مقالے میں تخلیق نظم میں مواد اور ہیئت کے تعلق، ترتیب اور ان کی تفہیم زیر بحث ہے۔	یٰسین آفاقی۔ اردو شاعری۔ شعری تکنیک۔ مواد اور ہیئت۔ اردو تنقید۔ ادبی تاریخ۔ آفاقی تنقید۔ ہیئت۔ حدود۔ مواد۔

اورئینٹل کالج میگزین:۸۶:۱(۲۰۱۱ء)

مدیر اعلیٰ:مظہر معین، مدیر:محمد جاوید،اورئینٹل کالج، جامعۂ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
امتیاز احمد	ابو ماضی:معاصر عربی شاعری میں جدیدیت کی آواز Abu Madi: A Voice of Modernity in Contemporary Arabic Poetry	۳ تا ۸	۱۸۶۰ کے بعد لبنانی شعرا کی امریکہ کی طرف نقل مکانی سے عربی ادب میں جدیدیت کا راستہ ہموار ہوا۔ ان شعرا نے روایتی اسلوب سے ہٹ کر شاعری کا آغاز کیا۔ ایلیا ابو ماضی عربی کے مہاجر شعرا میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اُس نے اپنی شاعری کا اسلوب واقعاتی بنا دیا۔ اُس نے کوشش کی کہ وہ لوگوں میں غم وحزن کو کم کر کے اُن میں فرحت وانبساط کے رجحانات پیدا کرے۔ اُس نے زندگی کو سمجھنے اور زندگی جیسے کہ وہ ہے، کی طرف دعوت دی۔ اُس نے انگریزی شاعر ورڈز ورتھ کے انداز میں فطرت کو اخلاقی تعلیم کے لیے استعمال کیا۔ اُس کی زبردست تخیلاتی صلاحیت نے شاعری میں ڈرامائی وبیانی عناصر کو مہارت سے استعمال کیا۔	لبنانی شاعر۔ ابو ماضی۔عربی ادب۔امتیاز احمد۔
آصف علی چٹھہ	شام کا سویرا:نزار قبانی	۲۰۳ تا ۲۱۴	نزار قبانی شام کا ایک مشہور ادیب اور شاعر ہے۔ اس نے اپنے کیریئر کا آغاز بہ طور سفیر کیا لیکن بالآخر اپنی تمام تر توجہات لکھنے پر مرکوز کر دیں۔ اُس نے عربی شاعری کے روایتی سانچے کو ترک کیا اور عام فہم مفردات کو اپنی شاعری میں برتا۔ اگرچہ اس کی شاعری بہت سادہ اور غیر فلسفیانہ ہے تاہم وہ اپنی شاعری میں بہت سارے سوالات اٹھاتا ہے۔ وہ اپنی سوسائٹی کی بہت سی ممنوعات کو بڑی دلیری سے بیان کرتا ہے۔ اُس نے عالمی سطح کا ادب تخلیق کیا۔ یہ مقالہ اس کے مختصر تعارف کے علاوہ اس کی اپنے وطن، لوگوں اور عرب دنیا سے محبت کو زیر بحث لاتا ہے۔	شامی ادب۔عربی ادب۔آصف علی چٹھہ۔نزار قبانی۔ لندن۔ایتھون۔

حافظ عبدالقدیر	ابو العلا معری اور محمد اقبال أبو العلاء المعري و محمد إقبال	۵۹ ۲ ۸۰	ابو العلاء المعری عباسی دور کا ایک نابینا شاعر و ادیب تھا۔ اس نے سماوی سفر پر رسالۃ الغفران کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کا ہیرو ابن القارح ہے۔ دوران سفر دوزخ اور جنت میں مختلف شخصیات سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ معری کا یہ کام عربی زبان میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسی موضوع پر ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے اپنی مثنوی جاوید نامہ مرتب کی۔ اقبال مشرق و مغرب کے مذہبی اور ادبی رجحانات سے واقف تھے اور انھیں رسالۃ الغفران تک براہ راست رسائی حاصل تھی۔ اقبال کا کام شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مثنوی میں علامہ اقبال نے قدامت اور جدت کا امتزاج پیش کیا ہے۔ یہ مقالہ اقبال اور معری کے اس موضوع پر کام کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے نیز دونوں کے ادبی کام میں پائی جانے والی ہم آہنگی اور فرق کو بھی واضح کرتا ہے۔	معراج۔ الأدباء۔ جاوید نامہ۔ ابن القارح۔ إبليس۔ رسالۃ الخلود۔ الرومي۔ زرادشت۔ لأبدالي۔ السيادة
حامد اشرف ہمدانی	ادب حدیث اور اس کا عربی زبان و ادب پر اثر أدب الحديث النبوي وأثره في اللغة والأدب	۴۷ ۲ ۵۸	احادیث نبوی کی فقیہانہ اہمیت کے ساتھ ساتھ ادبی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔ عربی زبان و ادب کے طلبہ کے لیے احادیث نبوی کا مطالعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مقالے میں اشتراع، صرف و نحو اور مفردات کے حوالے سے احادیث نبوی پر مختلف علما کی رائے پیش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مقالے میں احادیث میں صنائع و بدائع کا استعمال بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے خطبات، احادیث اور جوامع الکلام کا عربی زبان پر مجموعی اثر مع امثال مقالے کا اساسی موضوع ہے۔	الحديث۔ السنۃ۔ القرآن۔ النبوي۔ الأوس۔ الخزرج۔ الأسلوب۔ بخاري۔ إنسانيۃ۔ كلام
شاہدہ منظور	جدید آرٹ اور جدیدیت Interpreting Modern Art and Modernity	۹ ۲ ۱۷	یہ مقالہ جدید آرٹ اور جدیدیت کے چند بنیادی مسائل کو سمجھنے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔ اس مقالے میں پاکستانی تنقید نگاروں کی طرف سے جدید آرٹ کی اصطلاح کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور کچھ متضاد اور غیر موافق مطالعات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جس نے نئی نسل کے ذہنوں میں ابہام پیدا کر دیے ہیں۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر نظری و تقابلی مطالعہ ہے جو دو اصطلاحوں یعنی جدید اور جدیدیت کے بنیادی مغالطوں کو آرٹ اور بالخصوص بصری فنون کے حوالے سے زیر بحث لاتا ہے۔	Pakistani, Art, Rome, Mughal, Florence. Akbar Naqvi, Indian, English, Eastern, Western

عبدالماجد ندیم	قرات امام زید پر عربی لہجوں کا اثر تاثیر اللھجات العربیۃ فی قراءۃ الإمام زید بن علیؓ	۱۱ ۲ ۳۶	چوں کہ نزول قرآن کے وقت عربی کے مختلف لہجات مروج تھے اس لیے کسی بھی لہجے میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت تھی۔ یوں بہت سے پرانے لہجوں کے احیاء کی راہ استوار ہوئی۔ مطالعات قرآنی کے حوالے سے عربی لہجوں کا مطالعہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ زید بن علی زین العابدین نبی ﷺ کے نواسے کے بیٹے ہیں۔ آپ قرآنی علوم میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ عربی زبان کے مختلف لہجوں کے بھی عالم تھے۔ آپ نے اپنی کتابوں میں ان لہجوں کا استعمال کیا ہے۔ یہ مقالہ زید بن علیؓ کے مطالعہ قرآن کے دوران میں استعمال ہونے والے لہجوں کے معاشرتی ومقامی اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔	اللھجۃ۔ ابن سیدہ۔ اللسان۔ اللغۃ۔ العربیۃ۔ قراءۃ۔ مصر۔ العدامیۃ۔ الحجاز۔ قریش
فخر الحق نوری	راشد کی شاعری کے سیاسی ابعاد	۱۲۱ ۲ ۱۵۰	ن۔م۔ راشد اردو شاعری کا ایک اہم حوالہ ہے۔ اس کے فن وفکر کے مختلف حوالے اسے اپنے معاصر شعرا میں قدآور بناتے ہیں۔ یہ مقالہ ن۔م۔ راشد کی شاعری کے سیاسی ابعاد کے متعلق ہے۔ یہ مقالہ ہندوستان میں برطانوی استعماریت کے تناظر میں راشد کے فکروفن سے بحث کرتا ہے۔	فخر الحق نوری۔ ن۔م۔ راشد۔ اردو شاعری۔ سیاسی شاعری۔
محمد اقبال شاہد	برصغیر پاک وہند محیط الکونین کے آئینے میں سیمای شبہ قاره در آیینہ "محیط الکونین"	۱۰۹ ۲ ۱۲۰	سالک قزوینی ایران کا وہ شاعر ہے جس نے نقل مکانی اختیار کر کے مغل اور کچھ دوسرے درباروں تک رسائی پائی۔ اُس کا دیوان بالخصوص مثنوی محیط الکونین نے اس کی اپنے علاقے کی یادداشتوں کے ساتھ ساتھ وہاں کے باشندوں کے معاشرتی رویے، عمارتوں، آبشاروں اور فطری خوب صورتی سے بھرپور ہے۔ یوں اُس کی شاعری نے فارسی زبان میں نئے اسلوب کا اضافہ کیا۔ اسی طرح اس نے نئے استعاروں، تشبیہوں اور دوسرے بلاغتی عناصر سے فارسی دنیا کو متعارف کروایا۔ یہ مقالہ برصغیر کے تہذیبی ومعاشرتی حالات نیز قزوینی کی ادبی خدمات کا تحقیقی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	سالک۔ محیط الکونین۔ احمد آباد۔ برہانپور۔ دولت آباد۔ جگر۔ ہندوستان۔ جنگ۔ ساقی نامہ۔ فرہنگ

محمد جاوید	پاکستانی زبانوں میں مستعمل عربی اصطلاحات قضية المصطلحات العربية المستخدمة في لغات باكستان	۸۱ تا ۹۶	اصطلاحات سازی کی تاریخ کا سراغ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ملتا ہے۔ اصطلاح کسی خاص مضمون یا بحث کا جامع اور درست پس منظر بیان کرتی ہے۔ خالص سائنسی علوم کی طرح ادبیات میں بھی اصطلاحات سازی خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اردو زبان ہندی، فارسی، عربی کے علاوہ چند مقامی زبانوں کا حسین امتزاج ہے۔ ماضی میں اردو میں اصطلاحات سازی کرتے وقت عربی اور فارسی کو بہ طور خاص مدنظر رکھا جاتا تھا۔ اب حالات بدل چکے ہیں اور اصطلاح سازی میں عربی کی بجائے انگریزی نے اہمیت اختیار کر لی ہے۔ یہ مقالہ اردو میں اصطلاحات سازی کی بحث پر عربی زبان کے تناظر میں روشنی ڈالتا ہے۔	اللغة۔ الأردية۔ اليونان۔ العربية۔ المسلمون۔ ظلمات۔ العراق۔ مصر۔ اللاطينية۔ الألمانية
محمد نعیم	اردو ناول میں مزاحمتی تذبذب	۱۸۱ تا ۲۰۲	یہ مقالہ اردو ناول میں نوآبادیاتی نظام کے خلاف تذبذب کو زیر بحث لاتا ہے۔ انیسویں صدی کے اردو ناول نگاروں نے نوآبادیاتی نظام کے خلاف براہ راست مزاحمت کی بجائے بالواسطہ طور پر مزاحمتی روش کو اختیار کیا۔ ان ناولوں میں نوآبادکاروں کی غیر وحدانی ساخت اور مذہبی تضاد کی فضا دکھائی گئی ہے۔	محمد نعیم۔ اردو ناول۔ مزاحمتی ادب۔ مزاحمتی ناول۔
ناصر عباس نیر	یورپ بہ طور کبیری بیانیہ	۱۵۱ تا ۱۸۰	بیانیے کی خصوصیات واضح کرتے ہوئے بیانیے اور کبیری بیانیے میں فرق روا رکھتے ہوئے یہ مقالہ نوآبادیات میں کبیری بیانیے کے کردار کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔ یورپ نے خود کو ایک ایسے کبیری بیانیے کے طور پر متعارف کروایا جو آفاقی خصوصیات رکھتا ہے اور اس لیے ہر جگہ اور زمانے میں قابل تقلید ہے۔ یورپ بہ طور کبیری بیانیے میں ہی تضاد موجود تھا کہ یورپ ایک مقامی مظہر تھا مگر خود کو آفاقی بنا کر پیش کرتا تھا۔ یہ مضمون کبیری بیانیے کے مقابل وضع کیے گئے مقامی، صغیری بیانیوں کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔	ناصر عباس نیر۔ کبیری بیانیہ۔ مہا بیانیہ۔ یورپ۔ نوآبادیاتی ادب۔

نجم الرشید	بیدل کی شاعری تذکروں کی روشنی میں شعر بیدل در آئینه تذکره ها	۹۷ تا ۱۰۸	بیدل دہلوی برصغیر کا مشہور فارسی شاعر ہے جو اپنے آبائی وطن کے برعکس افغانستان اور تاجکستان میں زیادہ مشہور ہے۔ پچھلے چند عرصے سے اس نے ایران میں بھی شہرت حاصل کرنا شروع کر لی ہے جہاں پر اس کے کام پر تحقیقی و تنقیدی کتابیں اور مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ اس کی شاعری پر بنیادی تنقیدی کام تذکروں میں ملتا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے اس کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر رائے زنی کی ہے۔ یہ مقالہ بیدل دہلوی کی شاعری کے حوالے سے تذکرہ نگاروں کی رائے سے بحث کرتا ہے۔	بیدل۔ سخنگویان۔ شبہ قارہ۔ فارسی۔ شعر۔ فصاحت۔ بلاغت۔ آزاد بلگرامی۔ گلزار گل۔ ایران

اورئینٹل کالج میگزین:۲:۸۶(۲۰۱۱ء)

مدیر اعلیٰ:مظہر معین، مدیر:محمد جاوید، اورینٹل، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اورنگ زیب نیازی	''چین کی حقیقتیں اورافسانے''	۱۳۱ تا ۱۴۴	ڈاکٹر وحید قریشی ایک ممتاز سکالر، محقق اور تنقید نگار تھے۔انھوں نے ۱۹۶۶ء میں ایک ادبی اور ثقافتی وفد کے ساتھ چین کا سفر اختیار کیا۔اس سفر میں پیش آمدہ تجربات کو ایک سفرنامے بہ عنوان 'چین کی حقیقتیں اورافسانے' لکھا۔یہ سفرنامہ اگرچہ بہت مختصر ہے تاہم یہ آزاد چین کی مکمل تصویر کشی کرتا ہے۔یہ سفرنامہ ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوا اس لیے تنقید نگاروں کی توجہ حاصل نہیں کرسکا۔یہ مقالہ اس سفرنامے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں اس سے ماقبل اور مابعد لکھے گئے سفرناموں کے مابین تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	اورنگ زیب نیازی۔ چین کا سفرنامہ۔اردو سفرنامے۔چین کی حقیقتیں اورافسانے۔ ڈاکٹر وحید قریشی۔
ایم خالد فیاض	فسادات کے افسانے اور ممتاز شیریں	۱۴۵ تا ۱۵۴	ممتاز شیریں کا شمار اردو کی صف اول کی تنقید نگار کے طور ہوتا ہے۔وہ اردو ادب کی ایسی تنقید نگار سمجھی جاتی ہے جنھوں نے اردو افسانے کا مطالعہ مغربی ادب کے وسیع پس منظر میں کیا ہے اور اردو تنقید کے حوالہ سے گہری بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔ انھوں نے فسادات اور کچھ دیگر موضوعات پر اردو میں بہترین افسانے لکھے ہیں جن کے متعلق تنقید نگاروں کی رائے بہت مثبت ہے۔اس مقالے میں ممتاز شیریں کے فسادات پر لکھے افسانوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	ممتاز شیریں۔ فسادات کے افسانے۔اردو افسانے۔قدرت اللہ شہاب۔ایم۔خالد فیاض۔

حامد اشرف ہمدانی	قاضی عبدالسلام سلیم بطور نعتیہ شاعر المدیح النبوی عند القاضی عبدالسلام سلیم	۱۱ تا ۲۲	پاکستان کے ہر قابل ذکر شاعر نے کم یا زیادہ نعتیہ شاعری کی ہے۔قاضی عبدالسلام سلیم کا شمار بھی ایسے ہی شعرا میں ہوتا ہے۔ اس مقالے میں ان کے دو نایاب نعتیہ قصیدوں کا ذکر ہے۔پہلا نعتیہ قصیدہ ۱۱۷ اشعار پر مشتمل ہے اور یہ روایتی عربی شاعری کے اسلوب پر لکھا گیا ہے۔ انھوں نے اس قصیدے میں نبی ﷺ کے بہت سے اوصاف بیان کیے ہیں اور اپنی بخشش کے لیے نبی ﷺ کی سفارش کے متمنی ہیں۔ دوسرے نعتیہ قصیدے میں نبی ﷺ کے معجزوں اور انبیا علیہم السلام میں ان کے مقام و مرتبہ کا ذکر ہے۔دونوں نعتیہ قصیدے آپ ﷺ ،آپ کی آل اور اصحاب پر درود و سلام پر ختم ہوتے ہیں۔شاعر نے آخری شعروں میں اپنا نام سلیم بطور تخلص استعمال کیا ہے جس سے اُن کی عربی شاعری پر فارسی اور اردو کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دونوں قصیدے پاکستانی عربی ادب میں اپنے منفرد اسلوب، مفردات اور فکر و تخیل کے حوالے سے ایک اثاثے کی حیثیت رکھتے ہیں۔	الہند۔دہلی۔دیوبند۔ الکاو ۔اصلال۔ روض الاشعار۔سالہ درد۔پاکستان۔ القاضی عبدالسلام
سعید خاور بھٹا	کہانی، سنیڑ تے وسیب	۱۵۵ تا ۱۶۶	اس مقالے کا موضوع کہانی کار، سامع اور ثقافت ہے۔اس میں پنجاب میں نوآبادیاتی تسلط سے پہلے کہانی کاری کی ثقافتی اہمیت کو زیر بحث لایا گیا ہے۔برطانوی تسلط سے پہلے کی ثقافت میں کہانی کار اور سامع کی دلچسپی کا بنیادی سبب یہ تھا کہ تب لوگ اپنی مرضی اور خوشی سے رہتے تھے۔لیکن سامراجی قبضے کے بعد یہ صورت حال برقرار نہ رہ سکی۔اس ثقافت سے تعلق رکھنے والوں کے لیے یہ تاریخی کہانیاں نئی نہیں ہیں۔ جب کہانی کار کہانی بیان کرتا تو سامع کی دلچسپی کہانی کو نئے معانی بخشتی۔ یوں کہانی اور سامع مل کر اس عمل کو منفرد بناتے۔اس مقالے میں لوک کہانیوں کو پوسٹ ماڈرن نقطۂ نظر سے زیر بحث لایا گیا ہے۔	سعید خاور بھٹا۔ پنجابی ادب۔ پنجابی افسانہ۔مابعد جدیدیت۔لوک کہانی۔وسیب۔غلام محمد چیمہ۔

شاہین کرامت	سوانیاں دی شاعری دے موضوعات	۱۶۷ تا ۱۷۸	معاصر پنجابی زبان کے ادبی رجحانات میں خواتین لکھاریوں کا کردار بڑا جاندار ہے۔ بہت سی خواتین نے تقریباً ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے۔ انھوں نے شاعری کے میدان میں بھی سماجی وثقافتی، مذہبی وسیاسی ومعاشی موضوعات پر لکھ کر تلاطم پیدا کیا ہے۔ اوران ادبی کاوشوں کا خواتین بالخصوص پنجابی خواتین پر بڑا گہرا اثر ہوا ہے۔ مقالے میں خواتین کی پنجابی شاعری کے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔	عورت۔اخلاقیات۔ عمرانیات۔ معاشرے۔حیاتی۔ شاعری۔سڑک۔ پنجاب۔سرائیکی۔ رومالوی
محمد ادریس لودھی	ابن عبدربہ بطور سیرت نگار ابن عبد ربه: كاتب السيرة النبوية	۲۳ تا ۳۸	اگرچہ اندلسی ادیب ابن عبدربہ کی وجہ شہرت ان کی ادبی خدمات ہیں تاہم انھوں نے خالص مذہبی موضوعات پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ انھوں نے اپنی مشہور کتاب العقد الفرید میں نبی ﷺ کی سیرت پر جو کچھ لکھا ہے اُسے سیرت نگاری کے میدان میں اہم اضافہ سمجھا جاتا ہے۔ ابن عبدربہ نے اپنی مشہور کتاب میں جو اسلوب اورمنہاج اختیار کیا ہے، یہ مقالہ اس کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	لأدیان۔السماویۃ۔ العقد الفرید۔شاعر۔ لأندلس۔المشرق۔ لوکس معلوف۔ الطعام۔الشراب۔ کتاب الشعراء
محمد جاوید	عربی خط کی ترویج میں فارسی زبان کا کردار دور اللغة الفارسية في انتشار الخط العربي	۵۵ تا ۸۰	فارسی صدیوں تک برصغیر کی غالب زبان رہی ہے۔ سرکاری زبان ہونے کے علاوہ یہ خالص علمی گفتگو کی بھی زبان رہی ہے۔ اردو زبان کی اٹھان میں فارسی کا کردار بہت اہم ہے۔ روز اول سے ہی اردو عربی الاصل فارسی خط میں لکھی جارہی ہے۔ فارسی نے بشمول رسم الخط کے بہت کچھ عربی زبان سے لیا ہے اوربعینہٖ اسے اردو میں منتقل کردیا ہے۔ برصغیر میں عربی خط کا پھیلاؤ بڑی حد تک فارسی زبان وخط کا مرہون منت ہے۔ یہ مقالہ برصغیر میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص عربی خط کے پھیلاؤ میں فارسی کے کردار کو زیر بحث لاتا ہے۔	اللغۃ۔الفارسیۃ۔ أفغانستان۔التیخ۔ لإیران۔ہخامنشی۔ لإسکندرالأعظم۔ سلوکی۔السنسکریتیۃ۔ فارس

محمد سلطان شاہ	نظریہ ارتقا پر ڈارون سے پہلے کے مسلم دانشوروں کے خیالات (Pre-Darwinian Muslim Scholars' Views on Evolution)	۳ تا ۲۰	چارلس ڈارون کو ارتقائی تھیوری کا پہلا پرچارک سمجھا جاتا ہے۔اس مقالے میں ارتقائی تھیوری کا ایک مختلف نظریہ پیش کیا گیا ہے۔ بہت سے مسلمان فلسفی ڈارون سے بہت پہلے اپنی تحریروں میں اس موضوع پر لکھ چکے ہیں ۔ڈارون سے پہلے کے مسلمان علما نے ڈارون کو کافی مواد فراہم کر دیا تھا جسے ڈارون نے سائنسی زبان دی۔ جان ولیم ڈریپر ڈارون کا ایک ہم عصر ہے جو اسے ڈارون کی بجائے ارتقا کی مسلم تھیوری کا نام دیتا ہے۔ڈارون خود عربی جانتا تھا اور اُسے عربی ادب تک براہ راست رسائی حاصل تھی۔ وہ کیمبرج یونی ورسٹی کی الٰہیات فیکلٹی میں اسلامی ثقافت کا طالب علم تھا۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ ڈارون نے اپنی تھیوری کے لیے خام مواد شرقی ادب سے ہی لیا۔	محمد سلطان شاہ۔ نظریہ ارتقاء۔ مسلم دانشور۔ ڈارون۔
محمد سلیم	مقالات شبلی پر ایک نظر	۸۱ تا ۱۰۲	یہ مقالہ شبلی کے چند دلچسپ مقالات کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔ان مقالات کے مطالعہ کے دوران میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ مولانا کس وسعت علمی، علمی تجسس اور فکر و تخیل کے حامل تھے۔ ادب، تاریخ، شاعری، فلسفے اور تعلیم میں ان کی خدمات دیکھ کر آج بھی حیرت ہوتی ہے۔ان مقالات کو لکھتے وقت مولانا اپنے تخیلات کی بلندی پر دکھائی دیتے ہیں ۔اس مقالے میں اُن کے مقالات کی خوبیوں کا احاطہ کیا گیا ہے تاہم کہیں اُن سے اختلاف بھی کیا گیا ہے۔	محمد سلیم۔ مولانا شبلی نعمانی۔ مقالات شبلی۔
محمد ناصر	سخن سالار شروان: عظیم غزل گو شعرا کا پیشرو	۱۰۳ تا ۱۳۰	خاقانی فارسی کا ایک عظیم شاعر ہے۔وہ جوانی میں اپنے قلمی نام 'حقیقی' کے نام سے لکھتا رہا ہے۔ ابوالمظفر خاقان اکبر منوچہر کے دربار سے منسلک ہونے کے بعد اس نے اپنا نام خاقانی اختیار کر لیا۔ اس نے فارسی زبان میں قابل ذکر اضافے کیے ہیں جس میں اُس کے کچھ شاندار قصیدے بھی شامل ہیں۔وہ فارسی زبان کا قادر الکلام شاعر تھا۔اس مقالے میں فارسی کے تین بڑے غزل گو شعرا رومی، سعدی اور حافظ پر اُس کے اثرات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	ادب۔تہذیب۔ شاعری۔خاقانی۔علی دشتی۔فارسی۔ غزلیات۔سعدی۔ محبوب ابوالمظفر خاقان ڈرامائی نظمیں

مقیت جاوید بھٹی	پاکستانی زبانوں کو نظام ہائے تہجی پر عربی تہجی کے اثرات تاثیر الابجدیة العربیة فی ابجدیات اللغات الباکستانیة	۳۹ تا ۵۴	جب برصغیر میں عربی زبان نے بطور ایک فاتح نسل کی زبان کے طور پر قدم رکھا تو مقامی زبانوں پر اس کے کئی اثرات مرتب ہوئے۔ مقامی زبانوں نے جہاں عربی کے ہزاروں الفاظ لیے وہاں عربی کے خط سے بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اگر ہم پاکستان کی پانچ بڑی زبانوں کے نظام ہائے تہجی کا تجزیہ کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ان تمام زبانوں نے بالکلیہ یا پھر زیادہ تر عربی تہجی کو اپنا لیا ہے۔ یہ مقالہ پاکستان کی پانچ بڑی زبانوں اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی کے نظام ہائے تہجی سے بحث کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ان زبانوں کی حروف تہجی نے کہاں تک عربی زبان وخط کو قبول کیا ہے۔	الشعوب۔ العربیة۔ لا سلامی۔ الملامیة۔ الہجائی۔ الأردیة۔ السندیة۔ ہندوستانی۔ محمود الغزلوی۔ البلوتجیة

اورئینٹل کالج میگزین:۸۶:۳(۲۰۱۱ء)

مدیراعلیٰ:مظہر معین، مدیر:محمد جاوید، اورئینٹل، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	شمالی ہند اردو تاریخ گوئی کی روایت (اٹھارویں صدی عیسوی تک)	۱۰۵ تا ۱۲۲	تاریخ گوئی ایک ایسا ادبی فن ہے جس کی بنیاد حروف کے عددی نمبروں پر ہے جنھیں اس فن کے ماہرین نے متعین کیا ہے۔ ایک خالص تاریخ نویس کی طرح تاریخ گو بھی حروف تہجی، لفظ جملے یا پھر ایک لائن کی مدد سے ماضی وحال کے حالات کی صحیح تصویر کشی کرتا ہے۔ ائیسویں صدی میں یہ فن اس قدر مقبول تھا کہ ہر شاعر نے فارسی، عربی اور اردو میں تاریخ گوئی اپنی فنی پختگی کے اظہار کے لیے ضروری سمجھی۔ جو شعرا اس فن میں کمزور ہوتے ان کی شاعری پر گرفت مشکوک سمجھی جاتی۔ یہ مقالہ اٹھارویں صدی میں شمالی ہند میں اردو تاریخ گوئی کی روایت سے بحث کرتا ہے۔	ہندوستان۔ داریوش اعظم۔ نوشیروان۔ سندھ۔ پنجاب۔ ترکی۔ شیخ جیون۔ بابو بانکی لال۔ تاریخ ابرار عبدالسلام۔ تاریخ گوئی۔ شمالی ہندی۔ ادبی تاریخ۔ اردو ادب۔
جواد ہمدانی	بیسویں صدی میں فارسی شاعری کے رجحانات	۱۲۳ تا ۱۳۸	یہ مقالہ بیسویں صدی کے رجحان ساز فارسی شعرا کے فکروفن کے متعلق ہے۔ علاوہ ازیں اس مقالے میں اقبال اور جدید ایرانی شعرا کے مابین تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ چوں کہ اقبال کا عہد جدید فارسی شاعری کا ہم عصر زمانہ تھا یہ بات لائق توجہ ہے کہ اقبال کا اسلوب جدید فارسی شاعری کے ہم آہنگ تھا یا مختلف۔	فارسی شاعری۔ جدید فارسی شاعری۔ فارسی۔ خراسانی۔ پروین اعتصامی۔ غزل۔ قصیدہ۔ فرانسیسی شاعر۔ جرمن۔ اطالوی۔ اقبال۔ جواد ہمدانی۔

حامد اشرف ہمدانی	محمد یوسف بنوری کی نعتیہ شاعری المدیح النبوی عند الشیخ محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ	۲۷ تا ۴۲	اس مقالے میں محمد یوسف بنوری کے دو مشہور نعتیہ قصیدے شامل ہیں۔ پہلا قصیدہ عربی شاعری کے روایتی اسلوب کا حامل ہے اس قصیدے میں شاعر نے نبی ﷺ کی بہت سی اوصاف کو بیان کیا ہے اور آخر میں آپ کی شفاعت کا طلب گار ہے۔ دوسرا نعتیہ قصیدہ نبی ﷺ کے معجزوں اور نبی ﷺ کے دیگر انبیاء علیہم السلام میں آپ کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتا ہے۔ اپنے اسلوب اور پیش کش کے اعتبار سے یہ نعتیہ قصیدے پاکستانی عربی شعرا کی عربی شاعری کے ذوق اور زبان پر گرفت کا واضح ثبوت ہیں۔	مدح۔ المائح۔ الشعر۔ الشعراء۔ العرب۔ المنطق۔ کراچی۔ القاہرۃ۔ فراق۔ المصائب حامد اشرف ہمدانی
ریاض قدیر	اردو کی تاریخ اور ''تاریخی وژن''	۹۳ تا ۱۰۴	یہ مقالہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی مرتبہ اردو ادب کی تاریخ کے بنیادی اور اہم اصولوں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس کتاب سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تاریخی ویژن کیوں اور کیسے کام کرتا ہے۔ اس ویژن کی گہرائی و گیرائی کا مولف کے اقتباسات کی روشنی میں احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مقالہ مرتب موصوف کی کچھ امتیازی خصوصیات کی بھی نشان دہی کرتا ہے۔	تاریخ۔ سیاست۔ مذہب۔ شاعری۔ دنیا۔ ثقافتی۔ میر تقی میر۔ قرطاس۔ واسوخت۔ فارسی ریاض قدیر
طاہرہ بشارت	مذہب اور سائنس: تصادم و اتصال	۷۳ تا ۹۲	یہ مقالہ انسان کے لیے مذہبی ضرورت کے جواز کے متعلق ہے۔ اس میں سائنس اور مذہب کے درمیان تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس وسیع کائنات میں ان گنت ذی ارواح کا وجود کسی ان دیکھی ہستی کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ جدید دور کے سائنس دانوں مثلاً سٹیفن، ہاکنگ پال، ڈیویز، نیوٹن اور آئن سٹائن نے زندگی کو ایک معجزہ قرار دیا ہے۔ اس مقالے میں سائنس اور مذہب کے حوالے سے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے جس میں تصادم اور اتصال ثابت ہوتا ہے اور سائنس کا وہ پہلو بھی پیش کیا گیا ہے جس میں خدا کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے۔	انسان۔ قدرت۔ مذہب۔ اعتقادات۔ اسلام۔ فلسفہ۔ ایٹم۔ ڈارون۔ سائنسی۔ سٹیفن طاہرہ بشارت

عاصمہ قادری	پنجابی کلاسیکی شاعری تے تھیٹر دے رنگ	۱۳۹ ۲ ۱۷۵	پنجابی کی کلاسیکی شاعری میں تھیٹر کا مرکزی کردار ایک بحث طلب موضوع ہے۔ اس مقالے کو وارث شاہ، قادر یار اور دمودر کے قصوں، بابا فرید کے دوہڑوں، سلطان باہو، ہاشم شاہ کی ابیات، شاہ حسین بلھے شاہ اور سچل سرمست کی کافیوں کی مثالوں کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کے اختتام پر نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ہماری کلاسیکی شاعری میں لوک روایات کے تناظر میں ڈرامائی انداز پایا جاتا ہے۔	پنجابی۔کلاسیکی۔ تھیٹر۔ہیر۔پیکھنا۔ شاعری۔کھیال۔ سنسکرت۔رانجھا۔ قادریار عاصمہ قادری
عبدالماجد ندیم	عربی زبان کے مصادر استشہاد مصادر الاستشهاد في اللغة العربية	۴۳ ۲ ۵۸	قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کی تفہیم کے لیے عربی زبان کی اہمیت مسلمہ ہے۔ عربی لغت دانوں نے عربی زبان کے مفردات، جملے کی ساخت اور اسلوب کی حفاظت کے سلسلے میں استشہاد کی روایت متعارف کروائی۔ اس روایت نے نہ صرف عربی زبان کی مختلف حوالوں سے حفاظت کی ہے بلکہ قرآن فہمی میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ استشہاد کے تین بڑے ذرائع ہیں: قرآن پاک، حدیث اور عربی ادب۔ یہ مقالہ استشہاد کی روایت پر روشنی ڈالتا ہے۔	اللغة۔العاصرة۔ کلام۔الأشعار۔ البلاغة۔نثر۔سیبویہ۔ خزانة الأدب۔ التونجي۔السيوطي عبدالماجد ندیم
فوادشیخ الدین	قرآن کریم میں دلالات حذف دلالات الحذف في القرآن الكريم	۹ ۲ ۳۶	ہر زبان کی کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں جو اُسے دیگر زبانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ عربی زبان کی بھی بہت سی ادبی خصوصیات ہیں جو دوسری زبانوں میں نہیں ہیں۔ لفظ جملے یا بعض اوقات پورے فقرے کا حذف عربی زبان میں عام ہے۔ قرآن پاک میں بھی بعض مواقع پر حذف کی مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ یہ مقالہ قرآن پاک میں پائی جانے والی حذفی مثالوں سے بحث کرتا ہے۔	اللغة۔العربية۔محمد۔ زید۔جرجانی۔ حذف۔مفردة۔ جملة۔العرب۔ القرآن فوادشیخ الدین

محمد جاوید	عالمی سطح پر عربی خط کی ترویج انتشار الخط العربي على المستوى العالمي	۵۹ تا ۷۲	کسی بھی زبان کا پہلا مرحلہ تکلم ہے اور دوسرا مرحلہ تحریر ہوتا ہے۔یہی اصول عربی زبان پر بھی لاگو ہوتا ہے۔عرب فاتحین کی سرکاری زبان ہونے کے علاوہ جزیرہ نما عرب اور اس سے باہر عربی کی ترویج اور فروغ کا بڑا سبب قرآن اور دیگر اسلامی علوم کا عربی زبان میں ہونا ہے۔ جہاں کہیں عرب فاتحین گئے وہ عربی زبان اور اُس کے خط کو بھی اپنے ہمراہ لے کر گئے اور مفتوح اقوام نے ان دونوں کو بڑی گرم جوشی سے قبول کیا۔ یہ پذیرائی مغرب میں سپین، افریقہ میں مراکش سوڈان اور دیگر افریقی ممالک اور ایشیا میں پاکستان، انڈیا، ایران، افغانستان اور دیگر وسط ایشیائی ریاستوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔اس مقالے میں عربی خط کے عالمی سطح پر فروغ سے بحث کی گئی ہے۔	اللغة۔ الخط۔ اللسان۔ المشتوية۔ السنسكريتية۔ امريكا۔ الحبشية۔ الشام۔ سخندان فارس۔ سوریا محمد جاوید
محمد ناصر	نثر گلستان میں شاعرانہ عناصر کی جھلک Glimpses of the Poetic Elements in the Prose of Golestan	۲ تا ۱۷	سعدی شیرازی کا شمار مشہور ترین اور اہم ترین ادبی شخصیات میں ہوتا ہے۔وہ ایسے نابغہ روزگار شاعر تھے جنھیں نثر پر بھی کامل قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے اپنے عہد کی پوری مسلم دنیا کا سفر اختیار کیا اور نایاب اور منفرد شعری و نثری تخلیقات پیش کیں۔اُن کا نثری کام گلستان کے نام سے ہے جسے انھوں نے ۱۲۵۸ء میں مکمل کیا۔گلستان کا شمار اب تک لکھی گئی نثری کتب میں بہترین کتاب کے طور پر ہوتا ہے۔بہت سے ادبی نقادوں کے نزدیک گلستان فارسی نثر کی وہ کتاب ہے جو شاعرانہ انداز لیے ہوئے ہے۔اس مقالے میں گلستان میں پائے جانے والے شعری عناصر کا مطالعہ کیا گیا ہے جس سے سعدی کے ناقدین کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے اور گلستان کی شان کا اظہار ہوتا ہے۔	محمد ناصر۔ سعدی شیرازی۔ گلستان۔ فارسی نثر۔

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۶:۴ (۲۰۱۱ء)

مدیر اعلیٰ: مظہر معین، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
تنویر حسین	گل کرسٹ کی ہندوستانی گرامر: ایک تحقیقی مطالعہ	۱۲۷ تا ۱۴۴	اردو کی دو گراموں یعنی گل کرسٹ کی ہندوستانی گرامر اور میر بہادر علی حسینی کی مرتبہ رسالہ گل کرسٹ کے حوالے سے ابہام پایا جاتا ہے کہ یہ دونوں گرامریں جان گل کرسٹ کی لکھی ہوئی ہیں۔ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی گرامر ہیں۔ یہ مقالہ اس موضوع پر مختلف ماہرین کی آراء پیش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں گرامریں ایک دوسرے سے مختلف کتابیں ہیں اور رسالہ گل کرسٹ از بہادر علی حسینی، گل کرسٹ کی ہندوستانی گرامر کا خلاصہ ہے۔ اس مقالے میں گل کرسٹ کی ہندوستانی گرامر کا باب وار مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	گل کرسٹ۔ سرجن۔ تھامس روبک۔ غازی پور۔ انگلستان۔ فتح گڑھ۔ بہادر علی حسینی۔ مستشرقین۔ عربی تنویر حسین
حارث مبین	معاویہ نور محمد بطور ایک سوڈانی ادیب معاوية محمد نور أديباً سودانياً	۴۳ تا ۵۴	معاویہ نور محمد سوڈان کے عربی ادب کا ایک بہت بڑا نام ہے۔ وہ انگریزی زبان و ادب کا فارغ التحصیل ہے۔ یہ سوڈان کا پہلا ادیب ہے جو جدت پسندی کی طرف مائل ہوا اور جس نے مغربی ادیبوں کی پیروی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کا ادبی کام مغربی فکر و تکنیک سے متاثر دکھائی دیتا ہے۔ اُس نے انگلش اور عربی دونوں زبانوں میں لکھا ہے۔ اُس نے بہت سے ناول اور افسانے تخلیق کیے۔ تخلیقی کاوشوں کے ساتھ ساتھ اُس نے بہت سے ادبی شہ پاروں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔	عبقرية۔ التعليمي۔ السودان۔ غردون۔ الانجليزي۔ مصر۔ آکسفورڈ۔ حصاد الهشيم۔ البريطانية۔ آمال۔ حارث مبین۔
حافظ عبد القدیر	احسان عبد القدوس کے ادبی کاموں کے تناظر میں معاصر مصری افسانوں کے موضوعات موضوعات القصة المصرية المعاصرة في منظور اعمال إحسان عبدالقدوس	۲۵ تا ۴۲	احسان عبد القدوس معاصر مصری ناول نگار اور افسانہ نویس ہے جسے عرب دنیا میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ اُس نے مصری سوسائٹی کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کے پس منظر میں سینکڑوں کہانیاں لکھی ہیں۔ اُس نے اپنی شاعری میں غربت، اخلاقی انحطاط، نسوانی مسائل، محبت، شادی شدہ زندگی، حب الوطنی، تقابل ادیان، سیاست، بے راہ روی اور شراب نوشی جیسے موضوعات پر شاعری کی ہے۔ یہ مقالہ معاصر مصری ادب کو احسان عبد القدوس کی افسانہ نویسی کے تناظر میں پیش کرتا ہے۔	الأدب۔ العرب۔ الشباب۔ النساء۔ القصص۔ الشعب۔ القضايا۔ الوطن۔ الزواج۔ السياسة حافظ عبد القدیر احسان۔ عبد القدوس۔

حامد اشرف ہمدانی	محمد ناظم ندوی: بیسویں صدی کا ایک عربی شاعر محمد ناظم ندوي شاعر القرن العشرين	۵۹ تا ۶۴	پاکستانی شعرا کا عربی شاعری میں حصہ قابلِ قدر اور اہم ہے۔ بہت سے پاکستانی شعرا نے اردو اور فارسی کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی شاعری کی ہے۔ محمد ناظم ندوی کا شمار بھی ایسے ہی شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی شاعری سے عربی ادب کو ثروت مند کیا ہے۔ انھوں نے رومانوی سمیت بہت سے موضوعات پر لکھا۔ یہ مقالہ اُن کی شخصیت کے بہ طور شاعر اور عربی میں ان کی شعری کاوشوں کا احاطہ کرتا ہے۔	پاکستان۔ المدارس۔ الکلیات۔ العربی۔ الجامعات۔ بہار۔ الہند۔ الزہرات۔ الفلسطین۔ مصر۔ حامد اشرف ہمدانی
ضیاء الحسن	اردو غزل کا لسانی مطالعہ	۶۹ تا ۸۸	یہ بات درست ہے کہ زبان فقط ابلاغ کا ایک ذریعہ ہی نہیں ہے بل کہ یہ کسی بھی سماج کی ثقافتی حالت نیز سماجی و سیاسی حالت جانچنے کا پیمانہ بھی ہے۔ زبان شعر و نثر پر مشتمل ہوتی ہے۔ اردو زبان میں شعر کی بہت مضبوط روایت ہے اور شاعری کی مشہور صنف غزل رہی ہے۔ شاعری نے اردو زبان کو کئی پہلوؤں سے ثمر بار کیا ہے۔ یہ مقالہ اُن پہلوؤں میں سے ایک پہلو یعنی اردو غزل کا لسانی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	عرب۔ ایران۔ غزل۔ ہندو۔ مسلم۔ سنسکرتی۔ سبک ہندی۔ ضیاء الحسن۔ اردو غزل۔ غزل کی لسانیات
محمد آصف قادری	حسرت: اپنی ذات میں مزاحمت Hasrat - The Resistance in Himself	۲ تا ۱۵	مولانا حسرت موہانی ایک عظیم انقلابی شاعر تھے جنھوں نے ظالم سامراج اور استحصالی نوآبادیات کے خلاف بھرپور مزاحمت کی۔ وہ ایک اصول پسند، رحم دل اور باہمت شاعر تھے۔ ایسے وقت میں جب برطانوی نوآبادی کے زیادہ تر لوگ یورپ سے خیرہ ہو چکے تھے اور عبادت کی حد تک یورپ کو پوجتے تھے جو نہ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے اور نہ اپنے ذہن سے سوچ سکتے تھے ایسے وقت میں کچھ مزاحمت کار انقلابی اٹھے جن میں حسرت موہانی سب سے نمایاں تھے۔ انھوں نے برطانوی سامراج اور دیگر استحصالی طبقات کی مخالفت کی اور غاصبین کو مشکل میں ڈالے رکھا۔	socialism, communism, humanity, Urdu, Hasrat Mohani, India, British, God, Muslims, truth محمد آصف قادری۔
محمد ریاض شاہد	شاہ عبداللطیف بھٹائی دے کلام دیاں فکری پرتاں	۱۴۵ تا ۱۵۸	شاہ عبداللطیف بھٹائی سندھی صوفی شاعری کا ایک بڑا نام ہے۔ شاہ جو رسالو ان کی مشہور کتاب ہے۔ انھوں نے ہنرمندی سے اس کتاب میں سندھی ثقافت کی تصویر کشی کی ہے۔ برصغیر میں صوفیانہ روایت کے تسلسل میں بھٹائی نے اخلاق سنوار شاعری کی ہے۔ اس مقالے میں اسلام کی بنیادی اقدار مداومت اور انکساری کا مطالعہ پیش کیا گیا ہیں جنھیں شاہ عبداللطیف بھٹائی نے اپنی شاعری میں بہت زیادہ برتا ہے۔	محمد ریاض شاہد۔ سندھ۔ دھرتی۔ وطیرہ۔ زبان۔ قادری۔ شاعری۔ رشید احمد لاشاری۔ پنجابی۔ صداقت۔ حشر

محمد نعیم	انیسویں صدی کی اردو دنیا اور استعماری حکمتِ عملیاں	۸۸ تا ۱۲۶	استعمار کاری کا عمل محکوم قوموں کے وسائل پر قبضہ تھا۔ساتھ ہی غالب قوم نے مغلوب اقوام پر بڑے ہمہ گیر اثرات ڈالے۔زبان، ادب، ثقافت علم و حکمت وغیرہ زندگی کا کوئی شعبہ شاید ہی ہو جو استعماریت کے اثرات سے بچ پایا ہو۔اسی لیے یہ عمل بذاتہ ثقافتی اقدار کی ایک مثال ہے۔مقامی آبادی کو محض فوجی طاقت یا سیاسی حکمت سے نہیں بل کہ زیادہ عمیق ثقافتی حربوں کے ذریعے مطیع بنایا گیا۔دنیا کا بیشتر حصہ اس عمل سے متاثر ہوا ہے۔یہ مقالہ صرف ہندوستان کے تناظر میں ان حکمت عملیوں کا مطالعہ پیش کرتا ہے جس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ اثرات اردو ادب پر پڑے۔	محمد نعیم اردو۔یورپی۔ تجارت۔ استعمار کاری۔ مطیع۔ ہندوستان۔ مرہٹوں۔ مشرق۔کلاسیکی۔ ثقافت
محمود الحسن عارف	مکالمے کی روایت عہدِ نبوی میں: ایک تحقیقی مطالعہ	۵۵ تا ۶۸	تاریخ کے اوراق میں مکالمے کی جڑیں بڑی گہری ہیں۔اس کا سراغ زمانہ قبل از تاریخ سے ملتا ہے۔بعض نے مکالمے کی روایت کی افلاطون سے بھی پہلے نشان دہی کی ہے۔اس موضوع پر پہلی کتاب افلاطون نے لکھی تھی۔تاریخ مختلف قوموں، تہذیبوں اور معاشروں کے درمیان مکالمے کی روایت سے بھری پڑی ہے۔نبی پاک ﷺ کا شمار عظیم ترین مصلح کے طور پر ہوتا ہے۔آپ نے اپنی دعوت کے سلسلے میں مکالمے کو اختیار فرمایا۔آپ نے اپنے مقدس مشن یعنی انسانی نجات کے ضمن میں ہمیشہ مکالمے کو اہمیت دی۔یہ مقالہ نبی ﷺ کے عہد میں مکالمے کی روایت کو پیش کرتا ہے۔	مکالمہ۔ افلاطون۔ بائبل۔قابیل۔ قرآن۔اسلام۔ جنگ۔جہنم۔ عرب۔طائف مکالمے کی روایت عہدِ نبوی محمود الحسن عارف

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۷: ۱ (۲۰۱۲ء)

مدیر اعلیٰ: مظہر معین، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
حافظ عبدالقدیر	نزار قبانی کی شاعری میں خواتین کا ذکر Women in Nizar Qabbani's Poetry	۲ تا ۱۵	نزار قبانی عصر جدید کا عربی زبان کا مشہور اور مؤثر ترین شاعر ہے۔ اُس نے اپنی شاعری کا آغاز ابتدائی تعلیم کے دور میں ہی کر دیا تھا۔ وہ عرب دنیا میں حقوق نسواں کا سب سے بڑا پرچارک مانا جاتا ہے۔ رومانوی شاعری کے علاوہ اس نے خواتین کی مشکلات کو بالعموم اور عرب خواتین کی مشکلات کو بالخصوص پیش کیا ہے۔ نزار نے بڑی کامیابی سے کلاسیکی زبان کے ساتھ مقامی لہجوں اور مفردات کو اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے۔	Arab, poet, romantic, Syrian, Hugo, Damascus, Paul Valery, Zayyat, Cairo, women حافظ عبدالقدیر
حامد اشرف ہمدانی	پاکستان کے اسلامی تشخص کے اظہار میں عربی زبان کا کردار دور اللغۃ العربیۃ فی إبراز الھویۃ الاسلامیۃ فی باکستان	۴۱ تا ۶۲	اسلامی تشخص عقیدے، تاریخ اور زبان کی وحدت سے عبارت ہے تاہم ان عناصر میں سے عقیدے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ایک مسلمان کے لیے عربی زبان کی اہمیت اسلامی تشخص کی ہے۔ پاکستانی عوام کے عربی زبان سے تعلق کی بنیاد ان کی مذہبی کتاب یعنی قرآن پاک کا عربی زبان میں ہونا ہے نیز اُن کے مذہب، ثقافت، ادب اور عقیدے کی وحدت ہے۔ عربی زبان نے پاکستانی تناظر میں اسلامی تشخص کے اظہار کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ مقالہ پاکستان میں اسلامی تشخص میں عربی زبان کے کردار کو زیر بحث لاتا ہے۔	اللغۃ۔ إنسان۔ القرآن۔ ھویۃ۔ الثقافیۃ۔ باکستان۔ السیاسیۃ۔ الدینیۃ۔ الاقتصادیۃ۔ الوسائل۔ حامد اشرف ہمدانی۔

محمد جاوید	عربی زبان وخط کا پاکستان کی مقامی زبانوں اوران کے خط کے ساتھ تعلق صلة اللغة العربية وخطها باللغات المحلية الباكستانية وخطها	۶۳ تا ۷۸	عربی زبان اور پاکستان کی مقامی زبانوں کے درمیان باہمی تعلق صدیوں پرانا ہے۔تمام مقامی بشمول علاقائی زبانیں عربی زبان اور اس کے خط سے متاثر ہوئی ہیں۔ اخذ واستفادہ کی مقدارکم یا زیادہ ہوسکتی ہے لیکن ہر زبان میں کم یا زیادہ عربی اور اُس کے خط سے استفادہ کیا ہے۔یہ مقالہ پاکستان کی پانچ بڑی علاقائی زبانوں ہندکو۔کشمیری۔ براہوی۔ سرائیکی اور بلتی زبانوں کے عربی سے استفادے کے متعلق ہے۔یہ تمام زبانیں عربی الاصل فارسی خط میں لکھی جاتی ہیں اور ان تمام زبانوں نے عربی زبان سے بہت کچھ مستعار کیا ہے۔	اللغات۔الخط۔ خیبر پختونخوا۔ البنجابية۔بنوں۔ بالاکوٹ۔ہندیکا۔ السنسکریتیة۔ الخروشتی۔کشمیر محمد جاوید۔
محمد کامران	خواجہ میر درد کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم	۷۹ تا ۹۶	بہت سے مغربی و برصغیر کے ترجمہ نگاروں نے میر درد کی اردوغزلوں کی خوشبو اورخوب صورتی کوانگریزی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ نہ صرف میر درد کی اردو غزلوں کے انگریزی ترجمہ کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے بل کہ اُن کے عہد۔ اُن کی انفرادیت۔ عالم گیر سوچ۔ صوفیانہ فکر اوران کی غزل کے رنگوں کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	کلاسیکی شاعری۔ انگریزی تراجم۔ کرسٹوفرشیکل۔ مدرسہ۔غزل۔ محمد کامران۔
ظہیر بن حسین المالکی	عربی حروف علت کا معنی کی وضاحت اور اشتباہ سے بچاؤ میں کردار دور الصوائت العربية في وضوح المعنى وأمن اللبس	۹ تا ۴۰	یہ مضمون عربی حروف علت کے حوالے سے ہے جنھیں صوائت عربیہ بھی کہا جاتا ہے۔عربی میں حروف علت کی دوقسمیں ہیں: علل قصیرہ۔ان سے مراد حرکات ثلاثہ یعنی فتح۔کسرہ اور ضمہ ہیں۔اورعلل طویلہ سے مراد(و۔ا۔ی) ہے۔انھیں حروف المد بھی کہتے ہیں۔یوں عربی زبان میں صوائت کی تعداد چھ ہے۔خلیل بن احمد الفراہیدی نے یہ بات ثابت کی ہے کہ حروف علت فتحہ سے شروع ہوتے ہیں۔اس نے مزید یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ان حروف علت کے بولنے میں فرق اوران کی مختلف طریقوں سے ادائگی اورآوازیں حلق۔منہ۔ ہونٹوں اور زبان کی مختلف کیفیات اورشکلوں پرمبنی ہیں۔	وصف۔العربیا۔ الصوت۔سیبویہ۔ دراسات۔المخرج۔ اللسان۔الفتحة۔ الضمة۔الکمیة ظہیر بن حسین المالکی۔

نبیلہ رحمن	خواتین کی پنجابی نثری تخلیقات	۱۰۵ تا ۱۴۲	پنجابی ایک باثروت زبان ہے۔اس کا شعری ونثری ادب اس کے ثروت مند ہونے کی ذہن دلیل ہے۔اکابر صوفیا کی سرپرستی میں اس کا ادب بالخصوص شاعری عروج کو پہنچی۔ پنجاب کی خواتین نے بھی اس کے ادبی سرمایے میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔یہ لکھاری نہ صرف اپنی مادری زبان کو ثمر بار بنا رہی ہیں بل کہ انہوں نے پنجاب کی عورت کی صحیح تصویر کشی بھی کی ہے۔یہ مقالہ پنجابی کی نثر نگار خواتین کی ادبی کوششوں کو جدید تناظر میں پیش کرتا ہے۔	مشرق۔پنجابی۔ حب الوطنی۔لوری۔ شاعری۔گورمکھی۔ ہندوستان۔امروز۔ سیالکوٹ۔ پنجابی نثر۔ نثر نگار خواتین۔
وحید الرحمن خان	اذہان عالیہ کے تصوراتِ ظرافت	۹۷ تا ۱۰۴	یہ مقالہ اردو ادب کے ایک اہم گوشے یعنی ظرافت سے متعلق ہے۔تحقیق کاروں اور تنقید نگاروں کا التفات ظرافت کی طرف کم کم ہی رہا ہے۔اس مقالے میں عالمی اذہان عالیہ مثلاً ارسطو۔ مارکوس۔تھامس ہابس اور میلس سیسرو کے ظرافت پر نظریات کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔مقالے میں مذکورہ بالا شخصیات کے نظریات سے مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔	ارسطو۔چہرے۔ تمثیل۔ظرافت۔ انسان۔برداشت۔ سیسرو۔تھامس ہابز۔ وحید الرحمن خان۔

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۷:۲ (۲۰۱۲ء)

مدیر اعلیٰ: مظہر معین، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اورنگ زیب نیازی	پاکستان میں مشرقی تنقید: امتیازات اور اعتراضات	۱۴۳ تا ۱۴۶	مشرقی تنقید براہ راست عربی اور فارسی سے استفادہ کرتی ہے۔ اردو میں تنقید کے اولین نقوش شاعروں کے تذکروں میں ملتے ہیں۔ بلاشبہ مشرقی تنقید نے اردو تنقید کے ارتقا میں اہم کردار ادا کیا لیکن جدید تنقیدی نظریات و رجحانات سے اردو تنقید بیگانہ رہی ہے۔ اردو تنقید نے دوسرے مضامین اور سماجی علوم جیسے نفسیات۔ عمرانیات۔ آثاریات اور لسانیات کا کوئی کردار تسلیم نہیں کیا۔ یہ مقالہ مشرقی تنقید کے نمایاں اصولوں نیز پاکستان میں اردو تنقید کے مختلف اسالیب، خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالتا ہے۔	اردو۔بیسویں صدی۔حالی۔انجمن پنجاب۔عابد علی عابد۔ عربی۔فارسی۔ اسلوب احمد انصاری اورنگ زیب نیازی مشرقی تنقید
تحسین فراقی	عبدالماجد دریابادی اور مستشرقین کی آنحضورﷺ پر سوانحی کتب Abdul Majid Daryabadi and Orientalists' Biographies of the Holy Prophet(PBUH)	۰۲ تا ۱۴	مستشرقین صدیوں سے اسلام، مشرقی علوم اور پیغمبر اسلامﷺ پر لکھ رہے ہیں۔ تاہم اسلام اور پیغمبر اسلامﷺ کے متعلق مغربی علمی حلقوں میں زیادہ تر غلط باتیں راہ پا گئیں ہیں۔ پیغمبر اسلامﷺ کے حوالے سے نازیبا کلمات یہاں تک کہ آپ پر جھوٹی نبوت (نعوذ باللہ) کا الزام بھی لگایا جاتا ہے۔ عبدالماجد دریا آبادی نے استشراقی مہم کے بعض مثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ استشراقیت کی بنیادوں کی کھوج کاری کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ صدیوں پرانے تعصب، کینہ پروری اور اسلام اور پیغمبر اسلامﷺ کے حوالے سے ناسمجھی پر مبنی تحریک ہے۔	Orientalists, Islam,War, Quran, Edward Said, William Muir, Western, Raymond Lull, Daryabadi, تحسین فراقی

جواز جعفری	عرب دنیا کا پہلا جنگ مخالف شاعر	۱۱۵ ۲ ۱۳۲	عرب زمانہ جاہلیت میں دو بڑے گروہوں میں منقسم تھے۔ قحطانی عرب یمن میں رہتے تھے اور وہ قدرے متمدن تھے جب کہ عدنانی عرب بدویانہ زندگی اختیار کیے ہوئے تھے۔ وہ صدیوں سے مکہ کے نواح میں رہ رہے تھے۔ دونوں گروہوں کے درمیان ہمیشہ سے جنگ جاری تھی۔ یہاں تک کہ جنگ ہی اُن کی زندگی کا مقصد بن چکی تھی۔ جنگوں کا سلسلہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے شروع ہوتا اور پھر یہ عشروں پر محیط ہو جاتا۔ ان حالات میں جنگ زدہ عرب نے امن کی آواز سُنی جس نے انھیں حیران کر دیا۔ جنگ کے خلاف یہ آواز اُس دور کے مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمٰی کی تھی۔	عرب۔ جنگ۔ جنگجو۔ عدنانی۔ قحطانی۔ مدینہ۔ مکہ۔ شام۔ سبعہ معلقہ۔ زہیر بن ابی سلمٰی۔ یمن۔ مکہ جواز جعفری
حامد اشرف ہمدانی	پاکستانی شعرا کا عربی شاعری میں حصہ اسھامات الشعراء الباکستانیین فی الشعر العربی	۲۱ ۲ ۴۶	کسی بھی زبان میں شاعری کرنے کے لیے بہت سی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ زبان اور اس کے مختلف اسلوب پر گرفت بھی انہیں میں شامل ہے۔ پاکستانی عربی شعرا کی تخلیقات اُن کی عربی زبان پر کامل قدرت کا بیّن ثبوت ہیں۔ پاکستان کے عربی شعرا کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ۱۔ روایتی مکتبہ فکر ۲۔ جدید مکتبہ فکر۔ پاکستانی عربی شعرا کی قابل قدر عربی شاعری کی روشنی میں یہ بات پوری وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے عربی زبان پر مہارت کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔	الشعراء۔ الباکستانیین۔ الشعر العربی۔ المدرسۃ التقلید۔ العرب۔ الرسول۔ التجدیدیۃ۔ حامد اشرف ہمدانی۔
محمد طاہر حکیم	انسانی حقوق کی بحث: شریعت اور مغربی تنظیمات برائے حقوق انسانی کے مابین حقوق الانسان بین الشریعۃ والمنظمات الحقوقیۃ الغربیۃ	۰۹ ۲ ۲۰	بین الاقوامی چارٹر برائے انسانی حقوق کے اصول وضوابط اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہیں۔ انسانی حقوق کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات بہت جامع ہیں۔ مغربی انسانی حقوق کی تنظیمیں اسلامی تعلیمات کے خلاف واویلا مچاتی رہتی ہیں۔ ان انسانی حقوق کی علم بردار تنظیموں نے غلامی، حقوقِ نسواں، مذہبی آزادی، لواطت اور ہم جنس پرستی کے حوالے سے اسلام کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ یہ مقالہ ان مذکورہ موضوعات پر اسلامی موقف سے بحث کرتا ہے۔	الاسلام۔ الحقوق۔ الانسان۔ المسلمین۔ السیاسیۃ۔ الاجتماعیۃ۔ الاقتصادیۃ۔ القانون۔ المنظمات۔ الغربیۃ محمد طاہر حکیم

مقیت جاوید	پاکستان کی تعلیمی پالیسیاں اورعربی زبان کی تدریس (تنقیدی وتاریخی جائزہ) "تعلیم اللغۃ العربیۃ فی السیاسات التعلیمیۃ الباکستانیۃ (دراسۃ تاریخیۃ نقدیۃ)	۴۷ تا ۶۴	پاکستانی نظام تعلیم میں عربی زبان وادب کی تدریس مسلمہ اہمیت کی حامل ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا لیکن بدقسمتی سے پچھلے ۶۰ سالوں سے عربی زبان کی تدریس کے حوالے سے سرکاری سطح پر بے اعتنائی کا سامنا ہے۔ کسی بھی تعلیمی پالیسی میں عربی کو اس کا جائز مقام نہیں دیا گیا۔ یہ مقالہ پاکستان میں عربی زبان وادب کا مقام ومرتبہ متعین کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی موجودہ اورگذشتہ تعلیمی پالیسیوں کا تنقیدی مطالعہ بھی پیش کرتا ہے۔	تعلیم۔اللغۃ العربیۃ۔تعلم القارۃ۔ پاکستان۔ سیاسات۔ دساتیر۔القرآن۔ لانسانیۃ۔ مقیت جاوید۔
محمد ناصر/محمد صابر	سہراب سپہری کی شاعری میں ''رنگ'' تحلیل وتجزیہ	۹۹ تا ۱۱۴	سہراب سپہری بیسویں صدی کا ایک مشہور فارسی شاعر اور مصور ہے۔ اس کا شمار جدید فارسی شاعری کے پانچ نمایاں شاعروں میں ہوتا ہے۔ سپہری کی شاعری میں ایک مختلف اسلوب ملتا ہے جو سادہ ہے۔ یہی اسلوب اسے دوسرے فارسی شاعروں سے ممتاز کرتا ہے۔ وہ عقیدے، عزت نفس اور سچائی پر یقین رکھتا ہے۔ چوں کہ وہ ایک مشہور مصور تھا۔ اس نے اپنی شاعری میں مختلف موقعوں پر 'رنگ' کو استعمال کیا ہے۔ رنگ کا استعمال ہی اس مقالے کا موضوع ہے۔ نیز یہ مقالہ سپہری کے شاعری کے کچھ غیر بیان شدہ گوشوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔	فارسی۔سہراب سپہری۔مصوری۔ رنگ۔اصفہان۔ غزلیات۔سماجی۔ معاشرتی۔تشبیہ۔ استعارہ محمد ناصر/محمد صابر
مجاہدہ	پنجابی کلاسیکل قصیاں دی تاریخ ثقافت تے سماج	۱۴۷ تا ۱۷۲	اگر چہ پنجابی زبان میں قصہ لوسی کی روایت زیادہ پرانی نہیں تاہم یہ بہت مضبوط ہے۔ پنجابی زبان کے کلاسیکی قصے مقامی ثقافت اورروایات سے متعلق ہیں۔ ان کلاسیکی قصوں کے زیادہ تر کردار پنجابی عوام اوران کی بود وباش کے گرد گھومتے ہیں یہ مقالہ پنجابی زبان کے کلاسیکی قصوں اورپنجاب کی ثقافت سے بحث کرتا ہے۔	پنجابی کلاسیکل قصے۔ تاریخ۔ثقافت۔ سماج۔ہیر۔رانجھا۔ خانہ جنگی۔مذہب۔ مجاہدہ۔

ناصر عباس نیر	مقامی ثقافتی شناخت کی تشکیل کے لسانی وسائل پر استعماری اجارہ داری کا مطالعہ: نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات کی روشنی میں	٦٥ تا ٩٨	استعماری قومیں اپنے زیر تسلط ممالک پر مکمل قبضے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتیں۔ اجارہ داری کسی نظریے، تصور اور اقتدار کا ایسا غلبہ ہے جس میں تشدد نہ ہو البتہ استعماریت طاقت کے متشددانہ اور بہیمانہ استعمال میں کوئی قباحت نہیں دیکھتی جہاں فوری سیاسی اور عسکری اہداف کا تعاقب مقصود ہو۔ برصغیر میں برطانوی نوآبادکاروں کی لسانی پالیسی تین مراحل میں ظاہر ہوتی ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی نے نیا ذریعہ تعلیم متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تیاری اور نصاب سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ اردو شمالی ہند کے مسلمانوں کی شناختی علامت تھی۔ اس زبان کو انیسویں صدی میں پرائمری اور ثانوی سطح پر ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔ لیکن اس سارے عمل کا مقصد نوآبادیاتی نظام کا استحکام تھا۔	ثقافتی۔ شناخت۔ لسانی۔ استعماری۔ اجارہ داری۔ نوآبادیاتی۔ زبان۔ نظریہ۔ تعلیم۔ اردو ناصر عباس نیر۔

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۷:۳(۲۰۱۲ء)

مدیر اعلیٰ: مظہر معین، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مصنف	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بصیرہ عنبرین	اقبال کا ذوقِ تعلّی	۱۱۵ تا ۱۳۲	یہ مقالہ اردو شاعری کی ایک اصطلاح تعلّی کو علامہ اقبال کی شاعری کے حوالے سے زیر بحث لاتا ہے۔ اس اصطلاح کے ذریعے ایک شاعر اپنے شاعرانہ کمال۔ شاعری پر گرفت اور اپنے کمال کی تفاخر آمیز انداز میں بڑائی بیان کرتا ہے۔ یہ مقالہ اردو شاعری کی اس روایت کے تسلسل میں اقبال کی شاعری میں اس کے استعمال کو بیان کرتا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں اسے منفرد تنوع کے ساتھ استعمال کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ وہ اس پہلو سے بھی نمایاں تر ہیں۔	ذات۔ اقبال۔ قدیم۔ جدید۔ شاعر۔ غالب۔ قرطاس۔ آتش۔ اسلوب۔ اردو بصیرہ عنبرین
حامد اشرف ہمدانی	نصیحت: شروط وضوابط النصیحۃ: شروطہا وضوابطہا	۵۱ تا ۷۶	اسلامی معاشرے میں اخوت کی بنیاد دوسروں کی خیر خواہی چاہنا ہے۔ نبی ﷺ نے نصیحت کو بہت زیادہ اہمیت دی حتیٰ کہ اسے بذاتِ خود ایک مذہب قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے بعض اصحاب سے اس پر بیعت لی اور اپنے پیروکاروں کو فرمایا کہ وہ تمام مسلمانوں کی خیر خواہی چاہیں۔ معاشرے میں پائی جانے والی بری باتوں کو نصیحت کے ذریعے روکا جا سکتا ہے۔ نصیحت کے اصل معانی اور شروط سے عدم واقفیت کی بنا پر نصیحت کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو پاتے اور یوں باہمی خلفشار اور تعصب کو ہوا ملتی ہے۔ یہ مقالہ نصیحت کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے اور معاشرے پر اس کے اثرات نیز اس کی شرائط بھی زیر بحث لاتا ہے۔	النصیحۃ۔ التوحید۔ المسلمین۔ الأئمۃ۔ القرطبی۔ الرازی۔ لوح۔ النہی۔ المنکر۔ الموعظۃ حامد اشرف ہمدانی۔

خورشید رضوی	عالم عرب اور امت مسلمہ کے اتحاد کے حوالے سے علامہ اقبال کے افکار أفكار العلامة محمد إقبال حول عالم العرب واتحاد الأمة المسلمية	۹ ع ۲۴	یہ مقالہ علامہ محمد اقبال کی نبی ﷺ سے والہانہ محبت کو زیر بحث لاتا ہے اور یہی محبت عربی ثقافت سے اقبال کی وابستگی کی بنیاد ہے۔ عرب ثقافت اسلام کی صورت میں نمو پذیر ہوئی۔ ابتدائی عربی شاعری کی تحسین کے ساتھ ساتھ معاصر عرب ملکوں کے حوالے سے اقبال نے اپنے تحفظات اور انہیں در پیش بحرانوں سے آگاہ کیا۔ یہ مقالہ اقبال کے عرب رہنماؤں کو مشورے۔ ان کے شان دار ماضی کی یاددہانی نیز انھیں خود اعتمادی کے سبق کے متعلق ہے۔ اقبال نے عربوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آپس میں اتحاد پیدا کرنے کا درس دیا تھا۔	العربي۔ اقبال۔ الاسلامیۃ۔ اللغۃ۔ العربیۃ۔ الشعر۔ کاس الکرام۔ لاندلس۔ طرابلس۔ ارمغان حجاز۔ خورشید رضوی۔
رخسانہ افتخار	پردے کے پیچھے: مغل خواتین کے سیاسی غلبے کا تنقیدی مطالعہ Behind The Veil: An Analytical Study of Political Domination of Mughal Women	۱۱ ع ۲۹	پندرہویں اور سولہویں صدی کے مرد غالب ہندوستانی معاشرے میں خواتین کو عوامی و سیاسی سرگرمیوں سے روکا جاتا تھا۔ لیکن خواتین کسی نہ کسی طرح ریاست کے معاملات میں دخیل رہی ہیں۔ پردے کی پابندی کا بتدریج ختم ہونا (رضیہ سلطانہ اور نور جہاں کی صورت میں) مشرقی معاشرے میں حرم کی ایک بہت بڑی کامیابی کے برابر ہے۔	India, women, political, Razia Sultana, Nur Jahan, Mughal, Hindustan, Jahangir, Kabul, رخسانہ افتخار
شعیب احمد	خرقانی اور برصغیر کا صوفیانہ ادب Kharaqani in the Sufi Literature of the Sub-Continent	۲ ع ۱۰	برصغیر ایک بہت بڑا خطہ ہے۔ یہ خطہ صوفیانہ تعلیمات کی ایک ہزار سالہ سنہری تاریخ رکھتا ہے۔ یہاں کے صوفی شعرا کی اتنی زیادہ ادبی خدمات ہیں کہ اُسے عالمی صوفی ادب کی تاریخ کا ایک اہم اور ناگزیر باب قرار دیا جاسکتا ہے۔ شیخ ابوالحسن خرقانی کی کرشمہ ساز شخصیت اور ان کی دل چسپ باتیں مذکورہ صدیوں کے صوفی ادب میں اہم ہیں۔	Sufism, Poet, Tasawwuf, Hujwiri, Rumi, Urdu, Mughaul, Persian شعیب احمد

عبدالماجد ندیم	ابو عبیدہ کی تفسیر مجاز القرآن میں اشعار کے ماخذ کا مطالعہ دراسۃ موارد الأبیات الشعریۃ فی مجاز القرآن لأبی عبیدۃ	۷۷ تا ۹۴	شاعری بہت قدیم سے عربی زبان کے مفردات و مرکبات کا ایک بڑا ذریعہ رہی ہے۔ مفردات۔ معانی۔ جملے کی ساخت اور بلاغت کے اسلوب کی حفاظت اور تفہیم کی روایت قرآن کے تناظر میں نبی ﷺ کے احباب کے دور میں مستحکم ہو چکی تھی۔ ابو عبیدہ کی قرآنی تفسیر مجاز القرآن اشعار۔ ضرب الامثال اور اقوال سے بھری پڑی ہے۔ یہ مقالہ عظیم مفسر قرآن ابو عبیدہ کی طرف سے استعمال شدہ اشعار کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے بالخصوص سورہ فاتحہ کے حوالے سے۔	الشعر۔ العربیۃ۔ القرآن۔ اللغویۃ۔ الثقافیۃ۔ غریب القرآن۔ ابو عبیدۃ۔ ابن نفیل۔ لأبیات۔ التفاسیر عبدالماجد ندیم
غلام اکبر	منظومات عربی اعظم بہاولپوری	۱۵۹ تا ۱۶۴	اعظم بہاولپوری سابقہ ریاست بہاولپور کا ایک صوفی شاعر ہے۔ وہ ۱۸۱۰ء میں جالپور کھاکھیاں میں پیدا ہوا اور پھر وہاں سے بہاولپور نقل مکانی کی۔ وہ فارسی زبان کا قادر الکلام شاعر تھا اور اس نے اپنی تخلیقات سے زبان کو ثمر بار کیا۔ اس نے ۱۸۸ فارسی غزلیں۔ ۲۹ اردو اور ۶ عربی منظومے تخلیق کیے۔ یہ مقالہ اعظم بہاولپوری کے عربی منظومات کی پہلی بار مدون شکل میں پیش کرتا ہے۔	بہاول پور۔ ملتان۔ رنجیت سنگھ۔ شعرا۔ عربی۔ برصغیر۔ احادیث۔ قرآن۔ مدینہ۔ شاعری غلام اکبر
محمد قمر علی زیدی	علامہ اقبال اور حسین مجیب مصری کے درمیان تعلقات صلات بین العلامۃ محمد اقبال والدکتور حسین مجیب المصری	۲۵ تا ۵۰	علامہ محمد اقبال عالمگیر شہرت کی حامل شخصیت ہیں۔ ان کی شاعری علم کے نئے آفاق وا کرتی ہے۔ آپ کی شاعری نے عرب دنیا میں ایک طلاطم پیدا کیا۔ نتیجتاً عرب دانش وروں کی ایک بڑی تعداد اقبال کی شاعری کی طرف متوجہ ہوئی۔ ڈاکٹر عبدالوہاب عزام نے اقبال کے کلام کا عربی میں ترجمہ کیا۔ بعد میں مشہور عرب سکالر اور شاعر ڈاکٹر مجیب مصری نے کلام اقبال کا منظوم عربی ترجمہ کیا۔ مصری نے اقبال پر چند کتابیں اور مقالے بھی لکھے۔ حکومت پاکستان نے مجیب مصری کو اقبالیات پر بیش بہا کام کے پیش نظر دیگر ایوارڈز کے علاوہ ستارہ امتیاز سے بھی نوازا۔ یہ مقالہ ڈاکٹر مجیب مصری کے علامہ اقبال سے تعلقات اور علامہ اقبال پر اُن کے کام کو زیر بحث لاتا ہے۔	اقبال۔ مصر۔ اللغات۔ الفارسیۃ۔ الترکیۃ۔ الفرنسیۃ۔ جاوید نامہ۔ القاہرۃ۔ حجاز۔ شعراء محمد قمر علی زیدی۔

محمد ناصر/محمد صابر	دولی چند رائے زادہ کا قصہ لیلیٰ ومجنوں قصہ لیلیٰ ومجنوں سرودۂ دولی چند رایزادہ	۹۳ تا ۱۰۰	دولی چند رائے زادہ مشہور بہ بالی بارہویں صدی ہجری کا ایک فارسی شاعر اور تاریخ نگار تھا۔ بیرونی ذرائع سے اس کے متعلق کسی قسم کی معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ گیگوھرنامہ میں موجود اُس کے اپنے بیان کے مطابق وہ میگھراج کا بیٹا ہے اور اس کے والد کی وفات اُس وقت ہوئی جب اُس کی عمر صرف سات سال تھی۔ گکھڑ شاہی پر اُس کی کتاب گیگوھرنامہ کو ڈاکٹر محمد باقر نے مدون۔ مرتب اور شائع کیا لیکن اُس کی اٹھارہ مثنویاں شائع ہونے سے رہ گئیں۔ اُن مثنویوں میں سے ایک مشہور کہانی لیلیٰ مجنوں کو یہاں تدوین کیا جاتا ہے جس سے اُس کی فارسی زبان اور شاعری پر گرفت واضح ہوتی ہے۔	شاعری۔ فارسی۔ شبہ قارہ۔ زندگی۔ لاہور۔ محمد باقر۔ جنگ۔ گیگوھرنامہ۔ تہران۔ پنجاب محمد ناصر/محمد صابر۔
ناصر عباس نیر	غالب: ہمارا لازمانی معاصر	۱۴۷ تا ۱۵۸	تنقید نگاروں نے غالب شناسی کے حوالے سے مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ غالب کی شاعری انیسویں صدی کے اواخر سے اکیسویں صدی کے اوائل تک برابر تنقید نگاروں کو متاثر کرتی رہی ہے۔ اگرچہ غالب کی شاعری انیسویں صدی کے ثقافتی اور تاریخی حالات کی پیداوار ہے لیکن اس میں وہ سب کچھ ہے جو اُسے خاص وقت سے آگے کے عہد کی شاعری بنا دیتا ہے۔ غالب کی شاعری کی اس خاصیت کو لازمانی عصریت کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ مقالے میں یہ بات پیش کی گئی ہے کہ غالب نے اپنی شاعری میں ایک طرح کی ابہامی تخلیق کی ہے جس کی بدولت اُس کی شاعری کی ایک سے بڑھ کر زیادہ توجیہات کی گنجائش ہے۔ الفاظ کی غیر روایتی وابستگی میں جڑی غالب کی شاعری تنقید نگاروں کو مختلف پہلوؤں سے توجیہات کی دعوت دیتی ہے۔	شاعری۔ غالب۔ کلکتہ۔ فارسی۔ انگریز۔ تہذیب۔ برصغیر۔ وحدت۔ پیراڈاکس۔ رمزیہ ناصر عباس نیر۔
ناعمہ خورشید	گیلان کے شعرا شعرائے گیلانی الاصل	۱۰۱ تا ۱۱۴	ایرانی شعرا نے بہ عہد غزنوی برصغیر کی طرف نقل مکانی شروع کی اور یہ مرحلہ قیام پاکستان تک جاری رہا۔ ان شعرا کا تعلق ایران کے تقریباً ہر شہر سے تھا۔ لیکن گیلان سے تعلق رکھنے والے شعرا کا کردار بڑا جان دار اور اہم ہے۔ یہ مقالہ گیلانی الاصل شعرا کے فارسی زبان و ادب میں ان کے حصے کو زیر بحث لاتا ہے۔	شبہ قارہ۔ گیلان۔ اصفہان۔ دہلی۔ حجاز۔ ہندوستان۔ برہانپور ناعمہ خورشید

ناہید شاہد	پیر فضل گجراتی دی غزل۔ ایک مطالعہ	۱۶۵ تا ۱۸۰	پیر فضل گجراتی پنجابی زبان کا ایک اہم معاصر شاعر ہے۔ اس کے پنجابی شاعری کے بہت سے مجموعے شائع ہوئے۔ اپنی شاعری میں اس نے بڑی سادہ زبان استعمال کی ہے اور پنجابی زبان کو نئے لہجے اور اسلوب سے متعارف کرایا ہے۔ وہ پنجابی شاعری کی کلاسیکی روایت سے جڑا شاعر تھا جس کی وجہ سے اُسے تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس نے عظیم کلاسیکی شعرا: شاہ حسین۔ بلھے شاہ۔ خواجہ فرید۔ میاں محمد بخش کے تسلسل میں شاعری کی۔ یہ مقالہ پیر فضل گجراتی کے فکر و فن پر روشنی ڈالتا ہے۔	پنجابی شاعری۔ تاریخ۔ گجرات۔ ناہید شاہد۔ پیر فضل گجراتی۔ شاہ حسین۔ بلھے شاہ۔

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۷:۴ (۲۰۱۲ء)

مدیر اعلیٰ: مظہر معین، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آصف علی چٹھہ	اقبال کے فارسی کلام میں کشمیر کا منظرنامہ	۱۸۱ تا ۱۹۰	کشمیر کی تاریخ بہت سے موافق و غیر موافق حالات پر مشتمل ہے۔اس وادی پر قدرت بہت زیادہ مہربان ہے۔وادی کا جغرافیائی نقشہ بہت دل کش ہے۔اسی وجہ سے کشمیر کو زمین پر جنت کا نام دیا جاتا ہے۔بدقسمتی سے یہ خوب صورتی اس کے لیے رحمت کی بجائے زحمت بن گئی ہے۔ماضی کی طرح یہ آج بھی محکوم ہے۔اس خطے کی اہمیت کے پیش نظر شاعر مشرق علامہ اقبال نے اردو اور فارسی میں بہت سی نظمیں کہی ہیں۔یہ مقالہ اقبال کے کشمیر پر فارسی کلام کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	پنجاب۔شمال۔ کشمیر۔زعفران۔ غنی کاشمیری۔ساقی نامہ۔جاوید نامہ۔ اسرافیل۔مجاہد آصف علی چٹھہ۔
افتخار احمد خان/ محمد شفیق	مملوکی عہد کی عربی شاعری الشعر العربي في العصر المملوكي	۶۵ تا ۸۰	عصر مملوکی عربی زبان و ادب کا وہ دور ہے جو ۶۴۸ تا ۹۲۳ھ پر محیط ہے۔اس عرصے میں عربی ادب بالخصوص شاعری میں بڑا ضخیم کام ہوا ہے۔مثلاً نہایۃ العرب از نویری۔صبح الاعشیٰ از قلقشندی۔خزانۃ الادب از بغدادی۔غایۃ الاریب از ابن حجہ حموی۔وفیات الاعیان از ابن خلکان اور مقدمہ ابن خلدون وغیرہ۔یہ مقالہ عہد مملوکی کی عربی شاعری سے بحث کرتا ہے۔	المغرب۔ابن خلکان۔ابن قتیبۃ۔ الشافعی۔الاسکندریۃ۔ العراق۔البوصیری۔ الکوفۃ۔افتخار احمد خان/ محمد شفیق۔
شمن زاہد	ترجمہ نگاری اور پنجابی میں شعری تراجم کی روایت	۱۶۱ تا ۱۸۰	دنیا میں بہت سی قومیں ہیں اور ہر قوم روزمرہ معاملات اور ادبی اظہار کے لیے ایک خاص زبان استعمال کرتی ہے۔چوں کہ ہر قوم ایک خاص زبان استعمال کرتی ہے اس لیے دنیا کی زبانیں ایک دوسری سے مختلف ہیں۔ترجمہ ہی وہ ذریعہ ہے جس کے سہارے ہم دوسروں کی ادبی خدمات و افکار سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ترجمے کو تاریخ میں بہت زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔اگرچہ پنجابی ایک قدیم زبان ہے تاہم اس میں ترجمے کی روایت بہت زیادہ پرانی نہیں ہے۔یہ مقالہ پنجابی میں ترجمے کی روایت اور اس کے آغاز و ارتقا کو زیر بحث لاتا ہے۔	تہذیب۔تمدن۔ سنسکرت۔فارسی۔ اطالوی۔جان ہنٹن۔لال بادشاہ۔عربی۔ پنجابی۔ شمن زاہد۔ شعری تراجم۔

حارث مبین	پاکستان میں عربی مجلات کا آغاز وارتقا المجلات العربیة۔ نشأتہاوتطورہافی پاکستان	۸۱ ۲ ۹۴	یہ مقالہ عربی دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص عربی مجلات کے آغاز وارتقا کی مختصر تاریخ کو زیر بحث لاتا ہے۔مسلمانان برصغیر نے عربی زبان میں بہت کچھ لکھا اس لیے عربی میں مجلات کا شائع ہونا ایک فطری امر تھا۔عبداللہ عمادی کا شمار عربی صحافت کے بانیوں میں ہوتا ہے۔عمادی نے ۱۹۰۲ء میں البیان کے نام سے پہلا عربی میگزین جاری کیا۔ اس مقالے میں پاکستان سے شائع ہونے والے عربی تحقیقی مجلات کا تعارف اور پاکستان میں عربی زبان کی ترقی وترویج میں اُن کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	المجلة۔ابن سیده۔ العرب۔ لأصفهاني۔ إطاليا۔هولندا۔ عربي۔مرآة لأحوال۔بیروت حارث مبین
حافظ زاہد علی	پاکستان میں صرف ونحو کی تدریس تدریس الصرف والنحو في باکستان	۹۵ ۲ ۱۱۰	یہ مقالہ پاکستان میں صرف ونحو کی تدریس کے متعلق ہے۔ پاکستان میں اس وقت دوطرح کے نظام تعلیم رائج ہیں۔ایک سرکاری سطح پر قائم کالج ویونیورسٹیاں اور دوسرے مذہبی درسگاہیں۔یہ مقالہ دونوں سطحوں پر رائج نصابات میں صرف ونحو کی تدریس اور منہج کو زیر بحث لاتا ہے۔دونوں سطحوں کے نصابات کا تجزیہ اور اس سلسلے میں کچھ تجاویز بھی شامل مقالہ ہیں۔	باکستان۔العربیة۔ المدینة۔المدارس۔ النحو۔الصرف۔ لغات۔ولي خان۔ حافظ زاہد علی
حامد اشرف ہمدانی	پروفیسر عبدالسلام یاسین اوران کے نظریے منہاج نبوی کا اساسی مصدر الأستاذ عبدالسلام یاسین والمصدر لأساسي في نظرية المنهاج النبوي	۹ ۲ ۴۸	پروفیسر عبدالسلام یاسین ایک مراکشی عالم ہیں۔اُن کے مطابق نظریاتی اور سیاسی معاملات کے حوالے سے معاصر مسلم دنیا کے مسائل کا حل منہج نبوی میں ہے۔ان کے نزدیک ان کے نظریات کی بنیاد قرآن ہے اور یہ مقالہ اُن کے خیالات کی اس نظریاتی بنیاد کو زیر بحث لاتا ہے۔اس مقالے میں اُن کی تھیوری مختلف حوالوں سے زیر بحث آئی ہے۔معاصر مسلم دنیا کے معاملات کے سلجھاؤ کے ضمن میں اُن کی عبارتوں سے اقتباسات بھی شامل مقالہ ہیں۔	آیت۔مراکش۔ الصوفیة۔الجہاد۔ لإحسان۔ القرآن۔المائدة۔ العالم۔نور۔حکمة حامد اشرف ہمدانی

سعادت علی	بابا ڈلے شاہ: ہیر دا اک گمنام شاعر	۱۹۱ تا ۲۰۰	پنجابی زبان نثر و شعر کے اعتبار سے بڑی ثروت مند ہے۔ بہت سے شاعر ایسے ہیں جن کا کام منظر عام پر ابھی نہیں آیا۔ اہل پنجاب کے ہاں قصہ گوئی ایک مقبول صنف ہے۔ وارث شاہ نے ہیر رانجھا کی کہانی کو اس خوب صورتی سے نظم کیا کہ یہ عوامی سطح پر مقبول ہو گئی۔ قدرے کم مشہور شاعر ڈلے شاہ نے بھی اس قصے پر قلم اٹھایا تھا۔ یہ مقالہ مذکورہ شاعر کا تعارف اور ہیر لکھنے والے شاعروں کے درمیان اس کے مقام کو متعین کرتا ہے۔	وارث شاہ۔ ہیر۔ لاہور۔ عبداللہ۔ امرتسر۔ بابر علی۔ شاعری۔ عربی۔ انگریزی۔ دو ہڑیاں۔ سعادت علی۔
ضیاء المصطفیٰ	شیخ علاء الدین علی متقی: حیات و آثار الشیخ علاء الدین علي المتقي: حیاته وآثاره	۲۹ تا ۴۶	شیخ علاء الدین علی متقی برصغیر کی نمایاں شخصیات میں سے ہیں۔ وہ ایک مشہور محدث فقیہ ادیب اور صوفی تھے۔ انہوں نے شیخ عبدالحکیم المعروف شیخ باجن چشتی سے چشتی سلسلے میں تربیت پائی۔ انہوں نے ملتان میں اعلیٰ تعلیم پائی بعد میں وہ مستقل طور پر مکہ منتقل ہو گئے اور وہیں ۹۷۵ھ میں بعمر ۹۰ سال وفات پائی۔ انہوں نے ۱۰۰ سے زیادہ کتابیں تالیف کیں۔ حدیث کا ایک مجموعہ بعنوان کنز العمال بھی مرتب کیا جسے عرب وغیر عرب دنیا میں بڑی پذیرائی ملی۔ یہ مقالہ شیخ علی متقی کی شخصیت اور ان کے ادبی کارناموں سے بحث کرتا ہے۔	برہانپور۔ گجرات۔ الهند۔ النبویة۔ ملتان۔ الحج۔ العرب۔ الإمام السیوطی۔ القادریة۔ زاد المتقین۔ ضیاء المصطفیٰ۔
عبدالماجد ندیم	پہلی پانچ صدیوں کی تفاسیر کے معنوی مطالعے کے نمونے النماذج من الدراسات الدلالیة في تفاسیر القرون الخمسة الأولی	۴۷ تا ۶۴	لسانیات اور اس کی ذیلی شاخیں جیسے کہ علم اصوات (فونیٹکس)، فونولوجی، کلمہ (مارفولوجی)، جملہ (سینٹیکس) اور علم دلالہ (سی مینٹکس) کے متعلق مشہور ہے کہ یہ مغربی کارنامے ہیں۔ اسلامی دنیا بشمول عرب ماہرین بھی اس نظریے کے قائل ہیں۔ جب کہ یہ مقالہ اس کے برعکس نظریے کو ثابت کرتا ہے اور یہ کہ تمام لسانی بحثوں اور ان کی شاخوں کی بنیاد بہت پہلے اسلام کے ابتدائی دور میں ہی قرآنی مفسرین نے رکھ دی تھیں۔ البتہ ان علوم کے نام آج کی طرح نہ تھے۔ قرآنی تفاسیر پر مشتمل کتابیں نہ صرف اسلامی علوم کی تفہیم کے بنیادی ذرائع ہیں بلکہ عصر جدید میں لسانیاتی بحث کو بھی ان کتابوں نے ہی بنیاد فراہم کی ہے۔	اللسانیة۔ الطبري۔ مجاز القرآن۔ معاني القرآن۔ عبداللہ بن مسعود۔ لا انجلیزیة۔ الماوردی۔ ابن نفیل۔ الاشتقاق۔ الفولولوجیا۔ عبدالماجد ندیم۔

فریحہ نکہت	انتظار حسین کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی عناصر	۱۳۷ تا ۱۵۰	انتظار حسین اردو افسانے کا ایک ممتاز اور منفرد نام ہے۔ ان کے افسانوں میں کہانی، داستان، رمز، ماضی، حال، تحقیق تجزیاتی گہرائی، فلسفیانہ وصوفیانہ خیال انگیزی، کائنات اور زندگی کا تصور، اسلامی اور ہندی دیومالا غرض سب کچھ کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ان کی کہانیوں کا مابعد الطبیعیاتی عناصر کے ساتھ بڑا قریبی وتخلیقی نوعیت کا تعلق ہوتا ہے۔ یہ مقالہ انتظار حسین کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کے نقوش کے مطالعہ پر مبنی ہے۔	افسانہ۔ داستان۔ انجیل۔ بودھ جاتکا۔ مذہبی۔ کنکری۔ مچھلیاں۔ گھنگھروں۔ مابعد الطبیعیاتی فریحہ نکہت
محمد ناصر / محمد صابر	سہراب سپہری کی شاعری میں رنگوں کا جائزہ رنگین کمان ''ہشت کتاب'' بررسی ابعاد رنگھا در شعر سہراب سپہری	۱۱۹ تا ۱۳۷	سہراب سپہری ایک غیر معمولی فنکار اور ایران کا ایک بہت معتبر ادبی نام ہے۔ اُسے بجا طور پر فارسی میں جدید اسلوب کا مشہور ترین شاعر مانا جاتا ہے جو اپنی شاعری کے بہت سی یورپی زبانوں میں ترجمے کی بدولت مغربی دنیا میں بھی رسائی پا چکا ہے۔ سپہری کی شاعری مختلف انداز لیے ہوئے ہیں تاہم وہ بڑی سادہ ہے اور یہی سادگی اُسے جدید فارسی شعرا میں ممتاز کرتی ہے۔ وہ عقیدے۔ عظمت اور سچائی پر یقین رکھتا ہے۔ سپہری ایک مشہور پینٹر تھا اس لیے اُس نے بہت سے رنگ مثلاً سبز۔ سفید۔ سیاہ۔ نیلا۔ سرخ۔ گلابی۔ پیلا اور بھورا وغیرہ کو اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے۔ یہ مقالہ سپہری کی شاعری کے نادریافت شدہ پہلوؤں کے گرد گھومتا ہے۔	سہراب سپہری۔ ایران۔ ہند۔ شعر۔ تہران۔ فارسی۔ ہشت کتاب۔ کلاسیک۔ فیروزہ۔ خاکستری۔ محمد ناصر۔ محمد صابر۔
نجم الرشید	دیوان غنی کشمیری کے خطی نسخے پر ایک نظر نگاہی بہ نسخہ خطی شرح دیوان غنی کشمیری	۱۱۱ تا ۱۱۸	برصغیر میں فارسی میں شرح لوسی بہت اہم رہی ہے۔ برصغیر کے فارسی دانوں اور ادیبوں نے فارسی شاعری کی بہت سی شرحیں لکھیں۔ بہلول کول برکی جالندھری ایک مشہور ادیب اور شارح ہیں جنہوں نے حافظ شیرازی۔ صائب تبریزی۔ ناصر علی سرہندی اور غنی کاشمیری پر شرحیں لکھی ہیں۔ اس مقالے کا موضوع غنی کاشمیری کے دیوان از بہلول جالندھری کی شرح ہے نیز مسودے کا تعارف بھی شامل مقالہ ہے۔ اس دیوان کا ایک نسخہ پنجاب یونی ورسٹی کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔	فارسی۔ بہلول کول برکی۔ دیوان بہلول۔ دنیا۔ لاہور۔ مقصود بیت۔ غنی کشمیری۔ اسلام آباد۔ تہران۔ نجم الرشید۔

وحید الرحمٰن	وزیر خانم اور امراؤ جان ادا: تقابلی مطالعہ	۱۵۱ تا ۱۶۰	یہ مقالہ اردو کے دو اہم ناولوں کے دو اہم کرداروں کا تقابلی مطالعہ ہے۔ وہ ناول امراؤ جان ادا از مرزا ہادی رسوا اور کئی چاند تھے زیر آسمان از شمس الرحمٰن فاروقی ہیں۔ یہ دونوں کردار خوب صورتی اور ہوس کے نمائندے ہیں اور دونوں خواتین پر ظلم اور ان کے استحصال کے متعلق ہیں۔ یہ مقالہ دونوں کرداروں کے درمیان فرق۔ ہم آہنگی اور تضادات کو زیر بحث لاتا ہے۔	حیدرآباد۔ حسرت موہانی۔ تخش نگاری۔ حجاب۔ نقش۔ عشرت کدے۔ گلستان۔ تکملہ۔ میر تقی میر۔ وحید الرحمٰن۔

اورئینٹل کالج میگزین:۸۸:۱(۲۰۱۳ء)

مدیرِ اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	اردو تاریخ گوئی کی روایت اور داغ دہلوی	۶۵ تا ۸۴	تاریخ گوئی ایک ایسا فن ہے جس کی بنیاد حروف کے عددی نمبر پر ہے۔ یہ فن انیسویں صدی میں اتنا مقبول تھا کہ ہر شاعر نے اپنے شاعرانہ کمال کے اظہار کے لیے اس فن میں نا صرف طبع آزمائی کی بلکہ فارسی، عربی اور اردو زبانوں میں تاریخ گوئی بھی کی۔ اردو کے مشہور شاعر داغ دہلوی نے بھی دو سو سے زائد تاریخیں کہی ہیں جو ان کے تین دیوانوں اور ان کی مختلف مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب میں موجود ہیں۔ یہ مقالہ داغ دہلوی کے حوالے سے فن تاریخ گوئی کو زیر بحث لاتا ہے۔	تاریخ۔ اردو۔ شمالی ہند۔ رامپور۔ داغ۔ غزل۔ ابرار عبدالسلام
امتیاز احمد	ابوالفتح بستی: ایک فلسفی شاعر Abu Fath Busti: A Poet Philosopher	۲ تا ۱۸	ابوالفتح عباسی عہد کا شاعر ہے۔ اس نے اپنی شاعری میں فلسفیانہ خیالات کو برتا ہے۔ اس کی شاعری کے موضوعات خدا۔ انسان۔ زندگی۔ موت۔ روح۔ جوانی اور سماجی رویے ہیں۔ اس کی شاعری کا مرکزی خیال انسان کو معاشرے کا مفید شہری بننے کی ترغیب اور سستی۔ کاہلی۔ جہالت اور عیش پسندی سے تنفر ہے۔ اس کی شاعری نے نا صرف اس کے عہد میں امید کی ایک کرن پیدا کی بلکہ اس کے پیغام امید افزا کے اثرات آج بھی محسوس کیے جاتے ہیں۔	ابوالفتح۔ فلسفی شاعر۔ امتیاز احمد۔
بشریٰ قریشی	نسیم لیہ کے سوانحی نقوش: ایک تحقیقی مطالعہ	۸۵ تا ۱۰۷	نسیم لیہ کا تعلق پنجاب کے دور افتادہ شہر لیہ سے ہے۔ نسیم نے تقریباً تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ نظم۔ غزل۔ قطعہ اور اردو منظوم تراجم بھی خوب کیے لیکن ان کا اصل میدان غزل تھا۔ ان کی غزل متنوع موضوعات کا مجموعہ ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں نئی اور منفرد تراکیب کو بڑی آسانی اور روانی کے ساتھ برتا ہے۔ یہ مقالہ فقط نسیم لیہ کی زندگی اور ان کی ادبی خدمات پر ہی روشنی نہیں ڈالتا بلکہ ان کے فن کا تحقیقی و تنقیدی احاطہ بھی کرتا ہے۔	لیہ میں اصناف۔ شاعری۔ نسیم لیہ۔ بشریٰ قریشی۔

حافظ عطاء المصطفیٰ	شعر اقبال میں قرآنی آیات: اقتباس واستشہاد الآيات القرآنية في أبيات إقبال الشعرية: اقتباساً واستشهاداً	۲۳ تا ۵۰	علامہ محمد اقبال نے اپنی الہامی شاعری میں مذہبی وسیاسی نظریہ کی تشکیل نو کی ہے اور غلط نظریات کی بھر پور گرفت کی ہے۔ اس مقالے میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اگرچہ اقبال اپنے متقدمین کے سیاسی ومذہبی خیالات سے متاثر ہیں تاہم اُن کا مقام ومرتبہ اُن سے مختلف اور ہٹ کر ہے۔	اقبال۔آدم۔ الشعر۔نظم۔العربی الانسان۔ الشواہد۔المسلمین حافظ عطاء المصطفیٰ
حامد اشرف ہمدانی	پاکستان میں عربی شاعری: کلاسیکی و جدید الشعر العربي في باكستان بين الأصالة والتجديد	۵۱ تا ۶۵	پاکستان میں ایسے شعرا کی قابل ذکر تعداد ہے جنہوں نے عربی زبان کو اپنے ذریعۂ اظہار کے لئے اختیار کیا۔ بلاشبہ کسی بھی زبان میں شعر گوئی نثر نگاری سے مشکل ہے۔ شاعری ایک وہبی وجبلی عطا ہے۔ شاعری کے لیے بہت سی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے جیسے زبان کے مختلف اسالیب اور لسانی مہارتوں پر بھر پور گرفت وغیرہ۔ پاکستانی شعرا کی عربی شاعری عربی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ یہ شاعری ان کی عربی زبان پر گرفت۔ اس کے مختلف اسالیب پر قدرت اور متنوع ادبی اذواق کی دلیل ہے۔ اس مقالے میں پاکستانی شعرا کی روایتی اور جدید شاعری کا احاطہ کیا گیا ہے۔	حامد اشرف ہمدانی الأدباء الشعراء الأصالة عربی شاعری پاکستان میں قدیم وجدید عربی شاعری
خواجہ زاہد عزیز	کشمیر اور ایران کے ادبی وتہذیبی اشتراکات	۱۱۷ تا ۱۲۵	ایرانی اور ترکستانی مبلغین نے مذہبی۔ تعلیمی۔ ثقافتی اور سیاسی حوالے سے اہل کشمیر کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا۔ ایرانی ثقافت کے ذریعے کشمیر میں فارسی زبان وادب کو فروغ ملا۔ تمام وسط ایشیائی ریاستوں میں ایران کی اہمیت کشمیر کے لیے سب سے زیادہ ہے۔ فارسی کشمیر کی چار صدیوں تک سرکاری زبان بھی رہی ہے۔ اس مقالے میں کشمیری زبان وثقافت پر ایرانی ثقافت کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	کشمیر اور ایران کا ادب۔ ایرانی وکشمیری تہذیبی اشتراکات ایران اور اقبال کی فارسی شاعری۔ خواجہ زاہد عزیز۔

محمد خالد ابراہیم / عبدالسلام محمد	عربی زبان کا انداز ترغیب: قرآن کی روشنی میں ظاهرة التحضيض في اللغة العربية: دراسة وصفية تحليلية في ضوء القرآن الكريم	۷ تا ۲۲	ترغیبی پیرایہ بعض اوقات کسی کام کے کرنے اور بعض اوقات کسی کام سے منع کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔اس پیرایہ اظہار کی عربی ادب کے حوالے سے ایک خاص حیثیت ہے۔عربی ادب میں امرونہی کے ضمن میں اس کا استعمال عام ہے۔قرآن پاک میں بھی اس کا استعمال مختلف موقعوں پہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔قرآن پاک میں مختلف الفاظ واسالیب میں یہ پیرایہ بیان ہوا ہے۔اس مقالے میں قرآن پاک میں مذکور ترغیبی الفاظ واسالیب کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	عربی زبان کا انداز ترغیب۔ محمد خالد ابراہیم۔ امرونہی کے ترغیبی الفاظ کا قرآن کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ۔
نبیلہ اعوان	واسوخت اور لکھنوی معاشرت	۱۲۵ تا ۱۳۳	واسوخت اردو شاعری کی ایک روایتی صنف ہے اور اردو شاعری کی دیگر ذیلی اصناف کی طرح اس کی بنیاد بھی فارسی ہے۔تحقیق کے مطابق میر تقی میر وہ پہلا شاعر ہے جس نے اردو میں واسوخت لکھا۔شعری اصطلاح میں یہ ایک صنف ہے جس میں عاشق اپنے معشوق کی بے وفائی پر اسے بُرا بھلا کہتا ہے اور بے زاری و ناراضگی میں جلی کٹی سناتا ہے۔واسوخت میں بغاوت کا عنصر شامل ہوتا ہے جو بعد میں مزاحمتی شاعری کی بنیاد بنا۔شاعری کی یہ صنف لکھنوی ماحول میں پروان چڑھی۔اس کا اظہار مخمس۔ مسدس اور مثمن ترکیب بند میں ہُوا ہے۔اس مقالے میں واسوخت کے لکھنوی اسلوب پر تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔	واسوخت۔نظم۔ مسدس۔مثمن۔ غزل۔واسوخت اور لکھنوی معاشرت۔ فارسی استعارات۔ نبیلہ اعوان۔
نسیم بانو	عجائب الاسفار (سفرنامہ ابن بطوطہ) کے اردو تراجم	۱۰۷ تا ۱۱۷	ابن بطوطہ کا نام سفرنامہ نگاری کی تاریخ میں ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔اس نے چودھویں صدی میں دنیا کی سیاحت کی اور اپنے سفری احوال کو ''عجائب الاسفار'' کے نام سے لکھا۔یہ کتاب ایک سفرنامہ ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ بھی ہے۔دنیا کی بہت سی ترقی یافتہ زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں۔تاریخی اہمیت کے تناظر میں اردو کے ادبی حلقوں میں اسے بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔اب تک اس کے اردو میں کئی تراجم ہو چکے ہیں۔ترجمہ نگاروں نے اصل متن کے ترجمے کے ساتھ ساتھ اپنے تاثرات بھی قلم بند کیے ہیں اور کتاب میں پائی جانے والی تاریخی غلطیوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔یہ مقالہ عجائب الاسفار کے اردو تراجم سے بحث کرتا ہے۔	تاریخ مسلمان۔ سیاح جغرافیہ۔ عربی۔مراکش۔ عراق۔مکہ مکرمہ۔ شرف الدین بن عبداللہ۔تاریخ فرشتہ۔ عجائب الاسفار۔ نسیم بانو۔ سفرنامہ ابن بطوطہ۔

اورئینٹل کالج میگزین:۸۸:۲(۲۰۱۳ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
احمد یوسف علی	عربی شاعری کے اوزان: آغاز و اثرات الوزن والإيقاع والبدايات الأولى	۷ تا ۱۸	اس مقالے میں عربی شاعری کے اوزان کے کئی اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں۔ اگرچہ قدیم عربی شاعری اوزان سے خالی نہ تھی تاہم یہ خلیل بن احمد الفراہیدی تھا جس نے عربی شاعری کے اوزان کو دریافت ومتعارف کروایا۔ اور یوں عربی شاعری کا ایک اہم پہلو یعنی وزن سامنے آیا۔ بہت سے شعرا اور ماہرین زبان نے اوزان کو اپنا موضوع بنایا۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر عربی شاعری کے اوزان سے بحث کرتا ہے۔	الشعر العربی۔ الشاعر الإيقاع۔ عربی شاعری کے اوزان۔ احمد یوسف علی۔ اوزان کے آغاز و اثرات
حامد اشرف ہمدانی	اخطل صغیر: شاعر عشق ومحبت الأخطل الصغير: شاعر الحب والهوى	۱۹ تا ۵۴	بشارۃ عبداللہ الخوری ۱۸۸۵ء میں بیروت میں پیدا ہوا اور ۱۹۶۸ء میں فوت ہوا۔ اس نے مشہور اموی شاعر اخطل کا نام اختیار کیا۔ اس نے عرب دنیا میں بڑی شہرت کمائی اور عربی کے عظیم معاصر شاعر احمد شوقی کے بعد اسے ۱۹۶۱ء میں ملک الشعرا کا خطاب دیا گیا۔ اور اسی حیثیت میں اس کی بیعت بھی کی گئی۔ اس کی شاعری تین موضوعات کے گرد گھومتی ہے: لبنان۔ عرب نیشنلزم اور انسانیت کو درپیش مسائل۔ یہ مقالہ الخوری کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ شاعرانہ خوبیوں۔ موضوعات نیز اس کے فکروفن پر معاصرین کی آرا کا احاطہ کرتا ہے۔ عرب دنیا میں اسے اخطل صغیر کے علاوہ شاعر عشق ومحبت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔	اخطل صغیر۔ حامد اشرف ہمدانی۔ ملک الشعراء۔ عربی شاعری۔

سعدیہ حسن بلوچ	مناجاتِ ہندی: اُردو کا پہلا دستیاب حمدیہ مجموعہ	۱۰۵ تا ۱۲۲	اردو زبان اس اعتبار سے بہت ثروت مند ہے کہ اس میں شاعری کی تمام اصناف پائی جاتی ہیں۔ اردو میں حمد نگاری کی روایت بڑی پرانی ہے۔ تقریباً ہر قابل ذکر شاعر نے طویل یا مختصر حمد کہی ہے۔ دیوان حمد ایزدی مطبوعہ ۱۹۰۸ کو پہلا حمدیہ مجموعہ سمجھا جاتا ہے تاہم یہ مقالہ کنہیا لال ہندی کے دیوان مناجات ہندی مطبوعہ ۱۸۷۳ء کو اردو کا پہلا حمدیہ مجموعہ ثابت کرتا ہے۔	حمد۔ اردو۔ لاہور۔ مظفر وارثی۔ کنہیا لال۔ جلیسر سعدیہ حسن بلوچ۔ مناجاتِ ہندی۔
عصمت اللہ زاہد	ہیر وارث شاہ میں پنجابی ثقافت کی جھلک Glimpses of Punjabi Culture in the Heer of Waris Shah	۲ تا ۱۳	پنجاب میں بہت سے شعرا پیدا ہوئے جنہوں نے یہاں کی ثقافت اور رنگا رنگ کلچر کو پیش کرنے کی کوشش کی لیکن ان میں سے کوئی بھی وارث شاہ جیسی کامیابی و کامرانی نہ پا سکا۔ وارث شاہ نے پنجابی ثقافت کے تمام رنگوں کی 'ہیر' میں تصویر کشی کی ہے۔ انہوں نے اپنے وقت میں پائے جانے والے پنجاب کے رسم و رواج کو بڑی سادگی و روانی سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر آج بھی اسی شکل میں موجود ہیں۔ یہ مقالہ وارث شاہ کے شاہ کار 'ہیر' میں پنجابی ثقافت کی تصویر کشی کو زیر بحث لاتا ہے۔	ہیر وارث شاہ۔ پنجابی ثقافت کی جھلک۔ پنجاب کے رسوم و رواج۔ ''ہیر'' میں پنجابی ثقافت۔ عصمت اللہ زاہد۔
فریحہ نگہت	اشفاق احمد کا افسانہ اور مابعد الطبیعیات	۱۲۳ تا ۱۳۲	اشفاق احمد اردو کے مشہور اور ممتاز افسانہ نویس ہیں۔ ان کے افسانے مابعد الطبیعیاتی عناصر کے مختلف پہلوؤں کو لیے ہوتے ہیں۔ اشفاق احمد کے افسانوں سے پتا چلتا ہے کہ وہ روحانیت۔ رومانویت اور مذہبی رسوم وغیرہ جیسے مابعد الطبیعیاتی عناصر پر قدرت تامہ رکھتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے منتخب افسانوں کی روشنی میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	اشفاق احمد۔ اردو تصوف۔ عشق۔ رومانوی محبت۔ مابعد الطبیعیاتی۔ گڈریا۔ انوار احمد۔ فریحہ نگہت۔

محمد ارشد	برعظیم پاکستان وہند میں انگریزی ترجمۂ قرآن کی تحریک	۳۵ تا ۷۶	اس مقالے کا موضوع برصغیر میں قرآن کے بزبان انگریزی ترجمہ کی تحریک ہے جسے پہلے پہل ۱۹۱۰ء میں شبلی نے شروع کیا اور جس کی حمایت جمعیت علمائے ہند نے ۱۹۲۰ء میں چلنے والی گاندھی تحریک کے عروج کے دنوں میں کی۔اس مقالے کا بنیادی موضوع شبلی نعمانی۔ جمعیت علمائے ہند اور مجلس قرآنی شملہ کا اس تحریک میں کردار ہے۔مقالے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شبلی۔جمعیت اور مجلس قرآنی کی برپا کردہ تحریک کے نتیجے میں عبدالماجد دریاآبادی قرآن کے انگریزی ترجمے اور تفسیر کی طرف مائل ہوئے۔	محمد ارشد۔شیخ عطاءاللہ۔قرآن کے انگریزی ترجمے۔ جمعیت علمائے ہند۔لائف آف محمد۔مرزائیت۔ سیموئل زویمر۔ مجلس قرآنی شملہ شبلی نعمانی
ناصر عباس نیر	میراجی کے تراجم	۷۶ تا ۹۸	میراجی ایک کثیر الجہات ادیب تھے۔اردو میں آزاد شاعری کی نیور کھنے اور جدید اردو نظم کی شعریات کو توضیحی بنیاد فراہم کرنے کے علاوہ انہوں نے اردو کو مشرقی اور مغربی شاعری کے تراجم سے بھی مالا مال کیا۔جدید علامتی فرانسیسی شاعری کے ساتھ ساتھ انہوں نے چینی۔ جاپانی۔ ویتنامی۔ بنگالی۔ برج اور سنسکرت کی چند کلاسیکی نظموں کا ترجمہ کیا بالخصوص گیتی متم از دمودر گپتا اور رباعیات خیام۔ یہ تراجم انہوں نے انگریزی کی مدد سے کیے۔ان کے تراجم کی بنیادی خوبی انگریزی متون کے نوآبادیاتی سامراج کی مزاحمت ہے۔اس مقالے میں میراجی کے اردو تراجم کا ترجمے کے جدید نظریات کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔	ناصر عباس نیر۔ ترجمہ۔تہذیب۔ میراجی۔کرنل ہالرائیڈ۔لائنر۔ میراجی کے تراجم۔مشرقی اور مغربی شاعری۔ نوآبادیاتی سامراج کی مزاحمت۔ناصر عباس نیر۔اُردو نظم کی شعریات۔
ناہید شاہد	لوری: من موہنا گیت	۱۳۳ تا ۱۴۰	لوری بچوں کا ایک لوک گیت ہے جو پنجاب میں بہت مشہور ہے۔مائیں اپنے بچوں کو سُلاتے وقت لوری کا سہارا لیتی ہیں۔ لوری میٹھے اور سریلے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔بعض لوریاں بہت معنی خیز ہوتی ہیں اور اُن کے خاص مطالب ومفاہیم ہوتے ہیں۔تاہم وہ میٹھی وسریلی ہوتی ہیں جس سے بچے سو جاتے ہیں۔لوری پنجاب کی ثقافت کا عکس بھی پیش کرتی ہے اور اہل پنجاب کی پسند و ناپسند کا اظہار بھی۔یہ مقالہ پنجاب کے لوک گیت لوری کی سنہری روایت پر روشنی ڈالتا ہے۔	لوری۔گیت۔ روفی۔ایڈورڈ۔ شاعری۔تجمّی سرور ناہید شاہد۔ موہنا گیت۔ پنجاب کی ثقافت۔

نجم الرشید	تذکرۂ بے نظیر۔ طبع تہران (ایران): تعارف و تجزیہ	۹۹ تا ۱۰۴	سید افتخار دولت آبادی فارسی کے ایک شاعر اور تذکرہ نگار ہیں۔ انھوں نے فارسی شعرا کے احوال و آثار پر مشتمل ایک تذکرہ بہ عنوان ''تذکرۂ بے نظیر'' کے نام سے مرتب کیا۔ یہ تذکرہ فارسی ادب میں ایک ممتاز مقام کا حامل ہے۔ اسے الہ آباد (انڈیا) سے منظور علی نے مع اپنے مقدمے کے ۱۹۴۰ء میں شائع کیا۔ ایک ایرانی محقق امید سروری نے بھی اس تذکرے کو ۲۰۱۱ء میں تہران سے شائع کیا۔ یہ مقالہ تذکرہ بے نظیر کے طبع تہران۔ ایران کا تعارف و تجزیہ پیش کرتا ہے۔	فارسی شاعر۔ احمد نگر۔ نجم الرشید۔ تذکرہ بے نظیر۔ آثار افتخار۔ تہران۔ ایران کا تعارف و تجزیہ۔

اورئینٹل کالج میگزین:۸۸:۳(۲۰۱۳ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
افتخار احمد خان/ مفتی محمد سلیم	قرآن سے استنباط احکام میں عربی زبان کا اثر اثر اللغة وضعا فی استناط الاحکام من القرآن الکریم	۲۷ تا ۳۸	قرآن پاک کو اس کی اصل روح کے مطابق سمجھنے کے لیے عربی زبان بشمول اس کے بلاغتی عناصر کا بھرپور علم بہت ضروری ہے۔ فقہائے اسلام نے قرآنی مفاہیم و تفاسیر کے دوران انہی بلاغتی عناصر اور عربی زبان کے متنوع معانی کی وجہ سے اختلاف کیا ہے نہ کہ اپنے مخصوص مفادات یا ذہنی میلان کی بنا پر۔ قرآنی تعلیمات پر مبنی قوانین کے استنباط کے ضمن میں عربی زبان کا کردار بہت اہم ہے اور یہی اس مقالے کا موضوع ہے۔	معانی القرآن۔ قرآن سے استنباط احکام۔ عربی زبان کا اثر۔ افتخار احمد خان/ مفتی محمد سلیم۔
انجم طاہرہ	بیاضِ وارستہ: نقد و جائزہ بیاض وارستہ: نقد وبررسی	۶۱ تا ۷۸	وارستہ بارہویں صدی برصغیر کے فارسی ادب کا ایک نمایاں ادیب و شاعر ہے۔ اس کی شہرت بطور ایک ماہر زبان۔ تنقید نگار۔ لغت نویس اور معروف ادیب کے ہے۔ اس کا ادبی کام فارسی زبان و ادب کے اصل ذرائع و مآخذ پر اس کی گرفت و رسائی کی دلیل ہے۔ بیاضِ وارستہ اس کی ایک اہم تصنیف ہے۔ اس کا خطی نسخہ پنجاب یونی ورسٹی لائبریری کے ذخیرہ شیرانی میں موجود ہے۔ یہ بیاض سینکڑوں کلاسیکی معاصر شعرا کے اشعار پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں اس خطی نسخے کا تعارف نیز فارسی زبان و ادب کے ادبا و شعرا میں وارستہ کا علمی مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔	بیاضِ وارستہ۔ انجم طاہرہ فارسی شاعر فارسی زبان و ادب گنجینۂ شیرانی تذکرۃ الشعراء فارسی کے کلاسیکی معاصر شعراء

حاج سید جوادی	پاکستان میں فارسی کے قدیم کتبات The Early Persian Epigraphs and Petrographs in Pakistan	۳ تا ۹	فارسی صدیوں تک برصغیر کی سرکاری زبان رہی ہے۔ مقامی لوگوں نے اس زبان میں خاص دلچسپی لی اورانہوں نے اس زبان کو زندگی کے ہر شعبے میں استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حجری کتبات پر کندہ کاری کے لیے بھی اسی زبان کو استعمال کیا گیا۔ آج فارسی کتبات پاکستان کے ہرعلاقے میں پائے جاتے ہیں لیکن ان میں سے زیادہ تر موسمی حالات کے زیر اثر اپنی اصل شکل برقرار نہیں رکھ سکے البتہ بعض ابھی تک صحیح سالم ہیں اور یہی اس مقالے کا موضوع ہیں۔	فارسی زبان۔ حجری کتبات۔ پاکستانی علاقوں میں فارسی کتبات۔ حاج سید جوادی۔
حامد اشرف ہمدانی	رسائل نور کی روشنی میں نبوت کا مفہوم اورنوع انسانی کے لیے اس کی ضرورت مفهوم النبوة وضرورتها للبشرية بمنظور رسائل النور	۳ تا ۲۶	بدیع الزماں بیسویں صدی کے اہم دانشور عالم ہیں۔ ان کے لکھے رسائل النور کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہوچکا ہے۔ اس مقالے میں بدیع الزماں کی کتابوں کی روشنی میں نبوت کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مقالے میں ان کے بیان کردہ نبوت کے مفہوم اور بالخصوص نبی ﷺ کی نبوت کی اہمیت وناگزیریت کو زیر بحث لایا گیا ہے علاوہ ازیں نبوت کے اثبات کا منہاج اور اس کے انکار کے نتائج بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔	حامد اشرف ہمدانی۔ بدیع الزماں۔ رسائل نور۔ القاضلیہ۔ نبوت کا مفہوم۔
سمیرا اختار	جدید نظم اور میراجی	۱۵۵ تا ۱۷۴	میراجی اردو زبان کے جدید اور مشہور شاعر ہیں۔ یہ مقالہ میراجی کے مشرق ومغرب کے جدید وروایتی اصناف شعر میں تجربات کو زیر بحث لاتا ہے۔ ان کے اسلوب اور شاعری میں برتی گئی تکنیک پر روشنی ڈالتا ہے۔ ان کے شعری تجربات نظم کی روح کے عین مطابق تھے۔	میراجی۔ جدید اردو نظم۔ مثنوی۔ مثلث۔ ہندوستانی شاعری۔ سمیرا اختار۔ کلیات میراجی۔

شاہین کرامت	تصوف تے عورت: ایک تحقیقی جہت	۱۷۳ تا ۱۹۶	پنجابی زبان اس حوالے سے خوش قسمت ہے کہ اسے شروع سے ہی اولیا وصوفیا کی سرپرستی حاصل رہی ہے جنہوں نے اپنے خیالات وتعلیمات کو پنجابی نظم ونثر میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجابی ادب صوفیانہ تعلیمات سے بھرا ہوا ہے۔ ناصرف مرد حضرات نے بلکہ خواتین شاعرات نے بھی صوفیانہ تعلیمات کو اپنے کلام میں برتا ہے۔ یہ مقالہ خواتین شعرا کی پنجابی زبان میں صوفیانہ تعلیمات کے استعمال کو واضح کرتا ہے۔	عورت اور تصوف۔ سلطان باہو۔ کورنج نامہ۔ مدح۔ مرشد۔ لوری۔ غلام فرید۔ خواجہ محمد بخش۔ صالحہ بیگم۔ شاہین کرامت۔ تصوف کا تحقیقی مطالعہ۔
عصمت اللہ زاہد	علامہ اقبال اور پنجابی زبان وادب	۷۹ تا ۹۴	مشرق کے عظیم شاعر علامہ محمد اقبال پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانان برصغیر میں ایک نئی روح پھونکی جس کے نتیجے میں وہ آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ علامہ اقبال نے اگرچہ اپنی شاعری اردو وفارسی میں ہی کی تاہم ان کی مادری زبان پنجابی اور پنجاب کے صوفی شعرا سے ان کی محبت کو ان کی شاعری میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اس مقالے میں علامہ کی پنجابی زبان کی پسندیدگی کے علاوہ علامہ اور پنجابی کے عظیم شاعر سلطان باھو کے خیالات کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔	علامہ اقبال۔ پنجابی زبان و ادب۔ سلطان باہو۔ داتا گنج بخش۔ گنگوہی۔ میاں محمد بخش۔ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر عصمت اللہ زاہد
محمد اسماعیل بن عبدالسلام	ذخیرہ الفاظ میں اشتقاق کا کردار دور الاشتقاق فی تنمیة الألفاظ	۳۹ تا ۶۰	اشتقاق ایک لغوی اصطلاح ہے۔ یہ ذخیرہ الفاظ میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ عربی زبان کو دیگر زبانوں پر جو فوقیت حاصل ہے اس کی ایک وجہ اس کا تصریفی زبان ہونا ہے۔ علما وادبا الفاظ کی بناوٹ اور علمی وتکنیکی اصطلاحات سازی کے لیے اشتقاق کا سہارا لیتے ہیں۔ اس مقالے میں اشتقاق اور ذخیرہ الفاظ کے اضافے میں اس کے کردار کو موضوع بنایا گیا ہے۔	دور الاشتقاق۔ المشتقات۔ عربی ایک تصریفی زبان۔ محمد اسماعیل بن عبدالسلام عربی ذخیرہ الفاظ میں اضافہ۔

محمد نعیم الور	غرائب القرآن کے فنی محاسن ومطالب	۱۹۵ تا ۱۱۸	برصغیر میں ترجمہ قرآن کا سہرا شاہ ولی اللہ کے سر بندھتا ہے آپ نے فارسی میں ترجمہ کیا جب کہ آپ کے بیٹے شاہ رفیع الدین نے اردو زبان میں لفظ بہ لفظ ترجمہ کیا۔ آپ کے ایک دوسرے بیٹے شاہ عبدالقادر نے ۱۸۹۵ء میں اردو میں با محاورہ ترجمہ کیا۔ سر سید نے بھی کچھ پاروں کا ترجمہ کیا اور اسی دوران ڈپٹی نذیر احمد نے بھی ترجمہ کرنے کی ٹھانی اور ۱۸۹۵ء میں اسے مکمل کیا۔ ڈپٹی نذیر کا ترجمہ بہت مقبول ہوا اور ان کی زندگی میں ہی دس سے زائد بار شائع ہوا۔ یہ مقالہ ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ قرآن کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ترجمے کی خوبیوں اور خامیوں کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔	غرائب شاہ ولی اللہ۔ قرآن کے مضامین۔ ڈپٹی نذیر احمد۔ شاہ رفیع الدین۔ سر سید احمد خاں۔ فتح محمد جالندھری۔ محمد نعیم الور۔
ناصر عباس نیر	حاشیے پر لکھا متن (منٹو کے افسانے کی تازہ تفہیم)	۱۱۹ تا ۱۵۴	حاشیے اور مرکز کا تعلق کافی پُر پیچ ہے۔ حاشیے اور متن کا روایتی تصور یہ ہے کہ حاشیے کو بنیادی متن ہی اپنے اندر سے ناگزیر حاجات کے تحت جنم دیتا ہے۔ حاشیہ متن کی اضافی وضاحت کرتا ہے مگر متن کے بنیادی معانی میں کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ کلاسیکی علم تعبیر میں حاشیے اور متن کا یہی رشتہ تصور کیا گیا تھا مگر پس ساختیاتی فکر میں دونوں کے کردار اور باہمی رشتے کا ایک نیا تصور سامنے آیا ہے۔ اس نظریے کا پرچارک ژاک دریدا ہے۔ حیران کن حد تک منٹو کے افسانوں کا مرکزی خیال۔ بُت اور نقطہ ارتکاز کسی نہ کسی طرح ایسے نقطے کے گرد گھومتا ہے جسے حاشیہ کہا جاسکتا ہے۔ مرکز کی قوتیں مختلف شکلوں۔ رویوں اور ایک مابعدالطبیعاتی طاقت کے روپ میں نمو پذیر ہوتی ہیں جب کہ حاشیائی زندگی کے حامل کردار محسوس اور موجود زندگی کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یہ مقالہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ منٹو نے معاشرے کے پسے ہوئے کرداروں کو اپنی کہانیوں کا مرکزی کردار بنایا اور یوں مرکز کی قوت کی مزاحمت کی۔	منٹو کے افسانے۔ فسادات۔ سیاہ حاشیے۔ یزید۔ ٹیٹوال۔ برصغیر۔ حاشیے پر لکھا متن۔ سجاد ظہیر۔ مشرقی پنجاب۔ خلیل الرحمن اعظمی۔ ناصر عباس نیر۔ مابعدالطبیعاتی طاقت۔

اورئینٹل کالج میگزین: ۸۸:۴(۲۰۱۳ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بشیر رند/ شازیہ رمضان/ ارشد منیر لغاری	تصوف: قرآن و حدیث کی روشنی میں	۱۱۷ تا ۱۳۱	تصوف باطنی تزکیہ کا نام ہے۔ تصوف انسان کو تمام اخلاقی برائیوں اور غیر صحت مند سرگرمیوں سے بچا کر سیدھے راستے کی طرف گامزن کرتا ہے۔ تصوف پر عمل پیرا لوگ صوفیہ کہلاتے ہیں۔ صوفیہ خالق سے محبت۔ نبی ﷺ کی اطاعت۔ باطنی صفائی۔ برداشت اور انسانیت کی خدمت پر زور دیتے ہیں۔ تصوف کے اصول شریعت سے متصادم نہ ہیں۔ تصوف وہی ہے جس کا تقاضا ہمارا مذہب ہم سے کرتا ہے۔ یہ مقالہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تصوف پر روشنی ڈالتا ہے۔	تصوف۔ جبریل۔ محبت۔ رابعہ بصری۔ بہشت۔ سندھ۔ بدعتی۔ سید سلیمان ندوی۔ ابو القاسم قشیری۔ بشیر رند۔ شازیہ رمضان۔ ارشد منیر لغاری۔
حامد اشرف ہمدانی	قرآن کریم میں قصہ نوح کا بیان: درس وعبرت قصة نوح عليه السلام في القرآن الكريم: دروس وعبر	۰۳ تا ۲۲	قرآن کریم میں بہت سے انبیاء و رسل کے قصے بیان ہوئے ہیں۔ یہ قصے حکمت ونصیحت سے بھرپور ہیں۔ قصہ حضرت نوح بھی ان میں سے ایک ہے۔ حضرت نوح اللہ کے رسول تھے جو انسانیت کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے مبعوث ہوئے۔ وہ اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تک دعوت دیتے رہے۔ یہ مقالہ اعتقادات، رسومات، تبلیغ، تعلیم وتربیت پر قصہ نوح کے تناظر میں بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔ قصہ نوح سے ماخوذ تعلیمات نا صرف مؤمنین کے لیے باعث ہدایت ہیں بلکہ عامة الناس کے لیے بھی مینارہ نور ہیں۔	القرآن۔ القصص۔ الأنبياء۔ نوح۔ الأرض۔ المشركين۔ الكفار۔ القصة۔ سيد قطب۔ التفسير الكبير۔ حامد اشرف ہمدانی۔

Quran, Kashmir, Hinduism, Dogra, Sub-continent, Mughal, Mahmood Ghaznavi, Muslim, Arabic, Sanskrit خواجہ زاہد عزیز	صدیوں تک کشمیر تعلیم وتربیت کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ اہل کشمیر نے علم کے ہر شعبے میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ اگرچہ فارسی برصغیر کی طرح صدیوں تک کشمیر کی سرکاری زبان رہی ہے تاہم اہل کشمیر نے عربی زبان کو بھی خاص اہمیت اور توجہ دی۔ عربی زبان میں اہل کشمیر کی تحریریں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ اسی لیے ان تالیفات کو عربی زبان وادب میں ایک اہم حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ مقالہ اہل کشمیر کی عربی زبان وادب میں کاوشوں پر روشنی ڈالتا ہے۔	۳ تا ۱۰	اہل کشمیر کا عربی زبان وادب میں حصہ Contribution of Kashmir to Arabic Literature	خواجہ زاہد عزیز
رشید امجد۔ شعور۔ اسلوب۔ انور سدید۔ افسانے۔ لسانی تشکیلات۔ پریم چند۔ مسعود مفتی۔ سیدہ عطیہ۔	رشید امجد کا نام اردو ادب میں افسانوی تنقید کے ضمن میں مشہور ومعروف ہے۔ اردو تنقید بالخصوص افسانوی تنقید میں ان کا کام قابل قدر ہے۔ تنقید میں ان کا موضوع افسانے کی تکنیک اور تھیوری ہے۔ ۱۹۶۰ء کے بعد انھوں نے علامتی اردو افسانے پر لکھا اور بہت سے مضامین میں اپنے تنقیدی نظریات کا اظہار کیا۔ یہ مقالہ رشید امجد کی کتابوں اور مضامین کی روشنی میں اردو افسانے پر ان کے تنقیدی خیالات کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	۱۴۷ تا ۱۶۴	رشید امجد کی افسانوی تنقید	سیدہ عطیہ
ایران۔ سیستان۔ دہلی۔ جلال الدین۔ امیر خسرو۔ خلجی۔ دولت آباد۔ تغلق شاہ۔ نظم۔ نثر۔ تاریخ فیروز شاہی۔ سیدہ فلیحہ کاظمی۔	حسن سجزی فارسی زبان کے بہترین اور باذوق شعرا میں سے ہیں۔ ان کا کلام سادہ رواں اور دقیق مضامین کا حامل ہے۔ جب بلبن کے بیٹے نے ملتان کا علاقہ فتح کیا تو وہ سجزی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ وہاں آپ ادبیات فارسی کے آسمان پر روشن ستارے کی طرح نمودار ہوئے۔ دوران قید انھوں نے محمد خان کا مرثیہ لکھا۔ یہ مقالہ سجزی کے محمد خان شہید پر لکھے مرثیہ کے علاوہ سجزی کے احوال وآثار پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔	۵۷ تا ۷۲	احوال وآثار حسن سجزی مرثیہ حسن سجزی وآثار او	سیدہ فلیحہ کاظمی

عبدالماجد ندیم	صدیق حسن خان قنوجی اور ان کی لسانیاتی خدمات صدیق حسن خان القنوجی وجہودہ اللغویۃ	۳۳ تا ۵۶	عربی و اسلامی علوم میں برصغیر کے علما کی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ برصغیر کے علما میں صدیق حسن خان قنوجی کا پایہ بہت بلند ہے۔ آپ تیرھویں صدی ہجری کے ایک کثیر التصنیف عالم ہیں۔ دینی علوم کے علاوہ آپ نے خالص لسانی مسائل جیسے فقہ اللغہ پر قابل قدر کام کیا۔ یہ مقالہ ان کی تین تصانیف: البلغۃ فی اصول اللغۃ۔ لف القماط اور العلم الخفاق کا تعارف و تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اہم لغوی مباحث اشتقاق۔ بحث۔ معرب۔ مولد۔ دخیل۔ ترادف۔ اشتراک اور اضداد پر ان کی آرا بھی شامل مقالہ ہیں۔	القرآن۔ الاسلام۔ العربیۃ۔ الکربلاء۔ قنوج۔ اللغۃ۔ الرازی۔ المزہر۔ المعرب۔ القسطاس۔ عبدالماجد ندیم۔
محمد ارشد	جامعہ ملیہ اسلامیہ کا نظام تعلیم: موسیٰ جار اللہ	۸۱ تا ۱۰۴	اس مقالے میں اسلامی درس گاہوں۔ روایتی و عصری۔ کے نصاب اور طریق تعلیم و تدریس کی تشکیل نو کے بارے میں علامہ موسیٰ جار اللہ کے افکار و خیالات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جار اللہ مسلمانوں کے روایتی نظام تعلیم سے مطمئن نہ تھے آپ نے نصاب و طریق تعلیم کی ایک سکیم پیش کی۔ ان کی مجوزہ سکیم میں نظام تعلیم کی وحدت کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا استدلال یہ ہے کہ علامہ موسیٰ جار اللہ کی تجویز کردہ سکیم اسلامی درس گاہوں کے نظام تعلیم کی اصلاح اور تشکیل نو کے لیے ایک مؤثر اور ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہے۔	قرآن پاک۔ روس۔ دہلی۔ ہندوستان۔ موسیٰ جار اللہ۔ مصر۔ مفتی محمد عبدہ۔ سنسکرت۔ بھوپال۔ ترکی۔ محمد امجد۔
محمد جنید اکرم	بیسویں صدی کا پنجابی زبان و ادب اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر	۱۳۱ تا ۱۴۶	ڈاکٹر فقیر محمد فقیر بیسویں صدی کے پنجابی زبان و ادب کے سربرآوردہ شاعر۔ ادیب۔ محقق۔ نقاد۔ مورخ اور پنجابی سیوک کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ پنجابی شاعری کے کلاسیکی ادب کو مرتب کرنے اور جدید شعر و ادب کی تخلیق کے میدان میں بھی انھوں نے کئی ایک معرکۃ الآراء کارنامے سرانجام دیے۔ آپ کو علمی ادبی حلقوں کی جانب سے 'بابائے پنجابی'۔ 'پنجاب کا عمر خیام'۔ 'بلبل پنجاب' اور 'شاعر پنجاب' جیسے خطابات سے نوازا گیا۔ اس مقالے میں ان کی علمی و ادبی سرگرمیوں کے تذکرے کے علاوہ بیسویں صدی کے پنجابی ادب میں ان کے مقام کا تعین کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال۔ تحریک پاکستان۔ گوجرانوالہ۔ میر تقی میر۔ پنجابی۔ ہیر۔ دامن۔ صدائے فقیر۔ سوہنی مہینوال۔ سسی پنوں۔ محمد جنید اکرم۔

محمد عرفان احسن پاشا	اردو ادب اور گلوبلائزیشن: ایک تجزیاتی مطالعہ	۱۶۵ تا ۱۸۲	یہ مقالہ اردو پر گلوبلائزیشن کے اثرات کے جائزے پر مشتمل ہے۔گلوبلائزیشن نے نہ صرف معاشرے اور ادب کو متاثر کیا ہے بلکہ یہ بہت سی معاشرتی تبدیلیوں کا سبب بھی بنا ہے۔ ادبیات میں اس کا اثر موضوعات۔ اصناف اور تکنیک میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔یہ مقالہ اکیسویں صدی کے اردو ادب پر گلوبلائزیشن کے اثرات کا تحقیقی مطالعہ پیش کرتا ہے۔جدید اردو ادب مغرب بالخصوص گلوبلائزیشن سے تھیوری۔صنف۔ اصطلاح۔اسلوب اور بیانیے کے اعتبار سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہے۔	انگریزی۔گلوبلائزیشن۔ ملازمت۔ انٹرنیٹ۔ویب سائٹ۔ معاشیات۔عالم گیریت۔سید ضمیر جعفری۔اردو۔ فیض احمد فیض۔ محمد عرفان احسن پاشا۔
محمد قمر علی	نقل حدیث نبوی کی تحریر میں زمانی تسلسل: عہد نبوت تا عہد تدوین التسلسل الزمني في نقل الحديث النبوي كتابة من عصر النبوة إلى عصر التدوين	۲۳ تا ۳۲	حدیث رسول ﷺ امت کی ہدایت کے لیے ایک قیمتی ترین سرمایہ ہے۔صحابہ کرامؓ نے اس سرمایے کو اپنے عقیدے، علم اور عمل میں اس طرح سمویا کہ وہ ان کی زندگی کا لابدی حصہ بن گیا۔انھوں نے قرآن پاک کی طرح اس کی بھی لفظی حفاظت کو حرز جان بنایا۔رسول ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر آج تک اس کا تسلسل بیانی نہایت مربوط انداز میں موجود ہے۔احادیث کی کتابیں اپنے اپنے زمانے میں مختلف علمی پہلوؤں کے تحت مرتب ہوتی رہی ہیں اور اس کی بنیاد وہ روایتی تسلسل اور علمی ولفظی تنقل ہے جسے صحابہ کرامؓ نے زمانی ومکانی ارتباط اور تسلسل کے ساتھ آئندہ نسلوں کو منتقل کیا ہے۔	القرآن۔الحدیث النبوی۔آدم۔ حواء۔۔کلام۔ الناس۔ المستشرقون۔ القراءة۔الکتابة۔ الموطا محمد قمر علی۔
مقبول حسن گیلانی	برصغیر میں صوفیانہ شاعری کے اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ	۱۰۵ تا ۱۱۶	یہ مقالہ پنجابی کے صوفی شعرا بابا فرید، بلھے شاہ، شاہ حسین، سلطان باہو، میاں محمد بخش اور خواجہ غلام فرید کی صوفیانہ شاعری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ان صوفیہ کی شاعری نے برصغیر کے لوگوں میں بیداری، تعلیم وتربیت اور بالآخر برطانوی تسلط سے آزادی کی راہ دکھانے میں اہم کردار ادا کیا۔انھوں نے اپنی شاعری میں سادہ اور عام فہم اسلوب برتا۔قابل فہم اور جامع استعاروں اور علامتوں کے استعمال نے ان کی شاعری کو مقبول اور موثر بنایا۔ان صوفیہ نے اپنی شاعری کے ذریعے محبت۔ہم آہنگی اور امن بقائے باہمی کا درس دیا۔	بابا فرید۔سلطان باہو۔میاں محمد بخش۔خواجہ فرید۔ امن۔ اثرات۔صوفی۔ بلھے شاہ۔شاہ حسین۔برصغیر۔ مقبول حسن گیلانی۔

نگہت طاہر ہلتوی	سید فتح علی گردیزی: احوال و آثار نگاہی بہ احوال و آثار سید فتح علی گردیزی	۷۳ تا ۸۰	سید فتح علی گردیزی برصغیر میں فارسی کے ایک بڑے شاعر تھے۔ اُن کا تعلق افغانستان کے شہر گردیز کی ایک سید فیملی سے تھا۔ اُن کے دادا پنجاب میں وارد ہوئے اور فرخ سیر کے دور میں بڑی عزت کمائی۔ اپنی بزرگی کی وجہ سے مشہور تھے اور دہلی کے لوگ انہیں ایک پیر کے طور پر مانتے تھے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ البتہ ان کا فارسی دیوان اپنی اہمیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اہم اور مشہور ہے۔	فتح علی گردیزی۔ احوال۔ آثار۔ شعر۔ زبان۔ فارسی۔ شبہ قارہ۔ انسان۔ قدرت اللہ قاسم۔ عربی۔ نگہت طاہر ہلتوی۔

بازیافت: ۱۷ (۲۰۱۰ء)

مدیر: تحسین فراقی؛ شعبۂ اردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اے ایچ کالی	کیا الحق اسمائے الٰہی میں سے ہے	۱ تا ۱۷	یہ مقالہ دراصل ایک مقالے ''کیا الحق۔اسماء الحسنٰی میں سے ایک ہے'' کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔اس مقالے میں ''الحق'' کا مطالعہ کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں یہ خوبصورت نام کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر حفیظ الفضلی کے مقالے کا تجزیہ کرنے کے ساتھ مصنف نے اس نام کے حوالے سے اپنی تحقیق بھی شامل کی ہے۔	اے ایچ کالی
بصیرہ عنبرین	غالب کا انداز تضمین	۲۳۳ تا ۲۵۱	تضمین کے ذریعے شاعر اپنے معاصرین یا پیش رووں کے اشعار کو اپنے کلام کے ساتھ ملا کر رنگ آمیزی و معنی آفرینی پیدا کرتا ہے۔اردو شعراء نے اس فن میں کمال مہارت دکھائی ہے۔ فنِ تضمین کے عناصر غالب کے کلام میں بھی بڑے متنوع انداز میں نظر آتے ہیں۔غالب نے اپنے پسندیدہ شعرا کے کلام کو تضمین تو کیا لیکن روایتی رنگ کے تحت تحسین وستائش ایک خاص حد سے تجاوز نہیں کرتی۔اردو میں صرف ناسخ اور ظفر کے مصرعے تضمین کیے البتہ فارسی میں ان کی پسندیدگی کا دائرہ وسیع ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے غالب کی تضمین کا مفصل جائزہ پیش کیا ہے۔	بصیرہ عنبرین غالب۔تضمین۔ اردو شاعری۔فارسی شاعری۔
بلال سہیل	اختر الایمان کی ابتدائی زندگی اور تخلیقی تجربات	۱۷۵ تا ۱۹۰	مقالے میں اختر الایمان کی ابتدائی زندگی اور ابتدائی دور کے شعری تجربات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اختر الایمان کی تمثالوں اور علامات کا نفسیاتی تجزیہ کیا گیا ہے نیز ان کی نجی زندگی کے حوالے سے ان کے تخلیقی تجربات کا مطالعہ بھی کیا گیا ہے۔ مصنف نے اردو کے جدید نظم نگار کے تخلیقی تجربات کا سراغ ان کی زندگی کے پیچیدہ حالات سے لگانے کی کوشش کی ہے اور یہ کسی فنکار کا تخلیقی جوہر ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والے اہم اور غیر اہم واقعات کو فن میں ڈھالنے کا کام کرتا ہے۔	بلال سہیل۔ اختر الایمان۔جدید اردو نظم۔تخلیقی تجربہ۔تمثالیں۔ علامات۔

پروین کلو	روسی ادب ایک تحقیقی جائزہ	۱۹۱ تا ۲۰۵	روسی ادب ایک طلسمی محل کی طرح تیزی سے وجود میں آ گیا۔ روسی ادب کی کوئی باضابطہ تاریخ نہیں ہے۔ ابتدائی روسی ادب کا موضوع مذہب ہے۔ وسطی عہد میں ترجمے کا کام ہوا تراجم زیادہ تر مذہبی کتابوں کے ہوئے۔ چند ایک سیکولر کتابیں بھی ترجمہ ہوئیں۔ ان تراجم نے روسی ادب کو بہت متاثر کیا۔ سترھویں صدی میں مغربی اثرات بھی روسی ادب پر مرتب ہونے لگے۔ اس دور میں غیر ملکی ایڈونچر اور رومانس روسی ادب میں داخلہ ہوئے۔ اٹھارہویں صدی میں ادبی زبان اور موضوعات میں ترقی ہوئی۔ فرانس کے انقلاب نے بھی روسی ادب کو متاثر کیا۔ ۱۸۴۰ء سے ۱۸۷۰ء تک روس میں ایسے حالات رہے کہ یہاں ترقی پسند نظریات کو فروغ ملا اور ادب میں ان کا اظہار ہوا۔	پروین کلو۔ روسی ادب۔ مغربی اثرات۔ تراجم۔ انقلاب فرانس۔ ترقی پسندی۔
تحسین فراقی	متغیر عالمی صورت حال اور نیا علمی منہاج	۷ تا ۹	مدیر مجلہ نے موجودہ عالمی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ پوری دنیا صارفیت کی گرفت میں ہے۔ علم جس کو ماضی میں نور سے تعبیر کیا جاتا تھا صارفین کے کلچر میں خرید و فروخت کی جنس بن گیا ہے۔ علوم کے نئے نئے راستے کھل رہے ہیں جو خوش آئند بھی ہے اور ایک مستقل چیلنج بھی ہے۔ مابعد جدیدیت کے حامی معروضی صداقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ تہذیبیں ایک دوسرے کے ہاں مشترک پہلو تلاش کریں اور مشرق و مغرب میں کھلے دل اور کھلے ذہنوں سے علوم کا تبادلہ ہو۔	تحسین فراقی۔ عالمی صورت حال۔ علمی منہاج۔ صارفیت۔ مابعد جدیدیت۔ معروضی حقیقت۔
تحسین فراقی	انھیں کیا خبر کس دھنک سے مرے رنگ آئے	۳۰۱ تا ۳۲۴	اس مقالے میں راشد کی شاعری کا کئی حوالوں سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ن۔م۔راشد کا انداز سخن سب سے الگ ہے۔ راشد کے ہاں معنی و مفاہیم کا جو تنوع ملتا ہے وہ ان کے معاصرین میں سے کسی کے ہاں نظر نہیں آتا۔ راشد کی شاعری میں تصور خدا، تصور وقت، شعور ابدیت، نفسیاتی تہہ داری، عجمی و عربی اساطیر اور استعارہ روشنی جیسے عناصر ملتے ہیں۔ انسان اور کائنات کے رشتے پر بحث بھی ملتی ہے۔ مصنف نے اقبال اور راشد کی فکری مماثلت پر بھی بحث کی ہے۔	تحسین فراقی۔ ن۔م۔راشد۔ اقبال۔ جدید اردو نظم۔

خالد محمود سنجرانی	اردو افسانے میں اخلاقی امتناعات۔ نفسیاتی تناظر میں	۱۳۹ تا ۱۴۶	اردو افسانے میں فطری انسان کی بازیافت اہم موضوع ہے۔ بعض افسانہ نگاروں نے ایسے کرداروں کی بھی نشان دہی کی جو اپنی فطرت سے بہت دور چلے گئے اور اس دوری کے باعث ان کے ہاں نفسیاتی الجھنوں کا ظہور ہوا۔ افسانہ نگاروں نے انسان کے ہر اس عمل کو غیر فطری قرار دیا ہے جو انسان کی فطرت سے ہٹ کر ہو۔ اس مقالے میں انہی نفسیاتی الجھنوں کے حوالے سے منٹو، فیاض محمود اور راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	خالد محمود سنجرانی۔
رؤف پاریکھ	اردو لغت نویسی: محرکات اور رجحانات	۸۱ تا ۱۰۰	اس مقالے میں اردو لغت نویسی کے مختلف مراحل کا جائزہ لیا گیا ہے اور اردو لغت نویسی کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے اس کے محرکات اور خاص رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنف نے اردو لغت نویسی کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے جس میں ابتدائی نقوش، منظوم لغات، اردو بہ فارسی لغات، اردو بہ انگریزی لغات، اردو بہ اردو لغات شامل ہیں۔ آخر میں مصنف نے لغت نویسی کے حوالے سے نئے رجحانات کا جائزہ لیا ہے اور اپنی معروضات بھی پیش کی ہیں۔	رؤف پاریکھ۔ اردو لغت نویسی۔ کتاب الہند۔ نصاب نامہ۔ غرائب اللغات۔ نفائس اللغات۔ ہندوستانی انگلش۔ جامع اللغات۔
شبانہ سحر	فارسی غزل اور سبک اقبال	۲۰۷ تا ۲۱۹	اقبال نے فارسی و اردو شاعری کا آغاز غزل کی صنف سے کیا۔ غزل اقبال کو اس قدر مرغوب ہے کہ وہ اپنی شہرۂ آفاق مثنویات کے اندر بھی غزل سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے الہامی خیالات کے لیے غزل بہترین ذریعۂ اظہار ہے۔ اقبال نے جب فارسی غزل میں طبع آزمائی شروع کی تو ان کے پیش نظر تین معروف سبک تھے۔ سبک خراسانی، سبک عراقی اور سبک ہندی۔ اقبال کو مقلد بننا پسند نہیں تھا۔ اس لیے انھوں نے حسب ضرورت ان تینوں سبک میں طبع آزمائی کی لیکن ان کی غزل کا سب سے نمایاں پہلو انفرادیت ہے۔ اقبال نے فارسی شاعری میں ایک نئے سبک کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کا اپنا مخصوص اسلوب ہے جسے سبک اقبال کہنا مناسب ہوگا۔	شبانہ سحر۔ فارسی غزل۔ اقبال۔ سبک اقبال۔ سبک خراسانی۔ سبک عراقی۔ سبک ہندی۔

ضیاء الحسن	جدید اردو نظم کے ارتقاء میں حلقۂ ارباب ذوق کی خدمات	۲۵۳ تا ۲۵۹	اس مقالے میں جدید اردو نظم کے ارتقاء میں حلقہ ارباب ذوق کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حلقۂ ارباب ذوق میں جدید نظم کے ضمن میں میرا جی کی کاوش بہت اہم ہے۔ انھوں نے حلقے کے شعراء میں ہیئت اور تجربے میں تبدیلی کا احساس پیدا کیا۔ حلقے کا ایک اور اہم کارنامہ نظموں کے انتخابات کی اشاعت ہے۔ ''بہترین نظمیں'' کا سلسلہ بھی اردو نظم کے ارتقاء میں معاون ثابت ہوا۔ میرا جی کے علاوہ راشد، قیوم نظر اور مجید امجد نے نظم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ جیلانی کامران، ضیاء جالندھری، افتخار جالب، انیس ناگی، منیر نیازی، اختر حسین جعفری، حبیب جالب اور کئی دوسرے شعرا نے جدید اردو نظم کو نئے نئے تجربات سے ہمکنار کیا۔	ضیاء الحسن۔ جدید اردو نظم۔ حلقۂ ارباب ذوق۔ میرا جی۔ ن۔م۔راشد۔ ضیاء جالندھری۔ جیلانی کامران۔
طارق ہاشمی	ن۔م۔راشد کی شاعری میں دام ودد کا ملال	۲۸۱ تا ۲۹۹	جدید اردو نظم کے حوالے سے ن۔م۔راشد ایک نمایاں شاعر ہیں وہ مغربی و مشرقی ادب سے یکساں آگاہ تھے۔ راشد کی شاعری میں مروجہ استعاروں اور کنایوں کے روپ بدل رہے تھے۔ وہ لفظ کے برتاؤ کو ایک نیا انداز دے رہے تھے۔ وہ بعض حوالوں سے بغاوت کی مثال ہیں لیکن مشرقی شعری روایت کا تسلسل بھی ان کے ہاں واضح ہے۔ اس مقالے میں راشد کی تشبیہات اور خاص طور پر ان تشبیہات اور استعاروں کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں انھوں نے حیوانات تشبیہہ کے لیے استعمال کیا ہے مثلاً چھپکلی، عنکبوت، کتا، گائے، بلی، بلبل وغیرہ۔	طارق ہاشمی۔ ن۔م۔راشد۔ جدید اردو نظم۔ مشرقی شعری روایت۔ راشد کی تشبیہات۔
عارف نوشاہی	شیخ نورالدین احمد طاووسی شیرازی	۷۷ تا ۸۰	اس مقالے میں مصنف نے شیراز کے ایک صوفی بزرگ شیخ نورالدین احمد طاووسی شیرازی کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ شیخ طاووسی انیسویں صدی میں شیراز میں تھے اور حاجی عمر کے مرید تھے۔ علم حدیث کے ماہر تھے۔ اس مقالے میں جن مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے ان میں حاجی عمر کی تصنیف معدن الدُّرر، حکیم علامہ عبدالحی صاحب نزھۃ الخواطر اہم ہیں۔	عارف نوشاہی۔ شیخ نور الدین احمد طاووسی شیرازی۔ حاجی عمر۔ میر محمد شاہ۔ احمد آباد۔ معارف۔

عزیز ابن الحسن	اختر حسین رائے پوری ..... دو تصویریں	۱۶۳ تا ۱۷۳	اختر حسین رائے پوری کا شمار ترقی پسند تحریک کے بانیوں اور ابتدائی مدکسی نقادوں میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ان کا مضمون ''ادب اور زندگی'' بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ ادب کو زندگی کے مسائل سے الگ نہیں کیا جا سکتا اس لیے ادب سماجی و اقتصادی تناظر میں تخلیق ہونا چاہیے۔ اردو کی تنقیدی تاریخ میں کسی مصنف کی پہلی تحریر پر اتنی بحث نہیں ہوتی جتنی اس مضمون پر ہوئی تھی۔ اس مضمون میں مصنف نے اختر حسین رائے پوری کی ترقی پسندی اور ترقی پسندی سے اختلاف بیک وقت ان کے دونوں پہلوؤں کا تجزیہ کیا ہے۔	عزیز ابن الحسن۔ اختر حسین رائے پوری۔ ترقی پسند تحریک۔ ادب اور زندگی۔ مارکسزم۔ روس۔
محمد سلیم اختر	عہد غالب کی ایک نادر دستاویز	۱۷ تا ۴۸	اس مقالے میں عہد غالب کی ایک نادر دستاویز کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ دستاویز دراصل ایک سپاس نامہ ہے جو پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سپاس نامہ دہلی کے سیشن جج جان پائنس گبس کو پیش کیا گیا۔ گبس کو فارسی اور اردو پر دسترس حاصل تھی۔ سپاس نامے میں ان کی بردباری اور سخاوت کی تعریف کی گئی۔ سپاس نامے کا متن تقریباً ساڑھے سات صفحات پر مشتمل ہے۔ باقی صفحات پر سپاس نامہ پیش کرنے والوں کے نام، دستخط اور مہروں کے نشان موجود ہیں۔ مقالے کے آخر میں سپاس نامے کی عکسی نقل بھی شائع کی گیا ہے۔	محمد سلیم اختر۔ غالب۔ سپاس نامہ۔ جان پائنس گبس۔ سیشن جج۔ فارسی رسم الخط۔
محمد سلیم الرحمٰن	پر اسرار مسٹر رینالڈز	۱۱ تا ۱۶	جی ڈبلیو ایم رینالڈز ایک ایسا انگریز ناول نگار ہے جس کے بیشتر ناول نہ صرف اردو بلکہ برصغیر پاک و ہند کی دوسری زبانوں میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔ رینالڈز میلو ڈرامائی انداز کے ناول لکھتا تھا اور اپنے زمانے میں بے حد مقبول تھا، اس کے باوجود انگریزی فکشن کی مستند تاریخوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ جب برطانیہ میں اس کی شہرت کو زوال آ گیا تو برصغیر میں وہ بے حد مقبول ہو گیا۔ اس مقالے میں برصغیر میں اس کی مقبولیت کے محرکات اور برطانیہ میں پر اسرار طور پر اس کی شہرت کے زوال کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد سلیم الرحمٰن۔ جی ڈبلیو ایم رینالڈز۔ انگریزی ناول۔ انیسویں صدی کے ناول نگار۔

محمد سلیم ملک	سید امتیاز علی تاج کا پہلا افسانہ شمع اور پروانہ	۲۲۱ تا ۲۳۱	اس مقالے میں مصنف نے سید امتیاز علی تاج کے پہلے افسانے ''شمع اور پروانہ'' کی نشاندہی کی ہے۔ یہ افسانہ ماہنامہ نقاد میں جون ۱۹۱۷ء کو شائع ہوا۔ یہ تین صفحات پر مشتمل افسانہ ہے۔ مقالے میں افسانے کی املا، کتابت اور متن کا جائزہ شامل ہے۔ مقالے کے آخر میں متن کی عکسی نقل بھی شامل کی گئی ہے۔	محمد سلیم ملک۔ سید امتیاز علی تاج۔ اردو افسانہ۔ شمع اور پروانہ۔ نقاد۔
محمد کیومرثی	فارسی افسانوی ادب کی روایت کے چند گوشے	۱۲۷ تا ۱۳۸	اس مقالے میں صدیوں پرانی کہانی کہنے کی روایت اور بعد ازاں فارسی ادب میں کہانی نویسی کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے میں داستان گوئی اور داستان نویسی کا مختصر جائزہ لینے کے بعد ایران میں داستان نویسی کے ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے اور بیسویں صدی کے فارسی افسانوی ادب میں مستعمل اصطلاحات اور ان کا مفہوم درج کیا گیا ہے۔	محمد کیومرثی۔ فارسی افسانوی ادب۔ داستان نگاری۔ کلیلہ و دمنہ۔ اسطورہ۔ فردوسی۔
معین الدین عقیل	تحریکِ آزادی کے دوران متوازی مسلم سیاست کا ظہور	۴۹ تا ۷۶	''آل انڈیا شیعہ کانفرنس'' اور ''آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس'' پہ کبھی کوئی تحقیقی کام یا مطالعہ نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ تحریکِ آزادی کے دوران ان دونوں مذہبی جماعتوں کے کردار سے متعلق کوئی مواد نہیں ملتا۔ مقالے کے مصنف نے صفی لکھنوی کے مجموعہ ''لختِ جگر'' کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ یہ مجموعہ ان منظومات پر مشتمل ہے جو جماعت کے جلسوں میں پڑھا کرتے تھے اور نظم کے پیش منظر کے طور پر اجلاس کی روداد بھی شامل کر دی گئی تھی۔	معین الدین عقیل۔ تحریکِ آزادی۔ مسلم سیاست۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس۔ آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس۔ صفی لکھنوی۔ لختِ جگر۔
ناصر عباس نیّر	ہندوستانی کا ضمیمہ: گل کرسٹ کی لسانی خدمات	۲۶۱ تا ۲۷۹	گل کرسٹ فورٹ ولیم کالج میں ہندوستانی زبانوں کے شعبے کا سربراہ تھا۔ ہندوستان کی مروجہ زبان پر دسترس حاصل کرنا اس کی زندگی کا بڑا مقصد بن گیا۔ وہ نوآبادیاتی صورتِ حال میں زبان کے نہایت اہم کردار کا پختہ یقین رکھتا تھا۔ اس نے زبان کا تصور بولی جانے والی زبان کے طور پر کیا۔ ہندوستانی ورنیکلر سے دلچسپی رکھنے والے مستشرقین گل کرسٹ جن کا نمائندہ تھا ہندوستانی کا جو متن تیار کر رہے تھے وہ ہندوستانی کا ضمیمہ تھا۔ اس مقالے میں اس حوالے سے گل کرسٹ کی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	ناصر عباس نیّر۔ ہندوستانی۔ گل کرسٹ۔ زبان۔ ورنیکلر۔ ضمیمہ۔ نوآبادیات۔ برطانوی راج۔

مجیبہ عارف	ممتاز مفتی کے روزنامچے اوران کی متصوفانہ دلچسپیاں	۱۰۱ تا ۱۲۶	ممتاز مفتی اردو کے معروف افسانہ نگار، ناول نگار اور خاکہ نگار ہیں۔انھوں نے اپنی تحریروں میں مابعدالطبیعیاتی عناصر کا ذکر کیا ہے۔ممتاز مفتی ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں کہ وہ خود اس متصوفانہ واردات کا حصہ نہیں بنتے بلکہ اپنے کسی قریبی دوست اور ساتھی کے حوالے سے ان تجربات کو پیش کرتے ہیں جیسے قدرت اللہ شہاب اور کئی دوسرے ساتھی۔ ممتاز مفتی کے روزنامچوں سے ان کے متصوفانہ تجربات کا علم ہوتا ہےاوران کی شخصیت کا ایک اور پہلو سامنے آتا ہے۔اس مقالے میں ان کے روزمرہ کے معمولات اور تصوف سے دلچسپیوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ممتاز مفتی بڑی باقاعدگی سے روزنامچہ لکھا کرتے تھے جس میں وہ بہت سی علامات اور مخففات بھی استعمال کرتے تھے۔ یہ روزنامچے کم وبیش ان کی تمام زندگی کا احاطہ کرتے ہیں۔	مجیبہ عارف۔ ممتاز مفتی۔ علی پور کا ایلی۔ الکھ نگری۔ تصوف۔ مابعدالطبعیات۔

بازیافت:۱۸ (۲۰۱۱ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابراہیم محمد ابراہیم	عربی میں راشد شناسی	۱۴۹ تا ۱۷۸	اردو اور عربی زبان کا بہت گہرا رشتہ ہے۔ اردو کا رسم الخط بنیادی طور پر عربی ہے۔ اردو اور عربی ادب کے باہمی رشتوں کو قائم رکھنے میں علامہ اقبال کے افکار و کلام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عرب ممالک میں مصر کے علاوہ کسی بھی عرب ملک کی یونیورسٹی میں اردو زبان و ادب کو جگہ نہیں دی گئی۔ عربی میں راشد شناسی اردو ادب کا عربی ادب سے تعارف کرانے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مصر کی دوسری جامعات کے ساتھ الازہر یونی ورسٹی کے نصاب میں بھی راشد کا کلام شامل ہے۔ اردویات (مجلہ الازہر یونی ورسٹی) کے مئی ۲۰۰۰ء کے شمارے میں ن۔م۔ راشد کے لیے ایک گوشہ مختص کیا گیا۔ مصنف نے عربی زبان میں ن۔م راشد پر لکھے جانے والے مقالے کے مندرجات بھی شامل کیے ہیں۔	ابراہیم محمد ابراہیم۔ اردو ادب۔ عربی ادب۔ عربی میں راشد شناسی۔ جامعہ الازہر۔ اردویات۔
انتظار حسین	میر کا تکیہ	۱۷ تا ۲۶	اردو شاعری کے نقاد اردو غزل کے حوالے سے اپنے تنقیدی نظریات اور تجزیے پیش کرتے ہیں۔ شاعری کو پرکھنے کے پیمانے اب کافی حد تک بدل گئے ہیں۔ اس مقالے میں میر کی مثنوی کے حوالے سے ان کی شاعری میں حقیقت نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مقالے میں بتایا گیا ہے کہ میر نے اپنی شاعری میں حیوانات کا ذکر کس انداز میں کیا ہے کیونکہ شاعری کو مکمل احساس دینے کے لیے انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات کا ذکر بھی بہت ضروری ہے۔	انتظار حسین۔ میر۔ غم عشق۔ حیوانات۔ مثنوی۔ ذکر میر۔

انور محمود خالد	ن م راشد ..... فیصل آباد میں	۱۳۱ تا ۱۴۱	اس مقالے میں راشد کی زندگی کے ان تجربات کو پیش کیا گیا ہے جن کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ فیصل آباد راشد کو کئی حوالوں سے عزیز تھا۔ وہ گورنمنٹ کالج لائل پور کے طالب علم رہے، ان کی چھوٹی بہن اس شہر میں مقیم تھیں، ان کی بیٹی کا سسرال بھی تھا ان کے بھائی اور کئی عزیز دوست بھی اس شہر میں رہتے تھے۔ اس لیے اکثر فیصل آباد جایا کرتے تھے۔ ملک سے باہر جانے کے بعد بھی جب کبھی پاکستان آتے تو ایک چکر فیصل آباد کا ضرور لگاتے تھے۔	انور محمود خالد۔ ن م راشد۔ فیصل آباد۔ چراغ حسن۔ فاروق حسن۔
بصیرہ عنبرین	میر کا اژدر نامہ: ایک تمثیلی منظومہ	۴۹ تا ۶۱	یہ مقالہ میر کی تمثیلی شاعری کے حوالے سے ہے۔ اژدر نامہ ایک مثنوی ہے جس میں میر کے جانوروں سے انس اور ناہلوں کو کھری کھری سنانے کے رجحان کی آمیزش سے ایک تحیر آمیز تمثیلی صورت سامنے آئی ہے۔ اس مثنوی میں میر خود ایک فعال کردار کے طور پر شامل ہیں اور انھوں نے اژدر کا علامتی پیکر اپنے لیے مستعار لیا ہے۔ میر کا یہ تمثیلی بیانیہ اپنی پیش کش کے اعتبار سے خاص فنی محاسن کا حامل ہے۔	بصیرہ عنبرین۔ اژدر نامہ۔ تمثیلی منظومہ۔ مثنوی۔ تمثیلی بیانیہ۔
تبسم کاشمیری	راشد صدی: مسائل اور افکار	۹۵ تا ۱۰۳	ن م راشد کے بارے میں عام تاثر پیدا ہا ہے کہ وہ بہت مشکل شاعر ہے۔ راشد قبولِ عام شاعر نہیں ہیں، وہ خواص کے شاعر ہیں۔ نوجوان نسل نے کسی نہ کسی شکل میں ان سے اپنی شناخت کی ہے اور لسانی بعد کے باوجود ان کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ راشد کا فارسی اسلوب اور جدید دانش ورانہ شعری تخلیقات کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ ان کی نظموں کے قرینے اور اسالیب اتنے دشوار گزار ہیں کہ ان کے معنی کی تہ تک پہنچنا مخصوص قارئین کا کام ہو سکتا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ن م راشد کے افکار کو سمجھنے کے راستے میں آنے والی مشکلات کا احاطہ کیا ہے۔	تبسم کاشمیری۔ ن م راشد۔ ایران میں اجنبی۔ لا = انسان۔

خواجہ محمد زکریا	راشد کی ایک نظم ..... ابولہب کی شادی	۸۹ تا ۹۳	اس مقالے میں راشد کی ایک مشہور نظم 'ابولہب کی شادی' کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنف نے راشد کی نظم کی تفہیم کے لیے پہلے اس کا خلاصہ کیا ہے کہ راشد کی یادداشت میں کوئی کہانی موجود تھی جس کو انھوں نے 'ابولہب' سے منسوب کر دیا کیوں کہ 'ابولہب' کے واقعے اور اس نظم میں صرف ایک مشترک پہلو نظر آتا ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ 'سورۃ اللہب' کا نام اور اس کے دو اجزا الف لیلہ کے ابوالحسن کی کہانی سے مل جل کر ایک اور ہی شکل اختیار کر گئے ہیں۔	خواجہ محمد زکریا۔ راشد کی ایک نظم۔ ابولہب کی شادی۔ لا = انسان۔
رشید امجد	راشد کا تصورِ خدا	۱۰۵ تا ۱۱۴	ن م راشد نے بھی دیگر تمام بڑے شعرا کی طرح خدا، انسان اور کائنات کے تعلق پر سوالات اٹھائے ہیں۔ راشد کے تصورِ خدا کی دو صورتیں ہیں، ایک ذاتی اور دوسری فکری و فلسفیانہ۔ ذاتی سطح پر ان کا تصورِ خدا وہی ہے جو ایک مسلم معاشرے میں عام مسلمانوں کا ہے لیکن شعری سطح پر ان کے یہاں خدا کا تصور مختلف صورت رکھتا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے راشد کی شاعری کے حوالے سے ان کے تصورِ خدا کا تجزیہ پیش کیا ہے۔	رشید امجد۔ ن م راشد۔ راشد کا تصورِ خدا۔ ماورا۔ لاانسان۔ یزداں۔ مکافات۔
روبینہ ترین	ن م راشد کی فکر کے چند پہلو	۱۴۳ تا ۱۴۸	اس مقالے میں مصنفہ نے لکھا ہے کہ عموماً نقاد کسی شاعر کے کلام کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے شخصی و فکری تضادات پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ ن م راشد فکر کا شاعر تھا۔ روایتی شعری جکڑ بندیوں اور شعری اسلوب سے ہٹ کر معاشرتی و معاشی ناانصافی، منافقت، ظلم اور جبر کے خلاف آواز بلند کرنا کی اور اس کے لیے ابہام کی ضرورت بھی پیش آئی۔ ن م راشد کی شاعری میں سیاسی بے چینی فرد کی معاشرتی و فکری کیفیت، جبر اور نوآبادیاتی نظام کے شکنجے کا ذکر بھی موجود ہے۔	روبینہ ترین۔ ن م راشد۔ سبا ویراں۔ شاعر درماندہ۔

زیادکاؤسی نژاد	زیادکاؤسی نژاد ..... معصومہ غلامی	۱۷۹ تا ۱۸۷	ن م راشد نے ایران میں کئی برس گزارے۔ان میں اپنے قیام کے دوران وہ بہت سے شاعروں اور علماء سے ملے۔انھوں نے جدید ایرانی شاعری کے تراجم بھی کیے۔انھوں نے اپنے ایک انٹرویو میں ایرانی شاعری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اردو اور فارسی شعراء کا تقابل کیا۔اس مقالے میں مصنفین نے اس انٹرویو کے حوالے سے ایران میں راشد شناسی کا جائزہ لیا ہے۔	زیادکاؤسی نژاد۔ معصومہ غلامی۔ ایران۔ فارسی زبان۔ راشد شناسی۔
سعادت سعید	حسن کوزہ گر:ماورائے ہستی جانے کا چاؤ کہ فانی وجود کا نوحہ (پہلے دو حصوں کی روشنی میں)	۱۱۹ تا ۱۳۰	ن م راشد نے جدید شعریات کو فروغ دیا اور عشق اور تصوف کے روایتی تصور سے باہر نکلنے کو جدیدیت سے تعبیر کیا۔ن م راشد نے جس ماورائیت کوزہ گر کے پہلے دو حصوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اور ان میں ماورائی عناصر کی نشاندہی کی گئی ہے۔	سعادت سعید۔ حسن کوزہ گر۔ ن م راشد۔ ماورائیت
سلیم اختر	میر کا تکیہ	۱۷ تا ۲۶	میر تقی میر کو اردو تنقید میں ایک انا پرست شاعر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔آب حیات سے یہ سلسلہ جاری ہے۔اس مقالے میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ میر ایک درویش بھی تھا اور اس نے کئی اشعار میں تکیہ اور درویش کا ذکر کیا ہے۔میر کے ہاں تکیے کا ایک مخصوص تذکرہ ملتا ہے۔	سلیم اختر۔ میر تقی میر۔ میر کا تکیہ۔ درویش۔
سہیل عباس بلوچ	شعر میر .....تلازمات مذہب کے آئینے میں	۳۳ تا ۴۷	میر نے اپنی شاعری میں جابجا ایسی تراکیب، اصطلاحات اور تلمیحات استعمال کی ہیں جن کا تعلق براہ راست مذہب سے بنتا ہے۔کلام میر کو مذہبی تلازمات کے آئینے میں دیکھا جائے تو ان کے کم وبیش سینکڑوں اشعار میں اس نوع کے الفاظ وتراکیب لائے گئے ہیں جن کا پس منظر خالص مذہبی بنتا ہے۔اس مقالے میں میر کے کلام سے ایسی مثالیں پیش کی گئی ہیں جن میں میر نے مذہبی تلازمات کو فکروخیال کی تازگی عطا کی ہے۔	سہیل عباس بلوچ۔ میر۔ تلازمات مذہب۔

شفیق احمد	شعرِ راشد کی تفہیم کے تقاضے	۱۵۳ تا ۱۶۰	ن م راشد عہد جدید کا ایک عظیم شاعر ہے۔ لہٰذا اس کے موضوعات کی تفہیم کے ساتھ ساتھ اس کی طرف سے کلام میں دیے گئے رموز و اوقاف تک کا خیال رکھنا چاہیے تا کہ کلام راشد کی ویسی تفہیم ممکن ہو جیسی خود ن م راشد چاہتے تھے اور جس کا تقاضا ایک سنجیدہ قاری سے ہونا چاہیے۔ اس مقالے میں مصنف نے راشد کے کلام میں رموز و اوقاف کی روشنی میں ان کی کچھ نظموں کی تفہیم کی ہے۔	شفیق احمد۔ ن م راشد۔ تفہیم راشد۔ رموز و اوقاف۔
صدیق جاوید	راشد کے انتقال کی خبر.....ایک یادداشت	۱۱۵ تا ۱۱۸	یہ مقالہ ایک یادداشت پر مبنی ہے جو راشد کے انتقال کی خبر اخبار میں شائع ہونے کے حوالے سے ہے۔ اس یادداشت میں مصنف نے بتایا کہ انھیں راشد کے انتقال کی خبر راشد کی بیٹی یاسمین کی زبانی ملی اور انھوں نے مصنف کو چند عزیزوں کو اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ اخبار میں خبر دینے کے لیے بھی کہا مصنف نے یہ خبر اخبار میں کس طرح شائع کروائی اس کا احوال اس مضمون میں شامل ہے۔	صدیق جاوید یاسمین۔ راشد کا انتقال۔ یادداشت۔
ضیاء الحسن	ن م راشد اور نئی ہیئت	۲۱۱ تا ۲۱۷	ن م راشد نئے تجربات کو تحرک گردانتے تھے لیکن ہر نئے تجربے کو قبول کرنے کے حامی بھی نہیں تھے بلکہ تجربے کے تخلیقی معیار کو بھی اہمیت دیتے تھے۔ موضوعاتی آزادی کے ساتھ ساتھ راشد ہیئتی آزادی کے بھی داعی تھے وہ سمجھتے تھے کہ نئی زندگی کو بیان کرنے کے لیے پرانی اصناف، پرانی ہیئتیں اور پرانے اسالیب ناکافی ہیں۔ اس لیے نئی ہیئتیں ناگزیر ہیں۔	ضیاء الحسن۔ ن م۔ راشد۔ نئی ہیئت۔ عروضی آزادی۔
ظفر اقبال	راشد کی فکری اساس	۱۴۹ تا ۱۵۲	ن م راشد کی شاعری کا تعلق جس دور سے ہے اس میں نوآبادیاتی و استعماری قوتیں مشرقی اقوام پر مسلط تھیں۔ ن م راشد مشرقی اقوام کی سربلندی کے خواہاں تھے۔ راشد کے لسانی، شعری و فکری ماخذات عربی و عجمی اساطیر ہیں۔ ایران کی تاریخ و معاشرت کے اثرات زیادہ غالب ہیں۔ انھوں نے نظم جدید میں ہیئت کے علاوہ زبان و بیان اور اظہار کے نئے تجربے بھی کیے۔	ظفر اقبال۔ راشد کی فکر۔ نوآبادیاتی نظام۔ جدید نظم۔

عارف شہزاد	یہ اک فسانہ ہے کردار داستان ہیں ہم	۲۰۱ تا ۲۰۹	ن م راشد کی شاعری کی ایک اہم تکنیک ان کی کردار نگاری ہے۔ ان کی نظموں میں بہت سے کردار نظر آتے ہیں۔علاوہ ازیں اساطیری فضابندی، مکالمہ نگاری اور ڈرامائی خود کلامی بھی راشد کے اسلوب کے نمایاں اوصاف ہیں۔ان کی نظموں میں اظہار کے مختلف انداز ملتے ہیں۔ راشد کی نظموں میں روزمرہ کے کرداروں کو اکہری حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، مجرد اشیاء سے جذبوں کی تجسیم بھی عمدگی سے کرتے ہیں۔ان کی شاعری میں کردار نگاری دراصل معروضی تلازمات کی تلاش کا عمل ہے۔	عارف شہزاد۔ ن م راشد۔ کردار نگاری۔ تمثیلی کردار۔ شہزاد۔ مکالمہ نگاری۔
عبدالعزیز ساحر	میر تقی میر کی غزل کا مابعدالطبیعیاتی آہنگ	۲۷ تا ۳۲	میر اٹھارویں صدی کا اردو کا معروف شاعر تھا۔میر کی غزل میں مابعدالطبیعیاتی عناصر اور فلسفہ وحدت الوجود کا خوبصورت اظہار نظر آتا ہے۔میر کی شاعری میں متصوفانہ رجحانات اور ہند اسلامی تہذیب کا بہترین امتزاج پیش کرتی ہے۔میر نے جو فلسفۂ حیات اپنایا اس میں ان کے والد کا بہت بنیادی کردار ہے۔ان کے والد نے انھیں محبت اور عشق کی جو اہمیت بتائی وہ تمام عمر ان کے ساتھ رہی۔	عبدالعزیز ساحر۔ میر تقی میر۔ مابعدالطبیعیات۔ فلسفہ وحدت الوجود۔ تصوف۔ہند اسلامی تہذیب۔
فتح محمد ملک	راشد اور ہمارا قومی مستقبل	۸۳ تا ۸۸	پاکستان کا تصور بھی ایک شاعر نے پیش کیا اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی حقیقت کا تجزیہ بھی ایک شاعر نے کیا۔یہ شاعر ن م راشد ہیں۔ ہر چند کہ ن م راشد ترقی پسند مصنفین سے اختلاف رکھتے تھے تاہم وہ ان کے آزادیٔ فکر و اظہار کے حق کے حامی تھے۔ راشد نے اقبال کی دکھائی ہوئی راہِ عمل کو از سر لو اختیار	فتح محمد ملک۔ ن م راشد۔ اقبال۔ ترقی پسند مصنفین۔
محمد فخر الحق نوری	اداریہ	۷ تا ۸	اداریے میں مدیر مجلہ نے لکھا ہے کہ اورینٹل کالج میں میر اور راشد کے حوالے سے علیحدہ علیحدہ سیمینار منعقد کروائے گئے۔ اس مجلّے میں ان سیمیناروں پر پڑھے جانے والے مقالوں کے ساتھ ساتھ مزید مقالات بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔ ان مقالات و نگارشات میں ان دونوں شعرا کے شخصی اوصاف کے ساتھ ساتھ ان کے فکری خصائص اور فنی امتیازات کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔ میر۔ ن۔م۔راشد

محمد فخرالحق نوری	ن م راشد ایک زندہ فن کار	۲۱۹ تا ۲۳۱	ن م راشد کی تخلیقی شخصیت تنوع، وسعت، ہمہ جہتی اور رنگارنگی کی حامل ہے۔راشد کی تخلیقی شخصیت میں گہرائی اور گیرائی بھی بہت ہے اور بلندی و پہنائی بھی ۔اس مقالے میں ن م راشد کی تخلیقی شخصیت کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان کی تمام تخلیقی جہات شاعری، نثر اور تنقید کا مختصر اور جامع انداز سے جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد فخرالحق نوری۔ ن م راشد۔ راشد کی تخلیقی شخصیت۔ لا= انسان۔ گمان کا ممکن۔
محمد فخرالحق نوری	مکاتیب بنام راشد	۲۳۳ تا ۳۲۴	اس مقالے میں چودہ مشاہیر ادب کے رقم کردہ نوّاسی خطوط پیش کیے گئے ہیں ۔ان مشاہیر میں پطرس بخاری، ضمیر جعفری، ضیا محی الدین، غلام عباس، محمد صفدر میر، ساغر نظامی، قرۃ العین حیدر، علی سردار جعفری، ڈاکٹر آفتاب احمد، شمس الرحمٰن فاروقی، منیر نیازی کے نام شامل ہیں ۔مقالے اختتام پر چند خطوط کے عکس بھی شامل کیے گئے ہیں۔	محمد فخرالحق نوری۔ ن م راشد۔ مکاتیب۔ پطرس بخاری۔ محمد صفدر میر۔ قرۃ العین حیدر۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔ منیر نیازی۔ صدیق جاوید۔
محمد فخرالحق نوری	نوادر	۲۳۱ تا ؟	اس مقالے میں محمد فخرالحق نوری نے ن م راشد کے حوالے سے کچھ نادر تحریروں کی عکسی نقول پیش کی ہیں ۔یہ نوادرات مصنف کو اپنی پی ایچ ڈی کی تحقیق کے دوران ملیں ۔اس میں جو تحریریں شامل ہیں ان میں ایک تعریفی سند، سہرا، نکاح کا قطعہ تاریخ ماورا۔والدین کی خدمت میں اور شادی کارڈ شامل ہیں ۔مصنف نے ان نادر تحریروں کا تعارف اور ان کے عکس پیش کیے ہیں ۔	محمد فخرالحق نوری۔ نوادر۔ ن م راشد۔ تعریفی سند۔ سہرا۔
محمد فخرالحق نوری	راشد کی زندگی	۳۴۳ تا ۳۶۱	ن م راشد کی زندگی کے حوالے سے تین غیر مطبوعہ تحریروں کو مرتب کیا گیا ہے۔ایک خط جو شہر یار راشد کا ہے، یاسمین راشد حسن کا ایک خط اور تمرین راشد کی ایک تحریر شامل ہے۔ ان تحریروں سے حیاتِ راشد کے کئی نئے گوشے سامنے آتے ہیں اور راشد کی شخصیت بحیثیت باپ اور بچوں سے ان کی محبت عیاں ہوتی ہے۔	محمد فخرالحق نوری۔ ن م راشد۔ شہر یار راشد۔ یاسمین راشد۔ تمرین راشد۔

محمد کامران	میر تقی میر .....آن لائن تنقید کی روشنی میں	۷۳ تا ۸۰	یہ مقالہ میر تقی میر کی آن لائن شاعری کے متعلق مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔ مقالے کے آغاز میں مقالہ نگار نے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی دنیا کا ذکر کیا ہے۔ مصنف نے بتایا کہ کون کون سی ویب سائٹ پر میر کے متعلق معلومات اور ان کی شاعری موجود ہے۔ ان کی شاعری کے انگریزی تراجم بھی ملتے ہیں۔ وکی پیڈیا برٹینیکا، اردو پوائنٹ، اردو نیٹ جیسی ویب سائٹس کا ذکر اس مقالے میں موجود ہے۔ مقالہ نگار نے میر کے کلام کے حوالے سے کچھ اہم تنقیدی مقالات کی بھی نشاندہی کی ہے جو آن لائن موجود ہیں۔	محمد کامران۔ میر تقی میر۔ آن لائن تنقید۔ انٹرنیٹ۔ ذرائع ابلاغ۔ فیس بک۔
مرغوب حسین طاہر	میر کا مرد عاشق	۶۳ تا ۷۱	اس مقالے میں میر کے مرد عاشق اور نظریہ عشق کی وضاحت ان کی غزلیات اور مثنویوں سے کی گئی ہے۔ میر کا مرد عاشق فعال اور سرگرم ہے۔ وہ زندگی کے کارزار میں جرات و استقامت کے ساتھ نبرد آزما نظر آتا ہے۔ اس مرد عاشق کے ہاں ناکامیوں سے کام لینے کا سلیقہ بھی ہے اور جذبہ عشق سے قوت و طاقت حاصل کرنے کی صلاحیت بھی۔ میر نے اپنی تمام فنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مرد عاشق کا کردار پیش کیا ہے۔	مرغوب حسین طاہر۔ میر۔ مرد کا مرد عاشق۔ میر کا نظریہ عشق۔
ناصر عباس نیر	صارفی معاشرت کے تناظر میں راشد کی شاعری کی معنویت	۱۸۹ تا ۱۹۹	اس مقالے میں صارفی معاشرت اور پوری دنیا پر اس کے اثرات کا مختصر سا جائزہ لینے کے بعد صارفی معاشرت کے تناظر میں ن م راشد کی شاعری کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ راشد کی شاعری مجموعی حیثیت سے صارفی معاشرت کے خلاف مزاحمت کا استعارہ نظر آتی ہے۔ صارفی معاشرت میں ہر شے کو قابل صرف بنایا جا سکتا ہے سوائے خوابوں کے اس لیے صارفی معاشرت ان کا انکار کرتی ہے۔	ناصر عباس نیر۔ صارفی معاشرت۔ ن م راشد۔ مابعد صنعتی عہد۔ وزیرے چنین۔ اندھا کباڑی۔
نسرین راشد	کچھ ابا جان کے بارے میں	۱۶۱ تا ۱۶۸	نسرین راشد، ن م راشد کی بڑی صاحبزادی ہیں اس مضمون میں مصنفہ نے اپنے والد کی ذاتی زندگی کے چند گوشوں کی وضاحت کی ہے۔ ن م راشد کی شخصیت اور ان کی ابتدائی زندگی کے واقعات عادت، پسند نا پسند اور مشاغل وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔	نسرین راشد۔ گلاب۔ ن م راشد۔

بازیافت: ۱۹(۲۰۱۱ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
امرے ینگھا	شمالی ہندوستان میں کھڑی بولی کا ابتدائی کلام اور دیوناگری رسم الخط میں ادب ریختہ	۴۹ تا ۶۱	اس مقال میں شمالی ہندوستان میں کھڑی بولی کے ابتدائی کلام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کھڑی بولی کی ابتداء کے متعلق مختلف نظریات ملتے ہیں۔ مغل دربار میں کھڑی بولی کا استعمال ریختہ کے روپ میں ہوا کرتا تھا۔ مقالہ نگار کہتے ہیں کہ عام طور پر اردو رسم الخط میں لکھے ہوئے کلام کو ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ناگری رسم الخط میں کھڑی بولی کی ابتداء بادشاہ اکبر کے زمانے میں ہوئی۔	امرے ینگھا۔ شمالی ہند۔ کھڑی بولی۔ دیوناگری رسم الخط۔ ریختہ۔
بصیرہ عنبرین	اقبال کا تانیثی شعور	۱۸۳ تا ۲۰۶	اس مقالے میں اقبال کی فارسی اور اردو شاعری میں تانیثی شعور کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اقبال کے اردو کلام کو دیکھیں تو ایسا لگتا ہے کہ اقبال نے خواتین کے مسائل پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن فارسی شاعری اور نثر میں اقبال نے اس حوالے سے کئی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کلام اقبال میں مثالی نسائی کرداروں کو بھی پیش کیا گیا ہے جن میں فاطمہ بنت عبداللہ اور خود اقبال کی والدہ بھی شامل ہیں۔	بصیرہ عنبرین۔ اقبال۔ اقبال کا تانیثی شعور۔ فاطمہ بنت عبداللہ۔ والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ سوز و ساز۔
شفیق انجم	''فسانۂ عجائب'' کا ایک قدیم نسخہ	۱۰۱ تا ۱۰۸	فسانۂ عجائب انیسویں صدی کے اوائل میں لکھی جانے والی اہم داستان ہے۔ اس کے بہت سے نسخے شائع ہوئے اور کئی اختلافات بھی سامنے آتے رہے۔ رشید حسن خان نے ایک نسخے کا ذکر کیا ہے جو پہلی بار ۱۲۸۳ھ میں شائع ہوا اور پھر متعدد بار شائع ہوا ان میں سے ایک نسخے کا ذکر مصنف نے کیا ہے جو ۱۲۹۹ء میں مطبع نول کشور سے شائع ہوا یہ اس کی طبع دوم ہے۔	شفیق انجم۔ فسانۂ عجائب۔ داستان۔ مطبع نول کشور۔ رجب علی بیگ۔ رشید حسن خان۔

شگفتہ بیگم	اقبال بطور مصلح	۲۹۵ تا ۳۰۹	اقبال کا مطالعہ عموماً ایک عظیم شاعر اور فلسفی کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اقبال کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ان کی وہ کوششیں ہیں جو انھوں نے مذہبی و سماجی اصلاح کے لیے کیں۔ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں پر فکر کے نئے نئے در وا کیے اور مذہبی و سماجی حوالے سے ان کی رہنمائی کی۔	شگفتہ بیگم۔ علامہ اقبال۔ اجتہاد۔ خودی۔
صفیہ مشتاق	رسالہ کہکشاں کا تعارف و تجزیہ	۱۵۵ تا ۱۶۰	اس مقالے میں مصنفہ نے لکھا ہے کہ رسالہ 'کہکشاں' ایک بڑا ادبی رسالہ ہے۔ یہ رسالہ امتیاز علی تاج نے ستمبر ۱۹۱۸ء میں جاری کیا۔ اس رسالے میں ادبی اور معلوماتی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ملک کے بہترین انشا پرداز اس کے لیے مضمون لکھتے تھے۔ اس رسالے کا مزاج اور اسلوب رومانوی تھا۔	صفیہ مشتاق۔ رسالہ کہکشاں۔ امتیاز علی تاج۔ رومانویت۔
ضیاء الحسن	حلقۂ ارباب ذوق اور افسانہ نگاری	۲۲۱ تا ۲۲۸	حلقۂ ارباب ذوق کا قیام ترقی پسند تحریک کے تین برس کے بعد ۱۹۳۹ء میں عمل میں آیا۔ ابتداء میں اس کا نام "بزم داستان گویاں" تھا۔ اس کے ابتدائی جلسوں میں زیادہ تر افسانے پڑھے گئے۔ میراجی کی شمولیت سے جدید نظم کو حلقے میں فروغ ملا۔ اس مقالے میں حلقہ ارباب ذوق کی افسانہ نگاری کے حوالے سے خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ضیاء الحسن۔ حلقۂ ارباب ذوق۔ افسانہ نگاری۔ بزم داستان گویاں۔
عارفہ شہزاد	کلام فیض کی اوّلین مترجم کتاب	۲۰۷ تا ۲۲۰	اس مقالے میں کلام فیض کے اوّلین انگریزی تراجم کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان تراجم کا آغاز وی۔ جی کیرنن نے ۱۹۴۵ء میں کیا۔ بارہ برس تک ترجمے کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ۱۹۵۸ء میں یہ کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں اس کتاب کا اضافہ شدہ ایڈیشن شائع ہوا۔ مقالے میں مذکورہ کتاب میں شامل نظموں کے عنوانات اور صفحات کے نمبر درج ہیں۔	عارفہ شہزاد۔ فیض احمد فیض۔ فیض کے تراجم۔ وی۔ جی۔ کیرنن۔

غلام عباس گوندل	قواعد کنتوری ......اردو قواعد کی ایک نادر کتاب	۱۶۱ تا ۱۷۶	اردو قواعد نویسی کی روایت میں تین بڑے رجحانات سامنے آئے۔پہلی روایت کی بنیاد کی تین قسموں اسم، فعل اور حرف پر ہے۔ دوسرا رجحان ضمیر، صفت اور تمیز فعل کو الگ کلمہ گردانتے ہوئے کلمے کی اقسام پر بحث کرتا ہے۔تیسرا رجحان افرائے کلام سے بحث کرتا ہے۔قواعد کنتوری کا تعلق دوسری روایت سے ہے۔اس کتاب میں حرف کی آٹھ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ یہ اردو قواعد کی نادر اور اہم کتاب ہے۔	غلام عباس گوندل۔ قواعد کنتوری۔ اردو قواعد۔ کلمے کی اقسام۔
فیاض احمد فیضی / شفیق احمد	دفتری اردو کے ابتدائی نقوش	۱۷۷ تا ۱۸۱	برصغیر میں پہلی بار دکن میں مسلمان حکمرانوں نے اردو زبان کو سرکاری زبان کا درجہ حسن بہمنی کے دور میں ۱۳۴۷ء میں دیا۔ یہ روایت قطب شاہی اور عادل شاہی حکومتوں سے ہوتی ہوئی مغل بادشاہوں تک پہنچی۔ انگریزی عہد میں مختلف ریاستوں، حیدر آباد دکن، بھوپال، میسور اور بہاول پور وغیرہ کے دفاتر میں جزوی طور پر اردو بطور دفتری زبان رائج رہی۔	فیاض احمد فیضی۔ شفیق احمد۔ دفتری اردو۔ حسن بہمنی۔ دکن۔
محمد پرویش شاہین	بحرین کا نسلی اور لسانی جائزہ	۹ تا ۲۶	بحرین پاکستان کے جنوب میں واقع ہے۔اس خطے میں بہت سے قبائل اور گروہ ہیں اور بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مقالہ نگار کا تعلق اسی علاقے سے ہے اور انھوں نے اس علاقے کی زبانوں پر بہت تحقیق کی ہے۔اس مقالے میں مصنف نے درد گروپ سے تعلق رکھنے والی مختلف زبانوں کا جائزہ لیا ہے اور ساتھ ساتھ تہذیب وثقافت اور تاریخ کو بھی پیش کیا ہے۔	محمد پرویش شاہین۔ بحرین۔ درد گروپ۔ گبری۔ دیشی۔ جہانگیری۔ تانگیری۔ اشوجی۔
محمد سلیم مظہر	کشف المحجوب تصحیح متن، تحقیق و ترجمۂ صوفی عبدالعزیز	۲۷ تا ۳۰	کشف المحجوب برصغیر میں غزنوی عہد میں فارسی زبان میں لکھی جانے والی تصوف کی اہم کتاب ہے۔ یہ سید علی عثمان ہجویری کی تصنیف ہے جو پانچویں صدی ہجری میں لاہور کے اہم صوفی بزرگ تھے۔کشف المحجوب کے مختلف زبانوں اور مختلف علاقوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ اس مقالے میں ایک نادر اردو ترجمے کا ذکر ہے جو صوفی عبدالعزیز جالندھری نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اسلوب کے اعتبار سے سادہ اور رواں ہے اور فارسی متن کے بہت قریب ہے۔	محمد سلیم مظہر۔ کشف المحجوب۔ علی بن عثمان ہجویری۔ صوفی عبدالعزیز۔

محمد فخر الحق نوری	اداریہ	۷ تا ۸	اداریے میں مدیر نے مجلے میں شامل مقالوں کا تعارف اور تحقیق کے حوالے سے ان کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بازیافت کا یہ شمارہ متنوع مضامین کا حامل ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔ بازیافت۔ انیسواں شمارہ۔ تحقیق
محمد فخر الحق نوری	راشد بنام یاسمین حسن	۲۳۷ تا ۲۹۴	یاسمین راشد حسن، ن۔م۔ راشد کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے شوہر فاروق حسن راشد کے بھتیجے ہیں۔ راشد ان دونوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس لیے ان سے اکثر خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ اس مقالے میں راشد کے ۴۶ خطوط شامل کیے گئے ہیں جو انھوں نے اپنی بیٹی کے نام تحریر کیے ہیں۔ یہ تمام غیر مطبوعہ مکتوبات ہیں اور راشد کی شخصیت کے ایک اہم پہلو ان کی پدری محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔	محمد فخر الحق نوری۔ ن۔م۔ راشد۔ یاسمین حسن۔ فاروق حسن۔ مکتوبات راشد۔
محمد کامران	مرزا رفیع سودا کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم	۲۲۹ تا ۲۳۶	کلاسیکی اردو شعرا میں مرزا رفیع سودا نے کم و بیش ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔ ان کی غزل کا مجموعی مزاج اور اسلوب قصیدے کے قریب ہے۔ اس مقالے میں سودا کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے اور کئی اشعار بمعہ انگریزی ترجمہ، مترجم کے نام کے ساتھ شامل کیے گئے ہیں۔	محمد کامران۔ مرزا رفیع سودا۔ اردو غزل۔ انگریزی تراجم۔
محمد ہارون عثمانی	سید جمیل احمد رضوی کا علمی سرمایہ (کتابیاتی جائزہ)	۱۳۳ تا ۱۵۴	اس مقالے میں سید جمیل احمد رضوی کے مختصر سے سوانحی کوائف درج کرنے کے بعد ان کی تصانیف پیش کی گئی ہیں۔ اس کتابیاتی جائزے میں سید جمیل احمد رضوی کی مطبوعہ کتب کے علاوہ، غیر مطبوعہ کتب، مقالات و مضامین، کیٹلاگ سازی، کتب پر تبصرے اور نقوش کے لیے کیا گیا (غیر مطبوعہ) تحقیقی کام شامل ہے۔	محمد ہارون عثمانی۔ سید جمیل احمد رضوی۔ کیٹلاگ سازی۔
محمد ہارون قادر	تحقیق میں رموز اوقاف کی ضرورت اور اہمیت	۸۹ تا ۱۰۰	تحقیق میں رموز اوقاف کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کسی کتاب یا مقالہ کی تسوید کے مراحل میں رموز اوقاف کا استعمال انتہائی ضروری ہیں۔ اس مقالے میں مختلف ادوار میں شائع ہونے والی اردو تصانیف کا جائزہ لیا ہے۔ مصنف کے مطابق ''یادگار غالب'' اردو میں شائع ہونے والی وہ کتاب ہے جس میں رموز اوقاف کی پابندی کی گئی۔ مصنف نے متروک اور رائج رموز اوقاف کو بھی مقالے میں شامل کیا ہے۔	محمد ہارون قادر۔ رموز اوقاف۔ یادگار غالب۔ مطبع نول کشور۔

مزمل حسین	علم بدیع کی چند نادر صنعتیں .....ایک تحقیقی مطالعہ	۱۲۱ تا ۱۲۲	مشرقی شعریات میں علم بدیع کی کئی صنعتیں مستعمل ہیں۔ان میں سے بعض صنعتیں ایسی ہیں جن سے اکثر قارئین واقف نہیں لیکن یہ صنعتیں خاصی دلچسپ اور معلوماتی ہیں ۔اس مقالے میں ان نادر صنعتوں کے حوالے سے ایک تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	مزمل حسین۔علم بدیع۔صنعت تصحیف۔صنعت جامع الحروف۔صنعت مربع۔
معین نظامی	کشف المحجوب،طبع محمد عابدی،تعارف اور جائزہ	۳۱ تا ۳۹	سی علی بن عثمانی ہجویری کی فارسی تالیف کشف المحجوب تصوف کے اصول وآداب کی اولین کتاب شمار ہوتی ہے۔صاحبان علم و تحقیق اور اہل فضل وکمال کے ہاں اس کو بے حد مقبولیت حاصل ہے۔اس مقالے میں کشف المحجوب کی جس اشاعت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔وہ ایرانی محقق ڈاکٹر محمد عابدی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ۔طبع عابدی ۱۱۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔مقالہ نگار نے اس اشاعت کی تفصیلات صفحات کے نمبر کے ساتھ مقالے میں درج کی ہیں۔	معین نظامی۔ کشف المحجوب ۔ علی بن عثمان ہجویری۔ محمد عابدی۔ طبع عابدی۔
ناہید قمر	'راکھ'میں تاریخی و سیاسی شعور	۱۰۹ تا ۱۲۰	مصنف کے لیے کسی عہد کی صحیح عکاسی کرنے کے لیے تاریخی و سیاسی شعورنہایت اہمیت کا حامل ہے۔اس مقالے میں مستنصر حسین تارڑ کے ناول'راکھ'کے حوالے سے پاکستان کے تاریخی، سیاسی اور ادبی مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔تقسیم اور بعد از اں سقوط ڈھاکہ کے تناظر میں پاکستان کو درپیش مسائل کا انفرادی اوراجتماعی سطح پر مشاہدہ کیا گیا ہے۔	ناہید قمر۔راکھ۔ مستنصر حسین تارڑ۔ تاریخی وسیاسی شعور۔
نفیس اقبال	ڈاکٹر تبسم کاشمیری بطور نقاد	۴۱ تا ۴۸	ڈاکٹر تبسم کاشمیری موجودہ دور کے بڑے نقاد ہیں۔ان کی تنقید کی بے شمار جہات ہیں ۔ان کے ہاں تنقیدی بصیرت اور تنقیدی نظام ہے۔ان کے نزدیک تنقید نگار کو مصنف کی انفرادیت کے جوہر سے واقفیت ضروری ہے اور نقاد کا کام اس جوہر کو منکشف کرنا ہے۔انھوں نے تاریخی ادوار اور ان کی تہذیب و ثقافت میں غواصی کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔	نفیس اقبال۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری۔ اردو تنقید۔

نیلوفر حفیظ	کارنامہ منیر لاہوری	۶۳ تا ۷۴	گیارہویں صدی ہجری میں ملا منیر لاہوری نے ایک مختصر سا رسالہ ''کارنامہ'' تصنیف کیا جس میں انھوں نے ایران کے چار بلند مرتبہ و بلند پایہ شاعروں کے کلام پر تنقید کی۔ ''کارنامہ'' پہلا ایسا ادبی شہ پارہ ہے جو خالص ادبی تنقید کے موضوع پر لکھا گیا۔ اس مقالے میں مصنفہ نے ''کارنامہ'' کی اہمیت واضح کی ہے۔	نیلوفر حفیظ۔ منیر لاہوری۔ کارنامہ منیر لاہوری۔ عرفی شیرازی۔ طالب آملی۔ ظہوری۔ زلالی خوانساری۔
وفا یزدان منش	شاعری میں تلمیح کا فنی اور معنوی کردار	۷۵ تا ۸۸	تلمیح ایک اہم صنعت ہے جس میں بلاغت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ تلمیح کا پس منظر ایک کہانی، ایک واقعہ یا ایک حکایت ہے۔ غزل میں تلمیح کے استعمال سے غزل ایجاز کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ تلمیح شاعری کی جان ہے کیونکہ اس کے استعمال سے بات نہ صرف مختصر بلکہ بہت مؤثر بھی ہوتی ہے۔ اس مقالے میں شاعری میں مختلف تلمیحات کے فنی و معنوی کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	وفا یزدان منش۔ تلمیح۔ علم بیان۔ غزل۔ اسلامی تلمیحات۔ اساطیر۔

بازیافت:۲۰(۲۰۱۲ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اورنگ زیب نیازی	لسانی تشکیلات کی تحریک اور تنقید	۲۳۵ تا ۲۴۶	۱۹۶۰ء کی دہائی کے آغاز میں حلقۂ ارباب ذوق کے کچھ نقادوں نے روایتی ادبی زبان کے خلاف آواز اٹھائی۔ انھوں نے تقریباً سبھی پرانے لکھنے والوں پر اعتراض کیا اور کہا کہ اردو ادب کے لیے کوئی نیا لسانی ڈھانچہ ہونا چاہیے۔ انھوں نے لسانیات کا جو نیا نظریہ پیش کیا اسے ''نئی لسانی تشکیلات'' کہا جاتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جدید عہد کے تجربات اتنے پیچیدہ ہیں کہ روایتی زبان اس کا مکمل اظہار نہیں کر سکتی۔ اس مقالے میں اس تحریک کے نقطۂ نظر اور تنقید میں اس کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اورنگ زیب نیازی۔ لسانی تشکیلات۔ اردو تنقید۔ حلقہ ارباب ذوق۔
پروین کلو	اردو ادب میں ترجمے کی تاریخی حیثیت	۱۹۱ تا ۲۱۳	اردو ادب میں دیگر زبانوں سے اردو میں ترجمے کی مضبوط روایت موجود ہے۔ اردو میں سب سے بڑا سرمایہ عربی تراجم کا ہے۔ رامائن کا بھی اردو میں بہت ترجمہ ہوا۔ عیسائی مبلغین نے اردو کو بہت اہمیت دی۔ انگریزی سے اردو میں ترجمے کی روایت کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اس مقالے میں مختلف ادوار میں ہونے والے اردو تراجم کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔	پروین کلو۔ اردو تراجم۔ فورٹ ولیم کالج۔ عربی تراجم۔
حنا کنول	حلقۂ ارباب ذوق کے شعرا	۲۹۳ تا ۳۰۲	حلقۂ ارباب ذوق کے قیام سے اردو ادب کے فکری و فنی حوالوں سے نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ تخلیق اور تنقید کے فکری و عملی زاویے تیزی سے بدلنے لگے۔ حلقہ ارباب ذوق کے تحت اردو نظم کی موضوعاتی توسیع ہوئی۔ جدید نظم نگاری کے فروغ میں حلقہ کے بنیادی اراکین شعرا میں میراجی، ن۔م۔ راشد، یوسف ظفر، قیوم نظر، مختار صدیقی اور ضیاء جالندھری شامل ہیں۔	حنا کنول۔ حلقہ ارباب ذوق۔ جدید اردو نظم۔ میراجی۔ راشد۔ یوسف ظفر۔

حنیف خلیل	وحدت الوجود	۷۱ تا ۹۰	وحدت الوجود تصوف کی اصطلاح ہے۔صوفیاء نے اس کی مختلف تاویلات پیش کیں جب وحدت الوجود پر بحث مباحثے زیادہ ہوئے تو مختلف صوفیاء اور علماء نے اس کی مختلف تعریفیں کیں۔ اس مقالے میں مختلف علماء کے وحدت الوجود کے حوالے سے نظریات اوران پر ہونے والے اعتراضات پیش کیے گئے ہیں جن میں ابن عربی، ابن عطار، ذوالنون مصری، حضرت جنید بغدادی، بایزید بسطامی، منصور حلاج کے نام شامل ہیں۔وحدت الوجود کے مخالفین کے نظریات بھی مقالے میں شامل کیے گئے ہیں۔	حنیف خلیل۔ وحدت الوجود۔ تصوف۔ابن عربی۔ابن عطار۔ استغراق۔ نوفلاطونیت۔
شفیق احمد شنواری	مشفق خواجہ: بطور ادبی کالم نگار	۲۸۵ تا ۲۹۲	مشفق خواجہ اردو کے نامور مصنف ہیں۔وہ محقق، نقاد، مدیر، شاعر اور کالم نگار تھے۔ ان کے کالموں میں ادبی موضوعات کا ایک جہاں نظر آتا ہے وہ اپنے انداز کے آپ موجد ہیں اوران کا انداز انھی پر ختم ہوا۔تجسس اور کرداروں کے سہارے وہ ایک دلچسپ مکالمے کا اہتمام کرتے ہیں۔	شفیق احمد شنواری۔ مشفق خواجہ۔ ادبی کالم نگاری۔
طارق ہاشمی	جعفر طاہر کی غزل	۱۸۳ تا ۱۹۰	جعفر طاہر جدید اردو شاعری کا ایک نمایاں نام ہیں۔اردو شاعری پڑھنے والوں کی بڑی تعداد ان کے کانتوز کو پسند کرتی ہے۔ اگرچہ وہ اچھے کانتوز لکھتے ہیں لیکن اگر ان کی غزل کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ انصاف نہیں ہوگا۔جعفر طاہر نے اردو غزل کو مذہبی رنگ دیا نیز رزمیہ انداز کی غزل بھی کہی۔وہ ترقی پسند شاعر ہیں لیکن کسی ترقی پسند تحریک کے رکن نہیں ہیں۔	طارق ہاشمی۔ جعفر طاہر۔ جدید اردو شاعری۔ کانتوز۔ اردو غزل۔ رزمیہ غزل۔
ظہور احمد اظہر	ہجرت حبشہ: تاریخ اور عبر تیں	۹ تا ۳۸	ہجرت حبشہ تاریخ اسلام کا نہایت اہم واقعہ ہے۔ جب سرزمین مکہ اصحاب رسولؐ کے لیے تنگ ہو گئی تو رسول اللہؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ انصاف کرتا ہے اس لیے تم اس ملک میں چلے جاؤ۔ اس مقالے میں ہجرت حبشہ کے اسباب، محرکات، ہجرت کا احوال اور صحابہ کا حبشہ میں قیام اور نجاشی کا حسن سلوک کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔	ظہور احمد اظہر۔ ہجرت حبشہ۔ نجاشی۔ عرب اور حبشہ۔ ابو جہل۔

عظمت رباب	یونی ورسٹی اورینٹل کالج میں تدوین متن (اردو) کی روایت	۲۶۵ تا ۲۸۴	اس مقالے میں اورینٹل کالج میں تدوین متن (اردو) کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔اورینٹل کالج کو ابتدا ہی سے ایسے اساتذہ میسر آئے جو اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ان اساتذہ نے چند متون کی تدوین بھی کی۔اساتذہ کی تدریسی ذمہ داریوں کے باعث ان متون کی تعداد تو اتنی زیادہ نہیں ہے لیکن ان اساتذہ نے تدوین کے اصول وضع کیے ہیں اور اس فن کو حقیقی معنوں میں سائنسی بنا دیا۔حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر ناظر حسن زیدی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا جیسے بڑے بڑے نام اس ادارے سے وابستہ رہے اور تدوین کی خدمات سرانجام دیں۔	عظمت رباب۔ اورینٹل کالج۔ تدوین متن۔ حافظ محمود شیرانی۔ سید عبداللہ۔ وحید قریشی۔
عمران ظفر	معاصر عالمی حالات میں دہشت گردی کے موضوع پر لکھی جانے والی غزل	۲۶۴ تا ۲۷۴	اردو غزل ہر دور میں اپنے عہد کی ترجمان رہی ہے۔موجودہ عہد میں لکھی جانے والی غزل جہاں اپنے اندر کلاسیکی انداز تغزل سموئے ہوئے ہے وہاں اس کے لکھنے والے عصر حاضر کے عالمی حالات سے باخبر ہیں۔ان عالمی حالات میں ایک بڑا موضوع دہشت گردی کا بھی ہے۔اردو کے بہت سے غزل گو شعرا نے دہشت گردی اور بدامنی کو اپنی غزل میں پیش کیا ہے۔ان میں میر، درد، غالب، ظفر، داغ، حسرت، فیض، ناصر، منیر نیازی، محمود شام اور بہت سے دیگر جدید شعرا شامل ہیں۔	عمران ظفر۔ اردو غزل۔ دہشت گردی۔ معاصر عالمی حالات۔
قمر عباس	اردو شاعری میں اسالیب کا ارتقائی مطالعہ	۱۵۷ تا ۱۸۲	ادبی اصطلاح میں اسلوب سے مراد وہ طرز بیان ہے جو شاعر یا نثر نگار اپناتا ہے۔اس مقالے میں شاعری کی مختلف اصناف کے حوالے سے مختلف شاعروں کے اسلوب پر بحث کی گئی ہے۔ سوداؔ، غالبؔ، نظیر اکبر آبادیؔ، میر انیسؔ، دبیرؔ، داغؔ، اکبر الہ آبادیؔ، علامہ اقبالؔ، میر حسنؔ، پنڈت دیا شنکر نسیم اور ذوق کے اسلوب پر اس مقالے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔	قمر عباس۔ اردو شاعری۔ اسلوب۔ شعری اصناف۔ اردو غزل۔

محسن نقوی	عہد جدید میں ادب کی تدریس کا جواز	۱۰۱ تا ۱۱۱	اس مقالے میں ادب کی ضرورت اور اہمیت اور جدید دور میں ادب کی تدریس پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف کہتی ہے کہ ادب انسان کے ذوق جمال کی تربیت اور ثقافتی ورثے کی شناخت کا ذریعہ ہے۔ تدریس ادب کا مرکز ومحور انسان ہے اور انسان کی مثبت نشوونما کے لیے تدریس ادب انتہائی اہم ہے۔ مقالہ نگار نے ادب کا قدیم اور جدید تصور بھی پیش کیا اور اس بات کی بھی وضاحت کی کہ ادب کی تدریس کے ذریعے زندگی کے کن کن شعبوں سے انسان کو آگہی ملتی ہے۔	محسن نقوی۔ ادب۔ تدریس ادب۔ قدیم تصور ادب۔ لسان العرب۔
محمد افتخار شفیع	مطالعۂ انسان اور فن خاکہ نگاری	۲۱۵ تا ۲۳۴	خاکہ نگاری ادب کی ایک تخلیقی صنف ہے۔ فن خاکہ نگاری، انسانی فطرت کے مطالعے کے بہت قریب ہے۔ خاکہ نگاری ایک ایسا آئینہ ہے جس میں کسی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ خاکہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تخلیقی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انسان کا نفسیاتی تجزیہ بھی کر سکتا ہو اور پھر اپنے مشاہدے کو دلچسپ اسلوب میں تحریر کر سکے۔	محمد افتخار شفیع۔ خاکہ نگاری۔ مطالعۂ انسان۔ فرحت اللہ بیگ۔ رشید احمد صدیقی۔
محمد اکرام چغتائی	نسیم التواریخ (مکاتیب واجد علی شاہ اختر بنام تہمتن کا واحد قلمی نسخہ)	۳۹ تا ۷۰	نسیم التواریخ آخری تاجدار اودھ واجد علی شاہ کے خطوط کا نو دریافت شدہ مجموعہ ہے جو انھوں نے اپنی عزیز ترین ملکہ تہمتن کے نام لکھے تھے۔ اس کتاب کا نادر نسخہ آسٹرین نیشنل لائبریری کے مخطوطات میں محفوظ ہے۔ اس مجموعے کے تمام خطوط ۱۸۵۹ء میں لکھے گئے۔ ان سے واجد علی شاہ کی زندگی کے ابتدائی حالات اس کی دلچسپیوں اور سماجی سرگرمیوں کا علم ہوتا ہے۔ یہ قلمی نسخہ خوبصورت خطاطی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ اس سے پہلے کسی محقق نے اس کتاب کا کہیں ذکر نہیں کیا۔	محمد اکرام چغتائی۔ نسیم التواریخ۔ واجد علی شاہ۔ مکاتیب۔ ملکہ تہمتن۔ اودھ۔

محمد زبیر خالد / روبینہ ترین	اردو عروض: تنقیحات اور اصلاحات	۹۱ تا ۱۰۰	اردو عروض تا حال اپنی مستقل حیثیت اور جداگانہ شناخت منوانے میں ناکام رہا ہے۔ اردو عروض میں جو پیچیدگیاں اور اغلاط ہیں ان کے ادراک کے نتیجے میں دو طرح کے ردعمل سامنے آئے پہلی صورت متداول عروض کے دائرے میں رہتے ہوئے اردو عروض کے خدوخال واضح کرنے کی کوشش کی گئی، دوسری صورت اردو عروض کی اصلاح کے لیے از سر نو تدوین و تشکیل کی کوشش کی گئی۔ اس مقالے میں اردو عروض کے نقائص اور پیچیدگیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کی اصلاح بھی کی گئی ہے۔	محمد زبیر خالد۔ روبینہ ترین۔ اردو عروض۔ عربی عروض۔ فارسی عروض۔ زبان و بیان۔
محمد سلمان اطہر	اردو رسم الخط میں ہائے دوچشمی (ھ) کی حیثیت اور استعمال: ایک تنقیدی جائزہ	۱۴۵ تا ۱۵۶	اردو پاکستان کی قومی زبان ہے جو خط نستعلیق اور نسخ دونوں میں لکھی جاتی ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کے مطابق اردو کے ستاون بنیادی صوتیے ہیں۔ اردو زبان اپنی ساخت کے اعتبار سے مخلوط زبان ہے جس کا بیشتر ذخیرہ الفاظ عربی، فارسی، ترکی اور انگریزی زبانوں سے ماخوذ ہے۔ اردو رسم الخط کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں عربی، فارسی اور ہندی زبانوں کے صوتیے بھی شامل ہیں۔ اس مقالے میں اردو رسم الخط میں ہائے دوچشمی (ھ) کی حیثیت اور اس کے استعمال کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد سلمان اطہر۔ اردو رسم الخط۔ ہائے دوچشمی (ھ)۔ صوتیے۔ مقتدرہ قومی زبان۔
محمد فخر الحق نوری	اداریہ	۷ تا ۸	اداریے میں مدیر مجلہ نے اس مجلے کی تحقیقی خدمات کا ذکر کیا ہے اور اپنے قلمی معاونین اور محققین کا شکریہ ادا کیا ہے۔ بازیافت میں شائع ہونے والے مقالوں کی علمی و تحقیقی اہمیت کا بھی ذکر کیا ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔
محمد فخر الحق نوری	جاپان میں اردو ..... لغت نویسی کے تناظر میں	۳۰۳ تا ۳۱۰	یہ مقالہ جاپان میں اردو لغت نویسی کے پس منظر کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ جاپان میں اردو لغت نویسی کا اردو کی ترویج میں اہم کردار ہے۔ جاپان میں اردو کی تدریس کے دو بڑے مراکز ''ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز'' اور ''اوساکا یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز'' میں لغت نویسی کے حوالے سے متعدد کاوشیں کی گئی ہیں۔ اس مقالے میں ان اساتذہ کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے جنھوں نے لغت نویسی کے حوالے سے نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔	محمد فخر الحق نوری۔ جاپان۔ اردو زبان۔ لغت نویسی۔ ٹوکیو یونیورسٹی۔ اوساکا یونیورسٹی۔

محمد کامران	اردو شاعری کے انگریزی تراجم اور زبان کے حوالے سے ترجمے کے مسائل	۳۱۱ تا ۳۱۸	زبان ابلاغ کا ذریعہ ہے۔زبان کے ذریعے ایک خیال کا اظہار کئی طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ جب ایک زبان سے خیال کو دوسری زبان میں منتقل کیا جاتا ہے تو بعض اوقات مکمل ابلاغ نہیں ہو سکتا کیوں کہ ترجمے کے دوران زبان کے کئی طرح کے مسائل سامنے آتے ہیں۔ اس مقالے میں ان مسائل کی نشاندہی کے ساتھ اردو شاعری کے انگریزی تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد کامران۔ اردو شاعری۔ انگریزی تراجم۔ ترجمے کے مسائل۔
ممتاز خان کلیانی/محمد آصف جہانگیر	اردو گیت نگاری کے فروغ میں مجلہ ''سیپ'' کا کردار	۱۲۹ تا ۱۴۴	اس مقالے میں اردو گیت نگاری میں مجلہ ''سیپ'' کے کردار کا تجزیہ کیا گیا ہے۔مقالہ نگاروں نے گیت نگاری اور اردو کے اہم گیت نگاروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے گیتوں کے موضوعات کا تجزیہ کیا ہے۔''سیپ'' کے مختلف شماروں میں شائع ہونے والے گیتوں کے اقتباسات بھی شامل کیے گئے ہیں۔سیپ میں ناصر شہزاد، نگار صہبائی، آرزو، تاج سعید، شاہد عشقی، شمی فاروقی، بدر افاضلی، صہبا اختر، صائمہ خیری، کے گیت شائع ہوتے رہے ہیں۔	ممتاز خان کلیانی۔محمد آصف جہانگیر۔ سیپ۔اردو گیت نگاری۔حفیظ جالندھری۔ میراجی۔
میاں مشتاق احمد/صغریٰ بیگم	ترکی اور اردو کا تعلق	۱۱۳ تا ۱۲۸	اردو کے آغاز کے متعلق ابھی تک بحث کی جاتی ہے اور ابھی بھی ماہرین لسانیات اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔اردو کی ابتداء کے حوالے سے زیادہ تحقیقات فارسی کے حق میں ہیں تاہم مقالہ نگاروں نے ترکی زبان کے حوالے سے تحقیق کی ہے۔ان کا مفروضہ یہ ہے کہ اردو ترکی زبان سے بنی ہے۔اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے مختلف حقائق اکٹھے کیے ہیں اور ان کا تجزیہ کیا ہے۔	میاں مشتاق احمد۔صغریٰ بیگم۔ ترکی۔اردو۔ لسانیات۔

بازیافت:۲۱(۲۰۱۲ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اسلم انصاری	علامہ محمد مارما ڈیوک پکتھال کے انگریزی ترجمۂ قرآن کا مختصر دیباچہ	۲۰۱ تا ۲۰۸	علامہ محمد پکتھال ایک برطانوی مسلمان ہیں جو بنیادی طور پر ناول نگار کے طور پر مشہور تھے۔۱۹۳۰ء میں ان کا ترجمہ قرآن پاک شائع ہوا جس کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔علامہ پکتھال نے اپنے ترجمے پر نظر ثانی کے لیے جامعۃ الازہر کے علماء کے پاس مصر گئے اور الشیخ المصطفیٰ المراغی سے رہنمائی حاصل کی۔ اس مقالے میں اس ترجمے کا مختصر دیباچہ شامل کیا گیا ہے۔	اسلم انصاری۔ علامہ محمد مارما ڈیوک پکتھال۔ ترجمہ قرآن۔
اصغر علی بلوچ	فیض احمد فیض کی شاعری میں فلسفۂ اخلاق	۵۵ تا ۶۱	فیض کی شاعری میں بھی دیگر ترقی پسند شاعروں کی طرح اخلاقی اقدار امن، انقلاب، آزادی، مساوات اور سچائی کا پیغام ملتا ہے۔فیض نے اشتراکی نظام میں دنیا کے مظلوم انسانوں کے درد کا مداوا ڈھونڈا اور اسی لیے بنیادی انسانی حقوق اور آزادیوں کے حق میں ہمیشہ آواز بلند کرتے رہے اور اپنے عہد میں ایک پر امن، صالح اور انسان دوست معاشرے کے قیام کے لیے کوشاں رہے۔	اصغر علی بلوچ۔ فیض احمد فیض۔ ترقی پسندی۔ اشتراکیت۔ شاعر، جمالیات۔
انتظار حسین	قدیم ہندوستانی اور جدید مغربی روایتوں کا امتزاج ....میراجی	۹۱ تا ۹۵	جدید شاعری کی روایت کا دائرہ بہت وسیع ہے اس میں ایک طرف تو فارسی روایت داخل ہو رہی ہے اور دوسری طرف قدیم ہندی روایت نفوذ کر رہی ہے۔مقالہ نگار نے جدید شاعری میں راشد، فیض اور میراجی تینوں کی اپنی مختلف حیثیت ہے۔میراجی نے حلقۂ اربابِ ذوق اور جدید ذہنوں کو بہت متاثر کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میراجی کی شخصیت میں ایک عجیب سحر تھا اور ان کا مطالعہ جس طرح کا تھا اس میں مشرق اور مغرب دونوں کا امتزاج شامل تھا۔	انتظار حسین۔ جدید شاعری۔ میراجی۔ مشرق و مغرب کا امتزاج۔ ن۔م۔راشد۔ فیض۔

انوار احمد	پاکستانی ثقافت کے بارے میں فیض کے تصورات	۲۱ تا ۲۶	فیض احمد فیض ایک دانشور کی طرح پاکستان میں فنونِ لطیفہ کے فروغ کے لیے متحرک رہے۔ انھیں فلم، تھیٹر، رقص، پتلی کھیل اور موسیقی سے عشق تھا۔ فیض جب پاکستانی ثقافت کی بات کرتے ہیں تو اس میں تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت شامل ہوتے ہیں۔ انھیں اپنے قومی ثقافتی ورثے کے بعض تاریخی تضادات کا احساس بھی تھا۔	انوار احمد۔ پاکستانی ثقافت۔ فیض احمد فیض۔ فنونِ لطیفہ۔ ''جاگو ہوا سویرا''۔
ایم۔ اکرام چغتائی	این میری شمل۔ دکن میں مسلم ثقافت کی چند نمایاں خصوصیات	۱ تا ۲۰	این میری شمل نے اسلام اور مغربی دنیا میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے بہت کام کیا۔ یہاں ان کا ایک مقالہ پیش کیا جا رہا ہے جو انھوں نے دکن کے مسلمانوں کے حوالے سے لکھا ہے۔ اس مقالے میں این میری شمل نے دکن کے مسلمانوں کے تہذیب و ثقافت کے نمایاں اوصاف کا ذکر کیا ہے۔	ایم اکرام چغتائی۔ این میری شمل۔ دکن۔ مسلم ثقافت۔ بیجاپور۔ تصوف۔
بصیرہ عنبرین	رباعیاتِ عمر خیام: فٹز جیرلڈ اور میرا جی کا مترجمہ کلام	۱۳۹ تا ۱۶۶	اس مقالے میں عمر خیام کی رباعیات جو میرا جی نے ترجمہ کی ہیں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ میرا جی نے عمر خیام کے اصل متن سے ترجمہ نہیں کیا بلکہ اس نے فٹز جیرلڈ کے تراجم سے مدد لی ہے۔ میرا جی کے پیشِ نظر فٹز جیرلڈ کی ترجمہ شدہ بتیس رباعیات ہیں۔ یہ تراجم ''خیمے کے آس پاس'' کے نام سے کتابی صورت میں سامنے آئے۔ موضوعاتی و اسلوبی ہر دو حوالوں سے ان کا انداز جداگانہ ہے۔	بصیرہ عنبرین۔ رباعیاتِ عمر خیام۔ فٹز جیرلڈ۔ میرا جی۔ خیمے کے آس پاس۔
تبسم کاشمیری	میرا جی کی تلاش میں	۱۰۳ تا ۱۱۰	میرا جی جدید اردو شاعروں میں ایک منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ میرا جی کی تلاش انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ میرا جی کے اتنے روپ بنا دیے گئے ہیں کہ ہر روپ کو دیکھ کر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ کیا یہ میرا جی ہے؟ ان کی بہت سی معروف افسانوی شکلیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ میرا جی انتہائی زرخیز نظریہ ساز اور عہد ساز شاعر تھا۔	تبسم کاشمیری۔ میرا جی۔ میرا سین۔ حلقہ اربابِ ذوق۔

راشد ڈار	میراجی ..... چند یادیں	۹۷ تا ۱۰۲	یہ مضمون میراجی کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں مہمانِ خصوصی کی طرف سے پڑھا گیا۔ مضمون نگار میراجی کے بھتیجے ہیں اور اسی حوالے سے انھوں نے میراجی سے وابستہ کچھ یادوں کو پیش کیا ہے۔ مصنف نے میراجی کی ذاتی زندگی کے حوالے سے کئی پہلوؤں کو پیش کیا ہے۔	راشد ڈار۔ میراجی۔ اشفاق احمد۔ مختار صدیقی۔
رشید امجد	میراجی کی غیر ادبی نثر	۱۱۱ تا ۱۱۶	میراجی ''ادبی دنیا'' میں بسنت سہائے کے نام سے مضامین لکھتے تھے۔ ان مضامین کے عنوانات سے میراجی کی دوررس نگاہ اور دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان مضامین کا لکھنے والا میراجی ایک بالکل منفرد شخصیت کا مالک ہے۔ ان کے موضوعات ملکی اقتصادی اور معاشرتی مسائل، سیاسی مسائل اور غیر ملکی سیاسی شخصیات سے متعلق ہیں۔	رشید امجد۔ میراجی۔ ادبی دنیا۔ بسنت سہائے۔ میراجی کی غیر ادبی نثر۔
ریاض قدیر	اردو غزل کی روایت اور فیض احمد فیض	۲۷ تا ۴۰	فیض احمد فیض کو غزل سے طبعی مناسبت تھی۔ فیض کی شخصیت میں پائی جانے والی داخلیت، خودسپردگی اور انفعالیت، سوزوگداز، دھیماپن، لطافت ونزاکت، جمال پسندی، قوتِ ضبط اور عدم استقلال جیسی خصوصیات غزل کے مزاج سے ہم آہنگ تھیں۔ اس مقالے میں مصنف نے فیض کی سوانح اور شخصیت کے مطالعے سے فیض کے شخصی اوصاف اور غزل سے ہم آہنگی کا جائزہ لیا ہے۔	ریاض قدیر۔ اردو غزل۔ فیض احمد فیض۔ داخلیت پسندی۔
ریاض قدیر	منٹو اور موپاساں کے افسانوں میں پلاٹ کی تشکیل ..... مماثلت اور انفرادیت	۲۵۵ تا ۲۷۱	موپاساں اور منٹو کا شمار ایسے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جو زندگی کے ساتھ ساتھ افسانوی فن کا بھی گہرا شعور رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں موضوعات کا تنوع جس قدر حیرت انگیز ہے، اسی قدر افسانے کی فنی باریکیوں اور نزاکتوں کو نبھانے کی ہنرمندی بھی ہے۔ عمومی طور پر دونوں افسانہ نگاروں کے افسانوں کے پلاٹ منظم و مربوط ہوتے ہیں۔	ریاض قدیر۔ موپاساں۔ سعادت حسن منٹو۔ افسانہ نگاری۔ پلاٹ سازی۔

سعدیہ طاہر	فیض کے افریشیائی موضوعات	۴۹ تا ۵۴	فیض کی زندگی میں ظلم کی آندھی نے پورے افریشیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ چنانچہ افریشیا میں وقتاً فوقتاً بغاوت کا اعلان ہوتا رہتا تھا۔ فیض بھی اپنی انقلابی شاعری میں افریشیائی ممالک کی انقلابی تحریکوں میں سربکف مجاہدین حریت کی آواز پر لبیک کہتے رہے۔ مقالہ نگار نے فیض کی نظموں کے حوالے سے ان کے افریشیائی شعور کی وضاحت کی ہے۔	سعدیہ طاہر۔ فیض احمد فیض۔ افریشیائی ممالک۔ آ جاؤ ایفریقا۔
سہیل عباس بلوچ	اردو میں ہجو گوئی	۲۴۳ تا ۲۵۴	ہجو کے مختلف انداز ہیں۔ عربی ادبیات میں عہد جاہلیت کی رجزیہ شاعری میں ہجو کے آثار ملتے ہیں۔ فارسی ادبیات میں ہجویات کی فراوانی درباری نظام کی رہین منت ہے۔ انگریزی ادب میں بھی ہجو گوئی کی روایت ملتی ہے۔ اردو میں شاعری کا آغاز دربار کی نسبت سے قصیدہ گوئی سے ہوا۔ قصیدے کی روش نے ہجو کو تحریک دی۔ اس مقالے میں اردو میں ہجو گوئی کی روایت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	سہیل عباس بلوچ۔ ہجو گوئی۔ طنزیات و مضحکات۔ تحریف۔
شمیم روشن آراء	سراج منیر بہ حیثیت نقاد	۲۲۱ تا ۲۳۴	سراج منیر اردو کے ذہین اور با صلاحیت ادیب، شاعر اور نقاد تھے۔ وہ ہمہ جہت خصوصیات کے مالک تھے۔ اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود انھوں نے اردو ادب کی گراں قدر خدمت انجام دیں اور اردو ادب میں نہایت بلند مقام حاصل کیا۔ سراج منیر نے تقریباً ادب کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن بحیثیت نقاد ادب میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ اس مقالے میں ان کی تنقیدی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے	شمیم روشن آراء۔ سراج منیر۔ اردو تنقید۔ دیباچہ نگاری۔
ثمیر ازعلی	برطانیہ میں اردو کا مستقبل بطور جدید زبان	۲۱ تا ۳۸	برطانیہ میں اردو کے مستقبل کے حوالے سے ایک تحقیقی سروے کیا گیا۔ اس سروے کے لیے برطانوی شہریت کے حامل ایشیائی لوگوں کو منتخب کیا گیا اور سوالنامے کی مدد سے ان کی آرا لی گئی۔ اس مقالے میں اس سروے کی مکمل رپورٹ اور نتائج پیش کیے گئے ہیں۔	ثمیر ازعلی۔ برطانیہ۔ ایشیا۔ اردو بطور جدید زبان۔ برطانیہ میں اردو۔

ضیاء الحسن	مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ	۸۱ تا ۸۷	''مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ''، فیض کی پہلی نظم ہے جوان کی ترقی پسندانہ فکر کی غمازی کرتی ہے۔ یہ نظم ان کے پہلے مجموعۂ کلام ''نقشِ فریادی'' کے دوسرے حصے میں شامل ہے۔ بعض نقادوں نے اسے رومانویت سے گریز اور ترقی پسند حقیقت نگاری کی طرف سفر کا آغاز قرار دیا ہے اور بعض نے اسے رومانوی حقیقت پسندی یا رومانویت اور ترقی پسندی کا امتزاج قرار دیا ہے۔	ضیاء الحسن۔ نقشِ فریادی۔ فیض احمد فیض۔ ترقی پسند حقیقت نگاری۔
عابد حسن منٹو	فیض کی تحریک ..... چند تاثرات	۱۱ تا ۱۵	یہ مقالہ فیض احمد فیض کے حوالے سے منعقد ہونے والی نشست کے صدارتی خطبہ ہے۔ اس میں فیض پر ہونے والی تقریبات کے بارے میں بتایا گیا ہے جن میں مقالہ نگار نے شرکت کی۔ مصنف نے بتایا کہ انھوں نے فیض صدی کے حوالے سے منعقد ہونے والی تقریبات کے لیے دنیا بھر کا سفر کیا، سپین، بارسلونا، لندن، بریڈفورڈ، مانچسٹر، سان فرانسسکو، امریکہ اور کئی دوسری جگہوں پر بہت بڑی بڑی تقریبات منعقد ہوئیں۔ فیض احمد فیض بیسویں صدی کا شاعر ہے لیکن اکیسویں صدی کے ساتھ بھی ان کا تعلق قائم ہے۔ استعماریت اور سرمایہ داری کے خلاف جو آواز فیض نے اٹھائی اس کے اثرات آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔	عابد حسن منٹو۔ فیض احمد فیض۔ فیض صدی۔ فیض کی تحریک۔
عارفہ شہزاد	کلامِ فیض مترجمہ ڈاکٹر محبوب الحق	۶۹ تا ۷۹	اس مقالے میں کلامِ فیض مترجمہ ڈاکٹر محبوب الحق کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ سولہ نظموں کے تراجم پر مشتمل یہ مجموعہ An Elusive Dawn کے نام سے ۱۹۸۵ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے تراجم کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے کا عنوان قائم کیا ہے۔ نظم کے آخر میں مآخذ شعری مجموعے کا حوالہ بھی مندرج ہے۔	عارفہ شہزاد۔ کلامِ فیض۔ ڈاکٹر محبوب الحق۔ An Elusive Dawn

عاصم شجاع ثقلین	پروین شاکر کی ''خوشبو'' ....مغربی علم وادب کے تناظر میں	۲۷۳ تا ۲۸۰	پروین شاکر نے انگریزی ادب سے بہت کچھ سیکھا۔ انگریزی ادب نے انھیں موضوعاتِ شاعری کے بارے میں نظریہ دیا۔ پروین شاکر کا پہلا مجموعہ کلام ''خوشبو'' ہے۔ خوشبو کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی فکر کی بالیدگی میں مغربی ادب کا بڑا حصہ ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ''خوشبو'' کے حوالے سے پروین شاکر کی فکر پر مغربی ادب کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔	عاصم شجاع ثقلین۔ پروین شاکر۔ خوشبو۔ ویسٹ لینڈ۔ ایلیٹ۔ پرزم۔روتھیلو۔
غلام حسین ساجد	میرا جی! تم تو نہیں ہو موجود	۱۱۷ تا ۱۳۸	میرا جی کی شاعری کا بڑا حصہ اپنی ذات اور زمانے سے الگ ہوکر اپنے موجود پر نگاہ کرنے کی کوشش سے عبارت ہے۔ میرا جی طرح کا موضوعی اور ہیئتی تجربہ کر رہے تھے۔ اس سے ابہام اور نا سمجھی کے جس سلسلے کا آغاز ہونے کا خدشہ تھا، میرا جی بذاتِ خود اس وسوسے سے بخوبی آگاہ تھے۔ مقالہ نگار نے میرا جی کے ذاتی انتشار اور تخلیقی ابعاد کی عکاسی ان کی نظموں اور ان کی علامتوں کے ذریعے کی ہے۔	غلام حسین ساجد۔ میرا جی۔ وزیر آغا۔ سعادت حسن منٹو۔ ویشنو مت۔ ''تین گولے''۔
محمد ارشد اویسی / میمونہ سبحانی	فیض احمد فیض اور علامتِ سحر	۴۱ تا ۴۸	فیض نے اردو شاعری کی روایتی علامات، تشبیہات اور استعارات کو نیا مفہوم عطا کیا اور نئے معنوی سلسلے دریافت کیے ہیں۔ فیض کی شاعری میں 'رات' پرانے نظام کی علامت ہے اور سحر، مستقبل کے خوابوں کی تعبیر اور نئی اقدار کے عہد کی علامت ہے۔ فیض کو پورا یقین ہے کہ صبح کی لو بہت جلد سنائی دے گی۔	محمد ارشد اویسی۔ میمونہ سبحانی۔ فیض احمد فیض۔ فیض اور علامتِ سحر۔
محمد فخر الحق نوری	اداریہ	۷ تا ۸	اداریے میں مدیر مجلہ لکھتے ہیں کہ دنیا بھر کے علمی و ادبی حلقوں میں ۲۰۱۱ء کو فیض صدی اور ۲۰۱۲ء کو میرا جی صدی سے منسوب کیا گیا ہے۔ بازیافت شمارہ ۲۱ بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ اس میں فیض اور میرا جی کی مناسبت سے ہونے والے سیمینارز میں پڑھے جانے والے مقالے شائع کیے گئے ہیں۔	محمد فخر الحق نوری۔ فیض احمد فیض۔ میرا جی۔

محمد فخر الحق نوری	میرا جی ..... ممدوح راشد	۱۸۹ تا ۱۹۷	اردو شاعری میں جدیدیت کا آغاز بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں ہوا۔ میرا جی، ن م راشد اور تصدق حسین خالد کے نام جدید اردو نظم کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ میرا جی اور ن۔ م۔ راشد جدید اردو نظم کے رجحان ساز شاعر ہیں۔ ن۔ م۔ راشد نے میرا جی کو جگہ جگہ سراہا ہے اور میرا جی کی شاعری کے امتیازی خصائص کا اعتراف کیا ہے جو جدید اردو شاعری میں میرا جی کا لازوال اہمیت کی بہت معتبر شہادت ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔ میرا جی۔ ن م راشد۔ جدید اردو نظم۔
محمد کامران	فیض احمد فیض: آن لائن تنقید کی روشنی میں	۶۳ تا ۶۷	فیض احمد فیض کا کلام دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے۔ فیض کی سوانح اور کلام پر بھی دنیا کی متعدد زبانوں میں لکھا جاچکا ہے۔ فیض پر لکھے گئے کئی تنقیدی مقالے انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔ فیض کے شعری مجموعوں کے علاوہ ان کے فکر و فن اور شاعری کے تراجم پر مشتمل منتخب کتب گوگل پر دستیاب ہیں۔ مجموعی طور پر فیض شناسی میں انٹرنیٹ نے مثبت کردار ادا کیا ہے اور جنوبی ایشاء کے انگریزی داں طبقے کے علاوہ دنیا بھر میں فیض کی شاعری اور انقلابی شعور کی ترسیل کا اہم سبب انٹرنیٹ پر موجود مواد ہی ہے۔	محمد کامران۔ فیض احمد فیض۔ انٹرنیٹ۔ جنوبی ایشیاء۔ سائبر دنیا۔ گوگل۔
محمد ہارون قادر	نئی تنقید: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ	۲۳۵ تا ۲۴۱	نئی تنقید کا آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں کچھ نقادوں نے اس کا آغاز کیا اور چوتھی دہائی میں نئی تنقید کو عروج حاصل ہوا۔ نئی تنقید کے مزاج میں کسی بھی نظم یا نثر کا جائزہ لیتے ہوئے بہت محتاط انداز میں صحیح بنیادوں پر اس کا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ بنیادی عناصر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ نئی تنقید میں متن کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔	محمد ہارون قادر۔ نئی تنقید۔ مارکسزم۔ ایڈمن ولسن۔
معید رشیدی	شاکر ناجی: ادبی تاریخ کا گم شدہ حوالہ	۲۰۹ تا ۲۲۰	شاکر ناجی ایہام گو شعرا میں سے ایک تھے۔ تاریخ ادب اردو ان کے متعلق زیادہ معلومات فراہم نہیں کرتی۔ شاکر ناجی سے متعلق سب سے پہلے میر نے اپنے تذکرے 'نکات الشعرا' میں معلومات فراہم کیں۔ سب اہم تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے لیکن بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس مقالے میں شاکر ناجی کے متعلق معلومات کے اہم مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔	معید رشیدی۔ شاکر ناجی۔ ادبی تاریخ۔ نکات الشعرا۔

منیزہ ہاشمی	میرے بابا اور دنیا بھر کے شاعر ....فیض احمد فیض	۱۷ تا ۲۰	یہ مقالہ فیض صدی کی تقریب میں فیض کی صاحبزادی منیزہ ہاشمی نے پڑھا۔ اس مضمون میں مصنفہ نے نا صرف فیض کی بیٹی ہونے پر فخر کا اظہار کیا بلکہ ان کی شعری جہات پر بھی روشنی ڈالی۔ ان کا کہنا ہے کہ فیض کی شاعری کا حسن یہ ہے کہ آج بھی ان کی نظمیں پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج کل کے حالات پر لکھی گئی ہیں۔	منیزہ ہاشمی۔ فیض احمد فیض۔ فیض گھر۔ ایرانی طلبہ کے نام۔
ناصر عباس نیر	اس کو اک شخص سمجھنا تو مناسب ہی نہیں (میرا جی کی نظم کا مطالعہ)	۱۶۷ تا ۱۸۷	اس مقالے میں مصنف نے لکھا ہے کہ میرا جی کی نظم کا مطالعہ زیادہ تر میرا جی کی شخصیت کے سیاق میں کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں ان کی نظم اپنے وجود اور معنویت دونوں کے سلسلے میں ان کی شخصیت پر منحصر سمجھی گئی ہے۔ اگر ہم میرا جی کی شاعری کے کل سرمائے پر نظر ڈالیں تو وہ یک رنگ نہیں ہے۔ ان کی نظموں میں اگر ایک طرف آریائی علامتیں ہیں تو دوسری طرف اسلامی تاریخ سے متعلق تلمیحات ملتی ہیں۔ اس لیے میرا جی کی نظموں کی تعبیر ان کی شخصیت کے تناظر میں کرنا درست نہیں ہے۔	ناصر عباس نیر۔ میرا جی۔ جدید اردو شاعری۔

بازیافت: ۲۲ (۲۰۱۳ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ایوب ندیم	اُردو اِملا: چند نئے پرانے مباحث	۱۴۳ تا ۵۶	زبان ان آوازوں کا مجموعہ ہے جن کی علامتی نمائندگی حروف کرتے ہیں۔ اردو کا معاملہ دیگر زبانوں سے مختلف ہے۔ اس میں ایک تو حروف کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے اور پھر لفظوں کی تشکیل کے لیے رموز اوقاف پر انحصار کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ملتے جلتے املا اور تلفظ والے الفاظ میں امتیاز کرنے کے ضمن میں۔ متعدد الفاظ لکھنے میں یکساں لگتے ہیں مگر اوقاف کی وجہ سے ان کے مطالب مختلف ہو جاتے ہیں۔ ان الفاظ میں عربی اور فارسی سے مستعار الفاظ خصوصاً شامل ہیں۔ اس مقالے میں انھی مسائل کو تحقیقی انداز میں اجاگر کیا گیا ہے۔	ایوب ندیم۔ اردو املا۔ رموز واوقاف۔ مستعار الفاظ۔
آصف علی چٹھہ	افریقہ میں سامراجی اوراستعماری ریشہ دوانیاں: پس منظر و پیش منظر	۱۷۹ تا ۱۹۲	کہا جاتا ہے کہ انسان کی پیدائش افریقا میں ہوئی مگر کتنی عجیب بات ہے کہ جس خطے کو انسانی تہذیب کا گہوارہ ہونے کا شرف حاصل ہے وہی اب دنیا کے انتہائی پس ماندہ خطوں میں سے ہے۔ اس کی پس ماندگی کا سبب، دیگر اسباب کے علاوہ ایک یہ ہے کہ یہاں نوآبادیاتی نظام مسلط رہا۔ اس مقالے میں افریقا کے نوآبادیاتی حکمرانوں کی سیاسی، معاشی اور سماجی پالیسیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز افریقیوں کی مزاحمت، آزادی کی جدوجہد اور استحصال کے خلاف مساعی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔	آصف علی چٹھہ۔ افریقہ نوآبادیاتی نظام۔

تبسم کاشمیری	رشید حسن خاں اور تحقیق کا کلٹ (Cult)	۲۹ تا ۳۸	رشید حسن خان اردو کے ممتاز محقق ہیں۔تحقیق کے نظری اور اطلاقی پہلوؤں کے ضمن میں ان کی خدمات غیر معمولی ہیں۔ کلاسیکی متون کی تدوین میں انھوں نے ایک اپنی راہ وضع کی۔وہ تحقیق میں واقعے کو بنیادی اہمیت دیتے تھے۔واقعاتی تحقیق سے متعلق ایک قسم کے کلٹ میں یقین رکھتے تھے۔تحقیق کا یہ ایک محدود تصور تھا۔اب تحقیق ایک بین العلومی تیکنیک کی حامل ہے اور رشید حسن خان کی تحقیق ایک محدود تصور کی پابند رہی۔	تبسم کاشمیری۔ رشید حسن خان۔ کلٹ۔ بین العلومی تیکنیک۔ کلاسیکی متون۔
حامد کاشمیری	مصنف، متن، نقاد	۹ تا ۲۸	گذشتہ چند دہائیوں سے عالمی تنقید کا دائرہ وسیع ہوا ہے۔ پہلے صرف مصنف یا متن پر توجہ تھی، مگر اب متن اور اس کی قرأت وتعبیر کا عمل اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ساختیات، پس ساختیات اور مابعد جدیدیت کے زیر اثر تنقید نئی صورت اختیار کرگئی ہے۔اب صرف مصنف متن کا خالق نہیں سمجھا جاتا بلکہ قرأت کا عمل اور قاری کا تناظر بھی متن کی تخلیق کرتے ہیں۔	پروفیسر حامد۔ کاشمیری۔ عالمی تنقید۔ ساختیات۔ متن۔ نقاد۔
روبینہ رفیق	عالمانہ بصیرت کا حامل طنز ومزاح نگار —— محمد خالد اختر	٦٧ تا ٧٨	مزاح کا انسانی زندگی اور ادب میں ایک اہم مقام اور کردار ہے۔اس کی مدد سے انسان زندگی کی کٹھن حقیقتوں کو گوارا بناتا ہے۔دنیا کی دوسری زبانوں کی طرح اردو میں بھی مزاح کا ایک اہم مقام ہے۔محمد خالد اختر بیسویں صدی کے اردو کے اہم مزاح نگار ہیں۔ان کے مزاح میں زندگی کی ناگوار حقیقتوں کی ترجمانی ملتی ہے۔وہ ان حقیقتوں کا مضحکہ اڑا کر انھیں ہمارے لیے گوارا بناتے ہیں۔	روبینہ رفیق۔ محمد خالد اختر۔ طنز ومزاح۔

ریحانہ کوثر	خودنوشت کا فن اور ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی آپ بیتی "نقشِ قدم"	۲۶۹ تا ۲۷۸	ایک اچھی آپ بیتی وہی ہوتی ہے جس میں زندگی اور حالات کی سچی ترجمانی کی گئی ہو۔آپ بیتی میں چوں کہ پوری زندگی کا احاطہ کیا گیا ہوتا ہے، اس لیے اس میں ایک عہد کے حالات ظاہر ہوتے ہیں۔افتخار احمد صدیقی نے نقشِ دوام کے عنوان سے اپنی آپ بیتی لکھی جو شائع نہ ہو سکی۔ انھوں نے نہ تو اپنی مدح کی ہے نہ ذم۔انھوں نے جو کچھ لکھا ہے کسی دعوے کے بغیر لکھا ہے۔اس کتاب میں ان کی زندگی کے حالات تو پیش ہوئے ہی ہیں، اس عہد کے سماجی، تعلیمی حالات کا نقشہ بھی سامنے آتا ہے۔یہ مقالہ اس کتاب کے امتیازات کا مطالعہ کرتا ہے۔	ریحانہ کوثر۔ افتخار احمد صدیقی۔ نقشِ قدم۔ آپ بیتی۔ خودنوشت کا فن۔
سید عامر سہیل/ شگفتہ حسین	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی تاریخ "محاربہ عظیم" کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ	۵۷ تا ۶۶	محاربہ عظیم، پنڈت کنہیا لال کی کتاب ہے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے متعلق پہلی اردو کتاب ہے۔یہ ۱۸۶۱ء میں پہلی مرتبہ نول کشور پریس، لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ پنڈت صاحب انگریزی سے واقف تھے۔وہ چیف کمشنر کے دفتر میں کام کرتے تھے۔اس بنا پر انھیں سرکاری دستاویزات تک رسائی حاصل تھی، خاص طور پر جنگ آزادی سے متعلق مواد تک۔اسی مواد کی مدد سے انھوں نے یہ کتاب تصنیف کی۔جنگ آزادی کو انگریزوں اور ان کی ہمنوائی میں کئی ہندوستانیوں نے غدر، بغاوت، شورش جیسے نام دیے، مگر پنڈت صاحب اسے محاربہ عظیم کہتے ہیں۔یہ بات کافی اہم ہے۔۱۹۱۶ میں اس کتاب کا چھٹا اور آخری ایڈیشن شائع ہوا۔یہ مقالہ اس اہم تاریخی کتاب کا تجزیاتی مطالعہ کرتا ہے۔	سید عامر سہیل/ شگفتہ حسین۔ جنگِ آزادی۔ محاربہ عظیم۔ نول کشور پریس۔ پنڈت کنہیا لال۔

شعیب احمد	ممتاز معاصر فارسی داستان نویس—— محمود دولت آبادی سبزواری	۱۹۳ تا ۱۹۸	محمود دولت آبادی معاصر ایرانی فکشن کا ایک ممتاز نام ہے۔ وہ زود نویس اور اپنے عہد کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ناول نگار اور افسانہ نگار ہے۔ وہ ۱۹۴۰ میں سبزوار میں پیدا ہوا۔ ۱۹۶۲ میں اس کی پہلی کہانی شائع ہوئی۔ اس نے ہمیشہ اپنے وطن کے مسائل کو موضوع بنایا۔ اسے آرٹ کے نقاد کے طور پر بھی عالمی شہرت حاصل ہے۔ اس نے امریکا، کینیڈا، انگلستان اور جرمنی کی جامعات میں لیکچر بھی دیے ہیں۔ محمود کے افسانوی مجموعوں کی تعداد چھ اور ناولوں کی تعداد گیارہ ہے۔ اس کے ناولوں کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں، تاہم کلیدر اس کا بہترین ناول سمجھا جاتا ہے۔	شعیب احمد۔ محمود دولت آبادی سبزواری۔ فارسی داستان نویسی کلیدر اس۔
شیر علی	برطانیہ میں اردو شاعری کے ابتدائی آثار کی بازیافت	۲۳۷ تا ۲۴۶	اس مقالے میں انگلستان میں اردو شاعری کے آغاز کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اردو ادب کی تاریخ کی کتابوں میں انگلستان کے اردو شعرا کا ذکر تو مل جاتا ہے مگر کس شاعر نے وہاں اردو شاعری کا آغاز کیا، اس سوال کا جواب نہیں ملتا۔ ۱۸۴۰ میں مغل شہنشاہ کے نمائندے نواب کریم خان نے انگلستان کا دورہ کیا۔ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور برطانوی حکام کے کافی قریب تھے۔ نواب کریم نے سیاحت نامہ کے نام سے پہلی اردو ڈائری لکھی۔ اس کتاب میں انھوں نے اس زمانے کے انگلستان کے صحیح صحیح حالات رقم کیے۔ نواب صاحب کے شاعرانہ اظہار کو انگلستان میں اردو شاعری کے آغاز کا پیش خیمہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ بیسویں صدی میں اقبال، فیض، راشد، افتخار عارف، احمد فراز وغیرہ کا نام انگلستان کی اردو شاعری کے سلسلے میں اہم ہیں۔	شیر علی۔ برطانیہ میں اردو شاعری۔ نواب کریم خان۔ سیاحت نامہ۔

صغیر صدف	جدید اردو نظم میں اساطیری تلمیحات کا تنوع	۲۴۷ تا ۲۵۶	جدید اردو نظم تحسین وتنقید کا ہمیشہ ایک وقت موضوع بنی ہے۔نقادوں نے اس کے موضوعات اور ڈکشن کے سلسلے میں مختلف آرا ظاہر کی ہیں۔جدید شعرا نے ایک طرف اپنے ذہنی خلجان کو موضوع بنایا تو دوسری طرف سماجی و سیاسی موضوعات پر لکھا۔انھوں نے جدید حسیت کو تاریخ وتلمیحاتی حوالوں سے پیش کیا۔اس ضمن میں انھوں نے مصر، روم، یونان،عرب ،ایران اور ہندوستان کی تاریخی و اساطیری روایتوں سے استفادہ کیا۔اساطیر وروایات کی طرف جدید شعرا کا رجوع دراصل اپنی ذات کی شناخت کی خاطر تھا۔اس مقالے میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ قدیم روایات واساطیر کی طرف جدید شاعری کا میلان صرف معاصر عہد کے مسائل کی تفہیم کی خاطر نہیں تھا بلکہ نئی ثقافتی حسیت کے رونما ہونے کی نشان دہی بھی کر رہا تھا۔	صغیر صدف۔ جدید اردو نظم۔ اساطیری تلمیحات۔ اساطیری روایت۔
ضیاء الحسن	اقبال اور محمت عاکف ارصوئے کے فکری وفنی اشتراکات	۳۲۹ تا ۳۳۶	محمت عاکف ارصوئے(۱۸۷۳ـ۱۹۳۶) اور علامہ اقبال (۱۸۷۷ـ۱۹۵۸) اپنے اپنے ملکوں کے قومی شاعر ہیں اور دونوں کو شاعر اسلام کا لقب بھی ملا ہے۔دونوں نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خواہش اور سعی کی۔دونوں کی شاعری میں کئی اور عناصر بھی مشترک ہیں۔دونوں نے سرمایہ داریت کے غیر انسانی عناصر کی نشان دہی کی اور صنعتی معاشرے کی خرابیوں کو اجاگر کیا۔انھوں نے مسلم امہ کو یورپی ثقافت کی اندھی تقلید سے خبردار کیا۔اسی طرح دونوں نے اپنی شاعری کا ڈکشن قرآن، سیرت طیبہ اور مسلم روایت سے اخذ کیا۔	ضیاء الحسن۔ محمت عاکف ارصوئے۔ نشاۃ ثانیہ۔
عارفہ شہزاد	کلام فیض مترجمہ لوی لزارڈ	۳۱۹ تا ۳۲۸	فیض کی شاعری کے تراجم کئی لوگوں نے کیے ہیں۔اس مقالے میں لوی لزارڈ کے تراجم فیض کا جائزہ لیا گیا ہے جو ۱۹۸۸ میں ''دی ٹرو سبجیکٹ'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ فیض نے لوی لزارڈ کو اپنی منتخب نظموں کے لفظی تراجم فراہم کیے۔لوی لزارڈ کو یہ سہولت حاصل تھی کہ وہ فیض سے ترجمے کے تمام مسائل زیر بحث لا سکتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ دیگر تراجم کے مقابلے میں یہ تراجم زیادہ مستند ہیں۔	عارفہ شہزاد۔ فیض احمد فیض۔ لوی لزارڈ۔ دی ٹرو سبجیکٹ۔

عارفہ صبح خان	صارفی کلچر اور صارفی ادب ــــ بنیادی مباحث	۱۰۹ تا ۱۲۰	صارفیت نے ادب اور ثقافت کو شدت سے متاثر کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں صارفیت کے اثرات تعلیم، سیاست، صحافت وغیرہ میں بھی نفوذ کر گئے ہیں۔ صارفیت کے بہ یک وقت مثبت اور منفی پہلو ہیں۔ صارفیت کی تشکیل ۱۸۵۷ کی صورتِ حال میں ہوئی تھی۔ تاہم اس میں شدت بیسویں صدی میں آئی۔ اگر اس کے تصور کی تاریخ دیکھیں تو یہ افلاطون و ارسطو کے زمانے سے بھی پہلے کے یونانی فلسفیوں تک پہنچتی ہے۔ صارفیت ادب پر کیوں کر اثر انداز ہوتی ہے اس کا مطالعہ اس مقالے میں کیا گیا ہے۔	عارفہ صبح خان۔ صارفی کلچر۔ صارفی ادب۔
عبدالعزیز ساحر	ملفوظات نگاری: چند فکری اور فنی مباحث	۴۹ تا ۵۶	برصغیر میں ملفوظات کی روایت کا آغاز سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین اجمیری نے کیا۔ وہ اجمیر میں قیام پذیر ہوئے، اور ان کے دست مبارک پر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کے خلفا نے برصغیر کے چپے چپے میں اسلام کی شمع روشن کی۔ چشتی صوفی جب اپنے مریدوں سے ملتے تو انھیں رشد و ہدایت سے سرفراز کرتے۔ ان کی گفتگو کو ان کے مرید محفوظ کر لیتے اور یہی ملفوظات قرار پائے۔ ملفوظات محض چشتی صوفیا کی روحانی تعلیمات کے آئنہ دار نہیں، بلکہ ان کی ادبی قدر و قیمت بھی ہے۔	عبدالعزیز ساحر۔ ملفوظات نگاری۔ سلسلۂ چشتیہ۔ خواجہ معین الدین اجمیری۔
عتیق انور	اردو ناول میں تاریخ کی بازگشت	۱۵۷ تا ۱۶۴	تاریخ اور ناول کی انسانی زندگی میں غیر معمولی اہمیت ہے۔ آدمی تاریخ کے سلسلے میں متجسس رہا ہے۔ اردو ناول پر سماجی و ثقافتی اثرات کے ساتھ ساتھ تاریخ کے اثرات کو بھی با آسانی نشان زد کیا جا سکتا ہے۔ ناول اور تاریخ میں یہ بات مشترک ہے کہ دونوں انسانی زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں۔ تاریخ و ناول کے باہمی رشتے کی مختلف سطحوں کو اس مقالے میں اجاگر کیا گیا ہے۔	عتیق انور۔ اردو ناول۔ تاریخ کی بازگشت۔

غلام اکبر	گلستانِ سعدی کے یورپی زبانوں میں تراجم	۲۰۷ تا ۲۱۳	گلستان سعدی، شیخ سعدی کی ایک عظیم کتاب ہے۔اس کی اہمیت اور معنویت کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے۔اس بنا پر دنیا کی کئی زبانوں میں اس کتاب کے تراجم ہوئے ہیں۔اخلاقیات دنیا کے تمام لوگوں کی مشترکہ وراثت ہے۔ایک ملک اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اس نے ایک ایسا اخلاقی نظام وضع کیا جسے بعد کی نسلوں نے بھی جاری رکھا۔اس ضمن میں گلستان سعدی کا مرتبہ عظیم ہے۔اس مقالے میں اس کتاب کے مختلف یورپی زبانوں میں ہونے والے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔	غلام اکبر۔ شیخ سعدی۔ گلستانِ سعدی۔
غلام عباس گوندل / نسیم عباس احمر	اردو افسانے میں کردار نگاری کے مباحث	۱۹۹ تا ۲۰۶	اس لیے ضروری ہے کہ کردار نگاری پر مصنف کو مہارت حاصل ہو۔کردار نگاری ہے کیا؟ اس سوال کے جواب میں نقادوں نے مختلف آرا ظاہر کی ہیں۔اس مقالے میں عبدالقادر سروری، اویس احمد ادیب، سید وقار عظیم، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر نکہت ریحانہ خان اور شمس الرحمان فاروقی کے خیالات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	غلام عباس گوندل / نسیم عباس احمر۔اردو افسانہ۔کردار نگاری۔عبدالقادر سروری۔ سید وقار عظیم۔ ڈاکٹر سلیم اختر۔
فرزانہ کوکب / ارم سلیم	کشور ناہید اور زاہدہ حنا: تانیثی شعور (منتخب اخباری کالموں کے تناظر میں)	۱۶۳ تا ۱۷۸	کشور ناہید اور زاہدہ حنا مشہور تانیثی لکھاری ہیں۔اس مقالے میں ان دونوں کی ان تحریروں کو موضوع بنایا گیا ہے جو اخباری کالموں کی صورت روزنامہ جنگ اور روزنامہ ایکسپریس میں شائع ہوئیں۔اس مقالے میں ان کی تحریروں میں پیش ہونے والے عورتوں کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔عورت کی ذات و زندگی کے کون سے پہلو اخباری کالم میں پیش ہوتے یا ہوسکتے ہیں، اس سوال کا جواب بھی اس مقالے میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔	فرزانہ کوکب / ارم سلیم۔کشور ناہید۔زاہدہ حنا۔ اخباری کالم۔ تانیثی شعور۔

فیصل کمال حیدری	بیدار بخت بطور مترجم (تجزیاتی مطالعہ)	۲۷۹ تا ۲۸۶	اردو شاعری سے انگریزی میں ترجمے کی روایت ایک سو پچاس سال پرانی ہے۔میجر ہنری کورٹ، جی۔ای۔وارڈ اور سی ایس ٹیوٹ جیسے مستشرقین نے سودا اور حالی کے کلام کو تعلیمی مقاصد کے تحت ترجمہ کیا۔اگرچہ اب اردو شاعری کے انگریزی تراجم کا ایک بڑا ذخیرہ وجود میں آچکا ہے مگر یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب تراجم کا معیار تسلی بخش ہے۔ڈاکٹر بیدار بخت کا شمار ایسے مترجمین میں ہوتا ہے جنھوں نے انگریزی میں اردو شاعری کو ترجمہ کرتے وقت اردو شاعری کے مفہوم کو اہمیت دی ہے۔اب تک ان کی بیس مترجمہ کتب شائع ہو چکی ہیں جنھیں انھوں نے اپنی ایک کنیڈین دوست کی مدد سے کیا ہے۔وہ اپنے تراجم میں مفہوم کو منتقل کرنے میں تو کامیاب ہیں مگر اردو شاعری کے عروضی آہنگ کو نہیں۔بایں ہمہ غیر ملکی قارئین کے لیے انھوں نے اردو شاعری کو قابل فہم بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔	فیصل کمال حیدری۔ بیدار بخت۔ جی ای وارڈ۔ سی ایس ٹیوٹ۔
فیض رسول انصاری	حافظ محمود شیرانی بہ حیثیت شاعر	۲۵۷ تا ۲۶۸	حافظ محمود شیرانی اردو تحقیق کے امام تصور کیے جاتے ہیں، تاہم انھوں نے شاعری بھی تخلیق کی۔اگرچہ یہ مقدار میں کم ہے مگر اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے گراں مایہ ہے۔ان کی شاعری میں تخیل کا عنصر فراواں، شاعرانہ آرٹ کا عمدہ استعمال ہے۔انھوں نے لندن جانے سے پہلے جو شاعری کی اس میں ہمیں اس طرح کی رومانی فضا ملتی ہے جو اختر شیرانی کے یہاں ظاہر ہوئی۔لندن واپسی پر لکھی گئی شاعری میں قومیت کے جذبات اور کلاسیکی اسلوب ملتے ہیں۔	فیض رسول انصاری۔ حافظ محمود شیرانی۔ اردو تحقیق۔ شاعرانہ آرٹ۔ اختر شیرانی۔

قدیر انجم باجوہ	محمد حسن عسکری اور فرانسیسی تخلیق کار، ذہنی اشتراک وانسلاک	۲۸۷ تا ۲۹۴	محمد حسن عسکری اردو ادب کی ممتاز شخصیت ہیں۔ انھیں عالمی ادب اور خصوصاً فرانسیسی ادب سے گہرا لگاؤ تھا۔ فرانسیسی ادب سے ان کی دل چسپی کے بعض اسباب ہیں۔ ایک سبب یہ ہے کہ مسلمان برطانوی قوم کے مقابلے میں فرانسیسی قوم کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ مثلاً ٹیپو سلطان نے برطانویوں کے خلاف فرانسیسیوں سے مدد طلب کی تھی۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ فرانسیسی ادب میں بعض مابعدالطبیعیاتی عناصر ہیں جو برطانوی فکر میں موجود نہیں۔ اسے حسن عسکری زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ فرانسیسی ادب میں صنعتی معاشرے پر یہ تنقید کی گئی ہے کہ اس نے انسان سے اس کی آزادی چھین لی ہے۔ انھی اسباب کی بنا پر عسکری فرانسیسی ادب کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے۔	قدیر انجم باجوہ۔ محمد حسن عسکری۔ فرانسیسی ادب۔
محمد اکرام چغتائی	الیسینڈرو بوسانی	۳ تا ۱۵	الیسینڈرو بوسانی اٹلی سے تعلق رکھنے والا ایک بڑا مستشرق تھا جس نے اقبال کے کلام اور فلسفے کا ایک بڑا حصہ اٹلی کی زبانوں میں ترجمہ کیا۔ اس نے اقبال کے فکروفن کو یورپی ادب میں متعارف کروایا۔ انھوں نے نہ صرف چند ہندوستانی اسلوب کے حامل فارسی شعراء کا تعارف پیش کیا بلکہ برعظیم میں اسلام کے نرم مذہبی نظریات کو بھی دنیا کے سامنے پیش کیے۔ ۱۹۶۰ء میں حکومتِ پاکستان نے اے۔ بوسانی کی خدمات کا اعتراف کیا۔ تمغۂ امتیاز کے ساتھ ان کی تصویر شائع کی گئی اور ان کا ایک نادر خط دریافت کر کے شائع کیا گیا۔	محمد اکرام چغتائی۔ الیسینڈرو بوسانی۔ اٹلی۔
محمد امتیاز احمد	جدید علامتی شاعری	۹۳ تا ۱۰۰	جدید علامتی شاعری معانی کے کئی رنگوں اور معانی کی کئی سطحوں کی حامل ہے۔ علامتی شاعر کا تخیل پابند نہیں ہوتا۔ اردو کی علامتی شاعری جدید مغربی شاعری اور مقامی حالات کی پیداوار ہے۔ علامتی شاعری کا معنی تناظر کی تبدیلی سے بدل جاتا ہے۔	محمد امتیاز احمد۔ جدید علامتی شاعری۔ مغربی شاعری۔

محمد امین خاور	شرر کی تصنیف ''ہندوستان کی موسیقی'' کا تجزیاتی مطالعہ	۲۲۹ تا ۲۳۶	عبدالحلیم شرر کثیر الجہات ادبی شخصیت تھے۔انھوں نے دیگر موضوعات کے علاوہ ہندوستان کی موسیقی پر بھی ایک کتاب تصنیف کی۔اصل میں یہ کتاب ان کے اس مقالے پر مشتمل ہے جو انھوں نے ۱۹۱۶ میں بڑودہ کانفرنس میں پیش کیا تھا۔انھوں نے اس کتاب میں عربی، ایرانی اور ہندی موسیقی کی تاریخ لکھی ہے۔شرر نے موسیقی کی تاریخ لکھنے کے علاوہ بعض ایسی تجاویز بھی دی ہیں جن کی مدد سے ہندوستانی موسیقی کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔	محمد امین خاور۔ عبدالحلیم شرر۔ ہندوستانی موسیقی۔ موسیقی کی تاریخ۔
محمد فخر الحق نوری	اختر شیرانی کا جمالیاتی ذہن اور نقدِ راشد (تجزیاتی مطالعہ)	۳۳۷ تا ۳۴۸	اختر شیرانی اردو کی رومانوی شاعری کا سب سے اہم حوالہ ہے۔ اس کی شاعری میں فرد کے عشقیہ جذبات کو واضح انداز میں ظاہر کیا گیا ہے۔سلمیٰ نام کے ایک فرضی نسوانی کردار کی مدد سے شیرانی نے ایک منفرد رومانوی فضا پیدا کی ہے، جس کی طرف اکثر نقادوں نے توجہ کی ہے۔اس ضمن میں راشد کو بہ طور نقاد اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔راشد نے اپنے سینئر معاصر کی شاعری کا تجزیہ کیا اور اس کا اثر بعد کی تنقید پر دیکھا جاسکتا ہے۔ مقالے میں ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔ اختر شیرانی۔ ن م راشد۔ نسوانی کردار۔
محمد کامران	معاصر پاکستانی ادب اور کلچر میں عالمگیر رسائی کا ترجمہ اور کھوج	۱۵ تا ۲۷	نئے علوم کی آمد سے پوری دنیا میں ادب میں ہمہ گیریت آگئی۔ اس حوالے سے پاکستان کے معاصر ادب اور تخلیق کاروں پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آیا پاکستانی ادب میں ہمہ گیریت موجود ہے۔اس میں عالمگیر رجحانات موجود ہیں یا نہیں اور یہ کہ پاکستانی ادیب کی آواز پاکستان سے باہر بھی کہیں پہنچ پاتی ہے یا نہیں۔جن ادیبوں نے دنیا میں ہونے والی عالمگیر تبدیلیوں کو محسوس کیا اور ان کو ادب میں پیش کیا ان کی تحریروں میں ایک نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ہر خطے کا ادب اس کی تہذیب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔پاکستانی ادب میں بھی پاکستانی تہذیب کے گوناگوں رنگ نظر آتے ہیں لیکن معاصر پاکستانی ادب میں عالمگیر رجحانات موجود ہیں یا نہیں اس مقالے میں ان رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد کامران۔ ہمہ گیریت۔ پاکستانی ادب۔ عالمگیر رجحانات۔

محمد ہارون عثمانی	مخزن میں مخزونہ اقبالؔ کا شعری سرمایہ: ایک تحقیقی جائزہ	۱۲۹ تا ۱۴۲	مخزن کا آغاز ۱۹۰۱ میں شیخ عبدالقادر نے کیا اور اس میں علامہ اقبال کی شاعری بھی شائع ہونا شروع ہوئی۔ شیخ عبدالقادر سے اقبال کے گہرے ذاتی، دوستانہ مراسم تھے۔ مخزن میں اقبال کی شائع ہونے والی شاعری اس اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں سے بہت سا حصہ اقبال نے یا تو مسترد کر دیا یا اس میں ترمیم و تبدیلی کی۔ بانگ درا میں اقبال کی شائع ہونے والی شاعری اولاً مخزن ہی میں شائع ہوئی۔ اس مقالے میں اقبال کی اس تمام شاعری کا مطالعہ کیا گیا ہے جو مخزن میں محفوظ ہے۔ ڈاکٹر انیا زندیم نے مخزن کے اشاریے میں اقبال کی شاعری کے ایک بڑے حصے کی نشان دہی نہیں کی۔ اس مقالے میں مخزن میں اقبال کی چھپنے والی مکمل شاعری کا احاطہ کیا گیا ہے۔	محمد ہارون عثمانی۔ علامہ اقبال۔ مخزن۔ شیخ عبدالقادر۔ ڈاکٹر انیا زندیم۔
محمد آصف	تحریکِ آزادیِ نسواں اور اقبال	۷۹ تا ۹۲	علامہ اقبال کے بارے میں عام تصور ہے کہ انھوں نے عورت کی آزادی کے سلسلے میں قدامت پسندانہ تصور اختیار کیا۔ یہ مقالہ اس تصور کو چیلنج کرتا ہے۔ اقبال عورت کی آزادی کے نہیں، اس کی لامحدود آزادی کے مخالف تھے۔ انھوں نے عورت کی تعلیم، سماج میں کردار کے سلسلے میں ایک معتدل تصور اختیار کیا۔ وہ اس ضمن میں انتہا پسند نہیں تھے۔	محمد آصف۔ علامہ اقبال۔ آزادیِ نسواں۔
محمد یار گوندل	آخرِ شب کے ہم سفر —— اشتراکیت کا استعارہ	۲۱۳ تا ۲۲۸	قرۃ العین حیدر کا ناول آخرِ شب کے ہمسفر برصغیر کے سماجی سیاسی پس منظر میں لکھا گیا ایک اہم ناول ہے۔ تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد کے زمانے کا احاطہ اس ناول میں کیا گیا ہے۔ ناول میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اشتراکی تحریک کا آغاز جوش اور ولولے سے ہوا، لیکن موقع پرست راہنماؤں کی وجہ سے یہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی۔ تحریکی کارکن، جو اس کی آئیڈیالوجی کے سحر میں مبتلا تھے، اس وقت شدید مایوسی کا شکار ہوئے، جب انھوں نے راہنماؤں کے حقیقی چہرے دیکھے۔ یہ مقالہ اس ناول کے مرکزی موضوع کا تجزیاتی مطالعہ کرتا ہے۔	محمد یار گوندل۔ قرۃ العین حیدر۔ آخرِ شب کے ہم سفر۔ اشتراکیت۔

مزمل حسین	صنعتِ تجنیس کا تحقیقی مطالعہ	۱۲۱ تا ۱۲۸	تجنیس اردو اور فارسی ادبیات میں کثرت سے استعمال ہونے والی صنعت ہے۔تجنیس صنائع لفظی میں سب سے مؤثر صنعت ہے۔عربی اور فارسی ادبیات میں اس صنعت کی جڑیں گہری ہیں، اور وہیں سے یہ اردو میں آئی۔تجنیس کی مختلف ذیلی صورتیں ہیں۔ کلاسیکی اردو شاعری میں اس صنعت کا استعمال کثرت سے ہوا ہے،تاہم جدید اردو شاعری میں بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔صنعتِ تجنیس سے اردو زبان کی وسعت اور تنوع کا علم ہوتا ہے۔اس مقالے میں اس صنعت کا تحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔	مزمل حسین۔ صنعتِ تجنیس۔ صنائع لفظی۔
ناصر عباس نیر	یک جہاں معنی تنومند است از پہلوے سخن (شعریات اور تعبیری)	۳۰۵ تا ۳۱۸	معنی کی کثرت ادب کی شعریات کا کلیدی و داخلی اصول ہے۔ معانی کی مختلف سطحیں تخلیق کا لازمی جزو ہیں۔کارل پاپر نے تین دنیاؤں کا ذکر کیا ہے: پہلی، دوسری اور تیسری دنیا۔پہلی دنیا باہر کی حقیقی دنیا ہے؛ دوسری دنیا ہماری ذہنی دنیا ہے اور تیسری دنیا متون اور کتابوں کی دنیا ہے۔ جب ہم ادب کا مطالعہ محض پہلی دنیا کے تناظر میں کرتے ہیں تو اس میں فقط ایک معانی تلاش کرتے ہیں،مگر جب ہم ادب کی محدود خودمختاری کو تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں اس میں کثیر،متنوع معانی دکھائی دیتے ہیں۔ مقالے میں غالب اور اقبال کی شاعری کے حوالے سے نقطۂ نظر واضح کیا گیا ہے۔	ناصر عباس نیر۔ ادب کی شعریات غالب۔ اقبال۔ کارل پاپر۔
نجم الرشید	تذکرۂ مردم دیدہ، طبع تہران (ایران) تعارف و تجزیہ	۱۰۱ تا ۱۰۸	مردم دیدہ فارسی شاعری کا تذکرہ ہے جسے بارھویں صدی ہجری میں عبدالحکیم حاکم لاہوری نے تصنیف کیا۔اردو اور فارسی کے ممتاز عالم ڈاکٹر سید عبداللہ نے اسے مدون کرکے پنجابی ادبی اکادمی سے شائع کیا۔ایرانی سکالر علی رضا نے اسے ۲۰۱۱ میں کتاب خانۂ تہران سے دوبارہ شائع کیا۔اس مقالے میں اس تذکرے کا تعارف کروایا گیا اور اس کی خصوصیات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	نجم الرشید۔ مردم دیدہ۔ عبدالحکیم حاکم لاہوری۔ سید عبداللہ۔ علی رضا۔ کتاب خانۂ تہران۔

ندیم عباس اشرف	''شہرِ غزل'' مجید امجد کا ایک نادر تذکرہ	۲۹۵ تا ۳۰۴	اس تذکرے میں شاعروں کے مختصر حالاتِ زندگی بیان ہوئے ہیں اور ان کی شاعری پر اختصار سے تنقیدی آرا شامل ہیں۔ اس تذکرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح منٹگمری کے شعرا نے لاہور کی شعری روایت کی تشکیل میں حصہ لیا۔ نیز انھوں نے کس طرح لاہور کی شعری روایت سے اثرات بھی قبول کیے۔ ابتدا میں تین شعرا نے دعویٰ کیا کہ انھوں نے یہ تذکرہ مرتب کیا تھا مگر اس مقالے کے مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اس کے مرتب اصل میں مجید امجد ہی تھے۔	ندیم عباس اشرف۔ مجید امجد۔ منٹگمری۔ شہرِ غزل۔ تذکرہ۔

بازیافت: ۲۳ (۲۰۱۳ء)

مدیر: محمد فخر الحق نوری؛ شعبہ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
تقدیس زہرا	چند اساطیری علامات	۲۳۷ تا ۲۴۴	ادب خلا میں تخلیق نہیں ہوتا بلکہ اس کا اپنی دھرتی کی تاریخ اور تہذیب سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں اپنی زمین میں ہوتی ہیں۔ اردو شاعری بھی اپنی تاریخ اور تہذیب کی پیداوار ہے۔ تاریخی اور تہذیبی انقلابات اساطیر کا روپ دھار لیتے ہیں۔ اس مقالے میں اردو شاعری کی اساطیری علامات کا مطالعہ کیا گیا ہے اور دنیا بھر کی اساطیری اور دیومالائی روایات میں مشترک علامات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔	تقدیس زہرا۔ اساطیری علامات۔ دیومالائی روایات۔
جواز جعفری	کلاسیکی موسیقی میں گھرانے کا تصور	۲۰۳ تا ۲۱۴	موسیقی میں گھرانے کا تصور عام مفہوم سے مختلف ہے۔ کلاسیکی موسیقی میں یہ لفظ ایک معروف علمی و تہذیبی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ موسیقی کی دنیا میں گھرانہ سے مراد کسی خاص استادِ فن کے خاندان کے موسیقی کے فن سے وابستہ افرادِ خانہ اور اس کے شاگردوں کا سلسلہ ہے۔ اس مقالے کے مصنف نے اس بات کی تحقیق کی ہے کہ یہ گھرانے کیسے وجود میں آئے اور گھرانہ سازی کے تصور کے پیچھے کیا محرکات تھے۔	جواز جعفری۔ کلاسیکی موسیقی۔ گھرانہ۔ راگ۔ سُر۔
خالدہ اقبال یاسر	ادب اور مساواتِ انسانی	۸۳ تا ۱۰۲	مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ ادیبوں کے لیے مساوات کا تصور ایک خواب یا ارمان جیسا ہے۔ مساوات کے حوالے سے مختلف ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات میں جو نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ مصنف نے ان کا جائزہ لیا ہے۔ مصنف نے میر، غالب، اقبال، احمد ندیم قاسمی، حبیب جالب، فیض اور مجید امجد کے کلام اور پریم چند، مرزا حامد بیگ، جمال ابڑو اور کئی دیگر ادیبوں کے افسانوں سے مثالیں پیش کی ہیں۔	خالدہ اقبال یاسر۔ ادب اور مساوات۔ میر تقی میر۔ غالب۔

خالد محمود خٹک	بلوچستان میں اردو کے ابتدائی سفرنامے	۱۴۷ تا ۱۵۴	بلوچستان میں اردو سفرنامے پر توجہ قدرے تاخیر سے ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ یہاں کے اردو لکھنے والوں نے شاعری کے مقابلے میں نثری اصناف کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اس مقالے میں اس خطے میں لکھے جانے والے سفرناموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے سفرنامے بھی ہیں جو شائع تو ہوئے لیکن کتابی صورت میں نہیں ہیں، بلکہ مختلف رسائل میں سلسلے وار شائع ہوتے رہے۔	خالد محمود خٹک۔ بلوچستان۔ اردو سفرنامہ۔ محمد حسین عنقا۔ ڈاکٹر انعام الحق۔
ذوالفقار علی	کرنل محمد خان کے سفرناموں میں احساسِ جمال	۲۲۹ تا ۲۳۵	کرنل محمد خان کے دو سفرنامے شائع ہوئے، دونوں میں مزاح کے وافر نمونے ملتے ہیں۔ ''سلامت روی'' جمالیاتی اسلوب کا حامل ہے اور ''بجنگ آمد'' میں زندگی کی شگفتگی اور لطافت کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ جمال پسندی کے احساس نے کرنل محمد خان کے سفرناموں کو دل کشی اور دلچسپی عطا کی ہے۔	ذوالفقار علی۔ کرنل محمد خان۔ سفرنامہ۔ بسلامت روی۔ بجنگ آمد۔
سعادت سعید	منطقی اثباتیت، مابعد الطبیعیات اور اخلاقیات	۷۵ تا ۸۴	عہد جدید میں لسانی فلسفوں، منطق اور اثباتی فلسفیوں نے مابعد الطبیعیات کو بے معنی اور غیر سائنسی قرار دے کر عہد قدیم کی تمام مشرقی و مغربی دانش پر فکری اعتبار سے ضرب کاری لگائی ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے لکھا ہے کہ سائنسی طریقہ کار کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ منطقی اثباتیت کا نقطۂ نظر محدود ہے اور وہ اسے اخلاقی، جذباتی اور سماجی مسائل کے حل کے لیے استعمال کرنے سے گریزاں ہے۔	سعادت سعید۔ منطقی اثباتیت۔ مابعد الطبیعیات۔ اخلاقیات۔ سائنسی طریقہ کار۔
سلیمان اطہر	پاکستانی جامعات میں اردو کا حال: ایک اجمالی جائزہ	۱۲۹ تا ۱۳۶	قیام پاکستان کے وقت اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا۔ اس کے باوجود پاکستان کی سرکاری زبان کے طور پر انگریزی ہی رائج رہی۔ اس مقالے میں پاکستانی جامعات میں اردو حال، مقام اور قدر و قیمت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں سرکاری اور غیر سرکاری جامعات میں اردو زبان و ادب کے شعبے کہاں کہاں قائم ہیں اور وہاں کس سطح کی تعلیم دی جا رہی ہے۔	سلیمان اطہر۔ پاکستانی جامعات۔ اردو زبان۔

ضیاء الحسن	زبدا .....ایک مطالعہ	۳۱۷ تا ۳۲۵	اسد محمد خان ایک نمایاں افسانہ نگار ہیں۔زبدا اسد محمد خان کے نمائندہ افسانوں میں سے ہے۔اس افسانے میں اسد محمد خان کا مخصوص طنزیہ، کھردرا اور حقیقت سے مطابقت رکھنے والا اسلوب نظر آتا ہے۔اس افسانے کا زمانہ شیر شاہ سوری کا زمانہ ہے۔اس مقالے میں زبدا کا مکمل تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	ضیاء الحسن۔ زبدا۔ اسد محمد خان۔ افسانہ نگار۔
طارق ہاشمی	کلاسیکی اردو غزل میں حیوانی علامات	۲۱۵ تا ۲۲۸	اس مقالے میں اردو غزل میں حیوانات کے ذکر یا حیوانی تشبیہات و استعارات کا مفصل مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔کلاسیکی اردو غزل میں بہت سے ایسے مسائل پیش کیے گئے جن کے احاطے کے لیے شعراء نے حیوانات کو بطور علامت استعمال کیا۔مقالہ نگار نے ولی، میر، آتش، غالب اور قلی قطب شاہ کے اشعار نمونے کے طور پر پیش کیے۔	طارق ہاشمی۔ کلاسیکی اردو غزل۔حیوانی علامات۔
ظہور احمد اظہر	حضرت داتا صاحب کی سیاحت پاک و ہند	۴۱ تا ۶۲	حضرت داتا گنج بخش نے حکم ربانی اور تاکید نبوی کے مطابق سیر و سیاحت کو اپنے لیے ضروری سمجھا اور وہ اہل علم و عرفان سے فیضیاب ہونے کے لیے گھومتے رہتے تھے۔اس مقالے میں محقق نے داتا صاحب کی سیاحت کی تفصیلات پیش کی ہیں۔	ظہور احمد اظہر۔ حضرت داتا گنج بخش۔سید حسن ہجویری۔ کشف المحجوب۔
عارفہ شہزاد	کلام فیض مترجمہ شیو کے کمار	۳۰۵ تا ۳۱۶	کلام فیض کے انگریزی تراجم کئی مترجمین نے کیے۔شیو کے کمار کے تراجم کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے سب سے زیادہ تعداد میں فیض کی نظموں، غزلوں اور قطعات کو تراجم کے قالب میں ڈھالا ہے۔یہ تراجم کتابی شکل میں ۱۹۹۵ء میں نئی دہلی سے شائع ہوئے۔	عارفہ شہزاد۔ فیض احمد فیض۔ شیو کے کمار۔
علمدار حسین بخاری	نوآبادیاتی تاریخی ڈسکورس اور فکشن (مماثلتیں اور امتیازات)	۱۰۳ تا ۱۱۵	کہانی اور تاریخ دونوں انسانی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔تاریخ اور کہانی گو کہ مختلف ہیں لیکن ان کا ازل کا ساتھ ہے۔مصنف نے بتایا کہ فکشن کی تخلیق میں تاریخ کس طرح اس کے سیاق و سباق کا حصہ بنتی ہے۔اس حوالے سے نوآبادیاتی عہد کی تاریخ کو فکشن کا حصہ بنانے والے ادیبوں کا ذکر بھی کیا ہے۔	علمدار حسین بخاری۔نوآبادیاتی تاریخی ڈسکورس۔ اردو فکشن۔تاریخ۔ ادب۔

عمارہ اقبال	احمد ندیم قاسمی: انسانی عظمت کا شاعر	۲۴۵ تا ۲۵۸	احمد ندیم قاسمی ترقی پسند تحریک کے نمائندہ اور بیسویں صدی کے مقبول شاعر ہیں۔ انسان دوستی اور انسانی عظمت ان کی شاعری کا محور و مرکز ہے۔ وہ انسان سے بحیثیت انسان پیار کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے وہ اشعار شامل کیے گئے ہیں جن میں عظمتِ انسانی کو پیش کیا اور انسانوں کے استحصال کے خلاف آواز اٹھائی۔	عمارہ اقبال۔ احمد ندیم قاسمی۔ ترقی پسند تحریک۔
عنبرین انصاری	اردو تنقید اور خواتین نقادوں کا نظریاتی شعور	۱۲۹ تا ۱۹۰	اس مقالے میں مصنفہ نے خواتین نقادوں کی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ مصنفہ نے کہا ہے کہ اردو ادب کی تاریخ خواتین تنقید نگاروں کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے لیکن نقادوں اور تاریخ نویسوں نے ہمیشہ خواتین نقادوں کو نظر انداز کیا ہے۔ مقالے میں خواتین نقادوں کے نظریات بھی پیش کیے گئے ہیں۔	عنبرین انصاری۔ اردو تنقید۔ خواتین نقاد۔ رشید جہاں۔ کشور ناہید۔ فہمیدہ ریاض۔
محمد ارشد	برعظیم پاک و ہند میں مستند انگریزی ترجمۂ قرآن کی تحریک	۹ تا ۴۰	اس مقالے میں برعظیم پاک و ہند میں قرآن پاک کے انگریزی تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بطور خاص اس حوالے سے مولانا اشرف علی تھانوی کی کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مولانا عبدالماجد سے مولانا اشرف علی تھانوی کی خط و کتابت اور مولانا عبدالماجد کے ترجمہ و تفسیر کی تفصیلات بھی پیش کی گئی ہے۔	محمد ارشد۔ برعظیم و پاک و ہند۔ ترجمہ قرآن۔ مولانا اشرف علی تھانوی۔ مولانا عبدالماجد۔
محمد اکرام چغتائی	اردو مثنوی 'عشق نامہ'' کا ایک واحد مصور قلمی نسخہ (تعارف)	۶۳ تا ۷۳	اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ اختر کو فنونِ لطیفہ سے خاصی دلچسپی تھی۔ اختر کی تصانیف میں فارسی مثنوی ''عشق نامہ'' بھی شامل ہے۔ یہ ایک سو اکیس داستانوں پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی کے دو قلمی نسخے دستیاب ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں اس مثنوی کے نقش و نگار سے مزین نسخے کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	محمد اکرام چغتائی۔ اردو مثنوی۔ اودھ۔ واجد علی شاہ اختر۔ عشق نامہ۔
محمد سفیان صافی	اقبال بنام شاد۔ شاد اقبال مراسم و تعلقات کی نوعیت۔	۱۵۳ تا ۱۶۸	اقبال کے حیدر آبادی دوستوں میں مہاراجہ کشن پرشاد کا نام سرفہرست ہے۔ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں جب حیدر آباد کا پہلا سفر کیا تو اس وقت مہاراجہ کشن پرشاد صدارت عظمٰی کے عہدہ پر فائز تھے۔ اقبال ان کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور ہمیشہ کے لیے ان کے گرویدہ ہو گئے۔ اس مقالے میں اقبال کے مہاراجہ کشن پرشاد کے نام مکتوبات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد سفیان صافی۔ علامہ اقبال۔ حیدر آباد۔ مہاراجہ کشن پرشاد۔

محمد فخر الحق نوری	اداریہ	۷ تا ۸	اداریے میں مدیر نے اس شمارے کے مندرجات کے بارے میں بتایا ہے۔اس شمارے کے لیے نامور محققین اور نقادوں کے ساتھ ساتھ نوآمیز اہلِ قلم اور محققین نے بھی اپنی نگارشات پیش کی ہیں۔	محمد فخر الحق نوری۔ بازیافت۔
محمد فخر الحق نوری	راشد کی چند نثری نظمیں	۳۲۷ تا ۳۴۶	اس مقالے میں ایک تدوینی کاوش کو پیش کیا گیا ہے جس میں راشد کی پانچ ایسی نظمیں منظرِ عام پر لائی جا رہی ہیں جن کی اشاعت نہیں ہوئی۔یہ نظمیں رشاد کے ذاتی کاغذات میں موجود تھیں جو ان کی بیٹی اور داماد کے پاس محفوظ تھیں۔اس مقالے میں ان نظموں کا تدوین شدہ متن اور عکسی نقول شامل کی گئی ہیں۔	محمد فخر الحق نوری۔ ن۔م۔راشد۔ فاروق حسن۔ یاسمین حسن۔تسبیح۔ دکان۔مقدس گھڑی۔
محمد کامران	کلاسیکی اردو شاعری کی تدریس اور فروغ میں انٹرنیٹ کا کردار	۳ تا ۱۳	کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے استعمال سے دنیا سمٹ گئی ہے۔انٹرنیٹ کے جہاں کئی اور فوائد ہیں ان میں ایک تعلیم و تدریس بھی ہے۔ اس مقالے میں کلاسیکی اردو شاعری کی تدریس اور فروغ کے حوالے سے انٹرنیٹ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد کامران۔ انٹرنیٹ۔ کلاسیکی اردو شاعری۔
مرغوب حسین طاہر	محمد حسین ادیب: اردو کا فراموش کردہ نقاد	۲۸۷ تا ۳۰۴	یہ مقالہ اردو کے ایک فراموش کردہ نقاد محمد حسین ادیب کے متعلق ہے۔مولانا محمد حسین ادیب ایک جید عالم دین ہونے کے ناطے عربی اور فارسی پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ہندی اور سنسکرت پر بھی دست رس حاصل تھی۔ انھوں نے اردو شاعری بطور خاص غزل کی حمایت میں مضامین لکھے اور اردو شاعری پر اٹھنے والے کئی اعتراضات کے تسلی بخش جوابات بھی دیے۔	مرغوب حسین طاہر۔محمد حسین ادیب۔اردو تنقید۔ الطاف حسین حالی۔
نورین رزاق	بیرونِ ملک مقیم پاکستانی خواتین افسانہ نگار	۲۵۹ تا ۲۷۶	اس مقالے میں تارکینِ وطن خواتین افسانہ نگاروں کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان خواتین افسانہ نگاروں نے اردو افسانے کی روایت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ بیرونِ ملک رہنے والے افسانہ نگاروں نے اجنبی معاشروں اور نئی دنیاؤں کے مشاہدات اور تجربات کو اپنی کہانیوں کا حصہ بنایا اور اپنی شناخت اور تشخص کو بھی برقرار رکھا۔	نورین رزاق۔ خواتین افسانہ نگار۔ حمیدہ معین۔ نگہت نسیم۔ محسنہ جیلانی۔

وقاراللہ باز	اردو صحافت کا ایک اہم باب ہفت روزہ چٹان، لاہور	۱۱۷ تا ۱۲۸	ہفت روزہ چٹان ۱۹۴۹ء میں شورش کاشمیری کی زیرِ ادارت جاری ہوا۔ مولانا ظفر علی خان اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیات شورش کاشمیری کی معنوی راہ نما تھیں۔ چٹان ایک معیاری سیاسی جریدہ تھا۔ اس مقالے میں اردو صحافت میں چٹان کے کردار کی وضاحت کی گئی ہے اور چٹان کا مکمل تعارف پیش کیا گیا ہے۔	وقاراللہ باز۔ اردو صحافت۔ چٹان۔ شورش کاشمیری۔ ابوالکلام آزاد۔ مولانا ظفر علی خان۔
یاسمین سلطانہ	اردو کے افسانوی ادب پر معاشرتی اور سیاسی تحریکوں کے اثرات	۱۹۱ تا ۲۰۲	افسانوی ادب اپنے عہد کے سیاسی وسماجی حالات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ اس مقالے میں مصنفہ نے بتایا ہے کہ کس طرح مختلف ادوار میں ابھرنے والی سیاسی اور معاشرتی تحریکوں نے افسانوی ادب کو متاثر کیا۔ مقالے میں ۱۸۵۷ء سے لے کر عہدِ حاضر تک اردو فکشن پر سیاسی وسماجی حالات کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	یاسمین سلطانہ۔ اردو فکشن۔ سیاسی تحریکیں۔

بنیاد: ا(۲۰۱۱ء)

مدیر: سید نعمان الحق، گرمانی مرکزِ زبان و ادب، لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابوالکلام قاسمی	کلاسیکی اردو شاعری میں طنز و مزاح کی روایت	۹ تا ۲۲	اس مضمون میں اردو کلاسیکی شاعری میں طنز و مزاح کی روایت کو بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے بحث کی ہے کہ غزل ایمائی اور رمزیہ اسلوب کے طفیل ہر طرح کے موضوعات کو مرثیہ، قصیدہ اور مثنوی کے علی الرغم قبول کرنے کے باعث کامیاب ترین صنف ہے۔	کلاسیکی اردو شاعری۔ ابوالکلام قاسمی۔ ظریفانہ اور مزاحیہ شاعری۔ غزل کی صنف
ایم خالد فیاض	اردو افسانے کی تنقید۔ مختصر تحقیقی جائزہ	۳۱۷ تا ۳۲۶	اس مضمون میں اردو روایت میں فکشن کی ادبی تنقید کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔ انگریزی ادب میں تنقید کی تاریخ کا مختصر جائزہ پیش کرنے کے بعد مصنف نے بالکل آغاز سے ہمارے عہد تک، اردو ادب کی تنقید کے بڑے مکاتب کی تفصیلی درجہ بندی کی ہے۔	اردو افسانے کی تنقید۔ فکشن کی ادبی تنقید۔ ایم فیاض خالد۔
آصف فرخی	نذیر احمد کا غدر	۷۱ تا ۹۰	اس مضمون میں نذیر احمد کی تحریروں میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے واقعات کی تصویر کشی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں نشاندہی کی گئی ہے کہ نذیر احمد کی تحریروں اور ان کے نظریات کی تاریخی منصوبہ بندی سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے واقعات کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر انگریزوں کے نقطۂ نظر سے زیادہ مختلف نہ تھا جو اس تحریک کو بغاوت کے نظریے سے دیکھتے تھے۔	نذیر احمد۔ آصف فرخی۔ ۱۸۵۷ء۔ ابن الوقت۔
پرشانت کیشاو مورتی	The Material Limits of Ideal Bodies in Sarmad Sehbai's Mah-e'uryan	19 to 32	مضمون کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ کلاسیکی اردو اور فارسی غزل میں ''اجسام'' کے بارے میں کیا نقطۂ نظر ہے اور اس کے تین ممکن جوابات ہیں: تجلّی، مادی یا دونوں کا امتزاج۔ پھر اس میں سرمد صہبائی کی 'ماہِ عریاں' کو ان اقسام میں سے کسی ایک میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور آخر میں دوٹوک انداز میں کہا گیا ہے کہ 'ماہِ عریاں' کی غزلیں اجسام کے تخیلاتی تصور کو لیے ہوئے ہیں اور نظموں کو ان اقسام میں سے کسی ایک قسم سے خاص نہیں کیا جا سکتا۔	کلاسیکی اردو۔ غزل۔ اجسام۔ ماہ عریاں۔ سرمد صہبائی کلاسیکی شاعری۔ اردو غزل۔ فارسی غزل۔

تبسم کاشمیری	راشد: تخاطب، خود کلامی اور مکالمے کی تکنیک	۳۳ تا ۴۴	مصنف نے ن م راشد کی شاعری میں تخاطب، خود کلامی اور مکالمے کی تکنیک کا مطالعہ پیش کیا ہے۔مصنف نے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں کہ راشد کی ڈرامائی تکنیک نے اس کی شاعری کو ایک منفرد ڈرامائی رنگ عطا کیا ہے۔	ن م راشد۔تبسم کاشمیری۔تخاطب۔خود کلامی۔مکالمے کی تکنیک۔حسن کوزہ گر۔
خرم علیم	مجید امجد کی شاعری میں تصورِ وقت	۳۰۹ تا ۳۱۶	یہ مضمون مجید امجد کی شاعری میں تصورِ وقت کا تفصیلی جائزہ ہے۔مصنف کے نزدیک، ان کی شاعری میں وقت نہ تو دائرہ ہے، نہ خطِ مستقیم اور نہ ہی قوس ہے۔وقت خدا کی ایک عظیم تخلیق ہے اور وقت ایک سمندر کی طرح ہے جو کائنات کا ایک اہم ترین عنصر ہے جس کے بغیر زندگی کا وجود ناممکن ہے۔ جب کائنات ختم ہوگی تو یہ وقت کی عدمیت کی وجہ سے ختم ہوگی۔	خرم علیم۔ مجید امجد۔ تصورِ وقت۔
رابعہ ظفر	علی عباس حسینی کے خطوط بنام محمد طفیل: تحقیق و تدوین مع حواشی	۲۰۳ تا ۲۶۷	یہ مضمون مشہور افسانہ نگار علی عباس حسینی کے ۴۹ خطوط پر تبصرہ ہے جو انھوں نے نقوش کے مدیر محمد طفیل کو لکھے تھے۔ان خطوط کا بنیادی مقصد اگرچہ اپنی تحریروں کی اشاعت کے بارے میں پوچھنا تھا لیکن اس کے باوجود ان کی شخصیت کے کئی پہلوؤں کا اظہار جیسے ان کی مذہبیت اور نوجوان مصنفین کو نصیحت بھی ان خطوط میں پائی جاتی ہے۔مصنف نے اس مضمون میں حسینی کی املا اور اوقاف پر بھی روشنی ڈالی ہے۔	علی عباس حسینی۔ خطوط۔رابعہ ظفر۔ محمد طفیل۔
سعادت سعید	افتخار جالب اور فیض کی دو نظمیں: ایک پڑھے لکھے قاری کی لفظی بینا کاری	۳۵ تا ۵۴	یہ مضمون افتخار جالب کے تجزیاتی فریم ورک کے ذریعے فیض کی شاعری کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش ہے۔اس تجزیے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ فیض کی شاعری حقیقت پسندی اور رومانویت کا امتزاج ہے۔انھوں نے اگرچہ معانی، مفہوم اور خیال کے مہین تاروں کو استعاراتی پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حقائق سے ان کا رشتہ براہ راست قرینوں کی وجہ سے استوار ہوتا ہے۔	فیض احمد فیض۔ سعادت سعید۔افتخار جالب۔نقش فریادی۔

صفیر حیدر	انتظار حسین کے افسانے کا فکائی مطالعہ	۱۹۵ تا ۲۰۲	اس مقالے میں بحث کی گئی ہے کہ انتظار حسین کے افسانوں میں وجودی لایعنیت اور خواب اور وسوسے کی زد میں آئے ہوئے بے چہرہ کرداروں کی بنت کافکائی طرز تحریر سے مناسبت رکھتی ہے۔ انتظار حسین کی کئی تحریریں جیسے 'ہم سفر'، 'برہمن بکرا'، 'دیوار' اور 'چیلیں' لایعنیت کا مظہر ہیں جو انھیں کافکا کا تصوراتی ساتھی بنا دیتی ہیں۔	انتظار حسین کے افسانے۔کافکا۔صفیر حیدر۔
سنبل نسیم	اردو غزل میں اساطیری حوالے (۱۹۷۰ عیسوی کی دہائی میں)	۲۶۷ تا ۲۹۲	مصنف نے ۷۰ء کی دہائی میں پاکستانی اردو شاعری میں اساطیری غزلوں اور نظموں کے مخصوص رجحان کی وضاحت کی ہے۔ ۷۱ء میں مشرقی پاکستان کی علاحدگی کے صدمے نے وطن عزیز کے باسیوں کی روح کو مجروح کیا تو شعرا نے ماضی کے گمشدہ گوشوں میں پناہ لینی چاہی اور اس طرح ۷۱ء کی غزل میں اساطیری عناصر وافر نظر آنے لگے۔	اساطیر۔غزل۔سنبل نسیم۔پاکستانی اردو غزل۔
سید شبیر حسین	گلزار بطور افسانہ نگار	۱۲۳ تا ۱۵۴	یہ مضمون گلزار کے افسانوی مجموعوں کے بارے میں ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ گلزار کی کہانیوں میں حقیقی زندگی کے کردار نظر آتے ہیں اور ان کرداروں کے ذریعے گلزار اپنی کہانیوں میں انسانی حالت زار کو اجاگر کرتے ہیں جو برصغیر کی تقسیم، فلمی صنعت کی ناسازگاری، مختلف سماجی مسائل جیسے جہیز اور وراثت اور دور حاضر کے سیاسی مسائل سے متعلق ہے۔ آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ گلزار ''ادب سماج کا آئینہ دار ہے'' کے نظریے کے قائل ہیں۔	گلزار۔سید شبیر حسین۔چورس رات۔دستخط۔راوی پار۔دھواں
سید نعمان الحق	اداریہ	۵ تا ۷	مدیر نے اردو رسائل اور مجلات کی شاندار روایت کو اردو کی ادبی اور لسانی میراث کا بیش بہا سرمایہ قرار دیتے ہوئے اردو زبان و ادب کے دراسات کا ایک مجلہ شروع کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے جس میں منہاج تحقیق اور متن کی ساخت سے لے کر اندراج کتابیات اور نقل مصادر کی طرز تک، تمام امور ایک طے شدہ نظام کے تحت پیش کیے جائیں ایسا نظام جو ہمارے اس تازہ دور کے عالمی تحقیقی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہو۔	دراسات اردو۔عالمی تحقیقی اصول۔بنیاد۔سید نعمان الحق

شان ہیو	Faiz Ahmed Faiz and N.M. Rashed: A Comparative Analysis	3 to 18	اس میں معاصر اردو شاعری کے دو بڑے فنکاروں فیض احمد فیض اور ن م راشد کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مصنف نے بحث کی ہے کہ علماے اردو فیض کو فن برائے زندگی کے کیمپ میں اور راشد کو فن برائے فن کے کیمپ میں رکھتے ہیں جبکہ یہ درجہ بندی ختم ہو جاتی ہے اگر ہم دونوں شاعروں کے کام کا قریب سے تقابلی مطالعہ کریں۔ لیکن دوسری طرف مصنف نے زور دیا ہے کہ اس درجہ بندی کو بالکل نظر انداز بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ درجہ بندی آئینے کا کام دیتی ہے جس کے ذریعے شاعر اپنے کام کا عکس دیکھتے ہیں۔	فیض احمد فیض۔ ن م راشد۔ شان ہیو۔ فیض اور راشد کا تقابلی مطالعہ۔ فن برائے فن۔ فن برائے زندگی
طاہرہ صدیقہ	مختار صدیقی کی شاعری میں ہیئتی اور موضوعاتی تجربے	۲۹۳ تا ۳۰۸	اس مضمون میں مختار صدیقی کی شاعری کو ہیئتی اور موضوعاتی تازہ کاریوں کا امتزاج قرار دیا گیا ہے۔ مصنفہ کے نزدیک، ہندوستان کی کلاسیکی موسیقی کی روایت کی کیفیات کو اپنی نظموں کا حصہ بنا کر قافیوں کا کثرت سے غنائی کر کے استعمال اور سہ حرفی کو پیرایۂ اظہار بنا کر مختار صدیقی نے تازگی اور ندرتِ اظہار کی نت نئی راہیں کھول دیں۔	مختار صدیقی۔ طاہرہ صدیقہ۔ ہیئتی اور موضوعاتی تجربات۔ سہ حرفی
عظمیٰ عزیز خان	مکتوبات جلال الدین رومی۔ تعارف اور جائزہ	۱۸۳ تا ۱۹۴	یہ مضمون جلال الدین رومی کے خطوط کے مجموعے کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔ مصنف نے ان خطوط کے بارے میں جو انھوں نے زیادہ تر اہل اقتدار اور اپنے عزیز و اقارب کو لکھے وضاحت کی ہے کہ رومی نے اپنی ذاتی زندگی کے حقائق بیان کیے ہیں اور عطار کی شاعری کے ذریعے عمیق مثالوں اور تشبیہات کے ذریعے دوسروں کو نصیحت کی ہے اور حکیمانہ اقوال کا اعادہ کیا ہے بالخصوص وہ جب اپنے بیٹے سے مخاطب ہیں۔ وہ خطوط جو انھوں نے اپنے بیٹے کو لکھے ہیں ان میں خاص طور پر عورتوں کے احترام پر بہت زور دیا ہے۔	جلال الدین رومی کے مکتوبات۔ عظمیٰ عزیز خاں۔
غلام حسین ساجد	روئے اسی وی آس	۳۲۷ تا ۳۳۲	اس مضمون میں حمیدہ شاہین کی کتاب زندہ ہوں (لاہور علی پرنٹرز، ۲۰۱۰ء) پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ مبصر نے حمیدہ شاہین کو معاصر شاعرات میں ایک منفرد مقام کی حامل شاعرہ قرار دیا ہے اور ان کی عروضی مہارت، لسانی تنوع اور فکری گہرائی کو سراہا ہے۔	غلام حسین ساجد۔ حمیدہ شاہین۔ زندہ ہوں۔

محمد سعید	غالب کے اردو کلام کی ترتیب و تدوین کی روایت (۱۹۵۸ عیسوی تک)	۱۵۵ تا ۱۸۲	مصنف نے غالب کے دیوان کی ترتیب و تدوین کی روایت کے حوالے سے امتیاز علی عرشی کے 'نسخۂ عرشی' کی اشاعت (۱۹۵۸ء) سے پہلے کی کوششوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	غالب کا دیوان۔نسخۂ عرشی۔نسخۂ حمیدیہ۔ محمد سعید۔ارمغان غالب
محمود الحسن بزمی	ہیر وارث شاہ ایک منظوم اردو ترجمہ	۹۱ تا ۱۲۲	یہ مضمون وارث شاہ کی ہیر کے اردو ترجمے، جو یکتا نے کیا کے تنقیدی تجزیے اور ستائش پر مشتمل ہے۔یہ ترجمہ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔مصنف نے یکتا کے کام کو ہیر کا مکمل منظوم اردو ترجمہ قرار دیا جس میں یکتا نے وزن شعر کی خوب پابندی کی۔ بہر حال اس میں ایسی خلل ڈالنے والی غلطیاں بھی ہیں جو قاری کو اصل مرادی معنی سے دور لے جاتی ہیں۔مضمون میں اس کے علاوہ ہیر کی مختلف مطبوعات اور ایڈیشنز کی بھی جامع تاریخ پیش کی گئی ہے۔	ہیر وارث شاہ۔محمود الحسن بزمی۔منظوم اردو ترجمہ۔عبد الوحید مجاہد یکتا۔
معین الدین عقیل	مشفق خواجہ: تحقیق و تخلیق کے انقلابی موڑ	۵۵ تا ۷۰	مصنف نے دور حاضر کے ایک عظیم اردو سکالر مشفق خواجہ سے بہت قریبی تعلقات کی بنا پر اس عظیم شخصیت کے عالمانہ تحقیق کے منصوبوں کے مکمل نہ ہونے کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔	مشفق خواجہ۔تحقیق۔تخلیق۔معین الدین عقیل۔
سحیبہ عارف	تنقید اور تخلیق کی کتھا۔ نوجوان ناول نگار	۳۳۳ تا ۳۴۲	ہسپانوی زبان کے ناول نگار، ڈراما نگار اور ادبی نقاد ماریو برگس یوسا کی ایک کتاب جس کا انگریزی ترجمہ ایک امریکی مترجم نے کیا اور محمد عمر میمن نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو" نوجوان ناول نگار کے نام خطوط "کے عنوان سے ۲۰۱۰ء میں شہرزاد، کراچی سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔اس مضمون میں اس کتاب کا تعارف، تجزیہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔مبصر نے ترجمہ کار کی مہارت اور مصنف کی تخلیقی قوت کی تعریف کی ہے اور اسے فکشن کی تنقید کی ایک اہم کتاب قرار دیا ہے۔	ماریو برگس یوسا۔ سحیبہ عارف۔محمد عمر میمن۔نوجوان ناول نگار کے نام خطوط

بنیاد: ۲ (۲۰۱۱ء)

مدیر: سید نعمان الحق، گرمانی مرکز زبان و ادب، لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
تبسم کاشمیری	اردو تحقیق کا ابتدائی دور (سرسید احمد خان)	۴۴ تا ۲۳	اس مقالے میں انیسویں صدی کے آخری ربع میں تنقیدی تاریخ نویسی کے طریقہ کار کو اردو میں برتنے کے لئے سرسید احمد خان کی اوّلیت پر بحث کی گئی ہے۔ اردو کی تحقیقی روایت میں سرسید کی تصنیف ''آثار الصنادید'' اور ان کے مرتب کردہ ''آئینِ اکبری'' اور ''تاریخ فیروز شاہی'' کو اہم سنگ میل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ مصنف کسی حد تک اس مفروضے کے درست ہونے کا قائل دکھائی دیتا ہے کہ سرسید نے تحقیقی طریق ہائے کار برطانوی راج کے کارندوں اور علما سے سیکھے ہوں گے جو خود بھی تاریخ اور تحقیق سے شغف رکھتے ہوں گے۔	اردو تحقیق۔ تبسم کاشمیری۔ سرسید احمد خان۔ آثار الصنادید۔ آئین اکبری۔ تاریخ فیروز شاہی
تبسم کاشمیری / رضا رومی	"Who will listen to the tale of my woeful heart?" The Portrait of 'nautch' girls in early Urdu literature	3 to 14	مصنف نے اردو فکشن میں طوائف کے کردار پر تبصرہ کیا ہے۔ مرزا ہادی رسوا کے 'امراؤ جان ادا' حسن شاہ کے ''فسانۂ رنگین''، قرۃ العین حیدر کے ''گردشِ رنگِ چمن''، سعادت حسن منٹو کے ''موذیل'' اور غلام عباس کے ''آنندی'' پر بحث کرتے ہوئے رضا رومی اردو کے ان نثر پاروں کو اردو ادب کی روایت کے موضوعات کے تسلسل کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ رضا رومی کے خیال میں طوائف کا کردار عوامی زندگی میں ایک پر اعتماد، ذہین اور خود مختار نسوانی کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔	رضا رومی۔ مرزا ہادی رسوا۔ قرۃ العین حیدر۔ سعادت حسن منٹو۔ غلام عباس۔ طوائف کا کردار
سید نعمان الحق	اداریہ	۷ تا ۵	مدیر رسالہ نے شمارے میں موجود معتبر اور ممتاز شخصیات کے مضامین کے علاوہ نوجوان محققوں کے مقالات کی شمولیت کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے، زبان و ادب کی بقا کے لیے ایک تازہ نسل کی بالیدگی کو اپنا فرضِ منصبی قرار دیا۔	سید نعمان الحق۔ بنیاد۔ اردو زبان و ادب

شمس الرحمٰن فاروقی	میر کی شعری روایت	۲۲ تا ۹	ہندوستان میں دیے گئے خطبے کے متن میں مصنف اردو کی کلاسیکی شاعری کے پیرائے میں میر کا مقام بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تحریر اردو شاعری کی اس عظیم اور طاقتور روایت جس سے ولی، ناسخ، غالب اور میر، سبھی وابستہ رہے ہیں کا خاکہ کھینچتی ہے۔ اس تحریر کا بنیادی نکتہ، کسی شعر کی سند اور معنویت کے لئے شاعر کی زندگی یا سوانح، اس عہد کے سیاسی حالات اور عمومی تاریخی تناظر کو بطور اصول لینے کے بجائے اس کی شعری حیثیت کی موجودگی ہے۔	شمس الرحمٰن فاروقی۔میر۔ شعری روایت۔
ضیاء الحسن	فیض کے اسلوب شعر کا ارتقا	۷۴ تا ۶۳	فیض کی شاعری سے متعلق پائے جانے والے اس عمومی تصور کہ فیض رومانی احساسات کے اظہار میں لطیف پیرائے جب کہ زندگی کے حقائق منظوم کرتے ہوئے نسبتاً کھردرے اور سیدھے سادے انداز کو اختیار کرتے ہیں، کی وضاحت کرنے کے بعد مصنف ضیاء الحسن اس نقطۂ نظر سے اختلاف کرتے ہیں۔مصنف کے خیال میں اس نقطۂ نظر کا قریبی جائزہ لیا جائے تو فیض اپنی ابتدائی تصنیف نقشِ فریادی کے بعد دیگر تصانیف میں اس دوہریت سے آزاد ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعد ازاں فیض کی شاعری میں زندگی کے حقائق کے لئے بھی رومانی طرزِ بیان اور علامتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔	ضیاء الحسن۔ فیض۔ نقشِ فریادی۔ رومانی طرزِ بیان۔ علامتیں۔
طاہرہ صدیقہ	کئی چاند تھے سرِ آسماں۔ایک جائزہ	۱۸۸ تا ۱۷۵	مصنفہ نے اپنے اس مضمون میں شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' کا جائزہ پیش کیا ہے اور دیگر نقادوں کی اس ناول کے بارے میں آرا کو بھی نقل کیا ہے۔	طاہرہ صدیقہ۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔کئی چاند تھے سرِ آسماں
عمران ظفر	تحریفاتِ کلامِ اقبال، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۱۵۶ تا ۱۲۷	مصنف نے اس تحریر میں علامہ اقبال کی نظموں کی جانے والی تحریف (پیروڈیز) اور اردو میں تحریف کی روایت کا جائزہ لیا ہے۔عمران ظفر کے مقالے میں علامہ اقبال کی مشہور نظموں جیسے ''پرندے کی فریاد''، ''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' کی اکبر الہٰ آبادی، شوکت تھانوی اور سید ضمیر جعفری سمیت دیگر شعرا کی گئی تحریفات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عمران ظفر۔ تحریفاتِ کلام اقبال۔شکوہ۔ جوابِ شکوہ۔اکبر الہٰ آبادی۔شوکت تھانوی۔سید ضمیر جعفری

عمر فاروق	غزل: کیفیت ابتدا اور بنیادی لغوی معنی	۱۷۴ تا ۱۵۷	عمر فاروق کا مقالہ ''غزل'' کے معنی کا لسانی جائزہ ہے، جو عربی شعری روایت کا قصیدہ کی ایک ضمنی صنف ہے۔ سہ حرفی عربی لفظ 'غزل' کے مختلف مفاہیم کا تفصیلی جائزہ اور عربی کی دو مستند لغات میں غزل سے متعلق ابواب کا ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔	عمر فاروق۔غزل کے لغوی معنی۔
مبین مرزا	...اثر خواب گراں میں: جوش۔ انقلاب وتہذیب کا تناظر	۶۲ تا ۴۵	جوش کی شاعری کے انقلابی پہلو پر بحث کرتے ہوئے مبین مرزا، ان کی شاعری پر اثر انداز ہونے والے واقعاتی اور بیرونی اثرات سے قطع نظر جوش کے تصور آدمیت کو جوش کے تصور انقلاب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔مصنف کا استدلال ہے کہ جوش کے خیال میں مثالی انسان کا تصور حقیقی انسان کے قریب تر ہونا چاہیے۔اسی طرح ان کا خیالی مثالی انقلاب ان کی شاعری میں حقیقی واقعات اور تبدیلیوں کے قریب تر دکھائی دیتا ہے۔جوش کے لئے انقلاب زندگی کی روانی سے علیحدگی نہیں بلکہ زندگی کے تسلسل کا رخ موڑنا ہے۔مصنف اس نکتے پر بھی بحث کرتا ہے کہ جوش کی شاعری میں موجود رومانویت اور انقلاب کا جذبہ ہی جوش کی شاعری میں موجود خدا، آدمیت اور زندگی کے تصورات کو جوڑنے کا باعث ہے۔	مبین مرزا۔ جوش۔انقلاب۔ شاعر انقلاب۔ تصور انقلاب
محمد سعید	سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدوّن نادر ترجمہ	۱۲۶ تا ۱۱۵	یہ مختصر تحریر سعادت حسن منٹو کے صد سالہ جشن 2012 کے موقع پر منٹو کے سر آرتھر کانن ڈوئیل کے "The Brown Hand" کے کیے گئے ایک نایاب اور فراموش کردہ ترجمے پر روشنی ڈالتی ہے۔	محمد سعید۔سعادت حسن منٹو۔آرتھر کانن ڈوئیل The Brown Hand
محمود الحسن بزمی	کلام بلھے شاہ کے منظوم اردو تراجم	۱۱۴ تا ۷۵	یہ تحریر بلھے شاہ کی شاعری کے اردو تراجم بالخصوص منظوم تراجم کا ایک خاکہ پیش کرتی ہے۔شفقت تنویر مرزا، شفیع عقیل اور علی اکبر کے کیے گئے تراجم کو موضوع بناتے ہوئے مصنف نے ان تراجم کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔مصنف نے ان تراجم اور بلھے شاہ کی شاعری کے دستیاب نسخوں میں پائی جانے والی اغلاط کی تصحیح بھی کی ہے۔	محمود الحسن بزمی۔ کلام بلھے شاہ۔ منظوم اردو تراجم۔ شفقت تنویر مرزا۔ شفیع عقیل۔علی اکبر

بنیاد: جلد۳(۱)(۲۰۱۲ء)

مدیر: سید نعمان الحق، گرمانی مرکز زبان و ادب، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آصف فرخی	شکل طاؤس کرے آئینہ خانہ پرواز: انتظار حسین تنقید کے تناظر میں	۸۱ تا ۱۰۰	آصف فرخی نے انتظار حسین پر مختلف پہلوؤں سے کی جانے والی تنقید کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ انتظار حسین کے افسانوں پر گذشتہ برسوں میں کئی تنقیدی اور ستائشی مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ یہ مضمون حسن عسکری، ممتاز شیریں اور وارث علوی سمیت کئی نقادوں کی تحاریر پر مشتمل ہے۔	آصف فرخی۔ انتظار حسین۔ تنقیدی مضامین۔ حسن عسکری۔ ممتاز شیریں۔ وارث علوی
تشہکو ازتسو/ ترجمہ محمد عمر میمن	ایجا و اور اشیاء کا لازمانی نظام: عین القضات الہمدانی کے عرفانی فلسفے کا مطالعہ	۳۳ تا ۵۴	'عین القضات الہمدانی' کے بارے میں یہ ایک انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا مضمون ہے۔ یہ جاپان کے مشہور اسلامی عوام کے ماہر تشہکو ازتسو کی تحریر ہے۔ یہ مضمون ہمدانی کے تخلیق کے بارے میں نظریات زیر بحث لاتا ہے۔	تشہکو ازتسو۔ محمد عمر میمن۔ عین القضات الہمدانی
خورشید رضوی	آرتھر کانن ڈوئیل اور روحانیات	۴۶ تا ۵۵	مصنف نے سر آرتھر کانن ڈوئیل کے دلچسپ موضوعات، جنھیں عموی طور پر نظر انداز کیا گیا جیسا کہ روحوں، پریوں اور باقی مافوق الفطرت عوامل، کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ مضمون دی گئی مثالوں کی مدد سے کانن ڈوئیل کے ماورائے فطرت علوم کو یکسر مسترد کرنے کی بجائے کسی حد تک انھیں تسلیم کرنے کی گنجائش پیدا کرتا ہے۔	آرتھر کانن ڈوئیل۔ خورشید رضوی
رابرٹ فسک	When did we stop caring about meaning?	3 تا 5	یہ آرٹیکل The Independent (UK) کی اجازت سے دوبارہ ادھر شائع کیا گیا ہے۔ یہ پہلے The Independent (UK) کے 24 مارچ، 2012 کے شمارہ میں "When did we stop caring about meaning" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔	رابرٹ فسک۔ The Independent
سید نعمان الحق	اداریہ	۵ تا ۷	مدیر رسالہ نے پچھلے شمارے کے حوالے سے چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور تازہ شمارے میں شامل اہم مضامین کا اردو ادب و تحقیق کے حوالے سے مختصر جائزہ پیش کیا۔	سید نعمان الحق۔ اداریہ۔ بنیاد

سید نعمان الحق	طاسین الازل والالتباس، ابن منصور حلاج تحقیقی متن، ترجمہ	۱۵۹ تا ۱۹۳	یہ ابن منصور حلاج کی ''کتاب الطواسین'' کے ایک حصے ''طاسین' طاسین الازل والالتباس کا عربی سے اردو میں منظوم ترجمہ ہے۔ اردو دنیا میں پہلی مرتبہ عربی نثر میں مجلد کتاب الطواسین کے ایک حصے کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا گیا ہے اور پہلی بار اس کا تحقیقی متن بھی شائع کیا گیا ہے۔	سید نعمان الحق۔ ابن منصور حلاج۔ کتاب الطواسین۔ تحقیقی متن۔ منظوم ترجمہ
شمس الرحمن فاروقی	میری گزارش احوال واقعی	۹ تا ۳۲	مصنف نے مختصراً اردو شاعری نثر اور ادبی تنقید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس کے ساتھ ہی مختلف ادبی اصناف اور بڑے اردو شاعروں اور لکھاریوں کے کام کے بارے میں اپنے تنقیدی موقف پر سختی سے ڈٹے رہنے کی وجوہات بیان کی ہیں۔ اس خودنوشت مضمون میں شمس الرحمن فاروقی اردو تحقیق اور تنقید میں رائج رجحانات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں جو کہ ان کے مطابق بہت افسردہ حالات میں ہیں۔	تحقیق۔ تنقید۔ ادیب۔ شمس الرحمن فاروقی۔ ترقی پسند۔ جدیدیت
شمس الرحمن فاروقی	کچھ تراجم شعر	۱۵۱ تا ۱۵۸	ودیا، شلا بھٹارکا، ایا آتماتو وا اور پرتگالی شاعر ہورٹے دالیما کی نظموں کا ترجمہ براہ انگریزی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منصور الحلاج کی ایک عربی نظم کا براہ راست ترجمہ اور ترجمہ بیت فارسی از جی لو شاہی اور میرزا بیدل کی 'عہد قدیم'' کا ترجمہ بھی شامل ہے۔	تراجم شعر۔ شمس الرحمن فاروقی۔ ودیا۔ شلا بھٹارکا۔ ایا آتماتو وا۔ منصور الحلاج۔ عہد قدیم۔
طاہرہ صدیقہ	پرانے زمانے میں جینے والا شاعر معین نظامی: متروک، ایک جائزہ	۱۳۷ تا ۱۵۰	مصنفہ نے اپنے اس مضمون میں معین نظامی کی کتاب ''متروک'' کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	معین نظامی۔ طاہرہ صدیقہ۔ متروک
محمد الحسن بزمی	کلام شاہ حسین کے منظوم اردو تراجم	۱۰۱ تا ۱۳۶	یہ مقالہ شاہ حسین کی پنجابی شاعری کے مختلف منظوم اردو تراجم کے مفصل تجزیے پر مشتمل ہے۔ مصنف شفیع عقیل، شریف کنجاہی اور مقبول الٰہی کی کاوشوں کا جائزہ لے کر اپنی توجہ عبدالمجید بھٹی کے کام پر بطور کیس سٹڈی کے مرکز کرتا ہے جس وجہ سے یہ مقالہ عبدالمجید بھٹی کے ترجمے اور اس کی خامیوں کا تجزیہ قرار پاتا ہے۔	شاہ حسین۔ محمد الحسن بزمی۔ شفیع عقیل۔ شریف کنجاہی۔ مقبول الٰہی۔ عبدالمجید بھٹی۔
معین الدین عقیل	اردو زبان کی اولیں قواعد کا قضیہ: روایت، انکشاف، تعارف	۸۰ تا ۶۵	یہ مضمون جے۔ جے۔ کیٹیلار کے ترتیب کردہ اردو کے 'پہلے' قواعد کا خلاصہ پیش کرتا ہے اور اس مسودے کے مختلف پہلوؤں، اس کی تاریخی اور ٹھوس علمی اہمیت کو زیر بحث لاتا ہے۔	جے۔ جے کیٹیلار۔ معین الدین عقیل۔ اولین اردو قواعد۔

بنیاد: جلد ۴ (۲۰۱۳ء)

مدیر: نجیبہ عارف، گرمانی مرکز زبان و ادب، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
پنکی جسٹن	پنڈت رامابائی: سماجی مصلح اور بائبل کی پہلی مترجم خاتون	۳۲۳ تا ۳۳۲	پنڈتا رامابائی پہلی ہندوستانی خاتون تھیں جنھوں نے انجیل کا مراٹھی زبان میں ترجمہ کیا۔ وہ اوائل بیسویں صدی کی ایک نامور مصلح بھی تھیں، جنھوں نے نہ صرف خواتین کی تعلیم اور حقوق کے لیے باقاعدہ جدوجہد کی بلکہ اپنا ایک ادارہ بھی قائم کیا، جس کا نام مکتی مشن تھا۔ وہ ایک قلم کار بھی تھیں اور اپنے خیالات و افکار کو الفاظ کا جامہ بھی پہنایا کرتی تھیں۔	پنڈتا رامابائی۔حقوق نسواں۔تعلیم نسواں۔مکتی مشن۔انجیل کا مراٹھی ترجمہ۔پنکی جسٹن
تبسم کاشمیری	میراجی اور جدید نظم کی تفہیم کا فریم ورک	۱۸۳ تا ۱۹۸	میراجی کی شعری تفہیم سے قطع نظر یہ امر بھی خاص اہمیت کا حامل ہے کہ میراجی کی تنقیدی صلاحیت اور اردو تنقید میں ان کے کردار کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے۔ اردو کی ادبی تاریخ کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۶ء تک اردو تنقید کے خدوخال ابھی پوری طرح واضح نہیں ہوئے تھے اور تنقید سرسری تبصروں اور نظریات کی بے معنی تکرار تک محدود تھی۔ یہ میراجی ہی تھے جنھوں نے ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ یہ فیصلہ کیا کہ وہ جدید نظم کی تفہیم کے لیے ہر ماہ ایک تبصرہ چھاپا کریں گے۔ انھی تبصروں نے جدید نظم کی تفہیم کا راستہ ہموار کیا۔ گویا یہ میراجی ہی تھے جنھوں نے جدید نظم کی تفہیم کا بنیادی سانچا تیار کیا اور مغربی شاعری کی مدد سے ابہام اور معنویت کے مسائل پر اپنی واضح رائے پیش کی۔ یہ مقالہ میراجی کی تنقیدی صلاحیت اور اردو تنقید میں ان کے کردار کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	میراجی۔جدید اردو شاعری۔ اردو تنقید۔ جدید اردو نظم۔ اردو تنقید۔جدید اردو ادب۔تبسم کاشمیری

تحسین فراقی	عبدالستار صدیقی: نامور ماہر لسانیات، تبحر رس محقق	۱۴۹ تا ۱۸۲	عبدالستار صدیقی اردو کے ایک نامور محقق تھے جن کی تحقیق کا اصل میدان تاریخی و تقابلی لسانیات تھا۔ ان کا تحقیقی طریق کار خالصتاً تعقلاتی اور علمی تھا۔ وہ اردو، فارسی، عربی، ہندی، پہلوی اور انگریزی پر عبور رکھتے تھے، مگر اس کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں مثلاً سریانی، عبرانی اور ترکی سے بھی کسی قدر واقف تھے۔ ''مقالات صدیقی'' اور ''معربات رشیدی'' ان کی اہم تصانیف ہیں جو ان کے گہرے لسانی شعور کی آئینہ دار ہیں۔ ان کے تمام معاصرین، جن میں حافظ محمود شیرانی، سید سلیمان ندوی اور عبدالماجد دریابادی جیسی ثقہ شخصیات شامل ہیں، ان کے تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ مقالہ عبدالستار صدیقی کے علمی و تحقیقی کاراموں کے تعارف، تجزیے اور اعتراف پر مشتمل ہے۔	اردو تحقیق۔ عبدالستار صدیقی۔ اردو لسانیات۔ تحسین فراقی۔ اردو زبان۔ تاریخ اردو۔
تھریس این درواز، ترجمہ: محمد عمر میمن	مسئلۂ نفس وجسم: ابن سینا اور دیکارت	۳۵۵ تا ۳۸۰	تھریس این درواز کے انگریزی مقالے ''مسئلۂ نفس وجسم: ابن سینا اور دیکارت'' کا اردو ترجمہ پروفیسر محمد عمر میمن نے کیا ہے۔ یہ مقالہ تھریس این درواز کی مرتبہ کتاب *Arabic Philosophy and the West* میں شامل ہے۔ اس مقالے میں ابن سینا اور دیکارت کے افکار و خیالات کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔	محمد عمر میمن۔ تھریس این درواز۔ ابن سینا۔ دیکارت۔ عربی فلسفی۔ مغربی فلسفہ۔ مغربی فلسفے پر عرب اثرات۔
جاوید احمد خورشید	اردو میں شکنتلا کی تقلیب: نمائندہ متون کا تحقیق مطالعہ	۱۲۳ تا ۱۳۸	تقلیبات، اپنے نئے سماجی و تاریخی تناظر میں بعض اوقات ماخذ متن سے کافی منحرف دکھائی دیتے ہیں، جیسا کہ فورٹ ولیم کالج کے بعض کاموں کے ضمن میں ہوا تھا۔ یہ مقالہ، کالی داس کے مشہور سنسکرت ڈرامے شکنتلا کی تقلیب کا مطالعہ پیش کرتا ہے جسے مرزا کاظم علی جوان اور حافظ عبداللہ نے اس کے ادبی و تاریخی پس منظر میں پیش کیا۔	ادبی تقلیب۔ ادبی تخلیق۔ شکنتلا۔ جاوید احمد خورشید۔ کالی داس۔ تقلیب کار۔

حمزہ فاروقی	اردو صحافت کا انقلاب آفریں نمائندہ: روزنامہ انقلاب اور اس کا سیاسی کردار	۸۵ تا ۱۰۸	اس مضمون میں مقالہ نگار نے روزنامہ انقلاب، جس کی ابتدا 1927ء میں ہوئی، کے عروج و زوال کا تجزیہ پیش کیا ہے اور اسے پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کے نشیب و فراز کے ساتھ جوڑا ہے۔ روزنامہ انقلاب کو یونینسٹ پارٹی کی طرف سے مالی امداد کے ساتھ ساتھ علامہ محمد اقبال کی سرپرستی بھی حاصل رہی تھی اور اسے مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کے سیاسی و انتظامی حقوق کے نمائندے کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کے تنازعے کے دوران، انقلاب نے یونینسٹ پارٹی کے موقف کی حمایت کی، نتیجتاً روزنامہ انقلاب نے اپنی ساکھ اور مسلمان قارئین، دونوں کو گنوا دیا۔	روزنامہ انقلاب۔ حمزہ فاروقی۔ عبد المجید سالک۔ غلام رسول مہر۔ یونینسٹ پارٹی۔
حمید شاہد	موت اور زندگی کے جھٹ پٹے میں: اسد محمد خان کے افسانے	۲۹۵ تا ۳۰۴	اسد محمد خان کے افسانے اپنی گوناگوں جہات اور تازہ کاری کے باعث اردو ادب میں منفرد مقام کے حامل ہیں۔ ان کا بیانیہ، ان کے خلوص اور جذبے کی حدت سے روشن ہو جاتا ہے۔ ان کے کردار بھی عام ڈگر سے ہٹے ہوئے اور زندگی کے متنوع پہلوؤں کے عکاس ہیں۔ اسد محمد خان کا گہرا مطالعہ اور مشاہدہ ان کی کردار نگاری کو زندگی سے قریب کر دیتا ہے۔ ان کے افسانوں میں وقت بھی ایک اہم کردار کے روپ میں سامنے آتا ہے۔ فنا اور موت کے تصورات اور ماضی کی نقش گری ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ مجموعی طور پر وہ انسان کی بنیادی اچھی اور مثبت اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔	اسد محمد خان۔ اردو افسانہ۔ اردو ادب۔ حمید شاہد۔ اردو تنقید۔ افسانوی ادب۔
خالد امین	اردو مصنفین اور تحریک اتحاد اسلامی (مولوی عبدالحق کی ایک نادر تحریر)	۱۳۹ تا ۱۴۸	یہ مقالہ، مولوی عبدالحق کی ایک نادر تحریر کو ضروری شرح کے ساتھ متعارف اور پیش کرتا ہے۔ عبدالحق کا مضمون ''مصطفیٰ کمال پاشا'' ۱۹۰۸ء میں دکن ریویو میں پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا۔ اس میں چین اسلام کے بارے میں اپنے خیالات کی عکاسی کی گئی ہے اور اس کے علاوہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں دانشوروں کے سیاسی و مذہبی رجحانات و میلانات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	مولوی عبدالحق۔ مصطفیٰ کمال پاشا۔ رسالہ دکن ریویو۔ خالد امین

رؤف پاریکھ	قرار اللغات: امیر اللغات کا تکملہ؟	۱۰۹ تا ۱۳۲	اس مقالے میں اردو کی ایک نسبتاً غیر معروف لغت ''قرار اللغات'' کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس کی تاریخی و لسانی اہمیت اور قدر و قیمت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق کے مطابق قرار اللغات کی تالیف تقریباً ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اس کا صرف ایک ہی ایڈیشن شائع ہو سکا۔ یہ اشاعت ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ اس ایڈیشن کے صفحات کی تعداد ۳۱۶ ہے۔ یہ لغت چار حصوں پر مشتمل ہے، جن میں مرکب محاورات، اسما، ضرب الامثال اور ان فارسی جملوں کے مطالب بیان کیے گئے ہیں جو مثل کے طور پر بولے جاتے ہیں۔ لغت میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے، بعض اندراجات میں حروف تہجی کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا اور کچھ مقامات پر اسناد یا حوالے ناقص ہیں۔ چند اندراجات کے معانی بھی مشکوک ہیں۔ لہٰذا اسے ایک معیاری لغت تو قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن اس کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔	اردو لغت۔ قرار اللغات۔ رؤف پاریکھ۔ امیر اللغات۔ اردو لغت نویسی۔ تاریخ لغت نویسی۔
زاہد منیر عامر	تمثال و تجرید: واصف علی واصف کی نظم نگاری	۲۵۱ تا ۲۶۰	واصف علی واصف ایک منجھے ہوئے نثر نگار ہی نہیں، عمدہ شاعر بھی تھے۔ ان کی شاعری کے تین مجموعے ''شب چراغ'' (اردو)، ''شب راز'' (اردو) اور ''بھرے بھڑولے'' (پنجابی) شائع ہوئے ہیں۔ اس مقالے میں واصف علی واصف کی نظم نگاری کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے اور ہیئت، موضوعات اور اسالیب کے حوالے سے واصف علی واصف کی منظومات کا محاکمہ کیا گیا ہے۔ یہ منظومات بیشتر کلاسیکی انداز کی پیروی کرتی ہیں مگر جدت سے بھی اپنا رشتہ جوڑتی نظر آتی ہیں۔ ان کا بنیادی موضوع انسان کی روشن ضمیری کی بازیافت اور زندگی کی بنیادی اقدار کی سربلندی ہے۔	اردو شاعری۔ پنجابی شاعری۔ واصف علی واصف۔ زاہد منیر عامر۔ اردو نظم۔ شب چراغ۔ شب راز۔ بھرے بھڑولے

زریں حبیب مرزا	زندگی اور ادب، شاہانِ اودھ کے عہد میں: تنقیدی مطالعہ	۳۰۵ تا ۳۲۳	مصنفہ اپنے مقالے میں، ڈاکٹر صفدر حسین کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے جو انھوں نے ۱۹۵۶ء میں پنجاب یونی ورسٹی میں پیش کیا، اس کا تعارف اور تجزیہ پیش کرتی ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ ۱۸۵۶ء میں ریاست اودھ کے سقوط سے پہلے کی زندگی اور ادب کو بیان کرتا ہے اور اس وقت کے سیاسی، سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ شاعری اور نثر دونوں ادبی انواع/اصناف کے ارتقاء پر بحث کرتا ہے۔	زرین حبیب مرزا۔ صفدر حسین۔ اودھ۔ لکھنؤ۔
سرمد صہبائی	Mitaji: The Return of Anima	۲۱ تا ۲۴	مقالہ انگریزی زبان میں ۲۰ نومبر ۲۰۱۲ء کو گرمانی مرکز زبان و ادب، لمز کے زیر اہتمام منعقدہ میرا جی سیمی نار میں پڑھا گیا۔ اس میں ثناء اللہ ڈار کے 'میرا جی' بننے کی وجہ، 'میرا سین' نامی ایک بنگالی لڑکی سے ان کے بے پناہ عشق کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ حقیقی عشق اپنی ذات اور شناخت کی فنا ہے۔ جیسے ہیر کہتی ہے: 'رانجھا رانجھا آکھدی میں آپے رانجھا ہوائی'۔	ثناء اللہ ڈار۔ سرمد صہبائی۔ میرا جی۔
سعادت سعید	میرا جی کی فکری جہتیں	۱۹۹ تا ۲۲۰	میرا جی کی شاعری کو عموماً داخلی جذبات و احساسات اور باطنی واردات کا عکاس سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی شاعری کے سماجی اور معاشرتی پہلو بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ میرا جی کی نظموں کے غائر مطالعے سے ان کے گہرے سماجی شعور کا ادراک ہوتا ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش کی حقیقی زندگی سے بے خبر تھے نہ بے نیاز۔ وہ اپنے عہد کے انسان کے ذاتی و معاشرتی آشوب سے پوری طرح واقف تھے۔ شاعری کے ساتھ ساتھ ان کے مضامین بھی ان کے سماجی شعور کا اظہار کرتے ہیں جن میں انھوں نے سائنسی و صنعتی ایجادات، جنگی تباہ کاریوں، بین الاقوامی سیاست کی ریشہ دوانیوں اور اقتصادی اور سیاسی مسائل کا تجزیہ پیش کیا ہے۔	میرا جی۔ اردو شاعری۔ اردو نظم۔ جدید اردو شاعری۔ سعادت سعید۔ اردو تنقید۔ جدید اردو نظم۔
طارق محمود ہاشمی	کلاسیکی اردو غزل میں تصورِ انسان	۲۷۹ تا ۲۹۴	طارق محمود ہاشمی اپنے اس مقالے میں کلاسیکی اردو غزل میں تصورِ انسان کو زیرِ بحث لائے ہیں۔ انھوں نے تصوف کے ساحلوں میں اس تصور کا سراغ لگایا ہے جو کلاسیکی اردو غزل میں ایک مستقل موضوع کے طور پر نظر آتا ہے کیونکہ اردو کے کلاسیکی شعرا کا معاشرہ ''خدا مرکز معاشرہ'' تھا۔	طارق محمود ہاشمی۔ کلاسیکی شاعری۔ کلاسیکی اردو غزل۔ تصورِ انسان۔

عارف نوشاہی، ترجمہ: عصمت درانی	آفتاب رائے لکھنوی اور اس کا تذکرہ ریاض العارفین	۳۸۱ تا ۳۹۴	یہ مقالہ آفتاب رائے لکھنوی کے کے ایک نایاب تذکرے ریاض العارفین کی دوسری جلد کے مقدمے پر مشتمل ہے، جس پر مصنف نے اضافہ کیا ہے۔ ''تذکرہ ریاض العارفین'' ۲۱۵۷ فارسی گو شعرا کا تذکرہ ہے جو ۱۸۸۳ء میں لکھنو، میں لکھا گیا۔ اس تذکرے کا واحد نسخہ انجمن ترقی اردو، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے جسے سید حسام الدین راشدی (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۲ء) نے دو جلدوں میں مرتب کیا اور اس پر ایک مختصر مقدمہ لکھا۔ اس تذکرے کی پہلی جلد مرتب کی زندگی ہی میں، ۱۹۷۶ء میں مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد کی جانب سے شائع ہوگئی جب کہ دوسری جلد ابھی زیر اشاعت تھی کہ مرتب کا انتقال ہوگیا۔ چناں چہ اس تذکرے کی دوسری جلد مصنف کے مقالہ کے مقدمے کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ اب مصنف نے اس مقدمے پر نظر ثانی کے بعد اس میں گراں قدر اضافے اور چند ضروری ترامیم کی ہیں۔	عارف نوشاہی۔ عصمت درانی۔ ریاض العارفین۔ آفتاب رائے لکھنوی۔ سید حسام الدین راشدی۔
علی عثمان قاسمی	The Oxford Edition of Iqbal's Lectures: A Brief History	25 to 56	علامہ محمد اقبال کی شاعری کے علاوہ، ان کے خطبات جو انھوں نے بعنوان The Reconstruction of Religious Thought in Islam پیش کیے، علمی میدان میں ان کا بہت بڑا کارنامہ ہیں۔ یہ لیکچرز انھوں نے جنوبی ہندوستان کے مختلف شہروں میں دیے، جو ابتداً ۱۹۳۰ء میں لاہور سے طبع ہوئے۔ یہ لیکچرز اقبال کے فلسفیانہ خیالات کی بلندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اقبال کو اپنے اس کام سے بہت زیادہ امیدیں وابستہ تھیں اور وہ مسلمان تعلیم یافتہ دانشور طبقے سے اس کی تنقیدی تعریف کی توقع رکھتے تھے لیکن وہ اپنی اس فکری کوشش پر خاطر خواہ ردعمل نہ دیکھ کر مایوس ہوئے۔ مسلم یورپین فلسفیانہ مکالمے جیسے اہم علمی کام پر مایوس کن ردعمل دیکھ کر کچھ سال تک یہ کام دل سے اتر گیا، لیکن غیر متوقع طور پر اشاعت کے لیے اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس کی توجہ اس طرف ہوئی۔ یہ مقالہ، ان تفصیلات کو بیان کرتا ہے جس کے تحت اقبال نے لندن میں اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس سے اپنے لیکچرز شائع کروائے۔ مزید برآں، اس میں اقبال کے دو غیر مطبوعہ خطوط بھی شامل ہیں جس میں اقبال کے معاصر سردار اقبال علی شاہ کے بارے میں دلچسپ تفصیلات بھی ہیں۔	علی عثمان قاسمی۔ اقبال کے لیکچرز۔ اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس۔ اقبال کے خطوط

کرسٹینا اوسٹر ہیلڈ	Rumi, Iqbal and the West: Some Recent Interpretations from Pakistan	3 to 20	اس مقالے میں اقبال اکیڈمی، لاہور کی بعض مطبوعات جن کا بنیادی موضوع صوفیانہ تصورات اور روحانیت ہے، کو مختصراً زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ ان مطبوعات پر بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ محمد سہیل عمر مغربی روایت کے ساتھ مکالمے اور روحانی بنیاد پر مشرق اور مغرب کے درمیان ایک پل تعمیر کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس خرم علی شفیق، اقبال پر مغربی مفکرین اور مغربی تعلیم کے اثرات کی تردید کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں اور اقبال کی اہم تحریروں کی نئی اور انتہائی باطنی تشریح کی بنیاد پر پاکستان کے مستقبل کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کا مقصد رکھتے ہیں۔ اس طرح ان کا نقطۂ نظر پاکستان پر مرکوز ہے اور وہ بالآخر پوری دنیا کے لیے ایک مثالی حقیقی اسلامی جمہوریہ پاکستان بنانے کا مقصد رکھتے ہیں۔	کرسٹینا اوسٹر ہیلڈ۔ اقبال اکیڈمی۔ عمر سہیل۔ خرم شفیق۔ علامہ اقبال۔
مائکل مارمورا، ترجمہ: محمد عمر میمن	ابن سینا کا مرد پراں، سیاق و سباق میں	۳۳۳ تا ۳۵۴	مائیکل مارمورا کے انگریزی مقالے ''ابن سینا کا مرد پراں، سیاق و سباق میں'' کا اردو ترجمہ پروفیسر محمد عمر میمن نے کیا ہے۔ یہ مقالہ Monist, volume 69, 1982 میں شائع ہوا تھا۔	مائیکل مارمورا۔ محمد عمر میمن۔
محمد سلمان بھٹی	لاہور کا تھیٹر: قیامِ پاکستان سے ۱۹۷۰ تک	۳۶۱ تا ۳۷۸	سلمان بھٹی نے اپنے اس مقالے میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۰ء تک، لاہور کے اردو تھیٹر کے ارتقا، ترقی اور اس کی مختلف شکلوں کے حوالے سے تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ پاکستان میں معاشرتی رویوں کی تشکیل میں اردو تھیٹر کی اہمیت کو خصوصی طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ تھیٹر کی ترقی میں سماجی و اقتصادی دباؤ اور عملی مشکلات کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	محمد سلمان بھٹی۔ اردو تھیٹر۔ ڈرامے۔

محمد علی اثر	اردو کا پہلا نثری رسالہ	۷۳ تا ۸۴	صوفیہ اور اہل اللہ نے اردو نثر کی ابتدا میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اردو کے اوّلین نثری رسائل انھی کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس سلسلے میں محققین میں یہ بحث جاری رہی ہے کہ اردو کا پہلا نثری رسالہ کون سا ہے اور کس کی تصنیف ہے؟ پروفیسر حامد حسن قادری کے خیال میں سید اشرف جہانگیر سمنانی (م۔۸۰۰ھ) کا ''رسالۂ تصوف'' اردو کی پہلی نثری تصنیف ہے۔ حکیم شمس اللہ قادری نے شیخ عین الدین گنج العلم (۷۰۶۔۷۹۹ھ) کو اردو کا پہلا نثر نگار قرار دیا ہے۔ مولوی عبدالحق نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے غلط طور پر منسوب رسالے ''معراج العاشقین'' کو اردو کی پہلی نثری تصنیف قرار دے ڈالا۔ چند دوسرے ادبی مؤرخین نے بیجاپور کے حضرت شمس العشاق کو قدیم دکنی کا اوّلین نثر نگار ٹھہرایا ہے۔ تاہم جدید تحقیق کے مطابق حضرت میراں جی شمس العشاق کے فرزند اکبر اور خلیفہ شاہ برہان الدین جانم دکنی اردو کے سب سے پہلے اور مستند نثر نگار ہیں اور ان کے رسالے ''کلمۃ الحقائق'' کو اردو کی پہلی نثری تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے۔	پہلا اردو رسالہ۔ نثری رسائل۔ تاریخ اردو نثر۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ میراں جی شمس العشاق۔ برہان الدین جانم۔ کلمۃ الحقائق۔ دکنی ادب۔ دکنی رسالہ۔ دکنی نثر۔ محمد علی اثر۔ تاریخ ادب اردو۔
محمد یوسف صدیق	فطرت، جمالیاتی ادراک، صوفیہ اور خانقاہیں	۴۹ تا ۷۲	اسلام چونکہ دین الفطرت ہے اور اس کے روحانی پیغام اور زمین پر زندگی کے سادہ اور قدرتی نقطۂ نظر کی بدولت، جنوبی ایشیا کے مشرقی ڈیلٹائی خطے، بنگال میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اسلام نے مقامی خانہ بدوش آبادی کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی، جو رفتہ رفتہ آباد زرعی زندگی اختیار کرنے کے لیے جنگلات کو صاف اور چاول کی کاشت کے لیے زمین تیار کر رہے تھے۔ اسلامی حکومت کی توسیع کے ساتھ، اس خطے میں صوفیا کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا جو مقامی آبادی کو مسلمان بنانے میں اکثر کامیاب رہتے تھے۔ ان صوفیا کی جاری کوششوں کے ساتھ خانقاہ جیسے اداروں کا قیام عمل میں آیا، جس کا خطے کی مذہبی، ثقافتی اور سماجی زندگی پر گہرا اثر پڑا۔ ان صوفیانہ تحریکوں نے علاقے کے ہنر اور فنِ تعمیر پر بھی گہرے اثرات ڈالا، جس کی جھلک، علاقے کے اسلامی کتبات کے گہرے مطالعے کے ذریعے ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ اس مقالے میں بنگال کے نادر اسلامی کتبات کا جمالیاتی ادراک اور مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	یوسف صدیق۔ اسلامی کتبات۔ بنگال۔ صوفیا۔ خانقاہیں۔

معین الدین عقیل	عالم اسلام میں طباعت کا آغاز	۹ تا ۴۸	انیسویں صدی کے آغاز تک دنیاے اسلام طباعت سے حاصل ہونے والے، ابلاغ علم کے فوائد اور سہولیات سے محروم رہی۔ اگرچہ ترکی، مصر اور ایران میں انیسویں صدی کے آغاز میں مطابع قائم ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن انیسویں صدی کے نصف آخر تک یہاں طباعت عام نہ ہو سکی۔ اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ مسلم دنیا طباعت کے فن سے آشنا نہ تھی یا مسلم زبانوں کے مخصوص رسم الخط کی وجہ سے انھیں طباعت میں مشکلات کا سامنا تھا، درحقیقت مسلم دنیا حفظ، خطاطی اور کتابت کی قابل فخر روایات سے منسلک ہونے کے باعث ان اغلاط کو قبول کرنے پر تیار نہ تھی جو طباعت کے لیے مسودوں کی نقل نویسی کے دوران رونما ہوتی تھیں۔ خاص طور پر قرآن کی طباعت میں ایسی اغلاط انھیں کسی طور گوارا نہ تھیں۔ تاہم ترکی، روس اور ہندوستان کا رویہ اس معاملے میں ان سے مختلف رہا۔ ''وہابی'' اوّلین مسلمان تھے جو طباعت کے وسیلے کو اختیار کرنے پر آمادہ و تیار ہوئے۔ یوں مسلمان دانش وروں اور ان کے زیر اثر حکومتوں کا رویہ کچھ ہی عرصے میں طباعت کے حق میں استوار ہو گیا۔ یہ مقالہ مسلمان ممالک میں طباعت کی تاریخ اور ارتقا کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	طباعت ۔ مطابع ۔ معین الدین عقیل ۔
ناصر عباس نیر	میراجی کے تراجم	۲۳۱ تا ۲۵۱	اس مقالے میں میراجی کی ہمہ گیر شخصیت کے ایک اہم پہلو یعنی دیگر غیر ملکی زبانوں سے ترجمہ نگاری کے میدان میں ترجمے کے کچھ نئے نظریات کے تناظر میں، ان کے انوکھے انداز کی وضاحت اور تشخیص کی گئی ہے۔	ترجمہ ۔ شاعری کے تراجم ۔ ناصر عباس نیر ۔ میراجی ۔

نجیب جمال	میرا جی اور مغالطے	۲۲۱ تا ۲۳۰	میرا جی کی تحریروں سے ان کی شخصیت کا جو مخصوص ''پرسونا'' ابھرتا ہے وہ ان کے فن کے عمیق گوشوں تک رسائی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی تخلیقی شخصیت ان کے ظاہری حلیے، ہیئت کذائی اور الجھاؤ سے بہت مختلف ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ میرا جی کے فنی پہلوؤں کو ان کی ذاتی زندگی اور روپ سے ہٹ کر دیکھا، جانچا اور پرکھا جائے۔میرا جی اپنے تخلیقی عمل کی وجہ سے جدید اردو نظم کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ان کی نظموں میں امیجز کا ایک خزانہ پوشیدہ ہے اور یہ نظمیں مستقبل کی اردو نظم کا خاکہ تشکیل دیتی ہیں۔لہٰذا میرا جی کی تفہیم و تحسین میں حائل مغالطے اور مبالغے سے نجات پانا وقت کا تقاضا ہے۔	میرا جی۔ نجیب جمال۔ تخلیقی عمل۔
سحیرہ عارف	اداریہ	۵ تا ۷	پاکستانی معاشرے میں اردو کی مسلمہ اہمیت کو نئے انداز تحریر میں بیان کیا گیا ہے اور بنیاد کی ٹیم اور مقالہ نگاروں کا بطور خاص شکریہ ادا کیا گیا ہے۔	سحیرہ عارف۔ اردو زبان۔ بنیاد۔
سحیرہ عارف	انگارے	۳۹۵ تا ۴۰۳	آسٹرو ہنگیرین ناول نگار شاندور مارئی کے ناول، جس کا ۲۰۰۲ء میں Embers کے نام سے انگریزی ترجمہ ہوا تھا، محمد عمر میمن نے انگارے کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ مقالہ اس اردو ترجمے کے تعارف، تبصرے اور تجزیے پر مشتمل ہے۔	سحیرہ عارف۔ انگارے۔ محمد عمر میمن۔ شاندور مارئی۔ ایٹرک۔

تحقیق:۶:(۱۹۹۱ء)

شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
رابعہ اقبال	نناطا کی بکٹ کہانی اور طالب کا تیرہ ماسہ	۱۹۷ تا ۲۵۱	اس مقالہ میں بارہ ماسہ کی صنف کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جس میں ہندو ثقافتی رویئے کے عین مطابق عورت عاشق کے روپ میں اپنے محبوب سے دوری کی داستان سناتی ہے اور سال کے بارہ مہینے گرلاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار نے نناطا کی بکٹ کہانی اور پھر اس کی طرز پر مولوی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی کے بارہ ماسہ کی تفصیلات شرح و بد کے ساتھ دی ہیں اس میں عشق حقیقی کو موضوع بنایا گیا ہے لیکن تراکیب عشق مجازی والی استعمال کی گئی ہیں، اس کے بعد مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرا ماسہ کا ذکر ہے جو طالب شاہ نے تحریر کیا اور اس میں تیرھواں مہینہ 'سونڈ' کا تصور کیا گیا ہے جو ہندوؤں کے ہاں مقدس سمجھا جاتا ہے اس میں فراقیہ انداز میں پورے سال کا ذکر کیا گیا ہے مگر آغاز و اختتام پر خالق حقیقی سے لو لگانے کی تلقین کی گئی ہے اس طرح یہ بھی عشق حقیقی میں لکھا گیا ادبی شہ پارہ ہے۔	رابعہ اقبال۔ بارہ ماسہ۔ نناطا۔ بکٹ کہانی۔ طالب۔ رموز العاشقین۔
ظفر اقبال	دیوانِ قدرت کا مقدمہ مرتب	۶۳ تا ۱۰۹	اس مقالے میں قدرت اللہ قدرت کی شاعری کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے جو میر تقی میر اور سودا کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں اور شاعر کے ساتھ ساتھ قلندر بھی تھے اور ان کا لب و لہجہ منفرد قسم کا ہے۔ قدرت نے ہنگاموں اور سیاسی عدم استحکام سے تنگ آ کر دلی سے ہجرت کی۔ وہ لکھنؤ میں بھی رہے۔ وہ فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ قدرت کا پہلا دیوان ۱۱۹۴ھ'' تک مرتب ہو چکا تھا۔ مقالہ میں تذکرہ نویسوں کی ان کے بارے میں آراء اور شاعری کے نمونے بھی شامل ہیں اور اس کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	ظفر اقبال۔ قدرت اللہ قدرت۔ میر و سودا کا عہد۔ دیوانِ قدرت۔

عارف نوشاہی	تذکرۂ شعرائے کشمیر مؤلفہ اصلح (ترتیب متن سے متعلق چند گزارشات)	۱۹۰ تا ۱۹۶	فاضل محقق پیر حسام الدین راشدی نے ''تذکرۂ شعرائے کشمیر تالیف اصلح متخلص بمیرزا'' کے عنوان سے شائع کرلیا تھا جس کا اس مقالہ میں جائزہ لیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جب اس میں اکثر شعرا غیر کشمیری یا نامعلوم ہیں تو اسے کشمیری شعرا کا تذکرہ قرار دینا غلط ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے موضوع پر بھی اعتراض اٹھایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ''اصلح متخلص بمیرزا'' اور ''محمد اصلح اثیر'' کو ایک ہی شخصیت سمجھ لیا گیا ہے اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے اور ان دونوں کے الگ الگ کچھ حالات زندگی بھی دے دیے گئے ہیں۔	عارف نوشاہی۔ شعرائے کشمیر۔ فارسی ادب۔ تذکرے۔
عبدالحق اور نگینہ پروین تبسم	باطنی مذہبی رجحان کا امن وتعاون کے رویوں سے تعلق	۲۵۲ تا ۲۶۰	اس مقالہ میں آلپورٹ، راس اور سون کی طرز پر جائزہ کے بعد یہ نتائج اخذ کیے گئے ہیں کہ جو لوگ باطنی طور پر مذہب میں مکمل طور پر غریق ہوتے ہیں وہ امن اور تعاون کا فروغ چاہتے ہیں حتیٰ کہ جائزے میں ایسے لوگوں میں پاکستان اور بھارت کے درمیان تعاون کی خواہش دیکھی گئی ہے جبکہ ایسے لوگ جو صرف ظاہری طور پر مذہب سے منسلک ہوتے ہیں وہ تعصب برتتے ہیں اور ان کے اختلافات جنگ وجدل کا ذریعہ بنتے ہیں اور وہ اس کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے باقاعدہ تناسب کے لحاظ سے اعداد وشمار دیے گئے ہیں جن سے مزید تحقیق کی راہ کھل سکتی ہے۔	عبدالحق اور نگینہ۔ پروین تبسم۔ مذہب۔ جنگ۔
فہمیدہ شیخ	خواجہ حسن نظامی کا ''سفرنامہ ہندوستان ۱۹۰۷ء''	۲۶۱ تا ۲۹۵	اس مقالے میں خواجہ حسن نظامی کے سفرنامہ ہندوستان کا تفصیلی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس سفرنامہ میں خواجہ حسن نظامی کی شخصیت کے ہمہ جہت پہلو نظر آتے ہیں، آغا حشر کے ڈراموں پر تنقیدی آراء سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اندر ایک تنقید نگار شروع ہی سے چھپا ہوا تھا اس کے علاوہ اس سے ان کی بزرگوں سے عقیدت اور مزارات کے سفروں کے ساتھ ساتھ منظر نگاری اور مختلف پہلوؤں پر تنقیدی نظر انھیں ایک بڑا ادیب ثابت کرتی ہے۔ حالانکہ ان کی اصل شخصیت بعد میں ابھری اور وہ اس سفرنامے سے عرصہ بعد بڑی تعداد میں تصانیف کے مصنف بنے۔	فہمیدہ شیخ۔ خواجہ حسن نظامی۔ سفرنامے۔ اردو ادب۔ نوآبادیاتی ادب۔

مظہر محمود شیرانی	تذکرہ مخزن الغرائب و انیس العاشقین	۱۱۰ تا ۱۸۹	اس مقالہ میں مولانا حبیب الرحمان خان شیروانی، حافظ محمود شیرانی، پروفیسر محفوظ الحق اور ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے درمیان تذکرہ مخزن الغرائب اور انیس العاشقین کے بارے میں مضامین کی شکل میں ہونے والی بحث کا احاطہ کیا گیا ہے تاہم یہ بات دلچسپ ہے کہ حافظ شیرانی نے اپنے مضامین ڈاکٹر عبداللہ کے نام سے شائع کرائے لیکن جب مخالف ادیب کے ہاں دعوت کھائی تو لکھا ہوا جواب بھی شائع کرنے کے لیے حوالے نہ کیا، تاہم مقالہ نگار نے اس میں چھپنے اور شائع نہ ہونے والے تمام مضامین کو اکٹھا کر دیا ہے جو مزید تحقیق کی بنیاد بن سکتے ہیں۔	مظہر محمود شیرانی۔ حبیب الرحمان خان شیروانی۔ پروفیسر محفوظ الحق۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی۔ تذکرہ مخزن الغرائب۔ انیس العاشقین۔
نجم الاسلام	مکتوبات بہرائچ	۴۰ تا ۶۲	سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، مظہریہ سے متعلق مولوی نعیم اللہ بہرائچی خلیفہ حضرت مظہر کی خانقاہ سے متعلقہ مکاتیب کا مضمون نگار نے جائزہ پیش کیا ہے جس میں مکتوبات کے ساتھ ساتھ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یادداشتیں جبکہ دیگر لوگوں کے مکتوبات بھی شامل ہیں۔ مقالے کے آخر میں کئی مکاتیب کا عکس بھی دیا گیا ہے۔ یہ عکس نقل کی صورت میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کو مولانا ابوالحسن زید فاروقی سے موصول ہوئے تھے۔	نجم الاسلام۔ مکتوبات بہرائچ۔ سلسلہ نقشبندیہ۔ مولوی نعیم اللہ بہرائچی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔
نذیر احمد	سندھ و مکران کی سیاسی و ثقافتی تاریخ کے چند نئے مآخذ	۳ تا ۳۹	اس مقالے میں سندھ اور مکران کی تاریخ کے حوالوں سے پانچ نئے مآخذ پر تحقیق کی گئی جن میں ترجمہ عوارف و المعارف بقلم قاسم داؤد خطیب اچ، دیوان عمید لوبکی، مکتوب غازان خاں بنام شیخ رکن الدین ملتانی، قصائد بدیعی ترکوستانی اور دیوان سراجی خراسانی شامل ہیں۔ ان میں عوارف المعارف ۶۳۲ھ کے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی تصنیف ہے جسے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی نے بھی پسند کیا تھا۔ اس طرح یہ سندھ کی تاریخ کے حوالہ سے ۸۰۰ سال سے زائد پرانا نمونہ ہے جس میں سلطان التمش اور بعد کے سلاطین کے اس علاقے سے سلوک کا پتہ چلتا ہے۔ دیوان عمید میں دو قصائد ہیں جو تاریخ نویسی کے اعتبار سے اہم ہیں۔ سراجی کا دیوان معاصر ہندوستان کے بعض سیاسی و تہذیبی ادوار پر محیط ہے۔	نذیر احمد۔ سندھ۔ مکران۔ ترجمہ عوارف المعارف۔ قاسم داؤد۔ مکتوبات غازان خاں۔ شیخ رکن الدین ملتانی۔ بہاء الدین زکریا ملتانی۔ سلطان التمش۔ دیوان عمید۔

نذیر احمد	فرہنگ قواس کا نسخہ کراچی اور اس کے ذیلی حاشیے	۲۹۷ تا ۳۳۶	اس مقالہ کے آغاز پر ڈاکٹر نذیر احمد کا ایک مراسلہ بنام نجم الاسلام دیا گیا ہے جس میں انھوں نے فرہنگ قواس کے نسخہ کراچی کو چونکا دینے والی دریافت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فارسی کی تاریخ میں غیر معمولی اضافہ ثابت ہوگا جبکہ مقالہ میں فخر الدین مبارک شاہ غزنوی کی اس لغت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے محاسن کو اجاگر کیا گیا ہے جبکہ نسخہ کراچی کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور زمان گویا و قواس کے حاشیہ کا تقابل بھی کیا گیا ہے۔	نذیر احمد۔ فرہنگ قواس۔ نجم الاسلام۔ فخر الدین مبارک۔ شاہ غزنوی۔

تحقیق : ۷ : (۱۹۹۳ء)

شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
الیاس عشقی	دوہے کا فن ..... چند تصریحات	۱۴۱ تا ۱۵۶	یہ تصریحات قبل ازیں دوہے کے بارے میں لکھے گئے ایک مضمون پر ایک فاضل مکرم کے مقالہ کا جواب ہیں جس میں کئی وضاحتیں پیش کی گئی ہیں اور دوہا کو دوہرا قرار دیا گیا ہے اور دوہے کے بارے میں نئی روایات کو مسترد کر دیا ہے اور عروض وپنگل پر بحث کی گئی ہے۔اس کے آخر میں مثالوں کے طور پر دوہا چھند کلا اور روگی دوہے پیش کیے گئے ہیں۔	الیاس عشقی۔ دوہا۔ عروض وپنگل۔ دوہا چھند کلا۔ روگی دوہے۔
سردار احمد خاں	میر سوز	۱۸۷ تا ۲۵۶	اس مقالے کے بارے میں صاحب مضمون کا یہ دعویٰ بالکل درست ہے کہ اس میں میر سوز سے متعلق تمام معلومات ترتیب کے ساتھ یکجا کر دی گئی ہیں اور اس طرح سوز کے بارے میں تمام تر منتشر مواد کو یکجا کر دیا گیا ہے۔دیوان ہائے کی توضیحات، حسین شاہ حقیقت کا قصیدہ، حالات زندگی، ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات، مذہب و مسلک کی تحقیق، ان کی تعلیم، انشاء پردازی، خوشنویسی، موسیقی، فن سپہ گری، علم مجلسی، فن شاعری اور زندگی کے مختلف ادوار و اسفار کا جس طرح جائزہ لیا گیا وہ لائق تحسین ہے۔	سردار احمد خاں۔ میر سوز۔ حسین شاہ حقیقت کا قصیدہ۔ میر سوز کی شاعری۔
غلام مصطفیٰ خاں	کچھ تحقیق کے متعلق	۱۰۹ تا ۱۱۳	یہ مقالہ حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکتوب میں افلاطون کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہونے کے تذکرہ پر اعتراض سے شروع ہوتا ہے اور پھر صاحب مضمون نے تحقیق کے بارے میں مثالوں کے ساتھ زریں اصول بیان کیے ہیں کہ محقق کا یہ فرض ہے کہ وہ صرف سطحی طور پر چیزوں کو نہ دیکھے بلکہ پوری طرح گہرائی میں جا کر تحقیق کرے کیونکہ پرانے نسخوں میں بوجوہ تحریفات بھی ہو سکتی ہیں، جن شخصیات سے ان مخطوطات کو منسوب کیا جا رہا ہو ان کے احوال پر بھی نظر ہو اور بے احتیاطیوں کا خاص جائزہ لینا ناگزیر ہے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ تحقیق۔ مجدد الف ثانی۔ مخطوطات۔ تحریفات۔

مختارالدین احمد	مآثر غالب	۱۳۹ تا ۱۴۰	مآثر غالب قاضی عبدالودود کی تصنیف ہے جس میں غالب کے نادر و نایاب خطوط کے ساتھ ساتھ ان کے اشعار اور نثریات کا بھی احاطہ کیا گیا جو قبل ازیں شائع نہیں ہوئی تھیں۔ صاحب مضمون کے مطابق انھیں یہ تمام مواد شفاء الملک حکیم حبیب الرحمان کے مطبوعات و مخطوطات کے قیمتی ذخیرے سے ملا جو عربی، فارسی اور اردو مصنفین، شعراء، ادباء اور مشاہیر کے بارے میں ''عالم ادب'' کے عنوان سے کتاب تحریر کر چکے تھے اور اس میں ان کے ۲۵ برس صرف ہوئے۔ زیر نظر مقالہ میں مآثر غالب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جس کے دوسرے حصے میں فارسی خطوط دیے گئے ہیں۔	مختارالدین احمد۔ مآثر غالب۔ قاضی عبدالودود۔ شفاءالملک حکیم حبیب الرحمان۔ عالم ادب۔
محمد سلیم	ترجمہ تقریظ مصباح الہدایت	۱۵۷ تا ۱۶۹	یہ مقالہ جس کے تقریظ نگار محمد ظہیر الدین بلگرامی ہیں اور اس کا فارسی سے تلخیص و ترجمہ سید محمد سلیم جبکہ تعلیقات کے فرائض ڈاکٹر معین الدین عقیل نے سرانجام دیے، ہندوستان میں طباعت کی تاریخ سے متعلق ہے جس میں ترجمہ تقریظ مصباح الہدایت کے ساتھ ساتھ اردو طباعت کی مشکلات کا ذکر کرنے کے بعد مطبع مرتضوی، لکھنؤ کے بعد ایک مجنوں کے دعوے پر بادشاہ کی طرف سے رقوم ملنے پر ایک ماہ میں نئے مطبع کے مقام، مطبع سنگی سے مطبع نولکشور کی تفصیلات دی گئی ہیں جبکہ مطبع کے نقصانات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	مصباح الہدایت۔ تقریظ۔ محمد ظہیر الدین بلگرامی۔ سید محمد سلیم۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل۔
معین الدین عقیل	تعلیقات	۱۷۰ تا ۱۸۶	اس مقالہ میں مطبع نولکشور سے شائع ہونے والی بڑی تعداد میں کتابوں کی تاریخ، ان کے مصنفین کے نام اور نفس مضمون کے بارے میں تفصیلات دی گئی ہیں جن سے کوئی بھی تاریخ دان بھرپور استفادہ کر سکتا ہے اور اس سے تحقیق دان بھی بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں اس طرح انھیں فہرست سے ہی اپنی مرضی کے مقالوں اور موضوعات تک رسائی مل جائے گی۔	معین الدین عقیل۔ تعلیقات۔ مطبع نول کشور۔

غلام مصطفیٰ خاں	مولانا عبدالصمد عاجزؔ	۱۱۴ تا ۱۲۷	اس مقالہ میں مولانا محمد عبدالصمد خاں عاجزؔ کی دو کتابوں مثنوی تحفۃ العاشقین اور تحفۃ العارفین کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے ذریعے مصنف کے حالات کی گرید کی گئی ہے۔مثنوی میں مختلف آیات واحادیث کے جس طرح مفاہیم کو بیان کیا گیا ہے اور اسے اجاگر کیا گیا وہ قابل توجہ ہے تحفۃ العارفین نثر میں ہے جس میں دینی مباحث شامل ہیں اور ان میں شاہ ولی اللہ ،شاہ اسمٰعیل اور شاہ مدار سمیت دیگر بزرگوں کے خیالات و افکار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	مولانا عبدالصمد عاجزؔ۔غلام مصطفیٰ خاں تحفۃ العاشقین۔تحفۃ العارفین۔شاہ ولی اللہ۔شاہ اسمٰعیل۔شاہ مدار۔
نجم الاسلام	شاہ عالم ثانی کی نثر	۲۵۷ تا ۲۹۵	صاحب مضمون نے اس مقالہ میں عزیز الدین عالمگیر ثانی کے بیٹے شاہ عالم ثانی کے مختصر حالات کے بعد ان کے منظوم اور منثور فن پاروں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے اور ان کے مآخذ بھی بتائے ہیں۔دیوان فارسی ،دیوان اردو ،منظوم اقدس اور نادرات شاہی شاہ عالم ثانی کی شعری تصانیف ہیں جبکہ عجائب القصص ان کا سب سے اہم نثری کارنامہ ہے جس کا مقالہ نگار نے تفصیلی جائزہ لیا ہے اور حوالوں سے ان کی منظر نگاری اور دیگر خصوصیات کو اجاگر کیا ہے۔	نجم الاسلام۔شاہ عالم ثانی۔عالمگیر ثانی۔نادرات شاہی۔عجائب القصص۔
نذیر احمد	فیروز شاہ تغلق کے عہد کا اک فارسی لغت نگار	۳ تا ۳۸	''عاشق'' کے تخلص سے موسوم اس لغت نگار کے بارے میں اس تحقیقی مقالہ میں صاحب مضمون نے کافی تحقیقی مواد پیش کیا ہے۔لسان الشعراء کے نام سے اس لغت میں پہلی بار ابواب قائم کیے گئے۔جن سے کسی بھی نقطہ کی تلاش میں کافی مدد ملتی ہے قبل ازیں کی لغات میں ایسا نہ تھا۔اس مضمون میں اس لغت کی دیگر خوبیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔	نذیر احمد۔فیروز شاہ تغلق۔فارسی لغت نگار۔لسان الشعراء۔
نذیر احمد	فارسی کے چند قطعات سے متعلق یادداشتیں	۳۹ تا ۵۶	اس مضمون میں سعدی کے ایک قطعہ، الوری کے ایک قصیدہ اور محمد بن علی راوندی کی ایک نظم کے بارے میں یادداشتیں پیش کی گئی ہیں اور ان کے حوالہ سے پاکستان سے لے کر امریکہ تک میں کی گئی تحقیق کے احوال مذکور ہیں۔صاحب مضمون نے ان کی تاریخ کو قابل قدر انداز میں کھنگالا ہے۔	نذیر احمد۔فارسی قطعات۔سعدی۔الوری۔محمد بن علی راوندی۔

نذیر احمد	نقطوی مذہب اور اس کا عروج اکبر کے عہد میں	۵۷ تا ۸۴	نقطوی مذہب کا بانی محمود پسیخانی تھا جو خود کو مہدی موعود اور دیگر ناموں سے موسوم کرتا تھا۔ اس نے اپنے نئے مذہب کی بنیاد ایران میں رکھی مگر وہاں کے بادشاہوں نے اسے خطرہ سمجھتے ہوئے اس کا قلع قمع کیا تو اس کے پیروکاروں نے ہندوستان کا رخ کیا، جہاں اکبر کا دور تھا جس میں اس باطل مذہب کی بھر پور حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ اکبر نے محمود کے یہاں آنے والے مرید میر شریف آملی کی بھر پور حوصلہ افزائی کی۔ صاحب مضمون نے اس مذہب پر قابل قدر تحقیق پیش کی ہے۔	نذیر احمد۔ نقطوی مذہب۔ محمود پسیخانی۔ میر شریف آملی۔ اکبر کا عہد۔
نذیر احمد	مولانا آزاد لائبریری کے ذخائر مخطوطات پر ایک نظر	۸۵ تا ۱۰۸	اس مقالہ میں مخطوطات کو محفوظ رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے مولانا آزاد لائبریری کے انتہائی نایاب مخطوطات کے بارے میں انکشافات اور ان کے نفس مضمون کی تفصیلات دی گئی ہیں جو ''ذخیرۂ حبیب گنج'' میں موجود ہیں اور اس کے بانی نواب صدر یار جنگ تھے جنھوں نے باقاعدہ ان مخطوطات کو مختلف عنوانات سے مدون کر رکھا تھا۔ ایک خصوصیت اس مضمون کی یہ بھی ہے کہ صاحب مضمون نے نہ صرف عنوانات کی ذیل والے بلکہ اس کے علاوہ بھی مخطوطات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اس مقالہ میں ان کی خصوصیات کو سمویا ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔	نذیر احمد۔ مولانا آزاد۔ ذخائر مخطوطات۔ ذخیرۂ حبیب گنج۔

تحقیق:۸-۹:(۹۵-۱۹۹۴ء)

شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
عطاء خورشید	''اردو میں فنی تدوین'' ....تعارف وتجزیہ	۳۰۶ تا ۳۲۳	جون ۱۹۸۶ء میں مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے ادارہ تحقیقات اسلامی نے ایک تین روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا جس کا عنوان ''قومی ورکشاپ، فنی تدوین (اردو)'' تھا۔ اس ورکشاپ میں پیش کیے گئے مقالات کو 'اردو میں فنی تدوین' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس مضمون میں بھی اس کتاب کا تفصیلی تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور اردو میں فن تدوین میں پیش رفت کے لیے نئے راستے دکھائے گئے ہیں اور ان مقالہ جات کے محاسن و نقائص کو بھی عیاں کیا گیا ہے جو مزید بہتری کی راہیں کھولنے میں مد ومعاون ثابت ہوسکتے ہیں۔	عطاء خورشید۔ مقتدرہ قومی زبان۔ فنی تدوین۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی۔
غلام مصطفیٰ خان	تکملہ مقالات الشعراء	۲۵۱ تا ۲۵۴	اس مقالے میں کراچی سے ۱۹۵۸ء میں شائع ہونے والے تکملہ مقالات الشعرا (مرتبہ پیر حسام الدین راشدی) میں مختلف صفحات پر کچھ اضافے تجویز کیے گئے ہیں جن کا مقصد کچھ وضاحت اور کچھ اصلاح ہے۔ ان اضافوں سے صاحب مضمون کے مطابق ان مقالات کو زیادہ سودمند بنایا جاسکتا ہے۔ صاحب مضمون کی عرق ریزی قابل تحسین ہے۔	غلام مصطفیٰ خان۔ تکملہ مقالات الشعراء۔ پیر حسام الدین راشدی۔
معین الدین عقیل	اردو کی اوّلین نسوانی خودنوشت	۲۸۶ تا ۳۰۵	مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ محققین کے مطابق خودنوشت سوانح عمری ۱۸۸۶ء سے قبل نہیں لکھی گئی مگر شہربانو نے 'بیتی کہانی'' کے عنوان سے مئی ۱۸۸۵ء میں ایک خودنوشت تحریر کی جسے ڈیڑھ سال بعد محض دیباچہ کے اضافے کے ساتھ کتابی شکل دی گئی۔ اسے اوّلین نسوانی خودنوشت کہا جانا چاہیے اور یہ ایک انگریز خاتون کی فرمائش پر لکھی گئی جس میں انھوں نے ۴۰ سال کی زندگی کا احاطہ کیا ہے۔ مقالہ نگار نے اس کی سلاست، روانی اور برجستگی کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔	معین الدین عقیل۔ خودنوشت۔ شہربانو۔ 'بیتی کہانی''۔

منیر احمد خاں	میر رستم خان تالپر کی ایک اہم دستاویز	۳۳۵ تا ۳۴۰	اس مقالہ میں خیر پور کی تچل لائبریری سے ملنے والے ایک قرآن مجید کے نسخہ کے ساتھ منسلک ایک تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ اگر چہ پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے تکملہ مقالات الشعراء میں میر غلام علی خان کی وفات کے بعد اس خاندان کے دوسرے حکمران سلسلے کا ذکر کیا ہے لیکن اس میں میر رستم علی خان تالپر اور میر علی داد خان تالپر کا نام نہیں ہے جبکہ اس تحریر میں جو ۱۲۵۳ھ میں لکھی گئی اس کے مطابق اس وقت حکمران میر رستم خان تالپر تھے۔ اس طرح صاحب مضمون نے تاریخ کی درستگی کی کوشش کی ہے۔	منیر احمد خاں۔ میر رستم خان تالپر۔ میر غلام علی خان۔ پیر حسام الدین راشدی۔ میر علی داد خان تالپر۔
نجم الاسلام	دیوان غمگین کس غمگین کا ہے؟	۳۴۱ تا ۳۶۴	جیسا کہ اس مقالہ کے عنوان سے ظاہر ہے کہ اس میں یہ سوال زیر غور ہے کہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کی شائع کردہ ۱۴ ویں کتاب ''دیوان غمگین'' کس غمگین کا فن پارہ ہے۔ اگر چہ اسے مولوی مرزا عبدالقادر رامپوری کا دیوان قرار دے کر شائع کیا گیا ہے جو غمگین تخلص کرتے تھے مگر صاحب مضمون نے اس دیوان کے متن اور دیگر شواہد سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ دیوان دراصل مرزا عبدالقادر رام پوری کا نہیں بلکہ یہ دیوان میر سید علی غمگین کا قرار پاتا ہے۔ صاحب مضمون کے دلائل قوی ہیں جس کے باعث ان کے موقف کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔	نجم الاسلام۔ دیوان غمگین۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی۔ عبدالقادر رام پوری۔ میر سید علی غمگین۔
نذیر احمد	سید ابو العلاء اکبر آبادی	۳۵۵ تا ۳۸۵	اس مقالے میں احراری بزرگ سید ابو العلاء اکبر آبادی کے حوالے سے تحقیق شامل ہے جس کے مطابق سید ابو العلاء اکبر آبادی حسینی سید اور میر سید تقی الدین کرمانی کی اولاد سے تھے۔ وہ مختلف امور کے ماہر تھے ابتداء میں راجہ مان سنگھ کے ہاں ملازمت کی مگر ایک خواب پر ملازمت سے سبکدوش ہو کر اللہ والے بن گئے اور ان کے مریدین کا بڑا حلقہ شمالی بھارت میں موجود ہے۔ مقالہ کے آخر میں ان کے کچھ مکتوبات دیے گئے ہیں جو سالکین کی تشفی قلب کا باعث ہو سکتے ہیں۔	نذیر احمد۔ سید ابو العلاء اکبر آبادی۔ میر سید تقی الدین۔ راجہ مان سنگھ۔

تحقیق: ۱۰و۱۱: (۹۷-۱۹۹۶ء)

شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
استاذ پول کروس/ اردو ترجمہ و تعارف: حافظ غلام مرتضیٰ	ابن المقفع کی جانب منسوب ارسطا طالیسی تراجم	۸۴۳ تا ۸۵۴	اس مقالہ کا لب لباب یہ ہے کہ یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ یونانی فلاسفر کی کتابوں میں سے کوئی بھی کتاب فارسی زبان سے عربی میں ترجمہ نہیں کی گئی اور موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ جو ارسطا طالیسی تراجم ابن المقفع کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں یہ دراصل ایک غلطی ہے۔جس میں پچھلے اسلامی مورخین مبتلا ہوگئے تھے۔اس حوالے سے بہت سے دلائل پیش کیے گئے ہیں اور یہ مقالہ قبل ازیں رسالہ معارف میں چھپ چکا ہے۔	استاذ پول کروس۔ اردو ترجمہ وتعارف: حافظ غلام مرتضیٰ۔ ارسطا طالیسی۔
انتیاز علی خاں عرشی	ظہور الاسرار نامی اور مظہر کردہ	۶۸۱ تا ۷۰۰	اس مقالہ میں طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ خواجہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ''مخزن اسرار'' کی شرح ''ظہور الاسرار'' کشی ظہور الحسن بجنوری کی تصنیف نہیں بلکہ یہ بدرالدین مظہر بن قوام بن رستم محمود البلخی الکرئی نے ۷۹۵ء میں تالیف کی تھی۔ یہ نتیجہ بلخی کے نام پر تحقیق، عرف کی حقیقت، اصل نام کی تحقیق کے عنوانات کے تحت طویل بحث کے بعد نکالا گیا ہے اور آخر میں شرح مخزن کے بعض فوائد بھی دیے گئے ہیں جو مزید تحقیق کیلئے معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔	انتیاز علی خاں عرشی۔ ظہور الاسرار۔ خواجہ نظامی گنجوی۔ مخزن اسرار۔
امیر اللہ شاہین	پرتھوی راج راسو کی تاریخی حیثیت	۷۸۵ تا ۷۹۶	اس مقالہ میں پرتھوی راج راسو کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جو مشترکہ مذہب اور تہذیب کے دور کی کتھا ہے۔ مگر اس کے مختلف نسخوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ محققین کی واضح اکثریت نے اسے محض داستان اور افسانہ قرار دیا ہے جبکہ یہ بہت بعد کے دور کی لکھی ہوئی کہانی بتائی گئی ہے۔مقالہ نگار نے اپنے اس مضمون میں اس حوالے سے بہت سے محققین کا حوالہ دے کر اپنی بات میں بہت زیادہ وزن پیدا کرلیا ہے۔جس سے مزید تحقیق کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ یہ مقالہ بھی معارف میں چھپ چکا ہے۔	امیر اللہ شاہین۔ پرتھوی راج راسو۔

آصفہ زمانی	''غالب کے غیر متداول کلام کی واحد مکمل شرح''	۲۹۵ تا ۳۰۷	اس مقالہ میں غالب کے کلام کے ظاہرو پوشیدہ پہلوؤں اور خاص طور پر پروفیسر گیان چند کی شرح کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے یہاں تک بھی کہا گیا ہے کہ ان کی شرح کے سامنے سرخوش، آسی اور سندیلوں کی شرحیں پانی بھرتی نظر آتی ہیں تاہم موصوفہ نے بعض اشعار کی تشریح میں پروفیسر گیان چند سے اختلاف بھی کیا ہے جو فکروتدبر کی معراج کو ظاہر کرتا ہے اور غالب کے کلام کے بارے میں جس پر فارسی کا عنصر غالب ہے اس قسم کے اختلافات قدرتی امر ہیں۔	آصفہ زمانی۔ غالب۔ غیر متداول کلام۔ گیان چند جین۔ شرح غالب۔
حبیب الرحمان اعظمی	الذخائر والتحف کس کی تصنیف ہے؟	۸۲۳ تا ۸۳۰	اس مقالہ میں کتاب کے متن کی بنیاد پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کتاب ''الذخائر والتحف'' ابن خلکان والے القاضی عبدالرشید کی تصنیف نہیں بلکہ یہ ان کے دادا القاضی الرشید ابراہیم کی تصنیف ہے اور وہی پانچویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ باقی دو القاضی الرشید کا تعلق چھٹی صدی سے ہے جبکہ کتاب کے متن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ پانچویں صدی کی تصنیف ہے۔ یہ مضمون بھی قبل ازیں معارف اعظم گڑھ میں ۱۹۶۱ء میں چھپ چکا ہے جہاں سے لے کر اسے دوبارہ شائع کیا گیا ہے تاکہ تحقیق میں مدد مل سکے۔	حبیب الرحمان اعظمی۔ الذخائر والتحف۔ ابن خلطان۔ القاضی عبدالرشید۔ معارف اعظم گڑھ۔
حبیب الرحمن اعظمی	صارق الازہار کس کی تصنیف ہے؟	۸۳۱ تا ۸۳۵	اس مقالہ میں قاضی سید نورالدین حسین اور ڈاکٹر سید باقر علی صاحبان کی تحقیق سے اختلاف کرتے ہوئے صاحب مضمون نے یہ بات ثابت کی ہے کہ صارق الازہار جو مشارق الانوار کی شرح ہے ہرگز ہندوستانی عالم کی تصنیف نہیں بلکہ عبداللطیف بن ملک اور عبداللطیف بن عبدالملک دو الگ الگ شخص ہیں جن میں سے یہ اول الذکر کی تصنیف ہے اور یہ بات تاریخی حوالہ جات اور نسبت ناموں سے واضح کی گئی ہے۔ یہ مضمون بھی معارف میں ۱۹۵۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔	حبیب الرحمان اعظمی۔ صارق الازہار۔ قاضی سید نور الدین حسین۔ سید باقر علی۔

حسینی شاہد	رسائل شاہ امین الدین اعلیٰ	۸۷۷ تا ۸۹۳	اس مقالہ میں شاہ امین الدین اعلیٰ سے منسوب رسائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ان میں سے بعض رسائل تو واقعی امین الدین کے ہیں اور بعض رسائل نامعلوم شخصیات کے ہیں جبکہ بعض رسائل کے دیگر مصنفین کی نشاندہی واضح طور پر ہو چکی ہے۔ اس لیے ان تمام رسائل کو امین الدین سے منسوب کرنا قرین انصاف نہیں۔ یہ مقالہ قبل ازیں رسالہ اردو کراچی میں شائع ہو چکا ہے۔	حسینی شاہد۔ شاہ امین الدین اعلیٰ۔
حفیظ قتیل	معراج العاشقین کا مصنف	۸۶۳ تا ۸۷۶	مقالہ معراج العاشقین نامی رسالہ پر ایک کتاب کی تلخیص ہے جس کے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے انتساب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور رسالہ کے اندرونی شواہد اور بعض دیگر حقائق کی بنیاد پر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اس رسالہ کا خواجہ گیسو دراز سے کوئی تعلق نہیں اس کی تحریر بے ربط ہے اور اس میں تصوف کے مخصوص مضامین دیے گئے ہیں جسے مولوی عبدالحق نہ سمجھ سکے اور اسے گیسو دراز سے منسوب کر دیا۔ درحقیقت یہ رسالہ وحدۃ الوجود کا خلاصہ ہے اور سید محمد حسینی کی تحریر ہے جو شہباز کے نام سے مشہور تھے اور ان کے پیر کو انھوں نے پیر اللہ کے نام سے یاد کیا ہے۔	حفیظ قتیل۔ معراج العاشقین۔ سید محمد حسینی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔
خورشید احمد خاں	لوشہ گنج بخش سے منسوب اردو کلام کی اصل حقیقت	۹۳۱ تا ۹۴۰	یہ مقالہ اورینٹل کالج میگزین لاہور کا شمارہ خاص میں شائع ہوا تھا جس میں سے ''گنج الاسرار'' سے متعلق حصہ یہاں شامل کیا گیا ہے اور اس میں مقالہ نگار نے شواہد کے ساتھ اس کتاب کے لوشہ گنج بخش سے انتساب کے بطلان کو ثابت کیا ہے اور اس لحاظ سے مختلف کتب کے حوالے دیے گئے ہیں۔	خورشید احمد خاں
زاہد منیر عامر	مہربان خاں رند سے منسوب کلام کی اصالت	۹۲۶ تا ۹۳۰	اس مختصر مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ سوز اور سودا کا کلام آپس میں خلط ملط ہو گیا ہے اور ان میں سے کئی غزلیات رند سے بھی منسوب ہیں لیکن یہ بات واضح نہیں کہ ان سے منسوب غزلیات سوز کی ہیں یا سودا کی، تاہم اس کلام کے خلط ملط ہونے سے محققین کے لیے تحقیق کی راہ ہموار ہو گئی ہے تاہم ان شعراء کے معاصرین کی آرا کا تفصیلی جائزہ لینا ہو گا تا کہ تحقیق کو درست خطوط پر آگے بڑھایا جا سکے۔	زاہد منیر عامر۔ مہربان خان رند۔ سوز۔ سودا۔

سخاوت مرزا	کیا صراط المستقیم وجہی کی تصنیف ہے؟	۸۹۴ تا ۹۰۱	اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ وجہی تخلص کے ایران اور ہندوستان میں کئی شاعر گزرے ہیں اور ان کا الگ الگ جائزہ لیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ''صراط مستقیم''، ''قطب مشتری'' اور ''سب رس'' کے وجہی کے عقائد میں بُعد المشرقین معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ تصانیف ایک شخص کی نہیں ہوسکتیں اور اس طرح ''صراط مستقیم فی دین قویم'' ملا وجہی گولکنڈوی کی تصنیف نہیں۔ یہ مقالہ قبل ازیں ''مقالات منتجمہ'' میں شائع ہو چکا ہے۔	سخاوت مرزا۔ وجہی۔ صراط المستقیم۔ قطب مشتری۔
سید امیر حسن عابدی	''بابر بعیش کوش'' و الاشعر کس بابر کا ہے؟	۷۲۷ تا ۷۳۴	اس مقالہ میں دلائل سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ''بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' مصرعہ والا شعر ظہیر الدین بابر بادشاہ سے غلط طور پر منسوب ہے اور دراصل یہ شعر بابر بہادر کا ہے جو ابو القاسم بالشیغر مرزا کے بیٹے تھے اور انھوں نے خراسان میں ۸۵۵ھ سے ۸۶۰ھ تک حکومت کی اور ان کا تذکرہ منتخب اللطائف اور ریاض الشعراء میں بھی ملتا ہے۔	سید امیر حسن عابدی۔ بابر بعیش کوش۔ ظہیر الدین بابر۔ بابر بہادر۔
سید امیر حسن عابدی	دیوان مخفی	۷۳۵ تا ۷۴۸	اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ مخفی تخلص کے کئی شاعر گزرے ہیں جن میں اورنگزیب عالمگیر کی صاحبزادی زیب النساء بیگم بھی شامل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مطبع لولکشور اور دیگر نے ایک دیوان ان سے منسوب کر دیا ہے حالانکہ وہ صاحب دیوان نہیں تھیں۔ مقالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اس میں اگرچہ کئی غزلیں اور اشعار زیب النساء بیگم کے ہیں تاہم متن سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر غزلیں اور اشعار ایک خراسانی شاعر کے ہیں جس کا نام بو علی تھا اور وہ خود کو اپنے وقت کا بو علی سینا سمجھتا تھا۔ اس نے کئی قصیدے بھی لکھے۔	سید امیر حسن عابدی۔ دیوان مخفی۔ زیب النساء بیگم۔ مطبع لول کشور۔
سید محمد سلیم	صفوۃ العرفان بمطالب آیات القرآن (قلمی)	۳۰۹ تا ۳۱۱	صفوۃ العرفان مولانا محمد اسماعیل کی عربی زبان میں ایک ضخیم تصنیف ہے جس کا اس مقالہ میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اسے مستند لغت قرار دیا گیا ہے جس میں الفاظ کی گرہیں کھولی گئی ہیں تاہم ابھی تک یہ شرح شائع نہیں ہوئی اور صاحب مضمون اس کے لیے کوشاں ہیں جبکہ انھوں نے مولانا اسمٰعیل کے دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور دیگر مدارس میں اکابر علماء سے استفادے اور اس فیض کو عام کرنے کی ان کی سعی کی تفصیلات بتائی ہیں۔	سید محمد سلیم۔ صفوق الفرقان۔ دارالعلوم دیوبند۔

سید محمد مطیع اللہ راشدی برہانپوری	مجمع البحار پر تحقیقی نظر	۸۵۵ تا ۸۶۲	اس مقالہ میں اپنی تحقیق کی بنیاد پر مقالہ نگار نے مختلف حوالوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ مجمع البحار کے نام سے دو کتابیں لکھی گئیں اور ان کے مصنف و مؤلف بھی الگ الگ ہیں ان میں سے مجمع البحار قرآن مجید کی عربی زبان میں صوفیانہ تفسیر ہے جس کے مصنف حضرت شیخ طاہر محدث سندھی ہیں جبکہ دوسری کتاب مجمع البحار الانوار عربی زبان میں صحاح ستہ کی تفسیر ہے جس کے مصنف حضرت شیخ محمد طاہر محمد بن طاہر پٹنیؒ ہیں جبکہ بعض تحقیق والوں نے ان دونوں کتابوں اور مصنفین کے ناموں کو ملا دیا ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں۔	سید محمد مطیع اللہ۔ راشدی برہانپوری۔ مجمع البحار۔شیخ طاہر محدث سندھی۔ صحاح ستہ۔
شبلی نعمانی	امام غزالی کی مجوث فیہ تصانیف	۴۹۷ تا ۵۰۰	اس مقالہ میں امام غزالی کی بعض تصانیف کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ منحول، مضنون بہ علی غیر اہلہ اور کتاب النفخ والتسویہ امام صاحب کی ہی تصانیف ہیں اور ان کی تصانیف نہ ہونے کے حوالے سے جو دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ مضبوط نہیں البتہ شبلی نے 'سر العالمین' کے بارے میں واضح طور پر کہا ہے کہ یہ امام غزالی کی تصنیف نہیں۔ یہ مقالہ قبل ازیں الغزالی میں شائع ہوا تھا۔	شبلی نعمانی۔ امام غزالی۔ سر العالمین۔
شبلی نعمانی/ شوکت سبزواری	قادرنامہ غالب: غالب کی زندگی میں شائع ہونے والے تین ایڈیشن	۷۲۵ تا ۷۲۶	اس مضمون میں قادرنامہ غالب کی تحسین کے ساتھ ساتھ اس کے چھاپنے میں متعلقین کی عدم دلچسپی پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ غالب کی زندگی میں مختلف چھاپہ خانوں سے اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے تھے اور غالب نے یہ لغت اور نثر پارہ زین العابدین خاں عارف کے بیٹوں کے لیے تحریر کیا تھا جو نادرنسخہ ہے۔	شوکت سبزواری۔ قادرنامۂ غالب۔ زین العابدین خان عارف۔
ضیاء الدین اصلاحی	عون المعبود کا مصنف کون ہے؟	۸۳۶ تا ۸۴۲	اس مقالہ میں ابو داؤد شریف کی شرح عون المعبود کے مصنف اور شارح کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی ہی اس کے مصنف ہیں جبکہ انھوں نے اس کام کے لیے اپنے بھائی مولانا اشرف الحق، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری اور دیگر کئی ساتھیوں کی معاونت حاصل کی جس کی وجہ سے اس کے بعض حصے ان کے نام سے منسوب ہوگئے مگر درحقیقت یہ مولانا شمس الحق کے زیر انتظام ہی لکھی گئی یہ مقالہ معارف میں شائع ہو چکا ہے۔	ضیاء الدین اصلاحی۔عون المعبود۔ابو داؤد شریف۔مولانا شمس الحق عظیم آبادی۔ عبدالرحمان مبارک پوری۔

عبدالرحمان معلمی/مترجم: ضیاء الدین اصلاحی	تفسیر کبیر اور اس کے تکملے کے متعلق	۷۹۷ تا ۸۲۲	یہ مقالہ عبدالرحمان معلمی کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے جس میں انھوں نے تفسیر کبیر اور اس کے تکملے کو الگ الگ کر کے تحقیق سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس میں مخصوص حصے کی تفسیر امام فخر الدین رازی نے کی ہے جبکہ کچھ حصے قمیلی خولی کی تصنیف ہیں وار یہ خولی کی طرف منسوب تکملے کا ایک جزو ہے اس میں تفسیر کے مختلف حوالہ جات سے اپنے موقف کو ثابت کیا گیا ہےاور احتمالات کے ساتھ ساتھ ان کا ردھی کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ قبل ازیں معارف میں شائع ہوچکا ہے۔	عبدالرحمان معلمی۔مترجم: ضیاء الدین اصلاحی۔ امام فخر الدین رازی۔تفسیر کبیر۔
عطاءالرحمن کاکوی	معدن المعانی	۷۳۹ تا ۷۵۰	اس مختصر مقالے میں صاحب مضمون نے ایک مقام کی نشاندہی کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کتاب مشتبہ ہے، معدن المعانی حضرت مخدوم الملک بہاری کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کے مرتب زین ابن عربی ہیں۔ صاحب مضمون نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جس طرح نکلسن نے اپنی زندگی مولانا روم پر وقف کر دی تھی اس طرح کسی کو حضرت مخدوم کی تصنیفات پر بھی تفصیلی تحقیق کرنی چاہیے تا کہ مشکوک چیزیں ان کے حوالہ جات سے منہا کی جاسکیں۔	عطاءالرحمن کاکوی۔ معدن المعانی۔ مخدوم الملک بہاری۔زین ابن عربی۔نکلسن۔
غلام مصطفیٰ خاں	دیوان احمد جام کا جائزہ	۲۵۷ تا ۲۶۰	اس مقالہ میں شیخ الاسلام ابونصر احمد المعروف احمد زندہ پیل کے دیوان کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور مختلف حوالوں سے ان کے اشعار کی زبانی ان کے اوصاف اور حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے دیوان نولکشور لکھنؤ اور شیخ الٰہی بخش لاہور نے شائع کیے اور ان میں کچھ اختلاف الفاظ بھی موجود ہے جس کو اس مقالہ میں بھی اجاگر کیا گیا ہے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ دیوان احمد جام۔ ابونصر احمد۔
غلام مصطفیٰ خاں	نکات الشعراء سے متعلق چند یادداشتیں	۲۶۱ تا ۲۶۸	صاحب مضمون نے ۳۰، ۳۵ سال قبل کی چند یادداشتیں پیش کی ہیں جن میں نکات الشعراء کے بعض نکات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور مختلف اشعار پر میر کی رائے بھی دی گئی ہے۔ ان نکات کو اس موضوع پر تحقیق کو آگے بڑھانے کے لیے بخوبی استعمال کیا جاسکتا ہے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ نکات الشعراء۔

غلام مصطفیٰ خاں	دیوان قطب الدین	۵۵۳ تا ۵۷۰	اس مقالہ میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ سے منسوب فارسی دیوان کا جائزہ لیا گیا ہے اور مقالہ نگار کی رائے ہے کہ اگرچہ خواجہ قطب الدین سے بہت سے اشعار منسوب ہیں مگر یہ دیوان آپ کا نہیں ہوگا اس میں ۱۷۴ غزلیں اور ۸۹ رباعیاں ہیں اور غزلیں بڑی تعداد میں حضرت حافظ شیرازی کے تتبع اور ان کی زمینوں میں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیوان کے مصنف حافظ کے بعد کے زمانے کے ہوں گے اور یہ دیوان گیارہویں صدی ہجری سے پہلے کا نہیں۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ قطب الدین بختیار کاکی۔ دیوان قطب الدین۔ حافظ شیرازی۔
غلام مصطفیٰ خاں	دیوان ظہیر اور اس کا مصنف	۵۷۱ تا ۵۷۴	اس مقالہ میں فارسی کے مشہور شاعر ظہیر فاریابی (المتوفیٰ: ۵۹۸ھ) سے منسوب ایک غزلیات کے دیوان کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس میں موجود حوالہ جات سے یہ بات یقین تک پہنچتی ہے کہ یہ دیوان بہت بعد کا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ یہ ظہیر اصفہان کا تھا اور وہ یقیناً ظہیر فاریابی سے مختلف ہے مگر اس کے حالات کہیں نہیں ملتے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ دیوان ظہیر۔ ظہیر فاریابی۔ اصفہان۔
غلام مصطفیٰ خاں	حضرت شیخ عثمان کا رسالۂ عشقیہ	۵۷۵ تا ۵۸۲	یہ مقالہ ایک رسالۂ عشقیہ کے بارے میں تحقیق پر مبنی ہے جسے حضرت عثمان مروندی (لعل شہباز قلندر سہوانی) رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا گیا ہے مگر مقالہ نگار کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کا انتقال ۵۹۱ھ میں ہوا تھا جبکہ یہ رسالہ بہت بعد کا ہے اور اندرونی شواہد سے یہ بات قرین قیاس آئی ہے کہ اس کے مصنف حضرت شیخ عثمان جالندھری علیہ الرحمہ تھے جن کا ذکر حافظ محمود شیرانی مرحوم نے اپنی کتاب ''پنجاب میں اردو'' میں کیا ہے اور وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے پیر بھائی تھے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ شیخ عثمان۔ رسالۂ عشقیہ۔ پنجاب میں اردو۔
غلام مصطفیٰ خاں	رسالۂ گنج الاسرار	۵۸۳ تا ۵۸۴	اس مقالہ میں 'گنج الاسرار' کے عنوان سے شائع ایک رسالہ کا جائزہ لیا گیا ہے جس کے مصنف کا نام حضرت فرید الدین مسعود بن سلیمان ابن ابی بکر ابن عمر خیام ہے جس سے خیال آتا ہے کہ اس سے مراد حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر ہیں لیکن مقالہ نگار کی تحقیق یہ ہے کہ ان کا شجرہ اور مصنف کا شجرہ بہت مختلف ہیں اور لندن میں موجود مخطوطہ میں ان کے نام کے ساتھ بخاری کا بھی اضافہ ہے اور ان کا زمانہ غیر منقسم ہندوستان میں گیارہویں صدی ہجری کے بعد کا رہا ہوگا۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ رسالۂ گنج الاسرار۔ فرید الدین مسعود گنج۔

غلام مصطفیٰ خاں	بعض مخطوطہ کتابیں	۵۸۵ تا ۵۹۹	اس مقالہ میں بعض کتب سے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہے ان میں مباح الارواح، حیاتِ باقیہ، مکاشفاتِ عینیہ، حضرت مخدوم نوح ہالائی کا فارسی ترجمہ قرآن مجید، ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت عمر بن عبدالعزیز اور کشف المحجوب کا ایک نسخہ شامل ہیں اور ان کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس سے ان کتب پر مزید تحقیق کا دروازہ کھل گیا ہے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ مباح الارواح۔ حیاتِ باقیہ۔ مکاشفاتِ عینیہ۔
غلام مصطفیٰ خاں	عمادی غزنوی یا عمادی شہریاری	۶۰۰ تا ۶۱۶	اس مقالے میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عمادی غزنوی اور عمادی شہریاری دراصل ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور ان کے کلام کے ذریعے سے ان کے تفصیلی حالات زندگی اور مختلف بادشاہوں کے ہاں ان کی پذیرائی اور ان کی طرف سے قصیدہ گوئی کو واضح کیا گیا ہے جس سے تحقیق کی نئی راہیں نکل سکتی ہیں۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ عمادی غزنوی۔ عمادشہریاری۔
قمر جہاں مرزا	تالپور والیانِ سندھ اور ان کے ورثہ کا کتب خانہ	۳۱۷ تا ۳۲۹	اس مقالہ میں تالپور خاندان کے علمی و ادبی کارناموں کا احاطہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ٹنڈو میر نور محمد (لطیف آباد نمبر ۴) میں ایک چھوٹے سے عجائب گھر میں اس خاندان کے عربی، فارسی، اردو اور سرائیکی ادب کے فن پارے محفوظ ہیں جن میں مثنویاں، دواوین اور قرآن مجید کے نادر و نایاب نسخے شامل ہیں جن سے اس تالپور خاندان کی علم دوستی اور ادبی میدان میں ان کے ارفع مقام کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ تحقیق کا ایک بہت بڑا میدان ہے۔	قمر جہاں مرزا۔ تالپور خاندان۔ والیانِ سندھ۔ ٹنڈو میر نور محمد۔
مالک رام	''مرزا غالب اور امیر مینائی''	۷۱۰ تا ۷۱۴	اس مقالہ میں اس عنوان سے قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی کے مضمون کا جواب دیا گیا ہے جس میں انھوں نے غالب اور امیر مینائی کے دوستانہ تعلقات کو مترشح کیا تھا لیکن صاحب مضمون نے اس مقالے میں بہت سے نقائص ظاہر کرنے کے بعد یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ان میں دوستی کا کوئی عنصر نہ تھا بلکہ غالب امیر مینائی کو بار احسان تلے رکھ کر ان سے اپنے مفادات کا تحفظ کرانا چاہتے تھے اس لیے ان کے اشعار چھاپنے کے لیے منشی شیونرائن کو بھجوائے۔	مالک رام۔ مرزا غالب۔ امیر مینائی۔ قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی۔

مالک رام	لطائف غیبی کا مصنف	۷۱۵ تا ۷۱۸	اس مقالہ میں حوالہ جات سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ لطائف غیبی جو غالب پر حملوں کے جواب میں لکھی گئی وہ خود ان کی اپنی تحریر تھی جسے سیاح سے منسوب کر دیا گیا اور کتاب کا بیساختہ لہجہ اور سلاست اس بات کا برملا اعلان کر رہی ہے کہ وہ خود غالب کی تحریر ہے سیاح کی مسجع و مقفی تحریر سے اسے کوئی نسبت نہیں، اس طرح اسلوب کی بنیاد پر مقالہ نگار نے اپنا فیصلہ دیا ہے جو مزید تحقیق کا طالب ہے۔	مالک رام۔ لطائف غیبی۔
مالک رام	قادر نامے کا مصنف	۷۱۹ تا ۷۲۴	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے اندرونی شواہد سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ''قادر نامے'' کے مصنف مرزا غالب ہی ہیں اور اس حوالہ سے مولوی عبدالحق مرحوم اور امیر مینائی کا موقف مضبوط ہے جبکہ اختلاف کرنے والے غلام رسول مہر نے کوئی مضبوط دلیل نہیں دی اس کے علاوہ اس کا لب ولہجہ بھی غالب کی تصنیف ہونے کا شاہد ہے۔	مالک رام۔ قادر نامے۔ مولوی عبدالحق۔ امیر مینائی۔
محمد ایوب قادری	شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے منسوب بعض رسالے	۷۷۱ تا ۷۸۰	اس مختصر مقالہ میں شاہ ولی اللہؒ سے منسوب بعض کتب کا جائزہ لے کر انھیں متقدمین کے حوالہ جات سے جعلی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تصانیف بعض اہل حدیث حضرات نے شاہ ولی اللہؒ کے ماننے والوں کے عقائد خراب کرنے کے لیے ان سے منسوب کی ہیں ان کا حضرت شاہ صاحبؒ سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس طرح ان کے بیٹوں سے منسوب بعض کتب کے بھی نام دیے گئے ہیں جو جعل سازی سے ان کے ساتھ منسوب کیے گئے۔	محمد ایوب قادری۔ شاہ ولی اللہ۔

محمد شکیل احمد صدیقی	دیوان منسوب بہ منصور حلاج	۷۸۱ تا ۷۸۴	اس مقالہ میں ۲۵۵ صفحات پر مشتمل ایک دیوان کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جو نعرہ انا الحق بلند کرنے والے منصور حلاج سے منسوب کیا گیا اور اس میں تخلص حسین بتایا گیا اور اس کے ناشر نے ان کی صحت کے تعین کا کام خود ہی محققین کے سپرد کر رکھا ہے۔ صاحب کشف المحجوب اور تذکرہ اولیاء والوں نے کہیں بھی ذکر نہیں کیا یہ منصور فارسی شعر کہتے تھے اور انھوں نے ان کی تمام باتیں عربی میں نقل کی ہیں اور ان کے زمانے میں فارسی شاعری بھی ابھی عہد طفولیت میں تھی اس طرح شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ یہ دیوان منصور کا ہرگز نہیں۔ یہ مقالہ قبل ازیں رسالہ معارف میں چھپا۔	محمد شکیل احمد صدیقی۔ منصور حلاج۔ کشف المحجوب۔ تذکرہ اولیاء۔
محمد محفوظ الحق	زیب النساء اور دیوان مخفی	۵۳۳ تا ۵۴۴	اس مقالہ میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کیا دیوان مخفی واقعی زیب النساء کی تخلیق ہے لیکن مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کوئی مستند ''بیرونی'' شہادت دیوان مذکور کو زیب النساء کے نام سے منسوب کرنے کے لیے پیش نہیں کی جا سکتی جبکہ مقالہ نگار نے ''اندرونی'' شواہد سے بھی یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ اس کا مصنف تو خراسان سے ہندوستان آیا تھا جبکہ زیب النسا تو ہندوستان میں پیدا ہوئی اور یہیں فوت ہوئی اس کو خراسان سے کیا نسبت اور موقف اختیار کیا ہے کہ یہ مولانا مخفی رشتی کا کلام ہے۔	محمد محفوظ الحق۔ زیب النساء۔ دیوان مخفی۔
محمود خان شیرانی	دیوان خواجہ معین الدین اجمیریؒ کیا یہ دیوان انھی کی ملکیت ہے؟ (از رسالہ ''اردو'' بابت ماہ جولائی ۱۹۲۴ء)	۵۰۱ تا ۵۲۱	اس مقالہ میں مطبع نولکشور لکھنؤ کی طرف سے متعدد مرتبہ شائع ہونے والے ایک دیوان کا تفصیلی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جسے خواجہ معین الدین اجمیریؒ سے منسوب کیا گیا تھا لیکن مقالہ نگار نے دلائل و براہین سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ دیوان خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا نہیں بلکہ مولانا معین الدین کا کہلانے کا سزاوار ہے جو ہرات میں مشہور و معروف واعظ تھے اور چالیس سال تک وعظ و تذکیر میں مصروف ہوئے ان کی بڑی تعداد میں تصانیف بھی موجود ہیں جن سے اس مقالہ میں حوالے دیے گئے ہیں۔	محمود خان شیرانی۔ خواجہ معین الدین اجمیری۔

محمود خان شیرانی	کیا فارسی قصہ چہار درویش امیر خسرو کی تصنیف ہے (تلخیص)	۵۲۲ تا ۵۳۱	اس مقالہ میں حافظ محمود شیرانی مرحوم نے اس دعوے کا جائزہ لیا ہے کہ فارسی قصہ چہار درویش امیر خسرو کی تصنیف ہے لیکن انھوں نے اصل کتاب کے متن ، اس کی عبارت، اس میں استعمال کی گئی اصطلاحات اور حالات وواقعات سے یہ بات ثابت کی ہے کہ اس قصہ کا امیر خسرو سے کوئی تعلق نہیں اور یہ روایت بھی مہمل ہے کہ امیر خسرو نے یہ قصہ لکھ کر حضرت نظام الدین اولیاؒ کو سنایا جس سے وہ بیماری سے صحت یاب ہو گئے، مقالہ کے آخر میں نجم الاسلام نے حواشی میں حافظ شیرانی کی بعض آراء کو مسترد کیا ہے مگر انھوں نے ان مجموعی تحقیق سے مکمل اتفاق کیا ہے۔	محمود خان شیرانی ۔ قصہ چہار درویش۔ امیر خسرو۔ نجم الاسلام۔ حافظ شیرانی ۔
مرزا غالب اور امیر مینائی / قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی	غلط انتساب کی ایک مثال اور اس کا رد	۷۰۵ تا ۷۰۹	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے مرزا غالب اور امیر مینائی کے درمیان خوشگوار تعلقات کی تفصیلات کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر چہ براہ راست ان میں خط وکتابت کا علم نہیں ہو سکا مگر بالواسطہ طور پر غالب نے ایک اخبار میں ان کے اشعار بھجوائے جبکہ انھوں نے غالب کے حق میں ایک نظم اودھ اخبار کو بھجوائی جس سے ان کے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ ہوتا ہے گویا اس مقالہ سے ان دونوں اہم تاریخی شخصیات کے تعلقات پر تحقیق کا دروازہ کھولا گیا ہے۔	مرزا غالب اور امیر مینائی ۔قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی۔مرزا غالب ۔امیر مینائی ۔
نجم الاسلام	دو موضح قرآن	۲۶۹ تا ۲۸۲	اس مقالہ میں شاہ عبدالقادر دہلوی کی اردو نثر'' موضح قرآن'' کے مختلف متن ہائے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور ان میں سے تاج کمپنی کے مطبوعہ کو درست جبکہ غلام علی اینڈ سنز والے میں دلائل کے ساتھ تبدیلیوں کو واضح کیا گیا ہے اس کے علاوہ کئی مخطوطہ نسخہ ہائے کا بھی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ترجمہ اور فوائد کے دونوں متن ہائے میں اختلاف کو اجاگر کر کے ان نسخوں کی صحت کو واضح کرنے کی قابل تقلید کوشش کی گئی ہے۔	نجم الاسلام۔موضح قرآن ۔تاج کمپنی۔غلام علی اینڈ سنز۔

نجم الاسلام	اقبال کا ایک مکتوب اور اس کا ماخذ	۲۸۳ تا ۲۹۴	اس مقالے میں علامہ اقبال کے ایک مکتوب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جو اقبال نے مولانا الطاف حسین حالی کے نواسے خواجہ غلام الحسنین پانی پتی کو ہربرٹ اسپنسر کی مشہور کتاب ''ایجوکیشن'' کے اردو ترجمہ کی اشاعت پر لکھا تھا اور اس میں اقبال نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان فلسفیانہ مضامین کو پیش کرنے کے حوالے سے اردو کا دامن بہت تنگ ہے مگر یہ کتاب دیکھنے کے بعد واضح ہو چکا ہے کہ یہ ایک نوعمر اور خوبصورت زبان ہے جس میں ہر قسم کے مضامین پیش کیے جا سکتے ہیں اس طرح اس خط کو اردو زبان کے لیے اقبال کا بڑا خراج تحسین قرار دیا جا سکتا ہے۔	نجم الاسلام۔ علامہ اقبال۔ مکتوب اقبال۔ الطاف حسین خان۔ ہربرٹ اسپنسر۔
نجم الاسلام	دیوان غمگین کے تعاقب میں	۳۱۲ تا ۳۱۶	اس مقالے میں ''دیوان غمگین'' کا مزید جائزہ پیش کیا گیا ہے جو کراچی سے ملنے والے ایک نسخے کی بنیاد پر ہے اگرچہ دیوان غمگین کو عبدالقادر غمگین رامپوری سے منسوب کیا گیا تھا مگر مقالہ نگار نے اسے میر سید علی غمگین کا نسخہ قرار دیا اور اس مقالے میں تین نسخوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ یہ سید علی غمگین کا ہی کلام ہے۔	نجم الاسلام۔ دیوان غمگین۔ عبدالقادر غمگین رام پوری۔ میر سید علی غمگین۔
نجم الاسلام	جام شورو کے مخطوطات سے متعلق چند یادداشتیں	۳۳۰ تا ۳۹۶	اس مقالہ میں سندھی ادبی بورڈ کے اردو مخطوطات پنجھی باجا، دیوان ولی دکنی اور صادق التواریخ کے بارے میں یادداشتیں حوالہ جات کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں جو محققین کے لیے آسانی کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس کو تحقیق کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔	نجم الاسلام۔ جام شورو۔ سندھی ادبی بورڈ پنجھی۔ دیوان ولی دکنی۔
نجم الاسلام	دساتیر کی مجعولیت پر قاضی عبدالودود کا مقالہ	۷۰۱ تا ۷۰۴	اس مقالہ میں 'دساتیر' پر بحث کی گئی ہے جسے ملا فیروز کی قدیم ترین کتاب قرار دیا جاتا ہے اور اس کے حوالہ سے مختلف طبقوں کی آراء کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں بتایا گیا ہے کہ آج بھی زردشتیوں کے دو گروہ ہیں، ایک دساتیر کو عہد اکبری سے قبل کی کتاب نہیں مانتا، دوسرا یہ سمجھتا ہے کہ یہ خسرو پرویز کے عہد یا اس کے کچھ بعد کی ہے۔	نجم الاسلام۔ قاضی عبدالودود۔ ملا فیروز۔ عہد اکبری۔ خسرو پرویز۔

نجم الاسلام	کیا نعتیہ قطعہ ''شاہ صاحب الجمال وبا سید البشر'' شاہ عبدالعزیزؒ کی تصنیف ہے؟	۹۰۲ تا ۹۱۰	اس مقالہ میں مذکورہ نعتیہ قطعہ کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے، اس کے بارے میں بعض کی آرا یہ ہیں کہ یہ مولانا حالی کا ہے جبکہ بعض اسے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تحقیق بتاتے ہیں مگر مقالہ نگار نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس قطعہ کو بعض شواہد کی وجہ سے نہ تو مولانا حالی اور نہ ہی شاہ عبدالعزیز سے منسوب کیا جاسکتا ہے تاہم مقالہ نگار نے اس کے اصل مصنف کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا اس طرح انھوں نے تحقیق کا دروازہ کھول دیا ہے جس پر کوئی بھی اس تحقیق کو آگے بڑھا سکتا ہے۔	نجم الاسلام۔ نعتیہ قطعہ۔شاہ عبدالعزیز۔مولانا حالی۔
نجم الاسلام	غلام علی آزاد بلگرامی سے منسوب گریہ نامہ اور اس کا اصل مصنف	۹۱۱ تا ۹۲۵	اس مقالہ میں ''گریہ نامہ'' کے انتساب کا معاملہ پر طویل بحث کی گئی ہے اور شواہد کے ساتھ یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف نہیں بلکہ یہ کسی غلام علی دہلوی کی تصنیف ہوسکتی ہے جس کا ذکر مختلف تحقیق والوں اور مورخین نے اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ اس تحقیق کے دوران متن اور تاریخ سے حقائق پیش کر کے مزید تحقیق کی راہ ہموار کی گئی ہے جو لائق تحسین ہے۔	نجم الاسلام۔ غلام علی آزاد بلگرامی۔گریہ نامہ۔ غلام علی دہلوی۔
نذیر احمد	فخر مدبر اور اس کا شجرہ نسب	۱۹۷ تا ۲۳۰	سلطان شمس الدین التمش کے عہد کی مشہور کتاب ''آداب الحرب والشجاعۃ'' کا مصنف محمد بن منصور فخر مدبر کے لقب سے معروف ہے۔ اس مقالہ میں اس کے اپنے شجرہ نسب پر بحث کی گئی ہے اور اس میں کئی فاش غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور اس شجرہ کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے، نامکمل بھی قرار دیا گیا ہے۔ تحقیق والوں کے لیے یہ ایک نادر نمونہ ہے جس پر وہ اپنی تحقیق کو آگے بڑھا سکتے ہیں جس میں سلطان التمش، محمود غزلوی اور دیگر فاتحین کی جنگی تاریخ بھی اجمالی طور پر دی گئی ہے۔	نذیر احمد۔ سلطان شمس الدین التمش۔آداب ''الحرب والشجاعۃ''۔محمد بن منصور فخر مدبر۔

نذیر احمد	گاہی گاہی باز خوان (تاریخ ایران کی تین نامور خواتین کے قابلِ یادگار کارنامے)	۲۳۱ تا ۲۵۶	اس مقالے میں مادر حسنک، مادر ارسلان بن طغرل اور ماہ ملک بنت غیاث الدین محمد بن سام کے حالات پر اجمالی نظر دوڑائی گئی ہے۔ امیر حسنک سلطان محمود غزنوی کا وزیر تھا جس کا تعلق ممتاز علمی گھرانے سے تھا جو بعد میں اس کا وزیر اعظم بھی بنا۔ لیکن مخالفین سے خلعت اور تحائف لینے پر محمود کے انتقال کے بعد مسعود کے دور میں انھیں پھانسی دے دی گئی مگر ان کی ماں نے کمال صبر دکھایا۔ ارسلان بن طغرل سلجوقی سلاطین عراق کا ۸ واں فرمانروا تھا۔ ان کے والدین انتہائی علم دوست تھے۔ وہ اپنی والدہ کی وجہ سے ہی حکمران بنا اور وہ قدم قدم پر اس کی رہنمائی کرتی رہیں جس سے کامیابی اس کے قدم چومتی رہی جبکہ ماہ ملک جو جلال الدنیا و الدین کے نام سے معروف تھی سلطان غیاث الدین کی نامور بیٹی تھیں۔ مقالہ نگار نے ان کے حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ وہ حسن و جمال، زہد و تقویٰ اور عفت کا نمونہ تھیں۔	نذیر احمد۔ تاریخ ایران۔ مادر حسنک۔ مادر ارسلان بن طغرل۔ ماہ ملک بنت غیاث الدین۔
نذیر احمد	کیا دیوان قطب الدین دیوانِ خواجہ بختیار کاکیؒ ہے؟	۶۱۷ تا ۶۳۸	نولکشور پریس کی طرف سے کئی مرتبہ شائع ہونے والے اس دیوان کا اس مقالہ میں تفصیلی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جسے خواجہ بختیار کاکیؒ سے منسوب کیا گیا تھا لیکن مقالہ نگار نے تاریخی حالات اور اس دیوان کے مصنف کی طرف سے حافظ کی اتباع کے براہین سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ دیوان کسی اور قطب الدین کا ہے جس کا خواجہ بختیار کاکی سے کوئی تعلق نہیں اور اس کا عہد بھی ان سے پانچ چھ سو سال بعد کا ہے دراصل نام کی یکسانی سے مطبع کو دھوکہ ہوا جیسے دیوان معین الدین کو خواجہ اجمیریؒ سے منسوب کرنے کی غلطی ہوئی تھی۔	نذیر احمد۔ دیوان قطب الدین۔ خواجہ بختیار کاکی۔ معین الدین خواجہ اجمیری۔

نذیر احمد	کیا مصباح الارواح کا مصنف جمالی دہلوی تھا؟	۶۳۹ تا ۶۵۸	یہ مقالہ تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ضیاء الدین سجادی کے ایک مقالہ کے جواب میں لکھا گیا جس میں انھوں نے مصباح الارواح اور کئی دیگر کتابوں کی نسبت جمالی دہلوی کی طرح کی تھی مگر مقالہ نگار کا موقف ہے کہ یہ کتب کسی طرح بھی جمالی دہلوی کی نہیں بلکہ جمالی اروستانی کی ہیں جو ایرانی تھا اور اس کے ہاں ہندوستانی حکمرانوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا اس طرح دونوں کا مزاج بھی بہت مختلف ہے انھوں نے جمالی دہلوی کی عمر اور اولاد کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے بھی اپنے موقف کو مزید مضبوط بنایا ہے اور پروفیسر سجادی کی ضد کی ہے۔	نذیر احمد۔ مصباح الارواح۔ تہران یونیورسٹی۔
نذیر احمد	کیا کتاب ''مینا بازار'' ظہوری کی تصنیف ہے؟ (تلخیص)	۶۵۹ تا ۶۷۰	اس مقالہ میں تحقیق کے ذریعے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ''مینا بازار'' نامی کتاب جس میں عہد اکبری میں مینا بازاروں اور زنانہ بازاروں کی ابتدا پھر جہانگیر، شاہجہان اور بعد کے زمانے میں اس کے تسلسل پر بحث کی گئی، ظہوری کی تصنیف نہیں کیوں کہ وہ کبھی شمالی ہندوستان نہیں آیا۔ راقم کا کہنا ہے کہ صرف تاریخ نویسوں نے حوالہ کے طور پر ظہوری کا نام استعمال کیا ہے اس کی تفصیلات نہیں بتائیں۔ یہ غلطی دہرانے والوں میں ابراہیم خلیل اور مولانا صہبائی جیسے صاحب علم بھی شامل ہیں۔	نذیر احمد۔ مینا بازار۔ ابراہیم خلیل۔ مولانا صہبائی۔
نذیر احمد	فرہنگ قواس کا ایک جعلی نسخہ	۶۷۱ تا ۶۸۰	اس مضمون مین مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ فخر الدین مبارک شاہ غزنوی کا فرہنگ نامہ فخر قواس ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور وہی اصل ہے جبکہ بھوپال کے حمیدیہ کتب خانے میں رکھا گیا نسخہ فرہنگ قواس نہیں بلکہ اسے جعل سازی سے فرہنگ قواس ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ خود اس کتاب میں قواس کے حوالہ جات موجود ہیں۔ اس طرح اصل لغت فارسی جبکہ نسخہ بھوپال عربی میں ہے۔ فرہنگ قواس فارسی لغت کی دوسری قدیم ترین تالیف ہے۔	نذیر احمد۔ فرہنگ قواس۔ فخر الدین مبارک شاہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔

نذیر احمد	خسرو ثانی جمال دہلوی سے منسوب کتابیں	۹۴۱ تا ۹۸۰	اس مقالہ میں ۲۶ ایسی چھوٹی بڑی کتابوں کے خسرو ثانی جمالی دہلوی سے انتساب کے معاملہ پر بحث کرتے ہوئے تاریخی حقائق سے ثابت کیا گیا ہے کہ جمالی دہلوی کے علاوہ ایک جمالی ایرانی تھے۔ جمالی دہلوی نے سیر العارفین تحریر کی جبکہ یہ ۲۶ کتابیں جمالی ایرانی سے منسوب کی جاسکتی ہیں کیونکہ ان کا متن اور دیگر حالات و واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں۔	نذیر احمد۔ خسرو ثانی جمال دہلوی۔ سیر العارفین۔
نکلسن (کیمبرج)	فیہ مافیہ	۵۴۵ تا ۵۵۲	اس مقالہ میں ملفوظات جلال الدین رومی کے انتساب و استناد سے متعلق ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ان کی رائے ہے کہ ان کا بیشتر حصہ صحیح و مستند ہے گو شاید ہر موقع پر لفظ بلفظ منقول نہ ہو اور ایک رائے یہ ہے کہ فیہ مافیہ اگرچہ اغلباً بہ حیثیت مجموعی مستند ہے تاہم بعض مقامات مشتبہ بھی ہیں جس کی بعض مثالیں دی گئی ہیں جو قابل غور ہیں۔	نکلسن (کیمبرج)۔ فیہ مافیہ۔ جلال الدین رومی۔
وحید قریشی	پیر کلیر اور ان کا فارسی دیوان	۷۵۱ تا ۷۷۰	اس مقالہ میں پیر صابر کلیری سے منسوب ایک فارسی دیوان کا تاریخ اور متن کے لحاظ سے تفصیلی جائزہ لینے کے بعد صاحب مضمون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ارمغان صابر" نامی اس دیوان کے مصنف صابر کوئی اور شخص ہیں جن کا سلسلہ حضرت نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء سے ملتا ہے ان پیر کلیر کو اس دیوان کا مصنف قرار نہیں دیا جاسکتا۔	وحید قریشی۔ پیر کلیر۔ فارسی دیوان۔ ارمغان صابر۔ نظام الدین اولیاء۔

تحقیق: ۱۲-۱۳

شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
الیاس عشقی	کتاب ''قاضی عبدالودود: تحقیقی اورتنقیدی جائزے' مرتبہ پروفیسر نذیر احمد کا ایک مطالعہ	۸۲۱ تا ۸۲۷	اس مقالہ میں موضوع کے مطابق قاضی عبدالودود پر لکھی گئی کتاب کا جائزہ اوران کے محاسن کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ وہ اپنا موقف اتنے مضبوط انداز میں پیش کرتے تھے کہ اگر وکیل ہوتے تو انتہائی کامیاب ہوتے تاہم پھر ادب میں ان کا یہ مقام نہ ہوتا اس حوالے سے کلیم الدین اور دیگر مشاہیر کی ان کے بارے میں آراء تفصیلی طور پر دی گئی ہیں جس سے قاضی عبدالودود کی ثقاہت، فقاہت اور علمیت کا پتہ چلتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اردو کے ایک فعال ترجمان بھی تھے۔	الیاس عشقی۔ قاضی عبدالودود۔ کلیم الدین۔
الیاس عشقی	ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کا مطبوعہ مقالۂ علمیہ	۸۲۸ تا ۸۳۸	اس مقالہ میں ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کے مقالہ کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں حافظ محمود شیرانی کے انداز تحقیق اور اس کے اردو کے پنجاب سے تولد کے بارے میں موقف کو مزید مضبوط انداز میں آگے بڑھایا ہے۔اس میں جائزہ لسانیات ہند، شیرانی صاحب کے تحقیقی طریق کار اوران کے تحقیقی کارناموں پر مہر تصدیق ثبت کی گئی ہے اور اس طرح ان کے فن تنقید کو صحیح معنوں میں خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔	الیاس عشقی۔ ڈاکٹر مظہر محمود۔ حافظ محمود شیرانی۔ جائزہ لسانیات ہند۔
زاہد منیر عامر	سید محمد میر سوز: سال ولادت کی تحقیق	۲۰۱ تا ۲۰۹	اس مقالہ میں سید محمد میر سوز کے سال ولادت کے بارے میں انتہائی موثر اور قائل کردینے والے انداز سے تحقیق پیش کی گئی ہے جس کے تحت سوز کی عمر ۸۵ سال کے لگ بھگ اور سال ولادت ۱۱۲۹ھ/۱۷۱۶ء قرار پایا ہے اور یہ نتیجہ محمد حسین آزاد، مصحفی، سودا اور دیگر اہم شخصیات کی تحقیق پر مزید تحقیق کر کے نکالا گیا ہے۔جس میں خود سوز کے اشعار کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔	زاہد منیر عامر۔ سید محمد میر سوز۔ محمد حسین آزاد۔ مصحفی۔ سودا۔

سردار احمد خاں	میر سوز کے معاصرین اور ان کا تقابلی مطالعہ	۲۱۱ تا ۲۵۴	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے میر سوز کے بزرگ معاصرین، ہم عصر کم عمر معاصرین، ان کے تلامذہ اور مقلدین کی فہرست دینے کے بعد تمام ۱۹ تلامذہ اور ۵ مقلدین کے کلام سے کثیر مثالیں دے کر ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ کس طرح اپنے استاد اور اپنے پیشوا کی پیروی کو ضروری گردانتے تھے اور ان کی زمین میں اور انھی کے انداز میں کلام پیش کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتے تھے، اس حوالہ سے یہ ایک لائق تحسین کاوش ہے۔	سردار احمد خاں۔ میر سوز۔
سردار احمد خاں	میر سوز کا کلام: تجزیاتی مطالعہ	۲۵۵ تا ۳۴۸	اس مقالہ میں میر سوز کے کلام کا تفصیل سے تجزیہ کیا گیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے، میر سوز، سودا، میر اور درد کے دور کے شاعر ہیں مگر ان سب کی طرز جدا جدا ہے ان میں میر سوز سلاست اور سیدھے سادے انداز میں بات کرنے والے شاعر ہیں ۔اس مقالہ میں ان کی شاعری کی انفرادیت، ان کے تصوف، توحید، رسالت، اہل بیت، صحابہ کرامؓ کے ذکر سے لے کر محبت الٰہی اور تزکیہ نفس، جبکہ دوسری طرف معاملات حسن وعشق اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ ان کے ہاں نظر آتا ہے، شوخی وظرافت، محاوروں کا برجستہ استعمال اور نئی نئی تراکیب کا گھڑنا انھیں لافانی شاعری بنانے کے لیے کافی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غالب اور سوز کا دلچسپ موازنہ بھی پیش کیا گیا ہے اور مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ انشاء اور سعادت یار خان رنگین نے ان کی پیروی کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔	سردار احمد خاں۔ میر سوز۔
سید جاوید اقبال	اردو تقریظ نگاری (قسط اوّل)	۷۸۹ تا ۸۱۹	اس مقالہ میں تقریظ، دیباچہ، پیش لفظ اور مقدمہ کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ اصناف اپنی اپنی جگہ اہم ہیں اور ان کے لکھنے والوں نے اہم ادبی خدمات سرانجام دی ہیں، مقالہ میں مولوی عبدالحق کے اس موقف سے اختلاف کیا گیا ہے کہ مقدمہ نے اب تقریظ کی جگہ لے لی ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ الگ الگ اصناف ہیں، مقالہ کے آخر میں بعض تقاریظ کے نمونوں کا ذکر اور ان کے آخر میں دیے گئے اشعار پیش کیے گئے ہیں۔	سید جاوید اقبال۔ اردو تقریظ نگاری۔ مولوی عبدالحق۔

شریف حسین قاسمی	برصغیر کے مشائخ کی مجالس وآثار میں عطار کا ذکر	۱۷۹ تا ۲۰۰	شیخ ابی حامد محمد بن ابی بکر ابراہیم جو فرید الدین عطار کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں، ان کے بارے میں لکھے گئے اس تفصیلی مقالے میں برصغیر پاک وہند کے تمام صوفیا و اتقیاء کے ہاں ان کے تذکرے کی مثالیں پیش کی گئی ہیں کہ یہاں کے تمام اولیاء سلوک کی منازل طے کرنے میں خواجہ عطار سے استفادہ کرتے تھے، مولانا جلال الدین رومی اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے بھی احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ بوعلی قلندر اور دیگر اولیاء نے اپنی شاعری میں عطار کی روایت پر چلنے کی کوشش کی ہے۔ مقالہ کے آخر میں تفصیلی تذکرے کے باوجود اسے اجمالی تبصرہ قرار دے کر عطار کی اہمیت کو مزید اجاگر کیا گیا ہے۔	شریف حسین قاسمی۔ فرید الدین عطار۔ جلال الدین رومی۔ مولانا عبدالرحمن جامی۔ بوعلی قلندر۔
غلام مصطفیٰ خاں	سوانح عمری یوسفی (تعارف وتجزیہ)	۳۳ تا ۴۰	اس مقالہ میں مولانا یوسف خاں ابن محمد جلال خان گلشن آبادی کی سوانح عمری کا تعارف اور اس پر تجزیہ کیا گیا ہے جو صرف پندرہ دن میں لکھی گئی تھی۔ اسے تاریخی لحاظ سے مسلّم اور ادبی حوالہ سے وسط ہند کی اردو نثر کا اچھا نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں مولانا یوسف خان نے اپنے اشعار اور مختلف کتب کی تحریر سمیت کئی بزرگوں سے ملاقاتوں اور ان سے سلوک کی تربیت حاصل کرنے کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے۔	غلام مصطفیٰ خاں۔ مولانا یوسف خان۔
محمد سلیم اختر	استاد علامہ ڈاکٹر سید جعفر شہیدی (ایک تعارف)	۱۶۷ تا ۱۷۷	اس مقالہ میں ایران کے استاد علامہ سید جعفر شہیدی کے حالات، ان کا حصول علم کا جذبہ اور پھر علم کے پھیلاؤ کے لیے خدمات کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی کتب کی تفصیل بھی دی گئی ہے اور انھیں صاحب مضمون نے ''برجستہ ترین اقبال شناسوں'' میں شامل قرار دے کر ان کی اقبال سے وابستگی اور اس موضوع سے ان کی لگن کا واضح اظہار کر دیا ہے جبکہ استاد کی حیثیت سے ان کی پدرانہ شفقت کو بھی کھول کھول کر بیان کیا ہے جس سے پڑھنے والے دل میں علامہ شہیدی کے لیے قدر کے جذبات مضبوط ہوتے ہیں۔	محمد سلیم اختر۔ لغت نامہ۔ علامہ سید جعفر شہیدی۔

مختارالدین احمد	میرزا زین الدین عشق دہلوی اور کلیات عشق	۳۸۳ تا ۴۴۵	میرزا زین الدین عشق بارہویں صدی ہجری میں فارسی کے قادر الکلام شاعر گزرے ہیں جو کم عمری میں دہلی آ گئے تھے۔ اس مقالہ میں ان کے حالات زندگی، ان کے دوستوں کے حالات اور ان کے کلام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جس میں ان کی انفرادیت کے پہلو کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ میرزا زین الدین کا اردو میں بھی کلام ملتا ہے۔ مقالہ میں میرزا کے حالات زندگی کے بعد ان کے ملاقاتیوں کے ناموں کی فہرست دی گئی ہے۔ اس کے بعد رباعیاں، ان کی تصنیف مجمع البحار، دیوان فارسی، کتابت میں املا کی غلطیوں ان کی سیلانی طبیعت اور کلیات میں سے نمونے دیے گئے ہیں۔ ان کا دیوان عشق خاصا ضخیم ہے جس میں تمام اصناف سخن پر طبع آزمائی کی گئی ہے اور آخر میں دیوان کے کچھ عکس بھی دیے گئے ہیں۔	مختارالدین احمد۔ میرزا زین الدین عشق دہلوی۔ کلیات عشق۔
مختارالدین احمد	امیر قابوس بن وشمگیر	۴۴۷ تا ۴۸۰	امیر قابوس جرجان اور طبرستان کا نامور حاکم تھا جو ہونزیار کا چوتھا فرماں روا تھا، اسے عباسی خلیفہ الطائع للہ نے خلعت عطا کی تھی، قابوس ایک جری اور سخی مگر جابر و متکبر اور بے رحم بادشاہ تھا، جس کے باعث اسے اپنے ہی وزیروں نے معزول کر کے اس کے بیٹے منوچہر کی اطاعت قبول کر لی، اس نے بھی بیٹے کو اقتدار دے دیا مگر اسے خطرہ سمجھنے والوں نے اسے سخت ٹھنڈک دے کر مار دیا۔ اس مقالہ میں قابوس کے تفصیلی حالات اور البیرونی سمیت دیگر مورخین کے اظہار خیال کو پیش کیا گیا ہے جس کے بعد اس کی مدح میں لکھے گئے کچھ قصیدے پیش کیے گئے ہیں۔ قابوس کی کئی عربی اور فارسی تحریریں بھی اس مقالہ میں پیش کی گئی ہیں جن سے اس کے شعری ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔	مختارالدین احمد۔ امیر قابوس بن وشمگیر۔ جرجان۔ طبرستان۔ ہونزیار۔
مختارالدین احمد	اردو کا ایک قدیم ترین رقعہ	۴۸۱ تا ۴۸۳	اس مختصر مقالہ میں شاہ عالم کے ہم جد اور معاصر مرزا محمد ظہیر الدین علی بخت، اظفری دہلوی کے مختصر حالات دیے گئے ہیں اور اس کے ساتھ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس میں شاہی خاندان کی ایک بیگم کا ایک رقعہ دیا گیا ہے جس کے بارے میں مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ اسے وہ اردو کی یہ قدیم ترین تحریر سمجھتا ہے جو ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء میں غالباً لکھی گئی تھی، اس حوالہ سے بعض حوالے بھی دیے گئے ہیں جو تحقیق کو آگے بڑھانے کا موجب بن سکتے ہیں۔	مختارالدین احمد۔ شاہ عالم۔ مرزا محمد ظہیر الدین۔ رقعہ۔

مختارالدین احمد	ایک غیر مطبوعہ تذکرۂ تلامذۂ شاد عظیم آبادی	۴۸۴ تا ۴۸۸	اس مقالہ میں انجمن ترقی اردو صوبہ بہار کی طرف سے مخطوطات و نوادر کی دو نمائشوں کے تذکرے اور ان میں رکھے گئے شاہکاروں کی فہرست مرتب نہ ہوسکنے پر اظہارِ ملال کے بعد مقالہ نگار نے ایک غیر مطبوعہ تذکرۂ تلامذۂ شاد عظیم آبادی کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے کئی تلامذہ کے نام اور کچھ کا کلام پیش کیا ہے جس سے ان کے استاد اور ان شعراء کی وسعتِ خیال کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔	مختارالدین احمد۔ تلامذۂ شاد عظیم آبادی۔ انجمن ترقی اردو صوبہ بہار۔ غیر مطبوعہ تذکرہ۔
نبی بخش خاں بلوچ	سندھ کے اجڑے ہوئے کتاب خانے	۴۱ تا ۹۱	اس مقالہ میں اجمالی طور پر سندھ میں دوسری صدی ہجری (آٹھویں صدی عیسوی) سے تعلیم کے فروغ اور مختلف انگریز تاریخ نویسوں کے احوال میں سندھ کے مدارس کے احوال کے ذکر کے بعد مختلف کتب خانوں میں موجود کتب کی تفصیلات دی گئی ہیں جن سے ان کتب خانوں کی شان اور کتاب کے قدردانوں کے ذوق و شوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں کتاب خانہ درسگاہ ولہار، کتب خانہ درسگاہ چوٹیاری سانگھڑ، کتب خانہ میاں عبدالرسول کتابی چوٹیاری، کتب خانہ میر خدا بخش خاں ٹالپور، کتب خانہ قاضیاں کارڑہ لاڑکانہ، کتب خانہ مولانا محمد ابراہیم گڑھی یاسین، کتب خانہ قادر شاہ ٹھر پوری، کتاب خانہ حکیم سید غلام رسول شاہ رضوی ٹھر پوری، کتب خانہ منصورہ مالہ، باقیات از کتب خانہ مولوی ہدایت اللہ بالائی، کتاب خانہ میر علی نواز علوی شکار پوری اور کتاب خانہ پیر عباس علی شاہ جیلانی شامل ہیں، اس فہرست سے تحقیق کی نئی راہیں کھولنے والے مدد لے سکتے ہیں، اس کے بعد ریگستان تھر کے کتب خانے کے عنوان سے تین کتب خانوں کی فہرست دی گئی ہے۔	نبی بخش خاں بلوچ۔ سندھ کے کتاب خانے۔ درسگاہ ولہار۔ کتب خانہ درسگاہ چوٹیاری۔ کتب خانہ میاں عبدالرسول۔
نبی بخش خاں بلوچ	ایک قلمی مجموعہ رسائل (تعارف مشمولات)	۹۳ تا ۹۸	مقالہ نگار نے اس مقالہ میں قلمی مجموعۂ رسائل سے ایک رسالے کے احوال تحریر کیے ہیں جس کا نام ''ہدایت الاضاحیٰ'' تھا۔ اور یہ مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی نے لکھا جس کی غلام حسین نے کتابت کی۔ مفتی عنایت اللہ کو ۱۹۵۷ء میں بغاوت کے الزام میں جزائر انڈمان میں بھی اسیر کیا گیا جہاں انھوں نے ایک انگریز کی فرمائش پر 'تقدیم البلدان' کا ترجمہ کیا جو شاید ان کی رہائی کا بھی سبب بنا۔ بعد میں اس رسالہ کے متن کے حوالہ سے تفصیلات لکھی گئی ہیں جن سے اس کی ترتیب کا پتہ چلتا ہے اور محققین کو تحقیق کی راہ ملتی ہے۔	نبی بخش خاں بلوچ۔ قلمی مجموعۂ رسائل۔ مفتی عنایت اللہ۔ تقدیم البلدان۔

نجم الاسلام	بارہویں صدی ہجری کے شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی اور ان کی اردو تفسیر	٩٩ تا ١٣٢	مقالہ نگار نے اس مضمون میں شاہ مراد اللہ کے حالات تحریر کیے ہیں جو سنبھل کے رہنے والے تھے اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ سندھ میں قرآن کی اردو تفسیر لکھنے والے اوّلین فرد ہیں، تاہم ان کی تفسیر جزوا ہے۔ یہ نقشبندی بزرگ تھے جو مرزا مظہر جان جاناں سے نسبت رکھتے تھے ان کی تفسیر مراد یہ سے طویل اقتباس پیش کر کے ان کی سلاست اردو کو واضح کیا گیا ہے۔ پھر مختلف الفاظ سے بھی یہی چیز اجاگر کی گئی ہے۔ ان کے کچھ اشعار، حکایت نگاری کے تذکرہ کے طور پر ایک قصہ، ترجمہ قرآن وحدیث کے ذکر کے بعد ان کے ترجمہ کا شاہ عبدالقادر سے موازنہ پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس طرح واضح ہوا کہ اگرچہ شاہ عبدالقادر موضح القرآن کے نام سے ترجمہ تفسیر لکھنے والے پہلے صاحب ہیں تاہم شاہ مراد اللہ نے ان سے تقریباً ٢٠ سال پہلے یہ تفسیر لکھی تھی۔	نجم الاسلام۔ شاہ مراد اللہ انصاری۔ سندھ۔ نقشبندی بزرگ۔ مظہر جان جاناں۔
نجم الاسلام	موضح قرآن کی دو روایتیں (لسانی مطالعہ)	١٣٣ تا ١٦٦	اس مقالہ میں شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے موضح القرآن کے دو مختلف متن کے اسلوب کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے ان میں سے ایک تاج کمپنی جبکہ دوسرا شیخ غلام علی نے شائع کیا۔ مضمون میں ان نسخوں کی تراکیب و الفاظ، ان میں ہندی اور عربی فارسی کے استعمال کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے جس سے ان نسخوں کے درمیان پایا جانے والا اختلاف کھل کر سامنے آ گیا ہے اور تحقیق والوں کے لیے ان پر مزید تحقیق کی راہ سہل کر دی گئی ہے۔	نجم الاسلام۔ موضح قرآن۔ شاہ عبدالقادر دہلوی۔ شیخ غلام علی۔
نجم الاسلام	حکیم شریف خاں دہلوی کا ترجمۂ قرآن (شاہ عالم ثانی کے دور کی اردو نثر)	٣٦٧ تا ٣٧٣	حکیم شریف خاں، حکیم محمد اکمل خاں کے صاحبزادے تھے جو ملا علی قاری کے بھائی کی اولاد میں سے تھے۔ زیر نظر مقالہ میں ان کے ایک ترجمہ قرآن کریم پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے جو شاہ عبدالقادر سے ٢٠ سال پہلے کیا گیا تھا اور اسے حکیم موصوف تفسیر کہتے تھے جبکہ مولوی عبدالحق کا کہنا ہے کہ انھوں نے یہ ترجمہ دیکھا ہے اور بعض مقامات پر کسی لفظ کا اضافہ کیا گیا ہے باقی یہ ترجمہ ہے، تفسیر نہیں۔ انھوں نے فارسی میں بھی ترجمہ کیا تھا مگر ان کے جانشینوں کی عدم دلچسپی کے باعث وہ طبع ہو کر عام نہ ہو سکا اور گمنامی ہی میں رہا۔	نجم الاسلام۔ حکیم شریف خان دہلوی۔ شاہ عالم ثانی۔ حکیم محمد اکمل خان۔

نجم الاسلام	قاضی محمد معظم سنبھلی کی تفسیر ہندی قلمی (تصنیف ۱۱۳۱ھ)	۳۷۵ تا ۳۷۹	اس مختصر مقالہ میں قاضی محمد معظم سنبھلی کی ایک تفسیر ہندی کے بارے میں حاصل معلومات کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ قاضی صاحب امیر دوست محمد خاں کی ریاست بھوپال کے قاضی تھے اور انھوں نے یہ تفسیر لکھی تھی جو مقالہ نگار کے بقول اردو کے قدیم نثری سرمائے میں فضلی کی کربل کتھا (۱۱۴۵ بنظر ثانی ۱۱۶۰ء) سے بھی اقدم ہے۔ اس کے علاوہ اس مخطوطہ ہائے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔	نجم الاسلام۔ قاضی محمد معظم۔ تفسیر ہندی۔ ریاست بھوپال۔ کربل کتھا۔
نذیر احمد	قاسم کاہی کابلی اور اس کا رسالۂ قافیہ	۳ تا ۳۲	قاسم کاہی ہمایوں اور اکبر کے دور کا ممتاز شاعر تھا وہ وسطی ایشیا کے علاقے میانکال کا رہنے والا تھا اور بعد میں کابل آ گیا۔ زیر نظر مقالہ میں اس کے نادر نسخوں کے بارے میں تفصیلات درج ہیں جن میں سے بعض نسخے راقم کو مختلف مقامات سے ملے جبکہ باقی کی تلاش جاری ہے۔ اس طرح اس مقالہ کے ذریعے قاسم کاہی کابلی کے رسالۂ قافیہ اور دیگر تحریروں پر تحقیق کا ایک دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں رسالۂ قافیہ کا متن بھی دیا گیا ہے جو دلچسپی رکھنے والے کیلئے ایک زرین سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔	نذیر احمد۔ قاسم کاہی کابلی۔ رسالۂ قافیہ۔ ہمایوں اور اکبر کا دور۔ وسطی ایشیا۔
نذیر احمد	اکبری دور کا فارسی ادب	۳۴۹ تا ۳۶۵	اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ اکبر کے عہد میں امن و امان کے باعث فارسی ادب کو فروغ ملا جبکہ اس زمانہ میں ایران میں مخصوص مذہبی حکومت تھی جو مخالفین کو برداشت نہ کرتی تھی اس لیے ایک ایرانی مورخ کے مطابق ۱۵۶۳ شاعر اور ادیب ایران سے ہندوستان آگئے اس اعتبار سے ہندوستان کو ایران پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نقطوی فرقہ کی ریشہ دوانیوں کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے جسے اکبر دور میں بڑی پذیرائی ملی، ۵۳ شعرا اکبر کے دربار میں تھے جن کا سربراہ فیضی تھا، اس دور میں کئی کتابیں فارسی میں منتقل کی گئیں اور تحریری نسخے طبع ہوئے، تصویر کشی عام ہوئی، اس کے کئی نسخے امریکہ میں بھی دیکھے گئے ہیں، مقالہ نگار نے اس موضوع کو مطالعے کا متقاضی قرار دیا ہے۔	نذیر احمد۔ اکبر دور۔ فارسی ادب۔ فیضی۔

تحقیق: ۱۴: (۲۰۰۶ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اخلاق حسین دہلوی	تحقیقی مضامین کا اسلوب	۲۶ تا ۳۷	اس مقالہ میں صحیح خطوط پر تحقیق کو سنوارنے کے لیے ۱۴ سنہری اصول پوری وضاحت اور مثالوں کے ساتھ دیے گئے ہیں جن پر عمل کیا جائے تو کوئی تحقیق بھی مسترد نہیں ہو سکتی اور ان اصولوں کے مطابق تحقیق کی جائے تو حق ادا ہو جاتا ہے، یہ اصول ہر تحقیق دان اور تنقید نگار کو مدنظر رکھنا از حد ضروری ہیں، اس حوالہ سے یہ مقالہ انتہائی قابل تقلید ہے۔	اخلاق حسین دہلوی۔ تحقیقی مضامین۔
تنظیم الفردوس	مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری میں ہیئت کے تنوع کی ابتدا کی روایت	۶۱ تا ۷۴	اس مقالہ میں مولانا احمد رضا خان کی مختلف اصناف سخن میں نعتیہ شاعری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انھوں نے مثنوی، ترجیع بند، رباعی، مستزاد، قصیدہ اور غزل کے انداز میں نعتیہ شاعری کی ہے جو ان کے تبحر علمی، قادرالکلامی اور سب سے بڑھ کر فیض عشق مصطفی ﷺ کا مظہر ہے جس پر بڑے اساتذہ نے داد تحسین دی ہے اور ان کی شاعری کو وہبی قرار دیا ہے۔	احمد رضا خان۔ نعتیہ شاعری۔ تنظیم الفردوس۔
عتیق احمد جیلانی	ناصر کاظمی کی غزلوں کا اشاعتی و تدوینی گوشوارہ (''دیوان'' کی روشنی میں)	۸۱ تا ؟	اس مقالہ میں ناصر کاظمی کے دیوان اور مختلف جرائد فنون، سیپ، ماہ نو، ادب لطیف، جائزہ، ہم قلم، سویرا اور دیگر میں شائع اشعار میں الفاظ و ترتیب کے فرق اور بعض غزلوں میں اشعار کی تعداد کے حوالے سے کمی و بیشی کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں جس عرق ریزی سے تحقیق کی گئی ہے وہ بدرجہا قابل غور و تحسین ہے اور اسے مزید آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔	ناصر کاظمی۔ دیوان۔ عتیق احمد جیلانی۔ تدوینی گوشوارہ۔
عطش درانی	تحقیق خواص میں اعتباریت یا ساکھ؟	۵۲ تا ۶۰	زیر نظر مقالہ میں جدید تحقیق کے مختلف دبستانوں کے انداز بتائے گئے ہیں اور ایسی تحقیق پر زور دیا گیا ہے جو کچھ حقائق کو بھی رد کر دے اور اس میں اتنی جان ہونی چاہیے کہ مخالف بھی اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح مقالہ میں تحقیق کے درست خطوط پر ہونے کے حوالہ سے کئی سوالات اٹھائے گئے ہیں اور آخر میں سوالات کی ایک طویل فہرست کے ذریعے تحقیق کی اہمیت اور اس کے خطوط کو منضبط کیا گیا ہے جو تحقیق والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔	تحقیق خواص۔ اعتباریت۔ عطش درانی۔

محمد یوسف خٹک	عالمگیریت اور ادب پڑھانے کے جدید رجحانات	۷۳ تا ۸۰	اس مقالہ میں دلچسپ انداز میں عالمگیریت کی خواہشوں اور مسائل کے تذکرے کے بعد ادب پڑھانے کے جدید رجحانات پر بحث کی گئی ہے جس میں سائنس اور ادب، ادب اور تہذیب، نئی اقوام کے ادب کا مطالعہ، بچے اور والدین، دنیاوی ادب کے تناظر میں موت اور مابعد الموت، فلم کا مطالعہ کے ساتھ ساتھ ادب کے ماں، بچوں پر اثرات اور تقابلی ادب کے موضوعات پر اجمالی بحث کی گئی ہے جس سے تحقیق کی مزید راہیں کھلتی ہیں۔	محمد یوسف خٹک۔ عالمگیریت۔ تدریس ادب۔ جدید رجحانات تدریس۔
مختار الدین احمد	منتخب القوافی از عشقی عظیم آبادی (ایک تعارف)	۱۱ تا ۱۹	اس مقالہ میں شیخ محمد وجیہ الدین عشقی عظیم آبادی کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف پر بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ کسی لکھنے والے نے بھی ان کا سن وفات تحریر نہیں کیا۔ ان کی تصانیف میں تذکرۂ عشقی، دیوان فارسی، قصیدۂ اردو، بیاض عشقی، جامع العروض اور منتخب القوافی شامل ہیں، تاہم ان میں سے بعض تصانیف تحقیق کا تقاضہ کرتی ہیں جس کے بعد ہی صحیح معنوں میں ان کے مصنفین کے بارے میں مصدقہ رائے سامنے آ سکتی ہے۔	منتخب القوافی۔ محمد وجیہ الدین۔ عشقی عظیم آبادی۔ مختار الدین احمد۔ تذکرۂ عشقی۔ بیاض عشقی۔
مختار الدین احمد	رسالۂ قافیہ از جوشش عظیم آبادی (مختصر تعارف)	۲۰ تا ۲۵	شیخ محمد جوشش عظیم آبادی جسونت رائے ناگ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ں نے اپنے بھائی محمد عابد کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ زیرنظر مقالہ میں ان کی حیات وفن پر بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے سن پیدائش اور سن وفات دونوں میں کافی سے زیادہ اختلافات موجود ہیں جبکہ ان کے دیوان اردو اور رسالۂ قافیہ کے نام سے دو تصانیف ملتی ہیں مگر ان میں کوئی خاص بات نہیں جو جوشش کے لیے باعث فخر قرار دی جا سکے۔	شیخ محمد جوشش عظیم آبادی۔ رسالۂ قافیہ۔ جسونت رائے ناگ۔ محمد عابد۔
معین الدین عقیل	اردو میں لسانی تحقیق: روایت اور مسائل	۳۸ تا ۵۱	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے اردو کے مولد و ماخذ اور مختلف زبانوں عربی، فارسی، سنسکرت کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں سندھی، پنجابی، سرائیکی اور دیگر سے اس کے تعلق اور صوتی تحقیق کے ساتھ صرف ونحو کی تحقیق پر ہونے والے کام کا قابل قدر احاطہ کیا ہے اور آخر میں نئی تحقیق کے لیے بھی بعض شعبوں کی نشاندہی کی ہے جن پر چل کر اردو کے دامن کو مزید وسعت دی جا سکتی ہے۔	اردو لسانی تحقیق۔ معین الدین عقیل۔ اردو کے مولد و ماخذ۔ صوتی تحقیق۔

تحقیق: جلد ۱۵: (۲۰۰۷ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	محاورے کا لسانی مطالعہ	۳۴۹ تا ۳۵۸	اس مقالہ میں محاورہ کی تشکیل اور اس حوالہ سے حالی، سید احمد دہلوی اور شان الحق حقی سمیت گوپی چند نارنگ کے خیالات پیش کر کے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ محاورہ تہذیب کی کوکھ سے پھوٹتا ہے، محاورے سے ہم قدیم تہذیبوں اور معاشروں سے آشنا ہوتے ہیں، محاورہ چاہے نثر میں ہو یا شاعری میں، تحریر کو چار چاند لگا دیتا ہے اور مختصر الفاظ سے وسیع معانی بیان کر دیے جاتے ہیں جس کی کچھ مثالیں بھی دی گئی ہیں اس طرح یہ حال کو ماضی اور مستقبل سے ملانے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔	محاورے کی تشکیل۔ ارشد محمود ناشاد۔ حالی۔ سید احمد دہلوی۔ شان الحق حقی۔ گوپی چند نارنگ۔
انوار احمد	غالب کی مختلف شرحیں۔ ایک جائزہ	۵۷ تا ۶۶	اس مضمون میں جو غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی کے سیمینار میں پڑھا گیا، صاحب مضمون نے بڑی بلکہ بہت بڑی تعداد میں غالب کے کلام پر لکھی گئی تنقیدی کتب اور شروح کا تجزیہ اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے جس میں وہ جلدی میں شرح کرنے والوں پر تنقید کے ڈونگرے بھی برساتے ہیں اور سنجیدہ تنقید کے جائزے کے ساتھ ساتھ ایسی کتب کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جو لکھی کسی اور نے ہیں اور انھیں منسوب کسی اور کے نام سے کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ایسی شروح کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جو تنقید کی نیت سے نہیں لکھی گئیں بلکہ مزاحیہ طور پر لکھی گئیں مگر ''اہل فن نے انھیں بھی تنقید کے زمرے میں شامل کر لیا، بہر حال اس مضمون میں غالب پر تنقید کی بڑی تعداد میں کتب کے جائزہ کو کوزے میں دریا بند کرنے کے مترادف کہہ سکتے ہیں۔	غالب۔ شرح غالب۔ انوار احمد۔

آصفہ زمانی	تاریخ اودھ کا ایک نادر و نایاب ماخذ ..... ''تاریخ فرح بخش'' (جلد دوم)	۱ تا ۴	اس مختصر مقالہ میں ''تاریخ فرح بخش'' کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ فرح بخش نواب شجاع الدولہ کی زوجہ اور آصف الدولہ کی والدہ تھیں اور یہ تاریخ ان کے میر منشی فیض بخش نے تحریر کی جس میں ''بہو بیگم'' کی ریشہ دوانیوں، وہاں کے خواجہ سراؤں کی وفا اور گرتی ہوئی ایک تہذیب کے آثار پیش کیے گئے ہیں اور اسے تاریخ اودھ کے حوالہ سے اہم ماخذ قرار دیا گیا ہے اس طرح تاریخ اودھ پر تحقیق کرنے والوں کیلئے یہ مدد ثابت ہو سکتی ہے۔	تاریخ اودھ۔ تاریخ فرح بخش۔ آصفہ زمانی۔ منشی فیض بخش۔ نواب شجاع الدولہ۔ آصف الدولہ۔
تنظیم الفردوس	اردو چہار بیت: فن اور روایت	۹ تا ۵۲	اس تفصیلی مقالہ میں ''چہار بیت'' کی صنف کے آغاز، تاریخ اس میں آنے والی تبدیلیوں، اس کے پشتو اور پختونوں سے اردو میں نفوذ، اس کی پذیرائی اور اس سے گریز کی کہانی بیان کی گئی ہے اور اردو شعراء نے بڑی تعداد میں نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ اس صنف کے ابتدائی مضمون رزمیہ تھے جو بعد میں غزل و نظم کے زیر اثر اردو میں ہر قسم کے موضوعات میں ڈھل گئے جن میں حمد، نعت، منقبت اور شاعری کا من پسند موضوع عشق و محبت شامل ہیں۔ اس طرح افغانوں سے شروع ہونے والی روایت آگے بڑھتی ہی گئی اور آج بھی اس صنف نے اپنی انفرادیت برقرار رکھی ہوئی ہے۔	اردو چہار بیت۔ تنظیم الفردوس۔
حافظ صفوان چوہان	کمپیوٹر کے لیے اردو حروف	۳۳۳ تا ۳۴۸	اس مقالے میں تاریخی حوالوں سے نسخ اور تعلیق کے اشتراک سے نستعلیق کی تشکیل سے لے کر یونی کوڈ میں اردو کو ڈھالنے تک کے تمام مراحل کا انتہائی آسان انداز میں ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ ۲۱ ویں صدی کمپیوٹر کی صدی ہے اس لیے مقالے کے بعد تحقیق کا ایک وسیع میدان موجود ہے جس پر اہل علم اور نوجوان تحقیق کار توجہ دے کر اپنا اور زبان اردو کا مستقبل روشن کر سکتے ہیں۔	

روبینہ ترین/قیصر امتیاز گورمانی	اردو کی ابتداء کے ضمن میں مختلف لسانی مورخین کے ہاں ملتان کا حوالہ	۲۹۵ تا ۳۲۰	اس مقالہ میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر سرائیکی زبان کو اردو کا بنیادی ماخذ نہ بھی سمجھا جائے تو پھر بھی تمام مورخین اور تحقیق دانوں نے اس بات کو ضرور تسلیم کیا ہے کہ اردو کی تشکیل میں سرائیکی زبان کا بنیادی کردار ہے کیونکہ یہ زبان نہ صرف سندھی اور پنجابی خطہ کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنی بلکہ سرائیکی زبان کے بزرگ اور سیاسی قبلہ نما دہلی منتقل ہونے سے جب یہاں کی سیاست بھی دلی منتقل ہوئی تو یہ زبان وہاں کی مقامی زبان سے نیا رنگ لے کر سامنے آئی، اس طرح پاکستان میں اس کو قومی زبان قرار دینا گویا اصل دیس میں اس زبان کو اس کا صحیح مقام دینا ہے۔	اردو کی ابتدا۔لسانی مورخین۔روبینہ ترین۔قیصر امتیاز گورمانی۔
سمیرا اعجاز	اردو رسم الخط کے مسائل	۳۵۹ تا ۳۷۱	اس مقالہ میں اردو رسم الخط پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اسے صوتی اظہار سے منسلک کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اردو نے جس طرح الفاظ کو قبول کیا اس طرح مختلف زبانوں کے رسم الخط کو بھی قبول کیا جس کے باعث دیگر زبانیں اس میں سما سکتی ہیں مگر یہ کسی ایک میں نہیں سما سکتی اور یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ اردو رسم الخط بہتر سے بہترین کا سفر جاری رکھے ہوئے ہے اور آج بھی یہ بہت سے رخنوں کے باوجود دیگر زبانوں کی نسبت جامعیت کا حامل ہے، رسم الخط کے حوالے سے آئندہ تحقیق کے لیے یہ تحریر ذریعہ بن سکتی ہے۔	اردو رسم الخط۔ سمیرا اعجاز۔
شکیل پتافی	سندھ میں غالب شناسی کی روایت	۹۹ تا ۲۹۴	اس مقالہ میں مرزا اسد اللہ غالبؔ کے بارے میں سندھ میں اب تک جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، اسے جمع کر دیا گیا ہے جو انتہائی جان جوکھوں کا کام تھا اور یہ مواد مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا گیا ہے جن میں ترتیب و تدوین، تحقیق، تنقید، ترجمہ، تشریح، متفرقات، اشاعتی ادارے، مقالات و مضامین اور مجموعی جائزہ کے عنوان شامل ہیں، مقالہ میں کتابوں میں غالب، رسائل و جرائد کے غالب نمبر، قومی اخبارات کے غالب ایڈیشن ہائے کی تفصیل کے ساتھ ساتھ ان مضامین کا اشاریہ بھی دے دیا گیا ہے جو کسی بھی تحقیق کے لیے مدد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔مذکورہ اشاریہ پچاس سال (۱۹۴۹ء تا ۱۹۹۸ء) کے مضامین کا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس میں صرف اہم اور قابل ذکر مضامین شامل کیے گئے ہیں۔	غالب شناسی۔ سندھ۔شکیل پتافی۔ غالب نمبر۔غالب ایڈیشن۔

عارف نوشاہی	کتب خانہ و نوادرات امور خارجہ ایران میں اردو مخطوطات	۵ تا ۸	اس مقالہ میں مضمون نگار نے ۲۰۰۳ء کے دورہ ایران کے دوران وہاں کی وزارت خارجہ میں پڑے اردو مخطوطات کا جائزہ لیا جو بقول ان کے معمولی تھے اور ان میں کوئی اہم چیز نہیں تھی مگر وزارت کے کہنے پر انھوں نے ان کا جائزہ پیش کیا تا کہ شائع کیا جا سکے تاہم ان مخطوطات سے برصغیر پاک و ہند اور ایران کے درمیان پائے جانے والے قریبی تعلقات کا بہر حال بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اس موضوع پر تحقیق کا یہ زینہ بن سکتا ہے۔	امور خارجہ ایران۔ اردو مخطوطات۔ عارف نوشاہی۔
عطش درانی	اردو لسانیات: حدود و قیود	۳۲۱ تا ۳۳۲	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے اردو کو کمپیوٹر کی زبان بنانے کے لیے اب تک کچھ نہ ہونے کے 'نوحہ' کے بعد نوجوانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اس مقصد کے لیے کمپیوٹر انجینیرنگ، نفسیات اور ریاضی سے پرہیز کی بجائے ان کے ماہرین سے رہنمائی لے کر دنیا کو اردو سے آگاہ کریں تا کہ ان پڑھ وزرائے تعلیم کی انگریزی مرعوبیت سے نمٹا جا سکے۔اس مقالہ کے ذریعے تحقیق کا ایک میدان کھول دیا گیا ہے جس کو اختیار کر کے ہی آنے والی صدیوں میں اردو کو اس کا جائز مقام دلوایا جا سکتا ہے۔	اردو لسانیات۔ عطش درانی۔ اردو کمپیوٹر۔ کمپیوٹر کی زبان۔
عظمیٰ زمان	شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانیں اور اردو زبان کا آغاز	۳۷۲ تا ؟	اس تفصیلی مقالہ میں صاحب مضمون نے اردو کے شمالی علاقہ جات میں پھیلاؤ اس کے مقامی زبانوں پر اثرات اور مقامی زبانوں کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ بتایا ہے کہ صدیوں تک یہ زبان مختلف علاقوں میں دفتری زبان رہی ہے لیکن اس کے بعد کشمیری سرداروں نے ڈوگرہ زبان کے نفاذ کی لاحاصل کوشش کی جس سے سارا ماحول خراب ہو گیا اور آج بھی وہاں کے حالات اردو کے سرکاری اور دفتری زبان کے طور پر نفاذ کی راہ میں رکاوٹ ہیں تاہم اس کے باوجود اردو کی ضرورت اور فوائد کے باعث ادبا، شعراء اور یہاں کے محققین اردو کے قریب ہوتے ہیں اور اسے وسیلہ اظہار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔	شمالی علاقہ جات۔ اردو زبان۔ عظمیٰ زمان۔

عقیلہ بشیر	علی گڑھ میں تحقیق غالب کا آغاز اور روایت کی تشکیل	۶۷ تا ۸۲	اس مقالہ میں غالب اور سر سید کے خیالات میں ہم آہنگی، ایک جیسی سوچ کہ مسلمان تعلیم کے حصول پر توجہ دیں اور پھر آپس میں احترام کے تعلق کے ساتھ ساتھ اختلافات اور پھر اختلافات کو رفع کرنے کے لیے سر سید کا غالب کو سرائے سے گھر لانے اور پھر مختلف دیگر امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے جس سے دونوں نابغہ روزگار ہستیوں کی حیات کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غالب کی دور اندیشی بھی عیاں کی گئی ہے جس نے انھیں ہر دور کا شاعر بنا دیا ہے۔	علی گڑھ۔ تحقیق غالب۔ عقیلہ بشیر۔ سر سید احمد خان۔
محمد سعید	دیوان غالب نسخۂ عرشی کے مقدمے کی فروگذاشتیں	۸۳ تا ۹۸	اس مقالہ میں دیوان غالب کے دوسرے نسخۂ عرشی جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا کے مقدمہ پر بحث کی گئی ہے اور اس کے حوالہ سے بعض غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انھیں درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں غزلوں کی تعداد، اشعار کی تعداد، کتابت کے نمونے اور مختلف کتب کے مختلف ایڈیشنز کے حوالہ سے بحث شامل ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ واضح نہیں کہ عرشی صاحب نے کون سے نسخہ سے استفادہ کیا تاہم اس مقدمہ کے ذریعے جو اصول انھوں نے مرتب کئے ہیں وہ آنے والے نقادوں کے لیے مشعل راہ بنتے رہیں گے جس کا اعتراف بعض شخصیات پہلے ہی کر چکی ہیں۔	دیوان غالب۔ نسخۂ عرشی۔ محمد سعید۔
محمد یوسف خشک	سچل سرمست کی اردو شاعری اور اس کے مرتبین	۶۵۹ تا ۶۷۰	اس مقالہ میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس طرح ولی دکنی اور وجہی جیسے شعراء کے کلام کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے الفاظ سے ہی اسے سمجھا جائے اسی طرح سچل سرمست کی اردو شاعری کو سمجھنے کے لیے بھی ان کے الفاظ کو ہی استعمال کرنا چاہیے اور جن لوگوں نے ان کے اشعار میں پرانے الفاظ کی جگہ نئے الفاظ کو شامل کر کے اسے نئی نسل کے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے وہ درست نہیں، مقالہ میں ایسے مرتبین کی شدید مخالفت کی گئی ہے۔	سچل سرمست۔ اردو شاعری۔ محمد یوسف خشک۔ ولی دکنی۔ وجہی۔

محمد آصف اعوان	ڈارون کا تصور ارتقاء اور اقبال، ایک اجمالی توضیحی و تحقیقی جائزہ	۶۷۱ تا ؟	اس مقالہ میں ڈارون کے تصور اور اقبال کے فلسفہ میں اشتراک اور اختلافات کا احاطہ کیا گیا ہے اور صاحب مضمون کا موقف ہے کہ آگرچہ اقبال ڈارون کے ارتقائی نظریہ سے اتفاق کرتے ہیں لیکن وہ اس تبدیلی کو قدرتی آفات کے ذریعے وقوع پذیر ہونے کے خیال سے اتفاق نہیں کرتے، اس طرح اقبال اور ڈارون کا بنیادی فرق یہ ہے کہ اقبال کے فکر کی اساس دینی و روحانی ہے جبکہ ڈارون کی مادی و عنصری فکری روش اس روحانی سہارے سے محروم ہے۔ اقبال کا تصور ارتقاء مغربی طرز فکر کی غلامانہ پیروی کا ماحصل نہیں اور انھیں وہی ارتقا قبول ہے جس کی تعلیم قرآن پاک دیتا ہے۔	ڈارون۔تصور ارتقاء۔اقبال۔محمد آصف اعوان۔

تحقیق:۱۶:(۲۰۰۸ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	آب حیات میں آزاد کی اصلاحیں ..... ایک تحقیقی مطالعہ	۵۲۷ تا ۵۵۰	آب حیات محمد حسین آزاد کی ایسی تخلیق ہے جسے تاریخی دستاویز کی ہی نہیں بلکہ ایک تخلیق کار و فنکار کے ذہن کی کرشمہ سازی بھی قرار دیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں صاحب مضمون نے اس آب حیات میں مختلف شعراء خاص طور پر ذوق کے اشعار کے نمونے دے کر یہ بات بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ آزاد نے ان میں اپنے طور پر اپنے ذائقے سے لطف پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ دواوین میں ان کی صورت کچھ اور ہے، یہ تبدیلیاں اگرچہ معمولی نوعیت کی ہیں تاہم بعض مقامات پر ان کی شدت کافی حد تک بڑھ جاتی ہے۔	آب حیات۔ محمد حسین آزاد۔ ابرار عبدالسلام۔
حافظ صفوان محمد چوہان/ قرۃ العین	اردو مثال گھر (دی بینک آف اردو): ایک تعارف	۷۱ تا ۸۲	اس مقالہ میں دی بینک آف انگلش کی طرز پر بینک آف اردو کے قیام پر زور دیا گیا ہے اور اس مقصد کے لیے انگلش بینک کا تعارف، اس کے ماخذ اور ڈیٹا (اعداد و شمار) جمع کرنے کے طریقوں پر بحث کے بعد اردو مثال گھر کے ممکنہ ماخذ اور اس کے انگلش بینک سے فرق پر روشنی ڈالی گئی ہے، یہ ایک اچھی کاوش ہے جس پر عملدرآمد سے مستقبل کے تحقیق والوں کو بڑی آسانیاں فراہم کی جاسکتی ہیں۔	اردو مثال گھر۔ حافظ صفوان محمد چوہان۔ قرۃ العین۔ بنک آف انگلش۔ بنک آف اردو۔
رفیع الدین ہاشمی	موضوعِ تحقیق کی تلاش و تعیین اردو میں ادبی تحقیق کے تناظر میں	۱ تا ۱۲	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے تحقیق کی اہمیت اور اس کے ساتھ ساتھ عنوان کے تعین سے لے کر مواد کی تلاش اور مقتدراؤں کی کمی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ایسی تجاویز دی ہیں جن کو مدنظر رکھ کر کسی بھی تحقیق کو ٹھوس خطوط پر آگے بڑھایا اور اسے نافع و اصر بنایا جاسکتا ہے، تحقیق کے طلبہ کے لیے یہ زریں اصول دیے گئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جامعات کے لیے بھی ایسے مشورے دیے گئے ہیں جن سے وہ بھی اصلاح احوال کر سکتی ہیں۔	موضوع تحقیق۔ ادبی تحقیق۔ رفیع الدین ہاشمی۔

روبینہ ترین	جامعات میں تدریس تواریخ ادب ..... تقاضے اور تجاویز	۳۱ تا ۴۳	اس مقالہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تاریخ ادب میں طلباء کی دلچسپی پیدا کی جائے اور اساتذہ کرام تاریخ ادب پڑھاتے ہوئے خطے کی تاریخ اور جغرافیہ کے ساتھ ساتھ لسانیات سے بھی واقف ہوں، طلبہ کو ہجری اور عیسوی سنین کا فرق بتایا جائے اور اس طرح تاریخ ذہن نشین کرائی جائے جس سے ایک واضح تصویر طلباء کے دماغ میں بیٹھ جائے، اس کے علاوہ مقالہ میں کئی مشورے دیے گئے اور مختلف تواریخ ادب کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	جامعات میں اردو۔ تواریخ اردو۔ روبینہ ترین۔ لسانیات۔
رؤف پاریکھ	پاکستانی زبانیں، تحتی بولیاں اور قومی یکجہتی	۴۹ تا ۷۰	مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ اردو کی اصل شورسینی اپ بھرنش ہے جو شورسینی پراکرت سے بنی تھی، یہ سندھ، پنجاب، یوپی اور راجستھان کے مختلف اضلاع میں پانچویں اور ۱۰ ویں صدی عیسوی کے دوران بولی جاتی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ صاحب مضمون نے مرہٹی، میواتی اور دیگر بولیوں کے اردو پر اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے جبکہ آخر میں پاکستان میں اردو کی تشکیل اور اس حوالے سے مختلف صوبوں میں زبان کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا ہے اور اسے قومی یکجہتی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔	پاکستانی زبانیں۔ تحتی بولیاں۔ رؤف پاریکھ۔ شورسینی اپ بھرنش۔ پراکرت۔ دسویں صدی۔ مرہٹی۔ میواتی۔
سرفراز احمد	مجلہ نقوش کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۲۳۳ تا ۳۳۲	اس تفصیلی مقالہ میں مجلہ نقوش کی تاریخی وعلمی حیثیت اور اس کے روح رواں محمد طفیل کی شبانہ روز جدوجہد پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اکابرین کے حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ ادبی وغیر ادبی شخصیات اور اصناف کے بارے میں نقوش نے جتنے بھاری بھرکم نمبر شائع کیے وہ کسی کے حصے میں نہیں آئے اور ان نمبروں کو تاریخ اور شواہد کا درجہ حاصل ہے آخر میں سیرت نمبر کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا اور تمام جلدوں کے موضوعات بھی دیے گئے ہیں جن سے صاحب نقوش کے ان نقوش کا اندازہ ہوتا ہے جو دنیائے ادب پر نقش ہو گئے ہیں اور کوئی ادیب بھی ان کی پیروی کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا، سیرت نمبر میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو چاشنی پیش کی گئی ہے وہ لازوال اور لاجواب ہے۔	مجلہ نقوش۔ سرفراز احمد۔ نقوش نمبر۔ سیرت نمبر۔

سلمان علی	تحقیقی مواد کا حصول	۱۹ تا ۳۰	اس مقالہ میں تحقیقی مواد کے حصول کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس مقصد کے لیے تحقیق داں کو 'جاسوس' کے فرائض انجام دینا پڑتے ہیں لیکن اگر عزم صمیم اور قوت ارادی مضبوط ہو تو کٹھن راستے بھی آسان ہو جاتے ہیں، اس مقصد کے لیے صاحب مضمون نے نجی کتب خانوں اور شخصی ذرائع سے استفادے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور کئی نجی اور انفرادی کتب خانوں کی تفصیلات دی ہیں جو کسی بھی محقق کے لیے رہنمائی کا کام کر سکتی ہیں۔	تحقیقی مواد۔ سلمان علی۔
سہیل عباس بلوچ	شمس العلما بلیغ الملک علامہ تاجور نجیب آبادی	۵۱۱ تا ۵۲۶	اس مقالہ میں علامہ تاجور نجیب آبادی کی علمی و تعلیمی خدمات کو اجاگر کر کے خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ علامہ صاحب بیک وقت عالم دین، مفکر، شاعر اور ادیب تھے، انھوں نے اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے، درجنوں نصابی کتب تحریر کیں، ادارے قائم کیے، اہم ادبی شخصیات کو متحرک و فعال کرنے کے لیے کوشاں رہے اور ساری زندگی جدوجہد میں گزار دی۔ موصوف نے ''تاج اللغات'' کے نام سے لغت بھی تشکیل دی جن کے نسخوں کے بارے میں بھی اس مقالہ میں نشاندہی کی گئی ہے اور اسے سب سے کم اغلاط والی لغت قرار دیا گیا ہے جو علامہ نجیب آبادی کا ایک اہم اعزاز ہے۔	تاجور نجیب آبادی۔ سہیل عباس بلوچ۔ تاج اللغات۔
سید جاوید اقبال	ڈاکٹر نجم الاسلام کے اوّلین خطوط	۱۶۵ تا ۱۷۴	اس مقالہ میں ڈاکٹر نجم الاسلام کے کچھ خطوط دیے گئے ہیں، انھوں نے نوجوانی میں ہی میرٹھ سے نکلنے والے ''معیار'' کی ادارت سنبھال لی تھی اور ان خطوط میں اس کے مضامین کے حوالے سے معیار اور دیگر امور پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے جو طلباء کے لیے مشعل راہ ہو سکتی ہے۔	ڈاکٹر نجم السلام۔ سید جاوید اقبال۔ میرٹھ۔ معیار۔

سید طاہر سہیل	بیسویں صدی کی اہم ادبی تحریکیں (مغربی فکر اور اردو شعری تناظر میں)	۳۴۳ تا ۳۶۵	اس تفصیلی مقالہ میں واضح کیا گیا ہے کہ برصغیر کی شاعری عالمی اور علاقائی حالات سے بہت حد تک متاثر ہوتی رہی ہے جس طرح عالمی سطح پر سیاسی اور ادبی حالات میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں اس طرح برصغیر میں بھی شاعری اپنی ہیئت میں تبدیلی لاتی رہی ہے اور اس نے ہر دور، مزاج اور عہد کی نمائندگی کی ہے جن میں ''داداازم'' سے لے کر ''سرائیل ازم''، ''علامت نگاری''، ''جدید لسانی تحریکیں''، ''علامت نگاری'' اور ''ترقی پسند تحریک'' کی مثالیں شامل ہیں اور آج کا شعری تناظر بھی فکری بلندی کے ساتھ زمین سے تعلق کو بھی بڑی اہمیت دیتا ہے۔	ادبی تحریکیں۔ بیسویں صدی۔ مغربی فکر۔اردو شعری تناظر۔سید طاہر سہیل۔ داداازم۔سرئیل ازم۔علامت نگاری۔جدید لسانی تحریکیں۔
شازیہ عنبرین	غلام ہمدانی مصحفی کے تذکرے (اوّلین ترتیب، اشاعت اور اعتراضات)	۶۵۷ تا ۶۷۶	اس مقالہ میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی بدولت غلام ہمدانی مصحفی کے منظر عام پر آنے والے تین تذکروں پر بحث کی گئی ہے جو فارسی شعراء سے متعلق اسی زبان میں ہی تھے اور ان میں شعراء کے احوال کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری کے نمونے بھی دیے گئے ہیں ان میں سے ''عقدِ ثریا'' ۱۴۷ فارسی گو، ایرانی اور ہندوستانی شعرا کا تذکرہ ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا، اس کے علاوہ ''تذکرۂ ہندی'' اور ''ریاض الفصحاء'' ان میں شامل ہیں۔مولوی عبدالحق کی رائے میں تذکرہ ہندی اصل ہے باقی دو کو اس کا تکملہ سمجھنا چاہیے۔مصحفی نے تذکرہ ہندی میر مستحسن خلیق خلف میر حسن کی فرمائش پر تحریر کیا، ریاض الفصحاء میں ۳۲۱ شعرا کا تذکرہ ہے اور ان کے بارے میں کافی تفصیل دی گئی ہے۔ صاحب مضمون کے مطابق ان تذکروں کی اشاعت مولوی عبدالحق کا ایسا کارنامہ ہے جسے کوئی مورخ، محقق اور طالب علم نظر انداز نہیں کرسکتا۔	غلام ہمدانی مصحفی۔ شازیہ عنبرین۔ مولوی عبدالحق۔عقد ثریا۔تذکرہ ہندی۔ ریاض الفصحا۔

شاہ انجم	مختار الدین احمد کے خطوط بنام جلیل احمد قدوائی	۱۲۵ تا ۱۶۴	مقالہ نگار نے اپنے اس مضمون میں جناب مختار الدین احمد کے خطوط بنام جلیل احمد قدوائی پیش کیے ہیں جن میں ادبی موضوعات پر بحث مباحثہ کے ساتھ ساتھ لام حج میں اپنے ہم وطن عازمین کے گرمیوں کے موسم میں مجاہدے کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عید سعید پر تہنیت اور قریبی لوگوں کے دنیا سے رخصت ہونے پر اظہار افسوس کے ساتھ ساتھ زیادہ وقت ساتھ نہ گزرنے پر اپنے کو ملامت کا بھی برملا اظہار ہے اور اس سے بڑے لوگوں کے انداز مراسلت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔	مختار الدین احمد۔ جلیل احمد قدوائی۔ شاہ انجم۔
شاہ انجم	راس مسعود ایجوکیشن اینڈ کلچر سوسائٹی آف پاکستان کی تعلیمی، سماجی اور ادبی خدمات کا جائزہ	۱۹۱ تا ۲۳۲	اس مقالہ میں موضوع کے مطابق مذکورہ سوسائٹی کی ادبی وعلمی خدمات کو مفصل انداز میں پیش کیا گیا ہے اور جلیل احمد قدوائی کی خدمات کو بھی خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے جو بلاشبہ اردو ادب کی ایک قدآدم شخصیت تھی اور یہ ان کی لگن تھی کہ انھوں نے نہ صرف سوسائٹی قائم کی بلکہ اس کے ذریعے ذخیرہ کتب اکٹھا کیا، لائبریری قائم کی، اکادمی بنائی، مطبوعات شائع کیں، اردو کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا اور ان کی یہی کاوشیں تھیں جن کے باعث وہ ایک قدآدم شخصیت بنے اور اردو ادب میں ان کا نام تا دیر یاد رکھا جائے گا۔	راس مسعود ایجوکیشن اینڈ کلچر سوسائٹی آف پاکستان۔ شاہ انجم۔ جلیل احمد قدوائی۔
طارق محمود	دکنیات کا محقق اول: شمس اللہ قادری	۵۰۱ تا ۵۲۶	اس مقالہ میں شمس اللہ قادری کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ انھوں نے دکنیات کی تاریخ کے حوالہ سے بہت کام کیا اور مختلف مضامین تحریر کیے، کئی انجمنیں قائم کیں اور مختلف طریقوں سے تاریخ کو محفوظ کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا جبکہ مقالہ کے آخر میں حوالہ جات کے ساتھ ان کے ۴۰ مضامین کی فہرست دی گئی ہے جس سے ان کی تاریخی کاوشوں کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے مطالعہ سے یقیناً قاری دکنیات کے ہر گوشے سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔	شمس اللہ قادری۔ طارق محمود۔ دکنیات۔

عابدہ ہما	اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی کی ادبی خدمات	۱۷۳ تا ۱۹۰	اس مقالہ میں اردو لغت بورڈ کی تشکیل، اس میں شامل زعماء کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ اس بورڈ کی طرف سے اردو لغت کی تیاری کے لیے کی جانے والی کاوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی ۲۱ جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں اور ۲۲ ویں جو آخری جلد ہے وہ زیر تکمیل ہے۔اس کے علاوہ بورڈ کی طرف سے شائع کردہ دیگر کتب کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں اور آخر میں اس ضرورت پر زور دیا گیا ہے کہ اس لغت کو جدید تقاضوں کے مطابق سی ڈی اور انٹرنیٹ پر پیش کیا جائے تا کہ طلباء اور محققین اس سے کماحقہٗ استفادہ کر سکیں۔	اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی۔عابدہ ہما۔ اردو لغت بورڈ۔
عارف نوشاہی	''تحفۃ العجاب'' عالمگیری عہد میں پنجاب کی معاشرت، عمارات اور رجال پر ایک دلچسپ فارسی مثنوی	۴۵۷ تا ۴۸۶	'تحفۃ العجاب' فارسی مثنوی ہے جو حکیم بیتا نے لکھی جن کا تخلص چنابی تھا وہ قصہ ہیر و ماہی کے بھی مصنف ہیں، اس مقالے میں مثنوی کے حوالے سے مصنف کے تفصیلی حالات، ان کی بزرگی اور پھر مثنوی کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے اسلاف اور والدین سمیت علم طب میں مصنف کی مہارت کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے جو تحقیق والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس میں پنجاب کے حقائق اور خوبیوں و خامیوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔	تحفۃ العجاب۔ عالمگیری عہد۔فارسی مثنوی۔عارف نوشاہی۔حکیم بیتا۔ قصہ ہیر وماہی۔
عطش درانی	ادبی تحقیق کا مستقبل	۱۳ تا ۱۸	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے اس امر پر زور دیا ہے کہ ادبی تحقیق کاروں کو اب ایسے تکنیکی، خشک اور سخت موضوعات کی طرف بھی آنا چاہیے جن سے آج تک گریز کیا جاتا رہا ہے اور کہا گیا ہے کہ انگریزی ادب میں تو اب اس جانب توجہ دی جارہی ہے لیکن آنے والے دنوں میں اردو کو بھی اس طرف توجہ دینا ہوگی جس سے نئے موضوعات کی قلت ختم ہو جائے گی جو آج محسوس کی جارہی ہے۔	ادبی تحقیق۔عطش درانی۔انگریزی ادب۔
عطش درانی	اعلیٰ متنی تنقید اور نظریۂ اطلاعات	۴۳ تا ۴۸	اس مقالہ میں علم زبان کے حوالے سے جدید ترقی، کمپیوٹر، سی ڈی اور دیگر ذرائع کے استعمال کا جائزہ لیتے ہوئے زور دیا گیا ہے کہ اطلاعات کی پیائش کا ایک ذریعہ حروف ہیں اور اطلاعیات کے میدان میں ہم انھیں بٹ (Bit) میں ماپ سکتے ہیں اور مقالہ نگار نے اس مقصد کے لیے اردو میں سافٹ ویئر کی تیاری پر زور دیا ہے جس کے لیے اہل تحقیق کو دعوت دی گئی ہے۔	متنی تنقید۔نظریۂ اطلاعات۔عطش درانی۔اردو سافٹ ویئر۔بٹ (Bit)

عقیلہ شاہین	سابق ریاست بہاولپور کا پہلا اہم نثر نگار	۴۸۷ تا ۵۰۰	اس مقالہ میں سابق ریاست بہاولپور کے محمد اشرف گورجانی (۱۹۲۲ء۔۱۸۶۵ء) کوریاست کا پہلا نثر نگار قرار دیتے ہوئے ان کی کتب اور فن پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اوران کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ بادشاہ ظفر کے خانوادے سے تعلق کی وجہ سے آزادی کی تڑپ بھی دل میں رکھتے تھے جو ان کے کلام میں بھی نظر آتی ہے اور نقادوں نے بھی ان کے کلام میں اس تڑپ کو محسوس کیا ہے جبکہ آخر میں صاحب مضمون نے اس پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اشرف گورجانی کے فن پر تحقیق نہیں کی گئی اور زور دیا ہے کہ ان کی کتب کی دوبارہ اشاعت کر کے ان پر تحقیق کی جائے تو اردو ادب میں ایک خوشگوار اضافہ ہوسکتا ہے۔	ریاست بہاولپور۔ عقیلہ شاہین ۔محمد اشرف گورجانی ۔ بہادر شاہ ظفر۔
محسنہ نقوی	سید آل رضا کا غیر مدوّن وغیر مطبوعہ کلام	۵۶۳ تا ۵۹۸	اس مقالہ میں بنیادی طور پر موضوع کے مطابق سید آل رضا کے وہ اشعار دیے گئے ہیں جو ان کے دیوان میں شامل نہیں اور نہ ہی طبع ہوئے ہیں بلکہ ''باقیاتِ آل رضا'' سے باہر رہ گئے ہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ بزم سخن رام پور کے مشاعروں میں حصہ لینے والے شعراء کے کلام اور مختصر حالات زندگی پر مشتمل ''اوراقِ گل'' کے حوالے سے مختلف ادوار کے بارے میں آل رضا کا نقطہ نظر اور موقف بھی پیش کیا گیا ہے، یہ کلام اکٹھا کر کے صاحب مضمون نے سخن کے پرستاروں کی پرخلوص خدمت کی ہے۔	سید آل رضا ۔محسنہ نقوی۔باقیاتِ آل رضا۔اوراقِ گل ۔
محمد سعید	دیوان غالب نسخۂ عرشی کی تین اشاعتیں (تعارف اور طریق تدوین کا جائزہ)	۵۹۹ تا ۶۵۶	اس مقالہ میں مولانا امتیاز علی عرشی کی شبانہ روز محنت سے مرتب کیے گئے دیوانِ غالب کے اوّل اور دوم نسخے کی اشاعت کے حوالے سے ہولناک، دردناک بلکہ کرب ناک تفصیلات کے ساتھ ان نسخوں میں غزلوں، ردیف اور اغلاط کی تفصیلات کو جس شدومد اور کومے کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے وہ صاحب مضمون کی تحقیق دانی کا منہ بولتا ثبوت ہے اس کے بعد پہلے دوسرے نسخے کے آپس میں موازنے اور پھر دیگر نسخوں سے بھی ان کا خاصا تقابل پیش کیا گیا ہے جس سے طلباء کے لیے تحقیق کی نئی راہیں کھلتی ہیں اور وہ اس سے کماحقہٗ استفادہ کر سکتے ہیں۔	دیوان غالب ۔نسخۂ عرشی ۔محمد سعید۔

محمد عبدالمقیت شاکر علی	اردو شاعری میں قرآن و حدیث کے محاورات	٦٧٧ تا ؟	اس تفصیلی مقالہ میں محاورہ کی تعریف و وضاحت کے بعد قرآن کریم سے ٢٠٦ اور پھر احادیث سے ١٥٣ محاورے دیے گئے ہیں اور جس انداز میں ان کی قرآن اور حدیث میں وضاحت دی گئی ہے اس سے واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ اردو میں انھیں بعینہٖ ان ہی معنوں اور مفاہیم کے ساتھ لے لیا گیا ہے اور پھر جس طرح شاعری میں انھیں استعمال کیا گیا اس سے اردو کا دامن بھی وسیع ہوا اور اس کا دیگر زبانوں سے انطباق بھی بڑھ گیا۔ صاحب مضمون کی یہ تحقیق انتہائی قابل تحسین اور دوسروں کے لیے مشعل راہ ہے مگر اس راہ پر چلنا آسان نہیں۔	محمد عبدالمقیت شاکر علی۔ اردو شاعری۔ قرآن و حدیث کے محاورات۔
مختارالدین احمد	جلیل احمد قدوائی کے خط بنام ڈاکٹر مختارالدین احمد	٨٣ تا ١٢٤	مقالہ کے عنوان سے ظاہر ہے کہ اس مقالہ میں جلیل احمد قدوائی کے ان خطوط کو پیش کیا گیا ہے جو انھوں نے ڈاکٹر مختارالدین احمد کے نام لکھے تھے اور ان خطوط کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب قدوائی صاحب کس قدر اہم نکات پر ان خطوط میں بحث کرتے اور اپنا نکتہ نظر پیش کرتے ہیں اور مختلف کتب اور تحریروں پر اپنی بے لاگ رائے دی ہے جس سے تحقیق والوں کو اپنی کاوشوں کو آگے بڑھانے کے لیے خاصا مواد مل سکتا ہے۔	جلیل احمد قدوائی۔ مختارالدین احمد۔
معین الدین عقیل	ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے اردو مخطوطات (وضاحتی فہرست مع ضمیمہ)	٣٦٥ تا ٤٥٦	اس تفصیلی مقالہ میں ٦٠ دواوین کے مخطوطات کی تفاصیل اور اس کے بعد بڑی تعداد میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے منتخب اردو مخطوطات کی ایک وضاحتی فہرست پیش کی گئی ہے جو تحقیق والوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے اور جس دقت نظر سے اس دستاویز کو اکٹھا کیا گیا ہے وہ انتہائی قابل قدر و قابل تحسین ہے جس سے تا دیر محققین استفادہ کرتے رہیں گے اور معلومات پاتے رہیں گے۔	ایشیاٹک سوسائٹی۔ کلکتہ۔ معین الدین عقیل۔ اردو مخطوطات۔
تسنیم عباس اظہر	اردو میں سرسید شناسی کی روایت	٥٥١ تا ٥٦٢	اس مقالہ میں سرسید کے حامی اور مخالفین کے ساتھ ساتھ معتدل انداز میں ان کا تجزیہ کرنے والوں کے خیالات کا ذکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ سرسید احمد خان آج کے دور میں بھی زندہ ہیں وہ ماضی، حال اور مستقبل کے نقیب ہیں اور کوئی صاحب ادراک بھی اپنی تاریخی اور مستقبل میں شخصیات سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ آج جب مغرب میں تہذیبوں کے ٹکراؤ کے مصنوعی سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، سرسید کی فکر ہمیں اپنی تہذیب کا زیادہ سے زیادہ شعور عطا کر رہی ہے۔	سرسید احمد خان۔ تسنیم عباس اظہر۔ سرسید شناسی۔

تحقیق: جلد ۱۷: (۱) (۲۰۰۹ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
تنظیم الفردوس	ڈاکٹر نجم الاسلام کے خطوط بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل	۱۲۹ تا ۱۹۸	اس مقالہ میں جہاں ڈاکٹر نجم الاسلام کے ڈاکٹر معین الدین عقیل کے نام ۴۹ خطوط دیے گئے ہیں جو ان دونوں شخصیات کے تعلقات کے عکاس ہیں وہاں صاحب مضمون نے ڈاکٹر نجم کے بارے میں بھرپور انداز میں ان کے حالات اور اخلاق کا خاکہ پیش کر کے ہر قاری کے دل میں ان کے لیے موجود عزت اور احترام میں دوگنا اضافہ کر دیا ہے اور ایسی شخصیات یقیناً قابل تقلید ہوتی ہیں اور ان کے صدقے علم کا شوق اور خدمت کا ذوق جاگزیں ہوتا ہے۔	تنظیم الفردوس
رؤف پاریکھ	چند تحقیقی و علمی اصطلاحات، علامات و مخففات	۴۹ تا ۶۰	اس مقالہ میں ایسی اصطلاحات اور مخففات کی وضاحت پیش کی گئی ہے جن کے بارے میں بڑے بڑے لاعلم ہوتے ہیں، ان اصطلاحات اور مخففات میں الحاق/ الحاقی ، امالی، ترقیمہ، تصحیف، محاضرات، ملفوظات، خوانا/ نا خوانا، الخ، کذا، ایضاً/ وایضاً، ۔ ، ۔ ، تین نقطے اور ۱۲ (بارہ/ عدد) شامل ہیں اور ان کی مثالوں سے وضاحت کی گئی جو مبتدی اور منتہی سب کے لیے مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔	رؤف پاریکھ
شاہ انجم	اخلاقیات پر اردو کا نثری سرمایہ: ایک تحقیقی مطالعہ	۱۹۹ تا ۵۰۶	اس تفصیلی مقالہ میں علم الاخلاق پر اردو ادب میں اب تک ہونے والے کام کا احاطہ کیا گیا ہے جس میں حصہ اول میں علم الاخلاق کی غرض و غایت، دوسرے حصہ میں نثری سرمایہ تیسرے حصہ میں منتخب کتب کا مطالعہ اور چوتھے حصے میں اردو ادب میں اس کے ارتقاء کا جائزہ لیا گیا ہے اس حوالہ سے کتب کا جو ذخیرہ پیش کیا گیا ہے وہ انتہائی قابل قدر ہے اور وہ آنے والی نسلوں کو تحقیق میں مدد دینے کے ساتھ ساتھ اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کے لیے زینے کا کام بھی دے سکتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی بخوبی اجاگر ہوتی ہے کہ ہمارے اکابر اخلاقیات کو کس قدر اہمیت دیتے تھے کہ الگ الگ اخلاق پر کتب کی کتب تحریر کی گئی ہیں۔	شاہ انجم

شاہد اقبال کامران	اقبال کے ابتدائی موضوعاتِ سخن اور "قومی زندگی" (ایک تجزیاتی مطالعہ)	۷۰۵ تا	اس مقالہ میں اقبال کے نثر و نظم کے ذریعے ہندوستان میں اتفاق و اتحاد کے پیغام اور فرقہ واریت کی مخالفت کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ اقبال تعلیم کو عام کرنے اور اس بات کے قائل تھے کہ دین اسلام میں اجتہاد کے ذریعے وقت کے تقاضوں کے مطابق دنیا کے سامنے اسلام کے نظریات کو پیش کیا جائے اس حوالے سے اقبال کے افکار کو پیش کرنے کے لیے ان کے مختلف مضامین اور نظموں سے حوالے دیے گئے ہیں۔	شاہد اقبال کامران
شہاب الدین ثاقب	مختار الدین احمد آرزو کی تحقیقی خدمات (اردو زبان و ادب کے حوالے سے)	۶۹۱ تا ۷۰۴	اس مقالہ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے سابق سربراہ اور فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو کی اردو زبان و ادب کے حوالہ سے خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انھوں نے نوجوانی ہی میں تحقیق شروع کر دی تھی حتی کہ جب انھوں نے انٹر میں داخلہ لیا تو ان کے درجن بھر تحقیقی مضامین موقر جرائد میں شائع ہو چکے تھے، بعد ازاں وہ غالبیات، کربل کتھا، گلشن ہند اور شعرائے اردو کے بارے میں جس طرح تحقیق کے میدان میں آگے بڑھے ہیں وہ انھیں تا دیر دنیائے ادب میں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔	شہاب الدین ثاقب
صلاح الدین المنجد (عربی)/ فضل الرحمان ندوی (مترجم اردو)	تحقیق متن کے اصول صلاح الدین المنجد (عربی)/ فضل الرحمان ندوی (مترجم اردو)	۱ تا ۲۰	یہ مقالہ جو عربی کے ایک جریدے میں ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کا شائع ہوا تھا اس کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے اور اس رسالہ میں اسے تحقیق کے اصولوں کے حوالہ سے ایک سند خیال کرتے ہوئے دوبارہ شائع کیا گیا ہے جس میں مقالہ نگار نے تحقیق کے تمام زاویوں اور پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ہر ضرورت کے لیے کچھ اصول وضع کیے ہیں جن سے استفادہ کر کے کسی بھی تحقیق کو جاندار بنایا اور پختگی بخشی جا سکتی ہے۔	صلاح الدین المنجد (عربی)/ فضل الرحمان ندوی (مترجم اردو)
ظفر احمد صدیقی	تعقید۔ ایک ادبی اصطلاح	۲۱ تا ۴۸	اس مقالہ میں شوق نیموی کی لفظ تعقید کے بارے میں تعریف اور حسرت و دیگر کا اس کی اقتدا کو غلط قرار دیتے ہوئے بڑی تعداد میں اکابرین کے حوالہ جات سے "تعقید" کی تعریف کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ "تعقید" سے کلام میں گڑبڑ ہوتی ہے اور یہی مطلب تمام اکابر اور لغت نویسوں نے لیا ہے جبکہ شوق نیموی کا اس حوالے سے موقف درست نہیں۔	ظفر احمد صدیقی شوق نیموی۔ تعقید۔

ظفر اقبال	''تُحفستان'': ادبی و تہذیبی روایت کا اہم ماخذ	۱۱۱ تا ۱۲۸	جولائی ۱۹۳۷ء میں گورکھپور یوپی بھارت میں ''آل انڈیا مشاعرہ ہوا جس میں برصغیر بھر سے شعرا شریک ہوئے۔ اس مشاعرے کی داستان پنڈت رام گوپال مصر نے ''تُحفستان'' کے نام سے شائع کی جس کا اس مقالہ میں احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں تمام ۸۷ شعراء کے مختصر حالات اور ان کے شعری نمونے بھی دیے گئے ہیں اور دلچسپ امر یہ ہے کہ تمام شاعروں کے جو اشعار دیے گئے ہیں وہ ''دل میں ہے'' کی ردیف کے ساتھ ہیں جس سے یہ تمام شاعروں کی شاعری مل کر ایک ہی سی محسوس ہوتی ہے۔	ظفر اقبال تُحفستان آل انڈیا مشاعرہ شعری نمونے
عظمیٰ فرمان فاروقی	اردو کی ادبی تحقیق اور مقالہ نگاری کے مسائل	۶۱ تا ۸۸	اس مقالہ میں ملک بھر کی جامعات میں آج کل جس قسم کی تحقیق ہو رہی ہے اور طلباء کرام صرف ڈگری کے حصول کو ہی جس طرح اپنا مطمع نظر بنائے ہوئے ہیں اس پر نوحہ کہا گیا ہے اور اس کے بعد تحقیق کے مقاصد اور اس کے طریق کار پر بحث کرتے ہوئے ایسے اصول دیے گئے ہیں جن پر عمل کر کے طالب علم اپنی تحقیق کو چار چاند لگا سکتا ہے۔ مزید برآں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اگر جامعات تحقیق شروع کرنے سے قبل طلباء کو اس کی نزاکتوں اور اہم اصولوں کے بارے میں آگاہ کر دیں تو اس سے وادیٔ پُرخار میں قدم رکھنے والوں کی تعداد کم تو ہو جائے گی مگر وہی لوگ آگے آئیں گے تو اس ''زمین کی سختی'' اور ''آسمان کی دوری'' سے گھبرانے والے نہ ہوں گے۔	عظمیٰ فرمان فاروقی ادبی تحقیق زمین کی سختی آسمان کی دوری
لیلیٰ عبدی خجستہ / سید جاوید اقبال	ہندوستانی مخزن المحاورات کے طبع اول و دوم پر ایک اجمالی نظر (تقابلی مطالعے کی روشنی میں)	۶۶۹ تا ۶۸۷	اس مقالہ میں ہندوستانی مخزن المحاورات کی اول اور دوم جلدوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جو منشی چرنجی لال آبادی نے ترتیب دی تھیں جو انسپکٹر تھے انھوں نے بعض انگریزوں سے بھی متاثر ہو کر یہ کام کیا جو لغت نویسی میں مصروف تھے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ موصوف نے طبع دوم میں بہت سے محاورات محض اس لیے خارج کر دیے تھے کہ انھیں فحش قرار دیا گیا تھا تاہم اس کے باوجود بہت سے ایسے محاورات رہ گئے تھے جو ان کی 'فحش' کی تعریف میں آتے تھے۔ اس مقالہ میں ان تمام محاورات کو پیش کر دیا گیا ہے جو حذف کر دیے گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ حذف کیے گئے اشعار بھی دے دیے گئے ہیں۔	لیلیٰ عبدی خجستہ / سید جاوید اقبال منشی چرنجی الہ آبادی فحش

محمد آصف	محدثین کرام اور جدید اصول تحقیق	۷۱ تا ۸۶	اس مقالہ میں صاحب مضمون نے احادیث نبویﷺ کی چھان بین کے لیے محدثین کرام کی طرف سے طے کیے گئے اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور بعد میں اہم شخصیات کے حوالے سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اگر ان اصولوں کو تحقیق میں مدنظر رکھا جائے تو تحقیق کو چار چاند لگ سکتے ہیں اور ایسی تحقیق کی ثقاہت وفقاہت بے مثل و بے نظیر ہوگی اور یہ تحقیق ہر قسم کے لایعنی امور سے بھی پاک ہو جائے گی۔	محمد آصف
معین الدین عقیل	تذکرہ ''گلستان سخن'' برما میں اردو شاعری کا سنہرا دور	۸۹ تا ۱۱۰	اس مقالہ میں ''گلستان سخن'' پر بحث کی گئی ہے جو برما میں ''آل برما مشاعرہ'' کی داستان ہے اس کے ساتھ ساتھ اس میں مولانا مظاہری کے لکھے گئے پیش لفظ میں اس خطے میں اردو کے ماضی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جس کے مطابق برما میں اردو ۱۸۳۴ء میں انگریز کے حملوں کے ساتھ پہنچی اور اس کے بعد بہادر شاہ ظفر کی رنگون میں قید اور اہم سیاست دانوں کے وہاں کے دوروں سے پھلی پھولی۔ کتاب میں ۷۵ برمی شاعروں کے مختصر حالات بھی دیے گئے ہیں اور ان کی اردو کے لیے خدمات کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔	معین الدین عقیل گلستان سخن بہادر شاہ ظفر رنگون میں قید
مقیت شاکر علیمی	اردو شاعری میں قرآن وحدیث کے صنائع وبدائع	۵۰۷ تا ۶۶۷	اس انتہائی تفصیلی مقالہ میں قرآن وحدیث کے حوالہ جات کے ساتھ شاعری میں استعمال کی جانے والی بہت بڑی تعداد میں صنائع اور بدائع کو جمع کیا گیا ہے اور مختلف شعراء سے اس کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ یہ عرق ریزی انتہائی قابل تحسین ہے۔ ان میں لف ونشر، تجنیس، ایہام تناسب، غیر منقوط، استخدام رجوع، طباق، مقابلہ، اطراد، ادماج، اتباع، استفہام، مراعاۃ النظیر، ارصاد استدراک، استثنا، تاکید المدح، صفت تفویف اور دیگر درجنوں صنائع وبدائع شامل ہیں جو ایک طالب علم کو نئے نئے راستے دکھاتی ہیں۔	مقیت شاکر علیمی غیر منقوط صنائع وبدائع صفت تفویف

تحقیق: جلد ۱۷:۱(۱۸)(۲۰۰۹ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
تنظیم الفردوس	مکتوبات ڈاکٹر محمد ایوب قادری بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل	۹۹ تا ۱۴۸	ڈاکٹر محمد ایوب قادری بدایوں کے ایک تعلیم یافتہ خاندان میں ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت بہت اچھے ماحول میں ہوئی۔ وہ بہت سی کتابوں اور سینکڑوں تحقیقی مقالوں کے مصنف ہیں۔ ان کو اپنے معاصرین میں اہم مقام حاصل تھا۔ انھوں نے بہت سادہ زندگی بسر کی، محققین اور طلبا کے ساتھ ان کا لگاؤ مثالی تھا۔ اس مقالے میں ان کے جو خطوط شامل ہیں وہ انھوں نے اپنے طالب علم ڈاکٹر معین الدین عقیل کو لکھے تھے۔	تنظیم الفردوس ڈاکٹر محمد ایوب قادری معین الدین عقیل مکتوبات بدایوں
خلیل احمد بیگ	اردو کی سماجی اور تہذیبی جڑیں	۴۳ تا ۵۵	زبانیں اپنے تہذیبی و سماجی حوالے سے جانی جاتی ہیں اور جغرافیائی حدود زبان کو شناخت کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اردو زبان کے سماجی اور تہذیبی بندھنوں کا تاریخی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہندوستان کے کسی بھی علاقے کے لوگ جو اردو زبان بولتے ہیں ان کے تہذیبی رویے اور کردار یکساں ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں نہ صرف ایک مشترک ثقافت ہے بلکہ علاقائی ثقافتوں اور تہذیب کے اثرات بھی ملتے ہیں۔ اردو کا اپنا لب و لہجہ، تلفظ اور ذخیرہ ء الفاظ ہے لیکن اس میں علاقائی زبانوں کے علاوہ عربی اور فارسی کے اثرات بھی موجود ہیں جو اس کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں لیکن یہ اثرات اردو زبان کے مزاج کو نہیں بدل سکے۔	خلیل احمد بیگ اردو زبان زبان کی جغرافیائی حدود ذخیرہ الفاظ

خواجہ محمد سعید	سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کے ذہنی خدوخال	۳۳۵ تا ۳۵۲	انیسویں صدی میں پوری دنیا میں انقلاب آ رہا تھا۔ مسلمان بہت پسماندہ تھے۔ لہٰذا اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ ان کو اس پسماندہ، لوہاتی فطرت اور مذہب و تصوف کے غلط تصورات سے نجات دلائی جائے۔ ان حالات میں کچھ حساس لوگ سامنے آئے تاکہ وہ مسلمانوں کو اس غفلت سے باہر لا سکیں۔ یہ لوگ مختلف علاقوں سے تھے۔ ہندوستان میں سرسید احمد خان اور علامہ اقبال نے اپنے اپنے عہد میں یہ خدمت سرانجام دی۔ اس مقالے میں سرسید اور اقبال کے افکار اور ان کی انقلابی کاوشوں کو پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اگر موجودہ دور میں اقبال کے فلسفہء خودی کی روشنی میں سرسید کی طرح جدوجہد کی جائے تو مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔	خواجہ محمد سعید سرسید احمد خان علامہ اقبال فلسفۂ خودی
سخاوت مرزا	کثیر الفوائد (۱۷۹۰ء) میں فارسی و اردو کی ایک قدیم لغت کا تعارف)	۱۵۱ تا ۱۵۷	شاہ محی الدین دکن سے تعلق رکھنے والے عالم تھے۔ انھوں نے ایک فارسی۔ دکنی لغت مرتب کی جس کا نام ''کثیر الفوائد'' تھا۔ اس لغت میں فارسی الفاظ کی قدیم دکنی زبان میں وضاحت کی گئی ہے۔ بعدازاں یہ لغت ان کے ایک طالب علم نے مرتب کی۔ کثیر الفوائد کا ایک نادر نسخہ جو ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے آصفیہ لائبریری حیدرآباد دکن میں موجود ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ اس مقالے میں اس لغت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	سخاوت مرزا کثیر الفوائد شاہ محی الدین دکنی لغت آصفیہ لائبریری حیدرآباد دکن
شاہد اقبال کامران	اقبال کا تصور اجتہاد، پس منظر اور پیش منظر	۳۰۳ تا ۳۲۳	اقبال نے بہت پہلے ہی جدید دور کے تقاضوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے اجتہاد کی ضرورت پر زور دیا۔ اقبال نے اسلام کو ایک انقلابی طاقت کے طور پر پیش کیا بجائے اس کہ اسے محض روایت مذہب کیا جائے۔ اقبال نے اپنے چھٹے خطبے میں ''اسلام میں تحریک کا اصول'' میں اجتہاد کے نظریے کو پیش کیا اور اس کی وضاحت کی۔ اس مقالے میں اقبال کے تصور اجتہاد کی روشنی میں ایک جدید جمہوری ریاست کے قیام پر روشنی ڈالی۔	شاہد اقبال کامران اقبال کا تصور اجتہاد اقبال کا چھٹا خطبہ جدید جمہوری ریاست

شہاب الدین ثاقب	شعری متون کی تدوین پر ایک نظر (کلیات میر کے حوالے سے)	۹۱ تا ۱۱۸	محمد تقی میر رئیس المتغزلین دو زبانوں اردو اور فارسی کے شاعر تھے۔ ان کے کلام کو سراہنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں لیکن ان کے شعری متون کی درست تدوین نہیں ہو سکی۔ اُن کی کلیات کی تدوین کے حوالے سے ہونے والے کام کا مفصل جائزہ ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب نے اس مقالے میں لیا ہے۔	شہاب الدین ثاقب محمد تقی میر شعری متون
صوفیہ یوسف	نسائی ادب اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ایک مطالعہ	۲۹۳ تا ۳۰۰	اس مقالے میں آزادیِ نسواں اور تعلیم البنات کے حوالے سے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان کوششوں کی بدولت برصغیر کی خواتین کو بہتر مقام اور ادبی اظہار کے مواقع ملے۔ اس مقالے میں خاص طور سے خواتین لکھاریوں کے نثری اور شعری اسلوب پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	صوفیہ یوسف خٹک نسائی ادب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
ظفر اقبال	نادم سیتاپوری کی غیر مطبوعہ خودنوشت سوانح	۳۵۳ تا ۳۷۷	نادم سیتاپوری اردو ادب کا ایک نمایاں نام جو صحافت اور فلمی دنیا سے بھی وابستہ رہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر صاحب نے اُن کی غیر مطبوعہ خودنوشت سوانح کا تعارف دیا ہے۔ علاوہ ازیں اُن کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کی فہرست بھی شامل ہے جو ان کے کمالِ فن کا ثبوت ہے۔	ظفر اقبال نادم سیتاپوری خودنوشت
ظہور الدین	ڈوگری اور اردو کے لسانی روابط	۱ تا ۴۱	کشمیر میں اُردو کو سرکاری زبان کی حیثیت دی گئی۔ اس کے علاوہ ڈوگری دوسری بڑی زبان ہے۔ اُردو کی طرح ڈوگری کا تعلق بھی ہند آریائی خاندان سے ہے۔ مجوزہ مطالعے میں دونوں زبانوں کے ادبی اور لسانی روابط پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ لسانی حوالوں سے دونوں زبانوں کا جائزہ اور نظم و نثر میں دونوں کا تقابلی تجزیہ کیا گیا ہے۔	ظہور الدین ڈوگری لسانی روابط ہند آریائی خاندان
عابدہ بتول	اُردو لغت نویسی کا تاریخی ارتقا: اجمالی جائزہ (۱۹۳۷ء تا ۱۹۷۰ء)	۱۸۱ تا ۱۹۳	اس مقالے میں اردو لغت نویسی کے ارتقا کا جائزہ لیا گیا ہے جس کا آغاز ۱۹۳۸ء میں آغا محمد باقر کی ''سٹینڈرڈ اُردو ڈکشنری'' سے ہوتا ہے۔ ۱۹۷۰ء تک لغات کو مرتب کرنے کے حوالے سے جو بھی کام ہوا اُس کا تعارف دیا گیا ہے اور آخر میں نتائج بھی اخذ کیے گئے ہیں کہ ماضی میں لغت مرتب کرنے کے مختلف محرکات رہے جن میں ادبی ضروریات اور کاروباری اغراض نمایاں ہیں۔	عابدہ بتول اردو لغت نویسی آغا محمد باقر سٹینڈرڈ اردو ڈکشنری

عتیق احمد جیلانی	دبستانِ شبلی اور مولوی عبدالحق	۳۹۳ تا ۴۱۶	اس تحریر میں عتیق احمد صاحب نے مولوی عبدالحق اور علامہ شبلی نعمانی کے طبعی اختلافات کے حوالے سے حقائق پر روشنی ڈالی ہے اور یہ حقیقت آشکار کی ہے کہ دونوں علماء ایک دوسرے کا بہت احترام کرتے تھے اور اُن کے اختلافات کے حوالے سے جو کہا جاتا رہا ہے وہ بعید از حقیقت ہے۔	عتیق احمد جیلانی مولوی عبدالحق علامہ شبلی نعمانی
عظمیٰ فرمان فاروقی	نسائی تنقید: مسائل ومباحث	۲۱۳ تا ۲۲۹	اس تحریر میں "تحریک آزادیٔ نسواں" اور اس کی مختلف توضیحات سے بحث کی گئی ہے۔ مقالہ میں اس تحریک کی تاریخ اور اس سے متعلقہ کتب کے حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔ اس میں نسائی ادب پر مبنی کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ مسائل و تجاویز کے ساتھ ہی ایسے سوالات بھی اُٹھائے ہیں جن پر مزید بحث کی گنجائش موجود ہے۔	عظمیٰ فرمان فاروقی نسائی تنقید تحریک آزادی نسواں
لیلیٰ عبدی خجستہ	اردو لغت نویسی میں شواہد درج کرنے کی روایت	۱۹۳ تا ۲۱۰	یہ مقالہ لغت نویسی کے جدید اور قدیم رجحانات سے بحث کرتا ہے۔ شواہد نویسی اس میں ایک اہم جزو کے طور پر رائج رہی ہے۔ مقالہ نگار نے اردو لغت نگاروں کی اس روایت کا ذکر کیا ہے کہ وہ نظموں سے شواہد جمع کر کے لکھتے تھے۔	لیلیٰ عبدی لغت نویسی لغت نگار شواہد
محمد ارشد اویسی	پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں نفاذِ اردو کے اقدامات کا جائزہ (۱۹۲۱ء تا ۱۹۳۶ء)	۷۱ تا ۸۸	اس تحریر میں ۱۹۱۹ء کے ایکٹ کے تحت قائم ہونے والی قانون ساز اسمبلی کی پنجاب میں نفاذ اردو کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ فروغ اردو کے لیے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۶ء تک اس کی جدوجہد کے علاوہ اردو کو پنجاب میں ذریعہ تعلیم کے طور اپنانے کی قراردادوں پر بھی مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔	محمد ارشد اویسی پنجاب لیجسلیٹو کونسل نفاذِ اردو
محمد الطاف	علی گڑھ: رشید احمد صدیقی، مشتاق احمد یوسفی اور مختار مسعود کی تحریر میں ایک مشترکہ موضوع	۴۱۷ تا ۴۳۰	رشید احمد صدیقی، مشتاق احمد یوسفی اور مختار مسعود پاکستان کے تین نمایاں ادیب جن کی مشترک مادرِ علمی نے اُن کے مختلف اسلوب بیان میں کئی مماثلتوں کو جنم دیا ہے۔ محقق نے "اس علی گڑھیت" کو ان کے نثری کارناموں میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔	محمد الطاف علی گڑھ رشید احمد صدیقی مشتاق یوسفی مختار مسعود
محمد سلیم خالد	ایک قدیم فارسی فرہنگ میں مستعمل اردو الفاظ کا مطالعہ (فرہنگ مجمل العجم)	۱۵۹ تا ۱۷۹	فارسی لغت مجمل العجم، عاصم شعیب عبدوسی نے فارسی شاعری کو سمجھنے کے لیے ترتیب دی تھی۔ اس میں بامعنی کو اردو مترادفات کی مدد سے بھی واضح کیا گیا ہے۔ محقق سلیم خالد نے انھی اردو الفاظ کا اس مقالے میں تجزیہ کیا ہے۔	محمد سلیم خالد فارسی فرہنگ فارسی لغت مجمل العجم

محمد قاسم بگھیو	پاکستان میں زبان کی منصوبہ بندی اور سندھی زبان	۵۷ تا ۶۹	اس مقالے کا مقصد پاکستان میں زبان کے حوالے سے منصوبہ بندی اور پالیسی سازی کا جائزہ لینا ہے۔ قومی زبان کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں خصوصاً سندھی زبان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا ذکر کیا ہے اور سندھی زبان کی بہتری کے لیے قابلِ عمل تجاویز پیش کی ہیں۔	محمد قاسم بگھیو زبان کی منصوبہ بندی پالیسی سازی سندھی زبان
ناصر عباس نیر	جدید اردو نظم کا تانیثی تناظر	۲۳۱ تا ۲۵۱	تحریک آزادیٔ نسواں گذشتہ صدی کی سب سے نمایاں تحریک رہی ہے۔ اس نے عورت کو مردانہ سماج کی کثیر الجہت بیڑیوں سے نجات دلا کر عورت کو معاشرے میں ایک مختلف مقام دلوایا ہے۔ اس مقالے میں عورت کو شعری ادب میں قدیم اور جدید حوالوں سے پیش کرنے پر بحث کی گئی ہے۔ قدیم یا روایتی عورت مجبور و بے بس جبکہ جدید دور کی عورت خود انحصاری کی طرف زیادہ اعتماد سے گامزن ہے۔	ناصر عباس نیر جدید اردو نظم تانیثی تناظر
نجیب جمال	یگانہ ''جراَت گفتار اور اہمیت و کردار'' کی مثال	۳۷۹ تا ۳۹۲	خودی کے علمبردار اقبال کی شاعری کا عمیق مطالعہ تحریک آزادیٔ نسواں کے حوالے سے اُن کی پریشاں خیالی اور متذبذب ذہنی کیفیت سے روشناس کرواتا ہے تاہم وہ معاشرے میں عورت کے کردار سے انکار نہیں کرتے۔ یہ مقالہ اس حوالے سے اقبال کی فکر کے ارتقاء کے مطالعے پرمبنی ہے۔	نجیب جمال
نجیبہ عارف	تانیثیت کے بنیادی مباحث: اقبال کا ایک نقطۂ نظر	۲۵۳ تا ۲۹۲	یاس یگانہ دبستانِ لکھنؤ کے نامور شاعر جنھوں نے اردو شاعری کو ایک نئی جہت سے روشناس کروایا۔ اس مقالے کا مقصد یگانہ کی زندگی کے نشیب و فراز اور اُن کی ذات کے پوشیدہ گوشوں کو اُن کی شاعری کے حوالے سے اس طرح اجاگر کرنا ہے کہ اُن کی زندگی کھلی کتاب کی مانند سب کے سامنے آ جائے۔	نجیبہ عارف

تحقیق: جلد۱۸: ۲: (۲۰) (۲۰۱۰ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
حبیب ارشد	امیر کی غیر مطبوعہ فارسی شاعری	۱ تا ۹	ان کی فارسی شاعری کے کچھ نمونے مختصر تعارف کے ساتھ ان کے پوتے احمد مینائی نے فراہم کیے ہیں۔ یہ فارسی شاعری ان کے دیوان کا ابتدائی حصہ ہے جو امیر مینائی نے تقریباً ایک سو تیس (۱۳۰) سال پہلے خود مرتب کیا لیکن یہ اب تک غیر مطبوعہ حالت میں ہے تاہم اس غیر مطبوعہ شاعری کا کچھ ابتدائی حصہ پہلی بار اشاعت کے لیے پیش کیا گیا۔	حبیب ارشد۔ امیر مینائی۔ فارسی شاعری۔
رفاقت علی شاہد	مرزا امان علی خان غالب لکھنوی (اُردو کا ایک اہم داستان نگار)	۱۰۵ تا ۱۹۱	مرزا امان علی خان غالب لکھنوی ''داستان امیر حمزہ'' کے مصنف ہیں۔ یہ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے خلیل علی خان اشک کے بعد اس عظیم داستان کے دوسرے مصنف ہیں۔ غالب لکھنوی بھی کلکتہ کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے ''داستان امیر حمزہ'' کے علاوہ دو اور داستانیں ''ترجمان خاور نامہ'' اور ''داستان عشاق'' بھی لکھیں۔ بد قسمتی سے ان کے کام اور حالات زندگی کے بارے میں بہت کم معلومات موجود ہیں۔ اس تحقیقی مضمون میں، عمیق تحقیق کے بعد ان کی زندگی اور کام کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری اور داستانوں کی تلخیص بھی پیش کی گئی ہے۔ یہ تحقیقی مضمون اپنی نوعیت کی اولیں کاوش ہے۔	رفاقت علی شاہد۔ مرزا امان علی خان۔ غالب لکھنوی۔ داستان امیر حمزہ۔ ترجمان خاور نامہ۔ داستان عشاق۔
شاہ انجم	مکتوبات مشفق خواجہ بنام جلیل قدوائی	۱۵۸ تا ۱۹۱	اس مضمون میں مشفق خواجہ کے سولہ (۱۶) خطوط بنام جلیل قدوائی پیش کیے جا رہے ہیں۔ مشفق خواجہ کا مختصر تعارف، ان خطوط کی اہمیت اور مصنف کے اسلوب کے حوالے سے ایک تعارفی نوٹ خطوط سے پہلے شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ اہم چیزوں کی وضاحت حاشیے میں کر دی گئی ہے۔ مشفق خواجہ کے خطوط کئی وجوہات کی بنا پر اہمیت کے حامل ہیں اور مختلف حوالوں سے مکتوب الیہ دونوں کی زندگیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔	شاہ انجم۔ مشفق خواجہ۔ جلیل قدوائی۔

ظفر اقبال	اوراقِ گل: ادبی و تہذیبی روایت کا ایک اہم مآخذ	۳۵ تا ۷۸	''بزمِ ادب'' ایک ادبی تنظیم تھی جسے نواب رام پور رضا علی خان نے ۱۹۴۰ء میں قائم کیا۔ گذشتہ دو سالوں میں اس نے بہت سے مشاعرے منعقد کروائے۔ جس میں ہندوستان کے نامور شعرا کو مدعو کیا گیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنا منتخب کلام، زندگی کا خاکہ، تصاویر اور چھ(۶) سوالات پر مشتمل سوالنامہ اپنی آمد سے پہلے پُر کریں۔ اس طرح ان شعراء کا منتخب کلام اور ان کی ذاتی زندگی کی معلومات جمع کی گئیں اور اسے ''اوراقِ ہند'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اسے کتب خانہ رام پور نے ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں ۲۹ شعراء سے متعلق معلومات جمع ہیں۔ اس مضمون میں اس کتاب سے متعلق ہی بحث کی گئی ہے تا کہ محققین اس سے استفادہ کر سکیں۔	ظفر اقبال۔ اوراقِ گل۔ نواب رام پور۔ رضا علی خان۔ اوراقِ ہند۔
نجیب جمال / ذی شان تبسم	اٹھارویں صدی عیسوی کی اردو شاعری کا متوازی تاریخ	۷۹ تا ۱۰۴	یہ ایک عمومی اعتراض ہے کہ اردو شاعری جذباتیت پر مبنی ہوتی ہے اور معروضیت حقیقت نگاری یا اپنے اردگرد کے ماحول سے بہت کم سروکار رکھتی ہے تاہم اگر اردو شاعری کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا جائے تو صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔ اپنے آغاز سے ہی اردو شاعری اپنی تہذیب سے ہم آہنگ رہی ہے۔ اردو شاعری کے رنگین منظر نامے میں سیاسی و سماجی اتار چڑھاؤ اور اس کی تہذیب کا ہر رنگ جھلکتا ہے۔ خاص طور پر اٹھارویں صدی جسے اردو شاعری کا عہدِ زریں کہا جاتا ہے اس نے بڑی جامعیت کے ساتھ اپنا اظہار کیا۔ یہ خصوصی مطالعہ اٹھارویں صدی کے سیاسی اور سماجی حالات سے متعلق ہے جس کا اردو شاعری پر براہِ راست اثر ہوا۔ اس کے نتیجے میں جو شاعری تخلیق کی گئی وہ ان حالات و واقعات کی چشم دید گواہ ہیں۔	نجیب جمال۔ ذی شان تبسم۔ اٹھارویں صدی۔
نسیم احمد	معاصر تحقیق اور تدوین کے مسائل (کلامِ سودا کے حوالے سے)	۱۱ تا ۴۴	یہ مضمون دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا جمع کردہ متفرق شاعری اور اردو کے اہم شاعر مرزا محمد رفیع سودا کے مطبوعہ نسخوں کی شاعری پر مشتمل ہے جس میں تحقیقی کام اور اب تک سودا پر کیے جانے والے کام کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں سودا پر حالیہ تدوینی کام کے حوالے سے اردو تدوین کے کچھ اہم مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اس مضمون کو لکھتے ہوئے سودا کی تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شاعری کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	نسیم احمد۔ مرزا محمد رفیع سودا۔

تحقیق: جلد۱۹: (۱) (۲۰۱۱ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مصنف	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
حافظ صفوان محمد چوہان	اردو کے مئے، اہم اور بنیادی الفاظ	۱۱۴ تا ۱۵۱	اس مقالے میں محقق نے بتایا ہے کہ ہر زبان کے کچھ بنیادی الفاظ ہوتے ہیں جن سے مزید الفاظ پھوٹتے ہیں یہ بنیادی لفظ مخصوص اہلِ علم کی وقتی ضرورت ہیں جبکہ اہم الفاظ سماج کے ہر طبقے کے لیے الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں محقق نے کچھ نئے اہم اور بنیادی الفاظ کی فہرست شامل کی ہے۔ اس فہرست میں لفظ اور اس کی مختلف تعریفی صورتیں شامل کی گئی ہیں۔	حافظ صفوان محمد چوہان۔ اہم الفاظ۔ بنیادی الفاظ۔ تعریفی صورت مصادر۔ مشتقات۔ املائی صورت۔ ملفوظی الف بائی ترتیب۔
سید جاوید اقبال (مدیر)	اداریہ	۔	اداریے میں مدیر نے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی علمی و ادبی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور ڈاکٹر انور افروز کی بطور ڈین آرٹس فیکلٹی تقرر کو 'تحقیق' اور شعبہ اردو کی سرگرمیوں کے لیے خوش آئند قرار دیا ہے۔	
شاہ انجم (مبصر)	''مثنوی رموزِ بے خودی کا فنی و فکری جائزہ''	۲۰۵ تا ۲۰۷	اس تبصرے کا موضوع عبدالعزیز خان کی کتاب ''مثنوی رموزِ بے خودی کا فنی و فکری جائزہ'' ہے۔ مبصر ڈاکٹر شاہ انجم ہیں۔ یہ کتاب دراصل ایم فل کا تحقیقی مقالہ ہے۔ مبصر نے اس کتاب کے اہم موضوعات کو نکات کی صورت میں پیش کیا ہے۔	شاہ انجم مثنوی رموزِ بے خودی۔ اقبال کی ندرتِ فکر۔ نظریہ خودی۔
شاہ انجم (مبصر)	اقبال ہمارا	۲۰۷ تا ۲۰۹	ڈاکٹر شاہ انجم نے ڈاکٹر نجیب جمال کی کتاب ''اقبال ہمارا'' کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس تبصرے میں کتاب کا مقصد اس کے مختلف حصوں اور ابواب کی تفصیل شامل ہے اور کتاب کے مشمولات اور مباحث پیش کیے ہیں۔	شاہ انجم۔ نجیب جمال۔ اقبال ہمارا۔ اقبالیات اور مبصر۔
عتیق احمد جیلانی / رفیق احمد	امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ (اردو۔ فارسی) لغت ''بہارِ ہند''	۱ تا ۸۸	منشی امیر احمد مینائی فرہنگ نویسی کے حوالے سے اہم مرتبے کے حامل ہیں لیکن ان کی تمام کاوشیں طباعت نہ ہونے کے باعث قارئین کی نظروں سے اوجھل رہیں۔ 'امیر اللغات' کا بیشتر حصہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔ 'سرمۂ بصیرت' کی چار جلدوں کے قلمی نسخے موجود ہیں جبکہ 'بہارِ ہند' کی پہلی جلد کے سوا کچھ دستیاب نہیں ہے۔ اس مقالے میں 'بہارِ ہند' کی جلد اول کے قلمی نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ مسودہ ۳۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔	عتیق احمد جیلانی۔ رفیق احمد۔ امیر مینائی۔ فرہنگ نویسی۔ امیر اللغات۔ سرمۂ بصیرت۔ بہارِ ہند۔

محمد ارشد عثمان	''تاریخ سیتاپور'' از سید محمد اکبر عادل سیتاپوری	۱۷۵ تا ۲۰۴	''تاریخ سیتاپور'' سید محمد اکبر عادل سیتاپوری کی تصنیف ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے اور قلمی صورت میں ہے۔ اس مقالے میں محقق نے ''تاریخ سیتاپور'' کا مکمل تعارف پیش کیا ہے۔ تاریخ سیتاپور میں سیتاپور کا دیومالائی اور تاریخی پس منظر، اس کا حدود اربعہ اور جغرافیائی و تاریخی حالات میں پیش نہیں کیے گئے بلکہ وہاں کی مساجد، امام باڑے، مجالس، شعراء، ادیب، مشاہیر اور صوفیاء کی تمام تفصیلات بھی قلمبند کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا نسخہ مصنف کے بھتیجے پروفیسر ڈاکٹر عابد اظہر کے پاس کراچی میں محفوظ ہے۔	محمد ارشاد عثمان۔ تاریخ سیتاپور۔ سید محمد اکبر عادل سیتاپوری۔ ادم سیتاپوری۔
محمد جاوید خالد	مجموعہ خطوط گیلانی	۲۰۹ تا ۲۱۰	علامہ مناظر حسن گیلانی علمی اعتبار سے ایک بلند پایہ شخصیت ہیں۔ انشا پردازی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ان کے خطوط نہ صرف عمدہ نثر کا نمونہ ہیں بلکہ ان کی سوانح حیات مرتب کرنے کا سب سے اہم ماخذ ہیں۔ محمد راشد شیخ نے ان کے خطوط کا مجموعہ مرتب کیا ہے اور محمد جاوید خالد نے اس کتاب پر تبصراتی مقالہ لکھا ہے۔	محمد جاوید خالد۔ علامہ مناظر احسن گیلانی۔ محمد راشد شیخ۔
محمد سلیم خالد	ایک قدیم فارسی فرہنگ ''فرہنگ مفتاح الفضلاء'' میں مستعمل اردو الفاظ کا مطالعہ۔	۸۹ تا ۱۱۳	اس مقالے میں ایک قدیم ''فرہنگ مفتاح الفضلاء'' میں مستعمل اردو الفاظ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ فرہنگ محمد بن داؤد بن محمد شادی آبادی نے ۱۴۶۹ء میں مکمل کی۔ اس مقالے میں اردو الفاظ ان کے صفحات نمبر اور دیگر فرہنگوں میں وہ لفظ جن جن مفاہیم میں استعمال ہوئے ہیں، یہ تمام تفاصیل درج کی گئی ہیں۔	محمد سلیم خالد۔ فارسی فرہنگ۔ فرہنگ مفتاح الفضلاء۔ محمد بن داؤد بن محمد شادی آبادی۔ لسان الشعراء۔
محمود احمد اعوان	اشیا ز معنی کا معاملہ: ایک تقابلی جائزہ	۱۵۲ تا ۱۷۴	اس مقالے میں اردو کی لغات میں ایک درجن الفاظ کے مندرجات کا بلحاظ معنی تقابل کیا گیا ہے۔ اس تقابلی مطالعے سے پہلے محقق نے لغات کے تقاضے وضع کیے ہیں، اجزائے معنی، مطالب، مراد اور حد اطلاق کے ساتھ معنی اور مترادف میں فرق بتایا گیا ہے۔ ان عمومی اغلاط کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے جو اردو لغات میں پائی جاتی ہیں۔	محمود احمد اعوان۔ اردو لغات۔ اشیا ز معنی۔ اجزائے معنی۔ مراد اور حد اطلاق۔ مطلب۔

تحقیق: جلد۱۹: (۲) (۲۰۱۱ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
انعام الحق عباسی (مبصر)	راجستھانی اور اردو	۱۹۰ تا ۱۹۳	''راجستھانی اور اردو'' ڈاکٹر فیروز احمد کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب اردو زبان کے آغاز و ارتقاء کے مراحل سے بحث کرتی ہے۔ اس پورے موضوع کو سات عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں راجستھانی اور اردو کی مماثلت پر بحث کی گئی ہے۔	انعام الحق عباسی۔ ڈاکٹر فیروز احمد۔ راجستھانی اور اردو۔ اردو کی ابتداء۔ کھڑی بولی
انعام الحق عباسی (مبصر)	اصولِ ادبی تحقیق	۱۹۳ تا ۱۹۵	انعام الحق عباسی نے ''اصولِ ادبی تحقیق'' مؤلفہ ڈاکٹر عطش دُرانی، پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اردو تحقیق اور رسمیاتِ تحقیق پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن تحقیق میں امکانات اور اضافے کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ اس لیے ڈاکٹر عطش درانی کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے۔ مبصر نے کتاب کے ابواب اور مندرجات مختصراً بیان کیے ہیں۔	انعام الحق عباسی اصولِ ادبی تحقیق عطش درانی
خالد ندیم	اردو میں ارمغانِ علمی کی روایت	۸۶ تا ۱۳۱	علمی و ادبی شخصیات کی خدمات کے اعتراف کی اردو میں اوّلین روایت تذکروں کی شکل میں نظر آتی ہے۔ بعد ازاں مجموعہ مقالات مرتب کرنے کی روایت کا آغاز ہوا۔ برصغیر میں اوّلین مجموعہ مقالات ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر اے سی وولنر کی علمی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے مرتب کیا۔ اس کے بعد یہ روایت چلتی رہی مختلف مجموعہ ہائے مقالات کو مختلف نام دیے گئے۔ اس مقالے میں اکیس ارمغانِ علمی کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے آٹھ پاکستان سے اور تیرہ ہندوستان سے شائع ہوئے ہیں۔	خالد ندیم ارمغانِ علمی کی روایت اے سی وولنر مولوی محمد شفیع اردو مقالات
سویامانے یاسر۔ محمد ذیشان اختر (مترجم)	لامساویت سے جنم لینے والی آوازیں: انیسویں صدی کے آغاز میں ''رسم الخط'' کا تحقیقی مطالعہ	۱ تا ۴۸	یہ مقالہ پروفیسر سویامانے یاسر کے مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں انیسویں صدی کے آغاز میں اردو رسم الخط کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اس سے قبل ۲۰۰۹ء میں انٹرنیشنل جرنل ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے اردو زبان کے قواعد کا جائزہ لیا ہے اور ابتدائی سالوں میں رسم الخط کی صورتوں پر بحث کی ہے۔	سویامانے یاسر محمد ذیشان اختر رسم الخط دکنی الفاظ

شاہ انجم (مبصر)	اردو لغت کے جدید رجحانات	۱۸۶ تا ۱۸۸	''اردو لغت کے جدید رجحانات'' ڈاکٹر شوکت زرین چغتائی کی کتاب ہے۔یہ ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس پر ۱۹۹۰ء میں انھوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔مبصر نے اس کتاب میں شامل تیرہ ابواب کا مختصر تعارف اور کتاب کے اسلوبیاتی محاسن بیان کیے ہیں۔	شاہ انجم اردو لغت شوکت زرین چغتائی
شکیل احمد خان (مبصر)	''شرر کا انشائی ادب''	۱۸۸ تا ۱۹۰	شکیل احمد خان نے نعیم الرحمٰن جوہر کی کتاب ''شرر کا انشائی ادب'' پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف کا مختصر تعارف اور کتاب کے عنوانات کا جائزہ لیا ہے۔	شکیل احمد خان نعیم الرحمان جوہر نر بھے رام جوہر شرر کا انشائی ادب
قاسم محمود احمد	مکاتیب جگن ناتھ آزاد بنام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۱۵۵ تا ۱۸۵	جگن ناتھ آزاد معروف ادیب، شاعر، اقبال شناس اور نقاد تھے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نقاد، محقق، اقبال شناس اور استاد ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا جگن ناتھ آزاد سے اولین رابطہ ۱۹۷۵ء میں ہوا۔اس کے بعد خطوط اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔اس مقالے میں جگن ناتھ آزاد کے گیارہ خطوط شامل ہیں جو انھوں نے مختلف اوقات میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام لکھے۔خطوط کا متن اور آخر میں حواشی و تعلیقات بھی دیے گئے ہیں۔	قاسم محمد احمد جگن ناتھ آزاد رفیع الدین ہاشمی مکاتیب
محمد اطہر مسعود	''مفرح القلوب'' (ٹیپو سلطان کی افواج کے لیے فارسی اور دکھنی زبانوں میں تالیف شدہ مجموعہ غزلیات	۱۳۲ تا ۱۵۴	ٹیپو سلطان جنگی مہمات کے ساتھ کتب بینی کا بھی شوق رکھتا تھا۔ اس کے ذاتی کتب خانے میں ۱۰۵۴ کتب کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ایک کتاب ''مفرح القلوب'' بھی ہے۔ یہ کتاب ۱۷۸۵ء میں ٹیپو سلطان نے اپنی نگرانی میں حسن علی عزت سے لکھوائی تھی۔ اس کا موضوع فنِ موسیقی ہے اس مقالے میں مصنف نے اس کتاب کے مختلف نسخوں اور اس کے مندرجات کی تفصیلات بیان کی ہیں۔	محمد اطہر مسعود مفرح القلوب ٹیپو سلطان غزل گوشوارہ
نجیبہ عارف	مابعد جدید دور میں تصوف کا احیا اور ممتاز مفتی کے افسانے	۴۹ تا ۸۵	اس مقالے میں مشرق و مغرب میں اکیسویں صدی میں تصوف کے حوالے سے نئے رجحانات اور ردِ عمل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحریک احیائے تصوف کے دو طرح کے ردِ عمل سامنے آئے ہیں ایک مثبت اور دوسرا منفی۔تصوف کی تحریکوں کے اثرات کا جائزہ لینے کے بعد ممتاز مفتی کے افسانوں میں صوفیانہ طرز فکر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	نجیب عارف ممتاز مفتی تصوف مابعد جدیدیت صوفی ازم

وجیہہ الحسن صدیقی (مبصر)	نقد و جستجو	۱۹۵ تا ۱۹۶	وجیہہ الحسن صدیقی نے شہاب الدین ثاقب کی کتاب ''نقد و جستجو'' کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب میں اٹھارہ مضامین شامل ہیں جو مختلف سیمیناروں اور کانفرنسوں کے لیے لکھے گئے اور ان میں سے کچھ رسائل اور مجموعوں میں شامل بھی ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کے چند مضامین اپنی ابتدائی حالت میں ہیں جبکہ کچھ ترامیم و اضافوں کے ساتھ شائع کیے گئے ہیں۔	وجیہہ الحسن صدیقی شہاب الدین ثاقب نقد و جستجو

تحقیق: جلد۲۰:۱ (خصوصی نمبر)(۲۰۱۲ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو، فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	خطوط نثار احمد فاروقی بنام لطیف الزمان خان	۱۶۴ تا ۲۸۷	یہ مضمون برصغیر کے دو ادیبوں نثار احمد فاروقی اور لطیف الدین زمان کے مابین تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ ایک کا تعلق بھارت اور دوسرے کا پاکستان سے ہے۔ دونوں افراد کے درمیان ۱۴ سال تک خطوط کے ذریعے رابطہ رہا۔لطیف الزمان انگریزی پڑھاتے تھے لیکن اُن کا رجحان اردو ادب کی طرف تھا۔ انھوں نے مختلف تنظیموں کو کتابیں عطیہ کی ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے مابین تنازعہ کے بعد ان کے بھی آپس کے تعلقات میں تناؤ آ گیا۔ یہ خطوط ان دونوں کے درمیان بدلتے ہوئے تعلقات اور رویوں کی عکاسی کرتے ہیں۔اُن کے یہ خطوط غالب کے خطوط کے مجموعے سے تعلق رکھتے ہیں۔	ابرار عبدالسلام۔ نثار احمد فاروقی۔ لطیف الزمان خان۔
اشفاق حسین بخاری	خطوط بنام بشیر محمود اختر	۷۳۹ تا ۷۹۴	اس پرچہ میں مختلف علماء کے خطوط شامل ہیں جو کہ ڈاکٹر بشیر محمود اختر کو لکھے گئے ہیں۔علامہ سلمان ندوی کے خطوط اسلامی جمہوریت کے عناصر جیسا کہ برابر۔ مشاورت اور معاشرتی انصاف کو نمایاں کرتے ہیں۔عبدالملک ساجد کے خطوط اچھے ادب اور اس کی اہمیت کے اوصاف کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان کے خط صحافت اور ادبی تحریروں کا فرق بھی واضح کرتے ہیں۔ انھوں نے اقبال کی شاعری اور ان کے اچھے انسانوں اور ان کے متعلق نظریات کا بھی ذکر کیا ہے۔	اشفاق حسین۔ بشیر محمود اختر۔
انیس شاہ جیلانی	مکتوبات مالک رام بنام حیرت شملوی	۴۱۵ تا ۴۲۵	یہ مقالہ مالک رام کے خطوط کا مجموعہ ہے۔انھوں نے یہ خطوط حیرت کو تب لکھے جب وہ مصر اور عراق میں تھے۔ یہ خطوط ۱۹۵۰ء میں برصغیر کے سیاسی حالات اور انتشار کی بحث پر مشتمل ہیں۔اردو ادب سے منسلک مختلف شخصیات پر تنقیدی جائزے کو ان خطوط میں پیش کیا گیا ہے۔	انیس شاہ جیلانی۔ مالک رام۔حیرت شملوی۔

تزئین گل	رشید احمد صدیقی کے خطوط میں طنز و مزاح کے عناصر	۶۷۰ تا ۶۹۲	رشید احمد صدیقی کے خطوط میں تنقید و مزاح کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ان کی تحریریں قافیہ کی تسلسل میں موجودگی کی وجہ سے کافی پُراثر ہیں۔	تزئین گل۔ رشید احمد صدیقی۔
خالد محمود خٹک	محمد حسین عنقا۔ ایک مسئلہ اور تین خطوط	۶۴۳ تا ۶۴۴	''بلوچ قوم کی قدیم تاریخ''۔ ایک انتہائی اہم کتاب از محمد حسین عنقا ۲۳ برس کی محنت شاقہ کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس وقت وہ اس کتاب کو اپنے حوالہ جات نہ ہونے کی وجہ سے شائع نہ کروا سکے۔ اس کے لیے انھوں نے زبانی کلامی کئی لوگوں سے بات بھی کی۔ میر سٹھا خان اور ملک محمد پناہ بلوچستان کی مشہور ادبی شخصیات تھیں جو اس کتاب کی اشاعت کو اپنے حوالے سے ممکن بنا سکتی تھیں۔ سو اس وجہ سے یہ خطوط ان کو لکھے گئے لیکن یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔	خالد محمود خٹک۔ محمد حسین عنقا۔
خالد ندیم	ڈاکٹر ابن فرید۔ اور مشفق خواجہ کے مابین خطوط نویسی	۴۹۶ تا ۵۴۴	مشفق خواجہ (۲۰۰۵ء۔ ۱۹۳۵ء) ایک نقاد، محقق۔ شاعر اور ادبی صحافی تھے۔ انھوں نے ایک اسسٹنٹ اور صلاح کار کے طور پر بابائے اردو کے ساتھ کام کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ ''قومی زبان'' اور سہ ماہی ''اردو'' کے مدیر بھی رہے۔ ان کے خطوط بنام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ مختار حق اور ڈاکٹر طیب منیر۔ کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ صدہا خطوط ایسے ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر ابن فرید (۲۰۰۳ء۔ ۱۹۲۵ء) ماہر نفسیات۔ علم الانسان۔ کہانی نویس۔ نقاد۔ ماہر عمرانیات ادیب تھے۔ آپ ''نئی نسلیں''۔ ''دانش''۔ ''معیار'' اور جرنل کے مدیر بھی تھے۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ریٹائرمنٹ تک لیکچرار کے طور پر کام کیا۔ ۱۹۸۴ء میں وہ ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر بھی رہے۔ یہ کتاب ۵۵ خطوط کے مجموعے پر مشتمل ہے جس میں ۳۹ ابن فرید اور ۱۶ مشفق خواجہ کی جانب سے لکھے گئے ہیں۔ ان خطوط کا دورانیہ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۹۴ء تھا۔ ابن فرید کے پہلے ۱۸ خطوط کا کوئی جوابی ریکارڈ موصول نہیں ہوا۔ ان دو مشہور ادیبوں کے خطوط ان کے گہرے انداز فکر۔ احساس۔ ذہنی رو۔ خیال۔ نظریات علم اور ان کی شخصیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے کے بعد ہم بہت سے مقالوں اور کتابوں کا پس منظر جان سکتے ہیں۔	خالد ندیم۔ ابن فرید۔ مشفق خواجہ۔

خاورلوازش	پریم چند کے خطوط کے کچھ پہلو۔ ان کے خطوط کی روشنی میں	۷۵۵ تا ۷۶۰	خط نویسی اردو ادب کا ایک باقاعدہ حصہ بن چکا ہے۔ یہ ادیب کی شخصیت۔ ذاتی زندگی۔ سوانح حیات کے پہلو۔ المیہ۔ فنکارانہ اور فکری پہلو اور تخلیقانہ سوچ کی عکاسی کرتے ہیں۔ پریم چند کے خطوط اپنے زمانے کی معاشرتی۔ سیاسی اور اخلاقی حالات اور رویوں کی عکاسی کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں اردو اور ہندی سے متعلقہ ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔ اس مضمون میں پریم چند کے خطوط میں ادب کے متعلق پیش کیے جانے والی اقسام کی زندگی۔ ادب اور تجاویز کے ساتھ ساتھ پریم چند کے ادبی فلسفہ کے پس منظر کو بھی حوالہ جات کے ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ہندی میں لکھے جانے والے باقی خطوط کا بھی اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیے تاکہ ان کی زندگی کے تخلیقی پہلو اور کام کے متعلق مخفی حصوں کو منظر عام پر لایا جا سکے۔	خاورلوازش۔ پریم چند۔
دردانہ جاوید	ڈاکٹر گیان چند کے پروفیسر ظہور الدین کے نام خطوط	۳۰۶ تا ۳۴۴	ڈاکٹر گیان چند اُردو ادب کی شان ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور الدین گیان چند کے پسندیدہ شاگرد ہیں جو کہ اردو میں ۲۲ کتابوں۔ سو تحقیقی مقالوں اور انگریزی کے ۲۵ مضامین کے مصنف ہیں۔ یہ خطوط تحقیق کا ذریعہ ہیں۔ خطوط کا یہ مجموعہ اُن کی ذاتی زندگی کے بارے میں معلومات کا بہت اہم ذریعہ ہے جو کہ اردو زبان کے ایک محقق ہیں اس مضمون میں گیان چند کے اکیس خطوط شامل ہیں۔	دردانہ جاوید۔ ظہور الدین۔
ذوالفقار علی	نقشبندی روحانی رہنماؤں (سکالرز۔ مشائخ) کی خطوط نویسی	۶۲ تا ۹۳	یہ مقالہ نقشبندی مشائخ (روحانی رہنما) دلبستان سندھ کی خطوط نویسی کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ مشائخ خطوط کے ذریعے برصغیر پاک و ہند کے مختلف خطوں میں رہنے والے اپنے مریدوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ تاریخ میں خطوط نویسی کا آغاز حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سے ہوا اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو جو خطوط لکھے اس میں قرآن کا حوالہ دیا۔ وہ بھی تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔	ذوالفقار علی۔ نقشبندی مشائخ۔ خطوط نویسی۔

روبینہ شہناز	فیض کا فن خطانویسی	۶۹۳ تا ۷۰۰	یہ فیض کے خطانویسی کے فن سے متعلق ایک مضمون ہے۔ان کی تحریروں کا موازنہ عبدالکلام آزاد کی تحریروں سے کیا جاتا ہے۔ دونوں نے زمانہ قید کے دوران خط لکھے۔فیض کے خطوط میں ان کی ماں کی صحت اور بچوں کی تعلیم پر فکری انداز ظاہر ہوتا ہے۔انھوں نے اپنے دوستوں کو بھی خطوط لکھے جس میں ان کے باغبانی سے متعلق دلچسپی ذاتی دلچسپیوں۔پرانی یادیں اور بہت سے موضوعات جس میں ان کی جدوجہد زندگی بھی شامل ہے۔کا ذکر کیا گیا ہے۔اُنہوں نے اپنے خطوط میں ذاتی اور جذباتی زندگی کا بہت ذکر کیا ہے۔انھوں نے تب بھی خطوط لکھے ہیں جب وہ علاج کی غرض سے بیروت میں مقیم تھے۔	روبینہ شہناز۔فیض۔فن خطوط نویسی۔
روؤف احمد	مولانا احسن ماہروی اور ضیاء الدین احمد برنی کے مابین خطوط نویسی	۱۳۹ تا ۱۶۳	یہ مضمون انہی نامور افراد کے لکھے گئے ۳۰۰ خطوط پر مشتمل ہے جو کہ ضیاء الدین برنی کو لکھے گئے۔اس مضمون میں کچھ خطوط مہر القادری کے بھی موضوع زیر بحث رہے۔یہ خطوط اپنے مواد، سادہ زبان اور معروفیت کی بناء پر اردو ادب کا اہم حصہ ہیں۔اس اخبار میں احسن ماہروی کے برنی کو لکھے گئے چودہ خطوط کا بھی مشاہدہ کیا گیا ہے جو کہ ماہروی اور برنی کے مابین دوستی کے تعلق پر مبنی ہیں۔	رفیق احمد۔مولانا احسن ماہروی۔ضیاء الدین۔احمد برنی۔
روؤف پاریکھ	بابائے اُردو کے خطوط مرزا ظفر الحسن کے نام	۱۳۱ تا ۱۳۵	مولوی عبدالحق جو کہ بابائے اردو کے نام سے جانے جاتے ہیں۔وہ ایک نامور محقق اور سکالر تھے۔انھوں نے بڑی تعداد میں نادر مخطوطوں کو مدون کیا۔انھوں نے اپنی زندگی اردو زبان وادب کی ترویج وترقی کے لیے وقف کردی۔بحیثیت سیکرٹری انجمن ترقی اردو بھی ان کا کردار نا قابل فراموش ہے۔وہ ایک بہت بڑے خطوط نویس بھی تھے اور انھوں نے بڑی تعداد میں خطوط بھی لکھے۔یہاں ان کے چند خطوط شائع کیے جارہے ہیں جو انھوں نے بنام مرزا ظفر الحسن لکھے جو کہ ایک مصنف، براڈ کاسٹر اور سول سرونٹ تھے۔یہ توسیع شدہ دستاویزات۔متعلقہ مسائل اور بنیادی پس منظر کی معلومات پر روشنی ڈالتے ہیں۔غالب لائبریری۔کراچی کا خصوصی شکریہ۔جس نے ہمیں ان خطوط کی اشاعت کی اجازت دی۔	روؤف پاریکھ۔بابائے اُردو۔مرزا ظفر الحسن۔

سلیمان علی	محمد ابراہیم بیگ کے چین سے سفری خطوط	۸۲۵ تا ۸۶۷	خاطر غزنوی (۲۰۰۸ء۔۱۹۲۵ء) بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ان کی ادب اورفن میں بہت سی خدمات ہیں۔ یہ مضمون ان کے غیر شائع خطوط کا مجموعہ ہے جو انھوں نے چین سے اپنے دوستوں کو لکھے۔ یہ خطوط چین کے لوگوں کے طرز رہن سہن اور ثقافت کی ہلکی سی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ تمام خطوط کسی نہ کسی شخصیت کے ترجمان ہیں۔	سلیمان علی۔ سفری خطوط۔ خاطر غزنوی۔
سید حسن عباس	ابو محمد سحر کے خطوط بنام پروفیسر حنیف نقوی	۲۲۸ تا ۲۴۲	یہ مقالہ محمد سحر (بھوپال) کے خطوط بنام پروفیسر حنیف نقوی پر مشتمل ہیں جس میں مختلف مقامات کی لائبریریوں کی شائع شدہ کتب کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔	سید حسن عباس۔ ابو محمد سحر۔ حنیف نقوی۔
سید طارق حسین رضوی	اُردو خطوط نویسی میں ماہنامہ ''سب رس'' کا کردار	۹۴ تا ۱۰۸	اردو ادب کی ترویج و اشاعت میں رسالوں کے کردار سے انکار ممکن نہیں۔ ان رسالوں نے اردو نثر اور شاعری کے ساتھ ساتھ خطوط بھی شائع کیے۔ یہ مقالہ اردو رسالہ ''سب رس'' جو کراچی سے شائع ہوا۔کا احاطہ کرتا ہے۔نامور تحقیقی سکالر محی الدین قادری نے ''سب رس'' ادارہ ادبیات حیدرآباد دکن سے شائع کیا۔خواجہ حمید الدین ''سب رس'' کے اداریہ کے ممبر تھے۔وہ ۱۹۶۹ء سے کراچی میں منتقل ہو گئے۔اُنہوں نے کراچی میں ''ایوان اُردو'' بنایا۔اُنہوں نے ۱۹۷۷ء میں کراچی سے ''سب رس'' کی اشاعت شروع کی جو ۲۰۰۲ء تک جاری رہی۔ ان ۲۵ سالوں کے دوران اس رسالے نے برصغیر کے بہت سے نامور سکالرز کے خطوط شائع کیے۔	سید طارق رضوی۔ سب رس۔ ایوان اردو۔
شاہد انجم	حیرت کے جلیل قدوائی کے نام خطوط	۴۲۶ تا ۴۶۸	یہ مقالہ حیرت شملوی کے ۲۲۔۱۹۴۹ء کے درمیان لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے۔ یہ خطوط عصری شاعروں اور ان کے اردو ادب میں کردار کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ہیں۔ یہ خطوط مختلف اسکالرز کی تخلیقات میں دلچسپی اور ان کے تحقیقی جرنلز پر مشتمل ہیں جو کہ مختلف جگہوں سے شائع ہوئے۔	شاہد انجم۔ حیرت شملوی۔

عارف نوشاہی	حسام الدین راشدی کے خطوط بنام احمد حسین قادری	۱۰۹ تا ۱۳۰	اس مقالے میں پیر حسام الدین راشدی کے ۳۴ خطوط بنام پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قادری، شامل ہیں۔ فارسی ادب اور تاریخ سندھ میں پیر صاحب کی تحقیقی خدمات کو تسلیم کیا گیا ہے۔	عارف نوشاہی۔ حسام الدین راشدی۔ احمد حسین قادری۔
عبدالکریم	جگن ناتھ آزاد کے ڈاکٹر صابر آفاقی کے نام خطوط	۲۸۸ تا ۳۰۵	یہ جگن ناتھ آزاد کے خطوط کا مجموعہ ہے۔ یہ خطوط آفاقی کے ذاتی خطوط کے مجموعے سے لیے گئے ہیں۔ یہ خطوط دو دہائیوں پر مشتمل ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال پر گیارہ کتابیں لکھیں ہیں۔ یہ کتابیں بھارت میں شائع ہوئی ہیں۔	عبدالکریم۔ جگن ناتھ آزاد۔ صابر آفاقی۔
عطش درانی	تحقیق میں خطوط کی اہمیت	۱ تا ۵	اس مضمون میں اردو ادب میں خطوط نویسی کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ خطوط نویسی روابط کا بہت پرانا ذریعہ ہیں۔ تحقیق میں خطوط کی اہمیت کے حوالے سے کئی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ خط کی پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ اصل ہو۔ اسے مصنف نے خود تحریر کیا ہو۔ قاری خط پڑھنے سے مصنف کی شخصیت کا اندازہ لگا سکے۔ ایسے خطوط تحقیق میں اپنے متن اور سیاق و سباق کے حوالے سے بہت فائدہ مند ہوتے ہیں۔	عطش درانی۔ خطوط نویسی۔
فائزہ حنیف	بابائے اُردو کے خطوط: ایوب قادری کے نام	۱۳۶ تا ۱۳۸	مولوی عبدالحق ایک محقق۔ لغت نویس اور انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری تھے۔ انھوں نے ایوب قادری (۱۹۸۳ء۔ ۱۹۲۶ء) جو کہ ایک محقق اور استاد تھے۔ ان کے نام چند خطوط لکھے۔ ان خطوط میں انھوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ ان چند نایاب کتابوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جو ایوب قادری کی ملکیت ہیں اور ایوب قادری نے اپنے خطوط میں ان کا ذکر کیا ہے۔	فائزہ حنیف۔ بابائے اُردو۔ ایوب قادری۔

قرۃ العین طاہرہ	حفیظ ہوشیار پوری کے منفرد خطوط	۷۹۵ تا ۸۲۵	حفیظ ہوشیار پوری اردو غزل میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ تاریخی تحریروں میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ان کے تحقیقی مضامین ان کے بہترین فکری رویوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے ذاتی دوستوں کو لکھے گئے خطوط ان کے گہرے مطالعہ کلاسیکی ادب میں دلچسپی اور بہترین یادداشت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان خطوط کا کسی بھی بہترین علمی تحقیقی مقالہ سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک خط جو شیخ صلاح الدین کو لکھا گیا ہے اس کے موضوعات ادبی موضوعات کا عظیم خزانہ ہیں۔ اس خط میں اُس زمانے کے ادیبوں کا ان کے ادبی مقام کے حوالے سے تفصیل موجود ہے۔ یہ خط صفوی زمانے کے مختلف وقتوں میں لکھا گیا تھا اور یہ میر عماد کے فن خطاطی پر عبور۔ ان کی زندگی اور ان کی حادثاتی موت کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ حفیظ نے دوستی کے فلسفہ۔ عورت کے مقام اور تعلیم کا اظہار کیا ہے اور عورت کی پرائمری سطح کی تعلیم پر بہت زور دیا ہے کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ابتدائی تعلیم میں کسی غلطی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ خط فلسفہ کے کمزور پہلوؤں کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ ایک کامیاب تاریخ دان کی حیثیت سے۔ ناصر کاظمی کی شادی کی تاریخ بھی اس خط کا حصہ ہے۔	قرۃ العین طاہرہ۔ حفیظ ہوشیار پوری۔ شیخ صلاح الدین۔
محمد سعید	ڈاکٹر سید منیر رحمان کے خطوط بنام ڈاکٹر فرمان فتح پوری	۵۸۸ تا ۶۲۷	یہ مقالہ ان ۴۵ منتخب خطوط پر مشتمل ہے جو ڈاکٹر سید منیر احسان نے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کو لکھے۔ یہ خطوط ۱۹۶۴ء سے ۲۰۰۲ء تک تقریباً ۴ دہائیوں کے ادوار کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے خطوط ڈاکٹر فرمان فتح پوری کو مشورہ اور رہنمائی کی مد میں لکھے گئے ہیں کیونکہ وہ کراچی میں تھے اور ڈاکٹر سید منیر رحمان ملازمت کی وجہ سے ایک سے دوسری جگہ تبادلہ کرتے رہتے تھے۔ یہ خطوط اردو کی بہت سی شائع کردہ کتب کا تنقیدی احاطہ کرتے ہیں۔	محمد سعید۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن۔ فرمان فتح پوری۔

محمد سلیم اختر	ڈاکٹر سید اختر امام کے نئے دریافت شدہ خطوط	۴۶۹ تا ۴۸۷	پٹنہ کے ایک نامور وکیل اور سیاست دان گھرانے کے چشم و چراغ ڈاکٹر سید امام (۱۹۹۳ء۔۱۹۱۰ء) نے علی گڑھ سے ایم اے یونی سے ڈاکٹریٹ کیا اور کلکتہ اور سائیلون کی یونیورسٹیوں میں (۱۹۵۱ء۔۱۹۴۴ء) تک پڑھایا اور بعد میں پاکستان کی فارن سروس میں شمولیت اختیار کی جہاں انھوں نے تقریباً دس سال تک ایک ڈپلومیٹ کے فرائض انجام دیے اور پاکستان کی نمائندگی کی۔۱۹۶۰ء میں جکارتہ میں تعیناتی کے دوران انھوں نے پاکستان کے فارن آفس میں اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔ یونیورسٹی سری لنکا سے اپنی تعلیم کا دوبارہ آغاز کیا۔۱۹۷۸ء میں جب وہ ریٹائر ہو گئے اس کے بعد بھی مختلف یونیورسٹیوں سے اپنی وفات ۱۹۹۳ء تک منسلک رہے۔ اگرچہ وہ عربی زبان بھی جانتے تھے لیکن اس زبان میں ان کا کوئی کام محفوظ نہیں ہے۔ وہ بہت زیادہ نامور نہیں تھے لیکن ان کی بنیادی وجہ شہرت ان کے خطوط ہیں جو کہ ۲۰۰۱ء تک کے مختلف رسالوں۔ اخبارات اور ان لوگوں کے پاس محفوظ ہیں جن کو انھوں نے خطوط لکھے۔ ان کے سوتیلے بھائی ڈاکٹر سید قیصر امام نے ان کو مکتوب اختر امام (ادب نامۂ کراچی) میں منظر عام پر لایا۔ ۵ خطوط ۱۹۵۷ء سے ۱۹۸۷ء کے درمیان کولمبو۔ برسلز۔ کینڈی اور کراچی سے لکھے گئے تھے جو کہ موجودہ مقالے میں شامل ہیں۔ ان کے خطوط اردو ادب میں بہت بڑا خزانہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ معلومات کا وسیع ذخیرہ۔ ان کے گہرے مطالعے۔ تصویری یادداشت۔ قوت مشاہدہ اور فطری صلاحیت کا مظہر ہیں۔	محمد سلیم اختر۔سید اختر امام۔مکتوب اختر امام۔ادب نامہ۔کراچی۔

محمد سلیم اختر	نواب مشتاق احمد کے خطوط۔ بنام لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید	۴۸۸ تا ۴۹۶	مسلم علی گڑھ یونیورسٹی کے ایک طالب علم پاکستان بننے کے دس سال بعد نواب مشتاق احمد گرمانی (۱۹۸۱ء۔۱۹۰۵ء) ایک ممتاز سیاستدان کی طرح اُبھرے۔ انہوں نے سیاست میں مرکزی کردار ادا کیا۔ اپنی ذاتی زندگی میں وہ کتابوں کے دلدادہ تھے۔ ان کی ذاتی لائبریری میں بیش بہا کتب موجود تھیں۔ ان میں سے ایک لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید (۱۹۸۳ء۔۱۹۱۲ء) ڈائریکٹر پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر تھے۔ وہ نہ صرف ایک ماہر طب تھے بلکہ انتہائی منظم انسان بھی تھے۔ اس کے علاوہ انھیں ایک علم کے دلدادہ شخص کے طور پر جانا جاتا ہے جن کا رجحان فنِ جغرافیہ سے لے کر فنِ تعمیر، فلاسفی سے صوفی ازم، فلکیات سے نفسیات، شاعری سے آرٹ، خوش نویسی سے سکوں اور تمغوں تک، تاریخ سے مذہب اور بہت سے مضامین پر ان کا نظریۂ فکر بہت وسیع تھا۔ وہ ان پر مضامین لکھتے اور ان کو شائع کرواتے تھے۔ ان دونوں اصحاب کے خاکے کے علاوہ اس مقالے میں ۹ خطوط شامل ہیں جو گرمانی نے خواجہ رشید کو ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۶ء کے دورانیے میں لکھے۔ کئی وجوہات ایسی ہیں جو بتاتی ہیں کہ ان دونوں کا پہلے آپس میں رابطہ ہوا اور بعد میں خاندانی مراسم میں تبدیل ہوا۔ اس طرح ان کی وفات تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ وہ خطوط جن میں ان کا خصوصی ذکر ہے وہ پاکستان کے ابتدائی دور میں ان دونوں اصحاب کے مابین ایک اچھی رابطہ سازی۔ مخلص تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔	محمد سلیم اختر۔ نواب مشتاق احمد گرمانی۔ خواجہ عبدالرشید۔

محمد سفیان صفی	اقبال کے مہاراجہ کشن پرشاد کے نام خطوط	۷۱۶ تا ۷۳۹	مہاراجہ کشن پرشاد اقبال کے حیدر آباد کے دوستوں میں سے ایک ہیں۔ اقبال اور مہاراجہ پرشاد کے مابین لکھے گئے خطوط کو ڈاکٹر محی الدین قادری نے ۱۹۴۲ء میں پہلی بار شائع کیا جس کا نام "شاد اقبال" تھا۔ مہاراجہ ۸ فروری ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۳ء میں میر محبوب علی خان کی شاہی عدالت دکن میں منسلک ہو گئے۔ ان کی شاندار صلاحیتوں کے اعزاز میں ایس مدار المہام اور سردار اعظم کے خطابات سے نوازا گیا۔ ان کی اقبال کے ساتھ خط و کتابت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ شاد اقبال میں مہاراجہ کے ۵۲ خطوط کے ساتھ ۴۹ خطوط اقبال کے شامل ہیں۔ عبداللہ قریشی نے اقبال کے ۵۰ مزید خطوط اکٹھے کیے جن کو بعد میں شاد اقبال میں شامل کیا گیا۔ مندرجہ بالا مضمون شاد اقبال میں موجود خطوط میں غلطیوں کی نشاندہی کرتا ہے جنھیں اگلی طباعت میں درست کیا جانا چاہیے۔	محمد سفیان صفی۔ اقبال۔ مہاراجہ کشن پرشاد۔
محمد علی اثر	محمد علی اثر کے نام خطوط	۳۶۱ تا ۴۱۴	یہ تحقیقی مقالے مختلف شخصیات کے خطوط کا مجموعہ ہے جو کہ محمد علی اثر کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اُردو ادب میں ان کی تحقیق کا کوئی ثانی نہیں ہے۔	محمد علی اثر۔ مجموعہ خطوط۔
محمد آصف	تحقیق اور تنقید کی روشنی میں منٹو کے خطوط	۷۰۱ تا ۷۱۶	منٹو کے ندیم کو لکھے گئے خطوط کے ساتھ ان کی شخصیت کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ ایک مکمل تخلیقاتی زندگی سے بھرپور۔ جاندار پہلو کے ساتھ ساتھ ان کے سیاست، معاشرت اور ماحول، ان کے مکتوبات کے پس منظر کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ خطوط ان کے فنون لطیفہ اور ادب کے متعلق خیالات، مختلف ادیبوں کے ساتھ ان کے تعلقات، ان کے احمد ندیم کی شخصیت کے متعلق خیالات، ادبی مقالے اور فلم انڈسٹری سے متعلق اشاروں کا بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ یہ خطوط تاریخی ادب اور تنقیدی اشارے بھی فراہم کرتے ہیں جیسا کہ یہ منٹو کی شخصیت۔ اِن کے فنون لطیفہ اور نفسیات کو سمجھنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ یہ خطوط منٹو کو ایک بڑے افسانہ نگار کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اس لیے ان کے خط لکھنے کے فن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس تصنیف میں مندرجہ بالا موضوعات کی تنقیدی اور تجزیاتی تفصیلات شامل ہیں۔	محمد آصف۔ منٹو۔ فنون لطیفہ۔ احمد ندیم۔

مظہر محمود شیرانی	مکتوبات رشید حسن خاں بنام مظہر محمود شیرانی	۳۴۵ تا ۳۶۰	یہ خطوط کا مجموعہ اردو ادب میں مظہر محمود شیرانی کی تحقیق کی تعریف پر مبنی ہے۔ نئی نسل نے تحقیق مظہر محمود شیرانی سے سیکھی۔	مظہر محمود شیرانی۔ رشید حسن خاں۔ تحقیق کی تعریف۔
نثار احمد	خطوط بنام نذیر احمد صدیقی	۵۴۵ تا ۵۸۷	یہ ۲۵ خطوط کا مجموعہ ہے جو لطیف الزماں نے نذیر صدیقی کو لکھے۔ نذیر احمد کی انگریزی کی کتب اردو شاعری اور آپ بیتی پر مشتمل ہیں۔ یہ خطوط مختلف ادیبوں کو ۱۹۷۵ء سے ۲۰۰۶ء کے دورانیے میں لکھے گئے اور ان کی کاوشوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ خطوط کا مجموعہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے تیار کیا اور اس مقالے کا ادیب ڈاکٹر نثار احمد کو قرار دیا۔	نثار احمد۔ نذیر احمد۔ لطیف الزماں۔
نسرین ممتاز شبیر	خط کے معنی۔ ابتداء اور خطوط نویسی کی روایت	۶ تا ۶۱	یہ مضمون اردو ادب میں خطوط نویسی کی ابتداء اور روایت پر تحریر کیا گیا ہے۔ خط نویسی اردو ادب میں اہم عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی تاریخ لمبی اور روایت مضبوط ہے۔ خطوط صرف باہمی میل ملاپ کا ذریعہ نہیں ہیں بلکہ یہ پرمزاح بھی ہوتے ہیں۔ اردو ادب میں بہت بڑے بڑے نامور ادیبوں، شاعروں اور قابل شخصیت کے خطوط سے بھرا پڑا ہے جو منفرد انداز میں خطوط لکھتے تھے۔ یہ خطوط سادہ، پرمزاح اور پرمعنی ہوتے ہیں۔ اردو ادب میں خطوط نویسی کی روایت عربی اور فارسی ادب سے آئی ہے۔ صوفیاء کرام اور مغل بادشاہوں کے خطوط ادب میں بہت اہم ہیں جیسے اورنگزیب عالمگیر کے خطوط اہم ہیں۔	نسرین ممتاز۔ خطوط نویسی۔ خطوط نویسی کی روایت۔ مغل بادشاہوں کے خطوط۔

تحقیق نامہ:۱۱(۲۰۱۲ء)

مدیر: شفیق عجمی، شعبہ اردو، جی سی یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
الز بتھ شاد	قیام پاکستان کے بعد نثری ادب میں پاکستانیت	۱۲۸ تا ۱۳۵	۱۹۴۷ء کے بعد اُردو نثر دھرتی اور ماحول سے محبت میں لکھی گئی جس کی اپنی الگ پہچان ہے۔اُردو نثر کو ملکی ماحول کے مطابق تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔بلاشبہ پاکستانی نثر نگاروں کی تخلیقات قومیت کا پرچار کرتی ہیں۔ چاہے پاکستانی ناول ہو یا افسانہ، دونوں ہی پاکستانی زمین سے محبت اور قومی بقا کے جذبات کا پرچار کرتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں، مصنف قومیت کے نظریے کو، پاکستانی مصنفوں کے کام پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے، زیر بحث لایا۔	قومیت۔پاکستانی ناول۔پاکستانی ناول وافسانہ۔ الزبتھ شاد۔
تحسین فراقی	مستشرقین کا اسلوب سیرت نگاری اور مولانا عبدالماجد دریابادی	۷ تا ۱۷	مستشرقین کئی صدیوں سے اسلام، مشرق اور رسول پاکؐ کے بارے میں لکھتے رہے ہیں۔تاہم مغربی عقلی حلقوں میں اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کو سب سے زیادہ غلط مفہوم کے ساتھ لیا گیا۔پیغمبرؐ کو بڑی بے حیائی کے ساتھ حسد کا نشانہ بنایا گیا اور ان کو مکار اور بہت بڑا منکر دین وغیرہ بنا کر پیش کیا گیا اور قرآن پاک کو پہلے مذاہب جیسے یہودیت اور عیسائیت کی کتب سماوی سے مقروض شدہ کتاب بنا کر پیش کیا گیا۔عبد الماجد دریا بادی نے مستشرقین کی کچھ حیثیت شراکت کا تجزیہ کرتے ہوئے مستشرقیت کی اصل فطرت کی بھی وضاحت کی ہے جو کہ صدیوں پرانے تعصبات، بے یقینیوں، اور غلط فہمیوں سے عبارت ہے جو کہ مغرب کو اسلام اور پیغمبر پاکؐ سے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ مستشرقیت کی ظاہری چمک کے اندر تاریک تصویر ہے جو کہ تاریک اور ڈراؤنے رنگوں سے بنائی گئی ہے۔جس کا مقصد نہ صرف رسول اکرمؐ کی لاثانی شخصیت کو آلودہ کرنا ہے بلکہ مسلم اُمہ کے درمیان رنگ، ذات اور قومیت وغیرہ کے بیج بو کر نا اتفاقی کو ہوا دینا ہے۔ دریا بادی نے مسلمان علماء اسلام کو مستشرقیت کے بڑے بڑے چیلنجز کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونے کی تحریک دی ہے اور کہا ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے متعلق تعصبات اور بے یقینیوں کا مقابلہ کریں۔ دریا بادی کے مطابق یہ علمائے اسلام اور علم مفکروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ تحقیقی کاوشوں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کا صحیح تاثر اُبھاریں جو کہ بلاشبہ سارے بنی نوع انسان کے لیے امتیازی رحمت ہیں۔	مستشرقین۔ سیرت نگاری۔ مولانا عبدالماجد دریابادی۔ تحسین فراقی۔

خالد محمود سنجرانی	ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے ذخیرہ نول کشور میں شعری مجموعے	۳۹ تا ۴۷	نول کشور پریس، جو ۱۸۵۶ء میں قائم کیا گیا، سب سے اہم اشاعتی ادارہ تھا۔ اس ادارے نے اُردو میں میڈیسن سے لے کر ادب، ادیان اور فلسفے کے موضوعات پر مختلف نوع کتب شائع کیں۔ محقق نے ہائیڈل برگ یونیورسٹی جرمنی میں پوسٹ ڈاکٹر کی حیثیت سے نو ماہ گزارے۔ حسن آسو پر اپنی تحقیق کے ساتھ ساتھ، اس نے اپنی تحقیق کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اس میں ان کتابوں کو بھی شامل کر لیا جو فہرست میں نہ تھیں اور ان کو ۴ بنڈلوں میں بند کر کے SAI کی لائبریری میں رکھا گیا تھا۔ اس مضمون میں محققین نے ان کی فہرست تیار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک تعارف بھی پیش کیا ہے جو کہ اُردو شاعری کے مجموعوں پر ایک سرسری جائزہ ہوگا۔ یہ مضمون اُردو سکالرز اور جنوبی ایشیاء کے پرنٹ کلچر کے لیے ایک جنگ کی طرح ہوگا۔	نول کشور۔ شاعری۔ ہائیڈل برگ۔ جرمنی۔ خالد محمود سنجرانی۔
ریحانہ کوثر	محمدی بیگم: بچوں کی ایک گم نام شاعرہ اور ادیبہ	۸۷ تا ۹۵	محمدی بیگم ۲۰ ویں صدی کی پہلی دہائی کی نمایاں ادبی شخصیت تھیں۔ وہ بہت کم عرصہ زندہ رہیں۔ اپنی عملی زندگی کے نو سال گزارنے کے بعد وفات پا گئیں۔ انہوں نے دو درجن سے زائد قابل ذکر کتابیں تصنیف کیں۔ کچھ عورتوں کے خانگی امور پر، ایک سوانح، کچھ ناول اور ایک درجن کے قریب بچوں کی کہانیاں اور نظمیں۔ زیرِ نظر مضمون میں، شاید پہلی دفعہ، محمدی بیگم کی بچوں کی کتابوں کے حوالے سے تفصیلی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔	محمدی بیگم۔ بچوں کی کتابیں۔ بیسویں صدی۔
سفیر حیدر	مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری مرکزی کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ	۷۶ تا ۸۶	مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں کے مرکزی کردار انسانی جزا و سزا اور مصنوعی مثالیت پسندی کا شکار کردار ہیں جیسے سانال اور برکت۔ کچھ کردار خود ساختہ مغلوبیت اور لُغی کے نمونے ہیں۔ ان میں سے کچھ اجتماعی آگہی کے نمائندے ہیں۔ اس مضمون میں، مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں کا اس کے نظریہ انسان کے تناظر میں تجزیہ کیا گیا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ۔ ناول۔ نظریہ انسان۔ سفیر حیدر۔
شائستہ حمید خان	تنقید ادب اور نفسیات	۹۶ تا ۹۹	جدید نفسیات نے ادبی تنقید کو بہت متاثر کیا ہے۔ اس مضمون میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ماہر نفسیات جیسے فرائیڈ، ژونگ، ایڈلر وغیرہ نے جدید ادبی تنقید پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ خاص طور پر خودی، ماورا خودی، سوچ، احساسات، انگیخت وغیرہ کے مضامین۔ درحقیقت، ادبی تنقید کا جدید دبستان نفسیات کا شکر گزار ہے۔	جدید ادبی تنقید۔ ماہر نفسیات۔ فرائیڈ۔ شائستہ حمید خان۔

شاہین اختر	فکاہ کیا ہے؟ ..... ایک تحقیقی وتنقیدی تجزیہ	۱۰۰ تا ۱۰۴	'فکاہ' طنز ومزاح کی ایک اہم قسم ہے۔ یہ لفظ عربی زبان سے نکلا ہے۔ مزاح کے تناظر میں، فکاہ ان سب ادبی اصطلاحات کا احاطہ کرتا ہے جن پر مزاح کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ بجائے خود ایک جامع اصطلاح ہے۔ طنز، بذلہ سنجی اور مزاح کو اسی اصطلاح میں زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ فکاہ کا زیادہ استعمال صحافت میں ہوتا ہے۔ بہت سے عظیم مزاح نگاروں نے فکاہ میں یدطولیٰ حاصل کیا۔ زیرِنظر مقالہ فکاہ کے مختلف زاویوں کو سمجھنے کی ایک سعی ہے اور اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ کس طرح 'فکاہ' طنز ومزاح کے مطالعہ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔	فکاہیہ کالم۔ اردو طنز ومزاح
شفیق عجمی	تدوینِ متن ..... اسلامی تحقیقی تناظر میں	۲۷ تا ۳۲	اس نثر پارے میں محقق / مدیر کی اہمیت اور مشکلات پر بحث کی گئی ہے۔ جو کہ اس کو ایک خاص عبارت پر کام کرتے ہوئے یا تحقیق کرتے ہوئے پیش آتی ہیں۔ عبارت پر تنقید کے کام کی وضاحت کلاسیکی اور جدید ادبی عبارتوں پر تدوین شدہ عبارتوں کی مثالوں سے، اسلام کے تحقیقی طریقے کے تناظر میں کی گئی ہے۔	محقق کی مشکلات۔ اسلام کے تحقیقی طریقے۔ شفیق عجمی۔
فخر الحق نوری	اقبال کا پیغام وحدتِ ملی اور اس کی فکری اساس	۱۸ تا ۲۶	یہ مضمون اقبال کے نظریۂ اتحادِ اُمت مسلم پر زور دیتا ہے۔ اس نظریے کی اساس قرآن و حدیث پر ہے۔ اقبال، اسلام کے بنیادی منبع سے مدد لیتے ہوئے اسلامی دُنیا کی وحدت کی ایک عمدہ اور قابلِ رشک تصویر کشی کرنا چاہتا ہے جو کہ نسل اور جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے۔ فی زمانہ اس پیغام کی تفہیم اتنی ضروری ہو گئی ہے جو پہلے کبھی نہ تھی کیونکہ اسلام مخالف قوتیں مختلف سازشوں کے ذریعے سے مسلمانوں کو تقسیم کرنے میں کوشاں ہیں اور ان کو ہر طرح سے نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ تمام دُنیا کے مسلمانوں کو ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ ان سازشوں کو سمجھیں اور اپنی صفوں میں ہر طرح سے اتحاد پیدا کریں۔ اُن (مسلمانوں) کی فلاح اس پیغام میں مضمر ہے۔ جو کہ اقبال کے نظریے کی روح ہے۔	اقبال۔ اتحادِ مسلم۔ فکرِ اقبال۔ فخر الحق نوری۔

محمد آصف اعوان	میک ٹیگرٹ کا تصورِ زماں اور اقبال ..... تحقیقی جائزہ	۶۱ تا ۶۹	یہ مضمون ''میک ٹیگرٹ کا تصورِ زماں اور اقبال'' ایک استاد اور شاگرد کے خیالات میں فرق پر روشنی ڈالتا ہے۔ میک ٹیگرٹ، جو کہ ایک فلسفی تھا اور کیمبرج انگلستان میں اقبال کا استاد تھا، کا خیال ہے کہ وقت (زماں) غیر حقیقی ہے کیونکہ ہر نئے واقعہ کے تین ابعاد ہوتے ہیں جو کہ ماضی، حال اور مستقبل ہیں۔ اقبال کا ماننا ہے کہ یہ نظریہ یا خیال وقت کے سطحی جائزے کی وجہ سے ہے۔ اندرونی طور پر، ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی وجود نہیں ہے۔ دوسرے، وقت کو ایک خارجی مظہر تصور کرتے ہوئے، مستقبل کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ یہ ہمیشہ ایک امکان (احتمال) ہے۔ جہاں تک ماضی اور حال کا تعلق ہے ہر نیا واقعہ پرانے واقعہ سے ایک مخصوص تعلق پیدا کرتا ہے۔ مثلاً قبل اس کے کہ کوئی واقعہ X کسی واقعہ Y کے لیے ماضی بن جائے یہ اس سے پہلے آنے والے واقعہ کا حال تھا۔ پس ہر واقعہ کسی دوسرے واقعہ کے ساتھ تعلق کی بنا پر وقت کے ایک رُخ کو پیش کرتا ہے۔ اس طرح اقبال وقت کے ابعادِ ثلاثہ پر مبنی اس کے غیر حقیقی ہونے کو مسترد کرتا ہے۔	اقبال۔ میک ٹیگرٹ۔ انگلستان۔ تصورِ زماں۔ محمد آصف اعوان۔
محمود الحسن بزمی	کلام ہاشم شاہ کا منظوم اُردو ترجمہ ..... ایک جائزہ	۱۰۵ تا ۱۱۹	ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ علم، عقل اور تجربات کی منتقلی ہے۔ اُردو ادب میں مقامی اور غیر ملکی زبانوں سے تراجم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اس مضمون میں ہاشم شاہ کی پنجابی شاعری کے تراجم کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مترجم، شفقت تنویر مرزا نے بڑی خوبصورتی سے اور قابلِ تحسین انداز میں ہاشم کے افکار و خیالات کو پنجابی شاعری سے اُردو شاعری میں پیش کیا ہے۔	ہاشم شاہ۔ پنجابی شاعری۔ اردو ترجمہ۔ محمود الحسن بزمی۔
نعیم بزمی	راشد کا تنقیدی شعور (آزاد نظم اور امیجری کے باہمی ارتباط کے حوالے سے)	۴۸ تا ۵۵	ن۔م۔راشد اُردو کی آزاد نظم کے نمایاں شاعر ہیں۔ ان کی آزاد نظمیں امیجری سے بھرپور ہیں۔ وہ اُردو آزاد نظم کے ان چند شعراء میں سے ہیں جو آزاد نظم میں امیجری کے کردار سے واقف ہیں۔ ن۔م۔راشد اس بات کے قائل ہیں کہ آزاد نظم کی ساخت اور امیجری (لفظی تصویریں) باہم مربوط ہیں۔ یہ مضمون آزاد نظم اور امیجری کے ارتباط کے بارے میں ن۔م۔راشد کے خیالات کا ایک تجزیہ ہے۔	ن۔م۔راشد۔ امیجری اور آزاد نظم۔ نعیم بزمی۔

واصف لطیف	فیض احمد فیض کی پنجابی شاعری	۱۲۰ تا ۱۲۷	عمومی طور پر فیض احمد فیض ایک مشہور اُردو شاعر کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی ادبی شخصیت کا ایک دل چسپ پہلو بھی ہے کہ انہوں نے پنجابی شاعری میں بھی معیاری کام کیا ہے۔ان کی سات پنجابی نظمیں ان کی مادری زبان سے محبت کی عکاس ہیں اور مقداری طور پر اس تھوڑے سے مواد میں بھی ان کی اُردو شاعری کی طرح مزاحمتی فکر پائی جاتی ہے۔	فیض۔ پنجابی شاعری۔مزاحمتی فکر۔ واصف لطیف ۔
وحیدالرحمان خان	اُردو طنز ومزاح: مسائل اور امکانات	۷۰ تا ۷۵	اس مضمون میں اُردو مزاح سے متعلقہ مسائل اور امکانات پر بحث کی گئی ہے۔مضمون اُردو میں مزاح کی روایت کے جائزے سے شروع ہوتا ہے۔اس کے بعد مزاح کے جمہوری پہلو کو پیش کیا گیا ہے۔مزاح کسی بھی جابرانہ یا بادشاہت کے نظام میں پسند نہیں کیا جاتا۔مزاح کو عالمی امن اور خوش حالی کے حصول کے لیے ایک آلے کی حیثیت سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔مزید برآں، اُردو ادب کی تنقید نے بھی مزاح کو ایک صنف کی حیثیت سے نہیں پہچانا ہے۔ اس مضمون میں اقتباسات اور حوالہ جات کا بڑی احتیاط سے بندوبست کیا گیا ہے۔	اُردو مزاح۔ اہمیت ۔مسائل۔ وحیدالرحمان خان ۔
ہارون قادر	اُردو ادب میں فیمنزم ..... تحقیقی مطالعہ	۳۳ تا ۳۸	اُردو ادب میں تانیثی پہلو واضح ہے۔اس مضمون میں اُردو کے ابتدائی افسانوی ادب کے لکھاریوں اور پھر چند مشہور شاعروں جیسے فہمیدہ ریاض اور سارا شگفتہ وغیرہ کے حوالوں سے تانیثیت پر بحث کی گئی ہے۔ اس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُردو ادب میں تانیثی ادب کی لہر موجود ہے جس کا اہم پہلو عورت کا مشرقی معاشرے میں مقام ہے۔	فیمنزم ۔اُردو ادب ۔فہمیدہ ریاض۔ ہارون قادر۔
یاسین آفاقی	نظم کی وضع	۵۶ تا ۶۰	آزاد نظم کی شاعری کرتے ہوئے وضع ترتیب بنانے کا ایک اہم طریقہ ہے۔صورت نظم (وضع) میں بصری اور سمعی عناصر شامل ہیں ۔زیرِ نظر مضمون نظم کے نمولوں کو ساخت کہ حوالے سے زیر بحث لائے گا کہ کس طرح بصری عناصر میں ایک نظم کے اندر تبدیلی آتی ہے۔	آزاد نظم ۔بصری و سمعی عناصر۔ یاسین آفاقی۔

تحقیق نامہ: ۱۲(۲۰۱۳ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

مصنف	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اسرِ مصطفیٰ	سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری	۱۹۲ تا ۲۰۳	سلطانہ مہر عہدِ حاضر کی اہم تذکرہ نگار ہیں۔اس مقالے میں ان کے آٹھ تذکروں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ان تذکروں میں سلطانہ مہر نے مجموعی طور پر ۲۲۷ شعراء اور شاعرات کا احوال درج کیا ہے۔ان تذکروں کے سبب معاصر ادبی تاریخ یک جا ہو گئی ہے۔مقالہ نگار نے ان تذکروں کا نہ صرف تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے بلکہ تذکرہ نگاری کی اپنے فن سے لگن، مسلسل محنت اور عملی محبت کی نشان دہی بھی کی ہے۔	اردو تذکرہ نگاری۔ سلطانہ مہر۔ اسرِ مصطفیٰ۔
اشفاق احمد ورک	غالب کی دشنام طرازی	۶۵ تا ۷۳	اس مقالے میں مرزا غالب کی تحریروں سے ان حوالوں کو یک جا کیا گیا ہے کہ جن میں غالب نے سخت الفاظ میں ان عناصر یا افراد کے خلاف ردِ عمل ظاہر کیا جو ان کی حوصلہ شکنی، استحصال یا انھیں نظر انداز کرتے تھے۔غالب نے اپنے مخالفین کے خلاف نڈر ہو کر آواز اٹھائی اور بعض حالات میں نوبت دشنام طرازی تک بھی جا پہنچی۔غالب کے مخالفین میں خواہ اس کا محبوب شامل ہو یا بادشاہِ وقت، معاشرہ ہو یا ادبی دوست، وہ کسی سے دبنے والے نہیں تھے۔	مرزا غالب۔ مخالفین۔ردِ عمل۔ دشنام طرازی۔ اشفاق احمد ورک۔
الماس خانم	علم لسانیات: جائزہ کتب (اردو)	۲۰۴ تا ۲۱۶	لسانیات کو جب سے سائنسی نقطۂ نظر کے تحت پرکھا جانے لگا ہے، تب سے اس کے فروغ میں نہ صرف تیزی آئی ہے بلکہ ماہرین لسانیات و محققین نئے نئے مباحث منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔اس مقالے میں اردو لسانیات کے حوالے سے ڈاکٹر محی الدین قادری زور، خلیل صدیقی، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ابو اللیث صدیقی، صوفی تبسم، ڈاکٹر اقتدار حسین، سید قدرت نقوی، سہیل بخاری، حامد علی سید، وارث سرہندی، شان الحق حقی، گیان چند جین اور گوپی چند نارنگ کے لسانی تصورات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو ماہرین۔ لسانیات۔ ناقدین۔محققین۔ لسانی تصورات۔ الماس خانم۔

انجم طاہرہ	جی سی یونیورسٹی، شعبہ فارسی کی لائبریری میں موجود ایک نادر کتاب	۱۰۳ تا ۱۰۷	یہ مقالہ جی سی یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ فارسی کے کتب خانے میں موجود ایک اہم کتاب کی نہ صرف نشان دہی کرتا ہے بلکہ بنیادی ماخذات کی روشنی میں اس تصنیف کی کتب خانے تک رسائی کا احوال بھی بیان کرتا ہے۔اس کتاب کا عنوان ''کتاب پیدائش خط وخطاطان'' ہے۔مصنف کا نام عبدالمجید ایرانی ہے۔یہ کتاب علامہ اقبال کو مصنف نے اس وقت پیش کی تھی جب وہ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت سے واپسی پر قاہرہ میں قیام پذیر ہوئے۔اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ اس پر علامہ اقبال نے اپنے ہاتھ سے تقدیمی کلمات لکھے۔	علامہ اقبال۔ کتاب پیدائش خط وخطاطان۔ عبدالمجید ایرانی۔ تقدیمی کلمات۔ انجم طاہرہ۔
پرتو روہیلہ	غالب کا ایک نو دریافت فارسی خط	۷ تا ۱۰	مرزا غالب کے مکاتیب کی دریافت کا سلسلہ ہنوز ابھی جاری ہے جس کا بین ثبوت یہ مقالہ ہے۔اس مقالے میں مرزا غالب کے ایک غیر مطبوعہ فارسی مکتوب کی دریافت ہے۔غالب کے یہ مکتوب الیہ شیخ امیر اللہ سرور ہیں۔مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق یہ مکتوب ۳ اگست ۱۸۴۳ء کو تحریر کیا گیا تھا۔مقالہ نگار نے اس مکتوب کا اردو میں ترجمہ کر کے پیش کیا ہے اور وضاحت طلب مقامات پر مفصل حواشی تحریر کیے ہیں۔	مرزا غالب۔فارسی مکتوب۔شیخ امیر اللہ سرور۔ پرتو روہیلہ۔
ثمینہ افتخار	فسانۂ عجائب مرتبہ رشید حسن خان۔ایک جائزہ	۱۰۸ تا ۱۱۲	رشید حسن خاں نہایت ممتاز مدون، نقاد اور محقق ہیں۔مقالہ نگار نے رشید حسن خاں کی مرتبہ ''فسانۂ عجائب'' کے اساسی نسخوں پر بحث کی ہے۔رشید حسن خاں نے یہ داستان مرتب کرتے ہوئے جن پانچ اساسی نسخوں کو بنیاد بنایا، ان میں نول کشور کا یہ نسخہ شامل نہیں کہ جس کی حقوق اشاعت مصنف نے اپنی زندگی میں مطبع نول کشور کو ہبہ کر دیے تھے۔مقالہ نگار نے نہ صرف ان اساسی نسخوں کی وجہ ٔ انتخاب پر روشنی ڈالی ہے بلکہ اس داستان کی روشنی میں رشید حسن خاں کی تدوین اور اصول تدوین کو بھی اجاگر کیا ہے۔	رشید حسن خاں۔ فسانۂ عجائب۔ تدوین۔اساسی نسخے۔ ثمینہ افتخار۔

جاوید یونس	کلیاتِ نثر حالی۔ایک تحقیقی مطالعہ	۱۷۹ تا ۱۸۶	کلیاتِ نثر حالی کے اب تک دو ایڈیشن مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔دوسری اشاعت میں مولانا حالی کی بارہ تقاریر اور مختلف کتب، رسائل و جرائد پر ان کے تبصرے شامل کیے گئے جو پہلی اشاعت میں شامل نہ ہو سکے تھے۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں ان دونوں اشاعتوں میں موجود ان اغلاط کی نشان دہی کی ہے جو سنگین نوعیت کی ہیں۔سنین اور ماخذات کی ترتیب میں بے تحاشا اغلاط موجود ہیں۔اولیں ایڈیشن میں جو اغلاط موجود تھیں وہ دوسرے ایڈیشن میں بھی جوں کی توں رہنے دی گئی ہیں۔امید ہے کہ اس مقالے کی اشاعت سے اس اہم کتاب میں موجود اغلاط کی اصلاح ہو سکے گی اور آئندہ اشاعت میں انھیں درست کر دیا جائے گا۔	مولانا حالی۔ کلیاتِ نثر حالی۔ مجلس ترقی ادب۔ لاہور۔اغلاط۔ جاوید یونس۔
رضیہ مجید	مولانا عبیداللہ سندھی۔ایک مطالعہ	۱۴۰ تا ۱۴۸	مولانا عبیداللہ سندھی کے اسلامی افکار کا ارتقاء اس مقالے کا بنیادی موضوع ہے۔مولانا نے اسلام کو عقلیت کی بنیاد پر آگے بڑھایا جو ان کے عہد کا ایک مطالبہ بھی تھا۔آپ مارکس کے انقلابی نظریات بالخصوص معاشی نظریات سے متاثر ہوئے۔	مولانا عبیداللہ سندھی۔اسلام۔ مارکس۔ صفیہ مجید۔
ریاض قدیر	فیض کی شاعرانہ امیجری	۲۵ تا ۳۸	شاعری میں بنیادی طور پر الفاظ کی مدد سے مناظر کی بت کاری کی جاتی ہے جو تخیلہ سے سرانجام پاتی ہے۔فیض کی جمالیاتی اور فنی اپج نے اردو شاعری کو مناظر کی تخلیق سے ہم کنار کیا۔فیض کے ہاں مناظر کا یہ جمالیاتی پہلو دو راستوں سے چل کر سامنے آیا۔ایک نسوانی حسن اور دوسرا قدرتی مناظر سے وابستہ باطنی احوال۔	فیض۔منظر نگاری۔نسوانی حسن۔مناظر قدرت۔ ریاض قدیر۔
سفیر حیدر	عبداللہ حسین کا تصورِ انسان	۱۴۹ تا ۱۶۰	اس مقالے میں عبداللہ حسین کے ناول 'اداس نسلیں' کے تناظر میں مصنف کے تصورِ انسان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔وہ انسانوں میں رہی سہی انسانیت کو پر امن اور لالچ سے پاک معاشرے کے کینوس پر تصویر کرنا چاہتے تھے۔	عبداللہ حسین۔ اداس نسلیں۔ تصورِ انسان۔ سفیر حیدر۔

شاہدلواز	اردو ڈرامے کا المیہ	۱۷۱ تا ۱۷۸	اس مقالے میں اردو ڈرامے کے اس المیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اب تک ناقدین نے اردو ڈرامے کو یونانی فلسفے کی روشنی میں پرکھا ہے اور جامعات میں اہم اردو ڈراموں کا تجزیاتی مطالعہ یونان کے تناظر میں کیا جاتا ہے۔مقالہ نگار کے خیال میں اردو ڈرامے کو اپنی مقامی روایت کے تناظر میں پرکھنے کی ضرورت ہے۔اردو ڈرامے کے پس منظر میں ہندی ناٹک، رہس اور لوٹنکی کی مضبوط روایت موجود ہے کہ جسے اردو ڈرامے کے ارتقائی مدارج کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔	اردو ڈرامہ۔ہندی ناٹک۔رہس۔ لوٹنکی۔ شاہدلواز۔
شائستہ حمید خان	منٹو کی جنس نگاری	۹۸ تا ۱۰۲	یہ مقالہ نفسیاتی نظریات کی مدد سے ان وجوہات کو تلاش کرنے کی کاوش ہے کہ جن کے سبب جنس کا موضوع منٹو کو مرغوب تھا۔منٹو نے غیر جانبداری کے ساتھ انسان کی باطنی زندگی کا سراغ لگایا۔شفاف دکھائی دینے والے کرداروں میں قبیح صورتوں کو منٹو نے اجاگر کیا۔	سعادت حسن منٹو۔ جنس نگاری۔ شائستہ حمید خان۔
شفیق عجمی	اقبال کا تصورِ روحانی جمہوریت اور اس کے ناقدین	۳۹ تا ۴۵	علامہ اقبال نے 'روحانی جمہوریت' کی اصطلاح اپنے چھٹے لیکچر میں برتی۔اس اصطلاح پر جنوری ۲۰۱۳ء کو اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں کئی دانشوروں نے تنقید کی۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں ان ناقدین کی آراء اور ان کا جواب تحریر کیا ہے۔	علامہ اقبال۔ روحانی جمہوریت۔ ناقدین۔ شفیق عجمی۔
صائمہ ارم	مقالہ نگاری۔بنیادی مباحث	۷۴ تا ۸۱	مقالہ نگاری کا فن کئی تقاضوں کا حامل ہے۔نصابی سطح پر لکھے جانے والے تحقیقی مقالہ جات کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے جن اصول وضوابط اور تحقیقی مزاج کی ضرورت ہے، ان کا تذکرہ اس مقالے میں کیا گیا ہے۔	مقالہ نگاری۔ نصاب۔تحقیق۔ صائمہ ارم۔
عظمت رباب	اردو تدوین کی روایت میں دبستانِ کراچی کا کردار	۱۱۳ تا ۱۳۰	اردو تدوینِ متن کی روایت میں دبستانِ کراچی اہمیت کا حامل ہے۔وہاں کے علمی و ادبی اداروں بالخصوص انجمن ترقی ادب نے وہاں کے کتب خانۂ خاص میں موجود متون کی تدوین میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں، انفرادی سطح پر بھی کئی اہم مدونین کا تعلق کراچی سے ہے جن میں جمیل جالبی قابلِ ذکر ہیں۔اس مقالے میں کراچی کے اداروں اور افراد کی تدوینی کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	کراچی۔ تدوینِ متن۔علمی ادارے۔افراد۔ عظمت رباب۔

فاروق احمد	آب حیات کا منفرد اسلوب	۴۶ تا ۵۱	مولانا محمد حسین آزاد بے مثل نثر نگار تھے۔ان کی کتاب 'آب حیات' اگرچہ تذکرہ ہے لیکن اس کی بے پناہ مقبولیت اور اثر پذیری کا سبب اس کا اسلوب ہے۔مقالہ نگار نے مولانا محمد حسین آزاد کی دیگر تصانیف کی روشنی میں 'آب حیات' کے اسلوب پر بحث کی ہے۔	محمد حسین آزاد۔ آب حیات۔ اسلوب۔ فاروق احمد۔
فریحہ نگہت	ممتاز مفتی کا افسانہ اور مابعدالطبعیات۔تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۱۳۱ تا ۱۳۹	ممتاز مفتی اردو افسانے میں فرائیڈ، ژونگ اور ہولاک ایلس کے نفسیاتی نظریات سے متاثر نظر آتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ صوفیانہ رجحانات اور رومانوی تصورات کے بھی امین ہیں ، ان کے افسانوں میں یونانی اور ہندی دیومالا کی جھلک بھی موجود ہے۔ان تمام عناصر کی یک جائی نے ان کے افسانوں میں مابعدالطبعیاتی فضا کو متشکل کیا ہے۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں اس پس منظر کی روشنی میں ممتاز مفتی کی افسانہ نگاری میں مابعد الطبعیاتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔	ممتاز مفتی۔اردو افسانہ۔نفسیات۔ مابعدالطبعیات۔ فریحہ نگہت۔
محمد عاصم شہزاد	ہملٹ کے اردو تراجم۔تعارفی جائزہ	۱۹۲ تا ۱۹۵	شیکسپیر کے بے مثل ڈرامے ہملٹ ' کو مختلف زمانوں میں اردو زبان میں ترجمہ کر کے پیش کیا جاتا رہا۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے ہملٹ ' کے مختلف اردو تراجم کی نہ صرف نشان دہی کی ہے بلکہ ان کا تعارفی تعارف بھی پیش کیا ہے۔مقالہ نگار کی تحقیق کی رو سے اس ڈرامے کے کچھ حصے سب سے پہلے گل کرسٹ نے اردو میں ترجمہ کیے تھے کہ جن کی کبھی نشان دہی نہیں کی گئی۔ اس مقالے میں گل کرسٹ، احسان اللہ چڑیا کوٹی، فراق گورکھپوری، مولوی عنایت اللہ دہلوی اور احسن لکھنوی کے تراجم کو موضوع بنایا گیا ہے۔	اردو ترجمہ۔ شیکسپیر۔ہملٹ۔ اردو مترجمین۔ محمد عاصم شہزاد۔
محمد عباس	جوش کی نرگسیت اور خود پسندی۔ نفسیات کے تناظر میں	۱۶۱ تا ۱۷۰	اس مضمون میں جوش ملیح آبادی کی شاعری میں انانیت، خود پسندی اور اکھڑ مزاجی کے عناصر کو تلاش کر کے ان کا نفسیاتی محاکمہ پیش کیا گیا ہے۔یہ مقالہ نفسیات کی مدد سے جوش کے مزاج کا تعین کرتا ہے اوران وجوہ کی تلاش کرتا جو اس مزاج کا سبب بنے۔	جوش ملیح آبادی۔ انانیت۔خود پسندی۔ نفسیاتی محاکمہ۔ محمد عباس۔

محمد فخر الحق نوری	جدید اردو نظم اور انسانی مساوات کا خواب	۱۱ تا ۲۴	بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں اردو ادب میں دو تحریکیں متوازی چلیں۔ ان دونوں ادبی تحریکوں میں انسانی مساوات کا خواب مشترک موضوع تھا۔ ترقی پسندوں کے پہلو بہ پہلو ایم۔ڈی تاثیر، تصدق حسین خالد، میرا جی، راشد اور مجید امجد وغیرہ ایسے جدید شعراء کے ہاں بھی انسانی مساوات کی امنگ یکساں تھی۔	جدید اردو نظم۔ انسانی مساوات۔ محمد فخر الحق نوری۔
محمد ہارون قادر	دربار اودھ کے باہر ڈرامائی سرگرمیاں	۲۱۷ تا ۲۲۴	اودھ میں واجد علی شاہ کا زمانہ ہندوستان کے مقامی قصے کہانیوں، لوک داستانوں، ناچ گانے، کھیل تماشے، سوانگ، رہس اور فنونِ لطیفہ کی دیگر شاخوں کی نمو کا زمانہ ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں ان تہذیبی سرگرمیوں کو پیش کیا ہے کہ جن کا تعلق دربار سے نہیں تھا، جو عوامی رنگ کی حامل تھیں۔ دربار اودھ سے باہر عوامی تصورات رام لیلا اور راس لیلا، نقالی، بھگت، بہروپ اور اندر سبھا کی صورت میں موجود تھے اور مقامی تہذیب کی نمائندگی کرتے تھے۔	اودھ۔ لوک کھیل۔ عوامی تصورات۔ محمد ہارون قادر۔

تحقیق نامہ: ۱۳(۲۰۱۳ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بابر نسیم آسی	رتن سنگھ زخمی کے اُردو اشعار	۱۳۱ تا ۱۳۳	اس مضمون میں رتن سنگھ زخمی کے چند اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ یہ اشعار اُردو قارئین کے لیے پہلی دفعہ رتن سنگھ کے بنیادی تعارف کے ساتھ سامنے لائے گئے ہیں۔	رتن سنگھ زخمی۔ اردو اشعار۔ بابر نسیم آسی۔
پریا تابیتا	پاکستانی اُردو غزل میں صوفیانہ جہتیں	۱۸۹ تا ۲۰۲	پاکستانی اُردو غزل ہمیشہ تصوف کے عناصر سے فیض یاب ہوتی رہی ہے۔ تصوف نے پاکستانی اُردو غزل کی صوفیانہ فلسفہ وفکر سے آبیاری کی ہے۔ صوفیانہ طرزِ فکر نے اس خطے کی غزل کو نہ صرف انفرادیت بخشی بلکہ کلاسیکی غزل کے قریب تر بھی کر دیا۔ ۱۹۴۷ء سے تا حال پاکستانی غزل میں تصوف کی اہم جہات کی عکاسی ہوئی ہے اور یہ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔	پاکستانی اُردو غزل۔ تصوف۔ صوفیانہ طرزِ فکر۔ انفرادیت۔ ۱۹۴۷ء۔ پریا تابیتا۔
ثمینہ ندیم	دکنی دبستان شاعری میں غزل کے کردار	۸۰ تا ۸۹	اُردو زبان و ادب کی شاعری کی قدیم روایات کی جڑیں دکن اور گجرات میں موجود ہیں۔ غزل کے دکنی شعرا نے اپنے احساسات کے اظہار کے لیے مختلف اسالیب اظہار متعارف کروائے۔ یہ مضمون دکن کے شعرا کا فارسی اور ہندی روایات کی قربت کے تدراقدام پر بحث کرتا ہے۔ اٹھارویں صدی میں دکنی غزل کے یہ کردار وَلی کی غزل میں منتقل ہوئے اور اس طرح ان کرداروں کی ترویج کا عمل شروع ہوا۔	شاعری۔ دکن اور گجرات۔ اسالیب اظہار۔ فارسی اور ہندی روایات۔ اٹھارویں صدی۔ ثمینہ ندیم۔
خالد محمود سنجرانی	''دل بھٹکے گا'' ناول یا آپ بیتی	۳۰ تا ۴۳	احمد بشیر کے ناول ''دل بھٹکے گا'' کے حوالے سے یہ مباحث سامنے آئے کہ یہ ناول ہے یا خود نوشت سوانح عمری؟ اس مضمون میں دونوں پہلوؤں کے حوالے سے دلائل دیے گئے ہیں اور وہ نکات سامنے لائے گئے ہیں جن کی وجہ سے اس ابہام نے جنم لیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مستقبل میں شاید اپنی ترقی یافتہ صورت میں ایسے ناول، ناول کے نئے اسالیب کے ظہور کا باعث بن جائیں۔	احمد بشیر۔ دل بھٹکے گا۔ ناول۔ خود نوشت۔ ناول کے نئے اسالیب۔ خالد محمود سنجرانی۔

رضیہ سلطانہ	ڈاکٹر خیال امروہوی شاعرِ فکر و انقلاب	۵۸ تا ۷۰	ڈاکٹر خیال امروہوی معروف شاعر اور مفکر تھے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری میں موجود مزاحمتی فکر کے عناصر کو پیش کیا گیا ہے۔ وہ ترقی پسند فکر کے ذریعے سماجی تبدیلی کے متمنی تھے۔	ڈاکٹر خیال امروہوی۔ اردو شاعری۔ مزاحمتی فکر۔ سماجی تبدیلی۔ رضیہ سلطانہ۔
سعادت سعید	ابنِ عربی، مولانا روم اور نظریہ وحدۃ الوجود	۷ تا ۱۶	ابن عربی، جلال الدین رومی اور محمد اقبال نے قرآنِ مقدس سے اپنے افکار کی آبیاری کی ہے۔ یہ اس ممتاز تہذیب سے منسلک ہیں جس نے بنی نوعِ انسان کو بہترین طرزِ معاشرت کی ترغیب دی۔ یہ تہذیب بت شکنی سے پہچانی جاتی ہے۔ مذکورہ مفکرین اسلامی طرزِ زندگی کے داعی حضرت محمد ﷺ کے پیروکاروں میں سے تھے۔ لہٰذا ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذاتِ حقیقی ہی واحد خالقِ کائنات ہے۔ اقبال نے اپنی ایک طویل فارسی نظم میں رومی کو قلبِ روشن کا روحانی مرشد اور کاروانِ عشق کا رہنما قرار دیا ہے۔ یہ تینوں مفکرین اسلامی تصور کے مطابق خدا سے وصال میں یقین رکھتے ہیں۔ ان کی فکر نہ تو مغربی فلسفۂ الٰہیات سے کوئی تعلق رکھتی ہے اور نہ ویدانت کی تہذیب میں حلول کے تصور سے۔	ابن العربی۔ جلال الدین رومی۔ محمد اقبال۔ اسلامی طرزِ زندگی۔ خدا سے وصال۔ فلسفۂ الٰہیات۔ سعادت سعید۔
سفیر حیدر	نفی سے اثبات کا سفر ..... علی پور کا ایلی	۲۱۵ تا ۲۱۹	اس مضمون میں یہ نکتہ اجاگر کیا گیا ہے کہ ممتاز مفتی کے معروف ناول "علی پور کا ایلی" کے مرکزی کردار "ایلی" کا سماجی اور نفسیاتی مطالعہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ فرد اور ماحول کا تصادم جہاں اکثر اوقات فرد کے انہدامِ ذات پر منتج ہوتا ہے وہاں فطری قوتِ مدافعت کے حامل بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو نفی کو اثبات میں بدل کر ہر حادثے سے کچھ نہ کچھ سیکھ کر از سرِ نو تشکیلِ ذات کر لیتے ہیں۔ ایلی بھی ان میں سے ایک ہے۔	ممتاز مفتی۔ فرد اور ماحول کا تصادم۔ از سرِ نو تشکیل۔ ایلی۔ انہدامِ ذات۔ سماج۔ نفسیات۔ نفی۔ اثبات۔ سفیر حیدر۔
سلمان علی	پریم چند اور مونولاگ بحوالہ افسانہ نگاری	۲۱ تا ۲۵	اردو ادب میں پریم چند اپنے افسانوں کے طفیل انفرادی و امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اس مضمون میں پریم چند کے افسانوں میں خود کلامی کے عنصر کی پیشکش کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو ادب۔ پریم چند۔ خود کلامی۔ سلمان علی۔

شازیہ مختار	ملفوظاتی ادب بحیثیت اہم تاریخی ماخذ	۱۷۶ تا ۱۸۸	اس مضمون میں ابتدائی اُردو ادب پر مذہبی اثرات بیان کیے گئے ہیں۔علاوہ ازیں اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ کس طرح اُردو ادب کی ترویج و ترقی میں مذہبی احساسات نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔	ملفوظات۔مذہبی اثرات۔ مذہبی احساسات۔ شازیہ مختار۔
شگفتہ حسین	اقبال کا نظریہ اسلامی ثقافت	۵۴ تا ۵۷	''اسلام میں مذہبی افکار کی تجدید نو'' علامہ اقبال کے خطبات ہیں۔ان خطبات میں علامہ اقبال نے برصغیر میں موجود مسلمانوں کو درپیش مسائل کا ذکر کیا ہے اور ان کی ثقافت پر مغربی اثرات کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ ان خطبات میں اقبال نے مسلمانوں کی ثقافت اور اجتہاد کے متعلق یونانی فلسفہ کی تردید کی ہے جبکہ ابن خلدون کے ارتقا کے خیالات کو سراہا ہے۔	مذہبی افکار۔ تجدید نو۔ علامہ اقبال۔ خطبات۔ثقافت۔ اجتہاد۔یونانی فلسفہ۔ ابن خلدون۔ شگفتہ حسین۔
صائمہ سلیم	اُردو نظم میں دیومالائی عناصر	۱۴۰ تا ۱۴۸	جدید شعرا کی شاعری میں اساطیری قصے بطور موضوع اور علامت کے جابجا سامنے آتے ہیں۔انسانی نفسیات اور سماجی پہلوؤں کے بہترین اظہار میں اساطیر کا اہم کردار ہے۔اس مضمون میں اُردو نظم میں اساطیر کے نفوذ پر بحث کی گئی ہے۔	جدید شعرا۔ اساطیری قصے۔ علامت۔انسانی نفسیات۔اُردو نظم۔ صائمہ سلیم۔
عاصمہ اصغر	اُردو غزل کا تاریخی، لسانی اور فکری جائزہ (ابتدا سے تاحال تک)	۱۶۶ تا ۱۷۵	اُردو غزل خواہ وہ جدید ہو یا قدیم ہمارے ناقدین اور محققین کے لیے نہایت دلچسپی کا باعث رہی ہے۔غزل پر دوسرے ادبی کاموں کی نسبت زیادہ تر اس کے بیانیہ مواد، اشعار کے مجموعے،تنقیدی کتابوں پر تحقیق ہوئی ہے۔اُردو غزل ہر دور میں زندہ، متوازن ادبی حیثیت کی حامل رہی ہے۔ اس مضمون میں اُردو غزل کو اس کی ابتداء سے دورِ تاحال تک تمام ردوبدل اور ترقیاتی ادوار کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اُردو غزل۔ابتداء۔ دورِ تاحال۔بیانیہ مواد۔ترقیاتی ادوار۔ عاصمہ اختر۔
عائشہ سلیم	انقلابی و مزاحمتی شاعری کا علمبردار .....احمد فراز	۱۴۹ تا ۱۵۵	احمد فراز ایک جدید اور مقبول اُردو شاعر ہیں۔ اس مضمون میں ان کی شاعری میں مزاحمتی عناصر کو اُجاگر کیا گیا ہے۔	احمد فراز۔اُردو شاعر۔مزاحمتی عناصر۔عائشہ سلیم۔

فریضہ اشرف	غالب کے خطوط میں سوانحی عناصر	۲۰۳ تا ۲۰۸	غالب کی خطوط نگاری مستقبل کے سوانح نویس کے لیے انتہائی مدد و معاون ہوسکتی ہے۔ اُردو خطوط نگاری میں منفرد انداز و اسلوب اظہار کی وجہ سے غالب کے خطوط امتیازی مقام رکھتے ہیں۔	غالب ۔سوانح نویس۔ اُردو خطوط۔ اسلوب۔ فریضہ اشرف۔
فیض رسول	مقالاتِ شیرانی میں واقعات وسانحات کا تحقیقی وتوضیحی جائزہ	۹۰ تا ۹۷	حافظ محمود شیرانی اپنی تحریروں کی کثیر الجہتی کی بنا پر ایک زرخیز ادیب کے طور پر تسلیم کیے گئے ہیں۔ ان کی تحریروں کا ایک کثیر حصہ مختلف تاریخی ادوار کی صداقتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تاریخی واقعات مختلف پڑھنے والے کو زیر بحث موضوع پر زیادہ موزوں رائے قائم کرنے کا بہتر موقع فراہم کرتے ہیں۔ اس تحقیقی مضمون کا مقصد شیرانی کی تحریروں کے تاریخی مواد کی سچائی اور مستند ہونے کو جانچنا ہے۔	مقالاتِ شیرانی۔ واقعات و سانحات۔ مواد کی سچائی۔ تاریخی ادوار۔ فیض رسول۔
محمد اسرار خان	غالب اور سارتر	۱۰۵ تا ۱۳۰	سارتر کے فلسفہ وجودیت کے بیسویں صدی کے ادب پر نمایاں اثرات ہیں۔ لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ سارتر کے فلسفے کے بہت سے عناصر غالب کے فلسفے میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔ یہ مضمون اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سارتر کا فلسفہ، مشرقی قارئین کے لیے نیا نہیں بلکہ یہ عناصر غالب کے کلام میں موجود ہیں۔	اسرار خان۔ سارتر۔ بیسویں صدی۔ اثرات۔ مشرقی قارئین۔ غالب ۔محمد اسرار خان۔
محمد اقبال	باغ و بہار میں تحیر و تجسس (fantasy) کے عناصر	۲۰۹ تا ۲۱۴	باغ و بہار اُردو ادب کا کلاسیکی شاہکار ہے۔ اس مضمون میں باغ و بہار سے متنی مثالوں کے ذریعے اس داستان میں موجود تحیر و تجسس کے عنصر کی نشاندہی کی گئی ہے۔	باغ و بہار۔ تحیر و تجسس۔ محمد اقبال۔
محمد اقبال ثاقب	ایران اور برصغیر کے درمیان پیش از اسلام روابط کی مختصر تاریخ	۲۶ تا ۳۹	ایران اور برصغیر کے درمیان مضبوط ثقافتی، مذہبی، سیاسی، فنونِ لطیفہ اور صنعتی روابط قدیم ادوار سے موجود ہیں۔ دونوں ہند، ایرانی آریائی قوموں کے درمیان کبھی نہ ٹوٹنے والے تعلق کے پس منظر میں ان کے آباؤ اجداد کی مشترکہ معاشرت، یک زبانی اور انڈیا اور ایران آمد سے پہلے کا مشترکہ مذہب ہے۔ بعد میں انھوں نے اپنی آبائی زمین مشرقِ وسطیٰ وغیرہ سے نقلِ مکانی کی تو ہندوستان اور ایران یعنی دو مختلف ملکوں میں آباد ہوئے۔	ایران۔ برصغیر۔ ہند۔ ایرانی آریائی۔ مشترکہ معاشرت۔ مشرقِ وسطیٰ۔ ایران۔ برصغیر۔ روابط۔ محمد اقبال ثاقب۔

محمد امین خاور	''دل گداز'' ایک عہد ساز رسالہ	۹۸ تا ۱۰۴	عبدالحلیم شرر (۱۹۲۶ء۔۱۸۶۰ء) بطور ناول نگار اور لکھاری، اُردو ادب میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ۱۸۸۷ء میں ایک ادبی رسالہ ''دلگداز'' شروع کیا جو کہ ۱۹۳۳ء تک جاری رہا۔ شرر نے ''دلگداز'' سے منتخب مضامین اکٹھے کیے اور ۱۹۲۰ء میں انھیں آٹھ جلدوں کی شکل میں شائع کرلیا۔ بعد میں ''سید مبارک علی اینڈ سنز'' لاہور پبلشرز نے اس کام کو سات جلدوں میں شائع کیا۔ تاہم محمد حسن عسکری نے اپنی کتاب میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ ''سید مبارک علی اینڈ سنز'' نے اسے آٹھ جلدوں میں شائع کیا تھا۔ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے آٹھویں جلد کا نام ''مقالاتِ شرر'' بیان کیا۔ بعد میں تمام ناقدین نے اس بات کی پیروی کی۔ لیکن محققین کی تحقیق نے بعد میں اس بات کو واضح کر دیا کہ آٹھویں جلد ''سید مبارک علی اینڈ سنز'' کے ساتویں شمارے کے اندر مدغم کر دی گئی تھی۔	عبدالحلیم شرر۔ دلگداز۔ منتخب مضامین۔ محمد حسن عسکری۔ آٹھویں جلد۔ محققین۔ محمد امین قادر۔
محمد سعید	اُردو کا پہلا ترقی پسند محقق: رشید حسن خاں	۳۴ تا ۴۵	اس مضمون میں رشید حسن خاں کے تحقیقی طریقہ ہائے کار میں سے مختلف مثالوں کے ذریعے یہ نکتہ سامنے لایا گیا ہے کہ اُردو ادب میں رشید حسن خاں کو ترقی پسند محقق کے طور پر شناخت کیا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں نہ صرف ان کی بُت شکنی مثالی ہے بلکہ اندازِ فکر کا مسلسل ارتقا بھی اس بات پر دال ہے۔	رشید حسن خاں۔ تحقیقی طریقہ ہائے کار۔ بُت شکنی۔ محقق۔ مسلسل ارتقاء۔ محمد سعید۔
محمد سلیم خالد	ایک قدیم فرہنگ ''فرہنگِ قواس'' میں مستعمل اُردو الفاظ کا مطالعہ	۴۶ تا ۵۳	''فرہنگِ قواس'' فخر الدین قواس نے علاؤ الدین خلجی کے دور میں لکھی۔ یہ فارسی کی فرہنگ ہے جو کہ فردوسی کے شاہ نامہ میں موجود بہت سے عربی الفاظ اور ان کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتا ہے اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پہلا حصہ خدا، فرشتوں، پیغمبروں اور مذہبی کتابوں کے متعلق ہے۔ یہ سب سے پہلی فرہنگ ہے جو کہ برصغیر پاک و ہند میں مکمل کی گئی اس فرہنگ میں فارسی الفاظ کو اُردو کے مترادف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔	فرہنگِ قواس۔ فخر الدین قواس۔ علاؤ الدین خلجی۔ فارسی کی فرہنگ۔ فارسی الفاظ۔ عربی الفاظ۔ محمد سلیم خالد۔

محمد کامران	غالب آن لائن تنقید کی روشنی میں	١٧ تا ٢٠	غالب ایک عظیم شاعر تھا جو اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ آنے والی نسلیں اس کی عظمت کو پہچانیں گی۔ غالب کی زندگی اور اس کے کام پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں۔ علاوہ ازیں غالب کی شاعری کا انگریزی اور بہت سی دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ انٹرنیٹ قارئین کے لیے یہ مضمون غالب کی عظمت کو جاننے کے لیے ایک بنیادی دستاویز ثابت ہوگا۔	غالب۔غالب کی زندگی۔غالب کی شاعری۔انٹرنیٹ۔محمد کامران۔
محمد ہارون قادر	''ذکرِ میر'' کی تاریخی افادیت	٢٢٠ تا ٢٣١	میر تقی میر اُردو کے مشہور کلاسیکی شاعر ہیں۔ ان کی شاعری اہم معاشرتی پہلوؤں کی ترجمان ہے۔ ''ذکرِ میر'' ایک دلچسپ آپ بیتی ہے جس میں بہت سے غیر اہم واقعات کی تفصیل شامل تھی۔ اس مضمون میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کیسے میر پر معمولی معاشرتی بے ہنگم حالات اثر انداز تھے۔ میر ان تمام تر حالات کو خصوصاً نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے تناظر میں ایک چشم دید گواہ کی صورت میں آدم کو آدم خوری کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔	میر تقی میر۔اُردو۔اہم واقعات۔احمد شاہ ابدالی۔نادر شاہ۔چشم دید گواہ۔آدم خوری۔ذکر میر۔محمد ہارون قادر۔
محمود الحسن بزمی	کلامِ علی حیدر ملتانی کا ایک منظوم اُردو ترجمہ	٧١ تا ٧٩	اس مضمون میں کلاسیکی پنجابی شاعر علی حیدر ملتانی کے ایک ترجمے کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ شفقت تنویر مرزا کی مذکورہ ترجمے کی کاوش ایک ادبی کارنامہ ہے لیکن بعض مقامات پر وہ شاعر کے مرکزی خیال کو ترجمہ کرنے میں کامیاب دکھائی نہیں دیتے۔ اس مضمون میں چند ایسے اشعار کا حوالہ دیا گیا ہے۔	منظوم اُردو ترجمہ۔علی حیدر ملتانی۔شفقت تنویر مرزا۔محمود الحسن بزمی۔
میاں غلام مصطفیٰ	پیر مہر علی شاہ ..... جمالِ اوائلِ زیست	١٣٥ تا ١٣٩	اس مضمون میں مقبول اور درویش شاعر پیر مہر علی شاہ کے اوائل زیست کے واقعات کے تناظر میں ان کی زندگی کے ابتدائی خدوخال سامنے لائے گئے ہیں۔ جو بعد ازاں ایک تخلیقی، پر اثر اور اپنے عہد کی نمائندہ شخصیت کے طور پر سامنے آئے۔	پیر مہر علی شاہ۔اوائل زیست۔ابتدائی خدوخال۔نمائندہ شخصیت۔میاں غلام مصطفیٰ۔

میمونہ سبحانی	سبطِ حسن ..... بائیں بازو کا اہم دانشور	۱۵۶ تا ۱۶۵	سبطِ حسن نے سیاسیات، صحافت، ادب اور تاریخ کے حوالے سے بہت کچھ تحریر کیا ہے جس کا بنیادی مقصد مارکسی فلسفے کی ترویج تھا۔ ان کی کوشش یہ رہی کہ بدترین اثرات کی حامل توہم پرستی اور فرسودہ روایات سے معاشرے کو آزادی دلائی جائے۔ ان کے نزدیک انسانی تقدیر انسان کی فکر پر منحصر ہے جو کہ معاشروں کو بناتی ہے۔ سبطِ حسن کو اپنی انھی خدمات کی بنا پر ہندو پاک برصغیر کے ادب میں بطور ایک ترقی پسند نمایاں حیثیت حاصل ہے۔	سبطِ حسن۔ صحافت۔ سیاسیات۔ ادب اور تاریخ۔ فرسودہ روایات۔ توہم پرستی۔ مارکسی فلسفے۔ تقدیر انسان۔ میمونہ سبحانی۔

تحقیق نامہ: ۱۴ (۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، صدر شعبہ اُردو، جی سی یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
الطاف اللہ	خیبر پختونخوا میں اُردو ادب: تاریخی پہلو	۱۰۴ تا ۱۱۲	یہ مضمون قیام پاکستان سے قبل خیبر پختونخوا میں اُردو زبان و ادب کی تاریخی پہلو کی جانب ایک اشارہ ہے۔ اس صوبے میں اُردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے مختلف عشروں میں کس طرح ابتدائی کاوشیں کی گئیں اُس بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ مختلف اسکالرز، شعراء، ادب اور آرٹ سے تعلق رکھنے والی دوسری شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھوں نے اِس حوالے سے نہایت شاندار کردار ادا کیا۔ اگرچہ صوبہ خیبر پختونخوا میں امتیازی حیثیت پشتو بولنے والی آبادی کی ہے لیکن اِس کے باوجود انھوں نے اُردو زبان و ادب کی نشوونما اور ترویج کے لیے بہت اہم کردار ادا کیا اور اس مقصد کی خاطر مختلف تنظیمیں بھی قائم کی ہیں۔	الطاف اللہ۔ خیبر پختونخوا۔ اُردو۔ ترویج۔
ثنا ہارون	ابلاغ عامہ اور چھاپہ خانہ کا ابتدائی دور	۱۱۷ تا ۱۲۵	زمانہ قدیم میں علم کی کچھ اپنی حدود تھیں بہت سے معاملات میں یہ مختلف دائروں میں اور حدود میں قید تھا۔ چھاپہ خانے کی ایجاد سے خیالات دُنیا بھر میں نہایت تیزی سے پہنچے۔ شائع شدہ کتب، اخبارات، جدول اور جرنلز کا مواد، سائنس، سماجی سائنس اور آرٹ پر مشتمل تھا۔ جس نے علم کو پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ مغربی دُنیا کے متعلق علم کی نوعیت کا تجزیہ کرتے ہوئے ایڈورڈ سعید اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مستشرقین نے مشرق اور مغرب کے شعور میں ایک نام نہاد خلا تخلیق کیا۔ اُن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مغربی میڈیا مشرقی دُنیا کی حقیقی تصویر کو پیش نہیں کرتا۔ اِس طرح مغربی اسکالرز نے اپنے چھاپہ خانوں کو مشرق اور مغرب کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے استعمال کیا۔	ثنا ہارون۔ ابلاغ عامہ۔ ایڈورڈ سعید۔ مستشرقین۔ مغربی میڈیا۔

جواز جعفری	یورپ اور امریکہ کی اُردو غزل	۶۸ تا ۸۳	اس مضمون میں یورپ اور امریکہ کے غزل گو شعراء کی نشاندہی کی گئی ہے جو اعلیٰ تخلیقی حیثیت کے ساتھ غزل کہہ رہے ہیں کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ شعراء موضوع اور امیجز کے حوالے سے انفرادی رنگ کے حامل ہیں۔	تخلیقی حیثیت۔ امیجز۔ جواز جعفری۔
حنا صبا	ٹیگور اور اقبالؔ: تقابلی مطالعہ	۱۱۳ تا ۱۱۶	ٹیگور اور اقبال کو مختلف تقابلی مطالعات میں زیر بحث لایا جاتا رہا ہے۔ اس مضمون میں دونوں عظیم تخلیق کاروں کے یہاں مشترکہ موضوعاتی عناصر کو دریافت کیا گیا ہے۔	حنا صبا۔ ٹیگور اور اقبال۔ تقابلی مطالعہ۔ موضوعاتی عناصر۔
خالد محمود سنجرانی	نوآبادیاتی عہد میں مطبع نول کشور کے چند اُردو وتراجم	۱۷ تا ۳۳	اس مضمون میں اُردو کے وہ تراجم متعارف کروائے گئے ہیں جو مطبع نول کشور نے برصغیر کے نوآبادیاتی عہد میں شائع کیے۔ اب یہ مذکورہ کتابیں ساؤتھ ایشیاء انسٹی ٹیوٹ، جرمنی میں موجود ہیں۔	خالد محمود سنجرانی۔ نوآبادیاتی عہد۔ مطبع نول کشور۔ ساؤتھ ایشیا۔ انسٹی ٹیوٹ۔ ہائیڈل برگ۔
راؤ رفعت ریاض	پاکستانی داستانوں میں معاشرت، سیاسی رؤیوں اور رجحانات کی عکاسی	۹۷ تا ۱۰۳	داستان نگاری کی روایت بہت قدیم ہے۔ بیسویں صدی کے دوران داستان نگاری اپنے عروج پر پہنچی اور بہت سی نثری اور شاعرانہ داستان منظر عام پر آئیں۔ لیکن بیسویں صدی کے آخر تک یہ روایت زوال پذیر ہو گئی۔ اکیسویں صدی کے اولین عشرے میں اس کا سراغ لگانا ایک مشکل کام ہے پاکستان میں اس روایت کے بیسویں صدی کے نصف میں دوبارہ جنم لیا۔ اب داستان کی روایت بدل چکی ہے۔ ان جدید داستانوں (کہانیوں) میں جدید تکنیک نے سپر نیچرل کرداروں کی جگہ لے لی ہے۔ لیکن اس کے باوجود پرانی داستانوں کی طرح یہ داستانیں بھی اپنے کلچر اور زمین کی عکاس ہیں۔ یہ داستانیں بہت خوبصورتی سے پاکستانی معاشرت، سیاسی رویوں اور رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ تحقیق پاکستان میں لکھی گئی داستان کا سیاسی اور سماجی مطالعہ ہے۔	راؤ رفعت ریاض۔ پاکستانی داستانوں۔ جدید تکنیک۔ سپر نیچرل۔ کلچر اور زمین۔

ریحانہ کوثر	روزمرہ، محاورہ، مقولہ اور ضرب المثل و کہاوت	۹۰ تا ۹۲	اِس مضمون میں اُردو کی چند اہم اصطلاحات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اگرچہ معروف مصنفین نے اِس موضوع پر لکھا مگر ان کی تحریروں میں ابہام موجود ہے۔ یہ موضوع اُن پر پوری طرح واضح نہ ہوا یا پھر اُنھوں نے گہرے مفہوم تک جانے کی زحمت گوارا نہ کی ہو۔ اب نہ صرف اِن خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے بلکہ اصل چہرہ بھی سامنے لایا گیا ہے۔ اب سب کچھ واضح ہے اور تمام اصطلاحات ضرب المثل روزمرہ، محاورہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور اپنی انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔	ریحانہ کوثر۔ اصطلاحات۔ ابہام۔ ضرب المثل۔ محاورہ
سعادت سعید	فکرِ اقبال اور انسانی عزتِ نفس کی بازیابی	۷ تا ۱۲	علامہ کی شاعری اور فلسفہ دونوں بصیرت افروز ہیں جو تیسری دُنیا کے ممالک کے عام انسان کی غلامانہ نفسیات کو تبدیل کرنے یا بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اُن کی انقلابی سوچ نے انحطاط زدہ انسانیت کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا۔ اُن کی شاعری انسانیت کے زوال کی کہانی ہے اور دوسری طرف قومی اور بین الاقوامی سطح کے قارئین کے لیے انسانی سطح پر زندگی کا ایک پیغام ہے۔ اِس مضمون میں علامہ کی شاعری اور فلسفہ میں ایسی فکر کی نشاندہی کی گئی ہے جس نے کئی مغربی مفکرین کو متاثر کیا۔ خصوصاً عزتِ نفس اور سوچ کی آزادی کے بارے میں اُن کی جو آراء ہیں۔	سعادت سعید۔ غلامانہ نفسیات۔ مغربی مفکرین۔ عزتِ نفس۔
سفیر حیدر	عبداللہ حسین ..... تیسرے راستے کی تلاش	۱۵۲ تا ۱۵۸	عبداللہ حسین کے یہاں تیسرے راستے کی تلاش بنیادی انسانوی محرک ہے وہ انسانوں کے درمیان ظالم اور مظلوم، بھیڑ اور بھیڑیے کے راستے کے علاوہ تیسرے راستے کے خواہش مند ہیں۔ ایک غیر جانبدار اور بے ضرر راستہ۔	سفیر حیدر۔ تیسرا راستہ۔ غیر جانبداری۔
شفیق انجم	قدیم متون میں علامات و رموزِ تحریر کی قرأت کے مسائل	۳۴ تا ۳۹	کلاسیکی اُردو ادب میں قدیم نشانات اور علامات کی تفہیم انتہائی مشکل ہے ایسے ریسرچ سکالر جو اِن مسودوں یا مخطوطوں سے سروکار رکھتے ہیں اس مشکل کا شکار ہیں۔ بنیادی طور پر بہت سی ایسی علامات استعمال میں نہیں ہیں اور موجودہ عہد کی زبان میں تحریری صورت میں موجود نہیں۔ اس مضمون میں اِسی موضوع سے متعلق مسائل اور مشکلات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اِن کے حل کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے۔	مخطوطے۔ علامات۔ شفیق انجم۔

شمیم روشن آراء	حضرت کعب بن مالکؓ .....ایک بلند پایہ شاعر	۸۴ ت ۸۹	حضرت کعب بن مالک کو آپ ﷺ کا شاعر کہا گیا ہے آپؓ ایک مشہور شاعر تھے۔آپ کی نوجوانی میں آپ کی شاعری کو شہرت مل گئی تھی۔آپؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ نے آپ ﷺ کی ہستی مبارک اور اسلام کا دفاع تلوار اور قلم سے کیا۔آپ ﷺ نے آپؓ کی شاعری کی تعریف کی اور کئی مرتبہ اس کو سنا پسند فرمایا۔	ہستی مبارکؐ۔قلم۔ کعب بن مالک۔ شاعری۔ شمیم روشن آراء۔
صائمہ ارم	ڈپٹی نذیر احمد کا ایک کمیاب اور نظر انداز شدہ ناول۔ ایامی	۵۰ ت ۵۶	ڈپٹی نذیر احمد اُردو کے اہم اور بنیادی ناول نگار ہیں۔اُن کا کام تہ در تہ مفہوم رکھتا ہے جبکہ اُن کی تنقیدی تحسین اُس عہد کے مسلم معاشرے کی تفہیم کی جانب اشارہ کرتی ہے اور بلاشبہ اُن کا عہد سماجی ڈھانچے میں تبدیلی کا اہم ترین عہد تھا۔ایامی نذیر احمد کا بہترین مگر نظر انداز شدہ ناول ہے۔اِس میں مضمون میں اِسی ناول کی تنقید اور تحقیق کو زیر بحث لایا گیا ہے اور اِس کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔مختصراً یہ ناول بتاتا ہے کہ نذیر احمد ایک مصلح سے زیادہ سماجی معاشرتی نقاد تھے۔	اُردو ناول۔ سماجی نقاد۔ صائمہ ارم۔
صائمہ علی	اُردو نثر میں حبسیہ عناصر .....ایک مطالعہ	۱۲۶ ت ۱۴۱	یہ مقالہ اُردو نثر کے حبسیہ عناصر پر ایک تحقیق ہے ایک ایسا بیانیہ جو ایک قیدی نے حبس میں اور آزادی میں تخلیق کیا۔حبسیہ نثر دورانِ قید انسانی نفسیات پر اندرونی اور بیرونی اثرات کا نتیجہ نہیں کرتی ہے۔عمومی طور پر مصنف کے اندرونی تاثرات اُس پر غیر شعوری طور پر حاوی ہوتے ہیں اور حبسیہ نثر میں مقاصد کا تجزیہ کرنے میں ایک بڑی روکاٹ ہیں۔ یہ مطالعہ ایک محبوس ذہن کے اندرونی اور پرائی علامات کا ایک مطالعہ ہے۔	صائمہ علی۔ قید۔انسانی نفسیات۔نثر۔قید

طارق محمود ہاشمی	اُردو غزل کے اسمائے ضمیر	۴۰ تا ۴۹	غزل اُردو شاعری کی ایسی کلچرل ثقافتی صنف ہے جس کی موضوع کے حوالے سے کوئی حدود نہیں۔شعراء نے اِس صنفِ سخن میں رومانوی خیالات اور سماجی نظریات کا اظہار کیا۔غزل کی تاریخ میں بہت سے کردار علامتی ہیں۔ عاشق محبوب، رقیب، ناصح، ساقی، رند، گُل، بُلبل اور پروانہ چند معروف کردار ہیں کچھ ایسے کردار جن کو تنقید میں زیرِ بحث نہیں لایا گیا جو اسماء میں بہت سے غزلیہ اشعار کی تشریح سے اُن کے محدود معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے شارحین نے اِس بات پر زور دیا کہ اِس میں اسماء صرف عاشق اور محبوب کے لیے ہی استعمال کیے گئے ہیں۔جبکہ اُن کی تعبیر اور تشریح ان سطحوں پر کی جا سکتی ہے جس سے اُن کی سیاسی اور سماجی گہرائی کو پرکھا جا سکتا ہے یا پھر دریافت کیا جا سکتا ہے۔	ثقافت۔علامتی۔ سیاسی۔غزل۔ اسمائے ضمیر۔ طارق محمود ہاشمی۔
محمد عرفان احسن پاشا	عالم گیریت کے زبان اور ادب پر اثرات	۱۴۲ تا ۱۵۱	عالمگیریت کو موجودہ عہد میں انتہائی اثر انگیز حقیقت تصور کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں جڑواں میناروں کی تباہی کے بعد مختلف قوموں کے درمیان روابط بھی فروغ پیدا ہوئے۔ اِس صورتحال میں زبان اور ادب دونوں صورتوں میں مواد اور ہیئت کے حوالے سے براہِ راست متاثر ہوئے۔یہ مضمون زبان و ادب خصوصاً اُردو زبان و ادب میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو پیش کرتا ہے۔	ورلڈ ٹریڈ سنٹر۔ اقوام۔ادب۔ محمد عرفان احسن پاشا۔
محمد ہارون قادر	اُردو افسانے کی جہت نمائیاں	۱۵۹ تا ۱۶۴	اُردو افسانہ نگاری میں نئی تکنیک نے کلاسیکی افسانوی اسالیب کی صورت تبدیل کر دی ہے۔ ڈاکٹر سعادت سعید نے بطور نقاد علامتی اور استعاراتی افسانوی اسالیبِ اظہار کی تفہیم میں ایک رجحان ساز کردار ادا کیا ہے۔اُردو کے جدید افسانہ نگاروں نے معاصر مغربی افسانوی تکنیکوں سے بہت زیادہ اثرات جذب کیے ہیں۔زیرِ مطالعہ نقاد نے کبھی بھی روایتی افسانوی اظہارِ بیان کو نہیں سراہا بلکہ جدید انداز میں لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔	اسالیب۔اظہار۔ افسانوی تکنیک۔ محمد ہارون قادر۔

نسیمہ رحمان	پنجاب بک ڈپو	۵۷ تا ٦۷	۱۸۵۷ء کے آغاز میں لاہور میں ایک کتاب اور ترجمہ کا ادارہ قائم کیا گیا جو بعد میں پنجاب بک ڈپو کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ نہ صرف ایک پبلشنگ ادارہ تھا بلکہ انگریزی، عربی اور فارسی کی کتب اور مضامین کے تراجم میں بھی مددگار ثابت ہوا۔ نصاب کی فراہمی کے ساتھ ساتھ زبان اور تلفظ کی اصلاح کے لیے بھی معاون ثابت ہوا۔ اس حوالے سے پنجاب بک ڈپو کا اُردو کے ارتقا میں متحرک کردار نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔	تراجم۔نصاب۔ تلفظ پنجاب بک ڈپو۔نصاب۔ نسیمہ رحمان۔

تخلیقی ادب: ۵ (۲۰۰۸ء)

مدیران: رشید امجد، عابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اشفاق حسین بخاری	دفتری اُردو مخالفت کی روایت	۲۹۵ تا ۳۰۱	آزادیٔ پاکستان کے پس منظر میں دفتری اُردو کی تاریخ نا صرف اہم ہے بلکہ دلچسپ بھی ہے۔ اس مضمون میں اُردو دفتری زبان کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے سے لے کر آج تک اسے کن کن مسائل کا سامنا رہا اور موجودہ صورتحال میں اس کا کیا مقام ہے۔	انجمن۔ اُمور۔ آریہ۔ ترویج اشفاق حسین بخاری۔ دفتری اردو
ایمن راحت چغتائی	جمیل الدین عالی کی کالم نگاری	۳۰۴ تا ۳۰۸	اس مضمون میں مُصنف نے جمیل الدین کی کالم نگاری کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اُن کے کالموں میں سادہ مگر مدلل، سیاسی اور سماجی حوالے سے روزمرہ حالات کا تجزیہ ملتا ہے۔ عالی کے کالموں میں دلچسپ اسلوب اور گہرا مشاہدہ بھی نظر آتا ہے۔	ایمن راحت چغتائی۔ جمیل الدین عالی۔ کالم نگار۔
انوار احمد	امیر خسرو کا پیش رو ملتان کا عبدالرحمٰن اور اُس کی لازوال تصنیف، ''سندیس راسک''	۲۲ تا ۳۶	''سندیس راسک'' ایک نظم ہے جس میں اظہارِ محبت کیا گیا ہے یہ نظم عبدالرحمٰن نے لکھی۔ یہ ایک نئی نویلی دلہن کی داخلی کیفیات پر مشتمل ہے۔ اس نظم کا اُردو ترجمہ مضمون نویس نے تحریر کیا ہے اس مضمون میں عبدالرحمٰن کا تعارف اور اُردو اور ملتانی زبان کے تعلق پر بات کی گئی ہے۔	انصار اللہ۔ سنسکرت۔ منظوم انوار احمد۔ امیر خسرو۔ سندیس راسک۔ عبدالرحمٰن
بشریٰ ثمینہ	اُردو میں شخصیت نگاری کے نئے رجحانات کا تنقیدی محاکمہ	۱۸۱ تا ۱۹۰	اس مضمون میں مضمون نگار نے انسان کی ذات کو ازل سے ہی ایک معما قرار دیا ہے۔ اُردو ادب میں شخصیت نگار کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مصنفہ کہتی ہیں کہ اُردو ادب میں شخصیت نگاری کی صنف کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔ اس مضمون میں اس صنف سے وابستہ اہم مُصنفین کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے اور شخصیت نگاری کے نئے رجحانات پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔	بشریٰ ثمینہ۔ شخصیت نگاری۔

بشریٰ شریف	سوداؔ کی غزلیات کے انگریزی تراجم تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۲۱ تا ۱۳۰	مرزا رفیع سوداؔ اُردو کے عظیم شاعر ہیں۔اُن کی شاعری کے کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔اس مضمون میں اُن کی شاعری کے انگریزی تراجم کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ان ترجمہ نگاروں میں، اومیش جوشی، احمد علی، ڈاکٹر محمد صادق، خورشید اسلام، گوپی چند نارنگ اور کئی دوسرے لوگ شامل ہیں۔	رفیع الدین سودا۔بشریٰ شریف۔اومیش۔ جوشی۔احمد علی۔ خورشید اسلام۔ گوپی چند نارنگ۔ انگریزی تراجم۔
تبسم کاشمیری	ادبی تاریخ کی تشکیلِ نو کے مسائل	۹ تا ۲۱	اس مضمون میں تبسم کاشمیری ادبی تاریخ کی تشکیلِ نو کے مسائل کے حوالے سے رام بابو سکسینہ کی ''تاریخ ادب اُردو اور پروفیسر وہاب اشرفی کی تاریخ ادب اُردو'' اور ان کے درمیان جو تاریخیں شائع ہوئیں، بتایا ہے کہ ان تاریخوں میں ادبی تاریخ کے اصول، قواعد اور تصورات پر کبھی کسی مورخ نے بات کی یا نہیں لیکن نظریہ سازی کا کوئی کام نہیں کیا۔	تبسم کاشمیری۔ ادبی تاریخ۔ رام بابو سکسینہ۔ تاریخ ادب اردو
جمیل آذر	ایک صاحب کردار شخص کی اپنی کتھا	۴۰۹ تا ۴۱۸	''ماں میں تھک گیا ہوں'' وقار الٰہی کی آپ بیتی ہے۔جس کا مضمون نگار نے تجزیاتی مطالعہ کیا ہے جس میں اُس نے محسوس کیا کہ وہ ایک ایسے صاحب کردار فرض شناس کی کہانی پڑھ رہا ہے جس میں پورے معاشرے کی رو بہ زوال تصویر نظر آتی ہے۔	جمیل آذر۔ وقار الٰہی۔ 'ماں میں تھک گیا ہوں'
خواجہ محمد سعید	دانتے کی فکر میں مابعد الطبیعیاتی تصورات اور اِن کا اِسلامی پس منظر	۵۷ تا ۷۳	دانتے اپنے وقت کا ایک عظیم فلسفی ہے اور اُس کی نظم طربیہ خداوندی دنیا کا ایک عظیم ادبی سرمایہ ہے اس مضمون میں دانتے کی شخصیت اور اس کے مابعد الطبیعیاتی تصورات پر اسلامی اثرات کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔	طربیہ خداوندی خواجہ محمد۔ سعید دانتے۔ مابعد الطبیعاتی

رابعہ سرفراز	اسلوب کیا ہے	۱۴۰ تا ۱۶۴	اسلوب ایک فن ہے لیکن اب یہ ایک سائنس کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ اس مضمون میں مختلف زبانوں کے حوالے سے اسلوب کی تعریفیں بیان کی گئی۔ اُردو ادب میں نثر اور شاعری میں اسلوب کے مختلف معنی اور مثالیں ملتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف رجحانات اور طریقے بھی اپنائے گئے۔ میر، سودا اور درد کے دور میں ادبی روایت کو استحکام ملا۔ ان شعراء کا شاعری میں ایک اپنا اسلوب تھا۔ اس مضمون میں لکھنو اور دلی کے دبستانوں کی فکر اور دوسرے کئی شعراء پر بھی بحث کی گئی ہے۔	رابعہ سرفراز۔ اسلوب۔ ادبی روایت
رشیدہ حسن	عورت کا مقام شاہنامہ فردوسی کے حوالے سے	۷۴ تا ۸۶	فردوسی فارسی کے ایک اہم شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں عورت کے بارے میں اپنے احساسات کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے شاہنامہ میں عورت کی بہادری کا ذکر کیا ہے۔ اس مضمون میں شاہنامہ پر اسی پہلو سے بات کی گئی ہے۔	رشیدہ حسن۔ شاہنامہ فردوسی۔ فارسی شاعرہ
روبینہ شاہین	شفیق الرحمن کی مزاح نگاری ''حماقتیں'' کے حوالے سے	۴۴۶ تا ۴۸۷	شفیق الرحمن اُردو ادب کے نہایت معروف اور نظر انداز کیے گئے مزاح نگار ہیں۔ یہ مضمون اُن کے ایک افسانوی مجموعے ''حماقتیں'' کا تنقیدی جائزہ ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ان کے افسانوں کے پلاٹ و کردار زندگی و حالات کے زیادہ قریب ہیں۔ ان کے مزاحیہ کردار مضحکہ خیز نہیں بلکہ اپنی حرکات و سکنات اور رکھ رکھاؤ سے معقول دکھائی دیتے ہیں۔	روبینہ شاہین۔ شفیق الرحمن۔ حماقتیں۔ مزاح نگاری
روبینہ شہناز	تحقیق کے لوازمات	۸۷ تا ۱۹۵	اس مضمون میں تحقیق کے لوازمات کے حوالے سے بات کی ہے کہ تحقیق حقیقت کی تلاش کا ایک مرحلہ ہے اور صحیح اور غلط کا فرق بھی تحقیق سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ اس مضمون میں تحقیق کے مختلف زاویوں اور طریقہ ہائے کار پر حوالوں سے بحث کی گئی ہے یعنی تلاش و جستجو کے ذریعے حقائق کو معلوم کرنے اور ان کی تصدیق کا نام تحقیق ہے۔	روبینہ شہناز۔ تحقیق کے لوازمات

روبینہ ناز	ڈاکٹر وحید قریشی اور ہندوستانی فارسی ادبیات	۴۹۸ تا ۵۰۰	یہ مضمون ڈاکٹر وحید قریشی کے تحقیقی طریقۂ کار سے بحث کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب فارسی زبان وادب کے ایک نمایاں سکالر ہیں۔ اس مضمون میں بتایا گیا ہے اُنھوں نے برصغیر فارسی ادب کو کن مشکلات سے دوچار ہو کر تلاش کیا۔	روبینہ ناز۔ وحید قریشی۔ ہندوستانی فارسی ادبیات
سیما صغیر	''طاؤس چمن کی مینا'' معاشرہ کے ٹوٹ کر بکھرنے کا المیہ	۳۹۹ تا ۴۰۴	نیر مسعود کی کہانی ''طاؤس چمن کی مینا'' پر ایک تنقیدی مضمون ہے۔ اس کہانی میں نیر مسعود نے لکھنؤ کی خوش گوار سماجی و تہذیبی ثقافت کو مرکز بنایا ہے۔ اس مضمون میں اِس کہانی کی ادبی حیثیت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	سیما صغیر۔ نیر مسعود۔ 'طاؤس چمن کی مینا'
شازیہ عنبرین	اُردو میں تدوین متن آغاز اور روایت	۹۶ تا ۱۲۰	تدوین، تحقیق کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس مضمون میں تدوین کے آغاز اور روایت کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ تدوین کا علم ایک سائنس ہے اور اس کا عمل ایک فن ہے۔ اِس مضمون میں مُصنفہ نے مختلف حوالوں سے بحث کی ہے۔	شازیہ عنبرین۔ اردو تدوین۔ تدوین متن
شاہد اقبال کامران	اقبال، اجتہاد اور اِسلامی جمہوریت	۳۰۲ تا ۳۳۳	اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ اقبال اِسلام کو مذہب کی رواجی تعریف سے ہٹ کر ایک ایسی تمدنی تحریک خیال کرتے ہیں جس کا اصل مقصد عالم بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایسا تدریجی انقلاب لانا ہے جو اس کی قومی اور نسلی نقطۂ نگاہ کو یکسر بدل کر جدید اسلامی جمہوری ریاست کو قائم کرے۔	اجتہاد۔ شاہد اقبال۔ کامران۔ اقبال۔ اسلامی جمہوریت
شاہد نواز	''رستم وسہراب'' چند معروضات	۴۷۴ تا ۴۸۸	''رستم وسہراب'' آغا حشر کا لکھا ہوا اُردو ڈراما ہے جو اُردو ادب کا ایک عظیم کارنامہ مانا جاتا ہے۔ ڈرامے کی صنف کو اُردو ناقدین نے نظر انداز کیا ہے۔ اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ اس عظیم ادبی خزانے کی کہانی، کرداروں اور پلاٹ کا دوبارہ جائزہ لیا جائے اور اِس کے ادبی مقام کا جائزہ لیا جائے۔	شاہد نواز۔ رستم وسہراب۔ آغا حشر
شذرہ منور	فرانسیسی زبان وادب کی ابتداء اور ارتقاء	۵۰۱ تا ۵۲۴	یہ مضمون فارسی زبان وادب کے ارتقائی مراحل پر ہے جن سے گزر کر فارسی زبان نے ترقی کی۔ یہ بات بھی ثابت کی گئی ہے کہ فرانسیسی ادب دُنیا کے اُن عظیم ادبوں میں سے ایک ہے جس سے دوسری زبانوں کے ادب بھی متاثر ہوئے اور جس کے زیر اثر دنیا کی بڑی بڑی ادبی تخلیقات نے جنم لیا۔	شذرہ منور۔ فرانسیسی زبان و ادب

شفیق احمد	پاکستان کی علاقائی زبانوں کا ایک مسئلہ	۱۹۸ تا ۲۰۳	اس مضمون میں مُصنف نے بیان کیا ہے کہ برِ صغیر میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن اُردو سب سے بڑی رابطے کی زبان ہے۔ اُردو کا دوسری علاقائی زبانوں سے گہرا تعلق ہے۔ اس مضمون میں اُردو کے ساتھ، ہریانوی، پنجابی اور دوسری زبانوں کے ساتھ اُردو کے تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	شفیق احمد۔ برِ صغیر۔ پاکستان کی علاقائی زبانیں۔ ہریانوی۔ پنجابی
شفیق انجم	''سب رس'' قیاس، مفروضے اور حقائق	۱۳۱ تا ۱۳۹	''سب رس'' کو اُردو نثر کی پہلی تخلیق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ محققین کا خیال ہے مُلا وجہی سے یہ قصہ یحیٰ ابن سیبک فتاحی نشاپوری کے منظوم قصے ''دستور عشاق'' جو بعد میں انھوں نے ''حسن و دل'' کے نام سے نثر میں لکھا ہے، ماخوذ ہے۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ اس کے لیے ایسی زبان استعمال کی گئی ہے جو نہ صرف اس کے داخل میں اپنا وجود رکھتی ہے بلکہ خارجی سطح پر بھی اس کا چرچا ہے۔	شفیق انجم۔ سب رس۔ ملا وجہی۔ حسن و دل۔ دستور عشاق
شکیل پتافی	ملتان میں اُردو	۲۵۳ تا ۲۷۳	مشرقی ماہرین لسانیات نے اُردو کی ابتداء کے بارے میں کئی نظریات پیش کیے ہیں۔ کچھ سندھ کو اس کی جائے پیدائش گردانتے ہیں، کچھ دکن کو اور کچھ یہ سہرا پنجاب کے سر سجاتے ہیں۔ مضمون نگار کا کہنا ہے کہ وہ ملتان کو ہی اُردو کی اصل جائے پیدائش سمجھتے ہیں جہاں اس کی نشوونما ہوئی۔ اس مضمون میں مضمون نگار نے یہی بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔	شکیل پتافی۔ ملتان۔ مشرقی ماہر۔ لسانیات
صغیر افراہیم	''لکھنو کی پانچ راتیں اور دوسری یادیں'' ایک تجزیاتی مطالعہ	۳۸۱ تا ۳۸۷	یہ مضمون علی سردار جعفری کی آپ بیتی ''لکھنو'' کی پانچ راتیں اور دوسری یادیں کا تنقیدی مطالعہ ہے۔ اس آپ بیتی میں انھوں نے تہذیبی حوالے سے اپنے دور کے تجربات بیان کیے ہیں۔ اس مضمون میں اس آپ بیتی کی ادبی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔	اودھ۔ صغیر ابراہیم۔ لکھنو۔ آپ بیتی

طارق محمود	دکن میں اُردو تحقیق کی روایت ایک جائزہ	۱۶۴ تا ۱۸۰	اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ زبان انسان کی سماجی زندگی کی اہم ضرورت اور انسانی تہذیب کا سب سے اہم کارنامہ ہے۔ دکن شروع سے تعلیم، ادب اور تحقیقی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ دکن کو اُردو زبان و ادب کی جائے پیدائش کے طور پر بھی بے حد اہمیت حاصل تھی، اِسی طرح تحقیق کا عمل بھی دکن ہی سے شروع ہوا۔ اِس مضمون میں اُن نظریات پر بحث کی گئی ہے جن کی بدولت اُردو تحقیق کی روایت کو مضبوط کیا گیا۔ اِس کے علاوہ دوسرے کئی دبستانوں کا بھی مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔	طارق محمود۔ دکن۔ اردو تحقیق
طالب حسین سیال	اقبال کا متبادل تصوف: عمرانی زاویے	۳۴۱ تا ۳۷۰	اس مضمون مین علامہ محمد اقبال کے متعلق ثابت کیا گیا ہے کہ وہ بنی نوعِ انسان، ملتِ اسلامیہ اور بالخصوص پاک و ہند کے رہنے والوں کے مسائل کا تجزیہ کرنے اور اُن کا حل ڈھونڈنے کے لیے علم الحیات اور علم عمرانیات کے اُصولوں کو کیسے مدِنظر رکھتے ہیں۔	اجتہاد۔اقبال۔ اخلاقیات۔ تصانیف۔طالب حسین سیال۔ عمرانیات۔
عابد سیال	اُردو غزل پر ترقی پسند تحریک کے اثرات	۱۹۱ تا ۱۹۷	ترقی پسند تحریک نے اُردو ادب پر گہرے اثرات مُرتب کیے۔ دوسری اصناف کی طرح غزل پر بھی اسی کے زیرِ اثر رہے منفی اور مثبت دونوں قسم کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس مضمون میں اِن اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عابد سیال۔ ترقی پسند تحریک۔ اردو غزل۔
عشرت رومانی	ناصر بغدادی کا فن (افسانوی مجموعہ ''مصلوب'' کے حوالے سے)	۴۵۸ تا ۴۶۱	اس مضمون میں ناصر بغدادی کے افسانہ نگاری کا اُردو افسانہ نگاری کی روایت کے حوالے سے تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ اُن کے معاصرین میں اُن کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے۔	عشرت رومانی۔ ناصر بغدادی۔ 'مصلوب'۔ اردو افسانہ نگاری
علی احمد فاطمی	کچھ فراق کی نظمیہ شاعری کے بارے میں: دانتے کی فکر میں مابعد الطبیعاتی تصورات	۴۴ تا ۵۶	فراق گورکھپوری اُردو غزل کے ایک نامور شاعر ہیں۔ لیکن اُن کی نظم بھی بہت اہم ہے۔ یہ مضمون فراق کی نظم کے بارے میں ہے جس میں فراق کی نظم پر مختلف پہلوؤں سے تفصیلی بات کی گئی ہے۔ اس مضمون میں اُن کے ہم عصر شعراء سے بھی اُن کا موازنہ کیا گیا ہے۔	علی احمد فاطمی۔ فراق۔ نظمیہ شاعری۔ مابعد الطبیعاتی عناصر۔

فوزیہ جنجوعہ	شمالی پاکستان کی دیگر زبانیں اوراُن کی اُردو سے ہم آہنگی	۲۷۶ تا ۲۹۴	اس مضمون میں ایک ایسا نمونہ وضع کیا گیا ہے جس میں قومی زبان اُردو اور پاکستان کی شمالی زبانوں کی مماثلت کی سطح کا جائزہ لیا گیا ہےاور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شمالی پاکستان کی دیگر زبانوں کی اُردو کے ساتھ معنوی تغیرات کے باوجود غیر معمولی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔	شمالی پاکستان۔ فوزیہ جنجوعہ۔
محمد امیر ملک	خیال امروہوی کی شاعری میں غیر طبقاتی معاشرے کا آدرش	۴۶۲ تا ۴۷۳	خیال امروہوی فارسی کے پروفیسر تھےوہ ایک ترقی پسند شاعر تھے۔اُن کی شاعری کا نمایاں پہلو طبقاتی سماج کی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کرنا اور مساواتِ انسانی پرمبنی معاشرے کا آدرش ہے۔	محمد امیر ملک۔ خیال امروہی۔ غیر طبقاتی۔ معاشرے۔
محمد آصف اعوان	اقبال کا تصورِشعوری ارتقا اورختم نبوت	۳۳۴ تا ۳۴۰	اس مضمون میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو عقل وشعور کی دولت سے فیض یاب کیا اور پھر اسے اپنی صلاحیت میں بتدریج ترقی دی اور اللہ تعالی نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے حضرت محمدؐ کو بھیجا اوران کے بعد نبوت کا خاتمہ ہوگیا اور یہی انسانی شعور کی پختگی کا ایک قدرتی امتحان بھی تھا۔حضرت محمدؐ نے بھی یہ ثابت کیا کہ وہ انسانیت کے لیے آخری نبی ہیں۔	محمد آصف اعوان۔ عقل وشعور۔ ختم نبوت۔
محمد پرویش شاہین	واخی	۲۳۰ تا ۲۵۴	واخی پاکستان کے شمالی علاقوں میں بولی جانے والی ایک اہم زبان ہے۔ان علاقون مین سوات، مالاکنڈ، دیر، چترال وغیرہ شامل ہیں۔اس مضمون میں ایک تحقیقاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے جو اس زبان کے تعارف اورخصوصیات پر مشتمل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس زبان کے ساتھ اُردو کا بھی تقابل کیا گیا ہے۔	محمد پرویش شاہین۔ واخی۔سوات۔ مالاکنڈ۔دیر۔ چترال۔شمالی علاقہ جات۔
محمد سلیمان اطہر/الوار احمد	اُردو قاعدہ اوراُردو املا،تحقیق وتنقیدی جائزہ	۲۱۰ تا ۲۲۹	مضمون نگار نے اس مضمون میں اُردو زبان کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ قومی زبان کسی بھی آزاد قوم کی شناخت اورانفرادیت کا مظہر ہوتی ہےاوراُس زبان کا رسم الخط اُس کی بنیادی شناخت ہوتی ہے۔اِس مضمون میں اُردو قاعدہ جو کہ پنجاب، ٹیکسٹ بک بورڈ سے چھپا، کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد سلیمان اطہر/الوار احمد۔ رسم الخط۔ اردو قاعدہ۔ اردو املا۔

محمد یوسف خٹک	یورپ میں اُردو کا بطور زبان بین الاقوامی حلقہ	۴۰۴ تا ۴۰۹	دورِ جدید میں اُردو کو ایک جامع زبان کے طور پر مانا گیا ہے۔ معیار کی اس منزل تک پہنچنے کے لیے اُردو نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ یورپ میں اُردو زبان کو متعارف کروانے والی شخصیات کا ذکر بھی مضمون میں موجود ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح یہ کوشش اور زبان و ادب کے لیے سود مند ثابت ہوئی۔	محمد یوسف خٹک۔ یورپ میں اردو۔ اردو بطور زبان۔
ممتاز احمد خان	مستنصر حسین تارڑ کے دو ناول	۳۷۱ تا ۳۸۰	یہ مضمون مستنصر حسین تارڑ کے دو ناولوں ''قربتِ مرگ میں محبت'' اور'' قلعہ جنگی'' کا تنقیدی جائزہ ہے۔ تارڑ ایک جانے مانے ناول نگار ہیں۔ اِن کے مندرجہ بالا ناولوں کے کرداروں اور کہانی کو پاکستانی معاشرت کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اِن دونوں ناولوں کے اُردو ادب میں مقام کا بھی تعین کیا گیا ہے۔	ممتاز احمد خان۔ مستنصر حسین تارڑ۔ 'قلعہ جنگی'۔ 'قربتِ مرگ میں محبت'۔
مہر اختر وہاب	محمد حسن عسکری پاکستانی ادب کا نقاد	۳۸۸ تا ۳۹۸	پاکستانی ادب کے معروف نقاد محمد حسن عسکری نے ۱۹۴۷ء کے بعد ادب و تنقید کے متعدد نئے اور سنجیدہ مباحث کا آغاز کیا۔ وہ قیامِ پاکستان کے بعد کے دور کے ہمہ جہتی مفکر اور اہم ترین نقاد تھے۔ اس مضمون میں عسکری کے تنقیدی نظریات پر بحث کی گئی ہے۔	مہر اختر وہاب۔ محمد حسن عسکری۔ پاکستانی ادب۔
نجیبہ عارف	ممتاز مفتی کا افسانوی ادب معاصر ادبی رجحانات کے تناظر میں	۴۱۹ تا ۴۴۵	نجیبہ عارف نے یہ مضمون ممتاز مفتی کے افسانوی ادب کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ اس حوالے سے اُن کا کہنا ہے کہ اِن کی اُبِن افسانہ نگاری ایک واضح سماجی و عمرانی مقصد آفرینی سے عبارت ہے۔ وہ اپنے معاصر افسانہ نگاروں سے ایک گونہ مماثلت بھی رکھتے ہیں مگر ان کی انفرادیت اس مماثلت پر حاوی ہے۔	نجیبہ عارف۔ ممتاز مفتی۔ جدید فکشن۔ ادبی رجحانات۔
نذر خلیق/شفیق احمد	سرقہ اور جعل سازی کی روایت (دوسری زبانوں کے حوالے سے)	۳۷ تا ۴۳	یہ مضمون سرقہ اور جعل سازی کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔ سرقہ اور جعل سازی ہر زبان میں موجود ہے۔ نثر اور شاعری دونوں میں کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً'' گلزارِ نسیم'' کے کچھ حصے سرقہ ہیں۔ گویا نظم ہو یا نثر سرقہ اور جعل سازی سے مبرا نہیں ہے۔	حوالہ۔ سرقہ۔ عقیدت نذر خلیق/ شفیق احمد

تخلیقی ادب: ۶ (۲۰۰۹ء)

مدیران: رشید امجد، عابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اظہار اللہ اظہار	فیض احمد فیض کی حسیاتی شاعری' 'ایک تجزیہ' '	۳۸۳ تا ۳۸۹	فیض احمد فیض کی سرشت چونکہ شاعری سے بنی تھی اس لیے ماحول کی رعایت اور لحاظ رکھنے کے باوصف وہ شاعرانہ تجربوں کو کسی دوسری ترجیح پر نہیں رکھتے۔ بلکہ بدلتے موضوعات کو شعریت کے ماتحت رکھتے ہیں۔ وہ ادبی روایات کی پاسداری کرتے کرتے خود ایک ادبی روایت کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔	اظہار اللہ اظہار۔ حسیاتی شاعری۔ فیض احمد فیض۔
افضال احمد انور	ڈاکٹر ابو سعید نور الدین کی اقبال شناسی ' 'اسلامی تصوف اور اقبال' ' کے تناظر میں	۳۰۶ تا ۳۱۴	ڈاکٹر ابو سعید نور الدین کا تحقیقی مقالہ ' 'اسلامی تصوف اور اقبال' ' اقبال اکیڈمی کراچی نے ۱۹۵۹ء میں پہلی بار شائع کیا۔ اس مقالے پر کراچی یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کا اعزاز دیا۔ اس موضوع پر چونکہ یہ پہلا مقالہ تھا۔ لہٰذا اس میں کسی تشنگی کا احساس بعید از امکان نہیں۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی جو اس مقالے کے شریک نگران تھے، نے بھی اس تشنگی کو محسوس کیا اور انھوں نے ایک جامع کتاب اسی موضوع پر خود تخلیق کی۔ زیر نظر مقالے میں اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ڈاکٹر ابو سعید کا مقالہ اپنے موضوع سے کس حد تک انصاف کرتا ہے۔	افضال احمد انور۔ ابو سعید نور الدین۔ اسلامی تصوف اور اقبال۔ اقبال شناسی۔ ابو الیث صدیقی۔
بشریٰ شریف	دردؔ کے غزلیہ اشعار کے انگریزی تراجم	۱۶۰ تا ۱۶۸	میرؔ و سوداؔ کے عہد کا ایک نمائندہ شاعر خواجہ میر دردؔ ہیں جو فارسی، عربی، قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور تصوف پر بطور خاص قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بارہ ہے جن میں ' 'دیوان اردو' ' کے سوا تمام تصانیف فارسی میں ہیں۔ دردؔ کی غزلوں کے اشعار کو انگریزی قالب میں بھی ڈھالا گیا ہے۔ اگرچہ مترجمین تصوف، اس کے مراحل اور تقاضوں کے ساتھ دردؔ کے انداز بیان اور خیالات کی نزاکت کو اپنے اندر جذب نہ کر سکے تاہم ان کے مترجمین نے کلاسیکی شعری روایت کو زبان غیر میں متعارف کرانے کی عمدہ کوشش کی ہے۔	بشریٰ شریف۔ میر دردؔ۔ میرؔ و سوداؔ کا عہد۔ کلاسیکی شعری روایت۔

پروین کلو	ترجمہ معیارات اور افادیت	۱۱۲ تا ۱۲۰	ترجمہ نے ہر عہد میں نئے نئے افکار و نظریات کو ایک قوم سے دوسری قوم تک پہنچایا ہے۔ ایک تہذیب کو دوسری تہذیب سے روشناس کرایا ہے۔ ترجمے کے ذریعے ہی ایک زبان دوسری زبان کے اظہارات، اس کے مزاج اور اس کی نحوی ساخت سے متعارف ہوکر اپنا روپ بدلتی اور وسعت حاصل کرتی ہے۔ زیر نظر مقالہ ترجمے کی افادیت اور معیار کا احاطہ کرتا ہے۔	پروین کلو ترجمہ معیارات اور افادیت۔ دوسری زبان۔ اظہارات۔
تبسم کاشمیری	اردو ادب کی تاریخ کیسے لکھی گئی	۱۹۰ تا ۲۰۵	''اردو ادب کی تاریخ'' لکھتے ہوئے مصنف کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں ادوار کی تقسیم، سوانحی مسائل اور تنقید و تحقیق سے متعلق ان گنت مسائل ہیں۔ زیر نظر مقالے میں مذکورہ مسائل میں سے ادبی تاریخ کی تکنیک، اس کی عملی شکل، سیاسی، تہذیبی، معاشی اور فکری تاریخ سے متعلق مؤلف تاریخ ادب کے تجربات و مشاہدات بیان کیے گئے ہیں۔	تبسم کاشمیری۔ اسالیب۔ اوساکا۔ لکھنؤ۔ اردو ادب کی تاریخ
جمشیر علی	معز اللہ خان کی اردو شاعری	۱۷۴ تا ۱۸۹	معز اللہ خان کی اردو شاعری اردو زبان کی قدامت اور وسعت کا ثبوت ہے۔ شمالی ہند میں جب اردو شاعری کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ معز اللہ خان اس وقت بھرپور انداز سے اردو شعر کہہ رہے تھے۔ ان کا دستیاب کلام کم ہے۔ معز اللہ کی شاعری پشتو اور فارسی زبان میں بھی ہے تاہم یہ مضمون معز اللہ کی اردو شاعری کے فنی و فکری جائزہ پر مشتمل ہے۔	جمشیر علی۔ معز اللہ خان۔ شمالی ہند۔
جواز جعفری	خاک سے اٹھنے والا فن	۸۱ تا ۱۰۰	انسانی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ فن پہلوانی انسان کی مانند قدیم ہے۔ طاقت کے فنکارانہ اور دانش مندانہ استعمال کا نام فن پہلوانی ہے۔ شاہ جہاں نے جن علوم و فنون کی حوصلہ افزائی کی ان میں ایک فن پہلوانی بھی تھا۔ یہ مضمون اس عظیم فن اور اس سے وابستہ فنکاروں کی خدمات سے بحث کرتا ہے۔	جواز جعفری۔ گاما پہلوان۔ شاہ جہاں۔ فن پہلوانی۔

حافظ عبدالرحیم	برصغیر پاک و ہند میں عربی لغات کا آغاز و ارتقا: ایک تحقیقی جائزہ	۶۵ تا ۷۳	عربی زبان منبع علوم شریعت قرآن و حدیث کی زبان ہے۔ یہ زبان علمی، ادبی اور ثقافتی ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کی دینی حیثیت مسلم ہے۔ تمام علماے امت کا اتفاق ہے کہ عربی زبان سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ قائم رکھنا اسلامی فرائض میں اہم فریضہ ہے۔ چنانچہ عربی سے عربی اور عربی سے اردو یا اس کے برعکس معتبر لغات و قوامیس کی تالیف ان کوششوں کا انتہائی قابل ذکر حصہ ہے۔ اس مقالے میں انھی لغات کا جائزہ لیا گیا جو عربی ۔ اردو ڈکشنری اور اردو ۔ عربی ڈکشنری کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔	حافظ عبدالرحیم ۔ المنجد ۔ عربی لغات ۔ معاجم
خواجہ غلام ربانی مجال	کیفیہ: لسانی و املائی مطالعہ	۲۵۴ تا ۲۶۴	یہ مقالہ بنیادی طور پر پنڈت برج موہن دتا تریہ کیفی کی اُردو قواعد پر مبنی کتاب ''کیفیہ'' کے لسانی و املائی مطالعہ پر مبنی ہے۔ ''کیفیہ'' اُن کی یادگار ادبی کتاب ہے۔ کئی سال انجمن ترقی اُردو میں بابائے اُردو کے ساتھ ادبی اور صحافتی کام کرتے رہے۔ اس کتاب ''کیفیہ'' میں برسوں کی تحقیق، مطالعہ اور سوچ بچار کے نتیجے اس کتاب میں محفوظ کر دیے گئے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے پہلے قواعدِ اردو کی واقفیت ضروری ہے ورنہ اس سے پورا فائدہ اُٹھانا مشکل ہوگا۔	خواجہ غلام ربانی مجال صوتیاتی ۔ نصاب ۔ پنڈت برج موہن ۔ کیفیہ ۔
ذکاء اللہ خان	بیسویں صدی کا پہلا اردو اخبار	۱۳۷ تا ۱۴۰	بیسویں صدی میں متحدہ ہندوستان میں اردو کا سب سے پہلا اخبار ''وطن'' ۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا۔ اوائل میں یہ ہفتہ وار تھا بعد میں روزنامہ ہو گیا۔ اس اخبار نے تیس سال کی مدت تک اپنا سفر جاری رکھا تاہم تاریخ میں مسلمانوں کے ایک موقر جریدے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مختصر مضمون مذکورہ اخبار اور اس کے مدیر کے تعارف پر مبنی ہے۔	ذکاء اللہ خان ۔ صحافت ۔ مدیر ۔ بیسویں صدی کا پہلا اردو اخبار ۔ 'وطن'۔
رابعہ سرفراز	فن کی جہات اور دائرہ کار	۲۸۱ تا ۲۹۴	یہ مقالہ فن کی مختلف جہات اور دائرہ کار پر مبنی ہے۔ فن اپنی وضعی صورت میں مہارت یعنی Skill کا مفہوم رکھتا ہے۔ انسانی دماغ کی بہترین تہذیبی اور تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار فن ہی کے ذیل میں آتا ہے۔ اپنے وسیع تر استعاراتی مفہوم میں فن کارکردگی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔	رابعہ سرفراز ۔ استعاراتی مفہوم ۔ فن کی جہات ۔

روبینہ ترین	شفیق الرحمٰن کے افسانے: رومان اور مزاح کا امتزاج	۳۴۹ تا ۳۵۵	شفیق الرحمٰن کی تخلیقی شخصیت نے اپنے آپ کو جہات میں تقسیم کیا ہے۔ انھوں نے مزاح لکھا، افسانے تحریر کیے، سفرنامے لکھے، تراجم کیے مگر جس صنفِ ادب میں انھوں نے اپنی پہچان بنائی وہ افسانہ ہے۔ شفیق الرحمٰن کے افسانے ایک نئے تخلیقی ذائقے کے حامل ہیں جس میں مزاح اور رومان کی آمیزش واضح دکھائی دیتی ہے۔ کسی بھی تخلیق کار کا جائزہ اُس وقت مکمل نہیں ہوسکتا جب تک اُس کے عہد کی ادبی روایت اور اُس کے معاصرین کی ادبی خدمات کے تناظر میں اس کی صلاحیتوں کا جائزہ نہ لیا جائے زیرِ نظر مقالے کا موضوع شفیق الرحمٰن کی افسانہ نگاری اور مزاح پر مبنی ہے۔	پریم چند۔ تخلیقی جوہر۔ رومانویت۔ علیا کی ٹلی۔ روبینہ ترین۔ شفیق الرحمٰن۔
زاہد منیر عامر	مولانا ظفر علی خان ...... مجہول اناث میں	۲۶ تا ۳۵	مولانا ظفر علی خان بے باک صحافت، بے مثال بدیہہ گوئی اور زندہ تراجم کے باعث تاریخ اردو زبان و ادب کا ناقابلِ فراموش نام ہیں۔ ان کے قارئین اور مداحوں میں طبقۂ ذکور کے علاوہ طبقۂ اناث بھی شامل تھا جو برصغیر کے روایتی سماج میں عقیدتوں کو سینے میں چھپائے رکھا تھا۔ یہ مضمون مولانا کے سوانح اور شخصیت کے مطالعے کے اس نئے رخ کو سامنے لاتا ہے۔	بیٹیوں۔ خواتین۔ ڈائری۔ روایت۔ زاہد منیر عامر۔
زینت افشاں	سائنسی نقطہ نظر اور ادبی ولسانی تحقیق	۱۶۹ تا ۱۷۳	ادبی ولسانی تحقیق کے موضوعات سماجی نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان کا تعلق عمرانیات، نفسیات اور فنون کے شعبوں سے ہوتا ہے اس لیے ادبی ولسانی تحقیق اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اس میں عمرانی، نفسیاتی اور فنی تحقیق کے اصولوں کا خیال رکھا جائے۔ ان اصولوں کی پیروی کے بغیر کی گئی تحقیق محض کاغذی کارروائی اور کارِ فضول کے علاوہ کچھ نہیں۔ ادبی ولسانی تحقیق کو سائنسی نقطہ نظر اپنائے بغیر منظم، منطقی اور قابلِ توثیق نہیں بنایا جاسکتا۔	زینت افشاں۔ ادبی ولسانی تحقیق۔ عمرانیات۔

ساجد جاوید	البرٹ کامیو کا ناول ''بیگانہ'' کرداری مطالعہ	٢٣٧ تا ٢٥٣	البرٹ کامیو (Albert Camus) عظیم فرانسیسی ناول نگار ہیں جنھیں ادب کے نوبل پرائز سے نوازا گیا۔ ناول نگار کے علاوہ افسانہ نگاری، ڈراما نگاری اور دیگر غیر افسانوی اصناف نثر میں بھی ان کا قابل قدر کام موجود ہے۔ ''بیگانہ'' لایعنیت کے گرداب میں پھنسے ایک فرد کی کہانی ہے۔ جو مغربی معاشرے کی اخلاقی قدار اور روایات کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ مقالہ مذکورہ بالا ناول کے کرداری مطالعہ پر مبنی ہے۔	مرسو۔ ساجد جاوید۔ البرٹ کامیو۔ ادب کا نوبل پرائز۔
سعید احمد	ایک قدیم بیاض کا تعارف	١٣١ تا ١٣٧	تدوین متن کے لیے بیاضیں ایک نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان سے نہ صرف شعراء کے دور کا تعین ہو جاتا ہے بلکہ بعض بیاضیں چند شاعروں کے منتخب کلام کا مجموعہ ہوتی ہیں ایسی بیاضیں اصل متون کا کام دیتی ہیں اس مضمون میں بیاضوں کی اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک قدیم بیاض کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں دیگر نامور شعراء کے ساتھ ساتھ بہادر شاہ ظفر کی ٨ غزلیات درج ہیں۔ ان منتخب آٹھ غزلوں کا بہادر شاہ ظفر کے مطبوعہ دیوان سے تقابلی تجزیہ بھی شامل ہے۔	بہادر شاہ ظفر۔ بیاض۔ ترقیمہ۔ سعید احمد۔
سعید احمد	تحریفات کنہیا لال کپور	٣٧٦ تا ٣٨٢	اگرچہ کنہیا لال کپور کا شمار صفِ اول کے مزاح نگاروں میں نہیں ہوتا لیکن دوسری صفِ کے مزاح نگاروں میں کپور کا نام بہت نمایاں ہے۔ کنہیا لال کپور ایک بسیار نویس مزاح نگار تھے۔ اس رطب و یابس میں اعلیٰ پائے کی تحریریں کم ہیں لیکن یہ چند تحریریں اُردو کے مزاحیہ ادب میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔	پیروڈی۔ سعید احمد۔ تحریفات۔ کنہالال کپور۔ مزاح نگاری۔
سلیم اختر	مشاعرہ کا کلچر	٢١٢ تا ٢٢٠	غزل بلاشبہ اردو دنیا کی مقبول ترین اور پسندیدہ ترین صنفِ سخن ہے۔ صدیوں کے تہذیبی سفر اور برصغیر کی مخصوص ثقافتی اقدار نے غزل کے مخصوص کلچر کی تشکیل کی ہے اور مشاعرہ غزل کے مخصوص کلچر کا مظہر ہے۔ غزل اور مشاعرہ لازم و ملزوم کی حیثیت کے حامل ہیں۔ مشاعرہ سخن شناسی، سخن فہمی اور سخن سنجی کے ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ زیر نظر مقالہ مشاعرے کی اہمیت و روایت کو نظر میں رکھ کر تحریر کیا گیا ہے۔	سلیم اختر۔ مشاعرہ کا کلچر۔ سخن شناسی۔

سہیل احمد	چارلس بودیلیئر اور میرا جی: مماثلتیں اور اختلافات	۲۲۱ تا ۲۳۲	بودیلیئر اور میرا جی دونوں نے صنعتی و مشینی ترقی کے تحت تشکیل پانے والی زندگی کا تجزیہ فرد کے احساسِ شکست، اس کی تنہائی، محرومی اور نارسائی کے تناظر میں کیا۔ ادب میں نئی روایات کی تشکیل میں دونوں کا کردار بڑا اہم رہا۔ زیرِ نظر مقالے میں دونوں کی شخصیت اور شاعری میں موجود مماثلتوں اور اختلافات کو پیش کیا گیا ہے۔	سہیل احمد۔ چارلس بودیلیئر۔ نئی ادبی روایات۔ میرا جی۔
سید عامر سہیل	ادبی تاریخ کیا ہے؟	۲۰٦ تا ۲۱۱	ادب کی دیگر اصناف غزل، نظم، افسانہ ناول کی تعریف کے تعین کی طرح ادبی تاریخ کا بھی واضح مفہوم اور پیرا ڈائم ہونا ضروری ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اردو ادب میں ادبی تاریخ کے نظریے کے ارتقاء و روایت کے جائزے اور اس کے فکری امکانات کے تعین کی کوشش کی گئی ہے۔	ادبی تاریخ۔ جدیدیت۔ سید عامر سہیل۔ اصنافِ ادب۔
سید مظہر جمیل	جدید سندھی ادب کے چند بنیاد گزار مستشرقین	۳۰٦ تا ۳۹	جدید سندھی ادب کے ابتدائی دور اور عہدِ تاسیس میں چند انگریزوں نے جو اپنی ملازمت اور دیگر ذمے داریوں کے تعلق سے سندھ میں مقیم تھے، سندھی زبان و ادب کے سلسلے میں نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں، جنھیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب مستشرقین جدید ادب کے بنیاد گزاروں میں شامل ہیں یہ مضمون انہی مستشرقین کے تعارف اور خدمات کا تذکرہ ہے۔	مستشرقین۔ سید مظہر جمیل۔ جدید سندھی ادب۔
شفیق احمد	اقبال اور صوفیاء کی انسان دوستی	۳۲۲ تا ۳۲۸	صوفیاء عقیدہ پرستی کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ وہ حسنِ نیت اور حسنِ عمل کو اہمیت دیتے ہیں۔ جبکہ فرقہ پرست اور پیشہ ور علماء نے مسلمانوں کو کئی مکاتبِ فکر میں تقسیم کر دیا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک اپنے مخصوص مکتبِ فکر کو صحیح سمجھتا ہے اور باقی مکاتبِ فکر کے علماء کو نہ صرف غلط اور گمراہ قرار دیتا ہے بلکہ کبھی کبھی اپنے مخالف کو دائرہ اسلام سے بھی خارج کر دیتا ہے۔ اس مقالے میں اقبال اور صوفیاء کی انسان دوستی کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ علامہ اقبال بین المذاہب ہم آہنگی اور یگانگت کے قائل تھے۔ وہ ایک انسان دوست مفکر کی حیثیت سے سمجھتے تھے کہ دُنیا میں مل جل کر رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور ہر مذہب کا احترام کیا جائے۔	چہل روزہ۔ حافظ شیرازی۔ خواجہ غریب نواز۔ شفیق احمد۔ اقبال۔ انسان دوستی۔ صوفیاء۔

شفیق انجم	غلام محی الدین میر پوری: ایک محقق	۱۲۱ تا ۱۳۶	غلام محی الدین میر پوری کی مثنوی ''گلزار فقر'' (۱۱۳۹ھ) پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی کا ایک اہم حوالہ ہے تاہم مذکورہ کتاب میں پیش کردہ معلومات مختصر ہیں۔ بعد میں کئی محققین نے اس تصنیف کے حوالے سے بالتفصیل لکھا ہے لیکن ان کے وضع کردہ خطوط میں خاصا ابہام ہے۔ زیر نظر مضمون میں مصنف کی سوانح اور خاندان کے حوالے سے تحقیق پیش کی گئی ہے۔	تصوف۔ مثنوی۔ شفیق انجم۔ غلام محی الدین میر پوری۔ گلزار فقیر۔ حافظ محمود شیرانی
طارق حبیب	رومی شناسی کے میدان میں خلیفہ عبدالحکیم کی خدمات	۳۳۵ تا ۳۴۲	رومی شناسی کے حوالے سے پاکستانی دانشوروں، ادیبوں اور مفکرین کی اہمیت اور خدمات سے انحراف و انکار ممکن نہیں۔ ان مصنفین میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر سید محمد اکرام شاہ اور افضل اقبال کے نام رومی شناسی میں عالمی سطح پر اہمیت رکھتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ بنیادی طور پر خلیفہ عبدالحکیم کے مختصر حالات اور مولانا جلال الدین رومی کے حوالے سے اُن کی خدمات کے ایک تعارف پر مشتمل ہے۔	شعبۂ فلسفہ۔ عثمانیہ یونیورسٹی۔ طارق حبیب۔ رومی شناسی۔ خلیفہ عبدالحکیم۔ سید محمد اکرام شاہ۔ افضل اقبال۔
طارق محمود	مجلّہ عثمانیہ: ایک عہد ساز مجلّہ	۱۲۷ تا ۱۳۶	اردو زبان و ادب کے فروغ میں رسائل کے بنیادی کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بیسویں صدی کے اہم اور نادر کاموں میں جامعہ عثمانیہ کا قیام ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے جسے پہلی اردو یونیورسٹی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جامعہ عثمانیہ نے فروغ اردو کے تحت ایک علمی و ادبی مجلّہ ''مجلّہ عثمانیہ ۱۹۲۷'' کا اجرا کیا۔ اس مجلّے نے ہر صنف کے لکھاریوں کی پرورش و پرداخت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ زیر نظر مقالے میں اس تاریخی رسالے کی خصوصی اشاعتوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔	فروغ اردو۔ طارق محمود۔ مجلّہ عثمانیہ۔ جامعہ عثمانیہ۔
عابد خورشید	ژاک دریدا کے تنقیدی نظریات	۲۴۳ تا ۲۴۶	ژاک دریدا جدید دور کے اہم تنقیدی مفکرین میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کے تنقیدی نظریات کے گہرے اثرات اُردو زبان و ادب پر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس مقالے میں ژاک دریدا کے اہم تنقیدی نظریات پر بحث کی گئی ہے۔	ساختیات۔ قطعیت۔ معیارات۔ نظریہ تنقید۔ عابد خورشید۔ دریدا۔

عابد سیال	اُردو غزل پر اقبال کے اثرات	۳۱۵ تا ۳۲۱	اُردو غزل پر اقبال کے اثرات ہمہ جہت اور ہمہ گیر ہیں۔اُن کے ابتدائی دور کی شاعری نے ہی اُن کے معاصرین کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا۔اس مقالے میں اُن اثرات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے جو اقبال کی غزل نے اپنے معاصر اور بعد کے شعراء پر مرتب کیے۔	عابد سیال۔ جہانِ معنی۔ یوٹوپیا۔ اردو غزل۔ اقبال
عظمیٰ بیگم	مکہ میں خواتین کا معاشرتی کردار	۳۹۹ تا ۴۱۲	یہ مقالہ مکہ میں عورتوں کے معاشرتی کردار اور خدمات کے موضوع پر مبنی ہے۔اس مقالے میں اسلام سے قبل عورتوں کی معاشرتی حیثیت پر بحث کی گئی ہے اور اُسکے اور اسلام میں عورت کی عزت، اہمیت اور حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	عظمیٰ بیگم۔ صحابیات۔ اسلام اور خواتین۔ عرب میں خواتین
عقیلہ بشیر	عزیز احمد کے ناولوں میں عورت کا جنسی و رومانوی پہلو	۳۵۲ تا ۳۶۴	عزیز احمد نے ادبی تنقید، تراجم، مقالات، تاریخ، افسانہ، شاعری، ڈرامہ، غرض تمام ادبی اصناف میں طبع آزمائی کی اور بہت سی وقیع تصانیف رقم کیں۔تاہم اُن کی وجہِ شہرت ناول نگاری ہے۔عزیز احمد کے ناولوں کا بنیادی خیال عورت اور اُس کی جنسی کشش اور جہاں ان دو عناصر کی کارفرمائی ہوگی وہاں تلذذ کا پہلو بھی زیادہ اُجاگر ہوگا۔	گریز۔ عقیلہ بشیر۔ عزیز احمد۔ عزیز احمد کے ناول۔ ادبی تنقید
علی احمد فاطمی	ناول کی شعریات ..... چند مباحث	۲۷۲ تا ۲۸۰	ناول ادب کی ایک اہم صنف ہے۔اس صنفِ ادب پر بے شمار مقالے لکھے جا چکے ہیں اس مقالے میں ناول کی مکمل شعریات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔سب سے پہلے شعریات یعنی (Poetics) کی اصطلاح پر بحث کی گئی ہے۔اُردو کے پُرانے ناقدوں نے نئے ناولوں کی پُرانے طرز کی تنقید سے جانچ پرکھ کی ہے اور اپنے طور پر صحیح غلط نتیجے نکالتے رہے۔وہ کچھ ایسی معمولی اور غیر ضروری بحثوں اور خانوں میں پھنسے رہے کہ ناول کی شعریات، جمالیات اور سماجیات پر نئے ناولوں کے حوالے سے گفتگو نہ ہو سکی، جس کی شدید ضرورت ہے۔	اصطلاحات۔ تخلیقیت۔ علی احمد فاطمی۔ ناول کی شعریات۔ بیانیہ ناول۔ پوسٹ ماڈرن ناول

فائزہ فرمان	اکروستی ....ایک متروک صنعتِ لفظی	۱۵۶ تا ۱۵۹	اکروستی یا صنعتِ توشیح لسانی اظہار کے حوالے سے اردو شاعری میں قابلِ قدر اضافہ کہلاسکتی ہے۔اس صنعتِ لفظی میں شاعر کو ایک دماغی مشق سے گزرنا پڑتا ہے۔شاعر کو نظم لکھتے وقت مناسب منصوبہ بندی اختیار کرنا ہوتی ہے۔چونکہ یہ صنعت کافی سوچ و بچار کا نتیجہ ہے اس لیے موجودہ زمانے میں اسے استعمال کرنے سے گریز کیا جارہا ہے۔زیرِ نظر مقالہ اس صنف کے تعارف، استعمال اور مثالوں پر مشتمل ہے۔	فائزہ فرمان۔ اکروستی۔ صنعت۔ معمہ۔ عبرانی نظم۔ صنعتِ توشیح
فواد بیگ	خواب اور حقیقت کا رشتہ	۲۹۵ تا ۲۹۸	خواب ازل سے انسان کے لیے نہ صرف دلچسپی کا سامان ہے بلکہ قدیم وقتوں سے انسان خوابوں سے طرح طرح کے مطالب بھی اخذ کرتا رہا ہے۔نہ صرف یہ بلکہ کئی لاکھ انسانوں کی نفسیات کو براہِ راست متاثر کرنے میں بھی انہی خوابوں کا دخل رہا ہے۔اس مقالے میں نہ تو خوابوں کی تعبیرات سے متعلق بحث کی گئی ہے اور نہ ہی انسانی نفسیات پر خوابوں کے اثرات اس کا موضوع ہیں۔اس مقالے میں ایسے سوالات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی مدد سے خواب اور حقیقت کے مابین رشتہ واضح کرنے میں مدد مل سکے۔	پیغامات شباہت۔ حصریہ موصولہ۔ فواد بیگ۔ خواب اور حقیقت
قاضی عبدالرحمٰن عابد	پیامِ مشرق: ماہیت اور تکنیک کے نئے تجربے	۲۹۹ تا ۳۰۵	علامہ اقبال ہمہ وقت ایک تخیلاتی شاعر، فلاسفر اور مفکر ہیں۔ اُنھوں نے اپنی شاعری میں بہت سے نئے اور منفرد تجربات کیے ہیں۔ اس مقالے میں اقبال نے فارسی شاعری کی روایتی ہیئتوں اور تکنیک سے انحراف کی جو روش اختیار کی ہے اُسے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔اقبال نے ایک خلاق تخلیق کار کی طرح فارسی نظم کو تکنیک کا ایک نیا روپ عطا کیا ہے۔	بحرِ ہزج۔ ساربان۔ فلسفیانہ۔ قاضی عبدالرحمٰن عابد۔ پیامِ مشرق۔ فارسی نظم

محمد ارشد اویسی / سمیرا اکبر	سندھی زبان کی تدریس کے لیے مسودہ قانون ۱۹۷۲ء دستوری بعلمی تناظر میں	۵۰ تا ۶۴	باب الاسلام سندھ صدیوں سے تاریخ وصحافت، تہذیب و تمدن، علوم وفنون کا مرکز اور تصوف وروحانیت کا گہوارہ رہا ہے۔ سندھی میں عربی اور فارسی کے الفاظ ملے ہوئے ہیں یہ زبان عربی حروف میں لکھی جاتی ہے سندھی کے علاوہ یہاں اردو، بروہی، مکرانی، مری، گجراتی اور انگریزی بولی جاتی ہے۔ سندھی زبان سندھی شناخت کی ایک علامت ہے اور سندھی نیشنل ازم کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہے۔ ۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال کا قانون صوبائی اسمبلی سندھ سے پاس ہوا۔ یہ مضمون اسی بل کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	سندھی زبان کی تدریس۔ مسودہ قانون ۱۹۷۲ء۔ بروہی۔ مکرانی۔ گجراتی۔ مری۔ محمد ارشد اویسی / سمیرا اکبر
محمد انور خان	توقیعات: عربی ادب کی انوکھی صنف	۱۴۸ تا ۱۵۷	توقیعات عربی زبان کی ادبی نثر کی اصناف میں سے ایک ہے جس میں بلیغ تعبیر کے اجزا متوفر ہیں۔ اس مضمون میں توقیع کے لغوی و اصطلاحی معنی کے تعارف کے بعد اس کے آغاز کا مختصر تعارف ہے۔ توقیعات کے اہم ادبی وتاریخی مصادر کے ساتھ ساتھ اسلامی خلافت کے آغاز و استحکام کے ساتھ مختلف ادوار میں یہ صنف جس طرح پروان چڑھی نیز توقیعات لکھنے والی شخصیات اور اس صنف کا اسلامی ریاست میں جو ادبی وسیاسی مقام ہے۔ سب امور کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	ادب۔ توقیع۔ خلافت۔ سیاست۔ محمد انور خان۔ عربی زبان

محمد آصف	عصرِ حاضر میں فکرِ اقبال کی ضرورت	۳۲۹ تا ۳۴۴	عہدِ حاضر میں تہذیبوں کے تصادم، آفاقی تہذیب اور نئے عالمی نظام کے تصورات نہ صرف مغرب کے نوآبادیاتی نظام کو مستحکم کرنے میں مدد دے رہے ہیں بلکہ انسانیت اور دُنیا کے امن کو بھی تباہی کے دہانے تک لے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال میں دُنیا کے انصاف پسند دانشور اور ہم آہنگی اور پر امن دُنیا کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اقبال وہ دانشور ہیں جنھوں نے مختلف تہذیبوں، اسلام اور مغرب کے مطالعے کے حوالے سے غیر معمولی فکری گہرائی، توازن اور غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ اس صورتحال میں اقبال کے افکار بے حد اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عصری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر مدلل اور معروضی انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے اقبال کے افکار کو سمجھا جائے اور اقبال کے افکار سے رہنمائی حاصل کی جائے۔	اتحادِ انسانیت۔ آدم شناسی۔ ملوکانہ نفسیات۔ محمد آصف۔ فکرِ اقبال
محمد فخر الحق نوری	مجید امجد کے تصورِ وقت میں ''امروز'' کی اہمیت	۳۴۴ تا ۳۴۸	۲۰ ویں صدی کا شعری منظر نامہ، اقبال کے بعد جن بڑے شاعروں کا مرہونِ احسان ہے اُن میں فکرِ رازِ ہستی کے پرستار مجید امجد بھی شامل ہیں۔ اُن کی شاعری اس اعتبار سے فکر انگیز اور خیال افروز ہے کہ انھوں نے حیات و کائنات کے مسائل کے بارے میں والہانہ شغف کا اظہار کیا ہے ان مسائل میں وقت کی حقیقت و ماہیت ایک ایسا بنیادی سوال ہے جس کے ساتھ مجید امجد کو بطورِ خاص گہری دلچسپی ہے اور اس کے مختلف پہلو ان کے دل و دماغ میں گونجتے رہے ہیں۔ وقت اور اس کے مظاہر کا کلی ادراک آسان نہیں ہے۔ تاہم غور و فکر میں بھی ایک لذت پوشیدہ ہے۔ مجید امجد نے اپنی نظم ''امروز'' میں اسی حقیقت کو مدِ نظر رکھا ہے۔	ابدیت۔ روز و شب۔ سمندر۔ سُرعت۔ محمد فخر الحق نوری۔ مجید امجد۔ تصورِ وقت۔ بیسویں صدی

محمود احمد	بدنی زبان میں تخلیق متن اور اردو کارپس	۱۰۱ تا ۱۱۱	غیر ملکی/ ثانوی زبان میں متن لکھنا یا ترجمہ کرنا پیچیدہ کام ہے۔ عام طور پر زبان اول/ مادری زبان کی لغوی، صرفی ،نحوی حتیٰ کہ صوتی ساختیں متعلم اور مترجم کے ذہن میں اس طور سے نقش ہوتی ہیں کہ غیر ملکی ثانوی زبان کی ساختیں بھی غیر ارادی طور پر زبان اول کے حوالے سے سیکھی جاتی ہیں ۔زیر نظر مقالے میں انگریزی میں تحریر اور ترجمے کے عمل کے دوران درآنے والی الجھنوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ترجمہ۔ ذولسانی۔ لغت۔ کارپس۔ بدنی زبان ۔ محمود احمد
معین الدین عقیل	مسیحی قبرستانوں میں فارسی و اردو کتبات	۹ تا ۲۵	یہ مضمون مسیحی قبرستانوں میں اردو و فارسی زبان میں لکھے گئے کتبات کے متعلق ہے۔ ہندوستان میں مسیحی قبرستانوں کی تعمیر یورپی مبلغوں اور تاجروں کے ہندوستان آنے اور یہاں قیام کرنے کے ساتھ شروع ہوئی ۔ عام معاشرتی رواج کے تحت اور عام استعمال کی زبان بن جانے کے باعث مسیحی کتبات پر فارسی اور اردو زبانوں میں کندہ عبارات ملتی ہیں ۔مضمون ایسی عبارتوں کی مثالوں سے مزین ہے۔	مسیحی ۔ مقابر۔ منقش ۔ معین الدین عقیل ۔ فارسی و اردو کتبات
نذر خلیق	خواجہ محمد یار فریدی: احوال و آثار	۷۴ تا ۸۰	خواجہ محمد یار فریدی سحر بیان خطیب، پیر طریقت اور شاعری میں تصوف کا تسلسل عظیم ہیں۔ ان کی عظیم شخصیت میں خطابت، ولایت، سیاست اور شعر گوئی کی صلاحیت اور خوبیاں تھیں ۔ان کا فن، فصاحت، بلاغت، سادگی ادا، سلاست و روانی اور سراپا نگاری کا عمدہ نمونہ ہے۔ زیر نظر مقالہ خواجہ محمد یار کی شاعری اور سیرت کا احاطہ کرتا ہے۔	نذر خلیق۔ خواجہ محمد یار فریدی۔ پیر طریقت ۔ خواجہ غلام فرید۔ مدرسہ چاچڑاں شریف
نعیم مظہر	سر سید کا نظریہ تعلیم نسواں	۳۹۰ تا ۳۹۸	سر سید احمد خاں کا شمار جدید تعلیمی نظام کے بنیادگزاروں میں ہوتا ہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام کے حوالے سے اُن کی تعلیمی خدمات کو ہر دور میں قابل تحسین قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن عورتوں کی تعلیم کے حوالے سے اُن کے نظریات خاصے مختلف ہیں ۔یہ مقالہ اُن کے انھی نظریات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔	نعیم مظہر۔ سر سید۔ نظریہ تعلیم۔ تعلیم نسواں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی

مقالہ نگار	موضوع	صفحات	خلاصہ	کلیدی الفاظ
لوپیا ازہر	اُردو میں رموز واوقاف کا ارتقاء	۲۶۵ تا ۲۷۱	رموز واوقاف تحریر کے حُسن مین اضافہ کرتے اور انھیں معنوی خوبصورتی عطا کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اُردو میں موجود رموز واوقاف انگریزی سے مستعار لیے گئے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزی میں رموز واوقاف کی اشکال بہتر اور ترقی یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ عمل بھی ہیں۔	انگریزی۔ رموز واوقاف۔ لوپیا ازہر
یاسمین سلطانہ	منیر نیازی کی شاعری میں تلخی کی دوراں	۳۶۵ تا ۳۵۷	منیر نیازی عہدِ حاضر کے جدید شعراء میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔اُن کی شاعری موجودہ عہد کی بدلتی قدروں کی آئینہ دار ہے۔معاشرتی زبوں حالی اور فرد کی بے بضاعت زندگی کا دُکھ اس کی شاعری میں نمایاں ہے۔اُن کی آواز دردر کو جھلاتی نہیں بلکہ بڑے شہروں کے ہنگاموں میں رہ کر تنہائی اور افسردگی کے دشت میں گم ہو جاتی ہے۔اس مشینی دور نے انسان کو انسانوں سے دور کر دیا ہے۔اس کی وجہ صنعتی معاشرے کا وہ رویہ ہے جس نے انسانی زندگی کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا ہے۔	اکتاہٹ۔ برطانوی سامراج۔ پائمالی۔ نفسا نفسی

تخلیقی ادب: ۶(۲۰۰۹ء)

مدیران: رشید امجد، حابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	دو تحقیقی کتابیں: ایک جائزہ	۲۰۰ تا ۲۰۹	اس مضمون میں دو تحقیقی کتب ''علامہ اقبال: شخصیت اور فکر و فن'' اور ''سیر دریا'' کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے جس میں نہ صرف ان کی خوبیوں کا ذکر ہے بلکہ ان میں موجود اغلاط کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال۔ سیر دریا۔ ارشد محمود ناشاد
اصغر علی بلوچ	عبداللہ حسین کا ناول ''باگھ'' کا کرداری مطالعہ	۵۶۶ تا ۵۷۲	کسی بھی ناول میں کردار بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس مضمون میں مشہور ناول نگار عبداللہ حسین کے ناول ''باگھ'' کے کرداروں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	باگھ۔ سرمست۔ اصغر علی بلوچ۔ عبداللہ حسین
ایم خالد فیاض	اردو ناول نگار اور فیض کی تنقید	۴۳۹ تا ۴۵۲	فیض احمد فیض نے کچھ تنقیدی مضامین بھی لکھے ہیں جو ان کی وفات کے بعد ''میزان'' کے نام سے شائع ہوئے۔ اس مضمون میں ان کے اردو فکشن نگاروں پر لکھے گئے تنقیدی مضامین کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	ادعائیت۔ تنقید۔ میزان۔ ایم خالد فیاض۔ فیض احمد فیض۔ فکشن نگار
بصیرہ عنبرین	اقبال، وجود زن اور عقدہ مشکل کی کشود	۲۱۶ تا ۲۳۶	اقبال بہت بڑے مفکر تھے اور انہوں نے زندگی کے بہت سے مسائل کے حل کی کوشش کی جن میں ایک مسئلہ ''عورتوں کے مسائل'' بھی ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری، تقاریر اور خطوط کی روشنی میں ان کے بتائے گئے عورتوں کے مسائل اور ان کے حل کو بیان کیا گیا ہے۔	وجود زن۔ شریعت۔ عقدہ مشکل۔ بصیرہ عنبرین۔ اقبال
بلال سہیل	اردو ناول کا پس منظر اور شروعات	۳۸۸ تا ۴۲۵	اس مضمون میں اردو ناول کا آغاز، اس کا پس منظر، اس کے اصطلاحاتی اور اشتقاقی تناظر وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انیسویں صدی میں برصغیر کے ادبی ماحول اور ناول اور داستان میں فرق پر روشنی بھی ڈالی گئی ہے	پس منظر۔ تکنیک۔ ناول۔ بلال سہیل

رابعہ سرفراز	ایزرا پاؤنڈ: جدید شعری تنقید کا اہم نام	۳۳۳ تا ۳۴۱	ایزرا پاؤنڈ ایک امریکی شاعر اور نقاد تھے جن کا شمار بیسویں صدی کی اہم ادبی شخصیات میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تنقید کو نئے زاویے عطا کیے۔ اس مضمون میں تنقید کے میدان میں ان کے کیے گئے کام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	ایلیٹ۔ پاؤنڈ۔ تکنیک۔ رابعہ سرفراز۔ بیسویں صدی
رشید امجد	اردو افسانہ اور عصری آگہی	۳۷۳ تا ۳۷۸	اردو افسانہ ہمیشہ جدید رجحانات سے ہم آہنگ رہا ہے۔ اس مضمون میں اردو افسانے میں پیدا ہونے والے ان رجحانات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	اسالیب۔ ڈھانچے۔ تخزن۔ عصری آگہی۔ اردو افسانہ۔ رشید امجد
سہیل عباس بلوچ	اردو داستانوں میں کہاوتوں کا منظرنامہ	۴۲۶ تا ۴۳۶	اردو رومانویت کے کئی فنی اور تکنیکی پہلو ہمارے قارئین کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ان پہلوؤں میں سے ایک کہاوتی پس منظر ہے۔ اس مضمون میں اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	داستان۔ کہاوتیں۔ متنوع۔ منظرنامہ۔ سہیل عباس بلوچ
شبیر احمد قادری	''فردوسِ بریں'': کرداروں کا تجزیہ	۵۱۸ تا ۵۲۴	عبدالحلیم شرر اسلامی تاریخی ناول نگار ہیں۔ ''فردوسِ بریں'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس مضمون میں اس ناول کے مختلف کرداروں کا معاشی اور تاریخی حوالوں سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	فردوس بریں۔ شبیر احمد قادری۔ عبدالحلیم شرر
شفیق انجم	ڈاکٹر مہر عبدالحق کی اردو خدمات	۲۹۰ تا ۲۹۴	ڈاکٹر مہر عبدالحق، سرائیکی زبان کے بہت بڑے محقق ہیں مگر ان کا اردو میں کیا گیا کام بھی قابلِ ستائش ہے۔ ان کی کتاب ''ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق'' اردو کے آغاز کا ایک نیا نظریہ پیش کرتی ہے۔ اس مضمون میں ان کی اس کتاب اور دوسرے کام کا ذکر کیا گیا ہے۔	سرائیکی۔ زبان۔ شفیق انجم۔ مہر عبدالحق۔ ملتانی زبان
شکیل پتافی	اردو میں غالب شناسی کی روایت: ۱۹۴۷ء تک	۵۹ تا ۱۲۵	غالب کی عظمت، بحیثیت منفرد نثر نگار اور شاعر، عالمی سطح پر مسلمہ ہے۔ تقریباً ہر شاعر، نقاد اور ادیب نے اپنے انداز میں غالب کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں غالب کے دور سے قیامِ پاکستان تک کے ادیبوں، نقادوں اور شعراء کے خراجِ تحسین کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے غالب کو پیش کیا۔	شکیل پتافی۔ غالب شناسی۔ غالب کی نثر

شمیم طارق	رشید حسن خان: بحیثیت محقق و مدون	۲۵۶ تا ۲۷۲	تحقیق اور تنقید کے میدان میں رشید حسن خان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انہوں نے تحقیق کو سائنسی بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مضمون میں ان کی تحقیق اور تدوین کے ضمن میں خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔	محقق۔مدون۔ شمیم طارق۔ رشید حسن خان
شہناز کوثر	عزیز احمد: ''صدیوں کے آر پار''	۵۴۷ تا ۵۵۲	عزیز احمد بنیادی طور پر ایک فکشن نویس اور نقاد ہیں مگر اچانک انہوں نے تاریخ نویسی شروع کی اور اس ضمن میں سات افسانے لکھے جو ''صدیوں کے آر پار'' کے عنوان سے شائع ہوئے اور وہ افسانے اس مضمون کا موضوع ہیں۔	آر پار۔ شہناز کوثر۔ عزیز احمد۔ صدیوں کے آر پار۔ فکشن نویس
صفوان محمد چوہان	ڈاکٹر انوار احمد: ''آخری خط''	۵۳۵ تا ۵۴۶	اس مضمون میں معروف افسانہ نگار، ڈاکٹر انوار احمد کی کتاب ''آخری خط'' کے تناظر میں ان کا نفسیاتی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	صفوان محمد چوہان۔ ڈاکٹر انوار احمد۔ آخری خط
صفیہ عباد	''عبادت برق کی'': ایک مطالعہ	۶۱۰ تا ۶۱۴	اس مضمون میں ڈاکٹر رشید امجد مشہور افسانہ نگار کی لوطبع ''عبادت برق کی'' کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چھے رپوتاژوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر ایک انتہائی معلوماتی ہے۔	رپوتاژ عبادت برق کی صفیہ عباد
صوفیہ یوسف	کرشن چندر کے نسوانی کردار	۵۱۳ تا ۵۱۷	کرشن چندر نے بیس ناولوں اور تیس سے زائد افسانوں میں عورت کی مختلف انداز میں عکاسی کی ہے اس مضمون میں اس حوالے سے اس کے افسانوی مجموعے ''پانی کا درخت'' کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	کرشن چندر۔ نسوانی کردار۔ صوفیہ یوسف۔ پانی کا درخت
ظفر احمد	ایڈورڈ سعید کی تنقید مغرب	۳۶۸ تا ۳۷۲	مشرق وسطی خصوصاً فلسطین کا تاریخی، ثقافتی اور مذہبی رجحان کی بناء پر اردو ادب میں بہت زیادہ ذکر ہے۔ اس موضوع پر ایڈورڈ سعید نے کام کیا۔ اس مضمون میں اس کی تین کتابوں کے حوالے سے اس کی تنقید کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	ظفر احمد۔ ایڈورڈ سعید۔ مشرق وسطی۔ فلسطین

عابد سیال	افسانوی ادب: ترجمے کے مسائل	۴۳۳ تا ۴۳۸	ترجمے کو علمی کام تصور نہیں کیا جاتا مگر جب کسی ادب پارے کا ترجمہ کرنا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی اہمیت سامنے آتی ہے۔ ایک مترجم کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ اصل مصنف کو زندہ رکھتے ہوئے تحریر کو اپنا انداز دے۔اس مضمون میں ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔	اڈیلنا۔ترجمانی۔ ترجمہ۔ عابد سیال۔ افسانوی ادب
عارف نوشاہی	احمد یار یکتا خوشابی سے منسوب مطبوعہ دیوان کی اصلیت	۲۴ تا ۴۱	احمد یار یکتا (وفات-۱۷۳۴) فارسی زبان کے ایک ممتاز شاعر ہیں۔وہ پنجاب سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی شاعری کلاسیکی بنیادوں کی حامل تھی۔ کچھ سال پہلے دانش کدہ خاور شناسی، پنجاب یونیورسٹی نے ان کا دیوان شائع کیا۔شائع کنندگان کا دعویٰ ہے کہ یہ احمد یار یکتا کا کلام ہے مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ان کا کلام نہیں۔اس مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ ان کا کلام نہیں بلکہ ان کے ایک ہم عصر کا کلام ہے۔	عارف نوشاہی۔ احمد یار یکتا خوشابی۔ دانش کدہ خاور شناسی
عاصمہ اصغر	اردو ادب میں جدیدیت کی بحث	۳۶۲ تا ۳۶۷	جدیدیت کا بنیادی تصور تضاد ہے۔جس طرح کائنات میں ہر لمحہ تبدیلی آرہی ہے اسی طرح انسانی خیالات میں بھی تبدیلی آرہی ہے اور ادب میں نیا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔نقادوں میں جدیدیت کے مختلف تصورات ہیں جو اس مضمون میں بیان کیے گئے ہیں۔	جدیدیت۔ عاصمہ اصغر۔ اردو ادب
عائشہ حمید	خواتین اہل قلم کی آپ بیتیاں	۲۸۲ تا ۲۸۹	خودنوشت، شخصیت کا ایک مکمل اظہار ہوتا ہے۔ اس مضمون میں کچھ خواتین اہل قلم کی آپ بیتیاں شامل ہیں جنھوں نے نہ صرف اپنی آپ بیتیاں لکھی بلکہ اپنے ادبی کام کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کیا۔	اختصار۔اصناف۔ اہل قلم۔آپ بیتیاں۔ عائشہ حمید
عبدالعزیز ساحر	عہد جدید میں شبلی نعمانی کی معنویت	۲۹۷ تا ۳۰۱	شبلی نعمانی ایک بلند پایہ عالم، شاعر، مورخ اور نقاد تھے۔آپ سرسید کے ساتھی تھے مگر اس حلقے سے نکلنے کے بعد آپ کے نظریات اور ادبی سرگرمیوں میں نکھار آیا۔اس مضمون میں ان کے کام کی موجودہ زمانے میں انفرادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	عبدالعزیز ساحر۔ عہد جدید۔ شبلی نعمانی

علمدار بخاری	کلام ڈسکورس: تعاون و تجزیہ	۳۰۲ تا ۳۱۶	لسانیات کے شعبہ میں ''ڈسکورس'' تقریباً ایک نئی اصطلاح ہے جو تقریباً بیسویں صدی کے نصف آخر میں استعمال ہونا شروع ہوئی۔ اس مضمون میں اس اصطلاح کی وضاحت کی گئی ہے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ یہ ہمارے لئے اجنبی نہیں۔	علمدار بخاری۔ ڈسکورس۔ لسانیات۔ بیسویں صدی
علی بیات	قاضی سجاد حسین کا ترجمہ دیوانِ حافظ کا ترجمہ	۴۸ تا ۵۸	قاضی سجاد حسین برصغیر کے معروف عالم اور مترجم تھے انہوں نے فارسی ادب کی کئی تحریروں کا ترجمہ کیا۔ اُن کی اِن خدمات پر ان کو ایران حکومت کی طرف سے اعزاز بھی دیا گیا۔ اس مضمون میں ان کے ''دیوانِ حافظ'' کے ترجمے کے معیار پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔	بوستان۔ سوانح۔ طبقے۔ گلستان۔ علی بیات۔ قاضی سجاد حسین۔ دیوانِ حافظ
عمران اختر	ڈاکٹر انور نسیم: افسانوں کا فکری تناظر	۵۸۳ تا ۵۹۰	ڈاکٹر انور نسیم اردو کے معروف افسانہ نگار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک سائنس دان بھی ہیں اس لئے وہ انسانی فطرت کا سائنسی تجزیہ کرتے ہیں۔ اس مضمون میں اس حوالے سے ان کے افسانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	عمران اختر۔ سائنسی تجزیہ۔ اردو افسانہ۔ انور نسیم۔ وجدان
غازی علم الدین	منتخب الفاظ: ذولسانی تحقیقی مطالعہ	۲۳۷ تا ۲۵۵	الفاظ کسی بھی زبان کی بنیادی اکائی ہوتے ہیں۔ تمام زبانیں دوسری زبانوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ اس مضمون میں دوسری شرقی زبانوں کے حوالے سے اردو زبان کے چند منتخب الفاظ پر بحث کی گئی ہے۔	غازی علم الدین۔ ذولسانی تحقیقی مطالعہ۔ شرقی زبانیں
فریحہ نگہت	''کتبہ'' اور ''گھر سے گھر تک'': تقابلی مطالعہ	۵۵۳ تا ۵۶۵	اس مضمون میں معروف افسانہ نگار غلام عباس کے افسانہ ''کتبہ'' اور ''احمد ندیم قاسمی کے مشہور افسانے ''گھر سے گھر تک'' کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	کتبہ۔ فریحہ نگہت۔ غلام عباس۔ احمد ندیم قاسمی۔ گھر سے گھر تک
فوزیہ درانی	پاکستانی افسانے کے دورِ اول کی خواتین کا تانیثی اظہار	۴۷۹ تا ۴۸۹	اس مضمون میں قیامِ پاکستان کے بعد کی خواتین ناول نگاروں کے تانیثی اظہار کے مختلف مراحل کو بیان کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس میدان میں بیگم شائستہ اکرم اللہ کی خدمات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔	تانیثی اظہار۔ خواتین۔ دورِ اول۔ فوزیہ درانی۔ پاکستانی افسانہ

فہمیدہ تبسم	عرش صدیقی "باہر کفن سے پاؤں"	۵۲۵ تا ۵۳۳	عرش صدیقی کا افسانوی مجموعہ "آدم جی" انعام یافتہ ہے۔یہ مضمون ان کے عنوانات، کاری گری، کرداروں اور منفرد انداز کا تجزیہ ہے۔اس مضمون میں خاص طور پر اس کے کرداروں کی سوچ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔	باہر کفن کے پاؤں ۔ عرش صدیقی ۔ فہمیدہ تبسم
محمد اشرف کمال	مولوی عبدالحق اور "قواعد اردو"	۲۰۹ تا ۲۱۵	اردو گرامر کے قواعد وضوابط کو مرتب کرنے کے ضمن میں مولوی عبدالحق کی گراں بہا خدمات قابل تحسین ہیں ۔اسی ضمن میں ان کی کتاب "قواعد اردو" کا بار بار طبع ہونا اس کی اہمیت کی بڑی دلیل ہے۔اس مضمون میں اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	محمد اشرف کمال ۔ اردو گرامر۔ مولوی عبدالحق ۔ قواعد اردو
محمد اصغر یزدانی	تذکرہ لوشاہیہ ۔ایک مطالعہ	۵۹۱ تا ۵۹۹	ہندوستانی کے صوفیاء پر بہت سی کتب لکھی گئیں مگر ان میں سے چند ہی مستند مانی جاسکتی ہیں ۔اس مضمون میں معروف صوفی سلسلے "سلسلہ لوشاہیہ" پر لکھی گئی مستند کتاب "تذکرہ لوشاہیہ" کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	تدوین ۔تصوف۔ سلاسل ۔تذکرہ لوشاہیہ۔ محمد اصغر یزدانی
محمد آصف	انتظار حسین: "شہرزاد کے نام"	۴۹۲ تا ۵۱۲	انتظار حسین نے قومی اور بین الاقوامی مسائل اور حالات کو ماضی، اسرار، مذہبی اقدار اور معجزاتی واقعات کی داستانوں کے ذریعے اجاگر کیا ہے۔اس مضمون میں ان کے مجموعے "شہرزاد کے نام" کے حوالے سے ان کے فن پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	شہرزاد ۔ماضی پرست۔ محمد آصف ۔ انتظار حسین
محمد آصف اعوان	مولانا غلام رسول مہر: بحیثیت غالب شناس	۱۸۲ تا ۱۹۴	مولانا غلام رسول مہر، اردو کے ایک عظیم لکھاری، صحافی اور مؤرخ تھے۔انہوں نے غالب پر بہت زیادہ کام کیا جس میں غالب کے خطوط کی روشنی میں ان کے حالات زندگی بیان کرنا اور غالب کے کام کو اکٹھا کرنا شامل ہے۔انہوں نے غالب پر تحقیقی مقالات بھی لکھے۔اس مضمون میں اُن کی ان خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔	غالب شناس ۔ محمد آصف اعوان ۔ غلام رسول مہر

محمد سفیان صفی	بیرونِ ہند اقبال کے اسفار: خطوط کی روشنی میں	۱۵۳ تا ۱۸۱	اقبال نے بہت سے بیرونی ممالک کے سفر کیے جن میں ان کی کئی مشاہیر سے ملاقات بھی ہوئی ان ممالک میں برطانیہ، جرمنی، روم، اسکندریہ، فلسطین، فرانس، سپین اور افغانستان شامل ہیں۔اس مضمون میں اقبال کے خطوط کی روشنی میں اس کے ان اسفار کا ذکر کیا گیا ہے۔	اسفار۔ اقبال۔برطانیہ۔ جرمنی۔ اسکندریہ۔ محمد سفیان صفی
محمد علی اثر	مغرلی ہمایوں مرزا: سماجی اور صحافتی خدمات	۴۲ تا ۴۷	مغرلی ہمایوں مرزا، ۱۸۸۴ء میں حیدر آباد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئیں۔اس خاندان نے اور بھی کئی ادبی شخصیات کو جنم دیا جن میں فریاط عظیم آبادی، شاد عظیم آبادی اور امداد امام اثر قابل ذکر ہیں۔مغرلی نے بچپن ہی سے ادب میں دلچسپی لی اور آخر کار ادب میں اپنا نمایاں مقام بنایا۔اس مضمون میں ان کی مختلف شعبہ جات ادب میں کی گئی خدمات کا تذکرہ ہے۔	محمد علی اثر۔ مغرلی ہمایوں مرزا۔ فریاط عظیم آبادی۔ شاد عظیم آبادی
محمد کامران	اردو: سلجوق یونیورسٹی قونیہ میں	۳۱۷ تا ۳۲۱	سلجوق یونیورسٹی قونیہ میں دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ اردو بھی پڑھائی جاتی ہے اور ان کا شعبہ اردو تحقیق و ترجمے میں کافی اعلیٰ ہے۔اس مضمون میں، اس علاقے میں اردو کی ترویج و اشاعت کے ضمن میں اس یونیورسٹی کی کوششوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	ترکی۔ قونیہ۔ محمد کامران۔ سلجوق یونیورسٹی
محمد نعیم	اردو ناولوں اور استعمار زدگی	۴۵۳ تا ۴۷۸	انیسویں صدی میں جو ناول لکھے گئے وہ زیادہ تر انگریزی استعمار کے زیر اثر اور اس سے متاثر ہو کر لکھے گئے۔اس مضمون میں اردو ناول اس استعماری اثر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد نعیم۔اردو ناول۔ استعمار زدگی۔ انگریزی استعمار
محمد ہارون قادر	فورٹ ولیم کالج: تاریخ کے آئینے میں	۱۲۶ تا ۱۵۱	انگریز بنیادی طور پر تو ہندوستان میں تجارت کی غرض سے آئے تھے مگر یہاں کے انتشار سے فائدہ اٹھا کر حاکم بن بیٹھے۔حکومت کے لئے انھیں زبان کا مسئلہ بنا جس کے حل کے لئے انہوں نے ۱۸۰۰ء میں فورٹ ولیم کالج بنایا۔اس کالج کا مقصد اردو کی خدمت نہ تھا مگر پھر بھی اس کالج نے اردو زبان و ادب کو بہت ترقی دی اس مضمون میں وہ خدمات بیان کی گئی ہیں۔	فورٹ ولیم کالج۔ محمد ہارون قادر۔ ہندوستان۔

مرزا حامد بیگ	اردو افسانے کے اسالیب بیان	۳۷۹ تا ۳۸۷	گذشتہ ایک صدی کے دوران اردو افسانے نے بہت سے سنگ میل طے کیے اور اس میں کئی نئے رجحانات پیدا ہوئے۔ اس مضمون میں اردو افسانے میں پیدا ہونے والے ان رجحانات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	مخزن۔ مرزا حامد بیگ۔ افسانے کے اسالیب
معین الدین عقیل	اودھ کی تاریخ وتہذیب کے بنیادی ماخذ	۱۱ تا ۲۳	برطانوی ہند میں ''اودھ'' کی ریاست اپنی ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی وجہ سے ایک منفرد حیثیت کی حامل تھی۔ یہ ثقافتی اقدار کا مرکز تھی۔ اودھ کی تاریخ مختلف ذرائع سے ہم تک پہنچی اور ان میں اہم ذریعہ اس وقت کے لوگوں کی خودنوشتیں ہیں۔ اس مضمون میں ان ذرائع اور ان کی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔	تاریخ اودھ۔ معین الدین عقیل۔ برطانوی ہند
سمیرا اکبر	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: علمی و ادبی خدمات	۲۷۳ تا ۲۸۱	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ایک نامور محقق، مؤرخ، دانشور اور ماہر تعلیم تھے۔ انہوں نے سندھی زبان کی ترویج کے لئے بہت کوشش کی۔ اس کے علاوہ فارسی زبان میں ان کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ اس مضمون میں ان کی انھی خدمات کا ذکر ہے۔	دمشق۔ نادرجرہ۔ سمیرا اکبر۔ نبی بخش بلوچ
نازیہ ملک	''جرم وسزا'': کرداری مطالعہ	۵۷۳ تا ۵۸۲	''جرم وسزا'' مشہور روسی ناول نگار دوستوفسکی کا مشہور ناول ہے۔ اس مضمون میں اس ناول کے کرداروں، فن اور کاری گری کا ماہرانہ جائزہ لیا گیا ہے اور ان پر بحث کی گئی ہے۔	دوستوفسکی۔ ماسکو۔ نازیہ ملک
نذر خلیق	سرقہ اور جعل سازی کی اقسام	۱۹۵ تا ۲۰۹	سرقہ اور جعل سازی کی روایت اردو کے ادباء کے ہاں عام ہے۔ اور اس کی کئی اقسام ہیں۔ اس مضمون میں ان اقسام کی وضاحت کی گئی ہے۔	سرقہ۔ جعل سازی۔ مزموم نذر خلیق
نعیم مظہر	''اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار'' تعارف وتجزیہ	۶۱۵ تا ۶۱۸	ڈاکٹر ممتاز احمد خان کا نام اردو کے منفرد نقاد، اردو فکشن کے محقق اور افسانہ نگار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اس مضمون میں ان کی نئی کتاب جو اردو ناول کی تنقید سے متعلق ہے، کا ایک جائزہ لیا گیا ہے۔	نعیم مظہر۔ اردو ناول۔ ہمہ گیریت

لوازش علی	احمد جاوید: ''گمشدہ شہر کی داستان''	۴۹۰ تا ۴۹۵	احمد جاوید اردو کے ایک ممتاز افسانہ نگار ہیں۔ انہوں نے اپنے وقت کی اقدار کے خلاف افسانے لکھے۔ اس مضمون میں ان کے افسانوں کی تیسری کتاب ''گمشدہ شہر کی داستان'' کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	ڈبدھا۔سمیا۔ غیر علامتی۔ گمشدہ شہر کی داستان۔ لوازش علی۔احمد جاوید
وحید الرحمٰن خان	افلاطون کا تصور تبسم: ایک بحث	۳۲۲ تا ۳۳۳	افلاطون دانش انسانی کا نقطہ آغاز ہے تاہم یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ بہت سارے دیگر تصورات اور نظریات کی طرح طنز و مزاح کے بارے میں بھی اولین خیالات افلاطون نے ہی پیش کیے تھے۔ اس مضمون میں افلاطون کا یہ تصور پیش کیا گیا ہے۔	افلاطون۔ طنز و مزاح۔ وحید الرحمٰن خان
یاسمین سلطانہ	باقی صدیقی: عصری غزل کا منفرد لب لہجہ	۳۴۲ تا ۳۶۱	شاعر اپنے دور اور حالات کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس لئے آج کا شاعر صرف عشقیہ جذبات ہی کو بیان نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے اردگرد پھیلی تلخیوں اور محرومیوں کو بھی بیان کرتا ہے۔ اس مضمون میں باقی صدیقی کی شاعری میں موجود اس تلخی کو بیان کیا گیا ہے۔	باقی صدیقی۔تلخی۔ عصری غزل۔ یاسمین سلطانہ

تخلیقی ادب: ۷(۲۰۱۰ء)

مدیران: رشید امجد، حابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	غوث کا قصہ دل آرام ودل شوق اور بارہ ماسہ	۹۱ تا ۱۱۱	اُردو اور پنجاب کا رشتہ قدیم ہے۔ اردو پر دوسری زبانیں ہمیشہ سے اثر انداز ہوتی رہی ہیں۔ اس مضمون میں ''غوث'' نامی کردار کے قصے، بارہ ماسہ اور دل آرام ودل شوق کا جائزہ شامل ہے۔ یہ تذکرے پنجابی اور اُردو دونوں زبانوں میں ہیں اور اس مضمون میں دونوں قصوں کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔	بارہ ماسہ۔ دل آرام۔ دل شوق۔ غوث۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی
اصغر علی بلوچ	علم عروض کی چند اہم اصطلاحات	۴۲۶ تا ۴۳۲	علم عروض شاعری خاص طور پر مشرقی شاعری میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ عروض اس علم کا نام ہے جس کے ذریعے موزوں اور غیر موزوں کلام میں امتیاز کیا جا سکے۔ اس مضمون میں علم عروض کی مختلف اصطلاحات کو بیان کیا ہے۔ اس میں علم عروض میں اصطلاحات کی اہمیت، ضرورت اور اردو شاعری میں اس کے مقام کی وضاحت ہے۔	علم عروض۔ مشرقی شاعری۔ موزوں اور غیر موزوں اصطلاحات۔ اصغر علی بلوچ
تبسم کاشمیری	آزاد کا عالم دیوانگی	۹ تا ۱۹	محمد حسین آزاد انیسویں صدی کے نامور شاعر اور نقاد تھے۔ انھوں نے اُردو زبان وادب کی ترقی کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد بد قسمتی سے وہ ایک ذہنی عارضے میں مبتلا ہو گئے۔ خاص طور پر ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۰ء کے عرصے کے دوران کی یہ بیماری شدت اختیار کر گئی اور انھیں پاگل قرار دے دیا گیا۔ آزاد کی اس حالت کی بہت سی وجوہات سامنے آئیں۔ یہ مضمون ان وجوہات اور ان کے پیدا ہونے کے عوامل کا احاطہ کرتا ہے۔	جنگ۔ سائیکی۔ عالم دیوانگی۔ محمد حسین آزاد۔ انیسویں صدی۔

ثاقب ریاض	عالم اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ	۲۸۷ تا ۲۹۲	مغربی استعمار اور عالم کفر کے آہنی شکنجوں میں جکڑا ہوا عالم اسلام ان کے ذرائع ابلاغ کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہیں۔دنیا میں مغرب کا معنوی تسلط قائم کرنے میں مغربی ذرائع ابلاغ کا بہت اہم کردار ہے۔سائنسی ترقی کی وجہ سے مغرب ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھی اپنی اجارہ داری قائم کیے ہوئے ہے۔	آزادی اظہار۔ ذرائع ابلاغ۔ صحافت۔ عالم اسلام۔مغربی استعمار۔ ثاقب ریاض
جواد جعفری	یورپ اور امریکہ میں اردو زبان و ادب کا مستقبل	۴۹۸ تا ۵۴۱	اردو زبان نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ ایشیا کی اہم ترین زبان ہے۔اس سے بھی آگے بڑھ کر اقوام متحدہ کے ایک ذیلی ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق بولی اور سمجھی جانے والی زبانوں میں چینی اور انگریزی کے بعد دنیا کی یہ تیسری بڑی زبان ہے۔اس مقالے میں اردو کی شہرت اور ترقی یورپ اور امریکہ میں بیان کی گئی ہے۔اس مقالے میں اس موضوع کا ایک تجزیاتی مطالعہ اور اس کے اہم عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو زبان کی اہمیت۔ایشیا کی اہم ترین زبان۔برصغیر پاک و ہند کی اردو زبان۔تجزیاتی مطالعہ۔ جواد جعفری
حافظ صفوان محمد چوہان	مولوی محمد حسین آزاد کی درسی لفظیات	۴۷ تا ۶۰	مولوی محمد حسین آزاد کا شمار ان ناموں میں ہوتا ہے جنھوں نے تدریسی خاکہ اور نظام تعلیم متعارف کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔آزاد نے بچوں کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر درسی کتب لکھنے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا اور بچوں کی لفظیات کے مطابق اُن کے لیے ایسی لفظیات تلاش کیں جو بچوں کے لیے دلچسپی کا باعث بنیں۔آزاد نے جس طرح ان نفسیات کا انتخاب کیا اُس کی تفصیل اس مضمون میں شامل ہے۔	محمد حسین آزاد۔ بچوں کا ادب۔ تدریسی لفظیات۔ ماہرین تعلیم۔ نفسیات۔ حافظ صفوان محمد چوہان

رابعہ سرفراز	مجید امجد کی شعری صوتیات کا جائزہ (نظم کے خصوصی حوالے سے)	۳۷۵ تا ۳۸۱	مجید امجد جدید اردو نظم کے ایک عظیم شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کی بنیادی خصوصیات میں الفاظ کا خوبصورت استعمال ہے۔ ان کے اسلوب کا مطالعہ اپنی تمام تر معنوی، علامتی اور استعاراتی وسعتوں کے باوجود لفظ کی اکائی سے شروع ہوتا ہے اور اسی کے اظہار سے اپنا ہر قسم کا دوسرا یعنی معنوی وجود رکھتا ہے۔ مجید کے ہاں اسلوب کی ایک نمایاں بات ترجیحی اور متنوع افعال یعنی Direct & Expending verbs کی ہے جو ان کی شاعری کو مزید جلا بخشتی ہے۔ ان کا یہ انداز ان کی شاعری میں مختلف صورتوں میں اُبھرتا ہے۔	استعاراتی۔ اسلوب۔ صوتیات۔ متنوع افعال۔ مجید امجد رابعہ سرفراز
راشد حمید	نعت گوئی کی روایت کا ارتقا	۵۴۲ تا ۵۵۹	اس مقالے میں نعت گوئی کی روایت کا ارتقا کے حوالے سے بحث ہے۔ نعت گوئی کی روایت کا آغاز اسی روز ہوگیا تھا جب آدم کو ابو محمد کے نام سے پکارا گیا تھا۔ دنیا بھر کی تمام زبانوں میں نعت گوئی کے ان گنت اسلوب اپنائے گئے۔ نعت بہت ہی مشکل صنفِ سخن ہے اس کی نزاکتیں، لوازمات، احتیاطیں، حدود و قیود زیادہ ہیں کہ کسی اور صنف میں ہو ہی نہیں سکتیں۔	ابو محمد۔ نعت گوئی کی روایت۔ راشد حمید
روحینہ ترین	آزاد بحیثیت شاعر	۲۰ تا ۲۹	آزاد ایرانی اور ہندوستانی تہذیب کے درمیان کی ایک کڑی ہیں۔ مغربی تہذیب کی دانش مندی کا اظہار ان کی شخصیت سے ہوتا ہے۔ آزاد نے مثنویاں، نظمیں، قصیدے اور غزلیں بھی لکھیں جن کا عموماً تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ان کے دو شعری مجموعے ہیں۔ ان کا ذہن بنیادی طور پر افسانہ نویس کا ذہن تھا اُس کی مرقع نگاری کا جادو اس وصف جس طرح آبِ حیات میں جلوہ گر ہوا۔ اس لیے ان کی شاعری کی حیثیت ثانوی ہوگی۔ اس مضمون میں آزاد کی شعری خصوصیات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	انجمن پنجاب۔ ایرانی تہذیب۔ اردو نظم۔ محمد حسین آزاد۔ روحینہ ترین۔ آزاد کی شاعری۔ آبِ حیات

روش ندیم	شاہانہ و متصوفانہ فکری رجحانات اور اردو زبان و شعر	۲۳۷ تا ۲۴۷	شہنشاہت اور تصوف کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یہ دونوں نظام بظاہر ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان دونوں نظاموں نے مذہب، علم، اخلاق، ادب اور فنون سمیت زندگی کو بھی متاثر کیا ہے۔ ان نظاموں نے جن تصورات اور روایات کو جنم دیا ہے اور خاص طور پر ادب میں ان نظاموں سے جو انفرادی خصوصیات پیدا ہوئی ہیں۔ ان کی تفصیل اس مقالے میں شامل ہے۔	اردو زبان۔ تصوف۔ روش ندیم۔ شہنشاہت۔ قرون وسطیٰ
سفیر اختر	بابائے اُردو مولوی عبد الحق بطور تبصرہ نگار	۶۱ تا ۷۱	مولوی عبد الحق اُردو زبان و ادب کی ترویج میں زندگی بھر کوشاں رہے۔ اُن کی دلچسپی نے انھیں اردو زبان و ادب کی خدمت پر معمور رکھا۔ مولوی عبد الحق نے متعدد کتابوں اور رسالوں پر تبصرے بھی کیے جن کی تعداد دو ڈھائی ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس مضمون میں مولوی عبد الحق کی بطور تبصرہ نگار خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	انجمن ترقی اُردو۔ تبصرہ نگار۔ تنقیدات عبد الحق۔ محمد تراب علی خان۔ سفیر اختر
سہیل عباس بلوچ	داغ اور مرادو بیانی	۱۲۲ تا ۱۲۸	داغ دہلوی اُردو غزل کے نامور شاعر ہیں۔ داغ کو زبان کے استعمال پر جو مہارت حاصل تھی وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے۔ داغ کے ہاں الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں وہ ڈکشنری یا لغت میں موجود نہیں ہیں۔ داغ کے ہاں الفاظ کا منفرد استعمال اُن کی زبان کی مہارت کا عکاس و ترجمان ہے۔ اس مضمون میں الفاظ کے نئے معنی کو متعارف کرایا گیا ہے۔	داغ دہلوی۔ رعایت لفظی۔ فرہنگ۔ لفظی۔ معنویت۔ سہیل عباس بلوچ
شازیہ عنبرین	ملتان میں اردو شاعری کا منظر نامہ	۳۸۲ تا ۴۰۲	ملتان تاریخ کے قدیم ترین ادوار سے علم و ادب، شعر و سخن، صنعت و حرفت، تصوف، طب و حکمت اور جذب و سلوک کا مرکز و محور رہا ہے۔ یہ مقالہ اس خطے میں اردو شاعری کے آغاز و ارتقا سے بحث کرتا ہے۔ اس خطے میں اردو بحیثیت ادبی زبان کے بابا فرید الدین کے صوفیانہ کلام سے ہوتا ہے اس کے بعد اس میں مزید نکھار غزل، نظم اور دیگر اصناف کی حیثیت سے ادب میں ہوتا ہے۔ زوار حسین، اسد ملتانی، کاشفی ملتانی، عرش صدیقی اور دیگر شعرا ملتان میں نہ صرف جدید اردو نظم کی روایت کے تسلسل کو برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس میں مواد اور ہیئت کے اعتبار سے نت نئے تجربے اور منفرد اضافے بھی کر رہے ہیں۔	بابا فرید۔ شاعری کا منظر نامہ۔ ملتان۔ شازیہ عنبرین

شازیہ نسرین مغل	نوادراتِ مولوی محمد حسین آزاد	۲۹ تا ۴۶	مولوی محمد حسین آزاد شرقی زبانوں کے ماہر مانے جاتے تھے۔ فارسی، عربی اور اُردو زبان پر مہارت رکھتے تھے اور اُردو نظم کے جید ناموں میں سے ایک ہیں۔ اس مضمون میں آزاد کی محکمۂ تعلیم کے حوالے سے خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ آزاد نے درسی کتب اور نصابی ضروریات کے تحت کتابوں کی تیاری کے حوالے سے جو خدمات پیش کیں وہ اس مضمون میں شامل ہیں۔	انجمن پنجاب۔ آزاد۔ درسی کتب۔ لائٹنر ہالرائیڈ۔ شازیہ نسرین مغل
شاہد اقبال کامران	خطبہ الٰہ آباد کے جملہ مباحث	۴۴۳ تا ۴۶۳	اقبال کا صدارتی خطبۂ الٰہ آباد جو ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں ہوا وہ اقبال کی سیاسی بصیرت کی ایک بنیادی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ اس انتہائی اہم لیکچر میں اسلام برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک تشکیلی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال اسلام کو برصغیر کے لوگوں کے کردار کی تعمیر میں ایک قوت کے طور پر لیتے تھے۔ یہ برصغیر کے مسلمانوں کی قسمت اور زندگی کو بدلنے کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اس مقالے میں اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کے ان بنیادی نکات کی تفصیل شامل کی گئی ہے۔	اسلام۔ اقبال۔ برصغیر کے مسلمان۔ صدارتی خطبہ الٰہ آباد۔ شاہد اقبال کامران
شبیر احمد قادری	اصولِ تحقیق اور قاضی عبدالودود	۱۱۲ تا ۱۲۱	قاضی عبدالودود ایک سخت گیر محقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے مطالعے سے ان کے انداز تحقیق کا اندازہ ہوتا ہے۔ قاضی عبدالودود نے معیاری تحقیق اور محقق کے فرائض کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس مضمون میں اصول تحقیق کے حوالے سے قاضی عبدالودود کی خدمات پیش کی گئی ہیں۔	اصولِ تحقیق۔ شعور تحقیق۔ عیارستان۔ قاضی عبدالودود۔ شبیر احمد قادری
شفیق انجم	مولوی کریم الدین کی ایک نایاب تصنیف انشائے اُردو	۱۷۹ تا ۲۰۶	مولوی کریم الدین اُردو ادب کی تاریخ میں اپنے تذکرے اور لغت کے حوالے سے ایک نامور نام ہے۔ وہ غالب و سرسید کے معاصر اور انیسویں صدی کے ہندوستان بالخصوص پنجاب میں نئے سماجی و علمی تحرک کے فعال کردار تھے۔ انشائے اُردو میں ان کی منفرد اور مختلف تحریریں لکھنے کے طریقے وضع کیے گئے ہیں۔ مضمون میں ان کی انشا مدہی کے ساتھ ساتھ انشائے اُردو کا عکس بھی پیش کیا گیا ہے۔	انشائے اُردو۔ پانی پت۔ کتاب لغت۔ مولوی کریم الدین۔ شفیق انجم

شمیم طارق	لکھنوی تمدن اور اُردو شاعری	۴۱۳ تا ۴۱۹	اس مقالے میں لکھنوی تمدن اور اُردو شاعری پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ لکھنوی تہذیب وتمدن نے اُردو ادب پر بحیثیت مجموعی اچھے اثرات نہیں ڈالے۔ یہ ایک مصنوعی اور کھوکھلا معاشرہ تھا۔ شعبہ حیات اخلاقی سطح پر مفلوج ہوکر رہ گیا تھا۔ معاشرے کی یہی وہ طرز فکر تھی جس کے نتیجے میں شعر وسخن کا معیار اخلاقی سطح پر پستی میں گر گیا۔ ہر قسم کا غیر سنجیدہ موضوع اس عہد کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ لکھنوی معاشرت کے باعث جو اُردو شاعری تخلیق ہوئی اس میں سوائے مرثیہ کے تمام تر اخلاقی مرقع ہے۔ لکھنوی معاشرت سے اُردو ادب پر بعض اثرات مرتب ضرور ہوئے لیکن اس تہذیب نے منفی رجحانات کو اس حد تک ترویج دی جن کے باعث اثبات پر نفی غالب آ گئی۔	اردو شاعری۔ ساٹھ کی دہائی تجربات۔ لکھنوی تمدن۔ شمیم طارق
شہناز کوثر	عالمی ادب کے چند اہم منفی کردار	۳۶۵ تا ۳۷۴	اس مقالے میں کچھ منفی کرداروں کا معاشرتی اور نفسیاتی تجزیہ بیان کیا گیا ہے۔ قدیم داستانوں میں ولن اور ویمپ کی شناخت کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ ولن کا کردار نہ صرف ایک انسانی روپ بلکہ سُپر نیچرل انسان کی حیثیت سے پیش کیے جاتے تھے۔ منفی کردار کیا ہے اور اس کی کتنی جہتیں ہوسکتی ہیں۔ منفی کرداروں کا عالمی جائزہ ادب میں مطالعے کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ منفی کردار بلا کے ذہین ہوتے ہیں۔ ان کو آسانی سے شکست نہیں دی جا سکتی۔	اساطیری کہانیاں۔ عالمی ادب۔ شہناز کوثر۔ منفی کردار
عابد سیال	جدید اردو غزل میں ہیئتی تجربات	۴۰۳ تا ۴۱۲	غزل اردو شاعری میں صدیوں سے مشہور صنف سخن ہے۔ شعرا نے اس صنف میں ہیئتی اور اسلوبیاتی سطح پر مختلف تجربات کیے ہیں۔ غزل ایک روایتی صنف سخن ہے۔ اس نے انھی تبدیلیوں کو قبول کیا جو اس کے مزاج سے مناسبت رکھتی تھیں۔ اس مقالے میں غزل میں ہونے والے مختلف ہیئتی تجربات کی وضاحت اور غزل کی انفرادیت پر بحث کی گئی ہے۔	اردو غزل۔ روایتی صنف سخن۔ ساٹھ کی دہائی۔ ہیئتی تجربات۔ عابد سیال

عظمٰی عزیز خان	مطبوعہ مثنوی مسافر کا مسودہ اقبال سے متنی تقابل	۴۶۴ تا ۴۷۱	متنی تقابل تحقیق کا ایک اہم شعبہ ہے۔اس مقالے میں اقبال کی مطبوعہ مثنوی ''مسافر'' کا علامہ اقبال کے خطی متن سے تقابل پیش کیا جا رہا ہے۔اس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ کلام اقبال کی بار بار اشاعتوں کے نتیجے میں مطبوعہ متن میں تدریجاً بعض اغلاط ہونے لگی تھی جن کی تصحیح کے لیے ڈاکٹر جاوید اقبال کو کلام اقبال کی قدیم اشاعتوں اور مولانا غلام رسول مہر سے مدد لینا پڑی۔اس میں کتابت اور املا کے اختلافات بیان ہوئے ہیں۔دوسرا متنی تبدیلیوں اصطلاحات اور حذف و اضافہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔اس سے اقبال کے انداز کتابت اور اسلوب املا سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔	اقبال۔کتابت اور املا۔متنی تقابل۔ مثنوی مسافر۔ عظمٰی عزیز خان
عقیلہ شاہین/ فرحانہ منظور	قیام پاکستان کے بعد اردو نظم ونثر میں پیروڈی	۵۶۶ تا ۵۸۰	قیام پاکستان کے بعد کا دور اردو پیروڈی کی تاریخ کا دور زریں کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں پیروڈی مقبول ترین صنف کے طور پر سامنے آئی ہے اور شعرا نے اس صنف میں گہری دلچسپی لی ہے۔ ان پیروڈی نگاروں نے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کے مضحک پہلوؤں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس انتہا پسندی اور جذباتیت کے خلاف بھی لکھا جو بیسویں صدی کی بعض اہم ادبی تحاریک کے زیر اثر اردو شعرو ادب کا حصہ بنی۔اس پیروڈی میں اصلاح اور طنز دونوں عنصر نمایاں ہیں۔	ادبی تحاریک۔ اصلاح اور طنز۔ بیسویں صدی۔ پیروڈی۔ عقیلہ شاہین/فرحانہ منظور
علمدار حسین بخاری	جدید ادب کا فکری تناظر	۴۷۱ تا ۴۸۶	برصغیر پاک وہند کے لوگ دنیا کی ایک قدیم ترین تہذیبوں کی روایات کے امین تھے اور ان پر بجا طور پر فخر بھی کرتے تھے۔ مسلم تہذیب سے ایک قدیم ترین ہندوستانی تہذیب و ثقافت میں کئی زندہ اور نئے رنگ شامل کیے لیکن یورپی استعماریت نے ریاستی جبر اور علمی و فکری یلغار کے ذریعے ان کے پاؤں اپنی دھرتی سے اکھاڑ دیے اور انھیں اب اپنی زمین پر قدم جمانے کے لیے ایک نئی فکری روایت کی ضرورت ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے جس لائحہ عمل کی ضرورت ہے وہ اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔	اصلاح مذہب۔ جدیدیت۔مسلم تہذیب۔یورپ۔ علمدار حسین بخاری

فرزانہ کوکب	عصمت چغتائی کی خاکہ نگاری	۳۲۳ تا ۳۳۷	اس تحقیقی مقالے میں ایک اُبھرتی ہوئی مصنفہ کی تخلیقی خاکہ نگاری میں تخلیقی صلاحیتوں کی بات کی گئی ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں اپنے جرأت مندانہ طرزِ تحریر کی وجہ سے مشہور ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ انھوں نے اپنے بھائی عظیم بیگ چغتائی کی خاکہ نگاری ''دوزخی'' کے نام سے لکھا جس کی وجہ سے شہرت حاصل کی۔ عصمت چغتائی غیر جانبداری سے شخصیت کی خاکہ نگاری کرتی ہیں وہ انسانی شخصیت کے اچھے برے پہلوؤں کو حقیقی رنگ میں پیش کرتی ہیں۔ انھوں نے منٹو کا خاکہ ''میرا دوست اور میرا دشمن'' کے عنوان سے بھی تحریر کیا ہے۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ وہ جس شخصیت کو لیتی ہیں اس کو نا رخ میں زندہ و جاوید بنا دیتی ہیں۔	خاکہ نگاری۔ دوزخی۔ عصمت چغتائی۔ فرزانہ کوکب۔ ''میرا دوست اور میرا دشمن''
قاسم یعقوب	بچوں کی نفسیات اور علامہ اقبال	۴۷۲ تا ۴۸۵	اس مقالے میں مقالہ نگار بچوں کی نفسیات اور علامہ اقبال کے عنوان کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی سماجی سرگرمیوں میں بچے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اردو شاعری میں اقبال وہ پہلا شاعر ہے جس کے ہاں نفسیات اطفال کا بھرپور شعری اظہار ہے۔ اقبال بچوں کی سائیکی میں اپنی جبلی قوتوں کے ادراک کی بازیافت کرتے ہیں اور اس کی شعری روایتی تجربات مثلاً اضطراب، جدائی اور آرزو سے ملا کر حیرت انگیز بچوں کے افعال و کردار اور ان کی نفسیاتی کیفیات کا منظر نامہ سائنسی پیمانوں سے ماپا ہے۔	بچوں کی نفسیات۔ سائنسی پیمانے۔ شعری روایتی۔ علامہ اقبال۔ قاسم یعقوب
قاضی عابد	سائنس اور ادب کے باہمی روابط و اشتراکات	۴۰۷ تا ۴۲۱	سائنس، حقیقت کے ادراک کا نام ہے اور ادب فکر کی تسخیر کا۔ ادب اور سائنس کے باہمی اشتراکات زندگی میں در آنے سے واقعات کو فکری آسودگی پہنچانے کا سبب بنتے ہیں۔ عہدِ حاضر میں شواہد اور نظائر کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں علوم کے متوازی ارتقا کو سامنے رکھا جائے۔ اس مضمون میں سائنس اور ادب کے باہمی ربط اور اشتراکات زندگی پر اثرات کا جائزہ شامل ہے۔	قاضی عابد۔ سائنس اور ادب

گوہر نوشاہی	نفائس اللغات، اُردو کی نادر و نایاب لغت	۷۲ تا ۸۱	نفائس اللغات مولوی احد الدین بلگرامی کی تالیف ہے۔نفائس اللغات اُردو کی نادر و نایاب لغت ہے۔یہ کتاب اُردو الفاظ کو فارسی اور عربی کی مدد سے سمجھنے کے لیے بہت اہم ہے۔ دورِ حاضر میں یہ لغت اُردو زبان کو سمجھنے کے لیے معاون و مددگار ہے۔اس لغت کی مدد سے اردو الفاظ کو فارسی اور عربی الفاظ میں کیسے سمجھا جاسکتا ہے اس امر کا احاطہ اس مضمون میں کیا گیا ہے۔	خان آرزو۔غرائب اللغات۔مولوی احد الدین بلگرامی۔ نفائس اللغات۔ گوہر نوشاہی
محمد اشرف کمال	اشاریہ سازی، مقاصد اور خصوصیات	۵۶۰ تا ۵۶۵	اشاریہ سازی تحقیق کا بہت اہم حصہ ہے۔یہ محقق اور عام قاری کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔جدید دور میں اشاریہ سازی اور کیٹلاگ ماضی کے مقابلے میں زیادہ موثر کردار ادا کرتا ہے اور بکھری ہوئی معلومات سے استفادہ کرتے ہیں، میں اشاریہ سازی کا کردار مسلم ہے۔لیکن یہ کام ابھی تجرباتی دور سے گزر رہا ہے۔عام قارئین ابھی تک اشاریے کی صحیح قدر و منزلت سے بخوبی آگاہ نہیں۔ابھی تک محققین اور مقالہ نگار اشاریہ سازی کے کام کو اضافی بوجھ سمجھتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔	اشاریہ سازی۔ تحقیق۔محقق۔ کیٹلاگ۔ محمد اشرف کمال
محمد آصف اعوان	مغرب کے تہذیبی، سیاسی اور فکری پس منظر کا جائزہ	۲۴۲ تا ۲۷۰	عہدِ حاضر میں یورپی دنیا ترقی و عظمت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔کوئی بھی شعبۂ حیات ہو،مشرقی ممالک یورپ کی تقلید کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔مغرب کے تہذیبی، سیاسی اور فکری پس منظر کا اجمالی جائزہ اس مضمون میں شامل ہے اور مغربی تہذیب کے منفی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔	افادیت پرستی۔ انقلاب روس۔صنعتی انقلاب۔کارل مارکس۔ محمد آصف اعوان
محمد روف	اردو غزل میں عائلی رشتے	۴۳۳ تا ۴۴۲	غزل کی صنف متنوع موضوعات کا تقاضا کرتی ہے۔اردو غزل کو روحانی موضوعات کے لیے مخصوص سمجھا جاتا تھا۔لیکن انیسویں صدی کے وسط میں اس سوچ میں تبدیلی آئی اور مختلف موضوعات کو غزل کی صنف میں سمویا جانے لگا۔عائلی رشتوں کا موضوع غزل میں نمایاں ہوا۔حالانکہ غزل کو ماضی میں نیم وحشی صنفِ سخن کہا جاتا تھا۔غزل نے سماج سے رشتہ جوڑا،جبکہ اس کو نازک صنفِ سخن سمجھا جاتا تھا لیکن جدید غزل گو شعراء نے اس نظریے کو بدل کر دکھایا۔	عائلی رشتے۔ غزل۔ موضوعات۔ نیم وحشی صنفِ سخن۔ محمد روف

محمد کامران	ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز جاپان میں اردو	۴۸۶ تا ۴۹۷	یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز جاپان کا ایک تاریخی تعلیمی ادارہ ہے جس میں دنیا بھر کی زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔پاکستان کی قومی زبان اردو کی جاپانی جامعات میں تدریس کی روایت خاصی قدیم ہے۔ جاپانی جامعات میں اردو کی تدریس نے جہاں پاکستان اور جاپان کے مابین لسانی اور ثقافتی روابط استوار کیں وہاں اردو پڑھنے والے جاپانی نوجوان جاپان میں پاکستان کے ثقافتی سفیر ثابت ہورہے ہیں۔اس سلسلے میں مختلف جاپانی ادیبوں نے اردو کی ترقی وترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ جاپان میں اردوزبان و ادب اور اردو کی تدریس کی ایک مستحکم روایت موجود ہے اور جاپانیوں کی اردو سے محبت بے مثال ہے۔	ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز۔ثقافتی سفیر۔جاپانی جامعات۔ محمد کامران
مرزا حامد بیگ	ورجینیا وولف سے سب کیوں ڈرتے تھے	۳۰۷ تا ۳۱۵	قرۃ العین حیدر نے ۴۵-۱۹۴۴ء میں چند افسانے فلیش بیک کی تکنیک میں لکھے اس حوالے سے انھیں اردو فکشن میں اولیت کا دعویٰ تھا۔ورجینیا وولف کے تحریر کردہ افسانوں کو ایک زمانہ گزر چکا تھا لیکن ان میں پائی جانے والی جدت پسندی اور سادہ بیانیہ کے رد میں شعور کی رو کے استعمال پر طنز کرتے ہوئے ایڈورڈ ایلی نے ڈراما لکھا۔یہ تحقیقی مقالہ ان سوالوں کے جواب دینے میں معاون ثابت ہوگا جو شعور کی رو، ماضی کا حوالہ اور وقت کی تکنیک استعمال کرنے کے حوالے سے ذہن میں ابھرتے ہیں۔	انگارے۔جدت پسندی۔قرۃ العین حیدر۔ورجینیا وولف۔ مرزا حامد بیگ۔ فلیش بیک
مریم دین	ابن خلدون اور امام غزالی کے تعلیمی تصورات۔تقابلی مطالعہ	۵۸۱ تا ۵۸۶	اس مقالے میں امام غزالی اور ابن خلدون کے تعلیمی تصورات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ان دونوں کے خیالات میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں علم کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور تعلیم کو انسانی زندگی کی بقا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ایسی تعلیم کے حق میں ہیں جو طلبا کو علم کی طرف راغب کرے اور طلبا کو تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے کیونکہ اس سے طالب علم نہ صرف اس استاد سے بلکہ تعلیم سے بھی بدظن ہوجاتا ہے۔تعلیم میں قرآن مجید اور سنت کی تعلیم کو لازمی قرار دیتے ہیں۔	ابن خلدون۔امام غزالی۔تعلیمی تصورات۔علم کی فضیلت۔مریم دین

مزمل حسین	علامتی زبان اور شاعری ایک تحقیقی مطالعہ	۴۲۰ تا ۴۲۵	شاعری اور علامتی زبان آپس میں لازم وملزوم ہیں۔نثر اور شعر میں بنیادی فرق زبان کا ہوتا ہے۔شاعری میں اظہار کے لیے علامتی زبان استعمال ہوتی ہے۔جبکہ غیر شاعرانہ موضوعات میں لفظ انھی معنوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔شاعری کی فنکارانہ خوبصورتی علامتی زبان میں ہی پنہاں ہوتی ہے۔خاص طور پر غزل میں علامتی شاعری تشبیہات اور استعارات شاعری میں شاعر کی اندرونی کیفیات کے عکاس ہوتے ہیں۔شاعر علامتی زبان اس لیے استعمال کرتا ہے کہ وہ قاری کو اپنی گہری قلبی واردات اور مشاہدے سے آگاہی کرا سکے۔یوں شعری زبان ایک حساس اور ایک اہم موضوع ہے۔اس احساس کو سمجھے بغیر نہ تو شاعر ایک خالص شاعر ہو سکتا ہے اور نہ ہی قاری صحیح معنوں میں قاری بن سکتا ہے۔اس مقالے میں شاعری اور علامتی زبان کو سمجھنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	علامتی زبان۔ مزمل حسین۔ شعری اظہار
ناصر عباس نیر	مابعد نوآبادیاتی مطالعہ حدود وامتیازات	۲۱۸ تا ۲۳۲	نوآبادیاتی مطالعہ کیوں ضروری ہے؟ اس سوال کے کئی رخ ہیں جنھیں زیر بحث لانا ضروری ہے۔نوآبادیات میں طاقت اور اختیار کو برابر وسعت دینے کی ان مٹ پیاس ہوتی ہے۔ یہ صرف سیاسی اطاعت پر اکتفا نہیں کرتی۔مابعد نوآبادیاتی تجزیہ یورپ کو نہیں نیوکولونیل ازم کو مرکز رکھتا ہے۔یورپ نے اسے اختیار کیا ہے۔مابعد نوآبادیاتی مطالعہ،نوآبادیاتی عہد کی ثقافتی صورت حال کی مختلف سطحوں کو لحاظ میں نہیں رکھتا۔یہ مقالہ مابعد نوآبادیاتی مطالعے اور اس کے استعمار کا مطالعہ کرتا ہے۔	ایڈورڈ سعید۔ مابعد نوآبادیاتی مطالعہ۔میکالے۔ ناصر عباس نیر
نذر خلیق	محسن خان پوری،ایک ہمہ جہت شاعر	۸۲ تا ۹۰	محسن خان پوری ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔ان کی مشہور کتابوں میں خواب سرشار، ڈائی، سفرنامہ لندن، ہز ہائی نس نواب آف بہاول پور، مثنوی قمر عشق وغیرہ شامل ہیں۔محسن جان پوری ایک ہمہ جہت شاعر تھے۔یہ ریختی کے نامور شاعر تھے انھوں نے غزل بھی لکھی ہے۔اس مضمون میں محسن خان پوری کی ریختی اور غزل کی خصوصیات کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔	خواب سرشار۔ ریختی۔محسن خان پوری۔ نذر خلیق۔ سفرنامہ لندن۔ مثنوی قمر عشق

نعیم مظہر	تقسیم کے بعد اردو ناولوں میں اسلامی فکر کی عکاسی	۳۴۸ تا ۳۶۴	اردو میں ناول نگاری کا آغاز انیسویں صدی کے نصف آخر کے بعد ہوا۔ تقسیم کے بعد جو پاکستانی معاشرہ وجود میں آیا وہ بنیادی طور پر اسلامی فکر پر استوار ہوا کیونکہ یہاں کا اکثریتی کلچر مسلم تھا۔ اس لیے شعوری یا لاشعوری طور پر پاکستانی اردو ناول میں مسلم فکر و تہذیب کی عکاسی مختلف سطحوں پر ہوتی رہی۔ اس مقالے میں اسلامی فکر کے بنیادی ارکان اور رویوں کے پس منظر میں اسلامی تہذیب کے مختلف عناصر کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو ناول۔ اسلامی تہذیب کے عناصر۔ اسلامی فکر۔ تقسیم ہند۔ نعیم مظہر

تخلیقی ادب:۹(۲۰۱۲ء)

مدیران: رشید امجد، حابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
پروین کلو	اشتراکی ادب اور کرشن چندر: تجزیاتی مطالعہ	۲۴۴ تا ۲۵۵	کرشن چندر نظریاتی اعتبار سے اشتراکی تھے۔ اشتراکیت ان کا سیاسی مسلک تھا اور وہ گہرے رنگ میں رنگے اور سرتا پا اشتراکیت میں ڈوبے' کمیونسٹ تھے۔ اشتراکیت کے جذبے اور فلسفے کو انہوں نے اپنے ادب اور فن میں سمویا اور یہی جذبہ ان کی نجی اور سماجی زندگی میں ہمیں رچا بسا' گھلا ملا ملتا ہے اور اسی فلسفے سے ہم ان کے سیاسی نصب العین اور ان کی اخلاقی اقدار کا تعین کرتے ہیں۔ یہ مقالہ کرشن چندر کے فکشن کے اشتراکی پہلو کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔	اشتراکیت۔ پروین کلو۔ ترقی پسند ناول۔ کرشن چندر۔ کمیونسٹ۔
رفاقت علی شاہد	صاحبزادہ حیدر علی خاں حیدؔر اور ''جادۂ تسخیر''	۱۱۱ تا ۱۲۵	حیدر علی خاں، نواب محمد یوسف علی خاں، فرماں روائے ریاست رام پور، کے فرزند تھے۔ حیدر علی خاں حیدؔر شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ شاعری میں وہ میر محمد زکی بلگرامی خلف سیّد غلام رضا کے شاگرد تھے۔ ''جادۂ تسخیر'' ان کی مشہور تصنیف ہے جو پُرتکلف لکھنوی اُسلوبِ نثر کی نمائندہ کتاب ہے۔ اس پر فسانۂ عجائب کا اثر صاف طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ مقالہ حیدر علی خاں اور ان کی تصنیف ''جادۂ تسخیر'' کے تحقیقی تعارف پر مشتمل ہے۔	تدوین۔ جادۂ تسخیر۔ حیدر علی خاں۔ رفاقت علی شاہد۔ اسلوبِ نثر۔

رفیع الدین ہاشمی	ڈاکٹر گیان چند کے غیر مطبوعہ خطوط	۹ تا ۱۸	اردو زبان وادب خصوصاً تحقیق وتنقید کی دنیا میں گیان چند جین (۱۹/ستمبر ۱۹۲۳ء - ۲۱/اگست ۲۰۰۷ء) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ وہ اُنتالیس برس (۱۹۵۰ء سے ۱۹۸۹ء تک) بھارت کی مختلف جامعات میں اردو زبان وادب کا درس دینے اور تحقیق کرنے کرانے میں مصروف رہے۔ شخصی طور پر وہ نام ونمود، شہرت ونمائش کے بجائے اپنے کام سے کام رکھنے والے، ایک وضع دار اور سادہ وسنجیدہ مزاج انسان تھے لیکن اپنی تحریروں میں، تمام تر وضع داری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، اور گتی لپٹی رکھے بغیر کھل کر اپنی رائے کا اظہار کردیتے تھے۔ یہ مقالہ گیان چند کے چند غیر مطبوعہ خطوط کے تعارف اور حواشی پر مبنی ہے۔	گیان چند۔ رفیع الدین ہاشمی۔ خطوط۔ تدوین۔
روشن آرا	پاکستان میں داستانوی ادب کی روایت: تحقیقی مطالعہ	۲۶۳ تا ۲۷۳	اُردو داستان برصغیر میں آغاز سفر سے اختتام تک عوام کے دلوں پر راج کرتی رہی ہے۔ اُردو ادب کے مراکز دکن، دہلی، لکھنؤ اور رام پور میں داستان کا جادو سر چڑھ کر بولا، لیکن وقت کے تقاضوں نے بہت سی چیزوں کو بدل کر رکھ دیا۔ تاہم کسی نہ کسی صورت میں داستان کی روایت آگے بڑھتی رہی۔ پاکستان میں داستانوی ادب کے فروغ میں ڈائجسٹ نے اہم کردار ادا کیا۔ ڈائجسٹ عوام میں اس قدر مقبول ہوئے کہ ماہناموں، رسائل اور جرائد پر سبقت لے گئے۔ پاکستانی داستان نگاروں کی طبع زاد داستانیں مختلف ڈائجسٹوں سب رنگ، جاسوسی اور سسپنس میں ہر ماہ قسط وار شائع ہوتی تھیں۔ یہ طبع زاد داستانیں مقبول ہوئیں اور انھیں عوام کی بے حد پذیرائی ملی۔ پاکستان داستان نگاروں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے قدیم داستانوی عناصر کے ساتھ ساتھ داستان کو جدید سائنس فکشن کے تقاضوں سے ہم آہنگ کردیا، جس سے لوگوں کی دل چسپی اور زیادہ بڑھ گئی۔ یہ مقالہ پاکستانی دور میں داستانوی ادب کی روایت کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	اردو فکشن۔ اردو نثر۔ پاکستانی دور۔ داستان۔ ڈائجسٹ۔ روشن آرا۔

زمرد کوثر	''مکاشفات الاسرار'' کے دو اہم مخطوطات کا جائزہ	۶۰ تا ۶۶	سید علی غمگین کی ''مکاشفات الاسرار'' جو اٹھارہ سو رباعیات پر مشتمل ہے، اردو کی اہم شعری تصانیف میں شامل ہے۔اس کا انتساب غالب کے نام ہے۔اس کتاب سے قبل اردو کے کسی شاعر کے پاس اتنی بڑی تعداد میں رباعیات نہیں تھیں۔یہ مقالہ اس کتاب کے دو قلمی نسخوں کے تعارف پر مشتمل ہے جن میں سے ایک انڈیا آفس لائبریری لندن میں اور دوسرا نسخہ سیاجی راؤ گائیکواڈ سنٹرل لائبریری، بنارس ہندو یونیورسٹی یو۔ پی، انڈیا میں موجود ہے۔	تدوین رباعیات سید علی غمگین قلمی نسخے مکاشفات الاسرار زمرد کوثر
سید شیراز علی زیدی	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی تاریخ ادب اردو: تحقیق و تجزیہ	۱۹۰ تا ۲۰۳	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی اردو ادب کی تاریخ 'ابتدا سے ۱۸۵۷ء تک' سنہ ۲۰۰۳ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوئی۔ وہ اس سے قبل متعدد تحقیقی اور تنقیدی کتب تصنیف کر چکے ہیں جن سے ان کی تحقیقی کاوشوں، تنقیدی بصیرت اور جدید اردو ادب سے وابستگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔کاشمیری ۱۹۸۱ء میں اوسا کا یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز، جاپان میں اردو زبان و ادب کے استاد کی حیثیت سے تعینات ہوئے، وہیں اس تاریخ ادب کی داغ بیل پڑی۔یہ مقالہ تبسم کاشمیری کی اس تاریخ کے تجزیاتی محاکمے پر مشتمل ہے۔	ادبی تاریخ اردو ادب کی تاریخ تبسم کاشمیری سید شیراز علی زیدی

شبیر احمد قادری	اردو تذکروں میں تذکرہ نگار شعرا کے ذاتی احوال	۴۸ تا ۵۹	کسی بھی شخصیت کو سمجھنے یا حصولِ معلومات کے لیے خودنوشت سے بڑھ کر شاید ہی کوئی ذریعہ ہو۔ خودنوشت میں زندگی کے متوازن اور غیر متوازن دونوں ذائقے موجود ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف نے خودنوشت میں اپنی زندگی کے صرف انھی گوشوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہو جس سے اس کا امیج خراب نہ ہو۔ خودنوشت سوانح عمری کے اوّلین آثار اردو تذکروں میں ملتے ہیں۔ تذکروں میں تذکرہ نگاروں نے دیگر شعرا کے ساتھ ساتھ اپنے احوال بھی بیان کیے ہیں۔ یہ احوال و آثار ان تذکرہ نگاروں کی حیات اور فکر و فن کے اوّلین ماخذ اور حوالے ہیں۔ ان تذکرہ نگار شعرا کے حوالے سے ہونے والے تنقیدی و تحقیقی کام کی بنیاد یہ تذکرے ہی ہیں۔ تو اریخ ادب اردو بھی ان تذکروں اور تذکرہ نگاروں کے ذکر سے تہی نہیں ہیں۔ اس مقالے میں تذکروں میں مرقوم تذکرہ نگاروں کے اپنے احوال کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	احوال و آثار تذکرہ خودنوشت سوانح شبیر احمد قادری

شفیق احمد	کلامِ فیض میں صنائع لفظی و معنوی	۱۴۶ تا ۱۷۶	کسی کلام کو فنی نقطۂ نگاہ سے پرکھنا ایک غیر مرغوب موضوعِ تنقید رہا ہے۔ اس بے رغبتی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عام فنکاروں کی اکثر تخلیقات فنی خصوصیات سے متصف نہیں ہوتیں، جب کہ بڑے اور معتبر تخلیق کاروں کے فنی محاسن کو ان کی فکری عظمت کی دبیز تہہ پردۂ گمنامی میں رکھتی ہے۔ اردو کے معروف شاعر فیض احمد فیض کے کلام میں فنی محاسن کی چھان پھٹک کے موضوع کی تشنگی کا سبب بھی یہی رہا ہے۔ اس امر سے کون انکار کرسکتا ہے کہ فیض احمد فیض اپنی تمام تر شعری عظمت کے باوجود، دیگر ترقی پسند مصنفین کی طرح فکری اعتبار سے ایک متنازع شخصیت رہے ہیں، اور ان کی فکری عظمت کے معترفین اور معترضین ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ اسی لیے فیض پر کی گئی تنقید ان کی فکری توصیف و تنقیص کے گرد گھومتی رہی ہے اور فیض کے مداح بھی اپنے ممدوح کی فنی عظمت سے بے نیاز رہے ہیں۔ اس شکایت کی گنجائش اس لیے نظر آئی کہ کلامِ فیض میں لفظ و معنی کی ایک وسیع دنیا آباد ہے۔ ایک ایسی دنیا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ فیض اپنی فنی پختگی کے حوالے سے بھی معتبر شاعر ٹھہرتے ہیں اور جو فیض کو بیان و بدیع پر عبور کی سند بھی عطا کرتی ہے۔ اس مضمون میں کلامِ فیض میں موجود صنائع لفظی و معنوی کا جائزہ لینے کی سعی کی گئی ہے۔	بیان و بدیع ترقی پسند شعرا شفیق احمد صنائع لفظی و معنوی فنی خصوصیات فیض
عارف نوشاہی	سلسلۂ نوشاہیہ کی ادبی تاریخ نگاری	۴۳ تا ۴۷	برصغیر پاک و ہند میں صوفیا کے احوال و آثار سے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن اس میں سے بہت کم درجۂ استناد تک پہنچا ہے۔ ان میں سے بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں لیکن ان کا طریقہ کار تاریخ نویسی کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ اس مقالے میں سلسلۂ نوشاہیہ کی ادبی تاریخ نگاری کی روایت میں ''تذکرہ نوشاہیہ'' کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے جو نہ صرف سلسلۂ نوشاہیہ کی مستند تاریخ ہے بلکہ اس کا تحقیقی اسلوب بھی قابلِ توجہ ہے۔	ادبی تاریخ نگاری سلسلۂ نوشاہیہ عارف نوشاہی

عبدالعزیز ساحر	بارہ ماہیہ نجم: تحقیقی و انتقادی مطالعہ	۳۰ تا ۴۲	بارہ ماہیہ لوک ادب کی ایک اہم صنفِ سخن ہے۔ اس صنفِ اظہار کا فنی اور فکری کینوس اپنے مخصوص موضوع اور معنویت کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل بھی ہے اور اہمیت کا باعث بھی۔ بارہ ماہیہ وہ صنفِ اظہار ہے، جس میں مقامی تہذیب و ثقافت کے رنگ اپنی تمام تر جمالیات کے ساتھ منعکس ہوتے ہیں۔ اردو میں اگرچہ اس صنفِ سخن کی روایت کچھ زیادہ قدیم نہیں، تاہم پچھلی تین چار صدیوں میں کئی شاعر اس فن کدے کے طواف میں سرگرمِ عمل رہے۔ بارہ ماہیۂ نجم ..... حاجی محمد نجم الدین سلیمانی (م ۱۲۸۷ھ) کے روحانی اور داخلی تجربوں کا اظہاریہ بھی ہے اور اُن کے عارفانہ اور عاشقانہ جذبوں کا اشاریہ بھی؛ اس میں استعارے کے رنگ بھی ہیں اور تمثیل کی خوشبو بھی۔ یہ مقالہ اسی کتاب کے تحقیقی و تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔	بارہ ماہیہ بارہ ماہیہ نجم حاجی محمد نجم الدین عبدالعزیز ساحر مقامی تہذیب و ثقافت
علمدار حسین بخاری	برصغیر میں جدید ادب کا سماجی تناظر اور نیا متوسط طبقہ	۲۰۴ تا ۲۳۱	انیسویں صدی میں انگریز استعماریت نے اپنی سیاسی، سماجی اور اقتصادی پالیسیوں کے توسط سے ایک ایسے نئے متوسط طبقے کو پروان چڑھایا جس کا اس سے پہلے ہندوستان میں کوئی منظم وجود یا الگ شناخت نہیں تھی۔ یہ طبقہ ہندوستان میں اگر پہلے وجود رکھتا بھی تھا تو اسے اپنی ایک الگ حیثیت کا کوئی شعور نہیں تھا۔ اس نئے متوسط طبقے کی معاشرتی اور جمالیاتی ضرورتوں نے (جو پرانے طبقۂ اشرافیہ کی جمالیات سے کافی مختلف تھیں) ادب و فن کی بھی ایک نئی روایت کو جنم دیا، جو بہت جلد قدیم اور کلاسیکی روایت سے الگ اور منفرد ہو گئی۔ یہ مقالہ اسی تناظر میں جدید ادب کی تفہیم کا زاویہ سامنے لاتا ہے۔	اشرافیہ جدید ادب سماجی تناظر علمدار حسین بخاری متوسط طبقہ

غلام یٰسین	دبستانِ تونسہ اور علامہ محمد اقبال: تحقیقی مطالعہ	۹۲ تا ۱۱۰	حضرت شاہ سلیمان تونسوی سلسلۂ چشتیہ کے عظیم صوفی اور عالم تھے۔وہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے مرید اور دبستانِ تونسہ کے بانی تھے۔اس دبستان میں ہر میدان میں ملتِ اسلامیہ کی خدمت کی۔علامہ اقبال حضرت شاہ سلیمان تونسوی اور اس دبستان کے دیگر صوفیا و علما کا بہت احترام کرتے تھے۔انھوں نے اس دبستان کے بزرگوں کے ساتھ تسلسل کے ساتھ خط کتابت کی۔یہ مقالہ دبستانِ تونسہ اور اقبال کے روابط کے تحقیقی مطالعے پر مشتمل ہے۔	دبستانِ تونسہ رانا غلام یٰسین سلسلۂ چشتیہ شاہ سلیمان تونسوی علامہ اقبال
فہمیدہ تبسم	عشق، تلاش، سفر اور فارسی الاصل داستانیں	۲۵۶ تا ۲۶۴	اردو کی تقریباً تمام نثری داستانوں میں عشق، تلاش اور سفر راہنما رویے بن کر کہانی کا رخ متعین کرتے ہیں لیکن یہ موضوعات یا رویے عربی اور ہندی پس منظر کی حامل داستانوں مثلاً داستان امیر حمزہ، آرائش گل، بوستان خیال، الف لیلہ، بیتال پچیسی، سنگھاسن بتیسی، افسانۂ عشق، شکنتلا، کہانی رانی کیتکی اور کنور اودے بان کی وغیرہ میں اس شدت اور وضاحت کے ساتھ موجود نہیں جس طرح فارسی الاصل داستانوں میں نمایاں ہیں۔یہ داستانیں دراصل عشقیہ اور مہماتی تو ہیں لیکن رزمیہ نہیں۔یہ انسان کے لطیف جذبات اور ان کے اظہار و بیان کی سادہ واردات ہیں۔عشق فارسی پس منظر کی حامل داستانوں میں روحِ رواں کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر کہانی اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی۔یہ مقالہ اسی حوالے سے اردو داستانوں کے مطالعے پر مبنی ہے۔	اردو داستان داستان رزمیہ فہمیدہ تبسم نثری داستان

محمد آصف اعوان	میرزا حیرت دہلوی کی تصنیف ''چراغ دہلی''	۱۷۷ تا ۱۸۹	مرزا حیرت دہلوی، دہلی کے ایک معروف علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔وہ عربی اور فارسی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان پر مکمل مہارت رکھتے تھے۔مرزا حیرت کے موضوعات میں خاص طور پر مذہب، تاریخ، سوانح نگاری اور ادب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔وہ شاعر بھی تھے اور صحافی بھی۔اگر چہ مرزا حیرت دہلوی کے تراجم و تصانیف کا سلسلہ بہت وسیع ہے تاہم ان کی کتاب ''چراغ دہلی'' کو اس لحاظ سے منفرد حیثیت حاصل ہے کہ اس کتاب میں مرزا حیرت دہلوی نے دہلی شہر کے جغرافیہ، محل وقوع، زبان اور معاصر سیاسی حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ یہاں کی قدیم عمارات سے متعلق معلومات کو اس تفصیل کے ساتھ رقم کیا ہے کہ جس سے یہ کتاب قاری کے لیے دہلی کی تاریخ کے حوالے سے ایک اہم ماخذ ثابت ہوتی ہے۔یہ مقالہ اسی کتاب کے تحقیقی جائزے پر مشتمل ہے۔	تاریخ چراغ دہلی دہلی محمد آصف اعوان مرزا حیرت دہلوی
محمد روف	اردو افسانہ اور مذہبی رواداری	۲۷۴ تا ۲۸۲	سرزمین ہند میں مذہبی مسابقت کی تاریخ بہت پرانی ہے۔نوآبادیاتی دور میں بعض سیاسی مصلحتوں کے تحت یہ مسابقت مذہبی تعصب اور بنیاد پرستی میں بدل دی گئی۔فرقہ وارانہ کشمکش اور عصبیتی تناؤ کا یہی وہ موسم تھا جب اردو میں صنف افسانہ کا انکھوا پھوٹا اور اس کے نوخیز ریشوں میں مذہبی تنگ نظری کا ڈسکورس بتدریج سرایت کرنے لگا۔اردو افسانے کے یہ نقوش ہندو مسلم تہذیب کی یک رخی تصویر ہیں۔متحدہ ہندوستان میں کئی اہم مذاہب مروج رہے اور ان میں سے ہر مذہب امن و آشتی کا داعی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اردو افسانے میں مذہبی رواداری اور احترام باہمی کے مثبت طرز عمل کو تخلیقی لمس عطا کرنے کی روایت بھی ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔یہ تمام افسانے ایک ایسی فلاحی ریاست کا تصور پیش کرتے ہیں جہاں مختلف مذاہب تو موجود ہیں مگر مذہبی تعصبات کا گزر نہیں۔اس مثالی معاشرے کے باشندے رنگ و نسل اور فکر و فلسفہ کی تقسیم سے ماورا ہو کر صحیح معنوں میں عالمی بھائی چارے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں۔یہ مقالہ اردو کے ایسے ہی افسانوں کے تجزیاتی مطالعے پر مبنی ہے۔	اردو افسانہ امن و آشتی ترقی پسند افسانہ محمد روف مذہبی رواداری

محمد کامران	میر تقی میر کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم	٦٧ تا ٧٦	بیسویں صدی میں کلاسیکی اردو شاعری کو انگریزی دان طبقے اور اہلِ مغرب سے روشناس کرانے کے لیے بہت سی قابلِ قدر کوششیں کی گئیں۔ اس طرح نہ صرف کلاسیکی اردو شعراء کو بدلتے ہوئے عصری شعور کے تناظر میں پرکھنے اور سمجھنے کا نیا امکان میسر آیا بلکہ برصغیر کی تہذیبی زندگی کے تنوع اور رنگارنگی کو بھی اظہار و ابلاغ کا نیا وسیلہ مل گیا۔ کلاسیکی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم کی روایت کا جائزہ لیں تو ولی سے غالب و مومن اور ان کے معاصرین تک انگریزی تراجم کی قابلِ قدر تعداد دستیاب ہے۔ یہ مقالہ میر تقی میر کی غزلوں کے انگریزی تراجم کے تحقیقی و تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔	اردو غزل ترجمہ کلاسیکی اردو شاعری محمد کامران میر تقی میر
محمد کیومرثی	اردو افسانوی ادب کی تشکیل میں فورٹ ولیم کالج کا حصہ	۲۳۲ تا ۲۴۳	اردو کی نثری داستانوں کا باقاعدہ آغاز فورٹ ولیم کالج کے قیام سے ہوا ہے۔ یہ کالج ۱۸۰۰ء میں کلکتہ میں ظہور پذیر اور قائم ہوا۔ اس کالج میں درس و تدریس کے شعبے کے علاوہ ایک اور تصنیفی و تالیفی شعبہ بھی قائم ہوا تھا جس میں زیادہ تر قدیم کتب کے ترجمے اور تالیف کا کام کیا جاتا تھا۔ دراصل فورٹ ولیم کالج نے اردو کے افسانوی اور نثری ادب میں ایک بڑا اہم کردار ادا کیا اور اس نے خصوصاً اردو نثر میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ ایک مسئلہ یہ کہ اس کالج کے قیام سے اردو نثر نے مرصع کاری اور تزئین گری سے نجات پائی اور سبک اندام ہوئی۔ یہ مقالہ اردو کے افسانوی ادب کے ضمن میں فورٹ ولیم کالج کی خدمات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔	اردو افسانوی ادب اردو نثر فورٹ ولیم کالج محمد کیومرثی نثری داستان

محمد نعیم	انیسویں صدی میں اردو کے اصلاحی ناول	۲۸۳ تا ۳۱۳	اردو میں اولین ناول نگاروں کے اس صنف کے حوالے سے خیالات کا سرسری جائزہ لیں تو ان میں بیشتر ناول کی اثر پذیری کو بنیاد بناتے ہوئے، اسے اصلاحی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اصلاح کی یہ کوششیں انیسویں صدی کے اختتام تک زور پکڑ لیتی ہیں۔ اس مقالے میں اس اصلاحی رجحان کا جائزہ لیتے ہوئے، اس کی نوعیت اور اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے اور اس رویے کے اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے، یہ دیکھنے کی سعی کی گئی ہے کہ اس اصلاح کے مآخذ کون سے ہیں، ناول نگار اصلاح کے ضمن میں کن ثقافتی مظاہر کو خاص طور پر تبدیل کرنے کے خواہاں ہیں، اور تبدیلی کی سمت یا رُخ کس طرف ہے اور اس کے نتیجے میں سامنے آنے والی ثقافتی تصویر کا جدید ''قومی شناخت'' کو متعین کرنے میں کتنا حصہ ہے۔	اردو ناول اصلاحی رجحان اصلاحی ناول انیسویں صدی قومی شناخت محمد نعیم
معین الدین عقیل	اقبال کے ایک استادِ سخن: نظم طباطبائی	۱۹ تا ۴۹	اقبال کے استادِ سخن کے حوالے سے جو نام لیے جاتے ہیں ان میں داغ اور امیر نمایاں ہیں۔ تاہم اقبال نے ان کے علاوہ، یا ان کے ساتھ ساتھ اپنے مزاجِ شعری اور فن و اسلوب میں نظم طباطبائی سے بھی بظاہر فیض پایا ہے۔ جہاں جہاں اساتذۂ سخن کی بات ہوئی ہے اقبال کے تعلق سے داغ و امیر دونوں ہی موضوع بنے ہیں اور اس امر سے انکار شاید کسی کو نہ رہا، لیکن نظم طباطبائی سے اقبال کا حصولِ فیض و استفادہ کسی نے بالخصوص اس طور پر نہیں دیکھا۔ اقبال، نظم طباطبائی کی مہارتِ فن اور خوبی و امتیاز سے خوب واقف تھے اور اس حوالے سے یہ امر پیشِ نظر ضرور رہنا چاہیے کہ اقبال کی نظم طباطبائی سے فیض پانے اور متاثر ہونے کے کئی شواہد موجود ہیں۔ یہ مقالہ اسی حوالے سے اقبال اور نظم طباطبائی کے روابط پر روشنی ڈالتا ہے۔	استادِ سخن اقبال امیر داغ معین الدین عقیل نظم طباطبائی

یاسمین سلطانہ	مجید امجد کا شعری وفور اور تلخئ دوراں: ایک محاکمہ	۷۷ تا ۹۱	مجید امجدؔ ایک حساس شاعر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں جو کردار ابھر کر سامنے آتا ہے وہ ایک شدید دکھی انسان کا کردار ہے۔ دراصل مجید امجدؔ انسان کے ازلی اور آفاقی دکھوں کا شاعر ہے، وہ دکھ جو بلا تفریق مذہب و ملت و رنگ و نسل ہر جگہ محسوس کیا جاتا ہے۔ وہ گزری رتوں، ڈھلتی شاموں اور اداس راتوں کا شاعر ہے۔ وہ بچھڑے دلوں، پرائی برساتوں، ادھوری ملاقاتوں اور تنہا چاندنیوں کا شاعر ہے۔ زوال اضمحلال اور تنہائی کا جان لیوا احساس مجید امجدؔ کی شاعری کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہے۔ اپنا زوال، کائنات کا زوال، شئے کا زوال۔ مجید امجدؔ کا احساس زوال، اضمحلال و تنہائی کبھی اس کی اپنی ذاتی محرومیوں، ناکامیوں اور نامرادیوں سے جنم لیتا ہے اور کبھی عالم اشیاء کی مجموعی بے ثباتی و ناپائیداری اور زندگی کی مجموعی بے حاصلی و بے مصرفی کے تصور سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مقالہ مجید امجد کے شعری وفور اور ان کے ہاں تلخئ دوراں کے احساس کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	تلخئ دوراں۔ جدید اردو شاعری۔ جدید اردو نظم۔ مجید امجد۔ یاسمین سلطانہ۔

جرنل آف ریسرچ: ۱۸(۲۰۱۰ء)

مدیر اعلیٰ: روبینہ ترین، مدیر: قاضی عابد، شعبۂ اُردو؛ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اکرام الحق یلیین	اُردو زبان کے ذخیرے میں عربی زبان کا کردار	۱۱۷ تا ۱۳۱	اُردو زبان کا تعلق اُس جدید ہند آریائی زبانوں کے خاندان سے ہے جس نے گذشتہ ایک ہزار سال میں ہندوستان میں پرورش پائی۔ یہ زبان صرف آریائی اثرات کی ہی حامل نہیں بلکہ اس میں ایک خاطر خواہ حصہ مسلم حملہ آوروں کی زبانوں کا بھی ہے جن میں عربی، ترکی اور فارسی قابلِ ذکر ہیں۔ ان زبانوں کے الفاظ کی ایک بڑی تعداد اُردو زبان کے ذخیرۂ الفاظ کا حصہ ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں اُردو زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں عربی زبان کے حصے کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اُردو زبان۔ ذخیرے۔ عربی۔ ہندوستان۔ آریائی۔ حملہ آور۔ اکرام الحق یلیین۔
انوار احمد	لذتِ مطالعہ	۱۶۳ تا ۱۹۸	'لذتِ مطالعہ' کے عنوان سے کچھ نئی اور پرانی کتب پر تبصرے اس حصے میں موجود ہیں۔ جن کتب کو تبصرے کے لیے منتخب کیا گیا ہے اُن میں 'ن۔ م۔ راشد: سیاست اور شاعری' از فتح محمد ملک، 'عبادت برق کی' از ڈاکٹر رشید امجد، 'منڈلی' از قاضی جاوید، 'یادیں اور باتیں' از محمد کاظم، 'ایک ٹکڑا دھوپ کا' از اسد محمد خان، 'لونجل ادبیات' از باقر نقوی، 'نجین آشنائی' از شاہ محمد مری، 'کھل جا سم سم' از نوشابہ نرگس اور 'تیری کہانی، میری' از خالد محمود خان شامل ہیں۔	لذت مطالعہ۔ انوار احمد۔ تبصرے۔ راشد۔ سیاست اور شاعری۔ فتح محمد ملک۔ عبادت برق کی۔ رشید امجد۔ منڈلی۔ محمد کاظم۔ ٹکڑا۔ اسد محمد خان۔ لونجل۔ باقر۔ نوشابہ نرگس خان۔ خالد محمود خان۔

تمشیر علی/ رشید امجد	ابوالکیف کیفی کی ادبی خدمات	۸۵ ت ۹۹	ابوالکیف کیفی کا نام صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) میں اُردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت کے ضمن میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔شعر و سخن سے اُن کی وابستگی اور اپنے علاقے کے سماجی و تہذیبی معاملات میں بھی اُن کی خاطر خواہ خدمات ہیں۔وہ شاعر اور نثر نگار ہونے کے علاوہ دو رسالوں کے مدیر بھی رہے۔پشتون معاشرے میں انھیں اُردو کے اولین محسنوں میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ مقالہ بحیثیت مجموعی اُن کی علمی و ادبی خدمات کا احاطہ کرتا ہے۔	ابوالکیف کیفی۔ تمشیر علی۔ رشید امجد۔ امجد۔سرحد۔خیبر۔ پختونخواہ۔پشتون۔ رسالہ۔ترویج۔
حماد رسول	سبطِ حسن: اُردو نثر میں تعقل پسندی کا ایک منفرد حوالہ	۱۵۳ ت ۱۶۲	سید سبطِ حسن ایک مارکسی دانشور تھے جن کی علمی، ادبی اور سیاسی خدمات کے ساتھ ساتھ اُن کی صحافیانہ خدمات بھی نمایاں ہیں۔ اُنھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ایک سائنسی اندازِ نظر اور عقلی بنیادوں پر عصری معاملات کو سمجھنے پر زور دیا۔انھوں نے تاریخ، تہذیب، عقائد، ادب، افکار اور سماج کے مطالعے مارکسی اصولوں کی روشنی میں کیے۔سید سبطِ حسن اُردو نثر میں تعقل پسندی کی جس روش کو اپنانے پر زور دیتے رہے اور مارکسی آدرشوں کا درس دیتے رہے، یہ تحقیقی مقالہ معروضی انداز میں اُن تمام مباحث کا احاطہ کرتا ہے۔	سبطِ حسن۔ اُردو نثر۔ تعقل پسندی۔ حماد رسول۔دانشور۔ معروضی انداز۔ مارکسی۔
روبینہ ترین/ کاشف عمران	دکنی اُردو غزل کے اسالیب___ ولی دکنی تک	۲۳ ت ۳۵	دکن آخری سات صدیوں سے ہندو مسلم تہذیب و روایات کا مرکز گردانا جاتا ہے۔اُردو شعر و ادب کا بھی ابتدائی مرکز دکن کو ہی قرار دیا جاتا ہے۔دکن کا ذکر آتے ہی اُردو شاعری کی روایت کے حوالے سے ولی دکنی کا نام ذہن میں آتا ہے لیکن دراصل ولی دکنی سے پہلے بھی اس خطے میں فارسی شعراء کے علاوہ امیر خسرو سے لے کر قلی قطب شاہ کے عہد تک اُردو شاعری کی ایک مستحکم روایت ملتی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں ولی دکنی تک اُردو غزل کے مختلف اسالیب سے بحث کی گئی ہے۔مقالہ نگاروں نے مختلف شعراء کے کلام سے مثالوں کے ساتھ دکنی غزل کے اسالیب کا جائزہ لیا ہے۔	دکنی۔اُردو غزل۔ اسالیب۔ولی۔ روبینہ ترین۔ہندو مسلم تہذیب۔امیر خسرو۔قلی قطب شاہ۔روایت

روبینہ رفیق	ساحرلکھنوی کی قصیدہ نگاری	۱ ۲ ۹	اٹھارویں اور انیسویں صدی کی اُردو شاعری کی روایت کا جائزہ لیا جائے تو قصیدہ ایک نمایاں صنف سخن دکھائی دیتی ہے۔قصیدہ نگاری آج بھی کلاسیکیت اور عصری حسیت کا امتزاج دکھائی دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے قادر الکلام شعراء نے قصیدہ کو ہی اپنے اظہار ذات وفن کا ذریعہ بنایا۔ان میں سے ایک ساحرلکھنوی بھی ہیں جنھوں نے سوا سو سے زائد قصائد لکھے لیکن ان کے مطبوعہ قصائد کی تعداد صرف اٹھارہ ہے۔اس تحقیقی مقالے میں ساحرلکھنوی کی قصیدہ نگاری کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	ساحرلکھنوی۔ قصیدہ۔ روبینہ رفیق۔ سودا۔عصری حسیت۔
روبینہ شہناز/محمد لوید ازہر	مشرق اورتحریکِ استشراق	۷۵ ۲ ۸۴	یوں تو مشرق کے بارے میں مختلف غیر مشرقیوں کے نظریات وقتاً فوقتاً مختلف کتب رسائل میں سامنے آتے رہتے ہیں اور سولہویں صدی عیسوی سے عصرِ حاضر تک کئی مستشرقین کی علمی و ادبی خدمات کو بھی مختلف حلقوں میں سراہا جاتا رہا ہے لیکن ایڈورڈ سعید کی کتاب 'شرق شناسی' منظرِ عام پر آنے کے بعد مشرق کے از سر نو مطالعے کا سوال اُٹھا۔شرق شناسی اب باقاعدہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی ہے اور اس میں یورپین اصحابِ دانش کے ساتھ ساتھ امریکن اسکالرز نے بھی دلچسپی لینا شروع کی ہے۔یہ تحقیقی مقالہ ایڈورڈ سعید کی کتاب 'شرق شناسی' کی روشنی میں تحریکِ استشراق کا ایک مکمل جائزہ پیش کرتا ہے۔	مشرق۔تحریک۔ استشراق۔روبینہ شہناز۔لوید ازہر۔ نظریات۔ایڈورڈ سعید۔امریکی اسکالر۔شرق شناسی۔یورپی
روش ندیم	شعری اسلوب کی جبریت اور اُردو نثر	۱۱ ۲ ۲۱	ہر عہد کی سیاسی وسماجی فضا کچھ ایسے مابعد الطبیعاتی تصورات کو جنم دیتی ہے جو ادب اور اس کے اجتماعی اسلوب کو بھی وضع کرتا ہے۔شاعری چونکہ ہر عہد میں تخلیقی اظہار کا پہلا ذریعہ رہا ہے سو یہ اپنے عہد اور معاشرے کے تصورِ حقیقت سے متاثر ہوتی رہی ہے۔اس تناظر میں اُردو نثر کے اسلوب نے اُردو شاعری کی وضع سے اثرات قبول کیے۔یہ سلسلہ اُردو نثر کے ابتدائی متون سے لے کر سرسید احمد خان تک کی نثر تک جاری رہا۔یہ تحقیقی مقالہ شعری اسلوب کی نثری اسلوب پر اسی جبریت کا احاطہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اُردو نثر پر عصری حقائق سے بے نیازی کا الزام بھی لگتا رہا۔	شعری اسلوب۔ جبریت۔نثر۔ روش ندیم۔ سرسید۔ تخلیقی اظہار۔

ساجد خان	دیوانِ غالب 'نسخۂ خواجہ' ___ مباحث کا جائزہ	۲۷ تا ۴۵	تدوینِ متن کو تحقیق کے میدان میں ایک محنت طلب کام شمار کیا جاتا ہے۔سید معین الرحمٰن نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے دیوانِ غالب کے نسخہ خواجہ کی تدوین کا کام انجام دیا ہے۔یہ نسخہ اب تک نایاب سمجھا جاتا تھا اور اس تدوین کی صورت میں قارئین کو اس تک بآسانی رسائی حاصل ہوئی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں اس نسخہ خواجہ کے تعارف و تجزیہ کے ساتھ ساتھ سید معین الرحمٰن کی بطور مدون حیثیت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	دیوان غالب ۔نسخہ خواجہ ۔ساجد خان ۔ تدوین ۔ معین الرحمٰن ۔ مدون ۔مباحث ۔
سہیل عباس	میر تقی میرؔ کی صنعت گری	۴۷ تا ۶۴	صنعت گری الفاظ کی ساخت ہی نہیں بلکہ ایک پورا معنیاتی نظام ہے جس میں ایک لفظ کا دوسرے لفظ کے ساتھ مضبوط رشتہ استوار ہوتا ہے۔بندشِ الفاظ اور صنائع بدائع کی وضاحت کے ضمن میں کلاسیکی شعراء کے کلام کو ہی زیادہ تر مثالوں کے لیے زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔میر تقی میر کا شمار اُردو کے اُن نمائندہ کلاسیکی شعراء میں ہوتا ہے جن کی صنعت گری کی داد ہر نقاد نے دی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں کلامِ میرؔ سے مختلف صنعت کے نمونے دے کر میر تقی میرؔ کے شعری نظام کے ساتھ ساتھ اُن کے معنیاتی نظام کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	میر تقی میر ۔ سہیل عباس ۔ صنعت ۔ معنیاتی نظام ۔ بندشِ الفاظ ۔صنائع و بدائع ۔کلاسیکی ۔
صفوان محمد چوہان ،حافظ	آخری خط (انوار احمد)	۱۹۹ تا ۲۰۳	ڈاکٹر انوار احمد کا شمار اُردو کی قد آور شخصیات میں ہوتا ہے۔وہ محقق، نقاد، خاکہ نگار، کالم نگار اور ماہرِ تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو کے ایک منفرد افسانہ نگار کی حیثیت سے بھی اپنی پہچان رکھتے ہیں ۔حافظ صفوان محمد چوہان نے اُن کے اب تک آخری افسانوی مجموعہ 'آخری خط' پر ایک تبصرہ پیش کیا ہے۔ انوار احمد کے دیگر افسانوی مجموعوں میں 'ایک ہی کہانی ' اور 'پہلے سے سنی ہوئی کہانی ' شامل ہیں۔	آخری خط ۔ ڈاکٹر انوار احمد ۔ حافظ صفوان چوہان ۔ افسانوی مجموعہ ۔ کہانی ۔

محمد آصف	طاقت، تشدد، دہشت گردی اور جہاد (اقبالؔ کے افکار کی روشنی میں ایک تجزیہ)	۱۰۱ ۲ ۱۱۵	عصرِ حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کی شدید لہر نے اس مقالے کے موضوع کو ہر طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے آدمی کی توجہ کا مرکز بنا دیا ہے۔طاقت، تشدد، دہشت گردی اور جہاد کا نام آتے ہی ایک انتہا پسند معاشرے کا نقشہ ذہن میں ترتیب پا جاتا ہے۔محمد آصف نے فکرِ اقبال کی روشنی میں ان اصطلاحات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اقبالیاتی فکر میں ان کی توضیح تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ عصرِ حاضر میں دہشت گردی کی لہر سے نمٹنے کے لیے جہاں بہت سے عملی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں وہاں اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ اس حوالے سے ایک متوازن اور مدلل علمی بحث کا آغاز ہو۔مقالہ نگار کے خیال میں ان تمام ناسوروں کا علاج کلامِ اقبالؔ میں موجود ہے۔	طاقت۔تشدد۔ دہشت۔جہاد۔ افکارِ اقبال۔ محمد آصف۔ انتہا پسندی۔ اصطلاحات۔ فکرِ اقبال۔
محمد ہارون عثمانی	راشدؔ شناسی کی چند نئی جہات	۶۵ ۲ ۷۴	ن۔م۔راشدؔ پر اب تک جس قدر تحقیق و تنقید کا کام ہو چکا ہے اس نے راشدؔ شناسی کو ایک تحریک کی صورت عطا کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ سال ۲۰۱۰ء کو پاکستان کے تمام ادبی حلقوں میں راشدؔ کی صد سالہ تقریبات کے طور پر منایا گیا۔اس تحقیقی مقالے میں ایک معروف راشدؔ شناس ڈاکٹر فخر الحق نوری کی ن۔م۔راشدؔ کے حوالے سے تحقیق کا ایک جائزہ لیا گیا ہے۔مقالہ نگار نے مذکورہ راشدؔ شناس کی تمام کتب کو حوالے کے طور پر سامنے رکھا ہے۔	راشد شناسی۔ جہات۔ صد سالہ تقریبات۔ ڈاکٹر فخر الحق نوری۔ ۲۰۱۰ء۔تحریک
نسیم عباس احمر	راشدؔ کی تخلیقی شخصیت خطوط کی روشنی میں	۱۴۳ ۲ ۱۵۱	ن۔م۔راشدؔ کے اہم خطوط مجلّہ نقوش اور نیا دور کے صفحات پر شائع ہو چکے تھے لیکن ان کی پہلی بیوی نے کچھ مزید ذاتی خطوط شائع کرائے ہیں جو راشدؔ شناسوں کی دلچسپی کا مرکز بن رہے ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں راشدؔ کے ان تمام خطوط کی روشنی میں ان کے سیاسی و سماجی نظریات اور تصورِ حیات و فن سے سیر حاصل بحث کی ہے۔	راشد۔تخلیقی شخصیت۔خطوط۔ نسیم عباس احمر۔ نقوش۔نیا دور۔ سماجی نظریات۔ تصورِ حیات

جرنل آف ریسرچ:۱۹(۲۰۱۱ء)

مدیرِ اعلیٰ: روبینہ ترین، مدیر: قاضی عابد، شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	تاریخ گوئی کے متنازعہ مسائل۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۱۰۹ تا ۱۲۶	کسی بھی فرد کے لیے یہ تصور کرنا آسان نہیں ہے کہ پس نوآبادیاتی تنقید کبھی ایسے معاملات میں بھی دلچسپی لے گی جس کا تعلق اردو ادب کے نابغہ روزگار لوگوں کی ایسی ترجیحات سے ہوگا جو فارسی اور عربی روایات میں پلے بڑھے ہوں۔ مورخین اور دانشور جو اپنی تحقیقات کے ضمن میں آرکائیو کے محتاج ہوتے ہیں انہیں بھی بعض اوقات تقویم کو درست رکھنے کے لیے ان اشعار کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ اس مضمون میں ان قابل بحث نکات کو اٹھایا گیا ہے کہ کسی زبان کی ہجی کے مخصوص الفاظ کو صوتیات کے اصولوں کے تحت تبدیل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔	ابرار عبدالسلام۔ تاریخ گوئی۔ متنازعہ مسائل۔ مورخین۔ دانشور۔ آرکائیو۔ تقویم۔ صوتیات۔
ابرار عبدالسلام	تبصرۂ کتب	۲۵۵ تا ۲۶۳	اس حصے میں دو کتب پر تبصرہ کیا گیا ہے جن میں 'وضاحتی اُردو کتابیات (عمرانی علوم)، جلد اول و دوم' از انور معظم، اشہر فرحان اور 'تحقیق و تدوین۔ مسائل اور مباحث' از حنیف نقوی شامل ہیں۔	ابرار عبدالسلام۔ تبصرہ کتب۔ وضاحتی کتابیات۔ عمرانی علوم۔ انور معظم
ابوالکلام قاسمی	مغربی نوآبادیات سے پیدا شدہ مسائل پر اقبال کا ردِ عمل	۱ تا ۱۲	یہ مضمون نوآبادیات پر اقبال کے تاثرات کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ برطانوی استعمار کے حوالے سے اس زمانے کے مسلمان دانشور یا تو خاموش تھے یا اس کے ہمنوا۔ یہ مضمون اس کا تعین کرتا ہے کہ مسلمان زعما اور دانشوروں کا نوآبادیات کے حوالے سے کیا ردعمل تھا۔ اقبال نے اپنی شاعری اور نثر میں نوآبادیات کے خلاف کھل کر لکھا انہوں نے برطانوی استعمار کی سیاسی اور ثقافتی جہات سے بحث کی ہے۔ اپنی شاعری اور نثر نگاری کے مختلف ادوار میں اقبال کا ردعمل اور اس کی توضیح اس مضمون میں شامل ہے۔	مغربی نوآبادیات۔ مسائل۔ اقبال۔ ردعمل۔ ابوالکلام قاسمی۔ برطانوی استعمار۔ زعما۔ ثقافتی جہات۔

رشید امجد	وزیر آغا کی انشائیہ نگاری	۱۳ تا ۲۴	ڈاکٹر وزیر آغا اردو ادب میں ایک ہمہ جہت شخصیت سمجھے جاتے ہیں۔انہوں نے تنقید، انشائی ادب اور شاعری کے میدان میں اپنا حصہ ڈالا۔انہیں بالعموم اردو انشایئے کا بانی بھی تصور کیا جاتا ہے۔اس مضمون میں ان کی انشائیہ نگاری کے مختلف عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ڈاکٹر وزیر آغا۔ انشائیہ۔رشید امجد۔ انشائی۔بالعموم۔
سلمان علی	نیاز فتح پوری کے افسانوں کا اسلوبیاتی و تکنیکی پہلو	۲۲۱ تا ۲۲۹	نیاز فتح پوری کا شمار رومانوی تحریک کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔اس کے علاوہ وہ ایک معروف نقاد، مترجم اور مدون بھی ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں نیاز فتح پوری کے افسانوں کا اسلوبیاتی اور تکنیکی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	نیاز فتح پوری۔ اسلوب۔افسانہ۔ سلمان علی۔رومانوی تحریک۔اسلوبیاتی
شاہد اقبال کامران	دورِ حاضر اور اقبال۔ایک نئی جہت	۳۷ تا ۴۸	اس مضمون میں اقبال کے اس اعلان جنگ کے تناظر میں، جو انہوں نے دورِ حاضر کے خلاف اپنی کتاب ضرب کلیم میں کیا، جائزہ لیا گیا ہے۔مضمون نگار نے اس اعلان کی دورِ حاضر میں اہمیت کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔مصنف کے خیال میں سرمایہ داری، دہشت گردی، استعماریت، اسلام اور مغرب کے مابین تصادم دورِ حاضر کے اہم مسائل ہیں۔روایتی ملا اور رجعت پسند مولوی جو ہمارے عصر کا خاصہ ہیں یہ اقبال کے زمانے میں بھی موجود تھے۔اقبال کا خیال ہے کہ مکالمہ تصادم اور تناؤ سے بہتر شے ہے۔درحقیقت اقبال کا اعلانِ جنگ استحصال کے خاتمے کے لیے ضروری ہے۔یہ مضمون اسی طرح کے مباحث کو عصرِ حاضر کے تناظر میں پیش کرتا ہے۔	دورِ حاضر۔اقبال۔ جہت۔شاہد اقبال کامران۔جنگ۔ سرمایہ داری۔دہشت گردی۔استعمار۔ اسلام۔مغرب۔ رجعت۔ تصادم۔ تناؤ۔استحصال۔
شفیق انجم	انشائے اُردو: تدوینِ متن	۱۷۱ تا ۱۹۸	انشائے اردو مولوی کریم الدین کی نایاب کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔مولوی کریم الدین انیسویں صدی کے ایک معروف اردو لکھاری ہیں۔ان کی معروف تصنیفات میں ''کریم اللغات'' اور ایک تذکرہ ''طبقات الشعرائے ہند'' شامل ہیں۔انہوں نے اور بہت سی کتب تحریر کیں لیکن شومئی قسمت کہ اب ان میں سے کوئی دستیاب نہیں۔اس آرٹیکل میں ان کی اہم اور نایاب کتب میں سے ایک کتاب ''انشائے اردو'' کی تدوین کی گئی ہے۔یہ کتاب ۱۸۶۳ء میں لکھی گئی اور ۱۸۷۲ء میں شائع ہوئی۔	انشائے اردو۔ تدوینِ متن۔شفیق انجم۔مولوی کریم الدین۔انیسویں صدی۔تذکرہ طبقات شعرائے ہند۔

شگفتہ حسین	تاریخ اُردو ادب کیسے لکھی جائے؟	۱۶۳ تا ۱۷۰	اس مضمون میں ادبی تاریخ نویسی کے فلسفیانہ قضایا اور طریق کار پر بحث کی گئی ہے۔اس بات کو زیادہ تر مدنظر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ نویسی اور تاریخی ارتقا کے مابین فرق کو سامنے لایا جائے۔تاریخ نویسی بنیادی طور پر مختلف واقعات کو منظم طور پر ریکارڈ کرنے کا نام ہے اور اس ضمن میں ہمارے مورخین ماضی کو سامنے لانے کی بجائے اسے پوشیدہ رکھنے میں زیادہ دلچسپی لیتے رہے ہیں۔جبکہ تاریخی ارتقا کو ایک منہاج بنا لینے کے بعد ماضی کو حال یا مستقبل کی روشنی میں تعبیر کے عمل سے گزارا جاتا ہے اس لیے یہ منہاج سماجی معاشی اور سیاسی صورتحال کو اس طور پر اہمیت دیتا ہے کہ یہ چیزیں حال کو کیسے متاثر کرتی ہیں۔	تاریخ اُردو ادب۔ شگفتہ حسین۔فلسفیانہ طریق کار۔منہاج۔ تاریخی۔ارتقا۔
عقیلہ بشیر/قرۃ العین	ملتان کے ادبی منظر نامہ میں کالم 'محفلیں' کا کردار	۱۵۱ تا ۱۶۲	صحافت کی دنیا میں کالم نویسی کا اپنا ایک مقام ہے ملتان میں روزنامہ اردو نے کئی نئے کالم نویسوں کو متعارف کرایا اور بڑے لکھنے والے جن میں اصغر ندیم سید، اے بی اشرف، ڈاکٹر انوار احمد، نوشابہ نرگس اور انور جمال وغیرہ شامل ہیں اس اخبار سے بطور کالم نگار منسلک رہے ہیں۔''محفلیں' اسی اخبار میں شائع ہونے والا ایک اہم کالم تھا جس میں ادب کے علاوہ سیاسی سماجی تہذیبی اور معاشی پہلوؤں کو بھی موضوع بنایا گیا۔اردو اکیڈمی ملتان میں ہونے والے ہفت روزہ تنقیدی اجلاسوں کی روداد بھی ان کالموں کا موضوع رہی ہے جس کے نمایاں لکھنے والوں میں ڈاکٹر اے بی اشرف اور ڈاکٹر اصغر ندیم شامل ہیں۔	ملتان۔ادبی منظر نامہ۔کالم محفلیں۔عقیلہ بشیر۔ قرۃ العین۔صحافت۔ اصغر ندیم۔اشرف الوار۔نوشابا نور۔ اردو اکیڈمی۔امروز۔ اخبار
فخر الحق نوری/ عارفہ شہزاد	اُردو شاعری کے انگریزی تراجم کی روایت (اجمالی جائزہ)	۴۹ تا ۷۲	یہ مضمون اردو شاعری کے انگریزی تراجم کی روایت کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔مضمون میں بتایا گیا ہے ۱۸۷۲ء میں مسٹر ہنری کورٹ نے سودا کی کلیات کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور اسے شملہ (ہندوستان) سے شائع کیا۔یہ اردو کی کلاسیکی شاعری کو کسی اور زبان میں پیش کرنے کی پہلی کوشش ہے۔سودا کے بعد مقدار کے لحاظ سے سب سے زیادہ اقبال کو انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ترقی پسند شعراء اور جدیدیت کی تحریک سے وابستہ ادیبوں کو بھی بعد میں اس حوالے سے اہمیت دی گئی۔اس مضمون میں ۳۰ سے زیادہ ایسے مجموعوں کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں اردو شاعری کے انگریزی تراجم کیے گئے ہیں۔	شاعری۔انگریزی تراجم۔روایت فخر الحق نوری۔عارفہ شہزاد۔سودا۔ جدیدیت۔اقبال۔

قاضی عابد اجمل مہار ابن اکبر	حافظ محمود شیرانی کا لسانی نظریہ: ایک پنجاب اور دو زبانیں (لسانی و تنقیدی مطالعہ)	۱۲۷ تا ۱۵۰	اس مقالے میں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ محمود شیرانی برصغیر کے پہلے ماہر لسانیات تھے جنھوں نے یہ مضبوط دلیل دی کہ پنجاب ایک ایسا خطہ ہے جس میں دو زبانیں سرائیکی اور پنجابی بولی جاتی ہیں۔ اس مضمون میں اس نظریے کے اثبات کے لیے نئے حقائق اور دلائل سامنے لائے گئے ہیں۔ سرائیکی اور پنجابی کی صوتیات کا جائزہ لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ دو الگ الگ زبانیں ہیں جو ایک ہی خطے میں بولی جا رہی ہیں اگرچہ ان دونوں زبانوں میں کچھ اشتراکات بھی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ دو الگ زبانیں ہیں جن کا اپنا صوتیاتی اور صرفی نظام اور دیگر لسانی خصوصیات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔	محمود شیرانی۔ لسانی نظریہ۔ پنجاب۔ سرائیکی۔ پنجابی۔ اشتراکات۔ صوتیاتی۔ صرفی نظام۔
قرۃ العین طاہرہ	سرزمین عجم میں تانیثیت کی اوّلین آواز	۱۹۹ تا ۲۲۰	اس تحقیقی مقالے میں ایران کے ایک شہرہ آفاق کردار قرۃ العین طاہرہ کو موضوع بنایا گیا ہے جس نے نہ صرف دنیا کو بلکہ قاچاری حکومت کو اپنے عزم و ارادے سے متاثر کیا۔ قرۃ العین طاہرہ اپنے علم، خوبصورت شخصیت، تقریر اور مضبوط دلائل کی بنا پر انتہائی اثر انگیز شخصیت کی مالک تھی۔ اس کا شمار بہائی تحریک کے بنیادگزاروں میں ہوتا ہے۔ وہ ایران کی عظیم شاعرہ تھی جس نے ایران کے سماجی اور ادبی منظرنامے کو اپنی زرخیز شاعری کے ذریعے متاثر کیا۔ وہ ۱۸۱۷ء میں ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئی اور اپنی ساری زندگی اپنے نظریات و افکار کے لیے وقف کر دی۔ اس راہ میں اس نے بے پناہ صعوبتیں جھیلیں۔ قرۃ العین طاہرہ اپنے نظریہ سے وابستگی میں بے حد پختہ تھی۔ جس نے دنیا بھر کے دانشوروں کو بشمول اقبال متاثر کیا۔ یہاں تک کہ اقبال نے بھی ان کو بہت زیادہ سراہا۔ جب قرۃ العین طاہرہ کو قتل کیا گیا تو تاریخ گواہ ہے کہ اس کے قاتل اس کی جرأت، ثابت قدمی اور بہادری کے سبب خوفزدہ تھے۔	سرزمین عجم۔ آواز اوّلین۔ قرۃ العین طاہرہ۔ ایران۔ بہائی تحریک۔ اقبال۔ ۱۸۱۷ء۔

کرسٹینا آسٹرہیلڈ (ہائیڈل برگ، جرمنی)	جہادی ادب (نسیم حجازی کے چند ناول) JIHADI LITERATURE? SOME NOVELS OF NASIM HIJAZI	۲۳۱ تا ۲۵۳	اس مقالے میں تاریخی ناول نگار نسیم حجازی کے سوانحی کوائف، ذہنی افتادِ طبع کے ساتھ ساتھ اس کی مقبولیت کا جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے بیشتر ناول نیٹ پر دستیاب ہیں، ان کے تاریخی ناولوں پر بہاولپور یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اور کراچی یونیورسٹی میں تحقیقی مقالات بھی لکھے جا چکے ہیں اس کے باوجود کہ اردو ناول کی سنجیدہ تنقید ان کو خاطر میں نہیں لاتی، جہاد اور اشاعتِ اسلام کے حوالے سے ابو الکلام آزاد کی بجائے، مولانا مودودی سے وہ متاثر ہیں اور خود کو تحریک پاکستان کا بھی ایک پر جوش کارکن خیال کرتے ہیں۔ اس مقالے میں نسیم کے چار منتخب ناول اور ان کی تین جہات (جہاد، اخلاق، ثقافت و روحانیت) کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اس نکتے کو اجاگر کیا گیا ہے کہ ناول نگار کے مخاطب عام طور پر مرد قارئین ہیں کہ یہ ماضی کے حوالے سے ان کے رومان کو زرخیز بناتے ہیں اور انہیں اپنے عصری مسائل کے حل کے لئے عسکری قوت کے حصول پر آمادہ کرتے ہیں، اس طرح وہ ناول نگار ہونے سے زیادہ ایک نظریے کے پر جوش مبلغ بن جانے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔	جہادی ادب۔ نسیم حجازی۔ کرسٹینا آسٹرہیلڈ۔ تاریخی ناول۔ اخلاق۔ ثقافت۔ عسکری۔ مبلغ۔ بہاولپور۔ یونیورسٹی۔ ابو الکلام آزاد۔
ناصر عباس نیّر	انجمن اشاعتِ علوم مفیدہ پنجاب: مابعد نوآبادیاتی تناظر	۷۳ تا ۱۰۸	اس مقالے کے لکھاری ایک خاص نقطہ نظر رکھنے والے نقاد ہیں۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ وہ روشن خیالی کی اسطورہ جو کہ نوآبادیاتی آقاؤں نے تعمیر کی، اس کی ردِ تشکیل کی جائے۔ انہوں نے کچھ ایسے وفادار ہندوستانیوں کے مسائل کا جائزہ لیا ہے جنہوں نے ایک NGO کی طرح انجمن پنجاب کو ریاست کے نظریاتی آلہ کار کے طور پر استعمال کیا۔ ان کا تاریخی شعور اور تنقیدی بصیرت ادب کے سنجیدہ طالبعلموں کے لئے نئی راہیں کھولتی ہے۔	انجمن اشاعت علوم مفیدہ۔ پنجاب۔ مابعد۔ نوآبادیاتی تناظر۔ ناصر عباس نیّر۔ روشن خیالی۔ تاریخی شعور۔ تنقیدی بصیرت۔

نجیب جمال / ذیشان تبسم	اٹھارویں صدی عیسوی کی اُردو شاعری میں سماجی و تہذیبی زوال کا منظر اور تصوف کا میلان	۲۵ تا ۳۶	اٹھارھویں صدی میں مغلیہ حکومت کے زوال نے زندگی کی ہر سطح کو بری طرح متاثر کیا۔ سماجی اور انتظامی بندوبست انتشار کا شکار ہوگیا۔ جس کا اثر آخرکار تہذیب کے زوال پر ہوا۔ معاشی اور اخلاقی اقدار تہہ وبالا ہو گئیں اس انتشار کے عمل میں اردو شاعری کی نشوونما ہوئی ۔ان حالات نے اردو شاعری کو بھی متاثر کیا اور نتیجے کے طور پر مایوسی ناامیدی اور قنوطیت کے رویے اردو شاعری میں گندھی ہوئی مابعد الطبیعات کا حصہ بن گئے ۔ یہ مضمون اردو شاعری کے اسی زریں دور کا سیاسی سماجی اور تہذیبی اقتدار کے زوال کے تناظر میں جائزہ لیتا ہے۔	اٹھارویں تہذیبی زوال ۔منظر۔ تصوف ۔میلان۔ نجیب جمال ۔ذیشان تبسم ۔مغلیہ انتشار۔ قنوطیت ۔ مابعدالطبعات تناظر

جرنل آف ریسرچ: ۲۰(۲۰۱۱ء)

مدیرِ اعلیٰ: روبینہ ترین، مدیر: قاضی عابد، شعبہ اُردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آسمان بیلن اوز جان	طرزِ بیان کا ایک فنی رمز irony اور احمد ندیم قاسمی کا افسانہ 'سفارش'	۱ تا ۱۰	اس تحقیقی مقالے میں اسلوب کے فنی رمز irony کے تحت احمد ندیم قاسمی کے افسانے 'سفارش' کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس حوالے سے ساختیاتی مطالعہ کرتے ہوئے اپنے تحقیقی نتائج کو پیش کیا گیا ہے۔ احمد ندیم قاسمی اپنے خاص موضوعات اور بیانیہ انداز کی بنا پر اُردو افسانہ نگاری کی روایت میں ایک اہم مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ احمد ندیم قاسمی کے دیگر افسانوں اور اسی طرز پر اُردو فکشن کے بیش قیمت سرمائے کو نئے طریق ہائے پڑھت کے ذریعے پڑھنے کی دعوت دیتا ہے۔	طرزِ بیان۔ فنی رمز۔ irony۔ احمد ندیم قاسمی۔ افسانہ۔ سفارش۔ آسمان بیلن اوز جان۔ اسلوب۔ ساختیاتی فکشن۔ پڑھت۔
انوار احمد	جلاوطن کی واپسی	۱۶۵ تا ۱۷۴	اس مضمون میں مقالہ نگار نے وہ تاریخی اور سیاسی اسباب بیان کیے ہیں جن کی وجہ سے فیض احمد فیض کو نہ صرف جلاوطنی اختیار کرنا پڑی بلکہ کئی عشروں تک پاکستانی درس گاہوں کے دروازے بھی کلامِ فیض پر بند رہے اور اب سرکاری سطح پر ان کی پذیرائی جن سوالات و خدشات کو ابھارتی ہے ان کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مضمون میں ترقی پسند شعراء میں فیض کو ممتاز کرنے والی رومانویت اور کلاسیکی رچاؤ کا بھی بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے اور کلامِ فیض کی مثالوں کو نظامِ استدلال سے منسلک کیا گیا ہے۔	جلاوطن۔ واپسی۔ انوار احمد۔ فیض۔ عشروں۔ ترقی پسند۔ رومانویت۔ کلاسیکی
حماد رسول	صلیبیں مرے دریچے میں: تفہیمِ فیض کے چند نئے زاویے	۲۵۳ تا ۲۶۲	فیض احمد فیض کے خطوط کا مجموعہ 'صلیبیں مرے دریچے میں' نہ صرف زندانی ادب میں خاص اہمیت رکھتا ہے بلکہ فیض کے تخلیقی عمل تک پہنچنے کے لیے بھی اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں شعریاتِ فیض اور ان کے نفسیاتی محرکات کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ان خطوط کا مطالعہ ناگزیر قرار دیتے ہوئے تفہیمِ فیض کے چند نئے زاویے ان خطوط کی روشنی میں ہی تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	صلیب۔ صلیبیں۔ دریچے۔ تفہیمِ فیض۔ زاویے۔ حماد رسول۔ شعریات۔ نفسیاتی محرک۔ خطوط۔

خاورلوازش	فیض کی عملی سیاست ۔ایک مطالعہ	۲۶۳ تا ۲۷۵	فیض احمد فیض نے نہ صرف تخلیقی بلکہ سیاسی سطح پر بھی ایک مخصوص فکر کی ترویج میں نہایت فعال کردارادا کیا۔سیاست کے خارزار میں علمی سطح پر سرگرم رہنے کا امتیاز اُردو کے چند ہی مشاہیر کو حاصل ہے۔اس تحقیقی مقالے میں فیض کی عملی سیاست کا انجمن ترقی پسند مصنفین،کیمونسٹ پارٹی اورٹریڈ یونین کے حوالے سے ایک تحقیقی جائزہ لیا گیا ہےاور ساتھ ہی ساتھ فیض کی زندگی میں نہایت اثر پذیری کے حامل پنڈی سازش کیس کا بھی تحقیقی انداز میں مطالعہ کرتے ہوئے چندنتائج پیش کیے گئے ہیں۔	فیض ۔عملی سیاست ۔ خاورلوازش۔کیمونسٹ پارٹی۔ٹریڈ یونین ۔ پنڈی سازش کیس۔
روبینہ ترین	پاکستانی جامعات میں مطالعۂ فیض کی روایت	۱۷۵ تا ۱۸۰	اس تحقیقی مقالے میں نہ صرف اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ پاکستانی جامعات کے شعبہ ہائے اُردو کے نصابات میں فیض فہمی کا رواج کس طور پر ہوابلکہ فیض کے حوالے سے مختلف سطحوں پر،اُس وقت جب پاکستانی جامعات میں ترقی پسندی،جدیدادب اورفیض کا نام لینا بھی جرم تھا،ہونے والے تحقیقی کام کا تجزیہ بھی اس مقالےکااہم پہلو ہے۔	پاکستانی جامعات۔ مطالعہ فیض۔روبینہ ترین۔ترقی پسند۔ جدیدادب۔
روبینہ رفیق/عقیلہ شاہین	ڈاکٹرجمیل جالبی بحیثیت مدون	۸۹ تا ۱۰۲	ڈاکٹرجمیل جالبی نے بطورمورخ،محقق اورنقاد اپنا ایک منفردمقام بنایا ہے۔وہ اُردو کے بیش قیمت نثری وشعری سرمایےکوتدوین کے بعدمبسوط مقدموں کے ساتھ منظرِ عام پر لائے جس میں اُردو کی اولین مثنوی 'کدم راؤپدم راؤ' بھی شامل ہے۔اس تحقیقی مقالے میں اُردوتدوین کی روایت میں ڈاکٹرجمیل جالبی کا بطور مدون مقام متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	ڈاکٹرجمیل جالبی۔ مدون ۔ روبینہ رفیق۔عقیلہ شاہین۔ بیش قیمت۔مقدمہ ۔مثنوی۔کدم راؤپدم راؤ۔تدوین۔
ریحانہ کوثر	محمدی بیگم زوجہ شمس العلماءمولوی ممتاز علی:اُردوکی پہلی خاتون ایڈیٹر	۱۰۳ تا ۱۱۲	اس تحقیقی مقالے میں اُردوصحافت کی پہلی خاتون ایڈیٹرمحمدی بیگم زوجہ شمس العلماءمولوی ممتازعلی کی حیات اورصحافتی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔انھوں نےہفت روزہ'تہذیب نسواں'کو مستحکم کرنے کے علاوہ۳۰ سے زائد کتب تصنیف وتالیف کیں۔انھوں نے صحافت کی دنیامیں اس وقت قدم رکھا جب خواتین اس حوالے سے سوچ بھی نہیں سکتی تھیں یوں اُردوصحافت کی دنیا میں ایک نیاباب واکرنے کے حوالے سے انھیں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔یہ مضمون اس تناظر میں ان کوخراجِ تحسین پیش کرتا ہے۔	محمدی بیگم ۔شمس العلماء۔مولوی ممتاز علی۔ ریحانہ کوثر۔ اردوصحافت۔ تہذیب نسواں۔

شمیم طارق	سرسید تحریک اور ادبی تغیرات	۱۴۱ تا ۱۴۸	سرسید احمد خاں نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو قوت اور بہتری عطا کرنے کے لیے جو کردار ادا کیا ہے اس تحقیقی مضمون میں اس کا جائزہ بالخصوص ادب کے حوالے سے لیا گیا ہے۔ سرسید تحریک کے زیرِ اثر رونما ہونے والے ایسے تغیرات جنھوں نے جدید ادب کو جنم دینے میں معاونت کی اور نہ صرف نئے فکری رجحانات کو فروغ دیا بلکہ اُردو نثر اور شاعری میں بھی نئے طرز کو متعارف کرایا، اس مضمون میں ان کا محاکمہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	سرسید تحریک۔ادبی تغیر۔شمیم طارق۔ برصغیر پاک و ہند۔
ضیاءالحسن	فیض کے استعاروں کی استعمار دشمن معنویت	۲۰۳ تا ۲۱۶	یہ تحقیقی مقالہ فیض کے کلام میں موجود استعمار دشمن معنویت کے حامل استعاروں سے بحث کرتا ہے۔فیض کی شاعری میں جو استعمار دشمن رویہ ملتا ہے اس کے اظہار کے لیے فیض نے نت نئے استعارے تخلیق کیے۔ان استعاروں کی تخلیق کے مضمرات کیا تھے اور ان میں استعماریت اور سامراجی یلغار کے شدتِ اثر کا اظہار کس حد تک اور کس طور پر ملتا ہے، اس کا محاکمہ اس تحقیقی مضمون میں پیش کیا گیا ہے۔	فیض۔استعارہ۔ استعمار دشمن۔ معنویت۔ضیاء الحسن۔سامراجی یلغار۔
عاصمہ رانی / شفیق احمد	ریاست بہاول پور کے دو شاعر	۳۵ تا ۴۶	اس تحقیقی مضمون میں ریاست بہاول پور کے دو شعراء عبدالعزیز جاوید اور ابن الامام شفتر، جنھوں نے ریاست بہاول پور کے زمانے میں نہ صرف آنکھ کھولی بلکہ اسی عہد میں لکھنا شروع کیا، کے کلام کو تنقیدی نقطۂ نگاہ سے پرکھتے ہوئے اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ شعراء موجودہ بہاول پور کے زندہ حوالوں میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں لیکن اس سے پہلے ان کے کلام کو دیگر ہم عصروں کی طرح اہم جانتے ہوئے موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا۔مقالے میں ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی مماثلتوں سے بھی بحث کی گئی ہے۔	ریاست بہاولپور۔ شاعر۔عاصمہ رانی۔ شفیق احمد۔ عبدالعزیز جاوید۔ ابن امام شفتر۔
غلام قاسم مجاہد ملک / محمد یوسف خشک	اُردو افسانہ نگاری میں بلوچ اہلِ علم کی خدمات	۴۷ تا ۷۴	اُردو افسانہ نگاری کی روایت پر نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ اسے آگے بڑھانے میں ہر علاقے یا زبان سے تعلق رکھنے والے لکھاریوں کی خدمات شامل ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں بلوچ اہلِ علم کی اُردو افسانہ نگاری کے حوالے سے ادبی خدمات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اور اُردو افسانے کی روایت میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔	افسانہ نگاری۔ خدمات۔غلام قاسم مجاہد ملک ۔یوسف خشک۔بلوچ اہلِ علم۔

غلام یٰسین	ارسطو کے تصور المیہ کی روشنی میں میر انیسؔ کے ایک مرثیے 'جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے' کا تجزیہ	۱۱۳ تا ۱۴۰	اس تحقیقی مقالے میں میر انیسؔ کے مرثیے 'جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے' کا تحقیقی جائزہ ارسطو کے مشہور تنقیدی تصور المیہ کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ارسطو نے 'المیہ' کا تصور اپنی تصنیف 'بوطیقا' میں پیش کیا اور کسی بھی عہد کی شاعری کی عظمت کے لیے قائم ہونے والے معیارات میں ارسطو کے اس تصور کو آج بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اُردو شاعری کی تنقید کی تاریخ جس بھی عہد میں لکھی جائے گی، ارسطو کے خیالات و افکار کو اُن میں اولین سطح کا درجہ حاصل ہوگا۔مقالہ نگار نے اس مضمون میں میر انیسؔ کے مرثیے کی اُس المناک فضا کا مختلف زاویوں سے تجزیہ کرنے کی سعی کی ہے جو اسے فن کی بلندی کی طرف لے جاتی ہے۔	ارسطو۔تصور المیہ۔ میر انیس۔مرثیہ۔ آفتاب غلام یٰسین رانا۔معیار۔
فخر الحق نوری	''ترقی پسندی'' اور جدیدیت'': بیسویں صدی کی اُردو نظم میں دو متوازی دھارے	۷۵ تا ۸۸	اس تحقیقی مقالے میں فخر الحق نوری نے بیسویں صدی میں اُردو نظم کے دو متوازی دھاروں ''ترقی پسندی'' اور ''جدیدیت'' کا جائزہ لیا ہے۔ان دونوں دھاروں نے بظاہر مخالف اور متضاد ہونے کے باوجود اُردو شاعری کو بے حد ثروت مند بنایا۔ان دونوں دھاروں پر چلتے ہوئے اُردو نظم نے اب کافی سفر طے کرلیا ہے اور مقالہ نگار نے اس سفر کا ارتقائی جائزہ لیا ہے۔	ترقی پسندی۔ جدیدیت۔بیسویں صدی۔اردو نظم۔ متوازی دھارے۔ فخر الحق نوری۔
قاضی عابد	فیض۔انجماد، ارتقاء، فکری استقامت؟	۲۱۷ تا ۲۳۲	اس مضمون میں فیضؔ کے ناقدین ڈاکٹر وزیر آغا، فتح محمد ملک اور انیس ناگی، جن کے خیال میں فیض کی شاعری فکر اور خیالات کے انجماد کا شکار ہے کے نظریات کا رد تحقیقی انداز میں کلام فیض کو پیش نظر رکھتے ہوئے داخلی اور خارجی شواہد کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔مقالہ نگار کے نزدیک فیض انجماد نہیں بلکہ فکری استقامت اور ارتقاء کی اعلیٰ جمالیاتی مثال ہیں اور مذکورہ ناقدین نے بوجوہ فیضؔ کو کسی انجماد کی مثال قرار دینے کی کوشش کی ہے ظاہر ہے اُن کا اشارہ فیض کی نظریاتی وابستگی کی طرف ہی ہوسکتا ہے۔	فیض۔انجماد۔ارتقا۔ فکری استقامت۔ قاضی عابد۔ڈاکٹر وزیر آغا۔فتح محمد ملک۔انیس ناگی۔ داخلی و خارجی شواہد۔ ناقدینِ فیض۔

محمد آصف	فیض اور نیا نو آبادیاتی نظام	۲۳۳ تا ۲۵۲	اس تحقیقی مقالے میں فیض کا مطالعہ نئے نو آبادیاتی نظام کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک اقبال کے بعد فیض احمد فیض ہی وہ شاعر ہیں جنھوں نے نو آبادیاتی نظام کی نہ صرف روح کو سمجھا بلکہ اس کے خلاف فکری، عملی اور تخلیقی مزاحمت بھی کی۔ اس مضمون میں فیض کی شعری و نثری تحاریر کو سامنے رکھتے ہوئے سرمایہ دارانہ نو آبادیاتی نظام کے خلاف فیض کے ردعمل کو موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔	فیض۔ نیا نو آبادیاتی نظام۔ محمد آصف۔ فکری و عملی مزاحمت۔ سرمایہ دارانہ نظام۔
محمد یوسف اعوان / محمد یوسف خشک	بالِ جبریل: غزلوں کے غیر مطبوعہ محذوف مصرعے اور اشعار	۱۱ تا ۳۴	اس شراکتی تحقیقی مقالے میں بالِ جبریل کے اُس غیر مطبوعہ کلام کو پیش کیا گیا ہے جو متروک مصرعوں اور اشعار کی صورت میں بیاضِ بالِ جبریل پنجم اور مسودہ بالِ جبریل میں موجود ہے جنھیں عموماً نظر انداز کیا جاتا رہا، اقبال کی فکر کو سمجھنے اور اُن کے اس مجموعہ کلام کی مجموعی اثر پذیری کے قائم رہنے کے لیے ان محذوف مصرعوں اور اشعار کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔	بالِ جبریل۔ محذوف مصرعے۔ اشعار۔ یوسف اعوان۔ یوسف خشک۔ اقبال۔
ناصر عباس نیّر	مقدمہ شعریاتِ فیض	۱۸۱ تا ۲۰۲	اس تحقیقی مقالے میں شعریاتِ فیض کا جائزہ نو آبادیاتی تناظر میں لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ نئے سیاسی اور معاشی حالات جو نئی شعریات کو جنم دیتے ہیں انھوں نے فیض کے ہاں بھی اپنی اثر پذیری ظاہر کی، فیض نے تقسیم سے پہلے اور بعد کے ادوار میں ہی نہیں بلکہ پاکستان میں مختلف آمروں کی حکومتوں کے دوران بھی جن کٹھن حالات میں زندگی کی گزران کا مرحلہ طے کیا انھوں نے یقینی طور پر نظریات سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ مقالہ نگار نے شعریاتِ فیض کا جائزہ اسی تناظر میں پیش کیا ہے۔	مقدمہ شعریات فیض۔ ناصر عباس نیّر۔ نظریات سازی۔
یٰسین آفاقی	ہئیتی تنقید	۱۴۹ تا ۱۶۴	اس مضمون میں ہئیتی تنقید کی تعریف کا تعین کرتے ہوئے مقالہ نگار نے اس کے اصول و ضوابط، اس کی حدود، اجزا اور متن کے تنقیدی مطالعے میں اس کے طریق کار اور اہمیت کا جائزہ لیا ہے۔ روسی ہیئت پسندی کی تحریک جو کہ ہئیتی تنقید کی پیش رو ہے اور جس نے اپنے بعد آنے والے تمام تنقیدی نظریات بالخصوص ہئیتی تنقید پر اپنے اثرات مرتب کیے، کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے اُردو کے اُن ناقدین کی خامہ فرسائیوں کا بھی جائزہ لیا ہے جنھوں نے اس تنقیدی رجحان کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف نظری مباحث میں اپنا حصہ ڈالا۔	ہیئت۔ ہئیتی تنقید۔ یٰسین آفاقی۔ تحریک۔ تنقیدی رجحان۔ تنقیدی نظریات۔

جرنل آف ریسرچ:۲۱(۲۰۱۲ء)

مدیراعلیٰ: روبینہ ترین، مدیر: قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مصنف	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آغا ناصر	بلوچستان میں اُردو شاعری کی روایت اور امکانات	۴۷ تا ۵۸	بلوچستان میں اُردو زبان و ادب کے تحریری آثار تلاش کرنا اور مکمل روایت بیان کرنا نسبتاً مشکل امر ہے کیونکہ یہ خطہ ادب کی ایک مضبوط زبانی روایت جو نسل در نسل چلتی رہی، ایک کثیر اللسانی منظرنامے اور اُن قوم پرستوں کے اُردو زبان کے خلاف ردِ عمل کا حامل ہے جو اپنی تہذیبی شناخت کے اُردو میں کہیں گم ہو جانے سے خائف ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں بلوچستان میں اُردو شاعری کی روایت اور امکانات پر روشنی ڈالنے کے علاوہ ان محققین اور ناقدین کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے جنھوں نے بلوچستان میں گذشتہ دو صدیوں سے زندہ اُردو کی ادبی روایت کے تحریری آثار کا کھوج لگایا۔	بلوچستان۔ اردو شاعری۔ آغا ناصر۔ زبانی روایت۔ قوم پرستوں۔ تہذیبی شناخت
ابرار آبی	مجلہ 'فنون' کے فکری مباحث	۲۰۵ تا ۲۱۸	بیسویں صدی کے آغاز سے لے کر آخری عشروں تک لاہور سے شائع ہونے والے جن دو ادبی جریدوں نے فکری سطح پر نمایاں تغیرات کی نمائندگی کی وہ 'مخزن' اور 'فنون' تھے۔ مجلہ 'فنون' نے احمد ندیم قاسمی کی ادارت میں ترقی پسند نظریات اور روشن فکری کی ترویج میں فعال کردار ادا کیا۔ مجلہ 'فنون' کے مباحث میں سے ایک اقبال کے علم کلام پر علی عباس جلالپوری اور بشیر احمد ڈار کی بحث شامل ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں مختلف مغربی دانشوروں کے خیالات کی روشنی میں اس فکری بحث کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	مجلہ فنون۔ فکری مباحث۔ ابرار آبی۔ مخزن۔ علی عباس جلالپوری۔ بشیر ڈار۔ احمد ندیم قاسمی

امتیاز حسین بلوچ	ابراہیم جلیس کی غیر مطبوعہ تخلیقات (ریڈیو ڈرامے، فلمی کہانیاں)	۱۷۷ تا ۱۸۹	ابراہیم جلیس بیسویں صدی کے روشن فکر حامل ادیب، صحافی اور کہانی کار تھے جن کی تینتالیس سے زائد کتب اُردو ادب کے اُفق پر اُن کی منفرد پہچان بنائے ہوئے ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں ابراہیم جلیس کے غیر مطبوعہ ریڈیو ڈراما سیریل 'سوبات کی ایک بات' اور فلمی کہانیوں 'موم کی گڑیا' اور 'لاکھوں فسانے' کے موضوعات اور کرداروں کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے ابراہیم جلیس پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کرتے ہوئے اُن کی بہت سی نایاب اور غیر مطبوعہ تحریروں کو اکٹھا کیا تھا جن میں سے کچھ کو اس مقالے میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	ابراہیم جلیس۔ امتیاز بلوچ بلوچ۔ 'سوبات'۔ 'موم کی گڑیا'۔ 'لاکھوں افسانے'۔ صحافی۔ کہانی کار۔
انوار احمد/ حماد رسول	نثرِ جوش، ایک مزین تصنع یا آزادئ فکر کی مثال؟	۱۱ تا ۲۲	جوش ملیح آبادی کا شاعرانہ مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ اُن کی نثر کو ماسوائے 'آپ بیتی'، بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔جوش کی طباعی، ذخیرۂ الفاظ، ڈرامائیت اور ایسی دیگر خصوصیات اُن کی نثر کو نہ صرف تصنع سے بھرپور کرتی ہے بلکہ بعض اوقات جوشِ خطابت کی بدولت اُن کا فکری پہلو دب سا جاتا ہے۔اکثر اوقات بے دھڑک اظہار پر جوش کی مدح سرائی بھی ہوئی اور مذمت بھی مگر ایک دو لوگوں کے علاوہ کسی نے بھی اُن کی نثری آثار کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی کوشش نہیں کی، ایک کتاب 'جوش ملیح آبادی کی نادر و غیر مطبوعہ تحریریں' جو ڈاکٹر ہلال نقوی کی مرتب کردہ ہے، سے مثالیں دیتے ہوئے اس مقالے میں جوش کی نثر نگاری کا خاص تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔	جوش ملیح آبادی۔ آزادئ فکر۔ انوار احمد۔ حماد رسول۔ طباعی۔ ڈرامائیت۔ ہلال نقوی۔
ایم خالد فیاض	جدیدیت کی تحریک: مستقبل کے امکانات	۱۵۷ تا ۱۶۶	اس تحقیقی مقالے میں جدیدیت کی ادبی تحریک کے مستقبل میں امکانات طے کرنے والے کچھ سوالات اُٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔اس میں جدیدیت کے اُس مشرقی تصور سے بحث کی گئی ہے جو شمس الرحمٰن فاروقی ایسے ناقدین نے پیش کیا اور بنیادی طور پر یہ ہئیتی تنقید سے انسلاک رکھتا ہے۔مقالہ نگار نے جدیدیت کے مغرب میں ادبی تصور اور تحریک دونوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے اثرات اور ہمارے ادب میں اس کی نمو پذیری کی صورت میں تحریک کے زندہ رہنے کی معیاد سے بھی بحث کی ہے۔	جدیدیت کی تحریک۔ مستقبل کے امکانات۔ خالد فیاض۔ ادبی مشرقی تصور۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔ ہئیتی تنقید۔

بشیر احمد / نجیب جمال	زہرا نگاہ کی شاعری میں نسائی اظہار کی جہتیں	۲۳ تا ۳۰	زہرا نگاہ اُن چند خواتین شعراء میں سے ایک ہیں جنھوں نے تانیثیت کو اپنی شاعری کا موضوع ایسے وقت میں بنایا جب سماجی فضا اس کے لیے زیادہ سازگار نہ تھی۔ 'شام کا تارہ'، 'ورق' اور 'فراق' اُن کے ایسے شعری مجموعے ہیں جن میں نسائی شعور صرف کارفرما ہی نہیں بلکہ اس کے اظہار کی کئی جہتیں ملتی ہیں۔ ان میں انھوں نے عورتوں پر ہونے والے سماجی جبر اور طبقاتی استحصال کا پردہ چاک کیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ اُن کی شاعری کا اسی تناظر میں جائزہ لیتا ہے۔	زہرا نگاہ۔ شاعری۔ نسائی اظہار کی جہتیں۔ بشیر احمد۔ نجیب جمال۔ تانیثیت۔ سماجی طبقاتی استحصال۔ 'ورق'۔ 'فراق'۔ 'شام کا تارا'۔
ریاض قدیر / عقیلہ شاہین	موپساں اور منٹو کے افسانوی کرداروں میں مماثلت	۳۱ تا ۴۲	فرانسیسی افسانہ نگار موپساں اور اُردو افسانہ نگاری میں بے پناہ شہرت حاصل کرنے والے سعادت حسن منٹو میں گو کہ جغرافیائی اعتبار سے بہت زیادہ فاصلہ موجود ہے لیکن دونوں کی کہانیوں کے موضوعات اور کردار نگاری میں حیران کن حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں نے جیتی جاگتی زندگی کے نمائندہ کرداروں کو ہمیشہ اپنی کہانی میں پیش کیا۔ خواتین کرداروں کے ذریعے انھوں نے مردانہ تفوق کے حامل معاشرے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ ان دونوں کہانی کاروں کے افسانوی کرداروں میں مماثلتیں تلاش کرنے کی ایک کوشش ہے۔	موپساں۔ منٹو۔ فرانسیسی افسانہ۔ اردو افسانہ۔ افسانوی کردار۔ ریاض قدیر۔ عقیلہ شاہین۔
سعدیہ طاہر	ڈاکٹر وزیر آغا اور تحسینِ غالب	۸۷ تا ۹۴	ڈاکٹر وزیر آغا اُردو تنقید کا ایسا بڑا نام ہیں جنھوں نے نئی تنقیدی تھیوریز سے بحث کے علاوہ کچھ مستقل کے موضوعات پر بھی متوازن تنقید لکھی۔ مثلاً اقبالیات اور غالبیات پر اُن کی تحریریں اعلیٰ تنقیدی معیار کی حامل ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر وزیر آغا کی اُن تحریروں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے جو غالب کے کلام کی تحسین و تعبیر پر لکھی گئیں۔ مقالہ نگار کے مطابق وزیر آغا کی فکر کا بنیادی نقطہ در بابِ غالب یہ ہے کہ غالب انیسویں صدی کا شاعر ہو کر بھی اپنے جدید خیالات اور فکر کی بدولت بیسویں صدی کا شاعر معلوم ہوتا ہے۔	ڈاکٹر وزیر آغا۔ تحسینِ غالب۔ سعدیہ طاہر۔ تنقیدی تھیوری۔ انیسویں صدی کی تنقید۔

سلمان علی	محمد علی ردولوی کے افسانوی اسلوب کی بنت کاری	۲۲۹ تا ۲۳۳	محمد علی ردولوی کے نام سے اُردو کی ادبی دنیا میں بہت کم لوگ واقف ہوں گے۔یہ ایسے ہی ہے جیسے بہت سے بڑے لکھاری ہمیشہ اس لیے زیر بحث نہیں آپاتے کہ وہ کسی پلیٹ فارم سے ہٹ کر دور دراز بیٹھے تخلیقی عمل میں مصروف ہوتے ہیں یا پھر اُن کی تخلیقات منظر عام پر نہیں آپاتیں۔مذکورہ ادیب اور کہانی کار بھی اسی کیمپ میں شمار ہوتے ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں اُن کی افسانوی تحریروں کی روشنی میں ڈاکٹر سلمان علی نے اُن کے افسانوی اسلوب کی منفرد بنت کاری کا جائزہ لیا ہے۔	محمد علی ردولوی۔ افسانوی اسلوب۔بنت کاری۔ ڈاکٹر سلمان علی۔ تخلیقی کہانی۔
شفیق انجم	تحقیقی مقالات میں عنوان سازی: بنیادی اصول و مباحث	۷۹ تا ۸۶	تحقیق میں رسمیات تحقیق کی یقیناً اپنی جگہ ایک اہمیت ہے۔ان رسمیات میں سے ایک عنوان سازی ہے۔عنوان جو موضوع کا اظہاریہ ہوتا ہے کسی بھی تحقیقی کام میں حوالہ جات و حواشی کے اندراج اور اقتباسات درج کرنے کے طریقے کے ساتھ ساتھ اس پر بھی محققین کو بالخصوص توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق تحقیق میں عنوان ایک سوچا سمجھا اور عقلی بنیادوں پر ترتیب دیا گیا اشاراتی پیکر ہوتا ہے جو موضوع کی حدود و تفاصیل کے عین مطابق ہوتا ہے۔یہ تحقیقی مقالہ عنوان سازی کے بنیادی اصولوں سے بحث کرتا ہے۔	تحقیقی مقالات۔ عنوان سازی۔ بنیادی اصول۔ مباحث۔شفیق انجم۔رسمیات تحقیق۔
شکیل پتافی	فکرِ اقبال کی دینی اساس	۱۹۱ تا ۲۰۴	ہندوستان میں جب سرسید دور کے بعد سیکولرازم، اشتراکیت، قسطائیت ایسے نظریات پر مباحث شروع ہوئے تو مختلف طبقات میں ایک انتشار کی فضا پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ایسے میں لوگوں کی نظریں اقبالؔ ایسے جید علماء اور مفکرین کی طرف لگ گئیں۔انھوں نے مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح اور سیاسی سطح پر اُن کی بیداری کے لیے دین کی طرف اُن کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔اسلامی فکر کی تشکیل جدید کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں اسلامی اُمت کا تصور اجاگر کیا۔یہ تحقیقی مقالہ فکرِ اقبال کی دینی اساس کا تحقیقی انداز میں جائزہ لینے کی ایک کوشش ہے۔	فکر اقبال۔دینی اساس۔شکیل پتافی۔ہندوستان۔سرسید۔سیکولرازم۔اشتراکیت۔قسطائیت۔تشکیل اسلامی۔اقبال۔دینی اساس۔

طارق ہاشمی	اُردو غزل اور نیرنگیِ سیاستِ دوراں	۱۳۳ تا ۱۵۶	غزل صرف ایک صنفِ سخن نہیں بلکہ برصغیر کی سیاست اور ثقافت کی ایک بڑی واضح جھلک اُردو غزل میں دیکھی جاسکتی ہے۔ سیاسی رجحانات کم و بیش ہر دور کی غزل میں در آتے رہے۔ غزل کے سیاسی و سماجی کردار کو اُس وقت تک نہیں سمجھا جاسکتا جب تک اس کے اسلوب، علامتی نظام اور اظہار کے دیگر قرینوں کا علم نہ ہو۔ اس تحقیقی مقالے میں اُردو غزل اور مختلف ادوار میں اس پر ہونے والے سیاسی اثرات کا مثالوں کے ساتھ ایک جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔	اُردو غزل۔ نیرنگی سیاست دوراں۔ طارق ہاشمی۔ صنفِ سخن۔ برصغیر ثقافت۔ اسلوب علامتی نظام۔
فتح محمد ملک	اقبال اور سلطانیٔ جمہور کا اسلامی تصور	۱ تا ۹	یہ تحقیقی مقالہ اقبالؔ کے تصورِ جمہوریت سے بحث کرتا ہے، یہ تصور انھوں نے خالصتاً اسلامی تعلیمات و تصورات اور اسلامی تاریخ کے وسیع مطالعے کے بعد پیش کیا تھا۔ انھوں نے انسان کے درمیان مکمل مساوات کے تصور سے پھوٹنے والے اسلامی جمہوری نظام کے حق میں بڑا موثر استدلال کیا۔ اُن کے خیال میں اسلامی سیاست تصورِ توحید کو انسانی معاشرے میں ایک زندہ حقیقت کا روپ بخش سکتی ہے۔ مقالہ نگار نے اقبالؔ کے اس نقطۂ نظر کو مختلف حوالوں کے روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	اقبال۔ سلطانی جمہور۔ اسلامی تصور۔ فتح محمد ملک۔ جمہوریت۔ تعلیمات۔ نظام سیاست۔ توحید۔ مساوات۔
فضیلت بانو	رام بابو سکسینہ کی 'اُردو ادب کی تاریخ' کا تجزیاتی مطالعہ	۹۵ تا ۱۰۵	ایک طویل عرصے سے اُردو کے کئی محققین اور مورخین نے یہ کوشش جاری رکھی ہوئی ہے کہ اُردو ادب کی ایک مبسوط تاریخ لکھی جاسکے اور اس کے کئی نمونے اب تک سامنے بھی آچکے ہیں جن میں سے ایک رام بابو سکسینہ کی 'اُردو ادب کی تاریخ' ہے جو بنیادی طور پر انگریزی زبان میں لکھی گئی اور اس کا اُردو ترجمہ مرزا محمد عسکری نے کیا۔ اس مقالے میں رام بابو سکسینہ کی تاریخ نویسی کا طریق کار اور اس کے مواد کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔	رام بابو سکسینہ۔ اردو ادب کی تاریخ۔ فضیلت بانو۔ مرزا عسکری۔ تاریخ نویسی۔ مواد۔

قاضی عابد	عورت بطور بیانیہ: مرد کی زبان سے (دھرتی اور آکاش۔ تانیثی پڑھت)	۲۱۹ تا ۲۲۸	تانیثیت جواب ادبی شعریات کا ایک نمایاں جزو بن چکی ہے، پر نظری بحث کا جائزہ لینے کی کوشش کریں تو بہت سے نامور ناقدین کی اس فکری تحریک پر عمدہ تحریریں مل جاتی ہیں لیکن ہمارے یہاں ادبی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے تخلیقات پر اُن کا اطلاق کرنے کی کوششیں نسبتاً کم ہوئی ہیں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ ناقدین کی نئی کھیپ نے عملی تنقید کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹر انور نسیم کے ایک ناولٹ 'دھرتی اور آکاش' کا تانیثی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ مقالے کے پہلے حصے میں تانیثیت بطور ادبی نظریہ بھی زیرِ بحث آیا ہے۔	عورت بطور بیانیہ۔ مرد۔ زبان۔ دھرتی۔ آکاش۔ تانیثیت۔ تانیثی پڑھت۔ ڈاکٹر انور نسیم۔ عملی تنقید۔ قاضی عابد۔
کاشفہ چودھری/ شازیہ عنبرین	نسائی تحریک: ادبی تناظر میں	۱۰۷ تا ۱۲۰	نسائیت ایک ادبی و سماجی نظریہ ہی نہیں بلکہ ایک تحریکِ نسواں بن چکی ہے جس کا مقصد خواتین کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کی نشاندہی اور انھیں ان کے حقوق دلانا ہے۔ اُردو ادب کے تناظر میں دیکھا جائے تو صرف خواتین ہی نہیں بلکہ سرسید احمد خان اور اُن کے بعد بہت سے روشن خیال اور خرد افروز ادیبوں اور دانشوروں نے نسائی تحریک کو اپنی ادبی تحریروں کے ذریعے جلا بخشی۔ یہ تحقیقی مقالہ اس تحریک کے ادبی تناظر کو سامنے لاتا ہے اور مقالہ نگاروں نے اس میں ان تمام معروف شخصیات کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنی تحریروں میں خواتین کے مسائل اور اُن کے ساتھ امتیازی سلوک کو موضوعِ بحث بنایا۔	نسائی تحریک۔ ادبی تناظر۔ کاشفہ چودھری۔ شازیہ عنبرین۔ نسائیت۔ نظریہ خواتین۔ روشن خیالی۔ خرد افروز۔

محمد اسرار خان	غالب کے انگریز مخالف تاثرات	۱۲۱ تا ۱۳۲	کچھ ناقدین نے غالب کو اس لیے ہمیشہ منفی تنقید کا نشانہ بنایا کیونکہ اپنی عملی زندگی میں غالب نے انگریزوں کے ساتھ ہمیشہ مفاہمانہ رویہ اختیار کیے رکھا حالانکہ ایسا بھی نہیں کیونکہ بہت سے مواقع ایسے آئے جب انھوں نے اپنے انگریز مخالف تاثرات بہت کھل کر ظاہر کیے۔ غالب نے انگریزوں کی مداح میں اگر کچھ قصیدے لکھے تو صرف اُن تک محدود رہنا انصاف نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ غالب کا کلام اور اُن کا خطوط کو سامنے رکھتے ہوئے بحیثیت مجموعی اُن کا انگریزوں کی طرف رویہ جاننے کی کوشش کی جائے۔ اس تناظر میں مذکورہ ماخذات کی روشنی میں اس مقالے میں مقالہ نگار نے غالب کی انگریز مخالفت کو موضوع بنایا ہے اور مثالیں بھی دی ہیں۔	غالب۔ انگریز مخالف تاثرات۔ محمد اسرار خان۔ خطوطِ غالب۔ کلامِ غالب۔
محمد خاور نوازش	'شکنتلا' ــــ اپنی تلاش میں	۱۶۷ تا ۱۷۶	عہدِ قدیم کا ادبی شاہکار 'شکنتلا' عہدِ جدید میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت اور قدیم روایات کی ایک علامت بن چکا ہے۔ یہ خیال، کرداروں، بیانیے اور زبان کے اعتبار سے ہندوستانی کلاسیک میں شمار ہوتا ہے۔ کالی داس کا تحریر کردہ یہ سنسکرت ناٹک فورٹ ولیم کالج میں پہلی دفعہ سنسکرت سے برج بھاشا میں منتقل ہوا۔ بعد ازاں برصغیر کی دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہوئے۔ گیان چند جین نے اس ناٹک کے دو تراجم از کاظم علی جوان اور اختر حسین رائے پوری میں کچھ غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ مقالہ اُن غلطیوں کی روشنی میں گیان چند جین کے اعتراضات سے بحث کرتا ہے۔ مقالہ نگار نے 'شکنتلا' کے متعلق اُردو کے جید محققین اور مورخین کی اس اختراع کو بھی غلط ثابت کیا ہے کہ یہ اُردو کا پہلا ناٹک ہے۔	شکنتلا۔ محمد خاور نوازش۔ ہندوستانی تہذیب۔ برصغیر۔ کلاسیک۔ کالی داس۔ سنسکرت۔ برج بھاشا۔ گیان چند جین۔
محمد ساجد خان	کلامِ میر میں صنعتِ تجنیس	۵۹ تا ۷۷	تجنیس سے مراد کلام میں ایسے الفاظ لانا ہے جو صورت، تلفظ یا کسی اور بنا پر ایک دوسرے سے مشابہ ہوں مگر معنی میں مختلف ہوں۔ صنائع بدائع میں یہ ایک معروف صنعت ہے جو میر سے پہلے کے شعراء کے کلام میں بھی کافی ملتی ہے لیکن میر سے قبل کسی شاعر نے اس صنعت کو اتنی عمدگی کے ساتھ پیش نہیں کیا تھا جیسے میر کے ہاں ملتی ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ میر کے کلام میں صنعتِ تجنیس کی مختلف مثالوں سے وضاحت کرتا ہے۔	کلامِ میر۔ صنعتِ تجنیس۔ محمد ساجد خان۔ تلفظ۔ مشابہ۔ شعرا۔ صنائع بدائع۔

جرنل آف ریسرچ: ۲۲ (۲۰۱۲ء)

مدیر اعلیٰ: روبینہ ترین، مدیر: قاضی عابد، شعبۂ اُردو؛ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آغا محمد ناصر	بلوچستان میں اُردو__ ابتدائی نقوش و آثار	۱۵ تا ۳۲	اس تحقیقی مقالے میں بلوچستان میں اُردو کے ابتدائی نقوش واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار کے خیال میں اٹھارویں صدی میں ہندوستان پر نادرشاہ کے مشہور حملوں کے ساتھ ہی اس باب کا آغاز ہوتا ہے۔ بلوچستان میں فارسی زبان اُس دور میں مختلف قبائل کی مادری زبان کی حیثیت سے موجود تھی۔ ایرانی حملہ آوروں کی اس خطے میں آمد نے یہاں کے کلچر پر بھی اثرات مرتب کیے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ محمد حسن براہوئی کی اُردو شاعری کا دیوان ۱۸۴۷ء تک مرتب ہو چکا تھا گویا اس خطے میں اُردو زبان اُس دور میں بھی موجود تھی۔ بلوچستان میں اُردو کو صحیح معنوں میں ترقی انگریزوں کی آمد کے بعد ملی۔ آغا محمد ناصر نے اس مقالے میں اُردو کے ابتدائی آثار تلاش کرنے کے بعد انگریزوں کے زیر اثر اس کی ترقی کو بھی موضوع بنایا ہے۔	بلوچستان۔ ابتدائی نقوش۔ اردو کے ابتدائی نقوش و آثار۔ آغا محمد ناصر۔ نادرشاہ۔ ایرانی حملہ آور۔ محمد حسن براہوی
حمیرا اشفاق	والٹیئر: تاریخ ہند کا نیا تناظر	۱۹۱ تا ۲۰۳	یہ تحقیقی مقالہ اٹھارویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر مغربی قوتوں کی یلغار کے باب میں مختلف مستشرقین کی شہرۂ آفاق کتب میں سے ایک والٹیئر کی 'اوراقِ ہند' کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ ہندوستان کے حوالے سے کارل مارکس کے بعد اگر کسی مستشرق کی تحریر میں نہایت گہرائی اور دردمندی سے اس خطے کی تاریخ کا ذکر ملتا ہے تو وہ مذکورہ کتاب ہی ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں یہ واضح کیا ہے کہ والٹیئر نے ہندوستان اور اس کے باشندوں کے حوالے سے یورپی مورخین کے پھیلائے ہوئے جھوٹ اور نفرت کا بھی محاسبہ کیا ہے۔	والٹیئر۔ تاریخ ہند۔ حمیرا اشفاق۔ اٹھارویں صدی مستشرقین۔ اوراقِ ہند۔

ریاض ہمدانی/روش ندیم	ہندوستان اور یورپ میں نو آبادیات کا تاریخی پس منظر	۶۵ تا ۷۷	ہندوستان اور یورپ کی تہذیبوں کا عروج و زوال اور ان کا آپس میں تقابل ایک نہایت اہم موضوع ہے۔ اس مقالے میں ہندوستان اور یورپ کے نوآبادیات کا تاریخی پس منظر تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں خطوں کے نوآبادیاتی ادوار کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ موجودہ سیاسی اور معاشرتی صورتحال، تاریخ اور ثقافت کے ساتھ ساتھ شعر و ادب کی بھی کوئی تفہیم نوآبادیاتی تناظر کو ذہن میں رکھے بغیر کرنا ممکن نہیں۔	ہندوستان۔ برصغیر۔یورپ۔ تہذیب۔تاریخ۔ پس منظر۔ریاض ہمدانی۔روش ندیم۔ ثقافت۔ نوآبادیات
ساجد جاوید/روبینہ ترین	۱۸ویں صدی میں اُردو لغت اور قواعد نویسی اور برصغیر کا لسانی منظرنامہ	۷۹ تا ۹۷	اٹھارویں صدی عیسوی ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال اور فارسی کے تفاخر کے اختتام کی داستان ہے۔اس عہد میں ایک طرف یورپی حکمرانوں نے مغل حکمرانوں کی جگہ لی تو دوسری طرف اُردو (ہندوستانی) نے فارسی زبان کی جگہ لے لی۔اُردو (ہندوستانی) اُس وقت ہندوستان میں رابطہ کی زبان جبکہ فارسی اشرافیہ طبقے کی زبان تھی اس لیے ہندوستان کے نئے حکمرانوں نے اُس زبان کو سیکھنے، سمجھنے اور ترقی دینے کی طرف توجہ دی جو ہندوستان کا ایک عام باشندہ روزمرہ بول چال کے لیے استعمال کرتا تھا۔اس ضمن میں اٹھارویں صدی اُردو زبان میں مستشرقین کے لغت اور قواعد نویسی کے حوالے سے بہت سے علمی کاموں کو سامنے لاتی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں اٹھارویں صدی میں برصغیر کے لسانی منظرنامے اور اُس عہد میں اُردو لغت اور قواعد نویسی کے مختلف نمونوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اٹھارویں صدی۔ اُردو لغت۔ قواعد نویسی۔ برصغیر۔لسانی منظرنامہ۔ساجد جاوید۔روبینہ ترین۔مغلیہ سلطنت۔فارسی زبان۔ مستشرقین۔

سمیرا اعجاز	منیر نیازی کی گیت نگاری	۱۵۷ تا ۱۸۱	منیر نیازی کا نام ایک ایسے منفرد شاعر کی حیثیت سے نمایاں ہے جس کی شاعری بہت سے رنگوں سے مزین ہے۔ان کی غزل اور نظم جدتِ خیال، جذباتی وفور اور لطیف بیانیے کی ہم آہنگی کی بنا پر نئی اور پرانی دونوں نسلوں کے دل کی آواز بن گئی ہے۔نظم اور غزل کے مقابلے میں ان کے لکھے گیتوں کی تعداد گوکہ بہت زیادہ نہیں لیکن رادھا اور کرشن کے روایتی تصور کو پیش کرنے والے یہ گیت ان کی شعری کائنات کی بحیثیتِ مجموعی ایک تصویر کشی کرنے اور تفہیم کے عمل میں نہایت اہم ہیں۔اس تحقیقی مقالے میں مقالہ نگار نے خیال ظاہر کیا ہے کہ منیر نیازی کے گیتوں میں وصل کی بجائے مفارقت اور ہجر میں جلنے کا احساس نمایاں ہے اور یہ اپنی انفرادیت کے باوجود ان کے نظم اور غزل کی توسیع معلوم ہوتے ہیں۔	منیر نیازی۔گیت نگاری۔سمیرا اعجاز۔رادھا کرشن۔ہجر۔
شگفتہ حسین	مزاحمتی ادب اور ماہنامہ ادبِ لطیف	۱۴۱ تا ۱۵۵	شگفتہ حسین نے ماہنامہ 'ادبِ لطیف' کی ادبی خدمات کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کر رکھی ہے۔ ماہنامہ ادبِ لطیف کی اشاعت کا آغاز ۱۹۳۵ء میں جناب برکت علی کی زیرِ ادارت لاہور سے ہوا اور اس ادبی جریدے نے اپنے آغاز میں اُردو ادب کے ترقی پسند رجحان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ترقی پسند تحریک سے جڑنے کے بعد اس ادبی پرچے نے نہایت بےباکی کے ساتھ رجعت پسندی کے خلاف مزاحمت جاری رکھی۔اس تحقیقی مقالے میں شگفتہ حسین نے ماہنامہ ادبِ لطیف میں شائع ہونے والے مزاحمتی ادب کا جائزہ لیتے ہوئے اس پرچے کی خدمات کو سراہا ہے۔	مزاحمت۔مزاحمتی ادب۔ادبِ لطیف۔ماہنامہ۔شگفتہ حسین۔۱۹۳۵ء۔برکت علی۔رجعت پسندی۔
صباحت مشتاق	اسلوب اور اس کے تشکیلی عناصر	۱۸۳ تا ۱۹۰	کسی فن پارے کی تفہیم کے مختلف جدید تصورات نے اسلوب کی اہمیت کو کہیں زیادہ بڑھا دیا ہے۔اسلوب نہ صرف متن کی تفہیم و توضیح کے ضمن میں اہم ہے بلکہ متن کے تحریر کنندہ کی شخصیت کو مختلف زاویوں سے سمجھنے میں بھی معاون ہو سکتا ہے۔یہ تحقیقی مقالہ اسلوب اور اس کے تشکیلی عناصر کے حوالے سے بنیادی مباحث کا احاطہ کرتا ہے۔	اسلوب کے تشکیلی عناصر۔صباحت مشتاق۔اسالیب۔مباحث۔

صفیہ عباد	اے خدا۔ایک تجزیہ	۱۱۳ تا ۱۲۷	'اے خدا' معروف کہانی کار مظہر الاسلام کے قلم سے روزنامہ جنگ کے ادبی صفحات پر شائع ہونے والی دعاؤں کا مجموعہ ہے جس کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیتے ہوئے صفیہ عباد نے مظہر الاسلام کی شخصیت کے بہت سے اُن پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے جو کہیں اُن کی کہانیوں میں زیادہ واضح نظر آ سکتے ہیں۔یہ تحقیقی مقالہ دعاؤں کے اس مجموعے 'اے خدا' کی تحسین و توصیف سے مزین ہے اور مظہر الاسلام کی شخصیت اور ادبی خدمات کے حوالے سے تحقیق کرنے والوں کے لیے معاون ہو سکتا ہے۔	اے خدا۔ صفیہ عباد۔ مظہر الاسلام۔ دعا۔شخصیت۔ روزنامہ جنگ۔
عظمت رباب	اُردو میں تدوین متن کی روایت اور اس کے دبستان	۱۲۹ تا ۱۳۹	یہ تحقیقی مقالہ اُردو میں تدوین متن کی روایت کا اجمالی جائزہ لینے کی کوشش ہے جس میں مقالہ نگار نے یہ واضح کیا ہے کہ اُردو میں متون کی تدوین کا آغاز بیسویں صدی کے نصف اول سے ہوتا ہے اور اس روایت کو آگے بڑھانے میں برصغیر پاک و ہند کی مختلف علمی شخصیات کے ساتھ ساتھ اداروں اور ادبی مراکز کا بڑا ہاتھ ہے۔مقالہ نگار نے دکن، دہلی، رام پور، پٹنہ، علی گڑھ، لکھنؤ، لاہور اور کراچی کو بڑے تحقیقی دبستان قرار دیتے ہوئے یہاں مقیم مختلف علمی و ادبی شخصیات کے مدون کردہ متون کا بھی جائزہ لیا ہے۔	تدوین متن۔ روایت۔دبستان۔ عظمت رباب۔ اجمالی۔بیسویں صدی۔دکن۔رام پور۔ پٹنہ۔لکھنو۔لاہور۔ کراچی۔متون۔
فریدہ یوسف	علامہ محمد اقبال اور اجتہاد	۲۰۵ تا ۲۳۱	برصغیر کے وہ علما اور دانشور جنھوں نے مشرق اور مغرب کے تاریخی حالات اور معاشرت کا بغور جائزہ لینے اور تقابل کے بعد نئی تبدیلیوں کے سیاق میں اجتہاد کو ضروری خیال کیا اور اسے اسلام کا اصول حرکت قرار دیا، ان میں اُردو کے نامور شاعر اور فلسفی علامہ محمد اقبال کا نام نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔علامہ اقبال انسانی زندگی کے موجودہ عہد کی بہت سی پیچیدگیوں کو سمجھتے ہوئے اجتہاد ہی نہیں بلکہ اس کے دائرۂ کار کی وسعت کی بات کرتے ہیں اور اس ضمن میں انھوں نے اپنی تحریروں میں ترکوں کی تعریف کرتے ہوئے ان کی جرأت اور بے باکی کو سراہا ہے۔اس تحقیقی مقالہ میں فریدہ یوسف نے اجتہاد کی تعریف کا مختلف حوالوں سے تعین کرتے ہوئے علامہ اقبال کے نظریہ اجتہاد کو واضح کرنے کی سعی کی ہے۔	اقبال۔اجتہاد۔ فریدہ یوسف۔ مشرق۔مغرب۔ نظریہ علامہ اقبال۔ فلسفہ حرکیت

لیاقت علی	اُردو کا ایک معتوب ناولٹ ۔ گرگ شب	۹۹ تا ۱۱۱	یہ تحقیقی مقالہ معروف کہانی کار اکرام اللہ کے ایک ناولٹ گرگ شب کے حوالے سے ہے جسے پاکستان کی تاریخ کے دوسرے مارشل لاء کے دور میں مروجہ معاشرتی اور اخلاقی اقدار کی خلاف ورزی کی پاداش میں ضبط کرلیا گیا تھا۔مقالہ نگار نے اس معتوب ناولٹ کے موضوع اور مرکزی کردار کی نفسیاتی الجھنوں کا جائزہ لیتے ہوئے اسے اُردو فکشن کی روایت میں ایک نہایت اہم اور نظر انداز نہ کیے جانے والی ایسی تحریر قرار دیا ہے جس نے ہمارے مروجہ سماجی ڈھانچے اور اس کے تلخ حقائق پر سے پردہ اُٹھایا ہے۔	معتوب ناولٹ ۔ گرگ شب ۔ لیاقت علی ۔ اکرام اللہ ۔ مارشل لاء ۔ فکشن ۔
مرزا خلیل بیگ	مابعد جدیدیت ایک محاکمہ	۱ تا ۱۳	یہ تحقیقی مقالہ مابعد جدیدیت کے حوالے سے ایک تعارف پیش کرتا ہے۔مقالہ نگار نے اس میں مابعد جدید رجحان کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اُردو میں اس رجحان کو متعارف کرانے اور اپنی تحریروں میں اسے موضوع بنانے والے معتبر ناقدین کے خیالات سے بھی بحث کی ہے۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے درمیان فرق واضح کرنے کے علاوہ ان کے رشتے کے حوالے سے موجود تاویلات کو بھی زیرِ نظر رکھا ہے۔	مابعد جدیدیت ۔ جدیدیت ۔ محاکمہ ۔ مرزا خلیل بیگ ۔ جدید رجحان ۔
ناصر عباس نیّر	کچھ کذب و افترا ہے کچھ کذب حق نما ہے (حالی کی قومی شاعری کا مابعد نوآبادیاتی سیاق)	۴۴ تا ۶۴	یہ تحقیقی مقالہ اُردو نظم کے اوّلین بڑے شعراء میں سے ایک مولانا الطاف حسین حالی کی قومی شاعری سے متعلق ہے۔ مقالہ نگار نے اس مضمون میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولانا حالی کی شاعری میں قومیت پرستی کے عناصر کسی اندرونی تحریک کا نتیجہ تھے یا پھر اس کے پیچھے کوئی بیرونی قوتوں کا دباؤ تھا۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ حالی کی قومی شاعری میں یورپ اور انگریز ایک استعمار کی حیثیت میں سامنے نہیں آتے بلکہ یہ شاعری اُن کی مرعوبیت کا بیانیہ بن جاتی ہے۔اُن کی شاعری میں یہ رنگ دراصل انگریز حکمرانوں کے بارے میں اُن کے متضاد خیالات کی وجہ سے جھلکتا ہے۔	کذب ۔ افترا ۔ حق نما ۔ حالی الطاف حسین ۔ قومی شاعری ۔ استعمار ۔ انگریز

وسیم عباس/ روبینہ ترین	عرش صدیقی کی شاعری کے فکری وفنی ماخذات	۲۳۳ تا ۲۴۶	ملتان کی علمی وادبی روایت میں عرش صدیقی کا نام بطور جدید نظم کو بہت اہمیت کا حامل ہے۔عرش صدیقی مشرقی شعروادب کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب کے مختلف رجحانات، ہندوستان اور یونان کی تاریخ اور اساطیر کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے تھے اس لیے ان کی فکری وفنی فیض کشی میں بھی بہت زیادہ تنوع دکھائی دیتا ہے۔اس تحقیقی مقالے میں ان کی شاعری کے فکری وفنی ماخذات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مقالہ نگار کے خیال میں عرش صدیقی کے وسیع مطالعے کے ساتھ ساتھ حقیقی زندگی کے گہرے مشاہدے اور کچھ ذاتی تجربات بھی ان کی شاعری کے فکری وفنی ماخذات ہو سکتے ہیں۔	عرش صدیقی۔ فکری وفنی ماآخذات۔وسیم عباس۔روبینہ ترین۔ملتان۔ فیض کشی۔

خیابان: ۱۴ (۲۰۰۶ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعۂ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
احمد پراچہ	صوبہ سرحد کے ادب میں خواتین کا کردار	۱ تا ۲۲	احمد پراچہ کوہاٹ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا زیادہ تر تحقیقی کام خواتین کے تخلیق کردہ ادب کے گرد گھومتا ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے صوبہ سرحد کی قلمکار خواتین پر قلم اٹھایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صوبہ سرحد کی خواتین نے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں ادب کی طرف کم توجہ دی ہے تاہم انھوں نے جو ادب تخلیق کیا ہے وہ معیار کے لحاظ سے ایک وقعت کا حامل ہے۔ اس مقالے میں فاضل محقق نے بڑی خوش اسلوبی سے صوبہ سرحد میں پروان چڑھنے والی اردو غزل، نظم، افسانہ و ناول کا احاطہ خواتین کی تخلیقات کی روشنی میں کیا ہے۔	احمد پراچہ۔ نظم۔ ماہیے۔ نسائی خیالات و افسانہ و ناول۔ تقسیم سے قبل وما بعد۔ پشتون اقدار۔
بادشاہ منیر بخاری	''آگ کا دریا'' بازگشت تاریخ ہند	۲۹۹ تا ۳۱۲	اردو ناولوں میں تاریخی شعور ابتدا ہی سے ہے۔ لیکن تاریخ کو ناول کی روح میں فنکاری کے ساتھ سمو دینے کا سہرا قرۃ العین حیدر کے سر جاتا ہے۔ انھوں نے اس شاہکار ناول میں اڑھائی ہزار سال کی تاریخ ۷۸۶ صفحات میں سمو کے رکھ دی ہے۔ ''آگ کا دریا'' ایک ایسی علامت ہے جس میں پورے ناول کی روح اور اس کا خاکہ سمٹ کر آیا ہے۔ ہندوستانی تہذیب، مسلم تہذیب سے ہوتے ہوئے مصنفہ بڑی کامیابی سے تقسیم ہند تک کہانی کو لے آنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اس ناول میں علامتی رنگ انتہائی معنی خیز انداز میں موجود ہے۔ وقت اور تہذیب غیر مرئی نبض پر مصنفہ اپنے قلم کے کمال سے ہاتھ رکھتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مسلم دور کے متعلق حوالے دے کے فاضل مقالہ نگار نے دعویٰ کیا ہے کہ اس ناول میں مسلم دور کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ تاریخ کا سلسلہ چار مختلف ادوار سے گزر کر مختلف کرداروں میں سے ہوتے ہوئے تقسیم ہند تک پہنچا ہے۔ بعض مقامات پر صحافتی رنگ بھی موجود ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے اس اہم ناول کا احاطہ بڑی عرق ریزی سے کیا ہے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ اردو ناول۔ تاریخی شعور۔ قرۃ العین حیدر۔ آگ کا دریا۔

تزئین گل	شوکت واسطی کی غزل گوئی	۲۱۹ تا ۲۲۸	شوکت واسطی صوبہ سرحد کے اردو ادب میں ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے شاعری، ترجمہ نگاری، نثر نگاری اور تنقید میں طبع آزمائی کی اور ہر میدان میں اپنی انفرادیت دکھائی۔ شاعری میں وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ اپنی ایمائیت، سوزوگداز اور تغزل کے اعتبار سے ان کی غزل فکروفن کا حسین امتزاج لیے ہوئے ہے۔ صنعتوں کا برمحل استعمال اور لفظی دلکشی ان کا خاصہ ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان ساری خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے شوکت واسطی کی غزل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	تزئین گل۔ شوکت واسطی۔ صوبہ سرحد۔ غزل گوئی۔
خاطر غزنوی	صوبہ سرحد میں ادبی انجمنیں	۲۷۵ تا ۲۷۷	کسی بھی معاشرے میں ادبی انجمنیں ادبی رفتار کو تیز کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ انھی ادبی انجمنوں کی تنقیدی نشستیں نئے ادبی امکانات کا تعین کرتی ہیں۔ اور ادیبوں اور شاعروں میں روایت سے شناسائی پیدا کر کے انھیں آگے بڑھنے کا سلیقہ عطا کرتی ہیں۔ سرحد کی ادبی انجمنوں نے بھی وطنِ عزیز کے دوسرے خطوں کی طرح ادب کی ترویج و ترقی اور نئی نسل کی رہنمائی کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھی انجمنوں سے بڑے لوگ نکلے اور آسمانِ ادب پر ستارے بن کر جگمگائے۔ اس مقالہ میں استاد، محقق اور شاعر پروفیسر خاطر غزنوی نے ایک خاص عہد تک ان ادبی انجمنوں کا کما حقہ جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔	خاطر غزنوی۔ صوبہ سرحد۔ ادبی انجمنیں۔ لاسین۔ آرٹس کونسل۔

راج ولی شاہ خٹک	رحمان بابا اور تصوف	۳۱۳ تا ۳۲۸	تصوف ایک ایسا آفاقی نظریہ ہے جس کے اثرات ہر زبان کے ادب پر کم وبیش پڑے ہیں۔ پشتو شاعری بھی اس فلسفہ سے خالی نہیں۔ بلکہ چھوٹے، بڑے شاعروں کی ایک کھیپ نے نظریے کے مختلف جزئیات کو اپنی شاعری میں سمونے کی کوشش کی ہے۔ رحمان بابا پشتو کے ایک ایسے شاعر ہیں جن کے ہاں تصوف اپنے تمام تر رنگوں کے ساتھ موجود ہے۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مسائل، اخلاقی قدریں، اسلامی تصوف کے عناصر، سالک کے راستے میں پیش آنے والے صبر آزما مراحل، معرفت کے مسائل، تشبیہات اور استعارات کا وہ مخصوص نظام جو تصوف کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے، رحمان بابا کی شاعری میں کم وبیش نظر آتے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے رحمان بابا کے اشعار بمع ترجمہ دے کر ان کے ہاں تصوف کے مختلف رنگوں کا تجزیہ کمال محنت سے کیا ہے۔	راج ولی شاہ خٹک۔ رحمان بابا۔ تصوف۔ مابعد الطبعیاتی اصطلاح۔ اسلامی تصوف۔ عرفان۔ سالک۔ وحدت الوجود۔ وحدت الشہود۔
رختاج امین	فہمیدہ اختر صوبہ سرحد کی خاتون افسانہ نگار	۲۵۷ تا ۲۶۷	فہمیدہ اختر صوبہ سرحد کی نمائندگی کرنے والی منفرد افسانہ نگار ہیں۔ انھیں پشتون معاشرے کی عکاسی کرنے والی پہلی خاتون افسانہ نگار مانا جاتا ہے۔ اپنے معاشرے کو افسانے کے کینوس میں ڈھالنے کے لیے انھوں نے اپنے کرداروں کو حقیقی زندگی سے لیا ہے۔ فہمیدہ کے افسانے پشتون معاشرت، تہذیب، اور روایات کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اردو میں انھوں نے ان اقدار اور روایات کو ملک کے دوسرے علاقوں کے لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اور انھیں یہاں کے اقدار سے شناسائی بخشنے کی کوشش کی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں رختاج امین نے فہمیدہ کی بے باک حقیقت نگاری کا عمدگی سے تجزیہ کیا ہے۔	رختاج امین۔ فہمیدہ اختر۔ صوبہ سرحد۔ خاتون افسانہ نگار۔ پشتون معاشرہ۔

رضا ہمدانی	سرحد میں ادب، ناول کا ارتقاء	۲۶۸ تا ۲۷۴	صوبہ سرحد ثقافتی حوالوں سے اپنی ایک الگ شناخت اور انفرادیت رکھتا ہے۔ یہاں پہ مثبت روایات کا ایک تسلسل موجود ہے۔ اسی طرح یہاں کی مٹی کی بوباس میں لپٹی ہوئی کہانیوں نے یہاں کے ناول نگاروں کو اپنی ایک الگ شناخت دینے میں مدد کی ہے۔ اردو ادب کی اصناف کا تجزیہ کیا جائے تو ایک خاص عہد کے بعد اردو ناول کا گوشہ فریاد کناں دکھائی دیتا ہے۔ سرحد کے ادیبوں نے اس صورتحال میں بھی ناول میں اپنا حصہ ڈالنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ رضا ہمدانی کا تحقیقی مقالہ اسی بحث کے اردگرد گھومتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اپنے مقالے میں انھوں نے ناول کے ساتھ بحث کا دائرہ افسانے تک پھیلایا ہے اور یوں سرحد کی کہانی کا مجموعی مزاج متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔	رضا ہمدانی۔ صوبہ سرحد اور ناول۔ سرحد کی کہانی۔
روحینہ شاہجہان	صوبہ سرحد کا نامور مزاح نگار۔ پطرس بخاری	۲۲۹ تا ۲۴۶	وطن عزیز کے شمال مغرب میں پیدا ہونے والے قلم کاروں نے اردو ادب کی تاریخ کو عہد بہ عہد نئی توانائیاں دیں۔ غزل، نظم، افسانہ، ڈرامہ تقریباً ہر صنفِ ادب میں ان کی کاوشیں آسمانِ ادب پر جھلملاتے ستاروں کی مانند نظر آتی ہیں۔ انھی ستاروں میں سے ایک اہم نام پطرس بخاری کا ہے۔ جنھوں نے اپنے فن پاروں سے مزاحیہ ادب کی ایک نئی بنیاد رکھی۔ جس پر آگے چل کر مزاحیہ ادب کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہو گئی۔ لیکن پطرس بخاری کا اپنا انداز انھی سے شروع ہوا ہے اور وہی اس کے خاتم ہیں۔ آج تک ان جیسا انداز اور اسلوب ان کے سوا کسی کو نصیب نہ ہو سکا۔ انھوں نے ''پطرس کے مضامین'' کے عنوان سے جو شہ پارے اردو ادب کو دیے ہیں وہ آنے والے مزاح نگاروں کے لیے معیار بن گئے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں روحینہ شاہجہان نے پطرس کی کرشماتی تخلیقات کا بڑی عمدگی سے تجزیہ کیا ہے۔	روحینہ شاہجہان۔ صوبہ سرحد۔ پطرس بخاری۔ مزاح نگار۔ پطرس کے مضامین۔

سلمان علی	''بچھڑے لمحے'' پختون کلچر کے خصوصی مطالعہ کی روشنی میں	۱۰۳ تا ۱۰۹	رضیہ بٹ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بیسیوں ناول ان کے کریڈٹ پر ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی کے بہترین لمحے صوبہ سرحد کے دارالخلافہ پشاور میں گزارے ہیں۔ انھوں نے اپنی یادداشتیں ''بچھڑے لمحے'' کے عنوان سے مرتب کی ہیں۔ جس میں انھوں نے پختون کلچر کا نہایت خوبصورت تجزیہ پیش کیا ہے۔ رضیہ کا انداز سادہ اور بے تکلف ہے جس کی وجہ سے ان کے قاری کو کسی قسم کی پریشانی یا رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ زیرِنظر مقالے میں سلمان علی نے اس اہم دستاویز کا تجزیہ بڑے خوبصورت انداز سے کیا ہے۔	سلمان علی۔ پختون کلچر۔ رضیہ بٹ۔ بچھڑے لمحے۔
سلیم راز	ترقی پسند تحریک اور صوبہ سرحد	۲۴۷ تا ۲۵۶	ترقی پسند تحریک پوری دنیا کے محکوم اور مجبور طبقوں کی آواز تھی۔ اس تحریک کی آواز بہت جلد برصغیر کے طول وعرض میں پھیل گئی۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد رجعت پسندی، فاشزم اور سرمایہ دارانہ استبداد کے خلاف جہاد تھا۔ برصغیر کے ادیبوں میں صوبہ سرحد کے قلمکاروں نے بھی شعور کی یہ روشنی پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا اور کلچر کے تحفظ کے لیے لوگوں کو خوابِ غفلت سے جگایا۔ سلیم راز بھی اس تحریک کے قافلے میں شامل رہے ہیں۔ وہ آج اس عہدے پر کام کر رہے ہیں جہاں کبھی سجاد ظہیر نے اس قافلے کی رہنمائی کی تھی۔ زیرِنظر مقالہ میں صوبہ سرحد میں ترقی پسند تحریک کے ارتقائی سفر پر بھرپور انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔	سلیم راز۔ صوبہ سرحد۔ ترقی پسند تحریک۔ سجاد ظہیر۔

صابرکلوروی	شبلی کی تنقید نگاری	۳۲۹ تا ۳۳۴	شبلی بھی اقبالؔ کی طرح مغرب سے مرعوب نہیں ہوئے۔انھوں نے ارسطو کا مطالعہ ابنِ رشد کے ترجمے کے ذریعے کیا تھا۔ انھوں نے علی گڑھ تحریک سے بھی اتنے اثرات قبول نہیں کیے جتنے کہ حالیؔ نے قبول کیے تھے۔ان کی تنقید میں منطقیانہ خشک پن کی بجائے جذبے کی حدت برابر موجود ہے۔تخیل کو وہ شاعری کی بنیاد سمجھتے ہیں۔لفظ اور معنی پہ اس نے بہت دلچسپ بحث کی ہے۔وہ الفاظ کو بھدے، ثقیل، سبک، شیریں میں تقسیم کر کے تنقید کے نئے زاویے اُبھارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انیس ودبیرؔ میں فصاحت وبلاغت پہ بحث بھی کافی دلچسپ ہے۔ انھوں عالمانہ انداز میں تنقید کر کے تنقید کا اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔زیرِنظر مقالہ میں صابرکلوروی نے شبلی کی تنقید کے مختلف گوشے سامنے لانے میں مدلل بحث کی ہے۔	صابرکلوروی۔ شبلی۔ اقبال۔ ارسطو۔ ابن رشد۔ حالی۔ انیس ودبیر۔ تنقید نگاری۔
ضیاء الرحمٰن	فارغؔ بخاری کا مقام ومرتبہ	۱۲۰ تا ۱۴۰	اردو ادب کی ترقی پسند تحریک میں فارغؔ بخاری کا نام اور مقام و مرتبہ بلاشبہ سجاد ظہیر اور فیضؔ سے کم نہیں۔فارغؔ بخاری نے صوبہ سرحد کے ادب پر دیرپا اثرات چھوڑے۔صحافت، خاکہ نگاری، شاعری، اور ادبی تاریخ نگاری میں انھوں نے اپنا لوہا منوایا۔انھوں نے غزل کی روایات میں رہتے ہوئے مختلف جہتوں سے اس صنف کا جائزہ لیا۔صوبہ سرحد کی ادبی رپورتاژ نگاری میں بھی ایک منفرد اسلوبیاتی رنگ کا ثبوت دیا۔زیرِنظر مقالے میں بھی ضیاء الرحمٰن نے فارغؔ بخاری کے ادبی سفر کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے مقام و مرتبے کو بھرپور انداز میں اُجاگر کیا ہے۔	ضیاء الرحمٰن۔ فارغ بخاری۔ ترقی پسند تحریک۔ ادبی رپورتاژ نگاری۔
طارق ہاشمی	ادبیاتِ ڈیرہ اسماعیل خان	۴۰ تا ۴۹	ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد کے اردو ادب کے ارتقاء میں ایک اہم مقام ومرتبہ رکھتا ہے۔اردو شاعری کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہاں کے صاحبِ طرز شاعروں اور قلمکاروں نے ڈیرہ میں شعر و ادب اور علم و آگہی کی شمعوں کو ہر دور میں فروزاں رکھا اور اس میں اسلوب اور موضوعات کا گراں بہا سرمایہ چھوڑا۔زیرِنظر مقالے میں طارق ہاشمی نے ڈیرہ اسماعیل خان کی انھی ادبی شخصیتوں کے کام کا جائزہ لیا ہے۔اور بھرپور انداز میں قدیم دور سے جدید دور تک سفر کرتے ہوئے مختلف رجحانات کی ترتیب و تنظیم کی ہے۔	طارق ہاشمی۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ صوبہ سرحد

طالب حسین اشرف	ڈیرہ اسماعیل خان میں اردو شاعری کا ارتقاء	۵۷ تا ۱۰۲	اردو شاعری میں ڈیرہ کے کردار پر بحث کرتے ہوئے طالب حسین اشرف نے عہد بہ عہد ہر ثقافتی منظر نامے کو ملحوظ رکھا ہے۔ انھوں نے تقسیم ہند سے پہلے کے دور پہ بھی عرق ریزی سے نظر دوڑائی ہے۔ اور تقسیم کے بعد کے شاعروں پر پوری توجہ دی ہے۔ ان کے مقالے کو ہم صحیح معنوں میں ڈیرہ اسماعیل خان کی شاعری کی مختصر تاریخ کہہ سکتے ہیں۔	طالب حسین اشرف۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ اردو شاعری۔ تقسیم ہند۔
عامر سہیل	ہزارہ میں اردو ادب کا ارتقاء	۱۴۱ تا ۱۶۱	ہزارہ کی ادبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اسے اردو ادب کے ایک گہوارے کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس بھر پور ادبی روایت کو یہاں کے شعراء اور ادباء نے اپنی قیمتی تصانیف سے مالا مال رکھا۔ شاعری، مختصر افسانہ، اور خصوصاً تحقیق کے میدان میں یہ خطہ وطن عزیز کے دوسرے علاقوں سے کبھی پیچھے نہیں رہا۔ زیر نظر مقالے میں عامر سہیل نے اردو ادب کے ارتقاء میں ہزارہ کے قلمکاروں کی کاوشوں کا بڑی عمدگی سے جائزہ لیا ہے۔	عامر سہیل۔ ہزارہ۔ اردو ادب۔ تاریخ ہزارہ۔
عنایت اللہ فیضی	چترال میں اردو	۵۰ تا ۵۶	چترال پختونوں کی ایک طویل پٹی کے اندر اردو کے ایک دریچے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عنایت اللہ فیضی ملک کے معروف قلم کار اور کالم نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق بھی چترال سے ہے۔ چترال میں کھوار زبان کے ساتھ ساتھ اردو بھی رابطے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس میں شعری مجموعے بھی آئے اور لسانیات پر بھی یہاں کے دانشوروں نے بیش بہا کام کیا۔ لوک کہانیوں کے تراجم بھی ہوئے۔ اور تحقیق و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔ زیر نظر مقالہ میں عنایت اللہ فیضی صاحب نے ان سبھی کاوشوں کا احاطہ کیا ہے۔ اور چترال میں زبان و ادب کی خدمت کرنے والوں کا ایک بھر پور تعارف بھی کروایا ہے۔	عنایت اللہ فیضی۔ چترال۔ کھوار۔ چترالی تہذیب۔ کالم نگار۔

فقیراخان فقری	اقبال بحیثیت ترجمان اور نقاد عصر بانگِ درا کی روشنی میں	۲۷۸ تا ۲۹۸	اقبال ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے جب مسلمانوں کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ تھی ایسے حالات میں ایسے حساس شاعر کے لئے اپنے دور سے آنکھیں بند کرنا ناممکن تھا۔ اقبال نے اپنے دور کے مصائب و آلام اور مسائل کی نبض پر جس طرح ہاتھ رکھا ہے وہ اُن کی فنی عظمت اور فکری ندرت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ بانگِ درا اقبال کی اُردو کی اولین کتاب ہے اور اس کتاب میں بھی ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک غیر معمولی شاعر ایک خاص مقصد کے تحت فن کی تخلیق کر رہا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے بانگِ درا کی روشنی میں اقبال کے دور کے عصری مسائل کی نشاندہی خوبصورت انداز سے کی ہے۔	فقیراخان فقری۔ اقبال۔ نقادِ عصر۔ بانگِ درا۔
محمد سلیم	صوبہ سرحد میں اُردو نظم نگاری	۱۷۸ تا ۱۹۴	صوبہ سرحد نے اردو ادب کو بے شمار جگمگاتے ہیروں سے نوازا ہے۔ اردو نظم اور غزل میں قریب قریب اس کی تاریخی اُٹھان اردو شاعری کے ادوار سے جاملتی ہے۔ اس کے بعد جتنی تحریکیں چلیں یہاں کے شعراء اور ادباء نے ہر تحریک کے اُبھرنے اور پروان چڑھانے میں بھرپور حصہ ڈالا۔ زیرِ نظر مقالے میں محمد سلیم نے اس تاریخی سفر کا عہد بہ عہد جائزہ لیتے ہوئے سرحد کی غزل میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کا بھرپور محاکمہ کیا ہے۔	محمد سلیم۔ صوبہ سرحد۔ اردو نظم نگاری۔ عالمگیریت۔ سرحد کے نظم نگار۔
محمد شاہجہاں	صوبہ سرحد کے تاریخی ناول نگار محمد سعید	۲۳ تا ۳۹	محمد شاہجہان ڈیرہ اسماعیل خان میں اردو ادب کی درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ انھوں نے اپنے ایم۔فل کے تحقیقی مقالے میں محمد سعید کے تاریخی ناولوں پہ کام کیا ہے۔ اپنی تحقیق کے دوران محمد سعید کے ناولوں کا انھوں نے بخوبی محاکمہ کیا ہے۔ دوسرے تاریخی ناولوں کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ناول نگاری میں محمد سعید کے مقام کو بڑے جامع انداز سے سامنے لائے ہیں اور بڑی تفصیل کے ساتھ محمد سعید کی تخلیقی زندگی کے داخلی اور حقیقی محرکات کا مطالعہ پیش کیا ہے۔	محمد شاہجہاں۔ صوبہ سرحد۔ محمد سعید۔ تاریخی ناول نگار۔ سرحد کا شہر۔

ناصر علی سید	اردو افسانہ اور صوبہ سرحد	۱۹۵ تا ۱۹۹	اردو افسانے نے کم وقت میں ایک طویل سفر طے کیا ہے۔ اس ضمن میں سرحد کے افسانہ نگار بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اور وقتاً فوقتاً اس صنفِ ادب کو اپنے گراں قدر افسانوی مجموعوں سے مالا مال کرتے رہے۔ یہاں کے قلمکاروں نے افسانے کے مختلف رجحانات کے پیشِ نظر اپنے تجربات اور خارج میں ہونے والی تبدیلیوں سے استفادہ کی راہ نکالی۔ اور اردو افسانے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ زیرِ نظر مضمون میں ناصر علی سید نے ۲۰۰۶ء تک ہونے والے کام کا تجزیہ کیا ہے۔ اور صوبہ سرحد میں افسانہ کے حوالے سے معتبر ناموں سے ہمارا تعارف کرایا ہے۔	ناصر علی سید۔ اردو افسانہ۔ صوبہ سرحد۔
نذیر تبسم	فرازؔ کی شاعری میں فکر و معانی کی بازیافت	۱۰۹ تا ۱۱۹	اردو شاعری کی تاریخ میں فرازؔ کا نام ہی اس کا تعارف ہے۔ غزل اور نظم دونوں میں اس کی انفرادیت نہایت دلکش خد و خال کے ساتھ اپنے قاری اور نقاد سے خراج لیتی رہی ہے۔ اپنے جمالیاتی شعور کے باوصف بیسوی صدی کے شعراء میں فیضؔ کے بعد ان کی آواز کو اعتبار حاصل ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں نذیر تبسم نے ایک نئے زاویہ نگاہ سے فرازؔ کی شاعری کو پرکھے اور ان کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔	نذیر تبسم۔ احمد فراز۔ فیض۔ غزل گوئی۔ ترقی پسند۔
ہمیش خلیل	پشتو ادب کے اردو تراجم	۱۶۳ تا ۱۷۷	ترجمہ نگاری ایک مشکل فن ہے۔ بالخصوص جب بات ادبی ترجمے کی ہو۔ پشتو زبان کی ادبی عظمت اور تاریخ کی طرف انگریز مورخوں نے بھی خصوصی توجہ دی۔ جرمن، روس اور ڈینش محققین اور بالخصوص حکومتوں نے اس کے ادبِ عالیہ کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کرنے کو اہمیت دی۔ اردو زبان بھی پشتو زبان کے شعراء اور ادباء کی تخلیقات سے صرفِ نظر نہ کر سکی۔ اور وقتاً فوقتاً شعری اور نثری ترجمے سامنے آتے رہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ہمیش خلیل نے اس گراں قدر کام کا خوش اسلوبی سے تجزیہ کیا ہے۔ اور اصل ٹیکسٹ اور ترجمے کا موازنہ کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔	ہمیش خلیل۔ پشتو ادب۔ اردو تراجم۔ ادبِ عالیہ۔ جرمن، روس، ڈینش تراجم۔

یوسف رضا چشتی	تحریکِ پاکستان کی جدو جہد میں صوبہ سرحد کے اہلِ قلم کا کردار	۲۰۰ تا ۲۱۸	قلم کی طاقت تلوار سے زیادہ ہوتی ہے۔قلم کار قلم کی زبان سے گفتگو کرتا ہے۔اور تاریخ کے صفحات پر اپنا نقش مرتسم کرتا ہے۔ وطنِ عزیز کی آزادی میں صوبہ سرحد کے جیالے قلم کاروں نے جس دلچسپی سے حصہ لیا وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ ارباب یوسف رضا چشتی تقسیم ہند کے دوران پیش آنے والے واقعات کے چشم دید گواہ ہیں۔ انھوں نے تحریکِ آزادی کے ایک ایک پل کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا۔اور خصوصاً اس دور کے قلم کاروں کے قلمی جہاد کو نظر میں رکھا۔زیرِ نظر مقالہ انھی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔چشتی صاحب خود بھی ایک اچھے شاعر اور نقاد ہیں۔اس لحاظ سے ادبیت کے اعتبار سے اس مضمون کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔	یوسف رضا چشتی۔ تحریکِ پاکستان۔ صوبہ سرحد۔ تقسیم ہند۔ قلمی جہاد۔

خیابان: ۱۵ (۲۰۰۶ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
افتخار حسین خان	جامعہ پشاور تاریخ ساز ادارہ، تقاضائے جدید کے پس منظر میں	۲۱۲ تا ۲۲۲	جامعۂ پشاور اپنی دیگر خصوصیات کے علاوہ یہ امتیازی خصوصیت رکھتی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے بعد جو پہلی یونیورسٹی معرض وجود میں آئی وہ پشاور یونیورسٹی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آزادی کے بعد بننے والی پہلی علمی درسگاہ ہے۔ جس نے حریت کے ماحول میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پشاور یونیورسٹی کا قیام اعلیٰ مقاصد اور ایک خوبصورت خواب کی تکمیل تھا۔ زیر نظر مقالے میں افتخار حسین خان نے جامعۂ پشاور کے علمی اور تہذیبی سفر کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔	افتخار حسین خان۔ جامعہ پشاور۔ تاریخ ساز ادارہ۔ پہلی علمی درسگاہ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ صاحبزادہ عبدالقیوم۔
الٰہی بخش اختر اعوان	زبان اور وسیلہ	۸۷ تا ۹۷	زبان کوئی بھی ہو مختلف چیزوں کی پہچان میں اس کے علاقائی کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہر زبان کے مختلف رنگ روپ ہوتے ہیں۔ اور وہ واقعات، حالات، اور زندگی کے مختلف میلانات کے ساتھ نئی اصطلاحات وضع کرتی ہے۔ الٰہی بخش اختر اعوان کا مقالہ زبان کے مختلف وسائل سے متعلق ہے۔ جو زبان اور لسانیات سے متعلق چند اہم ابہامات کا ازالہ کرتا ہے۔ نیز اس مقالے میں زبان کا ابلاغ جن چار مراحل (تخلیق، ترسیل، تحصیل اور تفہیم) سے گزر کے ہوتا ہے اس پہ کافی دلچسپ اور پُرمعنی بحث کی گئی ہے۔	الٰہی بخش اختر اعوان۔ زبان اور وسیلہ۔ لسانیات۔ سمعی وسیلہ۔ تخلیق۔ ترسیل۔ تحصیل۔ تفہیم۔

بادشاہ منیر بخاری	اردو اور فارسی کے لسانی روابط	۱۹۴ تا ۲۰۷	زبان بامعنی آوازوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔پیرس کانفرنس کے مطابق اس وقت دنیا میں ۲۸ ۶۴ زبانیں بولی جاتی ہیں اوران میں سے جن ۱۴۷ زبانوں کا اپنا رسم الخط ہے اردوان میں سے ایک ہے۔فاضل مقالہ نگار نے اردوزبان کی پیدائش سے متعلق مفید اشارے دیے ہیں۔اردو اور فارسی کا رشتہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود اردوزبان ۔ایک زمانہ تھا جب ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی ہوا کرتی تھی۔ برصغیر پاک وہند میں یہی زبان علیت کا معیار سمجھی جاتی تھی ۔اردوزبان کی سرکاری زبان بننے کے بعد بھی اردو نے فارسی سے برابر اثر قبول کیا ہے۔اور یہ اثر اس حد تک ہے کہ بعض محققین نے اردو کو فارسی زبان کی دودھ بیٹی بھی کہا ہے۔ برصغیر میں آئی ہوئی فارسی زبان افغانستان سے ہوتی ہوئی ہندوستان پہنچی ہے۔اس وجہ سے اسے تورانی فارسی کہا جاتا ہے۔بادشاہ منیر بخاری نے زیرنظر مقالہ میں اردو و فارسی کے اس اہم لسانی رابطے پر مدلل بحث کی ہے۔ اس حوالے سے الفاظ کی دی گئی لمبی چوڑی فہرست ان کی ہردم جاگتی ہوئی تحقیقی حس کا ثبوت دیتی ہے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ اردو، فارسی لسانی روابط۔ پیرس کانفرنس۔ رسم الخط۔ تورانی فارسی۔
راج ولی شاہ خٹک	عالمگیریت اورجدید ادبی رجحانات (پشتو شاعری کے حوالے سے)	۲۲ تا ۲۹	ہر زبان کے ادبی رجحانات کی تبدیلیاں عالمی منظرنامے کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔پشتو شاعری مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی نئے عہد کے مسائل اور حالات کا اثر قبول کرتی چلی آئی ہے۔عالمگیریت کی وجہ سے ادب کے لیے تخلیق کا کینوس بہت وسیع ہوگیا ہے۔راج ولی شاہ خٹک کی تحقیقی کاوش عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات (پشتو شاعری) کے حوالے سے ایک عمدہ تجزیہ ہے۔جس میں انھوں نے قدیم وجدید پشتو شعراء کے حوالے سے ان کی شاعری میں آفاقی قدروں کا سراغ لگا کے پشتو شاعری میں عالمگیریت کے لیے بنیاد فراہم کی ہے۔	راج ولی شاہ خٹک۔ عالمگیریت۔ جدید ادبی رجحانات۔ پشتو شاعری۔ قدیم وجدید پشتو شعراء۔

رختاج امین	بیگم سردار حیدر۔ رومانیت پسند افسانہ نگار	۹۸ ت ۱۰۴	بیگم سردار حیدر نے رومانی مکتبہ فکر سے متاثر ہو کر افسانہ نگاری کی ہے۔ان کا موضوع محبت اور اس کے متعلقات ہیں۔جس سے انھوں نے انسان کی فطری اور نفسیاتی کمزوریوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کے افسانوں کے کردار عجیب و غریب ہوتے ہیں۔تجسس کی فضاء پیدا کرنے میں وہ کمال رکھتی ہیں۔ اور سادہ بیانیہ تکنیک میں افسانے لکھ کے بھی اپنے تخیل کے زور پر اس میں اثر پیدا کرتی نظر آتی ہیں۔زیرِ نظر مقالہ میں رختاج امین نے بیگم سردار حیدر کے افسانوں کا تجزیہ پیش کیا ہے۔	رختاج امین۔ بیگم سردار حیدر۔ افسانہ نگار۔ رومانوی فکر۔
روبینہ شاہجہان	صوبہ سرحد کی تنقید کا اہم ستون۔ڈاکٹر سید عبداللہ ''مباحث'' کی روشنی میں	۱۶۵ ت ۱۸۴	ڈاکٹر سید عبداللہ اردو ادب کی ایک نابغہ روزگار شخصیت تھی۔ انھوں نے تنقید کے باب میں بہت کچھ لکھا۔جس میں سب سے اہم کتاب ''مباحث'' ہے۔ اس کتاب میں موجود تنقیدی مضامین اس دور کی یادگار ہیں جب ڈاکٹر سید عبداللہ لسانی، تاریخی، اور سوانحی تحقیق میں دلچسپی رکھتے تھے۔کتاب میں لسانی اور تحقیقی مضامین، اصولی بحثیں، عملی تنقید، تدوینِ لغت،،اور بعض جدید ناقدین کے کام کا تجزیہ کیا گیا ہے۔روبینہ شاہجہان نے زیرِ نظر مقالہ میں ان ہی مباحث کا خوش اسلوبی سے جائزہ لیا ہے۔	روبینہ شاہجہان۔ ڈاکٹر سید عبداللہ۔ مباحث۔ صوبہ سرحد کی تنقید۔ تدوین لغت۔ محققانہ اسلوب۔
سلمان علی	یلدرم کے طبع زاد افسانے۔۔۔تحقیق و تنقید	۱۸۵ ت ۱۹۳	اردو افسانے کے ابتدائی دور میں رومانیت کی جو لہر چلی تھی اس کے سب سے بڑے علمبردار سجاد حیدر یلدرم تھے۔ یلدرم نے ترکی سے افسانوں کے تراجم بھی کیے اور طبع زاد چیزیں بھی لکھیں۔علاوہ ازیں اردو افسانے کو تکنیک کے گُر بھی سکھائے۔ ان کے طبع زاد اور ترجمہ شدہ افسانوں میں ناقدین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔زیرِ نظر مقالہ میں سلمان علی نے ان مباحث کا جائزہ لیا ہے۔	سلمان علی۔ سجاد حیدر یلدرم۔ ترکی افسانے۔ طبع زاد افسانے۔

سلیم اختر	عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات	۱ ۲ ۶	عالمگیریت کا لفظ اپنے اندر خاص وسعتیں رکھتا ہے۔ سلیم اختر نے اپنے مقالے میں اسے ملٹی نیشنلزم کا ایجنڈا قرار دیا ہے۔ جس میں آئی۔ ایم۔ ایف، اور ورلڈ بینک کے ذریعے سے اقوام عالم کو اقتصادی لحاظ سے محکوم بنایا جاتا ہے۔ ان رجحانات نے ہمارے ادب پر بھی اپنے اثرات مرتب کیے۔ زیرِ نظر مقالہ میں ان بنیادی مسائل اور ان کے ادب پر پڑنے والے اثرات پہ بحث کی گئی ہے۔	سلیم اختر۔ عالمگیریت۔ ملٹی نیشنل ازم ایجنڈا۔ آئی ایم ایف۔ ورلڈ بنک۔
صابر کلوروی	روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی ادبی جہت اور اقبال	۶۳ ۲ ۷۰	روشن خیالی اور اعتدال پسندی اصل میں سیاسی اور مذہبی اصطلاحیں ہیں۔ اس کا پرتو ادب پر بھی پڑا ہے۔ کہیں تو اس کا باقاعدہ مطالبہ ہوتا رہا ہے کہ ادب میں روشن خیالی کا سامان ضرور ہونا چاہیے، اور کہیں غیر محسوس طور پر تخلیقات میں یہ چیزیں در آتی ہیں۔ صابر کلوروی نے اس نئی ادبی جہت کو اپنے تحقیقی مقالے میں اسلامی تعلیمات اور اردو ادب کے تاریخی تسلسل میں دیکھا اور علامہ اقبال کی شاعری کی روشنی میں پرکھا ہے۔	صابر کلوروی۔ روشن خیالی۔ اعتدال پسندی۔ اقبال۔ سرسید تحریک۔ تصورِ کائنات۔
ضیاء الرحمن	رشید احمد صدیقی کا ادبی مقام و مرتبہ	۱۰۵ ۲ ۱۱۳	رشید احمد صدیقی اردو میں طنز و مزاح کا ایک منفرد حوالہ رکھتے ہیں۔ وہ ایک بہترین مرقع نگار تھے۔ علی گڑھ سے گہری وابستگی کی وجہ سے ان کی بیشتر تحریریں علی گڑھ کی فضاؤں میں سانس لیتی ہیں۔ ان کی تحریروں میں معقولیت کی ایک دبیز لہر موجود ہوتی ہے۔ جو پڑھنے والے کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ انھوں نے طنز و مزاح کو تہذیب و شائستگی بخشی ہے جو ان سے پہلے اردو نثر میں اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور تھی۔ زیرِ نظر مقالہ میں ضیاء الرحمن نے ان کے ادبی مقام و مرتبہ کا جائزہ لیا ہے۔	ضیاء الرحمان۔ رشید احمد صدیقی۔ طنز و مزاح۔ علی گڑھ۔ مرقع نگاری۔
عطش درانی	ادبی نظریہ اور جدید رجحانات (عالمگیریت کے حوالے سے)	۱۵ ۲ ۲۱	ادبی نظریہ ادب فہمی یعنی ادب کی ماہیت سمجھنے اور اس کی تعریف متعین کرنے کا نام ہے۔ اس لیے اسے ادبی مطالعہ کے لیے قائم کردہ نقطۂ نظر کہہ سکتے ہیں۔ جدید ادبی رجحانات کیت کی طرف راغب ہیں۔ عطش درانی نے ادبی نظریے اور جدید رجحانات کو عالمگیریت کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	عطش درانی۔ ادبی نظریہ۔ جدید رجحانات۔ ادب فہمی۔ عالمگیریت۔

عنایت اللہ فیضی	ادب اور عالمگیریت کی آنکھ مچولی	۵۶ تا ۶۲	جب ہم عالمگیریت کے تناظر میں جدید ادبی رجحانات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ادب کی عالمگیریت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ عالمگیریت بیشک ہماری معیشت، زراعت اور صنعت وحرفت کو متاثر کر رہی ہے۔ ہماری تجارت پر حاوی ہوتی جا رہی ہے لیکن ادب کے ساتھ اس کا تعلق دوسرا ہے۔ یہاں عالمگیریت متاثر ہی نہیں کرتی بلکہ متاثر ہوتی ہوئی بھی نظر آتی ہے۔ عنایت اللہ فیضی کا مقالہ اسی پس منظر بحث پر مبنی ہے۔	عنایت اللہ فیضی۔ ادب اور عالمگیریت۔ معیشت۔
فقیرا خان فقری	سیرت النبی ﷺ	۱۱۴ تا ۱۶۴	پیغمبر اسلام رحمۃ اللعالمین ﷺ رہتی دنیا تک کے لیے ہادی برحق ہیں۔ آپ ﷺ صرف ایک دور یا ایک قوم کے لیے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ ﷺ کی شخصیت اور تعلیمات کا حسن ہر دور کے لیے معیار ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں فقیرا خان فقری نے امام الانبیا ﷺ کی انقلاب آفرین شخصیت اور ان کے کردار کی بلندی اور عظمتِ اخلاق کے بارے میں تاریخی حوالوں کے ساتھ اپنے خیالات سپردِ قلم کیے ہیں۔	فقیرا خان فقری۔ سیرت النبیؐ۔
گوہر نوشاہی	فارسی زبان کے انحطاط کا اردو زبان و ادب پر اثر	۲۰۸ تا ۲۱۱	فارسی برصغیر کی علمی، ادبی، تہذیبی اور روحانی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم کا ذریعہ بھی تھی۔ اور علوم وفنون کی تحصیل کا ایک اہم وسیلہ بھی۔ قیامِ پاکستان کے وقت اور اس کے کئی سال بعد تک اردو کی ترقی فارسی کی معاونت کے بغیر ناممکن تصور کی جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ مختلف عوامل کی وجہ سے پاکستان میں فارسی زبان آہستہ آہستہ انحطاط پذیر ہو گئی۔ یہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے۔ اس کے انحطاط کے اثرات آہستہ آہستہ اردو پر بھی پڑے۔ فارسی کے بغیر اردو زبان نے کیا رُخ اختیار کیا اس سوال کا جواب گوہر نوشاہی نے اپنے زیرِ نظر مقالہ میں دینے کی کوشش کی ہے۔	گوہر نوشاہی۔ فارسی زبان۔ اردو زبان۔ فارسی کا انحطاط۔
گوہر رحمان نوید	احمد فواد اور اجلی ساعتوں کے رنگ	۲۳۲ تا ۲۴۲	احمد فواد پاکستانی شعراء کی دوسری نسل کا نمائندہ ہے۔ ان کی شاعری کے رنگ ان کی کتابوں ''دل ورق ورق تیرا'' اور ''یہ کوئی کتاب نہیں'' کے اوراق میں منعکس ہیں۔ احمد فواد نے زندگی کو جس طرح دیکھا اور محسوس کیا اس کو شعر کا پیکر عطا کیا۔ زیرِ نظر مقالہ میں گوہر رحمان نوید نے احمد فواد کے شعری سفر کا جائزہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔	گوہر رحمن نوید۔ احمد فواد۔ پاکستانی شعراء۔ دل ورق ورق تیرا۔ یہ کوئی کتاب نہیں۔

محمد آصف اعوان	اکبر الٰہ آبادی کی تنقیدِ مغرب کا علمی و سوانحی تناظر۔ تحقیقی جائزہ	۷۱ تا ۸۶	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہمارے ادب کا فکری نظام نئی کروٹیں لیتا ہے اور ادیبوں کی تخلیقات اور موضوعات و اسالیب کے رنگ یکسر بدل جاتے ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی بھی تاریخ کے اسی اہم دور کا حصہ ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں منفرد انداز میں مغربی تہذیب کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ زیر نظر مقالہ میں محمد آصف اعوان نے اس موضوع پر اکبر کی ذاتی زندگی اور ماحول کو مدنظر رکھ کر مدلل بحث کی ہے۔	محمد آصف اعوان۔ اکبر الٰہ آبادی۔ تنقیدِ مغرب۔ مغربی تہذیب۔
محمد سلیم	عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات (اردو نظم کے آئینے میں)	۳۶ تا ۵۵	اردو نظم نے طویل سفر طے کیا ہے اور معاشرے کے ہر رنگ اور ہر رخ کو منعکس کیا ہے۔ جدید عالمی نظام کے ابتدائی دور میں فرد اور معاشرے کو جن حالات کا سامنا رہا ہے ہمارے نظم گو شعراء اس سے غافل نہیں ہیں، اور ایک تسلسل کے ساتھ ہر واقعے کو نظم کرتے رہے ہیں۔ جدید دور کے نظم نگار کے سامنے عالمگیریت کے تناظر میں کون سے مسائل ہیں۔ محمد سلیم اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔	محمد سلیم۔ اردو نظم۔ جدید ادبی رجحانات۔ عالمگیریت۔
محمد اویس قرنی	سعادت حسن منٹو (برصغیر کی تاریخ و سیاست کا ایک لازوال کردار)	۲۲۳ تا ۲۳۱	سعادت حسن منٹو اردو کے بےباک اور جرات مند افسانہ نگار تھے۔ ان کے بعض افسانوں کو بعض تبصرہ نگاروں نے اس طرح پیش کیا کہ وہ ایک متنازعہ شخصیت بن گئے۔ نتیجے کے طور پر ان کا وہ کام جو تقسیم ہند سے پہلے اور تقسیم ہند کے بعد ملکی حالات اور سیاست کے پس منظر اور پیش منظر سے متعلق تھا دب کر رہ گیا۔ زیر نظر مقالہ میں محمد اویس قرنی نے اپنے عہد کے اس سفاک شارح کی ان تحریروں کا جائزہ لیا ہے جس کا تعلق تقسیم ہند و مابعد کے منظرنامے سے بنتا ہے۔	محمد اویس قرنی۔ سعادت حسن منٹو۔ افسانہ نگار۔ مزاحمتی ادب۔
نذیر تبسم	عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات	۳۰ تا ۳۵	یہ حقیقت ہے کہ عالمگیریت کی رو میں زندگی زیادہ متنوع اور ہمہ گیر ہوگئی ہے۔ سماجی نظام میں پھیلاؤ پیدا ہوگیا ہے۔ معاشرے کی حدود وسعت پذیری کے عمل میں ہیں۔ انسانی زندگی محض عالم رنگ و بو پر قانع نہیں رہی۔ بلکہ اب اس کے سامنے نئی کہکشائیں بھی آ رہی ہیں۔ جن سے نئی سچائیوں کے آفاق طلوع ہو رہے ہیں۔ ایسے میں جدید ادبی رجحانات کے ساتھ ادب کا بنیادی فرض کیا بنتا ہے۔ نذیر تبسم نے اپنے تحقیقی مقالے میں اس کا تجزیہ کیا ہے۔	نذیر تبسم۔ جدید ادبی رجحانات۔ عالمگیریت۔ عدم تحفظ۔

یوسف خٹک	عالمگیریت اور ادب پڑھانے کے جدید رجحانات	۷ تا ۱۴	عالمگیریت کا عمل دخل تقریباً زندگی کے ہر شعبے میں دیکھا جاسکتا ہے۔عالمگیریت کے ساتھ دنیا نئے رجحانات و میلانات سے آشنا ہوگئی۔اردو ادب پڑھانے والے اساتذہ کو اس ضمن میں کون کون سے مسائل کا سامنا درپیش ہے۔اور اس نئے رجحان کے تحت طریقۂ تدریس اور نصاب کا تعین کیسے کیا جاسکتا ہے۔ اس کا خوبصورت تجزیہ یوسف خٹک نے پیش کیا ہے۔	یوسف خٹک۔ تدریس ادب۔ طریقۂ تدریس۔ نصاب۔ ادبی نظریات۔

خیابان: ۱۶(۲۰۰۷ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشاد شاکر اعوان	نثرِ اقبال میں اشتراک مطالب	۱۶۴ تا ۱۹۱	علامہ اقبالؒ نے غزل اور نظم سے ہٹ کر نثر میں بھی قابلِ قدر چیزیں لکھیں۔ ان کی نثر بھی ان کی نظم کی طرح ابتداء ہی سے قومی حسیت، وسیع مطالعہ، فکری گہرائی اور علمی بے تعصبی کی پیداوار ہے۔ ان کی پہلی نثری کتاب ''علم الاقتصاد'' ہے۔ جس میں وہ اقوام عالم کے بنیادی مسائل کی نبض پہ ہاتھ رکھتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا پیام مشرق کا مقدمہ، خطوط، نہ صرف اسلوبیاتی حوالوں سے ایک نئے افق کی طرف ہماری رہنمائی کرتی نظر آتی ہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نثر میں ان کے افکار نسبتاً واضح ہیں۔ جن پہ شاعری کے تشبیہاتی اور استعاراتی طرز کا کوئی بھی پردہ پڑا ہوا نہیں ہے۔ اقبالؒ کو سمجھنے میں ان کی نثر ہماری بہت حد تک مدد کر سکتی ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے ان کے نثری امکانات کا مدلل انداز میں محاکمہ کیا ہے۔	ارشاد شاکر اعوان۔ علامہ اقبال۔ اقبال کی نثر۔ علم الاقتصاد۔ خطوطِ اقبال۔ مقدمہ پیام مشرق۔
ارشد محمود ناشاد	محاورے کا لسانی مطالعہ	۷۶ تا ۸۴	محاورہ ایک خاص نوع کا لسانی سانچہ ہے۔ محاورہ بطور اصطلاح اگرچہ عام فہم اور سادہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر حقیقت میں دیگر اصطلاحاتِ ادب و زبان کی طرح ایک پیچیدہ اور مشکل اصطلاح ہے۔ ارشد محمود ناشاد نے اپنے تحقیقی مقالہ میں محاورے کے مفہوم، دائرہ کار، تشکیل، ضرورت، افادیت، اور اہمیت کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے ان غلط فہمیوں کی نشان دہی کی ہے جو محاورے کے ضمن میں رواج پا چکی ہیں۔	ارشد محمود ناشاد۔ محاورہ۔ اصطلاحاتِ ادب۔ اصطلاحی معنی۔ محاورے کا لسانی مطالعہ۔

بادشاہ منیر بخاری	آریا اور زبان اردو؛ تاریخ کے جھروکے سے	۱۳۱ تا ۱۵۴	''آریا'' سنسکرت میں 'بڑے' اور 'معزز' کو کہتے ہیں۔تاریخ میں ان کو بیرونی حملہ آور کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔کچھ انھیں ایشیائی اور کچھ یورپی قرار دیتے ہیں۔آریا کا سب سے بڑا حوالہ 'وید' ہیں۔آریا کی زبان جو وہ ہندوستان آمد کے وقت بولتے تھے ترقی یافتہ اور قریب قریب مکمل زبان تھی۔بادشاہ منیر بخاری نے اپنے تحقیقی مقالے میں مستند حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے۔کہ اردو ایک آریا زبان ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اردو زبان پر تحقیق اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک آریا کے بارے میں مکمل اور قرین قیاس تحقیق مکمل نہ ہو۔	بادشاہ منیر بخاری۔ آریا زبان۔ سنسکرت۔ وید۔ اردو زبان۔ اپ بھرنش۔
تنظیم الفردوس	لسانیات کے ساختیاتی مباحث	۲۳۳ تا ۲۴۰	لسانیات کی سطح پر ساختیاتی تصورات کا پہلا استعمال یقیناً ساسیئر کے نظامِ فکر میں ملتا ہے اس سے قبل زبان کے بارے میں مباحث فلسفے نے چھیڑے تھے ساختیاتی لسانیات سے ہم لسانیات کے شعبوں میں سے صوتیات یعنی Phonology اور صرف یعنی Morphology کے حوالے سے اطلاقی کوششیں کیں۔فی زمانہ ان مباحث میں معنی در معنی تعینات کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلا کہ جس میں ایک معنیاتی جہت دوسری معنیاتی جہت کو رد کیے بغیر اپنے آپ کو مستحکم نہیں کر سکتی۔اردو زبان نے ساختیاتی مباحث وافکار سے دلچسپی کا اظہار بیسویں صدی کے چھٹے عشرے میں کیا۔زیرِ نظر مقالہ میں تنظیم الفردوس نے ان سبھی مباحث کا خوبصورت محاکمہ پیش کیا ہے۔	تنظیم الفردوس۔ لسانیات۔ ساختیاتی مباحث۔ صوتیات۔ ساسیئر۔
روبینہ شاہجہان	اردو ڈراما کی تنقید میں مظفر علی سید کا حصہ	۲۰۸ تا ۲۱۳	مظفر علی سید کی تنقید نگاری میں ڈرامے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔انھوں نے ڈرامے کو ادب کی بنیاد اور اس کا لازمی جزو قرار دیا تھا۔اس لئے انھوں نے ڈرامے کو بار بار موضوعِ تنقید بنایا ہے ان کا خیال تھا کہ اردو ڈرامے پر تنقید لکھی تو گئی ہے لیکن اردو میں ڈرامہ کم لکھا گیا ہے زیرِ نظر مقالہ میں روبینہ شاہجہان نے اردو ڈرامہ کی تنقید میں مظفر علی سید کی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔	روبینہ شاہجہاں۔ اردو ڈرامہ۔ مظفر علی سید۔ تنقید نگاری۔ منظوم ڈراما۔

ریاض مجید	''زبورِ نعت'' کا تنقیدی جائزہ	۲۴۹ تا ۲۶۶	رسول اللہ ﷺ کی شخصیت سے متعلق نعت کی روایت پیغمبر پاک ﷺ کی زندگی ہی سے چلی آ رہی ہے۔ اور ہر ایک دور میں ایسے شاعر پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے نعت گوئی کو اپنی زندگی کا شعار بنایا ہوا ہے نعت کی یہی روایت جب دورِ جدید تک پہنچی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اقبالؒ کے نعتیہ اشعار اس روایت میں فکری حوالے سے نت نئے اضافے کرتے ہیں اور یوں نعتیہ اشعار ایک نئے ذائقے سے روشناس ہوتے ہیں۔ جدید دور کی نعت میں علم کی ایک خاص سطح اور مطالعے کا ایک خاص معیار دیکھنے کو ملتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ایک نعتیہ انتخاب جو کتابی صورت میں ''زبورِ نعت'' کے نام سے چھپ چکا ہے اس کا مختلف حوالوں سے تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور اشعار کے حوالے دے کر پیغمبر پاک ﷺ کی شخصیت کی مختلف جہتوں کی طرف اشارے کیے گئے ہیں۔	ریاض مجید۔ 'زبورِ نعت'۔ اقبال کے نعتیہ اشعار۔ نعت گو شعرا۔
زبیدہ ذوالفقار	حیدر بخش حیدری احوال و آثار، تحقیق کے آئینے میں	۲۱۴ تا ۲۳۲	فورٹ ولیم کالج نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس کالج کے مصنفین میں حیدر بخش حیدری اپنی کثیر التصانیف مصنف کی صورت میں ابھرتے ہیں۔ اپنی کتاب ''توتا کہانی'' کے دیباچے میں انھوں نے اپنے بارے میں کچھ تفصیلات دی ہیں تاہم ان کے ہم عصروں نے ان کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں لکھا۔ زیرِ نظر مقالہ میں زبیدہ ذوالفقار نے حیدر بخش حیدری کی شخصیت اور ان کے کام پر بھرپور مقالہ رقم کیا ہے۔	زبیدہ ذوالفقار۔ حیدر بخش حیدری۔ فورٹ ولیم کالج۔ توتا کہانی۔ آرائشِ محفل۔
سلمان علی	عصمت چغتائی کی افسانوی تکنیک ''کلیاں اور چوٹیں'' کے خصوصی مطالعے کی روشنی میں	۱۵۵ تا ۱۶۱	اردو افسانے کی تاریخ میں جب بھی بے باک اور جرأت مند افسانہ نگاروں کا تذکرہ کیا جائے گا تو عصمت چغتائی کا نام اس میں ضرور شامل ہوگا۔ خصوصاً ان کے افسانے ''لحاف'' کو جو شہرت ملی وہ بہت کم افسانوں کا نصیب ہوتی ہے۔ تقسیمِ ہند تک ان کے دو افسانوی مجموعے 'کلیاں اور چوٹیں' منظرِ عام پر آ چکے تھے۔ سلمان علی نے اپنے مقالے میں عصمت چغتائی کے انھی دو افسانوی مجموعوں کا تکنیکی جائزہ پیش کیا ہے۔	سلمان علی۔ عصمت چغتائی۔ افسانوی تکنیک۔ 'کلیاں'۔ 'چوٹیں'۔ 'لحاف'۔

سہیل احمد	شیخ لاز رمزاحمت کا استعارہ	۴۰ تا ۴۷	رحیم گل کا ناول'' جنت کی تلاش'' ایک بے چین روح (امتل) کے سفر سے متعلق ہے۔ اور یہی بے چینی اسے بستی بستی پھراتی ہے۔ اس ناول میں مانسہرہ کے ڈاک بنگلے سے جو سفر شروع ہوتا ہے وہ ملک کے مختلف خوبصورت علاقوں سے ہوتا ہوا دیوسائی اور بلتر تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ ان سارے مقامات کی نقش گری یہاں کی تہذیبی زندگی کی بازیافت تکنیکی سطح پر تخلیق کو سفر نامے کے قریب تر کر دیتی ہے۔ اس سفر کا مقصد زندگی کی دریافت اور کائنات کی معنویت کی تلاش ہے۔ سہیل احمد نے پورے سفر کا ایک خلاصہ پیش کیا ہے۔	سہیل احمد۔ شیخ لاز۔ رحیم گل۔ جنت کی تلاش۔
شاہ انجم	جلیل احمد قدوائی اور انجمن ترقی اردو (وابستگی اور علمی خدمات کا جائزہ)	۹۴ تا ۱۴۰	جلیل احمد قدوائی ایک ہمہ جہت ادبی شخصیت کا نام ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ مترجم بھی، افسانہ نگار بھی، اخبار نویس بھی اور خاکہ نگار بھی، محقق بھی اور نقاد بھی، آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پڑھا بھی اور پڑھایا بھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انجمن ترقی اردو سے وابستہ ہو گئے۔ یہاں آپ انتظامی امور کی نگرانی کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ انجمن کے کاموں میں اعلانیہ اور غیر اعلانیہ طور پر شریک بھی رہے۔ زیر نظر مقالے میں شاہ انجم نے جلیل قدوائی کی علمی اور ادبی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	شاہ انجم۔ جلیل احمد قدوائی۔ انجمن ترقی اردو۔
شیدا محمد کاکاخیل	کلام اقبال کے ظریفانہ پہلو	۶۱ تا ۶۷	علامہ اقبال کو عام طور پر انتہائی سنجیدہ شعراء کی صف میں شمار کیا جاتا ہے لیکن اکبر الہ آبادی کی طرح انھوں نے طنزیہ اور مزاحیہ رنگ میں بھی اپنے خیالات کو شعر کے پیکر میں ڈھالا۔ خود ایک بار انھوں نے ایک خط میں اکبر الہ آبادی سے اس کا خصوصی تذکرہ بھی کیا ہے۔ اقبال کی شخصیت میں ظرافت بہت تھی۔ جس کا اکثر ان کی نجی محفلوں میں مظاہرہ ہوتا تھا۔ زیر نظر مقالہ میں شیدا محمد کاکا خیل نے علامہ اقبال کے اردو کلام میں ظریفانہ اشعار کا دلچسپ مطالعہ پیش کیا ہے۔	شیدا محمد کاکاخیل۔ علامہ اقبال۔ کلام اقبال۔ ظرافت۔ اکبر الہ آبادی۔

صابر کلوروی	اقبالؒ اور وسطی ایشیا	۱۹ تا ۳۹	ایشیا اور وسطی ایشیا سے علامہ اقبالؒ کی دلچسپی اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ احیائے اسلام کے لیے ان علاقوں کو اہم سمجھتے ہیں۔ ایشیاء زمانہ قدیم سے روحانیت اور علوم وفنون کا گہوارہ رہا ہے۔ لہٰذا اسلام کی نشاۃ الثانیہ کے لیے بھی یہ خطہ اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں صابر کلوروی نے وسطی ایشیاء کے بارے میں علامہ کے افکار کا مطالعہ پیش کیا ہے۔	صابر کلوروی۔ اقبال۔ وسطی ایشیا۔ سلطنت عثمانیہ۔ اشتراکی انقلاب۔
صوفیہ یوسف	شیخ ایاز مزاحمت کا استعارہ	۴۰ تا ۴۷	شیخ ایاز سندھ کے جدید شعراء میں کئی ایک اعتبار سے ایک انفرادی شان رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرتی ناانصافیوں اور طبقاتی تقسیم کے خلاف مزاحمت کا آغاز کیا۔ ایاز نے جبریہ لمحوں میں اپنے قلم سے تلوار کا کام لیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں صوفیہ یوسف نے شیخ ایاز کی مزاحمتی شاعری پہ بحث کی ہے۔	صوفیہ خشک۔ شیخ ایاز۔ سندھ کے جدید شعراء۔ مزاحمتی شاعری۔
عبداللہ جان عابد	محاورہ: معنوی، تہذیبی اور لسانی اہمیت	۲۶۷ تا ۲۸۱	تہذیب میں زبان کی اہمیت اور حیثیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور زبان کا محاورے کے ساتھ بہت قریب کا تعلق ہوتا ہے کیونکہ محاورہ زبان کو لسانی بنیاد فراہم کرتا ہے جس سے زبان تہذیب کی معنویت کو بہتر رنگوں میں منعکس کرنے میں معاون ہوسکتی ہے۔ زبان میں فصاحت اور بلاغت کے بیشتر فنی اور فکری رویے محاورے کی وجہ سے آتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں عبداللہ جان عابد نے محاورہ کی تہذیبی و رلسانی اہمیت و معنویت پر بحث کی ہے۔	عبداللہ جان عابد۔ محاورہ۔ قول فیصل۔ لوک دانش۔ ضرب الامثال۔
عبداللہ شاہ ہاشمی	نعیم صدیقی، اقبالؒ سے ذہنی رابطے کی ایک مثال	۳۲۳ تا ۳۳۴	علامہ اقبالؒ سے متاثر ہونے والے شعراء میں ایک اہم نام نعیم صدیقی کا ہے۔ انھوں نے نصف صدی تک فکرِ اقبال کے فروغ اور دفاعِ اقبالؒ میں مضامین لکھے۔ اقبالؒ کے رنگ میں شاعری کی اور اقبالؒ کے فارسی کلام کا اُردو میں منظوم ترجمہ بھی کیا۔ ان کا زورِ کلام اقبالؒ کی معنویت اور مقصدیت پر ہے جو فکرِ اقبال کی روح ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں عبداللہ شاہ ہاشمی نے نعیم صدیقی اور اقبالؒ کے ذہنی ارتباط کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔	عبداللہ شاہ ہاشمی۔ علامہ اقبال۔ نعیم صدیقی۔ دفاعِ اقبال۔ اقبال فہمی۔

عنایت اللہ فیضی	جون ایلیا کی چند الوکھی ترکیبیں۔	۱۳ تا ۱۸	اردو کے جدید غزل گوشعراء میں جون ایلیا اپنے لہجے کے اعتبار سے بے حد منفرد شاعر ہیں۔ ان کے موضوعات میں بھی جدت ہوتی ہے۔ وہ اس عہد کے ایک ایسے دانشور کے روپ میں سامنے آتے ہیں جو سچائی کی تلاش میں خود اذیتی سے گزر رہا ہے۔ ان کی نادر و نایاب ترکیبیں لکھنے اور پڑھنے کے ہر انداز سے انفرادیت ٹپکتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں عنایت اللہ فیضی جون ایلیا کی چند الوکھی ترکیبوں کے حوالے سے بحث کرتے نظر آتے ہیں۔	عنایت اللہ فیضی۔ جون ایلیا۔ نادر تراکیب۔ جدید غزل گو۔
غلام عباس گوندل	امانت اللہ شیدا اور صرف اُردو	۲۸ تا ۷۵	فورٹ ولیم کالج سے متعلق مصنفین میں امانت اللہ شیدا کا نام عربی و فارسی دانی میں، علومِ شرقیہ پر دسترس اور ترجمہ و قواعد پر عبور کے حوالے سے سامنے آتا ہے۔ انھوں نے اردو صرف کے قواعد پر منظوم رسالہ تحریر کیا۔ "صرف اردو" ۱۲۱۷ اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی ہے۔ جس میں اردو صرف کے قواعد منظوم ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالہ میں غلام عباس گوندل نے امانت اللہ شیدا کی بعض دیگر اہم کتابوں کے ساتھ صرف اردو پر بھی مفصل بحث کی ہے۔	غلام عباس گوندل۔ امانت اللہ شیدا۔ علوم شرقیہ۔ فورٹ ولیم کالج۔ اردو صرف کے قواعد۔ منظوم رسالہ۔
گوہر رحمان نوید	صوبہ سرحد اردو ڈراما۔ پس منظر و پیش منظر	۳۰۴ تا ۳۲۲	صوبہ سرحد میں اردو ڈرامے کے فروغ میں جہاں سٹیج اور تھیٹر نے اپنا کردار ادا کیا وہیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خدمات بھی ناقابلِ فراموش ہیں۔ ریڈیو کے پروگراموں میں ڈراما کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس طرح جب ٹیلی ویژن آیا تو ساز و آواز کے ساتھ صورت گری کی ایک نئی دنیا بسائی گئی۔ زیرِ نظر مقالہ میں گوہر رحمان نوید نے صوبۂ سرحد میں اردو ڈرامے کے پس منظر و پیش منظر کا خوش اسلوبی کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔	گوہر رحمان نوید۔ صوبہ سرحد۔ اردو ڈراما۔ ریڈیو پاکستان۔ پاکستان ٹیلی ویژن۔

محمد اویس قرنی	سیدہ حنا کے ماہیے	۸۵ تا ۹۳	ماہیا پنجابی کا مشہور لوک گیت ہے۔ لوک گیت کسی قوم کی معاشرت، رسم ورواج، تہذیب وتمدن، اور ثقافت کے ساتھ عام لوگوں کے جذبات کی ترجمانی بھی کرتے ہیں۔ بہ لحاظ تکنیک'' پنجابی ماہیا'' کسی حد تک پشتو کے ٹپہ سے ملتا جلتا ہے۔ دونوں کا مفہوم ڈیڑھ مصرعہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن ماہیے کے ایک مصرعے کا دوسرے مصرعے سے اتنا ربط نہیں ہوتا جتنا کہ ٹپہ کے دونوں مصرعوں کا ہوتا ہے۔ لیکن سیدہ حنا نے تین مصرعوں کو مربوط معنویت دے دی ہے۔ ان کا انداز بیان، گیت کے مزاج کے قریب ہے، زیرِ نظر مقالے میں محمد اویس قرنی نے تحقیقی اصولوں کو مدنظر رکھ کر سیدہ حنا کے ماہیوں کا اردو شاعری میں مقام ومرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔	محمد اویس قرنی۔ سیدہ حنا۔ ماہیا۔ لوک گیت۔ ٹپہ۔
محمد سفیان	علامہ اقبالؒ کے تین سو منتخب مکاتیب (ایک تحقیقی جائزہ)	۱۹۲ تا ۲۰۷	علامہ اقبالؒ ایک بہت بڑے شاعر ہونے کے ساتھ ایک اچھے نثر نگار بھی تھے۔ اس کا اندازہ ہمیں ان کی نثری تحریروں بالخصوص ان کے مکتوبات سے ہوتا ہے۔ اقبالؒ کی خطوط نگاری کی مدت اُنتالیس سال پر محیط ہے، یہ مکاتیب ہمہ جہتی پہلوؤں کے حامل ہیں، ان خطوط میں مذہب، سیاست، ادب اور فلسفہ کے مباحث ملتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں محمد سفیان نے اقبال کے تین سو منتخب مکاتیب کا جائزہ لیا ہے۔	محمد سفیان۔ علامہ اقبال۔ خطوط نگاری۔ مکاتیب اقبال۔
محمد یوسف خشک	آسٹرین سکالر اشپرنگر، اردو مخطوطات اور جرمنی	۱ تا ۵	جامعات میں تحقیقی کاموں کا اندازہ جامعات میں ہونے والی تحقیقی سرگرمیوں اور ان کے موضوعات اور معیارات سے کیا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں ہمارے ہاں اس سلسلے میں کام کم اور مسائل زیادہ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے جامعاتی کلچر کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اور اس کے منفی اثرات اردو تحقیق وتدریس پر بھی پڑے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں مصنف انھی مسائل پر قلم اٹھاتے ہیں۔	محمد یوسف خشک۔ آسٹرین سکالر۔ اشپرنگر۔ اردو مخطوطات۔ سید جاوید اقبال۔

منظور احمد طاہر	رزمیہ شاعری میں خیر و شر کی کشمکش	۲۴۱ تا ۲۴۸	کسی قوم یا افراد کے قابلِ فخر کارناموں کو منظوم انداز میں پیش کرنے کو "رزمیہ شاعری" کہتے ہیں۔ رزمیہ شاعری واقعات رزم پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس میں دو متحرک قوتیں خیر و شر کی نمائندگی کرتے ہوئے آپس میں نبرد آزما ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ابتدائے آفرینش سے ہو رہا ہے۔ جہاں جنگ و جدل ہوگی وہاں خیر و شر کی کشمکش ہوگی۔ زیرِ نظر مقالہ میں منظور احمد طاہر نے رزمیہ شاعری میں خیر و شر کی کشمکش کا خوبصورت تجزیہ کیا ہے۔	منظور احمد طاہر۔ رزمیہ شاعری۔ ایلیڈ۔ خیر و شر۔ شاہنامہ فردوسی۔ مرثیہ نگاری۔
نذیر تبسم	صوبہ سرحد کے اُردو غزل گو شعراء کا مجموعی طرزِ احساس	۲۸۲ تا ۳۰۳	صوبہ سرحد کی غزل کی اپنی ایک الگ اور جاندار روایت نظر آتی ہے۔ جس کی پہچان دوسرے صوبوں کے مقابلے میں با آسانی ہو جاتی ہے۔ سرحد کے شعراء کی غالب اکثریت نے موضوعات کے پیرائے میں شاعرانہ اسلوب اور ایمائیت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور شاعری کو وقار اور اعتبار کے منصب پر برقرار رکھا۔ زیرِ نظر مقالہ میں نذیر تبسم نے صوبہ سرحد کے اُردو غزل گو شعراء کے مجموعی طرزِ احساس پر بڑی جامع بحث کی ہے۔	نذیر تبسم۔ صوبہ سرحد۔ اردو غزل گو شعراء۔ سرحد کے شعراء۔

خیابان: ۱۷ (۲۰۰۷ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعۂ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشاد شاکر اعوان	فکرِ اقبال میں جبر و اختیار کا سنجیدہ ترفع	۴۲۴ تا ۴۳۱	مسئلہ تقدیر سے جبر و اختیار کے جو مباحث نکلے ان کو تقریباً ہر دور کے فلسفیوں، دانشوروں اور زیرک اذہان نے طرح طرح کے معنی پہنائے اور ہر ایک نے اپنے طور پر اس مسئلے کی تشریح و توضیح کی۔ مشرق کے دانائے راز فلسفی علامہ اقبالؒ کے ہاں بھی یہ بحث طرح طرح کی نکتہ آفرینیوں کے ساتھ سامنے آئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ارشاد شاکر اعوان نے علامہ اقبالؒ کی تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے مسئلہ جبر و اختیار پر مدلل بحث کی ہے۔	ارشاد شاکر اعوان۔ فکرِ اقبال۔ مسئلہ جبر و اختیار۔
اطہر قسیم صدیقی	مالک رام۔ ابوالکلام آزاد کا ایک محقق	۷۰ تا ۷۷	مالک رام اردو کی تنقیدی تاریخ میں ایک تابندہ ستارے کی مانند ہیں۔ انھوں نے تحقیق کے بنیادی اصولوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا، اور لکھتے وقت اس پر سختی سے کاربند بھی رہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ ابوالکلام آزاد سے والہانہ شیفتگی رکھتے تھے بلکہ ان کے نقاد بھی تھے۔ ابوالکلام آزاد پر انھوں نے جو مقالے سپردِ قلم کیے ہیں وہ اردو اور ابوالکلام دونوں سے مالک رام کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں اطہر قسیم صدیقی نے مالک رام کی تحقیق و تنقید کا تجزیہ اس نکتے کو بنیاد بنا کے کیا ہے۔	اطہر قسیم صدیقی۔ مالک رام۔ ابوالکلام آزاد۔ غبارِ خاطر۔
بادشاہ منیر بخاری	محققِ پنجاب پروفیسر حافظ محمود شیرانی اور اُردو	۳۴۰ تا ۳۵۱	ہندوستان اور پاکستان کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں اردو کی عمر اتنی زیادہ نہیں، تاہم اس کی مقبولیت اور ہمہ گیریت کا یہ عالم ہے کہ جتنی تیزی سے یہ زبان برصغیر میں پھیل رہی ہے اسی قدر اس کی جڑ اور بنیاد کسی مخصوص علاقے سے منسوب کرنے کے دعوے دار پیدا ہو گئے ہیں۔ حافظ محمود شیرانی صاحب کی کتاب ''پنجاب میں اردو'' کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایسا ہی ایک لسانی دعویٰ ان سے بھی منسوب ہے یعنی یہ کہ اردو پنجابی سے نکلی ہے۔ گزشتہ صدی میں ماہرینِ لسانیات نے اس دعوے کے متعلق بہت کچھ لکھا۔ بادشاہ منیر بخاری نے حافظ محمود شیرانی کے نظریات سے جڑے مباحث تفصیل کے ساتھ پرکھتے ہوئے حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے مبسوط اور مدلل تحقیقی مقالے کے ذریعے تحقیق کے نئے دریچے کھول دیے ہیں۔	بادشاہ منیر بخاری۔ حافظ محمود شیرانی۔ پنجاب میں اردو۔ لسانی دعویٰ۔ ماہرینِ لسانیات۔

تنظیم الفردوس	ممتاز شیریں۔ شخصیت اور فن (خطوط کے آئینے میں)	۱۳ تا ۲۹	اردو ادب میں ممتاز شیریں کا نام کئی حوالوں سے اہمیت کا حامل رہا ہے۔ وہ بیک وقت افسانہ نگار، دانشور، اور ایک ذہین نقاد کے طور پر ادبی میدانوں میں اپنے قلم کا جادو جگاتی رہی ہیں۔ انھوں نے عالمی افسانوی ادب کے تراجم کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ جو ان کی ادبی تنوع پسندی کی ایک انفرادی جہت ہے۔ اس طرح ہم عصر ادیبوں کے نام ان کے خطوط بھی خاصے کی چیز ہیں۔ تنظیم الفردوس نے زیر نظر مقالہ میں ان کی شخصیت اور فن کا خوبصورتی سے تجزیہ پیش کیا ہے۔	تنظیم الفردوس۔ ممتاز شیریں۔ خطوط نگاری۔ عالمی افسانوی ادب۔
حسین محمد قریشی	شاہ ولی اللہؒ کے متصوفانہ افکار کا تحقیقی جائزہ	۲۳۲ تا ۲۶۷	شاہ ولی اللہؒ اپنے عہد کے بعد کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ ایک جید عالم دین اور با کمال فقیہہ کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک عارف صوفی اور فلسفی کے طور پر آپ کی علمی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ تصوفانہ فلسفہ کے موضوع پر شاہ صاحب نے بہت کام کیا اور سلوک کی راہ پر چلنے والوں کو باطنی پاکیزگی اور ریاضت کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا۔ حسین محمد قریشی نے زیر نظر مقالے میں شاہ ولی اللہ کے متصوفانہ افکار کا خصوصی مطالعہ پیش کیا ہے۔	حسین محمد قریشی۔ شاہ ولی اللہ۔ متصوفانہ افکار۔ منصور حلاج۔ تصوف کا اسلامی ماخذ۔
حنیف خلیل	تہذیب و ثقافت کا لسانی مطالعہ	۲۶۸ تا ۲۹۰	علم لسانیات کا دائرہ اپنی وسعت کے اعتبار سے سماجی نفسیات کے مطلقے سے جا ملتا ہے اور تہذیب و ثقافت کی تاریخ کو کھنگالتا ہوا کسی قوم کی جڑوں تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں حنیف خلیل نے اپنے خطے کی تہذیب و ثقافت کا لسانی مطالعہ تاریخ کے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے بے حد خوبصورت اور مدلل انداز سے پیش کیا ہے۔	حنیف خلیل۔ علم لسانیات۔ تہذیب و ثقافت۔ پشتو۔ فارسی روابط۔ پشتون تہذیب۔
دردانہ شوکت	اردو خاکہ نگاری پر تحقیقی و تنقیدی کام کی رفتار اور امکانات	۱ تا ۱۲	اردو اصناف ادب میں خاکہ نگاری ایک ایسی صنف ہے جس نے آغاز ہی سے قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے۔ پھر اس کی پسندیدگی میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور یوں رفتہ رفتہ خاکہ نگاری نے اپنی صنفی حیثیت کو بھرپور طریقے سے منوالیا۔ اس وقت اردو ادب میں اس قدر خاکے لکھے جا چکے ہیں جن کے انتخاب کو ضخیم کلیات کی صورت میں کئی جلدوں میں مرتب کیا جا سکتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں دردانہ شوکت نے جامعات میں اردو خاکہ پر تحقیقی و تنقیدی کام کی رفتار اور امکانات کا جائزہ خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے۔	دردانہ شوکت۔ اصناف ادب۔ اردو خاکہ نگاری۔ جامعات میں خاکہ نگاری۔

روبینہ شاجہان	خودنوشت سوانح عمری کی حقیقت اور ساقی فاروقی کی پاپ بیتی	۱۷۳ تا ۱۸۹	ساقی فاروقی کی شخصیت ادبی حلقوں میں نہایت متنازعہ رہی ہے۔ اپنے معاصرین سے اکثر ان کی ان بن رہتی تھی۔ بے تکلفی، آزادی، اوردل آزاری کی حد تک پہنچی ہوئی صاف گوئی کی وجہ سے ان کو مقبولیت حاصل رہی۔ ساقی بنیادی طور پر منفرد لہجے اور الوکھے موضوعات کے شاعر ہیں۔ ان کی خودنوشت ''پاپ بیتی'' کے نام سے منظر عام پر آئی۔ ساقی نے اسے یادوں کی بازیافت اور بازگشت کہا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں روبینہ شاجہان نے اس دلچسپ خودنوشت کا خوش اسلوبی سے محاکمہ کیا ہے۔	روبینہ شاجہان۔ خودنوشت سوانح عمری۔ ساقی فاروقی۔ سوانحی ادب۔ پاپ بیتی۔
سلمان علی	''انگارے'' تکنیکی تجربات کی روشنی میں	۱۲۷ تا ۱۳۳	اردو ادب کی افسانوی تاریخ میں جو کتاب سب سے زیادہ ہنگامہ خیز ثابت ہوئی وہ انگارے کے نام سے ''۱۹۳۲ء'' کے آخر میں منظر عام پر آئی۔ کتاب کے چھپتے ہی اخبارات میں اس کے خلاف مضامین شائع ہوئے، اور اس کی ضبطی کا مطالبہ کیا گیا۔ بالآخر ''انگارے'' کو یہ کہہ کر ضبط کیا گیا کہ یہ ایک خاص طبقے کے مذہبی جذبات اور عقائد کو مجروح کرتی ہے۔ انگارے کسی ایک مصنف کی کتاب نہیں تھی بلکہ مختلف افسانہ نگاروں کے افسانوں کا ایک مجموعہ تھا۔ جس میں کرداری افسانے کے ساتھ شعور کی رو کی تکنیک بھی نظر آتی ہے "Irony" بھی، اور خود کلامی کا مرکب بھی۔ زیر نظر مقالہ میں سلمان علی نے اس کتاب کا تکنیکی مطالعہ سپرد قلم کیا ہے۔	سلمان علی۔ افسانوی تاریخ۔ انگارے۔ افسانوی مجموعہ۔ تکنیک کے تجربے۔
عنایت اللہ فیضی	اردو غزل میں غیر روایتی عناصر	۱۲۱ تا ۱۲۶	ہماری اردو شاعری میں غزل کو جو مقبولیت حاصل رہی ہے وہ کسی اور صنف کے حصہ میں نہ آسکی۔ ایک خاص عہد تک غزل روایتی موضوعات کے گرد گھومتی رہی۔ لیکن جب مولانا حالی کی مقدمہ شعر و شاعری جیسی تحریر سامنے آئی تو اس کی روشنی میں آہستہ آہستہ روایتی انداز کی جگہ غیر روایتی اسالیب و افکار کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اردو تنقید اور اردو شاعری کو یہ مولانا حالی کی ایک بہت بڑی دین ہے۔ عنایت اللہ فیضی نے اردو غزل کی انھی غیر روایتی عناصر پر اپنے مقالے کی بنیاد رکھی ہے۔	عنایت اللہ فیضی۔ اردوغزل۔ مولانا حالی۔ مقدمہ شعروشاعری۔ غزل کے غیرروایتی عناصر۔

رابعہ سرفراز	اقبالؒ کی غزلوں میں ردیف کے استعمال کی اہمیت	۱۵۷ تا ۱۷۲	علامہ اقبالؒ کی شاعری میں غیر مردف غزلیں بھی ملتی ہیں اور ردیف کی پابند غزلیں بھی۔ انھوں نے ہر شعر میں ردیف کو قرینے سے نبھایا ہے۔ اور کہیں بھی اس کا استعمال بوجھل یا ردیف برائے ردیف معلوم نہیں ہوتا۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ اس لیے ان کے ہاں ردیف شعری انداز میں غزل کا حصہ بنتی نظر آتی ہے۔ اور کسی شعر میں اس کے استعمال پر تصنع یا بناوٹ کا گمان نہیں ہوتا۔ رابعہ سرفراز نے اپنے مقالے میں اقبالؒ کی اردو غزلیات میں ردیف کے موزوں ترین استعمال پر بڑی خوش اسلوبی سے بحث کی ہے۔	رابعہ سرفراز۔ علامہ اقبال۔ اقبال اور اردو غزل۔ غیر مردف غزلیں۔
ریاض مجید	قومیت کی تعمیر میں زبان کی اہمیت (پاکستان، اُردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے تناظر میں)	۳۷۰ تا ۳۸۴	قومیت کی تعمیر میں ادب اور زبان کا خاص کردار ہوتا ہے۔ کیونکہ تہذیب، ملک، اور زمانے کے بہترین افکار کا تحریری منظر نامہ اسی میں مرتب ہوتا ہے۔ اور اسی میڈیم میں قوم و ملک کی عہد بہ عہد ترجمانی ہوتی ہے۔ ریاض مجید نے اپنے تحقیقی مقالے میں اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے تناظر میں قومیت کی تعمیر پر بڑے مدلل اور خوبصورت پیرائے میں بحث کی ہے۔	ریاض مجید۔ زبان کی اہمیت۔ پاکستانی زبانیں قومیت۔
سہیل احمد	مقبول عامر ''دشتِ بے آب'' سے ''عالمِ بیکراں'' تک	۳۲۳ تا ۳۲۹	صوبہ سرحد کے غزل گو شعراء میں مقبول عامر اپنے منفرد اسلوب کے ساتھ نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کا تعلق بنوں سے تھا۔ لیکن ان کے لہجے کو نقادوں نے فراقؔ اور یگانہؔ کے لہجے کا تسلسل قرار دیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں سہیل احمد نے ان کے کلام کے شاعرانہ حسن اور مقام و مرتبہ پر توجہ دی ہے۔	سہیل احمد۔ مقبول عامر۔ صوبہ سرحد غزل گو شعراء۔ دشت بے آب۔ عالم بیکراں۔ فراق۔ یگانہ
سید شبیر	احسن فاروقی کے ناول ''دل کے آئینے میں'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۳۰۹ تا ۳۲۲	احسن فاروقی کا ناول ''دل کے آئینے میں'' ایک سوانحی ناول ہے۔ یہ ناول نسیم درانی کے جریدے میں آٹھ قسطوں میں شائع ہوا۔ اس ناول میں احسن فاروقی نے اپنی پوری زندگی کو فکشن کے قالب میں بڑی کامیابی سے ڈھال دیا ہے۔ بکھری ہوئی یادوں اور ٹوٹے ہوئے خوابوں کے سلسلے ہیں۔ مصنف کی خواہش ہے کہ اسے ایک ربط کے ساتھ پیش کرنا چاہیے۔ لیکن ان کے پیش کردہ واقعات میں زمانی ربط کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ سید شبیر نے اس ناول کا خوبصورتی سے تجزیہ پیش کیا ہے۔	سید شبیر۔ احسن فاروقی۔ دل کے آئینے میں۔ سوانحی ناول۔ نسیم درانی۔

سید عامر سہیل	شہیدی اور دیوان شہیدی۔۔۔تحقیقی مطالعہ	۹۳ تا ۱۱۲	کرامت علی خان شہیدی انیسویں صدی کے گمنام شاعروں میں شامل ہیں۔ان کی گمنامی کی اصل وجہ ان کے کلام کی عدم دستیابی ہے۔شہیدی عام طور پر آزاد منش اور دوست دار آدمی تھے۔ دیگر شعراء کی طرح شہیدی کی غزل کا بنیادی وصف بھی عشقیہ واردات ہیں۔ یہ خوبی ان کی غزل میں مختلف رنگوں اور ذائقوں سے نمایاں ہے۔غزل کے علاوہ انھوں نے نعتیہ قصیدے بھی لکھے۔ زیرِ نظر مقالے میں سید عامر سہیل نے بنیادی مآخذات تک رسائی حاصل کی ہے۔اور شہیدی کے دیوان کا تجزیہ بڑے منطقی انداز میں کیا ہے۔	سید عامر سہیل۔ کرامت علی خان شہیدی۔ دیوان شہیدی۔ نعتیہ قصائد۔
صوفیہ یوسف	اردو کے فروغ و نفاذ کے لیے ہندوستان کی انجمنوں اور تحریکوں کے ساتھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی شراکت	۱۱۳ تا ۱۲۰	صوفیہ یوسف کے اس تحقیقی مقالہ کا موضوع آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور برصغیر کی دیگر ادبی تحریکوں کے ارتباط کے گرد گھومتا ہے۔یہ وہی تحریکیں ہیں جنھوں نے ہندوستان میں زبان و ادب کی تشکیل اور ارتقاء میں حصہ لیا اور تہذیب و ثقافت، تعلیم، طرزِ معاشرت اور زبان و ادب پر گہرے نقوش ثبت کیے۔	صوفیہ خٹک۔ اردو زبان۔ فروغ اردو۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔ علی گڑھ تحریک۔ ترقی پسند تحریک۔ حلقہ اربابِ ذوق۔
ظفر حسین	اقبال اور سپنگلر ایک تقابلی مطالعہ	۲۹۱ تا ۳۰۷	تہذیبوں کے عروج و زوال کے بارے میں عمرانی مفکرین نے بہت کچھ لکھا۔تہذیبوں کے درمیان فرق دیکھنے کو ملتا ہے۔ان کے مزاج میں فرق ہوتا ہے۔لیکن ان کی زندگی اور موت کا قانون بالکل اس طرح ایک جیسے ہے۔ جس طرح انسان دوسرے انسان سے ہر حوالے سے مختلف ہوتے ہوئے بھی ایک ہی طبعی قانون کے تحت مرتا ہے۔اسی طرح تہذیبوں کی موت اور حیات کے قوانین ایک جیسے ہیں۔ جب وہ سارے عوامل اکٹھے ہو جائیں جو کسی تہذیب کو موت کی گھاٹیوں میں پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں تو پھر اس تہذیب کا موت کے چنگل سے بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ہر تہذیب سپنگلر کے خیال میں اپنے آغاز و انجام کے اعتبار سے ایک جیسے مراحل سے گزرتی ہے۔علامہ اقبالؒ اور سپنگلر نے اس ضمن میں جو کچھ کہا ہے زیرِ نظر مقالہ نہ صرف انھیں سامنے لاتا ہے بلکہ ان دو بڑے مفکرین کا موازنہ کر کے تحقیق و تنقید کے نئے در وا کرتا ہے۔	ظفر حسین۔ اقبال۔ سپنگلر۔ عمرانی مفکرین۔

عابد سیال	اردو غزل میں نئی علامتوں کا بیان	۵۹ تا ۶۹	اردو غزل قدیم ہو یا جدید رمزیت، ایمائیت اور تہہ داری اس کی بنیادی خصوصیات رہی ہیں۔ غزل کو شعراء نے یہ تہہ داری پیدا کرنے کے لیے اشارے، کنائے، تشبیہ، استعارے اور علامت جیسے شعری وسائل سے کام لیا ہے۔ اردو غزل نے مختلف ادوار میں نت نئی علامتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے زندگی کی نئی تعبیروں تک رسائی حاصل کی ہے۔ اردو غزل میں نئی علامتوں کا رجحان اور پرانی علامتوں پر نئے معنوی نظام کی استواری ہمیشہ سے ذہین شاعروں کا وطیرہ رہا ہے۔ عابد سیال نے زیرِ نظر مقالے میں اردو غزل کی انھی خوبیوں کا بڑے جامع انداز میں تجزیہ پیش کیا ہے۔	عابد سیال۔ اردو غزل۔ ہندی اساطیر۔ ثقافتی علامات۔ معنوی نظام۔
عبداللہ جان عابد	محاورہ، روزمرہ، ضرب المثل اور تلمیح میں فکری اور معنوی ربط	۳۰ تا ۳۸	روزمرہ اور محاورہ دونوں زبان کے ایسے اسالیب ہیں جن میں زبان سانس لیتی ہے۔ یہ دونوں اصطلاحیں اور اسالیب کسی بھی زبان میں اس قسم کی اہمیت رکھتے ہیں جیسی اہمیت انسانی جسم میں روح کی ہوتی ہے۔ ضرب المثل لفظوں کا وہ مجموعہ ہے جو ہمارے بزرگوں کے تجربات ان کے فکری یا معنوی احساسات، ان کی زندگی میں گزرنے والے واقعات یا ان کی زندگی میں رونما ہونے والے سانحات کی کہانی کو دو یا دو سے زائد لفظوں میں ایسے ترکیبی ماحول میں مرتب کرتے ہیں جس میں مصدر یا افعال کی صورتیں رونما نہیں ہو سکتیں۔ زیرِ نظر مضمون میں عبداللہ جان عابد نے بڑی باریک بینی سے ان تمام مباحث کا تجزیہ کیا ہے۔	عبداللہ جان عابد۔ محاورہ۔ روزمرہ۔ ضرب المثل۔ معنوی ربط۔ تلمیحات۔
عقیلہ جاوید	بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں اُردو ناول کے موضوعات اور رجحانات	۱۹۰ تا ۱۹۹	اردو ناول اپنے ارتقائی سفر میں ہمہ رنگ معاشرتی، معاشی، اور سیاسی تغیرات سے اثر لیتا نظر آتا ہے۔ چونکہ ناول کی صنف اپنے اندر خاصی وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ اس لیے اس میں معاشرتی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کو بھی بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ بیسویں صدی انقلابات کی صدی رہی۔ اس ضمن میں پاکستانی تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو گزشتہ صدی کی آخری دو دہائیاں خاصی ہنگامہ خیز رہیں۔ اردو ناول نگاروں نے بھی ان اثرات کو شدت سے محسوس کیا۔ اور اپنی تخلیقات میں اس کا اظہار بھی کیا، عقیلہ جاوید نے اس حوالے سے اپنے تحقیقی مقالے میں اس کا بھرپور جائزہ پیش کیا ہے۔	عقیلہ جاوید۔ اردو ناول۔ بیسویں صدی۔ تقسیمِ ہند۔ مارشل لا۔

غلام ناصر مروت	اردو اور فارسی میں محاورات کا اشتراک	۳۶۴ تا ۳۶۹	محاورے کسی بھی زبان کا وہ سرمایہ ہوتے ہیں جو صدیوں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ اور جس سے زبانوں کی وسعت، دانائی اور اثر پذیری کا اندازہ ہوتا ہے۔ اردو زبان دنیا کی ان چند خوش قسمت زبانوں میں سے ایک ہے جس میں محاوروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور اس ذخیرے میں فارسی محاورے کے اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ غلام ناصر مروت نے اردو اور فارسی محاورے کے اسی ملاپ کو موضوع بناتے ہوئے وہ محاورے اکٹھے کیے ہیں جو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں یکساں طور پر رائج ہیں۔	غلام ناصر مروت۔ اردو و فارسی محاورات۔ محاورات کا اشتراک۔
گوہر رحمان نوید	صوبہ سرحد میں بچوں کا ادب	۱۳۹ تا ۱۵۶	دنیا بھر کے ادب میں دیکھا جائے تو بچوں کے ادب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ بچے ہماری زندگی کا اہم حصہ ہیں اور ان کی تربیت ہمارے معاشرے کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے اردو ادب میں بچوں کے لیے مختلف ادوار میں ادب کا ایک خاص گوشہ محفوظ رہا ہے۔ صوبہ سرحد کے ادب میں بچوں کے ادب پہ بہت بعد میں توجہ دی گئی۔ اس کی بہت ساری وجوہات تھیں۔ تاہم بعد میں اس حوالے سے بہت کام ہوا اور نا صرف کتابیں منظر عام پر آ گئیں بلکہ بچوں کے لیے رسائل کا اجرا بھی ہوا۔ گوہر رحمان نوید کا مقالہ صوبہ سرحد میں بچوں کے لیے لکھے جانے والے ادب کے ادبی سفر کا تذکرہ ہے۔	گوہر رحمان نوید۔ صوبہ سرحد۔ بچوں کا ادب۔ بچوں کے رسائل۔
محمد اویس قرنی	کرشن چندر کی انشائیہ نگاری؛ بنیادی مباحث کی روشنی میں	۲۰۹ تا ۲۲۳	کرشن چندر کا تعلق اردو افسانے کے عہد زریں سے ہے۔ انھوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ رپورتاژ نگاری، ڈراما، خودنوشت میں بھی قلم کے جوہر دکھائے لیکن بنیادی طور پر انھیں ایک صاحب اسلوب افسانہ نگار کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ کرشن چندر نے انشائیے بھی لکھے ان کا شمار اردو کے اولین انشائیہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ محمد اویس قرنی نے اپنے تحقیقی مقالے میں ان کی انشائیہ نگاری پر بحث کی ہے۔ اور اردو کے انشائیے میں ان کو اولیت کا تاج پہنایا ہے۔	محمد اویس قرنی۔ کرشن چندر۔ انشائیہ نگاری۔ افسانہ نگاری۔ خودنوشت۔ رپورتاژ نگاری۔ اولین انشائیہ نگاری۔

محمد زبیر خالد	حفیظ ہوشیار پوری کی غزل کا عروضی تجزیہ	۷۸ تا ۸۶	حفیظ ہوشیار پوری کا شمار پاکستان کے معروف اور اہم غزل گو شاعروں میں ہوتا ہے۔ان کی اہمیت اس حوالے سے بھی ہے کہ ان کا شمار حلقۂ ارباب ذوق کے بانیوں میں ہوتا ہے۔وہ ایک بہترین محقق،فلسفہ کے اُستاد،اور تاریخ گوئی کے ماہر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔حفیظ نے اپنی غزلوں کے لیے جن بحروں کا انتخاب کیا ہے اس سے اس بات کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ انھیں بحروں کے انتخاب اور اسے برتنے میں کس قدر سلیقہ حاصل تھا۔زیرِ نظر مقالہ حفیظ کی غزل کا نہ صرف عروضی تجزیہ کرتا ہے بلکہ ان کے فنکارانہ ذہن اور وزن و بحر پہ ان کی مضبوط گرفت کا محاکمہ بھی کرتا ہے۔	محمد زبیر خالد۔ حفیظ ہوشیار پوری۔ اردو غزل۔ عروضی تجزیہ۔ حلقہ ارباب ذوق۔
محمد عباس	لطیف الزماں خاں کی خاکہ نگاری ''ان سے ملیے'' کے آئینے میں	۲۰۰ تا ۲۰۹	خاکہ نگاری اردو ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ مقبولیت کے اعتبار سے بھی بعض دیگر اصناف کی ہم پلہ ہے۔لطیف الزماں خاں کی کتاب ''ان سے ملیے'' بھی ایک ایسی ہی دلچسپ کاوش ہے۔اس مجموعے میں مختلف ادباء اور شعراء کے متعلق سولہ تحریریں شامل ہیں۔مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو لطیف الزماں نے ان شخصیات کی عظمت کے سائے تلے کھڑے ہو کر ان کے بارے میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔محمد عباس نے زیرِ نظر مقالے میں اس کتاب کا کما حقہ جائزہ لیا ہے۔	محمد عباس۔ لطیف الزمان خاں۔ خاکہ نگاری۔ 'ان سے ملیے'۔
مشتاق احمد	پشاور کی چند گمنام ادبی انجمنیں	۱۳۴ تا ۱۳۸	پشاور اور اس کے مضافات میں اردو ادب کے فروغ کے لیے وقتاً فوقتاً ایسی تنظیمیں وجود میں آتی رہی ہیں۔جو تنقیدی نشستوں کے ساتھ ساتھ طرحی وغیر طرحی مشاعرے بھی کراتی تھیں۔ان میں کچھ انجمنوں کا تو اچھا خاصا چرچا رہا لیکن کچھ ایسی انجمنیں بھی ہیں جو گمنام رہیں۔مشتاق احمد کا زیرِ نظر مقالہ انھی گمنام ادبی انجمنوں کے تذکرے پر مشتمل ہے۔	مشتاق احمد۔ پشاور۔ ادبی انجمنیں۔ بزم انیس پشاور۔ بزم اردو۔ انجمن تحفظ اردو۔

معراج الاسلام ضیاء	پشتو زبان میں قرآن مجید کے تفاسیر و تراجم (چھ منتخب تراجم و تفاسیر کا مختصر جائزہ)	۳۹ ٹ ۵۸	قرآن کریم رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت، فلاح اور خیر کا سرچشمہ ہے۔ جو ہر دور اور ہر خطے کے لوگوں کے لیے روشنی اور کامیابی کا معتبر حوالہ ہے۔ قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر میں دنیا بھر کے محدثین اور مفکرین نے اپنی زندگیاں کھپائیں اور یہ سعادت حاصل کی کہ لفظ کے اصل معانی تک رسائی حاصل کر سکیں۔ زیرِ نظر مقالے میں معراج الاسلام ضیاء نے قرآن کریم کے پشتو تراجم و تفاسیر کا خوبصورتی سے تجزیہ کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پشتو زبان دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ اسی وجہ سے ایک ایسی قدیم زبان میں کتاب اللہ کے پشتو تراجم اور تفاسیر کے حوالے سے یہ مقالہ اور بھی اہمیت کا حامل بن جاتا ہے۔	معراج الاسلام ضیاء۔ پشتو زبان۔ تراجم و تفاسیر قرآن۔ پشتو تراجم۔
نثار احمد	قدیم شعراء کے کلام کے لغات۔ وقت کی اہم ضرورت	۸۷ ٹ ۹۲	قدما کی شاعری نہ صرف ہمارے لیے ایک عظیم ادبی سرمایہ ہے بلکہ یہ وہ بنیادی ذریعہ بھی ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنی شاعری میں کروٹیں بدلتے ہوئے اسالیب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت لغوی حوالوں سے بھی ہے۔ اس لیے کہ ان قادر الکلام شعراء نے اپنی شعری کائنات میں زبان کے الفاظ و تراکیب کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ لیکن آج کے قارئین انھیں پڑھتے ہوئے قدم قدم پہ مشکلات سے بھی دوچار ہوتے ہیں۔ اور اس کی بنیادی وجہ اس دور کے انداز اور تلفظ سے عدم واقفیت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہم ان شعراء کا صوتی اور لسانیاتی مطالعہ کریں تو ہمیں اردو زبان کے ارتقاء کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ثقافتی ورثہ تک بھی رسائی حاصل ہوگی۔ زیرِ نظر مقالے میں قدیم شعراء کے کلام کے لغات پر نثار احمد صدیقی نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے کارآمد بحث چھیڑی ہے۔	نثار احمد۔ قدیم شعراء۔ لغت نویسی۔ متروک الفاظ۔ قدیم شاعری۔ فرہنگ۔

نذیر تبسم	سعید احمد اختر کی شاعری کا تجزیہ	٣٥٢ تا ٣٦٣	سعید احمد اختر کا شمار صوبہ سرحد کے سینئر شعراء میں ہوتا ہے۔ سعید احمد اختر کے ہاں عصری شعور کے حوالے سماجی، معاشی، اور معاشرتی رویوں کا اظہار رومانویت کے قالب میں ڈھل کر آیا ہے۔ اگر چہ ان کے ہاں رومانویت کے عناصر حد درجہ بہتات کے ساتھ ہیں تاہم انھوں نے اپنی عصری ذمہ داریوں سے بھی پہلوتہی نہیں برتی۔ نذیر تبسم نے اپنے مقالے میں سعید اختر کے کلام کے محاسن پر بحث کی ہے۔	نذیر تبسم۔ سعید احمد اختر۔ ترقی پسند تحریک۔ رومانویت۔
نصرت جہاں خٹک	مغل شہزادیوں میں ذوقِ ادبی، ایک مطالعہ	٣٣٠ تا ٣٣٩	مغلیہ دور میں شعر و شاعری خوب پروان چڑھی۔ اور نہ صرف امراء، وزراء اور سلاطین نے اس فن میں طبع آزمائی کی بلکہ شہزادیوں نے بھی اس ضمن میں مشق بہم پہنچائی۔ چونکہ اس عہد میں پوری فضاء شعر کے رنگوں میں ڈوبی ہوئی تھی اس لیے اعلیٰ شاعرانہ ذوق مغل شہزادیوں کو گویا ورثہ میں مل گیا تھا۔ زیرِ نظر مقالہ میں نصرت جہاں خٹک نے اس موضوع کو بڑی تفصیل کے ساتھ قلم کے سپرد کیا ہے۔	نصرت جہاں خٹک۔ مغل شہزادیاں۔ ادبی ذوق۔ تعلیم نسواں۔ شاعرات شہزادیاں۔

خیابان: ۱۸ (۲۰۰۸ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اظہار اللہ اظہار	'تم اُداس مت ہونا'۔ ایک فکری جائزہ اور تجزیہ	۲۰۲ تا ۲۱۲	خیبر پختونخوا کی شاعری میں ڈاکٹر نذیر تبسم کی غزل انفرادیت اور اہمیت کی حامل ہے۔ ڈاکٹر نذیر تبسم کی شاعری میں جدید دور کا کرب اور بے چہرگی نمایاں ہے اُن کا بنیادی موضوع محبت ہے لیکن انھوں نے اس انسانی رویے کو نئے زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ بلند قامتی کا احساس اُن کی اپنی ذات اور شخصیت کا اظہار بھی ہے وسیع المشربی اُن کی شاعری کی بنیادی رجحانات میں سے ایک ہے۔ جدید حسیات اور انسانی رویوں کی ترجمانی ''تم اُداس مت ہونا'' میں بڑی خوبصورتی سے ملتی ہے۔ اظہار اللہ نے مدلل انداز سے نذیر تبسم کی شاعری کی نئی کتاب ''تم اُداس مت ہونا'' کا فنی اور فکری جائزہ پیش کیا ہے۔	اظہار اللہ اظہار۔ نذیر تبسم۔ خیبر پختون خوا۔ 'تم اداس مت ہونا'۔
بادشاہ منیر بخاری	میرزا عبدالقادر کی شخصیت و شاعری پر ایک نظر	۳۳۲ تا ۳۴۲	فارسی ادب کے عظیم شاعر و مفکر مرزا عبدالقادر بیدل کی شاعری صرف ہندوستان کی فضاؤں تک محدود نہیں رہی بلکہ اپنے فکری و فنی محاسن کی بدولت دنیا بھر میں ناقدین اور آنے والے شعراء کے لیے ایک معیار اور سند ٹھہر گئی۔ انھوں نے غزل، رباعی، قصائد و قطعات میں مشق بہم پہنچائی۔ اور ہزاروں اشعار کی مثنویاں لکھ کر فارسی ادب کے خزانے کو اعتبار بخشا۔ بادشاہ منیر بخاری نے ان کی فکر، فن اور شخصیت کا مطالعہ بڑے دلنشین پیرائے میں پیش کیا ہے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ میرزا عبدالقادر بیدل۔ فارسی ادب۔ فارسی مثنویاں۔
جاوید بادشاہ	پاکستان میں تخلیقی قلمکاروں کے مسائل (ایک المیہ)	۳۱۴ تا ۳۲۱	تخلیقی قلمکاروں کی کرب و اذیت ایک آفاقی قدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاہم تیسری دنیا کے قلمکاروں کو دہرے عذابوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک طرف قلم کی حرمت کا پاس رکھنے میں دن رات سرگرداں رہتے ہیں دوسری جانب ان کے معاشی مسائل اور معاشرتی پیچیدگیاں ان کو گھیرے رکھتی ہیں۔ بالخصوص پاکستانی ادیبوں کے مسائل پہ نظر دوڑائی جائے تو ہمیں ایک بہت بڑے المیے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جاوید بادشاہ کا مقالہ ان مسائل کا ایک تجزیاتی محاکمہ ہے۔	جاوید بادشاہ۔ تخلیقی قلمکار۔۔ ادیبوں کے معاشی مسائل۔ نفسیاتی مسائل۔ ذہنی تناؤ۔

خواجہ محمد سعید	عصرِ حاضر میں سرسید کے تصورِ تعلیم کی اہمیت	۱ تا ۲۳	سرسید ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے۔ سیاست، ادب، مذہب، سماجی کارکن اور تعلیم کے میدان میں انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے حرکت وعمل کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ عملی حوالے سے دیکھا جائے تو تعلیم ہی ان کا نکتۂ ماسکہ نظر آتا ہے۔ انھوں نے نہ صرف علی گڑھ جیسے تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی بلکہ اس کے ساتھ انھوں نے تعلیمی نظام کے خط وخال متعین کرنے میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ تہذیب الاخلاق کے سلسلے میں لکھے جانے والے مقالات کا سلسلہ صرف اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انھیں اس شعبے سے کتنی دلچسپی تھی بلکہ اسی کے ذریعے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل نکالنا چاہتے تھے۔ انھوں نے تعلیم کو اسلامی اقدار، روایات اور افکار کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی خطوط پہ استوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں خواجہ محمد سعید نے سرسید کے تعلیمی نظریات کا ہنر کے نظریات اور دیو بند مکتبہ فکر کے تعلیمی نظام کے ساتھ موازنہ کر کے نئے حقائق کو دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔	خواجہ محمد سعید۔ سرسید احمد خان۔ برصغیر۔ تعلیمی مشن۔ تہذیب الاخلاق۔
روبینہ شاہین	اردو ناول اور فرقہ واریت	۸۷ تا ۹۸	اصنافِ ادب میں ناول کا زندگی سے بڑا قریبی رشتہ ہوتا ہے۔ ناول پوری جیتی جاگتی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔ اردو ناول نے ہر دور میں ہماری زندگی کے لطیف وشوریدہ سر جذبات اور واقعات کو بہت قریب سے منعکس کیا ہے۔ اور ہماری سیاسی، سماجی اور معاشرتی رجحانات کے خدوخال کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں روبینہ شاہین نے ان ناولوں کا عمدگی سے جائزہ لیا ہے جس میں برصغیر میں ہونے والی فرقہ واریت کی عکاسی کی گئی ہے۔	روبینہ شاہین۔ اردو ناول۔ فرقہ واریت۔ اصنافِ ادب۔ سقوطِ ڈھاکہ۔ تہذیبی تقسیم۔
رابعہ سرفراز	پیامِ مشرق کا مقدمہ	۱۸۳ تا ۱۸۹	''پیامِ مشرق'' کو علامہ اقبالؒ کی فارسی شاعری میں بے پناہ اہمیت حاصل ہے۔ اقبالؒ نے اپنی قوم کو حرکت وعمل کی تعلیم دی ہے۔ اور اپنی قوم کی اخلاقی اور ذہنی تربیت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ''پیامِ مشرق'' سات حصوں پر مشتمل ہے۔ جن میں اقبالؒ کا اہم مقدمہ بھی شامل ہے۔ رابعہ سرفراز نے ''پیامِ مشرق'' کے مقدمہ پہ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور مقدمہ کی روشنی میں فارسی اور جرمن شعراء کے ساتھ ایک مختصر سا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔	رابعہ سرفراز۔ پیامِ مشرق۔ علامہ اقبال۔ گوئٹے۔ حافظ۔

زبیدہ ذوالفقار	انورخواجہ کا فنی افسانہ نگاری (تنقیدی جائزہ)	٢٢٠ تا ٢٣٥	انور خواجہ اُردو افسانے میں ایک منفرد اسلوب کے مالک ہیں۔ان کا شمار اردو کے ذہین ترین افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔انور خواجہ کے افسانوں میں فطرت اپنی تمام تر خوبصورتیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔زیرِ نظر مقالے میں زبیدہ ذوالفقار نے ان کے افسانوی مجموعوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے فن اور فکر کا محاکمہ کیا ہے۔	زبیدہ ذوالفقار۔ انوارخواجہ۔ افسانہ نگاری۔ زندگی اورادب۔
سلمان علی	منٹو کی افسانوی ہنرکاری۔۔ آغاز سے ۱۹۴۷ء تک	٧٣ تا ٨٦	سعادت حسن منٹو کا تعلق افسانے کے عہدِ زریں سے ہے۔وہ ایک بے باک اور جرات مند لکھاری تھے۔سلمان علی نے زیرِ نظر مقالے میں منٹو کے منتخب افسانوں کو زیرِ بحث لاتے ہوئے ان کی افسانوی ہنرکاری کا خوبصورت انداز سے تجزیہ کیا ہے۔	سلمان علی۔ سعادت حسن منٹو۔ افسانے کا عہدِ زریں۔ حقیقت نگاری۔
سونیا بشیر	ڈاکٹر پروین عظیم کے افسانوں کا تحقیقی وتخلیقی جائزہ	٣٢٢ تا ٣٣١	ڈاکٹر پروین عظیم بیسویں صدی کی آخری چوتھائی کی ایک نمائندہ افسانہ نگار بن کر اُبھریں۔پروین نے اپنے تاریخی شعور اور سیاسی و سماجی سمجھ بوجھ کی روشنی میں حالات وواقعات کو دیکھا پرکھا اور سوچا اور پھر اسے افسانے کی شکل دی۔زیرِ نظر مقالے میں سونیا بشیر نے ان کے افسانوں کے پسِ پردہ محرکات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	سونیا بشیر۔ ڈاکٹر پروین عظیم۔ تاریخی شعور۔ افسانہ نگار۔ جنگِ عظیم۔ نسائی موضوعات۔
سہیل احمد	منٹو کے نظامِ فکر کا تجزیہ ..... اس کے چند کرداروں کی روشنی میں	١١٣ تا ١١٩	منٹو کے بغیر افسانے کی تاریخ ادھوری رہتی ہے۔انھوں نے اپنے ادبی سفر کے دوران کئی ناقابلِ فراموش کردار تخلیق کیے۔انھوں نے ان کرداروں کو زندگی کے نہاں خانوں میں اُتر کر باہر نکالا ہے۔زیرِ نظر مضمون میں منٹو کے چند کرداروں کی روشنی میں ان کے نظامِ فکر کا مربوط میں تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	سہیل احمد۔ سعادت حسن منٹو۔ افسانے کی تاریخ۔ فحش نگاری۔ انسانی نفسیات۔
سید شبیر	شامِ اودھ کی کرداروں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	٦٣ تا ٧٢	''شامِ اودھ'' احسن فاروقی کے مشہور ناولوں میں سے ایک ہے۔ جس میں انھوں نے لکھنئو کی سماجی اور ثقافتی زندگی کی عکاسی کی ہے۔ اردو ناول نگاری کی تاریخ میں پنڈت رتن ناتھ سرشار اور مرزا ہادی رسوا نے اپنے ناولوں میں لکھنوی معاشرت کی خصوصی عکاسی کی ہے۔ لیکن ان کے مقابلے میں احسن فاروقی نے لکھنئو کی کھوکھلی تہذیب کا مطالعہ بڑے خوبصورت انداز میں کیا ہے۔زیرِ نظر مضمون میں سید شبیر نے اس ناول کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔اور اس کے کرداروں کی زبان، مکالموں اور کہانی پر فنی حوالوں سے سیر حاصل بحث کی ہے۔	سید شبیر۔ 'شامِ اودھ'۔ احسن فاروقی۔ اردو ناول۔ لکھنئو۔ رتن ناتھ سرشار۔ مرزا ہادی رسوا۔ کھوکھلی تہذیب۔

سید عامر سہیل	اردو شاعری میں علامت نگاری۔۔۔ تحقیقی مطالعہ (مجید امجد کی شاعری کے تناظر میں)	۲۸۵ تا ۳۰۲	بیسویں صدی شعر و ادب سمیت زندگی کے ہر شعبہ میں تبدیلی اور تجربات کی صدی تھی۔ ادب میں یہ تبدیلیاں نت نئی علامتوں اور تحریکوں کی صورت میں دکھائی دیں۔ شعراء نے پرانے فکری لبادوں کو چاک کر کے لفظ کو نئے معنوی پیرایوں سے آراستہ کرنے کی کوشش کی۔ مجید امجد کی شاعری بھی انھی رموز و علائم سے اثر لیتی نظر آتی ہے۔ سید عامر سہیل نے مجید امجد کی شاعری کے تناظر میں اردو شاعری میں علامت نگاری کو زیر بحث لا کے اپنا تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔	سید عامر سہیل۔ اردو شاعری۔ علامت نگاری۔ بیسویں صدی۔ مجید امجد۔
شاہ سعید	میر ولی اللہ، بطور ماہر اقبالیات	۵۶ تا ۶۴	میر ولی اللہ اقبالیات کے ماہرین میں سے ایک تھے۔ وہ اقبالؒ کے مدرس بھی تھے۔ جس سے ان کی اقبال شناسی کے حوالے سے ایک رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ علامہ اقبالؒ اور میر ولی اللہ دونوں کی تحریروں میں اسلام کی تڑپ پائی جاتی ہے۔ وہ اقبالؒ کی شاعری کی روح میں اُترنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبالؒ ان کی روح کی ایک آواز تھے۔ انھوں نے اسلامی حوالوں سے اقبالؒ کی شاعری کی تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا تھا۔ زیر نظر مقالہ میں شاہ سعید نے ان دونوں شخصیتوں کی ذہنی مماثلتوں کا کامیاب تجزیہ پیش کیا ہے۔ اور اقبالؒ شناسی کے حوالے میر ولی اللہ کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔	شاہ سعید۔ میر ولی اللہ۔ ماہر اقبالیات۔ اقبال شناسی۔ رومی کا اثر۔ مرد قلندر۔
شفقت جہاں	بلبل شیراز (حافظؒ) کی شاعرانہ سحر انگیزی	۲۶۳ تا ۲۷۴	حافظ شیرازی کو ''لسان الغیب'' اور ''ترجمان الاسرار'' کے القابات سے نوازا گیا۔ حافظ کی غزلیات تصوف و عرفان کے اس انداز سے مظہر ہیں کہ اگر انھیں فصاحت و بلاغت کے اصول و مبادی کو مدنظر رکھ کے دیکھا جائے تو میٹھے اور مدھر الفاظ کا ایک گلستان نظر آتا ہے۔ حافظؒ کے کلام کو ان کے فکری آہنگ کے ساتھ صنائع و بدائع نے اوج کمال تک پہنچایا۔ شفقت جہاں نے اپنے تحقیقی مقالے میں ان کی شخصیت اور شاعرانہ سحر انگیزی کا دلنشین انداز میں محاکمہ کیا ہے۔	شفقت جہاں۔ بلبل شیراز۔ حافظ شیرازی۔ لسان الغیب۔ ترجمان الاسرار۔ کلام حافظ۔

عبداللہ جان عابد	پشتو ادب کے جدید رجحانات	۹۹ تا ۱۱۳	ادب میں جدید رجحانات کی بحث اپنے اندر خاصا پھیلاؤ رکھتی ہے۔ ہر دور کے اپنے رجحانات ہوتے ہیں۔ جو متعلقہ دور کے جدید رجحانات سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے دور کے یہی جدید رجحانات اگلے دور میں تقلید اور قدامت کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں۔ اور اس سے جدید تر رجحانات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں جدیدیت یا جدت پسندی کی اصطلاح پر خصوصیت سے گفتگو کی گئی ہے۔ اور بالخصوص پشتو ادب میں جدید رجحانات کے حوالے سے اس اصطلاح پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	عبداللہ جان عابد۔ پشتو ادب۔ جدید اور جدیدیت۔ ۱۸۵۷ء۔ کلاسیکی رویے۔ جدید رجحانات۔
عصمت درانی	پاکستانی فارسی غزل میں سماجی مسائل کا بیان	۱۹۰ تا ۲۰۱	کسی زمانے میں غزل کو محض حدیثِ عشق سمجھا جاتا تھا لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ محض گل و بلبل کی کہانی نہیں بلکہ زندگی کا آئینہ ہے۔ غزل فارسی شاعری کی جان ہے۔ پاکستان اس لحاظ سے دنیا کے ان خوش قسمت خطوں میں سے ایک ہے۔ جہاں فارسی غزل کی آبیاری ہوئی۔ زیرِ نظر مقالے میں عصمت درانی نے فارسی غزل کی مختصر تاریخ کے ساتھ پاکستان میں تخلیق کی گئی فارسی غزل کا کما حقہٗ جائزہ پیش کیا ہے۔	عصمت درانی۔ پاکستانی فارسی غزل۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ۔ غالب اور جدت۔ اقبال کی غزل۔
عقیلہ جاوید	بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں اردو ناول کے موضوعات و رجحانات	۱۵۴ تا ۱۶۴	افسانوی ادب پہ بات کرتے ہوئے ناول کے بغیر بات ادھوری رہتی ہے۔ اردو ادب میں پاکستانی ناول اپنا ایک الگ مزاج اور اپنی ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ ہمارے تقریباً تمام سماجی اور سیاسی تبدیلیاں اس صنف میں بھرپور انداز سے جلوہ گر ہوئی ہیں۔ بیسویں صدی کی آخری دو دہائیاں اس حوالے سے اہمیت کی حامل ہیں کہ ان دہائیوں میں ادب میں نئے رجحانات کو بڑھاوا ملا۔ اسی (۸۰) کے عشرے میں یہاں انتہا پسندی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ جب جمہوری قوتوں کو کچل دیا گیا تو اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تغیرات کا اثر اردو ناول پر بھی پڑا اور ہمارے ناول نے نئی کروٹ بدلی۔ زیرِ نظر مقالے میں عقیلہ جاوید نے انھی موضوعات و رجحانات پر بحث کی ہے۔	عقیلہ جاوید۔ بیسویں صدی۔ اردو ناول۔ ۸۰ کا عشرہ۔ انتہا پسندی۔ تمثیلی انداز۔
عنبرین تبسم شاکر	شرق شناسی کیا ہے	۲۳۶ تا ۲۴۶	شرق شناسی ایک تصور ہے۔ جس کی اپنی ایک تاریخ، فکری روایات، مناظر اور ذخیرۂ الفاظ ہیں اور اسی کی بنیاد پر شرق شناسی مغرب سے ہٹ کر ایک الگ وجود کی حامل ٹھہرتی ہے۔ گویا یہ ایک مخصوص خطے کی تہذیب، رسم و رواج اور زبان و معاشرت کا مطالعہ ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں عنبرین تبسم نے بڑے خوبصورت پیرائے میں اس موضوع کا تجزیہ کیا ہے۔	عنبرین تبسم شاکر۔ شرق شناسی۔

غلام ناصر مروت	''عیاروں کا تعارف' تاریخ کے آئینے میں	۱۶۵ تا ۱۷۴	عام طور پر تو عیار کا لفظ چالاکی، مکاری، اور فریب کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن لغت کے اعتبار سے اس لفظ کے معنی میں بدی کا پہلو نہیں نکلتا۔ بلکہ اس سے تیز طبع، چست اور مستعد انسان مراد ہوتا ہے۔ مثلاً اردو میں ایک مقبول داستانوی کردار ''عمرو عیار'' کے روپ میں ''رسم عیاری'' کو لافانی بنایا گیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں غلام ناصر مروت نے اس دلچسپ بحث کو تاریخ کے آئینے میں دیکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔	شرق شناسی۔ برطانوی حکومت۔ مغربی ملوکیت۔ غلام ناصر مروت۔
محسن نقوی	دبستانِ لکھنو کا آخری نمائندہ شاعر	۱۲۸ تا ۱۵۳	بیسویں صدی سائنسی ترقی کے حوالے سے ایک انقلابی صدی تھی جس میں انقلابی خیالات و نظریات کو فروغ حاصل ہوا۔ لکھنو کی زندگی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ بڑھتے ہوئے سماجی انقلاب نے لکھنو کی شاعری کو بھی متاثر کیا۔ زیرِ نظر مقالے میں برصغیر کے مشہور شاعر سید آل رضا کی شاعری اور بالخصوص ان کے مرثیے کا محسن نقوی نے مبسوط انداز میں تجزیہ پیش کیا ہے۔	'عیاروں کا تعارف'۔ عمرو عیار۔ رسم عیاری۔ محسن نقوی۔
محمد آصف	اسلام اور مغرب کے مابین مکالمے کی صورت سرسیدؒ اور اقبالؒ کے حوالے سے	۲۴۷ تا ۲۶۲	علامہ اقبالؒ اور سرسید دونوں نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ مغربی تہذیب سے خوفزدہ یا مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کی اپنی روایات اقدار ہی ان کا نشانِ منزل ہے۔ سرسیدؒ اور اقبالؒ دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان ایک مفاہمتی پل بنانے کے حق میں تھے۔ تاکہ برصغیر میں رواداری کی فضا کو فروغ ملے۔ اور اس طریقے سے دونوں قومیں ایک دوسرے کی مثبت روایات سے مستفید ہوں۔ محمد آصف نے اس مکالمے کی راہ ہموار کرنے کی کوششوں کا احاطہ اپنے مقالے میں کیا ہے۔	محمد آصف۔ دبستانِ لکھنو۔ بیسویں صدی۔ سائنسی ترقی۔ سید آل رضا۔
محمد وارث	فیض کا سفرنامہ کیوبا	۲۱۳ تا ۲۱۹	دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کی طرح اردو میں بھی کئی ایسے قلمکار پیدا ہوئے جنھوں نے نظم و نثر دونوں میدانوں میں کمال حاصل کیا۔ فیض نا صرف ترقی پسند تحریک کے روحِ رواں تھے بلکہ ایک بہت بڑے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نثر نگار بھی تھے۔ نثر میں انھوں نے کم لکھا لیکن جو کچھ لکھا خوب لکھا۔ زیرِ نظر مقالہ میں محمد وارث نے فیض کے سفرنامہ ''کیوبا'' کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	محمد وارث۔ سرسید۔ اقبال۔ صلیبی جنگیں۔ تہذیبی کشمکش۔ روایت پرستی۔ جدیدیت اور مغرب۔

مزمل حسین	علم بدیع ۔۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۳۰۳ تا ۳۱۳	علم بدیع اصطلاح میں فصیح و بلیغ کلام کو مختلف لفظی یا معنوی خوبیوں سے آراستہ کرنے کا علم ہے۔ وہ خوبیاں جو کلام کی زینت اور آراستگی کا موجب ہوں انھیں ''محسنات'' یا صنائع و بدائع کہتے ہیں ۔مزمل حسین خان نے اپنے تحقیقی مقالے میں علم بدیع کی محسنات کا بخوبی تجزیہ کیا ہے۔	مزمل حسین۔ علم بدیع۔ عربی زبان۔ صنائع بدائع۔ محسنات۔
مسرت خان زاہدی	اردو کے بارے میں ڈاکٹر عطش درانی کے مخصوص نظریات	۴۳ تا ۵۵	اردو زبان و ادب کی ہمہ گیریت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ برصغیر کے اکثر علاقے اس کی جنم بھومی کے دعویدار نظر آتے ہیں ۔جس کے نتیجے میں طرح طرح کی متضاد آراء سامنے آتی رہتی ہیں ۔ڈاکٹر عطش درانی اردو کو مغلیہ دور میں تہذیبی سطح پہ وجود میں آنے والی زبان کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اسے کسی لوک بولی سے پروان چڑھی ہوئی کسی خاص علاقے کی زبان سمجھنا غلطی ہے۔ یہ تہذیب کی پیداوار زبان ہے۔ڈاکٹر عطش درانی ملک کے ممتاز دانشور ہیں وہ اپنی بات دلائل کے ذریعے سے آگے بڑھاتے ہیں ۔مقالہ نگار عطش درانی کے لسانیاتی کام کا احاطہ بڑے خوبصورت انداز میں کرتا ہے۔	مسرت خان زاہدی۔ ڈاکٹر عطش درانی۔ لسانیات۔ مغلیہ دور۔ اصطلاح سازی۔
نذیر تبسم	جوہر میر کی شاعری کا تجزیہ	۲۷۵ تا ۲۸۴	جوہر میر کا شمار پاکستان کے ان شعراء میں ہوتا ہے جنھوں نے دیارِ غیر میں رہتے ہوئے ترقی پسند افکار کو اپنا مرکز و محور بنائے رکھا۔ اور وطنِ عزیز میں جبر کی فضاء سے جنم لینے والے گھٹن کے خلاف آواز بلند کی ۔ جوہر میرؔ کی شاعری تجربے اور مشاہدے کے امتزاج کے ساتھ ایک حساس دل کی ترجمانی کرتی ہے۔نذیر تبسم کا زیر نظر مقالہ ان کی شاعری کے سیاسی اور سماجی پس منظر کے گرد گھومتا ہے۔	نذیر تبسم۔ جوہر میر۔ پاکستانی شعراء۔ ترقی پسند افکار۔
نصرت جہاں خٹک	معمارانِ اقوام شرق (علی شریعتی اور اقبالؒ)	۱۲۰ تا ۱۲۷	ڈاکٹر علی شریعتی ایران کے ایک بلند پایہ اور روشن خیال دانشور تھے۔ علی شریعتی عظیم فلسفی اور مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ کردار کے بھی غازی تھے۔وہ شہنشاہ ایران کے خلاف مزاحمتی تحریک کی علامت بن گئے ۔ انھوں نے اسلامی انقلاب کے لیے راستہ ہموار کیا۔ وہ اقبالؒ کے افکار سے بہت متاثر تھے۔زیر نظر مقالے میں نصرت جہاں خٹک نے علی شریعتی اور اقبالؒ کے اس تعلق کو سامنے رکھتے ہوئے ایرانی ادبیات میں علی شریعتی کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی خوبصورت اور مربوط کوشش کی ہے۔	نصرت جہاں خٹک ۔ مزاحمتی تحریک۔ علی شریعتی ۔ ایران ۔ اقبال۔ ایرانی شعراء۔

یوسف خٹک	اقبال سفیر انسانیت	۱۷۵ تا ۱۸۲	مشرق میں علامہ اقبالؒ کو امتِ مسلمہ اور پاکستان کا قومی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔لیکن ان کی شاعری اور نثری تحریروں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانیت، امتِ مسلمہ اور مشرقیت اقبال کی مختلف منزلیں ہیں۔ جب کہ اس کی آخری منزل تمام رنگ و نسل اور علاقائی وجغرافیائی حد بندیوں سے بالاتر ہے اور وہ منزل سفیر انسانیت کی ہے۔زیرِ نظر مقالے میں محمد یوسف خٹک نے بڑی خوش اسلوبی سے ان مباحث کا تجزیہ کیا ہے۔	یوسف خٹک۔ اقبال۔ اشتراکیت۔ سفیر انسانیت۔

خیابان: ۱۹ (۲۰۰۸ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اظہاراللہ اظہار	سخن تراش مرزا رفیع سوؔدا کی غزل۔ایک تجزیہ	۱۷۸ تا ۱۸۹	سوؔدا کا نام اردو شاعری میں قصیدے کے حوالے سے مرکزی اہمیت کا حامل ہے۔انہوں نے نہ صرف قصیدہ کو اردو کی ایک جاندار صنف بنانے کی ایک کامیاب کوشش کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ اردو غزل کے قدآور شاعر بھی ہیں۔ ہماری تنقیدی روایت میں سوؔدا کو ایک قصیدہ کو شاعر کہہ کے ان کی غزل کو ثانوی اہمیت دی جاتی ہے۔لیکن اتنے بڑے شاعر کے متعلق ہمارا یہ رویہ افسوس ناک ہے اور یہ انکی غزل کے ساتھ صریحاً ناانصافی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ان کی تخلیقی توانائیوں سے غزل کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔اور اس دور کی ''میریت'' میں سودا کی ''سودائیت'' ہمیں ایک نئے ذائقے سے روشناس کرتی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں مدلانہ انداز سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کا زوردار اور پُر وقار لب ولہجہ نا صرف اس دور کی شعری روایت میں اہم اضافہ تھا بلکہ ان کے منفرد لہجے کے اثرات جدید غزل میں بھی برابر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ان کی زبان میں روزمرہ اور محاورہ کا توانا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔اور ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں قصیدے کا پُر تصنع اور پُر شکوہ اسلوب تو نہیں لیکن ان کی بازگشت ضرور سنائی دیتی ہے۔تحقیقی مقالہ ان تمام نکات کا احاطہ بڑے جامع انداز سے کرتا ہے۔	اظہاراللہ اظہار۔ مرزا رفیع سودا۔ سودا کی غزل۔ سودائیت۔ قصیدہ گوئی۔ سودا کی غزل۔

الیاس میراں پوری	اردو نظم روایت سے بغاوت تک	۶۸ تا ۸۰	اردو نظم نے آغاز سے لے کر اب تک موضوعاتی، اسلوبیاتی، اور ہیئتی حوالوں سے کئی کروٹیں بدلی ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی نظم کی روایت، انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد بدلتی ہوئی نئی زندگی کے تناظر میں انجمن پنجاب کے زیر اثر جدید اثرات قبول کرنے کے بعد حالی، اور پھر مزید یہ کہ اقبالؔ اور چکبستؔ نے اردو نظم میں نئی روایت کا آغاز کیا۔ اور اس کے نئے امکانات سامنے آئے۔ اس کے بعد جوشؔ نے نظم میں انقلاب کا پرچار کرنے کی کوشش کی۔ ترقی پسند تحریک نے اردو نظم کو ایک نئے ذائقے سے روشناس کرایا۔ فیضؔ نے اردو نظم میں ایک الگ ڈکشن کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ حلقۂ ارباب ذوق، خاص طور پر میراجی اور ن۔ م راشد نے نظم کی ہئیت اور علامات و تراکیب کے استعمال میں جدت کا مظاہرہ کیا۔ اور معنوی حوالوں سے جنسی ناآسودگی، خوف، حساسیت، اخلاقی قدروں اور روایات سے بغاوت، تنہائی اور جدید دور میں انسان کی ناقدری کا نوحہ جیسے موضوعات نظم کی روایت میں نیا اضافہ تھے۔ یہ تحقیقی مقالہ اردو نظم کی روایت میں ان محسوس و غیر محسوس، شعوری، نیم شعوری اور لاشعوری ہیئتی اور موضوعاتی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتا ہے۔	الیاس میراں پوری۔ اردو نظم۔ انجمن پنجاب۔ مسدس حالی۔ مقصدیت۔ ترقی پسند تحریک۔ حلقہ ارباب ذوق۔ ن م راشد۔

بادشاہ منیر بخاری	تاریخ ادب اُردو جلد اول (جمیل جالبی) میں پیش کردہ لسانی نظریات کا تحقیقی جائزہ	۲۳۳ تا ۲۴۲	اردو زبان کی ابتداء سے متعلق نظریات میں تحقیقی حوالوں سے تشنگی کی ایک کیفیت کا سامنا ہوتا ہے۔یوں بھی زبانوں سے متعلق یہ فیصلہ کرکوئی زبان کب اور کیسے وجود میں آئی انتہائی نازک ہوتا ہے۔فاضل مقالہ نگار کے خیال میں اردو زبان کے بارے میں زیادہ تر نظریات ثقہ ادیبوں نے پیش کیے ہیں جن کی لسانیاتی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے، ان نظریات میں زیادہ تر تاثراتی اوراختراعی رجحان ملتا ہے جس سے اردو زبان کی حقیقت اوراس کے لسانی ڈھانچہ اورترتیب کا ادراک نہیں ہوتا اوران نظریات کی وجہ سے اردو زبان کے متعلق غلط سلط مفروضات کی بھرمار ہوگئی ہے۔جمیل جالبی صاحب کا نام بھی ان ناموں میں سے ہے جنھوں نے اس دوڑ میں اپنی انفرادیت دکھانے کی کوشش کی ہے۔فاضل مقالہ نگار نے منطقی اور مدلل انداز سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جالبی صاحب نے تاریخ ادب اردو جلد اول میں شامل تاریخی نظریات کی جانچ پرکھ،تنقید اور محاکمہ کے ذریعے کسی ایک نظریہ کے ساتھ متفق ہونے یا کوئی نیانظریہ پیش کرنے کا رجحان دیکھنے کونہیں ملتا۔صرف پہلے سے پیش کردہ اور باہم دگر متضادنظریات کو یکجا کر کے پڑھنے والوں کواُلجھایا گیا ہے۔اردو زبان وادب کے حوالے سے لکھی گئی اس جامع تاریخ میں اردو کے آغاز وارتقاء کے متعلق جو مواد شامل کیا گیا ہے وہ تحقیق کے اصولوں کے مطابق بھی نہیں ہے۔فاضل مقالہ نگار کے خیال میں اس حوالے سے تحقیقی کام ہونا چاہیے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ تاریخ ادب اردو۔ ڈاکٹرجمیل جالبی۔ اردو زبان کی ابتدا۔ اردو کی لسانی حیثیت۔ پنجاب میں اردو۔

پروفیسر مجاہدہ	کلاسک اور کلاسیکیت کی بنیاد	۲۹۴ تا ۳۰۸	اس مقالے میں پروفیسر مجاہدہ نے تنقید میں استعمال ہونے والی اہم اصطلاحات کلاسک اور کلاسیک کے متعلق تفصیل سے بحث کی ہے۔ کلاسک اور کلاسیک کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس کے نتیجے میں ان اصطلاحات کی تعریف متعین کرنے میں مقالہ نگار کی کوشش قابل تعریف ہے۔ اس ضمن میں مشرق ومغرب کے ناقدین اور محققین کی گئی تعریفات بھی جمع کی گئی ہیں۔ کلاسیک میں رومانیت کے برعکس تنظیم، روایت کی حد درجہ پاسداری، اور موضوعاتی حوالے سے کسی حد تک مخصوص موضوعات کی کارفرمائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ کلاسیک میں فکری حوالے سے ایک آفاقی روح موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت پائی جاتی ہے۔ تناسب، نفاست، لطافت، اعتدال کے عناصر ل کے کسی فن پارے کو کلاسیکی بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ کلاسیک کا رشتہ کسی کلچر کی پختگی کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ کسی زبان کا ادب کس وقت کلاسیک بنتا ہے مقالہ اس حوالے سے سیر حاصل بحث کرتا ہے۔	پروفیسر مجاہدہ۔ کلاسک۔ کلاسیکیت۔ روایت۔
خواجہ محمد سعید	سرسیدؒ احمد خان اور علامہ اقبالؒ کے ذہنی خدوخال	۳۰۹ تا ۳۲۷	زیر نظر مقالے میں خواجہ محمد سعید نے ہندوستان کی تاریخ میں دو اہم اور تاریخ ساز مفکرین کے نظریات کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ سرسید کی اسلامی طرز فکر اگر کسی حد تک عدم توازن کا شکار تھی تو اقبال کے ہاں اسلامی فکر کی ایک متوازن تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔ مقالے میں بڑی تفصیل کے ساتھ سرسید کے مذہبی افکار اور عملی طور پر اپنے مشن کے لیے دی جانے والی قربانیوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح اقبال کے فلسفہ خودی اور ان کے مختلف نظریات کا جائزہ ان کے اشعار کے حوالے سے لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان دو عظیم مفکرین میں اسلام کے حوالے سے مماثلتوں اور اختلافات پر بھی یہ مقالہ تفصیل کے ساتھ بات کرتا ہے۔	خواجہ محمد سعید۔ سرسید احمد خان۔ علامہ اقبال۔ انیسویں صدی۔ روشن خیالی۔ مذہبی جمود۔

زبیدہ ذوالفقار	مجموعہ ''بریدہ بدن'' کا فنی وفکری جائزہ	۲۱۱ تا ۲۲۲	زیر نظر مقالے میں انور خواجہ کے تیسرے افسانوی مجموعے ''بریدہ بدن'' کا فنی اور فکری جائزہ لیا گیا ہے۔ آٹھ افسانوں پر مشتمل یہ افسانوی مجموعہ سرحد کے افسانے میں ہوا کے ایک تازہ جھونکے کی مانند ہے۔ان افسانوں کو اردو افسانے میں ایک حوالے سے نیا تجربہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ سارے کے سارے افسانوں کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ یہ دوران سفر حاصل ہونے والے تجربات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی کہانیاں ہیں ۔اس قسم کا تجربہ سمرسٹ ماہم نے بھی انگریزی افسانے میں کیا ہے۔ انور خواجہ کے افسانوں میں جنسی موضوعات ہمیں منٹو کی یاد دلاتے ہیں ۔لیکن فرق صرف یہ ہے کہ ان افسانوں میں اکثریت کے کردار مقامی نہیں ہیں ۔ مقالہ ان افسانوں کا فنی، تکنیکی اور موضوعاتی احاطہ خوبصورت انداز میں کرتا ہے۔	زبیدہ ذوالفقار۔ ''بریدہ بدن''۔ صوبہ سرحد۔ سمرسٹ ماہم۔ انوار خواجہ۔
سید عامر سہیل	پیکرتراشی ۔۔ایک تعارف	۲۶۰ تا ۲۶۶	یہ مقالہ امیجری اور اس کی مختلف صورتوں سے متعلق چند بنیادی باتوں سے بحث کرتا ہے۔ مقالہ نگار پیکرتراشی کی مختلف تعریفوں کا حوالہ دیتا ہے۔اس کے خیال میں یہ اصطلاح نفسیات سے ادب میں در آئی ہے۔محاکات کا کمال یہ ہوتا ہے کہ مجردات اور کیفیات کو بھی ایک ایسا پیکر مہیا کرتا ہے کہ ہمارے خیال کی سکرین پہ یہ جیتی جاگتی ہستیاں بن جاتی ہیں ۔فاضل مقالہ نگار نے مشرق ومغرب کے محققین اور نقادان ادب تک رسائی حاصل کی ہے اور ان کی روشنی میں اپنی بات آگے بڑھائی ہے۔اور بتایا ہے کہ پیکرتراشی ان مناظر کی بھی کی جاتی ہے جس میں حواس کے ذریعے سے محسوس کیے جانے والے مناظر سامنے آ جائیں اور ماورائے واقعیت صورتحال کی بھی ۔مقالہ اس بات پہ زور ڈالنے کی کوشش کرتا ہے کہ زیادہ تر پیکروں میں بصری لمس محسوس ہوتا ہے۔اس اہم اصطلاح کے متعلق زیر نظر مقالہ کئی پیچیدہ عقدوں کو حل کرتا ہوا نظر آتا ہے۔	سید عامر سہیل۔ امیجری۔ پیکرتراشی۔ نفسیات۔ بصری لمس۔

سید محمد ذوالکفل بخاری	اردو اور دنیا کی بڑی زبانوں کی شماریات کے براہِ راست حوالے	۲۴۳ تا ۲۵۹	کچھ چیزیں مسلمات ہوتی ہیں جن میں چوں و چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن بعض چلتی ہوئی باتیں بے دلیل مشہور ہو جاتی ہیں، جن کے لیے کوئی مسلمہ اصول نہیں ہوتا۔ مثلاً یہ کہ اُردو دنیا کی دوسری بڑی زبان ہے۔ جس پہ تحقیق کی ضرورت ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مختلف معیارات کے پیشِ نظر جدولوں اور دلائل کی مدد سے اس قسم کے دعوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ امریکہ کے ادارے سی۔آئی۔اے ایک سروے کے مطابق اردو کو پاکستان میں صرف آٹھ فیصد بتایا گیا ہے۔ لسانی تفاخر، نسلی عنادیا سیاسی مقاصد کے لیے کی جانے والی ان بے بنیاد شماریات کا مدلل تجزیہ اس مقالہ کا بنیادی موضوع ہے۔	سید محمد ذوالکفل بخاری۔ اردو زبان۔ شماریات۔ دنیا کی دوسری۔ بڑی زبان۔ لسانی تفاخر۔
شگفتہ حسین	رفیق غزنوی۔۔۔ منٹو کا ایک کردار	۲۶۷ تا ۲۷۶	زیرِ نظر مقالے میں منٹو کے ایک خاکے کے کردار رفیق غزنوی کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے خاکے کی روشنی میں اس کی منٹو کی کھینچی ہوئی تصویر کو سامنے رکھا ہے۔ یہ کردار منٹو کے مخصوص جنسی مسائل کے ساتھ ہمارے سامنے آتا ہے۔ یہ کردار لاہور کی ساری طوائفوں کو جانتا ہے۔ اور بقول منٹو وہ اسے ازل سے جانتے ہیں۔ یہ کردار طوائف، گھوڑا، ریس اور شراب کا رسیا ہے اور اس حوالے نفسیاتی ابنارملٹی کی ایک مکمل تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ شریف عورتوں کے ساتھ اسے جنس میں مزا نہیں آتا۔ دلی کے ایک معزز خاندان کی لڑکی سے بھی وہ اس کی شرافت سے کی وجہ بہت جلد اکتا جاتا ہے۔ اس کردار میں منٹو کی تمام کردار گویا سمٹے ہوئے انداز میں موجود ہیں۔ اس کردار کی نفسیاتی تحلیل کرنے میں مقالہ نگار نے کمال ہوشیاری کا ثبوت دیا ہے۔	شگفتہ حسین۔ رفیق غزنوی۔ سعادت حسن منٹو۔ نفسیاتی تجزیہ۔ منٹو کا ہمزاد۔ خاکہ نگاری۔

عابد سیال	اقبالؔ کی غزل؛ خصوصیات و امتیازات	۱۹۰ تا ۲۱۰	اقبالیات اردو ادب میں ایک مستقل اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اقبالؔ کی غزل کے عظیم اسلوب پہ اردو شاعری کے تناظر میں بات کی ہے۔ اس کا نکتہ ماسکہ اقبال کی غزل کے اسلوب پہ تکنیکی حوالے سے تجزیاتی مطالعہ کیا ہے اور ردیف و قوافی کے استعمال سے مناسب مثالیں دے کے اپنی بات آگے بڑھائی ہے۔ اقبال کی غزل کی عظمت کا تعین غزل کی پوری روایت سامنے رکھ کے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ موضوعاتی حوالے سے بھی اقبال کی غزل کی عظمت اجاگر کی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ اقبالؔ نے عشق و عاشقی اور ہجر و فراق کی فرسودہ داستانوں کے برعکس اپنے لیے جن موضوعات کا انتخاب کیا وہ زندگی کے حقیقی مسائل کی نشاندہی اور ترجمانی کر رہا تھا۔ ان کے موضوعات کی ندرت اور تنوع ان کی غزل کو ایک نئے ذائقے سے روشناس کرا رہی ہے۔ اقبال کی غزل میں جو علمیت اور فلسفیانہ طرز اظہار موجود ہے وہ بہت کم شاعروں کے حصے میں آتا ہے۔ اس حوالے یہ تحقیقی مقالہ اقبالیات کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے۔	عابد سیال۔ علامہ اقبال اقبالیات۔ اقبال کی غزل۔
سید شیر	ڈاکٹر آفتاب احمد کے غیر مطبوعہ مضامین کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ	۳۵۷ تا ۳۶۲	زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر آفتاب احمد کے ان مضامین کا تجزیہ کیا گیا ہے جو ان کے کسی بھی مجموعے میں نہیں چھپے۔ ''اختر شیرانی''، ''فیض اور غالب''، ''روایات اور نئی پود''، ''مشتاق احمد یوسفی۔ آپ کم کے آئینے میں''، اور ''پروین شاکر''، شامل ہیں۔ زیر نظر مقالے میں سید شیر نے ان مضامین کا محاکمہ بھرپور انداز سے کیا ہے۔ جس سے آفتاب احمد کے ان مضامین کے متعلق پڑھنے والوں کے ذہن میں ایک خاکہ بیٹھ جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ غالبؔ، فیضؔ، مشتاق احمد یوسفی، پروینؔ شاکر کی شاعری کے کچھ نئے پہلو بھی ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کے کامل ادبی شعور کو اہل ادب کے سامنے اجاگر کرنے میں یہ مضامین ہمارے معاون بن سکتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ مقالہ ایک حوالے کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔	سید شیر۔ ڈاکٹر آفتاب احمد۔ 'فیض اور غالب'۔ 'روایت اور نئی پود'۔ 'مشتاق احمد یوسفی'۔ 'آپ کم کے آئینے میں' پروین شاکر غیر مطبوعہ مضامین

عظمت رباب	تدوینِ متن؛علم اور فن	۲۲۳ تا ۲۴۲	تدوینِ متن کا عمل ایک فن ہے اور اس کا علم ایک سائنس۔ تحقیق کی اس شاخ کے لیے اس کے طریقہ کار کو جاننا ضروری ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اس اصطلاح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف مختلف تعریفات اور حوالہ جات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ ایک محقق کے لیے مدون کرنا ضروری نہیں لیکن ایک مدون کے لیے یہ ضروری ہے کہ محققانہ مزاج رکھتا ہو۔ زیرِ نظر مقالے میں تدوینِ متن کے فنی پہلوؤں پر بڑے جامع انداز سے بات کی گئی ہے۔	عظمت رباب۔ تدوینِ متن۔ تصحیحِ متن۔ متنی تنقید۔
غلام عباس گوندل	رسالہ گلکرائسٹ ..... چند حقائق	۱ تا ۳۰	رسالہ گلکرائسٹ جان بارتھوک گلکرائسٹ کا اردو قواعد کے حوالے سے مشہور رسالہ ہے۔ عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ یہ جان بارتھوک گلکرائسٹ کی انگریزی کتاب ''The Grammer of Hindoostanee Language" کا خلاصہ ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ غلط فہمی بھی کہ گلکرائسٹ کی بجائے یہ میر بہادر علی حسینی کا گلکرائسٹ کی ''The Grammer of Hindoostanee Language" سے کیا ہوا ترجمہ ہے۔ اس مقالے کی تحقیق کا مرکز و محور یہ نکتہ ہے کہ یہ رسالہ گلکرائسٹ نے خود لکھا ہے۔ جس میں اس نے امانت اللہ شیدا کی کتاب ''صرفِ اردو'' کی پیروی کی ہے۔ لیکن انہوں نے اس کا حوالہ نہیں دیا۔ میر بہادر علی حسینی کا اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ کتاب کے زیادہ تر حصوں میں یہ ''صرفِ اردو'' کا محض ترجمہ ہے۔ لیکن چونکہ ''صرفِ اردو'' شعری زبان میں تھی اور رسالہ گلکرائسٹ نثری زبان میں۔ اس لیے ہندوستانی سکولوں اور مدرسوں میں یہ کتاب شہرتوں سے ہمکنار ہو گئی۔ اور اسکے اتنے گہرے اثرات مرتب ہوئے کہ مولوی عبدالحق کی ''قواعدِ اردو'' ۱۹۱۴ء کے منظرِ عام پر آنے تک اردو قواعد نویسی اسی طریق پر سفر کرتی رہی۔ جس میں ''صرفِ اردو'' نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے۔	غلام عباس گوندل۔ جان بارتھوک۔ گلکرائسٹ۔ رسالہ گلکرائسٹ۔ بہادر علی حسینی۔ امانت علی شیدا۔ ''صرفِ اردو''۔ قواعدِ اردو۔

غلام ناصر مروت	فارسی ادب پر تصوف کے اثرات	۱۵۰ تا ۱۵۴	یہ مقالہ فارسی زبان و ادب پر تصوف کے اثرات کا عمیق جائزہ لیتا ہے۔ فاضل مقالہ نگار کے خیال میں تصوف نے فارسی ادب کو عرفان ذات اور تخیل و تعقل کی ایسی روشنی عطا کی ہے جس کی وجہ سے اس کا چشم بصارت نورِ بصیرت سے منور ہو گیا ہے۔ حکیم سنائی، حافظ، سعدی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت نظام الدین اولیاء، سید محمد گیسو دراز، اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ اسرارہم جیسے ناموں کا یہ تسلسل اس بات کی غماز ہے کہ تصوف نے نہ صرف فارسی زبان و ادب کی نگاہ میں وسعت پیدا کی بلکہ اس کا سلسلہ اردو ادب تک جا پہنچتا ہے۔ یہ مقالہ فارسی زبان و ادب پر پڑنے والے صوفیانہ اثرات کا احاطہ بڑے مدلل انداز سے کرتا ہے۔	غلام ناصر مروت۔ فارسی ادب۔ تصوف۔ حکیم سنائی۔ حافظ۔ سعدی۔ حضرت معین الدین۔ چشتی۔ گیسو دراز۔ سلطان باہو۔ قدس اللہ اسرارہم۔
فیاض احمد فیضی	دفتری زبان۔ بنیادی مباحث	۱۲۱ تا ۱۳۳	یہ تحقیقی مقالہ اردو کی بحیثیت دفتری زبان کئی تحقیق طلب مسائل کے متعلق بحث کرتا ہے۔ اس مقالے میں دفتر اور دفتری زبان کی تعریف کرنے اور دفتری زبان کی فنی اور تکنیکی مسائل پر دیدہ ریزی کے ساتھ بات کی گئی ہے۔ دفتری اردو میں طویل جملوں سے پرہیز ضروری ہے۔ یہ زبان حشو زوائد سے پاک، تکرار لفظی سے بچنے، پیچیدہ اور ذو معنی الفاظ و تراکیب سے بچنے، تشبیہات، استعارات اور صنائع و بدائع کے استعمال کی بجائے قطعیت، بدیسی اور علاقائی زبانوں کے الفاظ کے استعمال سے پرہیز، مبالغہ آرائی اور مشکل تراکیب سے پاک ہونا، جیسے اہم امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ مقالہ دفتری اردو زبان کا ایک مختصر مگر جامع خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔	فیاض احمد فیضی۔ دفتری زبان۔ دفتری اردو۔ فنی و تکنیکی مسائل۔

قرۃ العین طاہرہ	بچوں کا ادب۔تاریخ اور عصری تقاضے	۱۵۵ تا ۱۶۸	یہ تحقیقی مقالہ ''بچوں کے ادب'' سے متعلق آغاز سے لے کر موجودہ دور تک کے تخلیق کیے جانے والے ادب کا احاطہ کرتا ہے جس سے اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ بچوں کے ادب کی طرف کچھ خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔سینکڑوں نام دیے جا سکتے ہیں جنھوں نے بچوں کے ادب کی طرف توجہ دی ہے۔امیر خسرو، غالب، علامہ اقبال، صوفی تبسم، ابن صفی وغیرہ کو زیر بحث لا کے بچوں کے ادب کے متعلق تفصیلی بات کی گئی ہے۔بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں اور کہانیاں ان کی کردار سازی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ پچھلی صدی میں سینکڑوں نام ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نظموں، جاسوسی کہانیوں، مشاہیر سے متعلقہ مضامین اور نظمیں بچوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنتی ہیں۔یہ تحقیقی مقالہ بچوں کے ادب پہ تحقیق کرنے والوں کے سامنے تحقیق کے نئے در وا کرتا ہے اور اس حوالے سے ایک مستند حوالے کی حیثیت رکھتا ہے۔	قرۃ العین طاہرہ۔ ''بچوں کا ادب''۔ امیر خسرو۔ غالب۔ اقبال۔ صوفی تبسم۔ ابن صفی۔ اسمٰعیل میرٹھی۔ جاسوسی کہانیاں۔
قرۃ العین طاہرہ	صہبا اختر شاعر پاکستان	۳۲۸ تا ۳۵۷	قومی شاعری اور ملی نغموں کے حوالے سے صہبا اختر کا نام محتاج تعارف نہیں۔۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں ان کے لکھے گئے ملی گیت ان کی وطن کے ساتھ بے لوث محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کی بقیہ شاعری میں محبت اور سچائی جذبے کی تمام تر حرارت اور موسیقیت و نغمگی سے لبریز ہے۔حمد، نعت، ملی نغمے، رومانوی شاعری جیسی مختلف النوع موضوعات ان کے شاعرانہ تنوع پر دال ہیں۔زیر نظر مقالہ ان کی ملی نظموں اور نغموں سے متعلق ہے۔ملی نغموں اور نظموں میں ان کے استعارے، تشبیہات، اور علامت خاص معنویت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔۶۵ء اور ۷۱ کی جنگوں کے حوالے سے ان کے لکھے گئے ملی نغموں میں رزمیہ شاعری کی روح حلول کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔مشرقی پاکستان کا سانحہ اور اور ملک کے مختلف شہروں میں ہونے والے دھماکوں اور فسادات یہ حساس شاعر خون کے آنسو روتا ہے۔مقالہ نگار نے ان کے ملی نغموں کا فنی اور فکری تجزیہ بڑی مہارت اور مدلل انداز سے کیا ہے۔	قرۃ العین طاہرہ۔ صہبا اختر۔قومی شاعری۔ ملی نغمے۔۱۹۶۵ء پاک بھارت جنگ۔سقوط ڈھاکہ۔ رزمیہ شاعری۔

گوہر رحمان نوید	صوبہ سرحد میں اُردو خودنوشت	۸۱ تا ۹۱	یہ تحقیقی مقالہ صوبہ سرحد میں لکھی جانے والی آپ بیتیوں کی مختصر تاریخ بیان کرتا ہے۔ ۱۹۰۵ء سے اب تک لکھی جانے والی آپ بیتیاں جن میں زیڈ۔اے بخاری کی 'سرگزشت'، رضا ہمدانی کی ''رضا لائف'' رضیہ بٹ کی ''بچھڑے لمحے'' شوکت واسطی کی ''کہتا ہوں سچ''، چترال سے تعلق رکھنے والے فخر ملک فخر کی ''طاقِ نسیاں'' اور ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کی ''کاظم علی جواں'' اردو آپ بیتیوں میں اپنی ایک الگ شناخت پیدا کرتی ہیں۔	گوہر رحمان نوید۔ صوبہ سرحد۔ اردو خود نوشت۔ زیڈ اے بخاری۔ ''سرگزشت''۔ رضا ہمدانی۔ ''رضا لائف''۔ رضیہ بٹ ''بچھڑے لمحے'' شوکت واسطی
محمد اشرف کمال	''افکار'' ۔ایک ترقی پسند رسالہ	۳۱ تا ۴۴	یہ تحقیقی مقالہ اردو ادب کے اُفق پر نمودار ہونے والے ایک مشہور ادبی رسالے ''افکار'' کی ادبی خدمات کے حوالے سے ہے۔ ۱۹۴۵ء میں لکھنؤ سے صہبا لکھنوی کی ادارت میں شائع ہونے والے اس رسالے نے ہندوستان کی تقسیم کے بعد ۱۹۵۰ء میں دوبارہ پاکستان سے اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا ہے۔ پچھلی پانچ دہائیوں میں ادب اور ادبی صحافت کے فروغ میں اس رسالے کے نکالے گئے ''خصوصی نمبرز'' تاریخی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ ''افکار'' کی ''۵۸'' سالہ ادبی خدمات کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس نے ترقی پسند شعراء کو متعارف کرنے اور پہلے سے وابستہ ترقی پسند شعراء کی تخلیقی کاوشیں پیش کر کے ادبی معیار بنانے کی کوشش کی۔ ''افکار'' کے خصوصی نمبرز میں ''لکھنؤ اردو کانفرنس نمبر''، ''منٹو نمبر''، ''مجاز نمبر''، ''جوش نمبر''، ''فیض نمبر''، ''حفیظ ہوشیار پوری نمبر''، ''نذر اختر حسین رائے پوری''، اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اس رسالے نے ترقی پسند نکتہ نظر کو پروان چڑھانے میں انتھک محنت سے کام لیا ہے۔	محمد اشرف کمال۔ افکار۔ ترقی پسند رسالہ۔ ۱۹۴۵ء۔ لکھنؤ۔ صہبا لکھنوی۔ ۱۹۵۰ء۔ ادبی صحافت۔

محمد سلیم ملک	سید انتیاز علی تاج کی شذرہ لوٹسی	۲۷۷ تا ۲۹۳	زیرِ نظر مقالے میں سید انتیاز علی تاج ان کے رسالے'' کہکشاں '' اور اس کے علاوہ اس دور کے مشہور رسالوں مثلاً مخزن، راوی، کارواں، اور ادبِ لطیف میں چھاپے گئے شذرات کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ان شذرات کی تعداد کم و بیش ۴۲ ہے۔ ان شذرات میں تصویروں کا البم سا دکھائی دیتا ہے۔اور ان میں ایک بے چین رومانوی روح تملاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان شذرات میں شعری نزاکتیں بھی موجود ہیں۔جن شذرات کو اس مقالے میں اکٹھا کیا گیا ہے ان سے اس بات کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ تاج صاحب اس صنف میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔اور وہ رومانوی لمس جو ان کے ڈرامے انارکلی میں موجود ہے اسی رومانوی لمس کے ایک اور مختلف رخ سے ہماری شناسائی ان شذرات میں ہوتی ہے۔ان شذرات کا انتخاب اور ان کی ترتیب میں مقالہ نگار نے کمال سلیقہ کا مظاہرہ کیا ہے۔	محمد سلیم ملک۔ سید انتیاز علی تاج۔ شذرہ لوٹسی۔ کہکشاں۔ مخزن۔راوی۔ کارواں۔ادبِ لطیف۔
محمد وارث خان	فرانسیسی افسانہ نگار۔موپساں	۱۶۹ تا ۱۷۷	موپساں نے مختصر افسانہ کے حوالے سے فرانسیسی ادب پر بڑے گہرے اثرات ڈالے ہیں۔اس قسم کے فنکار ایسی نوع روایت کا آغاز کرتے ہیں جس کے اثرات عالمی سطح پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ سمرسٹ ماہم، او۔ہنری چیخوف اور سعادت حسن منٹو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔زیرِ نظر مقالے میں موپساں کی ذاتی زندگی کے ساتھ ان کی ادبی زندگی کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ان کی افسانہ نگاری کی ابتدا سے لے کے ان کی فنی عظمت تک کے سفر کی نشان دہی کی گئی ہے۔ان کے افسانوں کا تکنیکی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ان کے افسانوں میں مافوق الفطرت عناصر کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔اور ان کی زندگی میں موجود احساسِ تنہائی کا ان کی ذاتی زندگی اور فن دونوں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد وارث خان۔ فرانسیسی افسانہ نگار۔ موپساں۔ مختصر افسانہ۔ سمرسٹ ماہم۔ چیخوف۔منٹو حقیقت نگاری۔

محمدیار گوندل	یادگارِ غالب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۱۰۰ تا ۱۲۰	غالب کی پہلی باقاعدہ سوانح عمری ''یادگارِ غالب'' کے نام سے ۱۸۹۷ء میں لکھی گئی۔یہ اہم سوانح عمری دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ غالب کی زندگی سے متعلق ہے۔ جب کہ دوسرا غالب کی شاعری کے محاکے پر مشتمل ہے۔یہ کتاب غالب کی زندگی سے متعلق ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ غالب کی زندگی سے متعلق یہ بنیادی ماخذ غالب کی زندگی کے کئی ایک اہم گوشوں کی نقاب کشائی کرتا ہے۔یہ کتاب ان کی پیدائش، آباؤ اجداد، ان کی عادات،سوچ، ان کی شگفتگی وظرافت سے متعلقہ ایک مکمل دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔زیرِ نظر مقالے میں اس اہم سوانح عمری کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	محمدیار گوندل۔ یادگارِ غالب۔ سوانح عمری۔ حالی۔ علی گڑھ تحریک۔ غالبیات۔
محمد کیومرثی جرتو دہ	بعض اہم رجحانات و اسالیب کے حامل فارسی افسانہ نگار	۴۵ تا ۶۷	یہ تحقیقی مقالہ فارسی زبان و ادب کے جدید افسانہ نگاروں کے افسانوں میں بدلتی ہوئی اسلوبیاتی کروٹوں اور روایت کی مختلف پرتوں کا تجزیہ کرتا ہے۔یہ تحقیقی مقالہ تذکرہ کے انداز میں لکھا گیا ہے اور فارسی زبان کے چودہ جدید افسانہ نگاروں کی افسانوی خدمات کا احاطہ امثال وحوالہ جات کی روشنی میں کرتا ہے۔تحقیقی مقالے میں فارسی زبان کے اسلوب میں موجود تکنیکی اور اسلوبیاتی اور تخلیقی دھاروں کی نشاندہی کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔''جمال زادہ''،''محمد چوبک''، ''سیمین دانشور''،''جلال آل احمد''، ''احمد محمود''، جیسے جدید افسانہ نگاروں نے جدید فارسی افسانے کے اسلوبیاتی اور تکنیکی خط وخال متعین کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے اور یہ تحقیقی کام اس کا بہ حسن وخوبی احاطہ کرتا ہے۔	محمد کیوموثی جرتو دہ۔ فارسی افسانہ نگار۔ روایت۔ بیسویں صدی۔ ایران۔ سیاسی حالات۔

مزمل حسین	علم بدیع کی چند نادر صنعتیں۔۔۔ایک تحقیقی مطالعہ	۱۴۴ تا ۱۴۹	کلام کے حسن کے حوالے سے علم بیان وبدیع کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔علم بدیع مشرق کی شاعری کی روایت کا حصہ ہے۔اس کا استعمال کبھی شعوری تو کبھی لاشعوری انداز سے تواتر کے ساتھ ہوا ہے۔وہ صنائع وبدائع جن کا استعمال تواتر کے ساتھ وافر مقدار میں ہوا ہے اس کے علاوہ بھی کچھ صنائع ایسے ہیں جن کے استعمال کی طرف شعراء کا کچھ زیادہ شعوری میلان نہیں ملتا۔ زیرِ نظر مقالے میں صنعتِ تصحیف، صنعتِ جامع الحروف، سیاق الاعداد، صنعتِ واسع الشفتین، صنعتِ تتابع، صنعتِ موصل یا صنعتِ متصل الحروف، صنعت ابداع، ادماج، صنعت ارصاد، صنعتِ استتباع، صنعتِ استدراک، صنعتِ تدبیج، صنعتِ سہلِ ممتنع، صنعتِ متلع حکمت، صنعتِ قبیح ومليح اور صنعتِ منشاری کا نہ صرف تعارف کیا گیا ہے بلکہ اس کے موزوں استعمال کی مثالیں بھی دی گئی ہیں۔	مزمل حسین۔ علم بدیع۔ صنائع وبدائع۔ مشرقی شاعری۔
نسیم عباس احمد	نثری نظم کا مغربی تناظر	۹۲ تا ۹۹	جدید مغربی شاعری میں نثری نظم جاذبِ توجہ صنف بن گئی ہے۔ نثری نظم میں الفاظ نئی تکنیک اور نئی تخلیقی توانائی کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔اگرچہ اس میں وزن نہیں ہوتا لیکن اس کے اندر ایک غنائیت موجود ہوتی ہے۔نثری نظم مغرب سے اردو زبان میں آئی ہے۔اس تحقیقی مقالے میں ان مغربی شاعروں کا ایک تعارف ہے جو نثری نظمیں لکھ رہے ہیں۔ان کی نثری نظمیں، اور ان نظموں کے موضوعات کی اردو ترجمے کا ساتھ مثالیں دی گئی ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ مغرب میں نثری نظم اردو زبان کی نثری نظم کی طرح بے جان چیز نہیں ہے۔جس میں الفاظ کو بے ہنگم انداز سے جمع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اور جن سے تہہ در تہہ معنویت اُبھر کر سامنے نہیں آتی۔جو نظمیں تراجم کے ساتھ بطور مثال دی گئی ہیں ان سے اس نئی صنف کے امکانات کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے۔	نسیم عباس احمد۔ نثری نظم۔ جدید مغربی شاعری۔ فرانسیسی شعراء۔

خیابان: ۲۰ (۲۰۰۹ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بادشاہ منیر بخاری	میر امن کے لسانی دعویٰ کا تحقیقی جائزہ	۱۷۷ تا ۱۸۸	میر امن دہلوی اردو دنیا میں اپنی مشہور داستان ''باغ و بہار'' کے حوالے سے خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں اردو زبان کے حوالے سے ایک نظریہ پیش کیا ہے جسے بعد میں ہندوستانی ادیبوں کے ساتھ ساتھ مستشرقین نے بھی کافی اہمیت دے کر اس کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ منیر بخاری نے میر امن دہلوی کے اس مفروضے کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے اس سے ملتے جلتے دوسرے بیانات کا بھی بھرپور محاکمہ کیا ہے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ میر امن۔ باغ و بہار۔ ولی کا روڑا۔ داستان۔ مستشرقین۔
تزئین گل	اردو کی اولین طبع زاد رزمیہ ''قلم کا قرض'' (ایک جائزہ)	۲۰۴ تا ۲۱۱	رزمیہ یا حماسی ادب عالیہ کی قدیم ترین اصناف میں سے ایک ہے۔ اردو ادب میں اس کی جھلکیاں ضرور موجود ہیں لیکن انھیں مکمل رزمیہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پروفیسر شوکت واسطی نے ''قلم کا قرض'' کے نام سے اولین طبع زاد رزمیہ لکھ کر اس کمی کو پورا کیا۔ تزئین گل نے اپنے تحقیقی مقالے میں رزمیہ نظم کی تعریف متعین کی ہے۔ اس کے موضوعات کا تعین بھی کیا ہے۔ اور ان تعریفات کی روشنی میں اس کتاب کا بھرپور محاکمہ بھی کیا ہے۔	تزئین گل۔ رزمیہ۔ ''قلم کا قرض''۔ پروفیسر شوکت واسطی۔ محاکات نگاری۔ اولین طبع زاد رزمیہ۔

حافظ صفوان محمد چوہان	مغربی تنقید کون کیا ہے؟ (مغربی تنقید کا مطالعہ، افلاطون سے ایلیٹ تک'' کے اعلامیوں کا ایک اشاریہ)	۱ تا ۴۴	دنیا بھر کی زبانوں کی طرح اردو زبان و ادب پر انگریزی زبان و ادب کے بے پناہ اثرات پڑے۔ اردو دنیا کو اور بالخصوص اہل علم کو مغرب کے علوم سے روشناس کرانے کا کام کئی ایک اہل علم نے کیا ہے۔ افسانوں ڈراموں اور مضامین کے تراجم کیے گئے اور اردو قلم کاروں نے موضوعات اور اسالیب کے فن میں ان سے خوب استفادہ کیا۔ تخلیقی ادب کے ساتھ تنقید ادب کے شعبے میں بھی اس ضمن میں بیسیوں کتابیں سامنے آئی ہیں۔ جن میں پروفیسر عابد صدیق کی کتاب ''مغربی تنقید کا مطالعہ (افلاطون سے ایلیٹ تک)'' خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اشاریے کی شکل میں انٹرنیٹ پر موجود موقر علمی و تنقیدی منابع کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حافظ محمد چوہان نے مقالہ زیر نظر میں اس اشاریے کا تفصیل سے جائزہ پیش کیا ہے۔	حافظ صفوان محمد چوہان۔ مغربی تنقید۔ افلاطون۔ ایلیٹ۔ عابد صدیق۔ اشاریہ۔
حسین فاروق	فنِ بلاغت کے چند نمایاں پہلوؤں کا قرآنی آیات کی روشنی میں مطالعہ	۳۲۰ تا ۳۲۸	قرآن مجید عالم انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ رشد و ہدایت کی آخری کتاب ہے۔ جس میں علوم و معارف، ترتیب و تالیف اور فصاحت اور بلاغت کے نہ ختم ہونے والے خزینے پنہاں ہیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے۔ نئی نئی ایجادات اور تحقیقات ہو رہی ہیں۔ قرآن مجید کی حقانیت اور بھی کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ زیر نظر صفحات میں فصاحت و بلاغت کے جن نمایاں پہلوؤں کا مطالعہ آیات قرآنی کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ حسین فاروق نے اس ضمن میں تحقیق کے بنیادی اصولوں کا بھی خیال رکھا ہے۔	حسین فاروق۔ فنِ بلاغت۔ قرآنی آیات۔ بیان و بدیع۔ فصاحت و بلاغت۔
خالد محمود خٹک	حبسیاتی ادب اور محمد حسین عنقا	۹۱ تا ۱۰۰	دنیا کا بہترین ادب قید و بند اور جبر کی فضاؤں کی عطا ہے۔ اردو دنیا نے بھی اس ذائقے کو چکھا ہے۔ تقسیم سے پہلے اور تقسیم ہند کے بعد ایسے متعدد شعراء و ادباء کی تحریریں حالات کی ستم ظریفی کی کہانیاں سناتی ہیں۔ محمد حسین عنقا کی شاعری کا زیادہ تر حصہ اسی حبسیاتی فضاء میں تخلیق ہوا ہے۔ خالد محمود خٹک محمد حسین عنقا کے اس پورے شعری سفر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔	خالد محمود خٹک۔ حبسیاتی ادب۔ محمد حسین عنقا۔ حسرت۔ فیض۔

قاسم بھیو	لسانیات سے سماجی لسانیات تک	۳۰۹ تا ۳۱۹	لسانیات زبان کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔ اور سماجی لسانیات زبان پر سماجی اثرات پہ نظر رکھتی ہے۔ زبان اور سماج سے متعلق مطالعے کو ماہرین نے جن اصطلاحوں میں واضح کیا ہے۔ ان میں سے دو بہت اہم ہیں۔ ایک زبان کی سماجیات اور دوسری سماجی لسانیات۔ قاسم بھیو نے لسانیات سے سماجی لسانیات تک کے عنوان سے مقالہ لکھ کر اس اہم موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔	قاسم بھیو۔ لسانیات۔ سائنسی مطالعہ۔ سماجی لسانیات۔ سماجیات۔
رختاج ایمن	نئی نسل کے احساسات کی ترجمان --- غزالہ نگار اورکزئی	۸۵ تا ۹۰	صوبہ سرحد کے نئے لکھنے والوں میں ایک اہم نام غزالہ نگار اورکزئی کا ہے۔ 'شب خاموش'، 'پھول برس گئے راہوں میں'، 'کاجل سے خفا آنکھیں'، 'جب وہ پتھر موم ہوا'، 'ماہتاب دشتِ وفا'، 'میں اور میری تنہائی'۔ اور 'دردِ فراواں' جیسے افسانوں کی خالق غزالہ نے زیادہ تر معاشرتی و سماجی مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ ان کے زیادہ تر افسانوں کی دنیا آئیڈیل کی دنیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں رختاج ایمن نے ان کے افسانوں کا خوبصورت محاکمہ پیش کیا ہے۔	رختاج ایمن۔ صوبہ سرحد۔ غزالہ نگار اورکزئی۔ اردو افسانہ۔ 'شب خاموش۔ 'ماہتاب دشتِ وفا'۔ 'میں اور میری تنہائی'۔
رؤف پاریکھ	اردو زبان میں سلیپنگ کی اہمیت	۲۹۱ تا ۲۹۶	اردو میں قرطاسِ تحقیق تیار کرنے کے لئے جس اسلوبی ہیئت کی ضرورت ہے اُردو والوں کے ہاں خلط مبحث سے آگے نہیں بڑھی۔ دستاویز کو ایک ایسا قابل ابلاغ مواد قرار دیا جاتا ہے جو کسی شے، نظام یا عملیے کے خواص بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرطاسِ اسلوب ایک قسم کی تصریح کا نام ہے ہر ایک تحقیقی رسالے کا اپنا ایک قرطاسِ اسلوب ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں قرطاسِ اُسلوب کے حوالوں سے مختلف نمونے دے کر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اُردو تحقیق کے لئے موزوں ترین قرطاسِ اُسلوب کیا ہوسکتا ہے نیز فاضل مقالہ نگار نے مستعمل قرطاسِ اُسلوب پہ تنقید کی ہے اوراُن کے محاسن اور معائب بیان کئے ہیں۔	رؤف پاریکھ۔ اردو زبان۔ سلیپنگ۔ اسلوبی ہیئت۔ قرطاسِ اسلوب۔ قرطاسِ تحقیق۔ دستاویز کار۔ علم اطلاعات۔

سید شبیر	رام پور کے نوابین شعراء	۲۱۲ تا ۲۱۹	رام پور میں شاعری کے فروغ و ارتقاء میں یہاں کے نوابین کا کردار بڑا اہم رہا۔ایک طرف اگر انہوں نے دربار سے وابستہ شعراء کی حوصلہ افزائی کی تو دوسری طرف خود بھی شاعری تخلیق کرتے رہے۔اس طرح رام پور کی شاعری کے فروغ میں ان کا کردار دگنی اہمیت کا حامل ہے۔زیرِ نظر مقالہ میں سید شبیر نے رام پور کے ان نوابین کے بارے میں اہم معلومات دی ہیں جو شاعری کرتے تھے۔یہ ایک طرح سے اس عہد کے شعراء کا تذکرہ بن جاتا ہے۔	سید شبیر۔رام پور۔ نوابین شعراء۔ نواب کلب علی خان۔ نواب احمد علی خان۔ نواب محمد نصر اللہ خان۔ نواب صفدر علی خان۔
سید عامر سہیل	مجید امجد کی غزل گوئی کے فکری امکانات	۶۱ تا ۸۴	مجید امجد بیسویں صدی کے جدید شعراء میں ایک معتبر مقام رکھتے ہیں۔وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے۔لیکن نظم کی جانب توجہ مبذول ہونے کے باوجود وہ اردو غزل کی آبیاری بھی کرتے رہے۔ان کی ضخیم کلیات میں تقریباً ۶۱ غزلیں شامل ہیں۔وہ ایک ایسا شاعر ہے جو آنے والے زمانے کے ادبی اور شعری میلانات و رجحانات کے بارے میں سوچتا ہے۔اور یہی سوچ اس کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھی جاسکتی ہے۔سید عامر سہیل نے زیرِ نظر مقالہ میں مجید امجد کی غزل گوئی کے فکری امکانات کا خوبصورت تجزیہ پیش کیا ہے۔	سید عامر سہیل۔ مجید امجد۔ غزل گوئی۔ بیسویں صدی۔ جدید شاعری۔
سید کامران عباس کاظمی	اردو کا نثری اسلوب اور منٹو کا طرزِ نگارش	۳۸۲ تا ۳۹۸	سعادت حسن منٹو کے تنقیدی مضامین چاہے وہ ادب کے حوالے سے ہوں۔یا فلم اور دیگر ذرائع ابلاغ کے حوالے سے،منٹو کے تنقیدی شعور کا خوبصورت حوالہ ہیں۔اس طرح ان کے افسانوں میں بھی موضوعات کے ساتھ ان کے اسلوب کا بھی بڑا عمل دخل ہے۔زیرِ نظر مقالہ میں سید کامران عباس کاظمی نے منٹو کی طرزِ نگارش کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	سید کامران عباس کاظمی۔ اردو کا نثری اسلوب۔ سعادت حسن منٹو۔ منٹو کا طرزِ نگارش۔ منٹو کی تنقید۔
سید مقصود احمد	ملائے روم،مجمہ عشق تحقیق کی روشنی میں	۱۲۰ تا ۱۲۶	مثنوی مولانا روم ہماری ادبی تاریخ کا گراں قدر حصہ ہے۔جس میں مولانا نے حسن و عشق کے اسرار و رموز آشکارا کیے ہیں۔رومی کا تصورِ عشق مثنوی کے تمام مضامین پر چھایا ہوا ہے۔اور مولانا اس کی ہزار طرح کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے بھی تشفی نہیں پاتے۔زیرِ نظر مقالے میں سید مقصود احمد نے مولانا روم کے عارفانہ کلام کا خوبصورت تجزیہ پیش کیا ہے۔	سید مقصود احمد۔ مولانا روم۔ مثنوی مولانا روم۔ ادبی تاریخ۔ مجمہ عشق۔

شفقت جہاں	اقبال وحدتِ اسلامی کا عظیم داعی	۱۶۷ تا ۱۷۶	علامہ اقبالؔ اس بنیادی نکتے سے آگاہ تھے کہ مسلمانوں کی فلاح و بقا اس میں ہے کہ وہ ایک وحدت کی صورت میں رہیں۔ وہ سارے مسلمانوں کو ایک خاندان کے افراد سمجھتے تھے۔ اور ان کی خوشی اور غمی کو یکساں اہمیت دیتے تھے۔ علامہ کا خیال تھا کہ اسلامی وحدت کی بنیاد ختمِ نبوت پر قائم ہے۔ اور مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتے ہوں ایک نظریۂ حیات کے علمبردار ہیں اور اس وجہ سے ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ شفقت جہاں نے علامہ اقبالؔ کی اسی فکر کی روشنی میں اپنا مقالہ پیش کیا ہے۔	شفقت جہاں۔ اقبال۔ وحدتِ اسلامی۔ خودی۔ بےخودی۔ فکرِ اقبال۔
شفیق انجم	جدیدیت کی تحریک؛ بنیادی مباحث،	۱۴۶ تا ۱۵۹	جدیدیت اُردو ادب میں داخل ہونے والا ایک نیا رویہ ہے۔ صنعتی کلچر اور تازہ علمی انکشافات نے اس رویے کو پروان چڑھانے میں مدد دی ہے۔ جدید نفسیات نے جدیدیت کے اور کئی در وا کیے ہیں اس کی ظاہری پرتیں رومانویت سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ تحریک مغرب سے آئی ہوئی ہے لیکن اُردو ادب میں اس کے لئے پہلے سے زمین ہموار ہو چکی تھی۔ جدیدیت ایک مثبت رجحان ہے لیکن ہمارے ہاں ٹھوس ادبی اقدار کی غیر موجودگی میں لسانی تشکیلات اور اس قسم کے کئی شاخسانے اس اصطلاح کی وقعت اور اہمیت کو گھٹانے کا باعث بنتے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے اسی بنیادی موضوع کے متعلق مدلل انداز سے بحث کی ہے۔	شفیق انجم۔ جدیدیت۔ رومانویت۔ انقلاب۔ علامتیت۔ وجودیت۔ سرسید۔ غالب۔ اقبال۔ لسانی تشکیلات
شگفتہ حسین	اشرف علی خان؛ شخصیت اور فن	۲۲۷ تا ۲۴۳	اشرف علی خان کا تعلق افغان (خٹک) قوم سے تھا۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور شاعری میں مشہور شاعر مصحفیؔ کی شاگردی اختیار کی۔ شاعری میں انہوں نے غزل کے علاوہ رباعی، مسدس، قصیدہ، اور مثنوی میں طبع آزمائی کی۔ شگفتہ حسین کا مقالہ اشرف علی خان کی شاعری کا ایک عمدہ مطالعہ ہے۔	شگفتہ حسین۔ اُردو غزل کا عہدِ زریں۔ میر۔ سودا اور درد کا دور۔ اشرف علی خان کی شاعری۔ معاملہ بندی۔

طاہرہ سرور	دکنی اصناف ادب اُردو	۴۸ تا ۶۰	سرزمین دکن کو اردو زبان و ادب کے فروغ میں اولیت حاصل رہی ہے۔ یہاں کی خودمختار ریاستیں اپنے طور پر اُردو کے فروغ میں سرگرم عمل رہیں۔ اور اردو کے مختلف اصناف کے پروان چڑھانے میں یہاں کے ادباء و شعراء نے ادبی اصناف کے حوالے سے اپنی تخلیقات کے گراں بہا نقوش چھوڑے۔ اصناف ادب میں یہاں کے شعراء نے دوہا، جکری، ریختی، کہہ مکرنیاں، سی حرفی، بارہ ماسہ، گیت، رباعی، مرثیہ، قصیدہ، غزل اور مثنوی پر خصوصی توجہ دی ہے۔ طاہرہ سرور نے زیرِ نظر مقالے میں دکن میں اُنھی اصناف ادب کے پروان چڑھنے کا تجزیہ کیا ہے۔	طاہرہ سرور دکنی اصناف اردو۔ جکری۔ریختی۔کہہ مکرنیاں۔گیت۔سی حرفی۔بارہ ماسہ۔ مرثیہ۔قصیدہ۔ مثنوی۔غزل۔
عثمان شاہ	سرحد میں ادبی صحافت کا تدریجی سفر، قیامِ پاکستان سے ۱۹۴۷ء تک	۲۶۷ تا ۲۷۷	کسی بھی ملک کے ماضی و حال اور سیاست و ثقافت کے عکس اس کے ادب اور صحافت میں بآسانی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں صحافت کا تصور بلاشبہ انگریزی عہد اقتدار میں پیدا ہوا۔ تقسیم ہند سے بہت پہلے یہاں جدید صحافت کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ عثمان شاہ کا تحقیقی مقالہ اس سفر کا ایک دلچسپ تجزیہ ہے۔	عثمان شاہ۔صوبہ سرحد ادبی صحافت اخبارات۔رسائل ہفت روزے
عصمت درانی	فارسی شاعری میں پاکستانی قومیت کا اظہار	۳۵۵ تا ۳۷۰	اردو شعراء نے اردو ادب کے دامن کو وسعتیں دیں۔ اور ساتھ ہی فارسی کلام میں بھی فکر و فن کے جوہر دکھائے۔ اور ہر قسم کے موضوعات کا احاطہ کرتے ہوئے سیاسی اور سماجی حقیقتوں کو منعکس کیا اسی ذیل میں فارسی شاعروں میں پاکستانی قومیت کے بارے میں بھی تخلیقات ظہور میں آتی رہیں۔ اس اہم موضوع پر لکھے گئے مقالہ میں عصمت درانی نے مدلل انداز اختیار کیا ہے۔	عصمت درانی۔فارسی شاعری۔۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی۔ قائداعظم کی جدوجہد۔ قراردادِ پاکستان۔
عطش درانی	اردو قرطاس کار	۲۹۷ تا ۳۰۸	اردو میں قرطاسِ تحقیق تیار کرنے کے لیے جس اسلوبی ہیئت کی ضرورت ہے۔ اس میں بات ابھی تک اردو والوں کے ہاں خلط مباحث سے آگے نہیں بڑھی۔ اسی طرح قرطاسِ اسلوب پیش کرنے کے لیے بھی متعدد تجاویز سامنے آتی رہیں۔ عطش درانی جنھوں نے اردو میں نئی اصطلاحات کے ترجمے کا بیڑا اُٹھایا ہے، نے اس اہم موضوع پر زیرِ نظر مقالہ میں بحث کی ہے۔	عطش درانی اردو قرطاس کار۔ اسلوبی ہیئت۔پاورقی نوٹ۔دستاویز کا قرطاسِ تحقیق۔ کتابیات

عقیلہ بشیر	''شام اودھ'' اور''سنگِ گراں ''میں عورت کی پیشکش	۲۲۰ تا ۲۲۶	ڈاکٹر احسن فاروقی اردو زبان میں ایک تنقید نگار اور ناول نگار کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ ان کے ناولوں میں ''شام اودھ'' اور'' سنگِ گراں'' خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ان ناولوں میں ایک مخصوص تہذیب کی عکاسی کی گئی ہے۔عقیلہ بشیر کا زیرِنظر مقالہ احسن فاروقی کے ناولوں میں عورت کے کردار سے بحث کرتا نظر آتا ہے۔	عقیلہ بشیر۔''شام اودھ''۔''سنگِ گراں'' احسن فاروقی اردو ناول نیم تاریخی ناول
علی احمد اویسی	اقبالؔ اور دانتے	۲۷۸ تا ۲۹۰	علامہ اقبالؔ نے جاوید نامہ میں آسمانوں کا سفر کیا تو اطالین مفکر اور شاعر دانتے نے اپنی تصنیف ''ڈیوائن کامیڈی'' میں عالمِ بالا کا سفر کیا ہے۔دونوں کتابیں اقبالؔ کی شاندار اور زرخیز متخیلہ کا شاہکار ہیں۔دونوں شعراء نے عالمِ بالا کے سفر میں بڑی شخصیتوں سے ملاقاتوں کا احوال بیان کیا ہے۔زیرِنظر مقالے میں علی احمد اویسی نے اقبالؔ اور دانتے کا خوبصورت موازنہ تحقیقی اصولوں کی روشنی میں پیش کیا ہے۔	علی احمد اویسی اقبال دانتے جاوید نامہ ڈیوائن کامیڈی سیرِ عالمِ بالا
غلام ناصر مروت	مسلمان مغرب کے دشمن نہیں محسن ہیں (ادبی تناظر میں تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)	۲۵۳ تا ۲۶۶	مسلمانوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں دنیا کی دوسری قوموں کو اپنی فکری پرواز اور تہذیبی سرمایے کی روشنی سے فیض پہنچایا۔مسلمان سیاست کے رموز سے بھی گہری آگاہی رکھتے تھے۔اورانہوں نے اس باب میں جو مثالیں چھوڑی ہیں اس آج بھی دنیا کی ترقی یافتہ اقوام استفادہ کررہی ہیں۔زیرِنظر مقالہ میں ادبی تناظر میں غلام ناصر مروت نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمان مغرب کے دشمن نہیں بلکہ ان کے محسن ہیں۔	غلام ناصر مروت مغربی ادب اسلامی انقلاب
گوہر رحمان نوید	ن۔م راشد کی نظم کے فکری موضوعات	۳۷۱ تا ۳۸۱	اردو شاعری میں ن۔ م راشد جدید اردو شاعری میں جدید اور آزاد نظم کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ہیئت ، اسلوب ، اور موضوعاتی رنگارنگی کے اعتبار سے ان کی شاعری نئے دور کے لکھنے والوں کے لیے اپنے اندر خاصی کشش رکھتی ہے۔خصوصاً آزاد نظم لکھنے والوں کے لیےتو وہ ایک نئے آہنگ کی بنیاد رکھ گئے ہیں۔گوہر رحمان نوید نے اپنے تحقیقی مقالہ میں ن۔م راشد کی نظم کے فکری موضوعات کا بڑی عرق ریزی سے جائزہ لیا ہے۔	گوہر رحمان نوید۔ ن م راشد۔ جدید اردو شاعری۔ جدید نظم۔ آزاد نظم۔

محمد الیاس	برصغیر پاک وہند میں اردو تفسیر نویسی اور مشہور اردو تفاسیر کا تعارف و خصوصیات	۲۴۴ تا ۲۵۲	ہر زمانے کا مصنف اور مفسر اپنے ماحول اور گردوپیش سے لازماً متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرونِ اولیٰ اور قرونِ وسطیٰ میں جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں فقہی اور کلامی مباحث پر زور دیا گیا۔ ہندوستان میں تصوف وطریقت کا بڑا عروج رہا چنانچہ یہاں کی تفاسیر میں یہ رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ اسی طرح مفسرین نے اپنے ذہنی میلانات کے مطابق مسائل سے بحث کی ہے۔ حافظ محمد الیاس کا یہ تحقیقی مقالہ اسی اہم موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔	محمد الیاس۔ اردو تفسیر نویسی۔ قرونِ اولیٰ۔ موضح القرآن۔ دینی ادب۔ جامع التفاسیر۔
محمد آصف	جدید نوآبادیاتی نظام اور اقبالؔ	۱۲۰ تا ۱۴۵	سامراجیت چاہے کسی بھی روپ میں ہو اسلام اس کے خلاف اعلانِ جنگ بلند کرتا ہے کیونکہ اس کی شکست وریخت کے بغیر وحدتِ انسانی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اقبالؔ ملوکیت کو انسانیت کا دشمن سمجھتا ہے اس لئے کہ اس کے ساتھ ہی نوآبادیاتی نظام جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے۔ امپیریلزم ہی عوام کو جنگوں اور جنگی جنون میں مبتلا رکھتی ہے۔ تہذیب کی خاطر جنگ کو ایک مقدس روپ عطا کرتی ہے۔ دورِ حاضر کے اس خاص مسئلے پر اقبالؔ نے اپنی شاعری میں اتنا کچھ لکھا ہے کہ اس سے اُن کی شاعری گویا امپیریلزم کے خلاف اعلانِ جنگ کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں محمد آصف نے اقبالؔ کی شاعری میں اس اہم مسئلے کی ترجمانی مدلل انداز میں کی ہے۔	محمد آصف۔ اقبال۔ نوآبادیاتی نظام۔ ملوکیت۔ جنگی جنون۔
محمد سلیم ملک	پرتھوی راج؛ تحقیق وتنقید	۳۲۹ تا ۳۳۶	اردو ادب کے محققین اس بارے میں متفق ہیں کہ پرتھوی راج بھی امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں سے ایک ڈراما ہے۔ پرتھوی راج اجمیر کے ہندو راجا تھے۔ وہ شہاب الدین محمد غوری کے مقابلے میں لڑ کے قتل ہوئے اور اپنی زندگی اور اپنا تاج کھو بیٹھے۔ امتیاز علی تاج کے اس ڈرامے کی فضاء ایک رومانوی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے جس میں پرتھوی راج اور جے چند کے درمیان لڑائی بھی شامل ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں محمد سلیم ملک نے اس اہم ڈرامے کا خصوصی تجزیہ پیش کیا ہے۔	محمد سلیم ملک پرتھوی راج امتیاز علی تاج اردو ڈراما شہاب الدین غوری رزمیہ ڈرامہ تمثیل، جے چند

محمد شفیق انجم	اقبال کا خطبہ (ثقافتِ اسلامی کی اساس)	۱۰۱ تا ۱۱۹	علامہ اقبال نے اپریل ۱۹۲۷ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں جو خطبہ پیش کیا تھا وہ فکر انگیزی کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس خطبے میں آپ نے اسلامی تہذیب کی اساس کو اُجاگر کرنے پر زور دیا۔ محمد شفیق انجم کا یہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹر محمد اقبال کے اسی خطبے کے اہم پہلوؤں سے بحث کرتا ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد ابھرنے والی تحریکوں میں جدیدیت کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس تحریک سے ادبی دنیا میں تحرک کی ایک نئی راہ ہموار ہوئی، جدیدیت یا جدت پسندی بنیادی طور پر ایک رویہ ہے۔ جو روایت کے جزوی یا کھلی رد اور اس کی تشکیلِ نو سے عبارت ہے۔ شفیق انجم نے اس اہم تحریک پر مقالہ رقم کرتے ہوئے تحقیق کے بنیادی اُصولوں کو مدِ نظر رکھا ہے۔	محمد شفیق انجم۔ علامہ اقبال۔ انجمن حمایت اسلام۔ ۱۹۲۷ء۔ اقبال کا خطبہ۔ جدیدیت اور جدت پسندی۔
محمد وارث خان	فیض احمد فیض کی ڈرامہ نگاری	۱۸۹ تا ۲۰۳	فیض احمد فیض کا نام لیتے ہی ذہن میں ترقی پسند تحریک کی کہانی گھوم جاتی ہے۔ فیض صاحب نہ صرف ایک اچھے شاعر تھے بلکہ ایک عمدہ نثر نگار بھی تھے۔ انہوں نے آل انڈیا ریڈیو کے لیے ہلکے پھلکے انداز میں ڈرامے لکھے لیکن انہوں نے یہ ڈرامے محض تفنّنِ طبع کے لیے لکھے۔ کیونکہ وہ باقاعدہ ڈرامہ نگار نہیں تھے۔ بلکہ شاعر کا دل و دماغ لے کے آئے تھے۔ زیرِ نظر مقالے میں محمد وارث خان نے تحقیق کر کے اس کا خوبصورت تجزیہ رقم کیا ہے۔	محمد وارث خان۔ فیض احمد فیض۔ ڈراما نگاری۔ ترقی پسند تحریک۔ ریڈیو ڈراما۔
مرسل فرمان	لفظ ادب کے معنوی ارتقاء کی تاریخ	۳۴۳ تا ۳۵۴	کسی بھی قوم کا ادب ان کی زندگی کا وہ آئینہ ہوتا ہے جس میں اس قوم کی فکری، عقلی، دینی، اخلاقی، اور روحانی زندگی منعکس ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی قوم کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو اسے اس قوم کے ادب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ مرسل فرمان نے زیرِ نظر مقالہ میں بڑی عمدگی کے ساتھ لفظ ادب کی معنوی ارتقاء کی تاریخ پیش کی ہے۔	مرسل فرمان ادب ادب اور زندگی

مشتاق احمد	دائرہ ادبیہ پشاور تاریخ و تحقیق	۴۱ تا ۴۷	اردو زبان وادب کے فروغ اور ترقی میں مختلف ادبی مراکز نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس ضمن میں ادبی انجمنوں کا کردار بے حد اہمیت کا حامل رہا۔ صوبہ سرحد میں بھی بے شمار انجمنوں نے تسلسل کے ساتھ ادب کے دیے کو جلائے رکھا۔ انھی میں سے ایک دائرہ ادبیہ پشاور ہے۔ جس کی تشکیل ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ دائرہ ادبیہ نے تنقیدی نشستوں اور طرحی و غیر طرحی مشاعروں کا اہتمام کیا۔ اور نئے رجحانات کو اپنایا۔ زیر نظر مقالے میں مشتاق احمد نے اس انجمن کے قیام اور اس کے ارتقائی سفر پر روشنی ڈالی ہے۔	مشتاق احمد دائرہ ادبیہ پشاور ادبی انجمن پشاور ۱۹۳۵ء غیر طرحی مشاعرے
نصرت جہاں خٹک	برصغیر کی فارسی کتابوں میں اُردو لغات	۲۵ تا ۴۰	عربی زبان کے بعد اسلامی دنیا کی علمی، ادبی اور فہمیدہ زبان فارسی ہے۔ تاریخ کی چند صدیوں میں اس زبان کی اہمیت ماوراالنھر اور برصغیر پاک و ہند میں کاملاً آشکارا ہے۔ فارسی زبان تقریباً آٹھ سو سال ہندوستان کی علمی اور ادبی فضاء پر چھائی رہی۔ اردو شاعروں نے اس میدان میں اپنے قلم کی جولانیاں دکھاتے ہوئے فارسی ادب کو جگمگاتے ہیروں سے نوازا۔ زیر نظر مقالے میں نصرت جہاں خٹک نے برصغیر پاک و ہند کی فارسی انشائی کتابوں میں اردو لغات کے عنوان سے بڑا بھرپور علمی اور تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے۔	نصرت جہاں خٹک۔ فارسی انشاء۔ فارسی ادب۔
یوسف خٹک	اسلامی معاشرہ: اکیسویں صدی اور پیغام اقبالؔ	۳۳۷ تا ۳۴۴	علامہ اقبالؔ کا تعلق تاریخ کے ایک ایسے دور سے تھا جب امت مسلمہ کو نئے چیلنجز کا سامنا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کی غلامی کے دور میں آنکھ کھولی تھی۔ اور مسلمانوں کو بیداری اور خودداری کا سبق دیا۔ آج اکیسویں صدی میں اسلامی معاشرہ نئے خطرات سے دوچار ہے۔ لیکن اقبالؔ کے پیغام کو رہنما بناتے ہوئے ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ یوسف خٹک نے زیر نظر مقالہ میں اسی موضوع کو اپنی تحقیق و تنقید کا ہدف بنایا ہے۔	یوسف خٹک۔ اسلامی معاشرہ۔ اکیسویں صدی۔ پیغام اقبال۔ سرمایہ دارانہ نظام۔ فرقہ واریت۔

خیابان:۲۱(۲۰۰۹ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری؛ شعبۂ اُردو، جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اصغر علی بلوچ	مخطوطہ شناسی کے اہم اُصول	۲۸۱ تا ۲۸۷	مخطوطہ شناسی ایک کٹھن عمل ہے۔ یہ با قاعدہ ریاضت، محنت اور طویل تجربے کا متقاضی ہے۔ متنی تنقید کے سائنسی اُصولوں کی روشنی میں مخطوطے کی عمر، عہد اور جائے تحریر کا تعین کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ مخطوطہ شناسی میں وسیع مطالعہ، ژرف نگاہی، مختلف ادوار میں طرزِ خط، املا اور کتابت کی گہری شناخت کے علم کی بدولت ہی کامیابی نصیب ہوسکتی ہے۔ مخطوطہ شناسی کے لیے، کاغذ، جلد، رسم الخط، اسلوب، زبان، روشنائی کے ضمن میں دلچسپ معلومات رکھنی پڑتی ہیں۔ اور ان تمام پیچیدگیوں سے ایک محقق کو واقف ہونا چاہیے۔ زیرِ نظر مقالہ میں مخطوطہ شناسی کے متعلق دلچسپ اور مدلل انداز سے بات کی گئی ہے۔	اصغر علی بلوچ۔ مخطوطہ شناسی۔ متنی تنقید۔ ژرف نگاہی۔ طرزِ خط۔ املا اور کتابت۔
بادشاہ منیر بخاری	ہندکو اُردو کا ماخذ	۲۳۳ تا ۲۴۰	اردو کی جنم بھومی کے متعلق نظریات انتہائی پریشان کن ہیں اور یہ امر ابھی تک تشنۂ تحقیق ہے کہ اردو کی پیدائش کہاں ہوئی ہے۔ اور یہ کس زبان یا بولی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اس معاملے میں نسلی بنیادوں پہ دیے گئے کچھ دعوے عجیب صورت اختیار کرتے ہیں اور ان کے لیے کسی ٹھوس دلیل اور بنیاد کی غیر موجودگی انھیں اچھا خاصا مضحکہ خیز بنا دیتی ہے۔ خاطر غزنوی صاحب کے اس دعویٰ نے کہ اردو زبان کا ملاً ہندکو زبان سے نکلی ہوئی ہے، ادبی حلقوں میں گرما گرم بحثوں کی بنیاد ڈال دی ہے۔ فاضل مقالہ نگار طول طویل بحث کے بعد اس نتیجے تک پہنچا ہے کہ اردو اور ہندکو میں مماثل الفاظ کی موجودگی کی بنیادی وجہ یہ نہیں ہے کہ اردو ہندکی سے نکلی ہے بلکہ ان دونوں زبانوں نے فارسی اور عربی سے اثر قبول کیا ہے لہٰذا خاطر صاحب کا نظریہ بے بنیاد ہے۔	بادشاہ منیر بخاری۔ اردو زبان۔ ہندکو زبان۔ خاطر غزنوی۔ اردو کے متعلق۔ نظریات۔ اردو کا مآخذ۔

پروین کلو	روسی ادب کے اردو تراجم ایک تحقیقی مطالعہ	۱۴۹ تا ۱۶۶	روسی ادب ۱۹۳۰ء کے بعد اردو زبان میں متعارف ہوئی شروع ہو گئی تھی۔ منٹو،عزیز احمد، شاہد احمد دہلوی،مخمور،سجاد ظہیر، قیوم نظر، جلیل قدوائی، انور عظیم، کے علاوہ بہت سے ادیبوں نے روسی ادب سے تراجم کیے۔ اور روسی ادب کے شہپارے اردو تراجم کے ذریعے سے اردو دان طبقے کے سامنے پیش کیے۔ روس میں بھی اس مقصد کے لیے ادارے قائم کیے گئے تھے۔ اور پاکستان میں بھی مجلس ترقی ادب نے بنیادی کتابوں کے تراجم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں روسی افسانے، ناول، شاعری اور سوشلزم سے متعلقہ معاشی اور سیاسی لٹریچر اردو زبان میں در آیا۔ اور یوں مارکس، اینگلز، لینن، سٹالن، میکسم گورکی، شولو خوف تک ہندوستان کے قارئین کی رسائی ہوئی۔ زیر نظر مقالے میں روس، ہندوستان اور پاکستان میں موجود وہ تمام ادارے اور شخصیات جنھوں نے اس ضمن میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے ان کا تذکرہ کافی تفصیل سے کیا ہے۔	پروین کلو۔ روسی ادب۔ ۱۹۳۰ء۔ نثری تراجم۔ منٹو،عزیز احمد۔ شاہد احمد دہلوی۔ سجاد ظہیر، قیوم نظر۔ جلیل قدوائی اور عظیم سوشلزم۔
راؤ رفعت ریاض	پاکستانی طلسم ہوشربا، دیبا۔ تحقیقی وتنقیدی مطالعہ	۱۴۲ تا ۱۴۸	انیسویں صدی کے نثری اسالیب میں داستان گوئی ایک مخصوص افادیت رکھتی ہے۔ اس صدی میں بہت سی داستانوی کہانیاں لکھی گئیں۔ اسی صدی کی آخری دو تین دہائیوں میں یہ فن زوال پذیر ہوا شروع ہوا اور بیسویں صدی کے آغاز تک یہ روایت اختتام پزیر ہو چکی تھی۔ ناول اس کی جگہ لے چکا تھا لیکن اس صدی کے آخری نصف میں اس فن کی از سر نو پیدائش ہو چکی ہے۔ اور قارئین کی توجہ اس فن میں دوبارہ بڑھ چکی ہے۔ محی الدین نواب کی طویل داستان، پاکستانی دور کی پہلی اور باقاعدہ طبع زاد داستان قرار دی جا سکتی ہے۔ مقالہ نگار نے اس داستان کے اسلوب، کردار نگاری، سراپا نگاری، حسن وعشق کے عناصر کے ساتھ ساتھ دیگر داستانوی عناصر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور داستان امیر حمزہ اور دیوتا میں دلچسپ مماثلتیں ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔	راؤ رفعت ریاض انیسویں صدی۔ پاکستانی داستان۔ طلسم ہوشربا۔ طبع زاد داستان۔ داستان امیر حمزہ۔

سید شبیر	ڈاکٹر آفتاب احمد کی تصنیف ''محمد حسن عسکری۔ایک مطالعہ'' کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ	۱۹۳ تا ۲۱۶	ڈاکٹر آفتاب احمد نے ان خطوط کو دو ادوار میں تقسیم کیا ہے۔قیام پاکستان سے پہلے کے خطوط اور قیام پاکستان کے بعد کے خطوط۔یہ خطوط اس بات کا بھی ثبوت ہیں کہ ڈاکٹر آفتاب احمد کے حسن عسکری کے ساتھ کتنے گہرے ادبی روابط تھے۔ان خطوط سے عسکری صاحب کی شخصیت کی ایک مکمل تصویر ہمارے سامنے اُبھر کر آتی ہے۔اور اس کے ساتھ مختلف خطوط میں ایک بیش بہا تنقیدی سرمایہ موجود ہے۔عسکری صاحب تنقید میں متازعہ باتیں چھیڑ دیتے تھے جس سے ادب میں نئے مباحث کا آغاز ہو جاتا تھا۔مثلاً عسکری صاحب نے ادب کی موت کا اعلان کیا تھا۔فاضل مقالہ نگار نے ان خطوط کا تجزیہ بڑے خوبصورت انداز سے کیا ہے۔	سید شبیر۔ ڈاکٹر آفتاب احمد۔ محمد حسن عسکری۔ عسکری کے خطوط۔
شفقت جہان	ادبیات معاصر ایران و ادبیات انقلاب اسلامی	۳۱۵ تا ۳۲۱	ایران میں اسلامی انقلاب نے نہ صرف اندرون و بیرون ملک کے سیاسی منظرنامہ کو متاثر کیا۔بلکہ اس نے فارسی زبان کی نثر اور شاعری کو بھی ایک نئے جدید ذائقے سے روشناس کیا۔انقلاب ایران سے پیشتر ایران کی معاشرتی زندگی خستہ حالی کے لپیٹ میں تھی۔جس کا لازمی نتیجہ انقلاب ایران کی صورت میں نکلنا تھا۔لیکن اس سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے اور بیسویں صدی کے انقلابی ادب پر نظر دوڑائی جائے تو نظر آتا ہے کہ انقلاب کی راہ ہموار کرنے میں ادیبوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے۔ انقلاب سے پیشتر کی ایرانی زندگی کی مہیب تصویریں جو فارسی ادب میں ملتی ہیں۔وہ نہ صرف اس معاشرے کی تمام معاشرتی اور معاشی ناہمواریاں اُبھار رہی ہیں۔بلکہ اس بات پر دال ہیں کہ اس انقلابی ادب کی غیر موجودگی میں لوگوں کا شعور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا کہ وہ ذہنی اور جذباتی طور پر شہنشاہ ایران کی شہنشاہیت کا تختہ الٹنے پہ کمر بستہ ہو جائیں۔زیر نظر مقالہ بیسویں صدی کے فارسی ادب کا تجزیہ کمال حسن و خوبی سے کرتا ہے۔	شفقت جہان۔ ایرانی ادبیات۔ انقلاب اسلامی۔ انقلاب ایران۔ شہنشاہ ایران۔

صدف تبسم	راولپنڈی سازش کیس ۔حقیقت یا افسانہ؟	۱۲۶ تا ۱۴۱	اردو ادب کی تاریخ پڑھتے ہوئے راولپنڈی سازش کیس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اسی کیس کو بنیاد بنا کے فیض احمد فیض اور سجاد ظہیر جیسے ادیبوں کو جیل جانا پڑا ۔خاص طور پر فیض کی شاعری دوران قید کئی مثبت اور نو انا پلٹے کھا لیتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی نظم میں زندان اور اس سے متعلقہ استعارات و علامات کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی منفرد قسم کی تراکیب اور تشبیہات در آتی ہیں ۔اور سوچ کا ایک خاص طریقہ کار پروان چڑھانے میں قید و بند کی زندگی نا زیا نے جیسا کردار ادا کر دیتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسی سازش کیس کی حقیقت سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے کئی اہم حقائق سے نقاب اُٹھانے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ایک گروپ کا یہ کہنا کہ سجاد ظہیر کے اس بچگانہ عمل سے پاکستان میں ترقی پسند تحریک کو نقصان پہنچا ہے۔ یہ طریقہ کارل مارکس کے طریقہ انقلاب سے انحراف ہے۔ اس کیس کو عوام کے سامنے لانے میں حکومت نے گریز اختیار کیا۔ کمیونسٹ پارٹی پہ پابندی، اور اس کے ردعمل میں ادب میں مزاحمتی رویوں کے پروان چڑھنے کے متعلق مقالہ میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔	صدف تبسم ۔ راولپنڈی سازش ۔ کیس ۔ فیض احمد فیض ۔ سجاد ظہیر ۔ کارل مارکس ۔ کمیونسٹ پارٹی ۔
عثمان شاہ	رسم الخط اور اردو رسم الخط کے مباحث	۲۸۸ تا ۳۰۰	رسم الخط لکھنے کا مطلب ''حروف لکھنے کا انداز یا طریقہ تحریر'' ہے۔ رسم الخط کسی بھی زبان کا بنیادی جزو ہوتا ہے۔ ہر زبان کا اپنا مخصوص رسم الخط ہوتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں رسم الخط کی تعریف متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ رسم الخط کس طرح ایجاد ہوا، اور اردو رسم الخط کے کون سے مبادیات، خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ مقالہ اس کا مدلل جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔	عثمان شاہ ۔ رسم الخط ۔ طریقہ تحریر ۔ علامتی اظہار ۔

عصمت درانی	شاعران زن فارسی گوی معاصر پاکستان	۳۲۲ تا ۳۳۲	فارسی شاعری میں زیادہ تر مرد شاعروں نے شاعری کی ہے۔ چونکہ ادب کی تخلیق میں کچھ معاشرتی مجبوریوں کی وجہ سے عورتوں کا حصہ ویسے بھی مردوں کی بہ نسبت کم رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ جن عورتوں نے شاعری کی ہے انھیں نظر انداز کرنے کا رجحان دیگر مشرقی زبانوں کے ادب کی طرح فارسی میں بھی رہا ہے اس وجہ سے شاعرات عدم توجہ کا شکار رہی ہیں۔ پاکستان میں بھی فارسی زبان میں شاعری کرنے والوں کی ایک کھیپ موجود ہے۔ جن میں عورتوں کی بھی اچھی خاصی تعداد دکھائی دیتی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں پاکستان میں فارسی زبان میں شاعری کرنے والی خواتین کا مختصر تعارف اور تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ فارسی زبان میں شاعری کرنے والی خواتین شاعرات ایک ایسے خطے میں فارسی زبان و ادب کی خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔ جہاں کی مقامی زبان فارسی نہیں ہے۔	عصمت درانی۔ فارسی زبان۔ فارسی شاعرات۔
عطیہ غنی	اردو کے ایک نئے پہلو؛ اردو اطلاعیات کے بانی	۱۱۶ تا ۱۲۵	یہ تحقیقی مقالہ ''اردو اطلاعیات'' کے سلسلے میں ڈاکٹر عطش درانی کی ان کوششوں کے متعلق ہے جو انہوں نے وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کیں۔ انہوں نے مقتدرہ قومی زبان کی کے سربراہ کی رو سے وسائل کا بھرپور استعمال کرکے عالمی امریکی ضابطے ASCII کی بنیاد پر کمپیوٹر کے لیے اردو ضابطہ تختی، اردو کے کلیدی تختے، اور اردو کی قابل رجوع نقل حرفی، کی تیاری کا کام شروع کیا۔ وہ ۲۰۰۲ء میں اردو اطلاعیات کے لیے مرکز فضیلت اور انسٹیٹیوٹ کی تجویز کی منظوری، کمپیوٹر سکرین کی اردو میں تبدیلی، اردو سافٹ ویئر کی تیاری، کمپیوٹر لسانیات پر کورسوں کے اجراء، موبائل فونز پر اردو ایس ایم ایس۔ یونی کوڈ اور آئی۔ ایس۔ او، جیسے عالمی معیارات میں اردو کی رسائی ممکن بنا چکے تھے۔ انھیں اس ضرورت کا خوبی سے احساس تھا کہ اکیسویں صدی میں وہ زبانیں باقی بچیں گی جو کمپیوٹر پر مؤثر استعمال میں آئیں گی۔ ان حوالوں سے یہ مقالہ نہایت اہمیت کا حامل بن جاتا ہے۔	عطیہ غنی۔ اردو اطلاعیات۔ ڈاکٹر عطش درانی۔ عالمی امریکی ضابطے۔ مرکز فضیلت۔ اردو سافٹ ویئر۔ اردو ایس ایم ایس۔ یونی کوڈ۔ آئی ایس او۔

عظمیٰ سلیم	شینا ادب اور قومی شعور	۴۱ تا ۴۸	شمالی علاقہ جات میں تہذیبوں اور زبانوں کا ایک تنوع دیکھنے کو ملتا ہے۔ شینا زبان شمالی علاقہ جات کی دوسری بڑی زبان ہے۔ شینا زبان قومی شعور کی ایک علامت بن رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں پہ تعلیم کی وجہ سے اور ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے سیاحوں کے اثرات اس زبان پر بالواسطہ یا بلاواسطہ پڑ رہے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالہ شینا ادب میں ابھرنے والے قومی شعور کی مختلف سطحوں پہ بحث کرتا ہے۔ مقالہ نگار نے اسلام سے قبل کے شینا ادب اور اسلام کے بعد کے شینا ادب کی طرف مفید اشارے دیے ہیں۔ اور اس زبان کے ادب کا شمالی علاقہ جات کی دوسری زبانوں کے ادب کے ساتھ موازنہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شینا ادب میں موجود وطنیت کے دھارے کی نشاندہی کی گئی ہے۔	عظمیٰ سلیم۔ شینا زبان۔ شمالی علاقہ جات۔ فروغِ اردو۔ شینا ادب۔
غلام شبیر رانا	اردو ادب اور تانیثیت	۱۵ تا ۴۰	یہ تحقیقی مقالہ اردو ادب میں تانیثیت پہ تفصیل سے بات کرتا ہے۔ یورپ میں تانیثیت کا غلغلہ کب بلند ہوا اور تانیثیت کی علم بردار خواتین نے ادب کے وسیلے سے زندگی کی رعنائیوں اور توانائیوں میں اضافہ کرنے کی جو راہ دکھائی مقالہ نگار ان کا احاطہ خوبصورت انداز سے کرتا ہے۔ حمیدہ معین رضوی کی نظم ''ام ایمن''، عالیہ تقوی کی نظم ''تاج محل'' اور صفیہ تاج''، ''پروین شاکر''، ''فہمیدہ ریاض''، ''گلنار آفریں''، ''فرخ زہرا گیلانی''، اور ''لوشی گیلانی کی نظموں کے حوالے دیتے ہوئے مقالہ نگار نے اپنے دعوے کے لیے دلیل فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ صرف شاعری میں بلکہ اردو نثر میں بھی تانیثیت میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جس کے متعلق مقالہ نگار نے تفصیل سے بات کی ہے۔	غلام شبیر رانا۔ اردو ادب۔ تانیثیت۔ حمیدہ معین رضوی۔ عالیہ تقوی۔ صفیہ تاج۔ پروین شاکر۔ فہمیدہ ریاض۔ فرخ زہرا گیلانی۔ لوشی گیلانی۔

غلام ناصر مروت	نقش اسلام در وحدت نوع بشر در آئینہ اسوۂ خیر البشر	۳۵۵ تا ۳۷۷	تمام کائنات وحدت کے اُصول پر قائم و دائم ہے۔کسی ملت میں وحدت کا پیدا ہونا معجزہ سے کم نہیں ہوتا ۔ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ جادوئی انداز سے مفت میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ کسی ایک شخصیت یا بہت سی شخصیات کے خونِ جگر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اگر آج کا مسلمان خلوصِ نیت سے ان تمام حالات کا تجزیہ کرے۔جس سے دنیا کے طول وعرض میں آباد مسلمان گزر رہے ہیں تو اسے اندازہ ہوگا کہ اس عدم اتحاد کی فضاؤں کو ختم کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہی ہماری مدد کر سکتی ہے۔اس لیے کہ یہ وہ تار ہے جس کے ذریعے سے ٹکڑے ٹکڑے ملتِ اسلامیہ دوبارہ ایک جسم واحد میں جوڑی جاسکتی ہے۔زیرِ نظر مقالہ اسی اہم اسلامی نکتہ کی وضاحت وصراحت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔	غلام ناصر مروت۔ مسلم دنیا۔ اسلامی معاشرہ۔ سنتِ رسولؐ۔
فیاض احمد فیضی	قائداعظمؒ اور اُردو	۲۴۱ تا ۲۵۲	برصغیر کی تقسیم سے قبل بھی اردو زبان برصغیر کی مختلف ریاستوں مثلاً حیدرآباد دکن، بھوپال، خیر پور، جے پور، رام پور اور ٹونک کی زبان تھی۔ چترال اور شمالی علاقہ جات کے دفتری کام ۱۸۴۱ء کے بعد سو سال تک اُردو میں انجام پاتے رہے۔چونکہ اُردو ہی ہندوستان کے مسلمانوں کی مشترکہ تہذیب کی پیداوار تھی ۔یہی وجہ تھی کہ قائد اعظم اس بات پہ برابر زور دیتے رہے کہ صرف اردو ہی برصغیر کے مسلمانوں کو جوڑ کے رکھ سکتی ہے۔اسی وجہ سے پاکستان کی قومی زبان اُردو ہونی چاہیے ۔اس مقالے میں مختلف تاریخی ذرائع سے قائد کی اُردو زبان سے محبت کو مختلف تقاریر اور بیانات کے حوالے دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	فیاض احمد فیضی۔ قائداعظم ۔ اردو زبان۔ برصغیر کی تقسیم۔ حیدرآباد دکن۔ بھوپال ۔خیر پور۔ جے پور۔ٹونک ۔

قاسم یعقوب	اُردو شاعری میں رزمیہ عناصر (دکنی عہد سے ۱۸۵۷ء تک)	۴۹ تا ۷۵	اردو شاعری کا دامن باقاعدہ رزمیوں سے خالی نظر آتا ہے۔لیکن رزمیہ کے بکھرے ہوئے عناصر مختلف مثنویوں اور مرثیوں میں موجود ہیں ۔زیرِنظر مقالے میں اردو شاعری کے تاریخی تسلسل میں دکنی ادب سے لے کر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک کے واقعات تک کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ''فتح نامہ بکھیری'' ازمرزا مقیم، ''فتح نامہ نظام شاہ''، ازحسن شوقی، ''علی نامہ'' ازنصرتی، ''خاورنامہ'' ازرستمی، ''جنگ نامہ عالم علی خان'' ازغضنفر حسین جیسی دکنی مثنویاں رزمیہ عناصر سے بھرپور ہیں۔ مقالہ نگار نے ان کا تجزیہ فنکارانہ انداز سے کیا ہے۔مقالہ نگار نے شمالی ہند کی مثنوی ''وقائع شا'' کے علاوہ دبیر کی مثنوی ''جنگ نامہ'' کے علاوہ سودا اور غالب کی شاعری میں بھی رزمیہ عناصر کی نشاندہی کی ایک کامیاب تحقیقی کاوش کی ہے۔اور عہد بہ عہد شاعری میں رزمیہ عناصر کی کمی کی تاریخی وجوہات کا کھوج لگایا ہے۔	قاسم یعقوب ۔ رزمیہ عناصر۔ اردوشاعری۔ جنگ آزادی۔ فتح نامہ بکھیری۔ فتح نامہ نظام شاہ۔ علی نامہ۔ خاورنامہ۔ جنگ نامہ۔ دبستان دکن۔
محمد ارشد اویسی۔ طارق ہاشمی	سرحد (خیبر پختونخوا) اسمبلی میں اردو کے مباحث (آغاز تا ۱۹۹۵ء) محمد ارشد اویسی	۲۶۷ تا ۲۸۰	اُردو یوں تو پاکستان کی قومی زبان ہے لیکن اسے وہ مقام نہیں مل رہا جو اسے قومی زبان کی حیثیت سے ملنا چاہیے۔ فاضل مقالہ نگاروں نے تاریخی شواہد کی بنیاد پر ان تمام قراردادوں کو جمع کیا ہے جو صوبائی سطح پر صوبائی اسمبلی کے اجلاسوں میں اُردو کے حوالے سے پاس ہوتی رہیں ۔اردو کو دفتری اور سرکاری زبان کی حیثیت سے منوانے کے لیے جتنی بھی قراردادیں اور سفارشات خیبر پختونخوا کی صوبائی اسمبلی میں پاس اور منظور ہوتی رہی ہیں۔ مقالے میں ان پر معنی خیز بحث ہوئی ہے۔	محمد ارشد اویسی۔ طارق ہاشمی۔ سرحد اسمبلی۔ قومی اسمبلی۔ دفتری وسرکاری زبان ۔ صوبائی اسمبلی۔

محمد ارشد راشد	کلام غالبؔ میں محبوب کے اعضا ے سراپا کا بیان	۷۶ تا ۸۹	کسی بھی زبان کی شاعری محبوب کے تذکرے سے خالی نہیں ہوتی۔ اور ہر ایک شاعر اپنے محبوب کو ایک خاص رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتا ہے۔ غالبؔ کی شاعری میں محبوب کس حد تک مختلف خد و خال کے ساتھ ہمارے سامنے آیا ہے۔ مقالے میں ان اشعار کے حوالے دیے گئے ہیں جو غالب کی شاعری میں اس کے تصورِ محبوب کی ایک جاندار تصویر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔ محبوب کے ''مژگان''، ''آنکھیں''، ''زلف''، ''دہن''، ''قد و قامت''، اس کی ادائیں، ناز نخرے، ظلم و ستم اور اس کے بے محابا حسن پہ لکھے ہوئے اشعار میں ایک جدت اور انفرادیت موجود ہے۔ اور ان میں غالبؔ نے نت نئے مضامین تراشنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اس حوالے سے غالبؔ کی شاعری میں کروٹیں بدلتے ہوئے محبوب کے جاندار کردار کی مختلف اور منفرد خوبیوں کو محققانہ انداز سے جمع کیا گیا ہے اور ان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔	محمد ارشد راشد۔ کلام غالب۔ تصورِ محبوب۔ سراپا نگاری۔
محمد حامد علی	اشاریہ سازی کی روایت اور فن	۱ تا ۱۴	اشاریہ تحقیق کا ایک جزو لاینفک ہے۔ جس کی مدد سے ہم رسائل، اخبارات اور کتب کی ورق گردانی کی بجاے مختصر وقت میں اپنے مطلوبہ مطبوعہ مواد اور مآخذ تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں اشاریہ سازی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے معتبر حوالوں سے اشاریہ کی تعریف متعین کی ہے۔ اردو ادب میں اس کے آغاز و ارتقاء پہ روشنی ڈالی ہے۔ کتب، اخبارات، رسائل کے اشاریوں اور موضوعی اور خصوصی اشاریہ کی تکنیک پہ تفصیل سے بات کی ہے۔ ترتیب کے حوالے سے اشاریہ کی تین اقسام کا تعین کیا ہے اور ان تمام قسم کے اشاریوں کی جانچ پڑتال کا طریقہ بتایا ہے۔ اشاریہ کے تکنیکی لوازمات کے حوالے سے مقالہ تفصیل کے ساتھ بات کرتا ہے۔	محمد حامد علی۔ اشاریہ سازی۔ گوپی چند نارنگ۔ اشاریہ کی اقسام۔

محمد رفیع ازہر	زبان اب تک تیری ہے!	۱٦۷ تا ۱۹۲	تہذیب کے دائرے میں زبان بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔قومی زبان کو بولنے اور فروغ دینے سے ہم پاکستانی کلچر کی بنیادیں مستحکم کر سکتے ہیں۔جس سے ملک وحدت کی طرف قدم اٹھا سکتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں تین قسم کی زبانیں استعمال کرنا ہماری مجبوری بن چکی ہے۔ہر علاقے کی اپنی مقامی زبان، اردو اور انگریزی، انگریزی زبان ہندی اردو تنازعے کو کھڑا کر کے لارڈ میکالے نے رائج کی تھی۔فورٹ ولیم کالج جس طرح ان کی بعض ضرورتوں کے تحت عمل میں آیا تھا، یہی معاملہ ان کی ایک دوسری اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انگریزی کے رواج کا بھی تھا۔جس سے اب چھٹکارا پانے کی ضرورت ہے۔مقالہ نگار نے عطش درانی کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ جو انگریزی یہاں بولی اور پڑھائی جاتی ہے اصل زبان اس قدر تبدیلیوں سے گزری ہے کہ اس کے مقابلے میں ہماری انگریزی کو غلط انگریزی کے صف میں رکھا جا سکتا ہے۔اور انھی کے بقول اب انٹرنیٹ کی وجہ سے خود انگریزی کا وجود ہی خطرے میں پڑ گیا ہے۔اسی وجہ سے مقالہ نگار کے خیال میں طالب علموں کی تربیت ان کی مادری اور قومی زبان میں ہونی چاہیے۔اس لیے کہ انھی دو زبانوں میں بچوں کی تخلیقی صلاحیتیں پروان چڑھ سکتی ہیں۔	محمد رفیع ازہر۔ پاکستانی کلچر۔ لارڈ میکالے۔ عطش درانی۔ قومی زبان۔ انٹرنیٹ۔ فورٹ ولیم کالج۔

محمد سلیمان اطہر	اردو رسم الخط میں ہائے دو چشمی (ھ) کی حیثیت اور استعمال ایک تنقیدی جائزہ	۹۰ تا ۱۰۱	اردو رسم الخط میں ہائے دو چشمی کا استعمال عام نہیں بلکہ مخصوص ہے۔ اور یہ اردو ابجد کے دیگر صوتیوں کی طرح مفرد اور الگ تکلمی حیثیت کا حامل نہیں ہے۔ اسے کسی بنیادی اردو صوتیے اور ہائے دو چشمی (ھ) کا مرکب قرار دینا، ابتدائی جماعتوں میں طالب علموں کو پڑھانا، لکھانا، سکھانا اور اردو تحریروں میں ہائے ہوز (ہ) کی جگہ بے دریغ استعمال کرنا درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اردو میں دوسری زبانوں سے آنے والے الفاظ نئے صوتیے تشکیل دینے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ اسی وجہ سے عطش درانی کے بقول اردو ابجد مقرر نہیں ہے بلکہ روز افزوں ہے۔ مقالہ انتہائی تفصیل سے محققانہ کھوج کے ساتھ دو چشمی (ھ) کی مستعمل صورتوں پہ بات کرتا ہے۔ اور امثال و دلائل کے ذریعے نت نئے نتائج تک پہنچنے کی کامیاب کوشش کرتا ہے۔	محمد سلمان اطہر۔ اردو رسم الخط۔ ہائے دو چشمی۔ اردو لسانیات۔ ہائے ملفوظی۔ ہائے غیر ملفوظی۔
محمد کبیر	کلام غالب میں تہذیب اسلامی کی نمائندگی	۲۵۳ تا ۲۶۶	اسلامی تہذیب انسانیت کو تو لا اقدار سے نوازتی ہے۔ مذہب تہذیب میں زندگی کی حرارت اور تخلیقی اٹھان پیدا کرتا رہتا ہے۔ محبت اور انسانیت، اور انسان دوستی وہ آفاقی قدریں ہیں جس پہ تہذیب اسلامی کی پوری عمارت اٹھتی ہے۔ مذہبی اقدار یوں تو فلٹر شدہ صورت میں لطافتوں کے لبادے میں اور کسی حد تک شاعری کی تخیل کی رنگ آمیزی کے ساتھ ہماری پوری ادبی روایت کا حصہ رہے ہیں لیکن مقالہ نگار ان کی کارفرمائی غالب کی غزل میں دیکھتا ہے۔ مختلف احادیث اور اشعار کے حوالے دے کے مقالہ نگار نے ان اقدار کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے جس پہ اسلامی اقدار کی اٹھان ہوتی ہے ان آیات مبارکہ کو غالب کے اشعار کے ساتھ جوڑنے کی ایک کوشش ہمیں اس مقالے میں دیکھنے کو ملتی ہے۔	محمد کبیر۔ کلام غالب۔ تہذیب اسلامی۔

محمد وارث خان	ادبی اسلوب اور فیض احمد فیض کے تنقیدی رویے	۱۰۲ تا ۱۱۵	زیرِ نظر مقالے میں بڑے مختصر لیکن جامع انداز سے اسلوب کے خد و خال اُجاگر کیے گئے ہیں۔ اور مختلف حوالوں سے اسلوب کو خیال کا لباس، جسم اور ظرف سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے بعد فیض کے نثری اسلوب پہ بات کی گئی ہے۔ میزان، صلیبیں مرے دریچے میں، سفرنامہ کیوبا، اور مہ و سال آشنائی، کے حوالے ان کے نثری اسلوب کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ میزان کے مضامین ترقی پسندانہ تنقید کی اولین کتابوں میں شمار ہوتے ہیں۔ فیض تنقید تو اپنے ایک خاص ترقی پسندانہ نکتہ نظر سے کرتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ انہوں نے شاعری میں کیا ہے تنقید میں بھی وہ جمالیاتی پہلوؤں کو نظر انداز نہیں ہونے دیتے۔ وہ ادبی تاریخ کا گہرا اور پختہ شعور رکھتے ہیں۔ تنقید میں وہ جذباتیت، اور جانبداری سے اجتناب کرتے ہیں۔ ان کی تنقید بیک وقت تنقیدی بھی ہے اور تخلیقی بھی۔ فاضل مقالہ نگار نے فیض کی تنقید کا خاص طور پر میزان کے حوالے سے خوبصورت تجزیہ پیش کیا ہے۔ اور ان خطوط سے ان کے دھیمے اور مدھم اسلوب کا ایک خاص تاثر قائم کرنے کی بھی کامیاب کوشش کی ہے۔	محمد وارث خان۔ ادبی اسلوب۔ فیض احمد فیض۔ فیض کی نثر۔
محمد طاہر قریشی	اُردو میں کتابیات۔ فہرست سازی کی روایت، مسائل اور تجاویز	۲۱۷ تا ۲۳۲	ویسے تو ہر دور میں کتابیات او فہرست سازی کی اہمیت مسلم رہی ہے لیکن آج کے دور میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فہرست سازی کو زیادہ سائنسی طریقۂ کار کے تحت لایا جائے۔ فاضل مقالہ نگار نے مثالیں دے کر کتابیات کے طریقۂ کار میں اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ اور پہلے سے مروجہ اُصولوں پہ نظرِ ثانی کرنے کی اہمیت پہ نہ صرف زور دیا ہے بلکہ اس فن کے لیے کچھ مفید مشورے بھی دیے ہیں۔	محمد طاہر قریشی۔ اردو کتابیات۔ فہرست سازی۔ فہرست سازی کی۔ روایت۔

نصرت جہان خٹک	الگوی مکاتیب خویشاوندان درکتابهائی گهم انشائی شبہ قارہ	۳۴۳ تا ۳۵۴	برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں کئی صدیوں تک فارسی زبان یہاں کی سرکاری زبان رہی ہے۔تھوڑی سی مدت میں اس نے یہاں کے باشندوں کو اپنی طرف راغب کیا۔ اس لیے کہ یہ یہاں کے بادشاہوں اورتاجروں کی زبان تھی۔ہندی،سنسکرت، اور یہاں کی اورزبانوں اور بولیوں کے مقابلے میں یہ زبان سیکھنی انتہائی آسان تھی۔عدالتوں اوردوسرے انتظامی اداروں میں بولی جانے والی زبان بھی یہی تھی۔ بہت سے لوگوں کا معاش اس زبان سے وابستہ تھا۔اس وجہ سے ادبی حوالوں سے بھی اس نے یہاں کے ادیبوں کومتاثر کیا اورخود بھی جب یہ زبان کاروباری اورمعاشی ضروریات کے تحت یہاں کی گلیوں میں داخل ہوئی تو یہاں کی مقامی زبانوں کے الفاظ کا اس میں داخل ہوا ایک فطری امر تھا۔زیرنظر مقالہ میں فاضل مقالہ نگار نے ان بنیادی نکات پہ روشنی ڈالی ہے کہ مقامی زبانوں کے یہ الفاظ فارسی زبان میں لکھے جانے والے خطوط میں کس طرح سے استعمال ہوئے ہیں۔	نصرت جہاں خٹک فارسی بطورسرکاری زبان تاجروں کی زبان ہندی سنسکرت
یوسف حسین	هنر از دیدگاه دکتر علی شریعتی	۳۰۱ تا ۳۱۴	جدید فارسی شاعری میں ڈاکٹرعلی شریعتی کے فلسفیانہ افکار کے اثرات بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ڈاکٹرعلی شریعتی فن کوافادی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ فن اپنے آپ کو بیدارکرنے اوراحساسِ ذمہ داری کا دوسرا نام ہے۔مذہب،فن اورروحانیت علی شریعتی کی فلسفیانہ سوچ کے مختلف اُبچ دکھائی دیتے ہیں۔جن کی طرف انہوں نے اپنے مخصوص فلسفیانہ افکار کی روشنی میں دیکھا ہے۔علی شریعتی نے تعمیری عرفان کا تصور پیش کیا ہے۔جوزندگی کوتصوف کی منجمد اندازنظر کی بجائے حرکی نکتۂ نظر سے دیکھنے کا نام ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے ڈاکٹرشریعتی تنقید وتخلیق دونوں حوالوں سے انتہائی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔زیرنظر مقالے میں علی شریعتی کے انھی افکار کا تجزیہ منطقی اور مدلل انداز سے کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	یوسف حسین جدید فارسی شاعری علی شریعتی فلسفیانہ افکار روحانیت اورفن

دریافت: ۵ (۲۰۰۶ء)

مدیران: رشید امجد، عابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابو الکلام قاسمی	خواجہ میر درد، ماورائے تصوف	۵۹۹ تا ۶۱۳	خواجہ میر درد، صوفی شاعر یا شاعر صوفی ہونے کے بارے میں دلائل نے مباحث کے نئے راستے کھول دیے ہیں۔ ماورائے حقیقت یا ماورائے فطرت عناصر نے ان کے ارفع اسلوب میں حصہ ڈالا ہے۔ موجودہ مقالے میں خواجہ میر درد کے اسلوب و شاعری میں ماورائے واقعیت اور اس قسم کے دیگر عناصر پر بات کی گئی ہے۔	تصوف۔ خواجہ میر درد۔ ابو الکلام قاسمی۔
ادیب سہیل	قانون ستار۔ ایک جائزہ	۱۳۶ تا ۱۵۶	''قانون ستار'' کے مؤلف و مصنف سید صفدر حسین خان پاٹوڈی ریاست کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر منتظم تھے۔ یہ کتاب ۱۸۷۱ء عیسوی میں شائع ہوئی۔ یہ موسیقی کے بارے میں ہے۔ اس مقالے میں اس کتاب کی تحقیق اور مندرجات پر ستار کے حوالے سے خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	قانون ستار۔ موسیقی۔ ستار۔ ادیب سہیل۔
اسماء ندیم	مقالہ نگاری اور اس کا مقام مختلف اقوام میں	۳۷۱ تا ۴۰۵	اس مقالہ میں مقالہ نگاری کے جوہر کا مطالعہ عربی، فرانسیسی، انگریزی اور اردو زبان میں مقالہ نگاری کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ مصنف نے مقالہ نگاری کے مبادیات اور اس کے ادبی اثرات کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔	دائرۃ المعارف۔ فلوریو۔ مولیئر۔ مونٹین۔ اسماء ندیم۔ مقالہ نگاری۔
اکبر حیدر کشمیری	اردو کا ایک قدیم رسالہ ''مراۃ الہند''	۱۰۱ تا ۱۳۵	پنڈت کشن نرائن کا ''مراۃ الہند'' ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ یہ مقالہ اس قدیم رسالے (مراۃ الہند) کے معلوم شماروں کا تعارفی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس رسالے کی اہمیت اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ یہ اپنے عہد کی اہم تاریخی دستاویز اور جدید اردو جرائد کا اولین نمونہ ہے۔	مراسلہ کشمیر۔ مراۃ الہند۔ مسجع۔ اکبر حیدر کشمیری۔

اللہ بخش ملک	ذات کی وجودی مابعد الطبعیات	۷۹۰ تا ۸۰۰	وجود، ذات اور خودی ایسے موضوعات ہیں، جن پر ہر دور میں کافی توجہ دی گئی۔ فلسفے میں ڈیکارٹ، ہیگل اور کرکیگارڈ وغیرہ وجود پر اپنے اپنے مقالوں کے حوالوں سے کافی شہرت رکھتے ہیں۔ مشرق میں اقبالؔ نے بھی یہی کام کیا۔ انھوں نے وجود اور ذات کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا۔ اس مقالے میں مغرب اور مشرق کے ذات کے متعلق افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	انا۔ خودی۔ ذات۔ وجودیت۔ اللہ بخش ملک۔ مابعد الطبعیات۔
ایم۔ خالد فیاض	کلچر اور سولائزیشن کے اردو متبادلات و مفاہیم	۶۸۶ تا ۷۱۷	اردو میں کلچر اور سولائزیشن کو ایک ہی تناظر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات ان الفاظ کا ترجمہ تہذیب و تمدن کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں کلچر، ثقافت، تہذیب اور تمدن جیسے الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز یہ بھی تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مختلف لکھاریوں نے ان الفاظ کو کس تناظر میں استعمال کیا ہے۔	تمدن۔ تہذیب۔ ثقافت۔ کلچر۔ ایم۔ خالد فیاض
آصف فرخی	اردو افسانوی ادب کی نقاد	۸۴۵ تا ۸۵۷	شائستہ سہروردی افسانوی نقاد کے حوالے سے اتنی مشہور نہیں، لیکن ان کا کام اس قدر عمدہ ہے کہ انھیں ان کے معاصر نقادوں کے ساتھ شمار کیا جانا چاہیے۔ افسانے کے حوالے سے ان کی تنقید مثبت نتائج کی حامل ہے اس لیے قارئین ادب کے لیے بہتر رہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس مقالے کا موضوع افسانے پر ان کی تنقید ہے۔	شائستہ سہروردی۔ آصف فرخی۔ افسانوی نقاد۔
بشریٰ پروین	تحقیق و ماخذ شناسی	۴۱۲ تا ۴۴۳	تحقیق صرف محنت طلب ہی نہیں، بلکہ اس باب میں محقق کو لکھنے کی مختلف تکنیکوں سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے۔ یہ مقالہ تحقیقی تکنیک اور کتابیاتی ماخذ سے متعلقہ تصورات کو زیر بحث لاتا ہے۔ یہ مقالہ قاری کو تحقیق کی مختلف اقسام اور طریقہ ہائے کار سے واقفیت دینے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔	تحقیق۔ ماٰخذ شناسی۔ بشریٰ پروین۔
بشریٰ شریف	میرؔ کے ایک قطعہ کے انگریزی تراجم	۷۵۷ تا ۷۶۹	میرؔ کی شاعری کا مختلف ادوار میں مفصل ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ایک خوب صورت غزل کے ترجمے کی طرف جو ''بتاں کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا'' والے شعر کے حوالے سے مشہور ہے، کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔ راجندر سنگھ ورما اور احمد علی کے ترجموں کا میرؔ کے شاعرانہ روپ کے حوالے سے تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	راجندر سنگھ ورما۔ مرصع ساز۔ میر تقی میر۔ غزل۔ بشریٰ شریف۔

تبسم کاشمیری	ولیم فریزر کا قتل، نواب شمس الدین اور لوک گیت فریجن	۵۵ تا ۷۰	ولیم فریزر ۱۸۳۰ء۔۱۸۳۵ء تک ایسٹ انڈیا کمپنی کا عہدیدار تھا۔ ۲۲ مارچ ۱۸۳۵ء کو اس کو کسی نامعلوم سپاہی نے رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا۔ نواب شمس الدین کو اس جرم میں گرفتار کیا گیا، بعد ازاں انھیں مجرم قرار دے کر پھانسی دی گئی۔ مرزا غالبؔ کا بھی اس کیس میں کردار رہا۔ ولیم فریزر کی مشرقی عورت کے ساتھ محبت زبان زد خاص و عام ہے۔ ایک میواتی عورت کے ساتھ ان کا معاشقہ لوک گیت کی زینت بنا۔ یہ مقالہ ہمیں ولیم فریزر کے قتل اور معاشقے کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔	تبسم کاشمیری۔ فریجن۔ لوک۔ گیت۔ میجر پیو۔ ولیم فریزر۔
تبسم کاشمیری	اورل ہسٹری اور اردو ادب	۲۶۰ تا ۲۷۹	موجودہ مقالے میں اردو ادب میں اورل ہسٹری کی اہمیت سے بحث کی گئی ہے۔ اورل ہسٹری کی ضرورت و افادیت اور اس کے حوالے سے اہم مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے اور مستقبل میں اس کے امکانات کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔	اورل ہسٹری۔ تھامپسن۔ تبسم کاشمیری۔ اردو ادب کی تاریخ
جمیل جالبی	بہادر شاہ ظفر۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۱۱ تا ۵۴	بہادر شاہ ظفر نہ صرف آخری مغل تاجدار تھے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے عہد کے نمائندہ شاعر بھی تھے۔ ان کی شاعری اپنے دور کے معاشرتی، سیاسی، سماجی و معاشی حالات کی مکمل دستاویز ہے۔ یہ مضمون ان کی زندگی اور ادبی خدمات کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ یہاں ان کے عہد، شخصیت اور شاعری کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بہادر شاہ ظفر کا انگریزوں کے ساتھ تعلق اور حکومت ہند کے اُتار چڑھاؤ کا مفصل جائزہ بھی لیا گیا ہے۔	بہادر شاہ ظفر۔ تخت۔ رنگون۔ عہد۔ شخصیت۔ شاعری۔ جمیل جالبی۔
رشید امجد	جدید سندھی ادب۔ ایک جائزہ	۸۵۸ تا ۸۷۰	اپنی قدامت اور ادبی نتائج کے حوالے سے سندھی پاکستانی زبانوں میں خاص مقام کی حامل ہے۔ سندھی ادب نہ صرف اسالیب اور تکنیکوں کے حوالے سے اپنے آپ کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالتا ہے، بلکہ جدید رجحانات کے حوالے سے بھی اس نے یہ رویہ اپنایا ہے۔ اس مقالے میں مظہر جمیل کی تحقیقی کتاب ''جدید سندھی ادب۔ ایک جائزہ'' کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔	آہنگ۔ تغیرات۔ محققین۔ رشید امجد۔ جدید سندھی ادب۔ ڈھالتا۔

روبینہ ترین	عورت کا نقش، اردو شعروادب کے تناظر میں	۶۱۴ تا ۶۲۴	اردو کی پہلی شاعرہ ماہ لقا چندا بائی کا تعلق دکن سے تھا۔دکنی دور میں خواتین بطور خاص اردو گیت وغزل کا موضوع رہی ہیں۔سماجی اخلاقیات میں عورت نا قابلِ رشک کردار ہے۔ یہ مرد کی ماتحت ہے اس لیے اس کا گھر اور باہر کا تصور واضح ہے۔عورت کا تصور اردوادب کا ایک اہم موضوع ہے، جس پر مرد کے تعصب کی چھاپ پڑی ہے۔اگر ایک طرف مرد نسائی عزت کا ذمہ دار ہےتو دوسری طرف اس کو طوائف بنانے میں مرد ہی کا حصہ ہے۔اس مقالے میں ان مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔	تجسیم۔ عورت۔ملامتیہ۔ روبینہ ترین۔ اردوشعروادب۔
روبینہ شاہجہاں	مظفر علی سید بطور مترجم	۶۶۳ تا ۶۷۹	مظفر علی سید کا شمار اُن ادیبوں میں ہوتا ہے، جو تنقید اور ترجمہ ہر دو حوالوں سے اہمیت کے حامل ہیں۔اس مقالے میں ان کے تراجم کی عمدگی اور ان کے اسلوب سے بحث کی گئی ہے۔	شوپنہار۔غایت۔ مظفر علی سید۔ تراجم۔اسلوب۔ روبینہ شاہجہاں۔
روبینہ شہناز	کتابیات اور اشاریہ	۴۰۶ تا ۴۱۱	مقالہ نگاری کے مختلف اجزاء اور مراحل ہیں۔کتابیات اس کا آخری مرحلہ ہے۔کتاب کے شائع ہونے کے بعد اس کتاب کا اشاریہ بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس مقالہ میں کتابیات کے مختلف طریقوں، بنیادی اور ثانوی مآخذ اور اشاریہ سازی کے بنیادی اصولوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	الفبائی۔ مندرجات۔ وان ڈیلن۔ روبینہ شہناز۔ کتابیات۔
سرفراز ظفر	اردو میں مستعمل فارسی مرکبات میں ''یا'' کا کردار	۵۲۹ تا ۵۳۷	اُن تمام زبانوں میں جنھوں نے اردو کی بناوٹ اور ترقی میں حصہ لیا ہے، فارسی سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔اس مقالے میں فارسی سے مختلف مستعار الفاظ خصوصاً لفظ ''یا'' کا تجزیہ کیا گیا ہے اور مختلف زاویوں سے اس لفظ کے اردو زبان میں استعمال وکردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	تجزیہ۔فارسی مرکبات۔مرکب توصیفی۔مستعار الفاظ۔سرفراز ظفر۔ فارسی مرکبات۔
سید عبدالغفار بخاری	کتبِ لغات ومعاجم کا تعارف اور ان کا طریقۂ استعمال	۱۸۵ تا ۲۱۹	آغاز سے اب تک مرتبہ عربی لغات کا اپنا نظام ہے۔ان کے متعلق یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تین طرح کے نظام اختیار کیے گئے ہیں۔ترتیب مخرج، دوسرا حروف تہجی (بلحاظ حرف اوّل) تیسرا حروف تہجی (بلحاظ حرف آخر) مصنف نے ان نظاموں کا مفصل تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے اور لغت سے استفادہ کرنے کا صحیح طریقہ بھی بتایا ہے۔	ارسطو۔لاغوس۔ لغۃ۔معجم۔ سیّد عبدالغفار بخاری۔ کتبِ لغات۔

سید علی انور	اسلامی قانون سازی میں سنتِ رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت	۸۰۱ تا ۸۲۹	اسلامی فقہ کا دوسرا بڑا ماخذ سنت ہے۔ اس مقالے میں قانون سازی کے حوالے سے سنت کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اولاً سنت رسول ﷺ کے قانونی پہلوؤں اور شریعت کے خدوخال سے بحث ملتی ہے جبکہ ثانیاً سیاسی، دستوری اور تشریحی حوالے سے لیگل قانون پر سنتِ رسول ﷺ کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	حاکمیت۔ قانون سازی۔ محکوم علیہ۔ سید علی انور۔
سیما صغیر	رشید جہاں کے افسانوں میں عورت	۶۸۰ تا ۶۸۵	رشید جہاں اردو افسانے کا اہم نام ہیں۔ وہ اردو افسانے کو ایک نئی جہت دینے کے لیے مشہور ہیں۔ ان کے افسانے انقلابی روح کو بیدار کرنے کے حوالے سے شہرت کے حامل ہیں۔ علاوہ ازیں عورت بھی ان کے افسانوں کا اہم موضوع رہی ہے۔ یہ مقالہ ان کے تصورِ عورت سے بحث کرتا ہے۔	ام الخبائث۔ وراثت۔ سیما صغیر۔ عورت۔
شازیہ آفتاب	اُردو املا از مولوی غلام رسول مہر	۵۶۱ تا ۵۷۰	غلام رسول کا تعلق حیدر آباد دکن سے تھا۔ وہ اردو املا کے اُصولوں پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ اردو املا کے حوالے سے ان کے بتائے ہوئے اصول قارئین کرام کے لیے بیش بہا سرمایہ ہے۔ اس مقالے میں اردو املا کے مختلف اصولوں کی روشنی میں غلام رسول مہر کے بتائے ہوئے اردو املا کے اصولوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔	املا۔ زنجیرہ۔ مصوتے۔ مقصورہ۔ شازیہ آفتاب۔
شفیق انجم	مثنوی گلزار فقر۔ تدوین متن اور لسانی جائزہ	۲۲۰	''مثنوی گلزار فقر'' کو غلام میر محی الدین میر پوری نے ۱۱۳۹ھ میں تحریر کیا۔ مثنوی کا موضوع تصوف ہے جبکہ اس کے کل اشعار کی تعداد ۴۴۹ ہے۔ اس مثنوی کو اردو زبان و ادب کی تاریخ میں کافی اہمیت حاصل ہے۔ اس مقالے میں مثنوی کے متن کی تدوین کی گئی ہے اور اس کا لسانی حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے	مثنوی گلزار فقر۔ غلام میر محی الدین میر پوری۔
شمیم طارق	اردو لغات میں اختلاف کا مختصر جائزہ	۵۴۹ تا ۵۶۰	اُردو لغات میں مختلف قسم کے اختلاف پائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات مختلف الفاظ کے لغوی معانی میں کثرت اختلاف کی وجہ سے قارئین کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس مقالے میں مختلف الفاظ کے معانی میں اختلاف کی مختلف وجوہات اور ان سے جنم لینے والے مختلف قسم کے مسائل کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔	لغت آصفیہ۔ نسیم اللغات۔ نور اللغات۔ شمیم طارق۔

صغیر افراہیم	داستانوں کا عروج و زوال	۲۸۰ تا ۳۱۹	یہ مقالہ مختلف داستانوں کے عروج و زوال کی مفصل داستان ہے۔ داستان کی صنف خاص تاریخی ادوار اور خاص معاشرتی و سماجی حالات میں پنپتی ہے۔اس مقالے میں داستانوں کی مختلف اقسام، اسلوب اور تکنیک اور اس عہد کو جس میں اس خاص صنف نے جنم لیا کو مدِنظر رکھ کر جائزہ لیا گیا ہے۔	کتھاؤں۔کلیلہ و دمنہ۔کنور اودے۔ رانی کیتکی۔ صغیر افراہیم۔ داستان۔
صغیر افراہیم	طلسم ہوشربا: ماضی تا حال	۳۲۰ تا ۳۲۸	''طلسم ہوشربا'' اردو ادب کی طویل ترین داستان ہے۔یہ داستان ۴۷ جلدوں اور پچاس ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔یہ داستان کسی ایک مصنف کی تحریر نہیں، بلکہ کئی ایک مصنفین کی مشترکہ تحریری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس مقالے میں اس طویل ترین داستان کا تکنیکی، موضوعاتی اور اسلوبیاتی حوالے سے مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ اس عہد کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس میں یہ تصنیف منظرِ عام پر آئی۔	امیر حمزہ۔پیڑھی۔ سمع۔ہوش ربا۔ صغیر افراہیم۔
صوبیہ سلیم	منٹو کے مطعون افسانے۔نقادوں کی نظر میں	۷۷۰ تا ۷۸۹	سعادت حسن منٹو وہ افسانہ نویس ہیں، جن کے بارے میں ہمیشہ کہا گیا کہ ان کی تحریروں میں اشتہا کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اشتہا اک ایسی اصطلاح ہے جس کی واضح طور پر شرح نہیں کی جا سکتی۔یہ مقالہ منٹو کے ان افسانوں کا تجزیہ کرتا ہے جن پر قانونی فیصلے دیے گئے۔ نیز یہ جاننے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ آیا وہ افسانے واقعی اشتہا انگیز تھے۔	تکریم۔سطحی۔ مطعون افسانے۔ صوبیہ سلیم۔
طیب منیر	حسرت آزاد اور قفس آباد فیض	۷۷ تا ۸۸	یہ مقالہ دو خطوط کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ ایک وہ خط جو چراغ حسن حسرت نے فیض کو لکھا، اور دوسرا اس خط کا جواب جو فیض نے چراغ حسن حسرت کو دیا۔ دوسرا خط شائع ہوا، جبکہ پہلا خط غیر مطبوعہ ہے۔ یہ خطوط ان دو عظیم فن کاروں کے درمیان رشتے کی نوعیت کو ظاہر کرتے ہیں۔	حسرت آزاد۔ خریطۃ الجواہر۔ قفس۔گنا بیگم۔ طیب منیر۔

عابد سیال	''متفرقات غالب'' ـ ایک جائزہ	۸۶۸ تا ۸۷۱	اردو نثر کے اسلوب اور ارتقاء کے حوالے سے غالبؔ کے خطوط سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں ـ اردو کے علاوہ غالبؔ فارسی میں بھی خطوط کا ایک گنجِ گراں مایہ رکھتے ہیں، جو اردو زبان و ادب کے کچھ قارئین کو فارسی سے عدمِ واقفیت کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ـ ''متفرقاتِ غالب'' غالبؔ کے پچاس فارسی خطوط کے تراجم کا مجموعہ ہے ـ اس مقالے میں ترجمہ اور غالبؔ کے فارسی خطوط کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے ـ	غالبیات ـ خطوطِ غالب ـ عابد سیال ـ
عزیز احمد خان	ادب کیا ہے؟	۵۷۱ تا ۵۹۸	یہ مقالہ اردو ادب اور اس کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے ـ خاص طور پر جدید دور میں موضوع، اسلوب اور مواد کی اہمیت سے بحث سے کرتا ہے ـ جدید نقاد ادب کے تخیلاتی، تخلیقی اور تشکیلاتی پہلو کا حوالہ دیتے ہیں ـ تخیلاتی اور تخلیقی پہلو پر زور نہیں دیا جاتا، لیکن رسمیات اور تشکیلات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے ـ یہ مقالہ ادب بطور فن، عصری اظہار، تخیل، ادبی زبان وغیرہ جیسے مسائل پر بحث کرتا ہے ـ	کمیونیکیٹ ـ کولنز ـ مختصر ـ ویبسٹر ـ عزیز احمد خان ـ اردو ادب ـ
عطش درانی	تقابلی لسانیاتی تحقیق کے مسائل	۷۲ تا ۷۵	زبان کو دو بنیادی طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے ـ زبانی ابلاغ اور تحریری ابلاغ، جن سے مختلف اصناف جنم لیتی ہیں ـ اس نوعیت کا موازنہ تحقیق کے میدان میں پاکستانی زبانوں کے تقابلی مطالعہ کے لیے ضروری ہے ـ یہ مقالہ ہمیں مباحث اور تحقیق کے مختلف زاویے فراہم کرتا ہے جو اردو کے قارئین کے لیے زبان کے مسائل میں کارآمد ثابت ہو سکتا ہے	زبانی ابلاغ ـ تحریری ابلاغ ـ موازنہ ـ عطش درانی ـ
عقیلہ جاوید	بیانیہ افسانہ کیا ہے؟	۶۴۵ تا ۶۵۵	بیانیہ افسانہ اردو افسانے کی مشہور صنف ہے ـ اس میں بیانیہ اسلوب اہمیت رکھتا ہے ـ اس مضمون میں بیانیہ اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے مصنفہ نے بیانیہ افسانے کی اسلوب، تکنیک اور اس کی تاریخی اہمیت سے بحث کی ہے ـ انھوں نے اپنے دلائل کو مختلف افسانوں سے اقتباسات کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے ـ	بیانیہ افسانہ ـ اسلوب ـ عقیلہ جاوید ـ

فوزیہ اسلم	تکنیک اور اسلوب کے مسائل	۷۱۸ تا ۷۵۶	افسانے کے تناظر میں تکنیک کو تخلیق کے مماثل سمجھا گیا ہے۔ دراصل تکنیک تخلیق ہی کا نتیجہ ہے۔ مصنف جس طرح اپنے مواد کو پیش کرتا ہے اسی کو تکنیک کا نام دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تکنیک الفاظ کے انتخاب، طریقۂ اظہار اور اسلوب کے تنوع کو جنم دیتی ہے۔ اس مقالے میں افسانے کے اسلوب اور مختلف تکنیکوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔	آرٹ۔ تکنیک۔ رقص۔ ہیئت۔ فوزیہ اسلم۔
کشور تصدق	برصغیر کی نامور خواتین کا تذکرہ ''نسوانِ ہند''۔ ایک جائزہ	۴۴۴ تا ۴۶۹	فصیح الدین بلخی کا تذکرہ ''نسوانِ ہند'' ۱۹ویں صدی کی پچاس مشہور خواتین کی زندگیوں سے بحث کرتا ہے۔ اس مقالے میں اس اہم دستاویز پر اس کے مندرجات کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔	بلخی۔ بیاض۔ گلشن گفتار۔ نکات۔ الشعراء۔ کشور تصدق۔
گوہر نوشاہی	مثنوی سر مکون	۸۹ تا ۱۰۰	مثنوی سر مکون اردو ادب میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ''پنجاب میں اردو'' حافظ محمود شیرانی کی مشہور کتاب ہے، اس میں بھی اس مثنوی کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس مقالے میں اس باب سے بحث کی گئی ہے کہ لسانی طور پر یہ مثنوی اردو شاعری میں فارسی روایت کا ردِعمل ہے۔ اس کتاب میں مقامی روایات کو اردو شاعری کے مقابلے میں ترجیح دی گئی ہے۔ اس کتاب کا موضوع تصوف ہے۔ البتہ پنجاب میں ابھرتے ہوئے رجحانات کے تحت اسے اردو ادب کی تاریخ میں اک نئے زاویے سے دیکھا جا سکتا ہے۔	سر مکون لنگو فرانکا۔ ہولکر گوہر نوشاہی۔
محمد افضال بٹ	پروفیسر محمود بریلوی اور ڈاکٹر انور سدید کی مختصر تواریخ کا تقابلی جائزہ	۴۷۰ تا ۵۱۱	اردو کی مختصر تاریخ نویسی نسبتاً ایک جدید صنف ہے۔ اس مقالے میں دو مختصر تواریخ، ایک ڈاکٹر انور سدید کی تاریخ اور دوسری پروفیسر محمود بریلوی کی تاریخ کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہاں دونوں تحقیقی کاوشوں کا تنقیدی، تحقیقی، تکنیکی اور اسلوبیاتی حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	آگرہ۔ بہار۔ تاریخ ادب۔ دکن۔ محمد افضال بٹ۔ مختصر تواریخ۔ تقابلی مطالعہ۔
محمد آفتاب احمد	اُردو تحریر کے بنیادی اُصول	۵۳۸ تا ۵۴۸	اس مقالے میں تحریری تکنیک، اس کے مسائل اور ان مسائل کے حل کا عمیق مطالعہ کیا گیا ہے۔ تحریر کے مبادیات سے عدم واقفیت قاری اور مصنف دونوں کے لیے پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ بعض اوقات مصدقہ تحریریں بھی ان اصولوں سے عدم واقفیت کی وجہ سے بُرا اثر چھوڑتی ہیں۔ اس مقالے میں ان مبادیات کو قاری سے متعارف کروانے اور تقریباً ۱۳۹ اُصولوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔	تحریری تکنیک۔ مسائل۔ محمد آفتاب احمد۔ اردو تحریر کے اصول۔

محمد پرویش شاہین	بلتی	۵۱۲ تا ۵۲۸	پاکستان کے شمال میں بلتستان کا خوب صورت علاقہ واقع ہے۔ اس علاقے کا دارالخلافہ سکردو ہے۔ اس کی زبان بلتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقالہ نہ صرف بلتستان کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے، بلکہ بلتی زبان، اس کی تاریخ اور زبان اردو کے ساتھ اس کی مشابہتوں اور اہم پہلوؤں کا تجزیہ بھی کرتا ہے۔	استور۔تنجراب سکردو۔ملاکنڈ محمد پرویش شاہین۔ بلتی۔
مطلوب احمد	وقفِ اسلامی کی ضرورت و اہمیت	۸۳۰ تا ۸۴۴	وقف کا بنیادی تعلق دنیاوآخرت میں جزا کے تصور سے ہے۔ وقف کی مختلف اقسام کا اسلامی تاریخ کے اولین دور سے گہرا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وقف کو انفاق فی سبیل اللہ کا جوہر قرار دیا ہے۔ اس مقالے میں وقف کے معنی، فقہ اسلامی اور سماج کے حوالے سے اس کے اثرات پر بحث کی گئی ہے۔	امر بالمعروف۔ ثواب۔معتدل۔ وقف۔ مطلوب احمد۔
مکیش اکبرآبادی	تاج محل اور اس کے معمار	۱۵۷ تا ۱۷۳	یہ مقالہ تاج محل کی تعمیر پر ایک تحقیقی کاوش ہے۔ یہ اس بات کو سامنے لاتا ہے کہ تاج محل پر کتنا وقت اور کتنے وسائل صرف ہوئے۔ یہ تاج محل کے مختلف پہلوؤں کا بھی جائزہ لیتا ہے۔ساتھ ساتھ اس کے مختلف حصوں کی پیمائش بتائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کی تعمیر میں کون سے معمار اور دستکار شامل تھے۔	اوہالی۔ +تھولی جوئنی۔ رمائی تاج محل۔تعمیر۔ مکیش اکبر آبادی۔
مہر نور محمد خان	ڈاکٹر محمد باقر کی ایک غیر مطبوعہ تحریر	۳۲۹ تا ۳۷۰	ڈاکٹر محمد باقر صدر شعبۂ فارسی اور ینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کے پرنسپل تھے۔ انھوں نے سراج الدین علی خان آرزو کی کتاب ''مجمع النفائس'' کی تدوین شروع کی، لیکن چند وجوہات کی بنا پر اسے مکمل نہ کر سکے۔ اس کتاب پر ان کی تنقید ابھی تک غیر مطبوعہ تھی، جس کو اس مقالے میں مختصر تعارف کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔	المعاصرین۔ اڈوپرشین۔مجمع النفائس۔مخزن۔ الغرائب۔سراج الدین علی خان۔ آرزو۔مہر نور محمد خان۔
میاں مشتاق احمد	بہاول پور کی دو ناول نگار خواتین	۶۲۵ تا ۶۴۴	جمیلہ ہاشمی اور بشریٰ رحمٰن اردو کی دو ناول نگار ہیں۔ ان دونوں کا عہد، زبان و ثقافت اور علاقہ ایک ہی ہے۔ انھوں نے ناول بھی ایک ہی تعداد میں لکھے ہیں۔ دونوں خواتین مرقع نگاری کے حوالے سے اہمیت رکھتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دونوں ایک ہی نسل کی نمائندہ ہونے کی دعویدار ہیں۔ اس مقالے میں تنقیدی و تحقیقی حدود کے اندر دونوں کی ناول نگاری کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	باپ دستم۔تلاش بہاراں۔ روہی۔کپلنگ۔ میاں مشتاق احمد۔

ناصر عباس نیر	نوکلاسیکیت	۶۵۶ تا ۶۶۲	ڈرائیڈن کو انگلش میں باقاعدہ نقاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے اپنے تنقیدی نظریات کے لیے فرانس کے نوکلاسیکی خیالات سے استفادہ کیا ہے۔ اس وقت فرانس کو ادب ہی نہیں بلکہ ہر شعبۂ زندگی میں نمونہ کی سی حیثیت حاصل تھی۔ مقالہ ان ادیبوں اور نقادوں کے اسالیب کا جائزہ پیش کرتا ہے جن کے پیچھے نوکلاسیکیت کارفرما تھی۔	آنکلز۔ ڈرائیڈن کنز رویو۔ مقنن ناصر عباس نیر۔ نوکلاسیکیت۔ ناصر عباس نیر۔ نوکلاسیکیت۔
ہاشم شیر خان	انیسویں صدی کا ایک گمنام ناول نگار	۱۷۴ تا ۱۸۴	لالہ دولت رائے کا ناول ''سچا یا ترّی'' ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا۔ یہ انیسویں صدی کے ایک نسبتاً گمنام ناول نگار ہیں۔ ناول کے ۱۵ ابواب ہیں، جبکہ اوراق کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ حیرت انگیز طور پر اردو ادب کی کسی تاریخ میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ مقالے میں ناول اور اس کے مصنف کے بارے میں کافی مواد پیش کیا گیا ہے نیز ناول کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔	آنند پور۔ دولت رائے۔ سچا یا ترّی۔ تیجی منزل۔ ہاشم شیر خان۔

دریافت:۶ (۲۰۰۷ء)

مدیران: رشید امجد، حامد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	تاریخ ادب اردو: ۲۰۰۷ء تک میں منقول تاریخوں کا تحقیقی مطالعہ	۲۳۸ تا ۲۷۱	مختلف ادوار میں اردو ادب کی تواریخ لکھی جاتی رہی ہیں اور محققین کے دستیاب ماخذ کی بنیاد پر ان میں سنین کے اندراج کو اہم سمجھا جاتا ہے۔تاہم متعدد تواریخ میں سنین کے اندراج میں حد درجہ تفاوت اور عدم توازن ہے۔زیر نظر مقالے میں تواریخ میں سنین کے اندراج کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور اغلاط کو نشان زد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	تاریخ ادب اردو۔ تحقیق۔ تاریخ۔ ابرار عبدالسلام۔
ایم خالد فیاض	پطرس بخاری کی تنقید	۸۱۴ تا ۸۳۶	اردو مزاح نگاری کی روایت میں پطرس بخاری سب سے ممتاز اور نمایاں ہیں۔مزاح کے ساتھ ساتھ پطرس نے تنقید بھی لکھی۔ اس مقالے میں پطرس کے تنقیدی رویے اور اس کی اختصاصی شناختوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔پطرس بخاری کا تنقیدی سرمایہ اگرچہ کم ہے لیکن اردو تنقید کے روایتی انداز سے مختلف اور ممتاز ہے۔	پطرس۔تنقید۔ مزاح۔بیسویں صدی۔ ایم خالد فیاض۔
تبسم کاشمیری	سن ستاون کی دلی	۳۷ تا ۱۱۶	۱۸۵۷ء برصغیر کی تاریخ میں ایک اہم موڑ ہے۔سن ستاون میں دلی کی صورت حال کیا تھی اور مختلف ذرائع اس بابت کیا کہتے ہیں؛ اس مقالے میں بحث کا موضوع ہے۔باغیوں کی یلغار، قلعے کی صورت حال، انگریز فوجوں سے تصادم اور عام لوگوں کے مسائل کا تذکرہ مستند ماخذ کی روشنی میں کیا گیا ہے۔	سن ستاون۔دلی۔ غدر۔آزادی۔تبسم کاشمیری۔
جاوید رحمانی	محمد حسین آزاد اور غالب تنقید	۲۷۲ تا ۲۹۷	محمد حسین آزاد اردو تنقید کے معماروں میں سے ہیں۔ان کی کتاب ''آب حیات'' تذکرہ و تنقید کی درمیانی کڑی ہے۔ غالب کے حوالے سے ان کے بعض بیانات محل نظر ہیں۔اس مقالے میں ان بیانات اور ان کے پس منظر کو تحقیقی انداز میں سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	آزاد۔محمد حسین۔ غالب۔تنقید۔آب حیات۔کلام غالب جاوید رحمانی۔

جمیل جالبی	محمد مومن خان مومن: سوانح و شخصیت	۹ تا ۳۶	مومن خان مومن انیسویں صدی کے اہم شاعر کے طور پر تاریخ ادب کا حصہ ہیں۔ وہ غالب کے معاصر اور دلی کی ثقافتی و تہذیبی زندگی کا آئینہ تھے۔ ان کی سوانح اور شخصیت کے بارے میں کئی تحقیقی تسامحات ہیں۔ زیر نظر مقالے میں ان تسامحات کے رفع کی کوشش کی گئی ہے۔ مومن کی تاریخ ولادت و وفات اور ان کی شخصیت کے منفرد پہلوؤں پر معاصر شواہد کی روشنی میں تفصیلی بحث کی ہے۔	مومن۔ سوانح۔ شخصیت۔ غالب۔ ذوق۔ سن ستاون۔ جمیل جالبی۔
خالد محمود سنجرانی	مغرب کے افسانوی ادب میں نیوراتی کردار	۴۰۵ تا ۴۳۲	افسانوی ادب میں کرداروں کی اہمیت مسلّم ہے۔ کردار ہی کہانی کو آگے بڑھانے اور اس کی معنوی جہات میں تہ داری لانے کا باعث بنتے ہیں۔ مغرب کے افسانوی ادب میں نیوراتی کرداروں کو زیر نظر مقالے میں موضوع بنایا گیا ہے۔ نیوراتی کرداروں پر یہ تحقیق مغربی افسانوی ادب کی تفہیم میں مددگار ثابت ہوگی۔	مغرب۔ افسانوی ادب۔ نیوراتی۔ کردار۔ نفسیات۔ فرائڈ۔ خالد محمود سنجرانی۔
راشد حمید	علامہ اقبال کا تصور تاریخ	۲۷۱ تا ۲۹۷	علامہ اقبال کا تصور تاریخ حرکی ہے اور اس تصور تاریخ سے مختلف ہے جو برصغیر میں عہد قدیم سے فکری تسلسل کا حصہ بنتا آیا ہے۔ یہ اس جدید مغربی تصور تاریخ سے بھی خاصی حد تک ممتاز ہے جس کی نمو انیسویں صدی کے مغرب میں ہوئی ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے کلام اور بیانات کی روشنی میں تفہیم کرنے اور نتائج پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	تاریخ۔ تصور۔ علامہ اقبال۔ فرد۔ معاشرہ۔ ملت۔ راشد حمید۔
ریاض قدیر	کلام فیض میں ہاتھ کی علامت	۷۸۸ تا ۸۰۱	فیض احمد فیض نے ترقی پسند فکر کو اپنی شاعری میں پورے ہنر اور فنی کاری گری کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا علامتی نظام بہت توجہ طلب ہے۔ اس مقالے میں فیض کی شاعری میں ہاتھ کی علامت کی معنوی جہات کو نمایاں کیا گیا ہے۔	فیض۔ کلام۔ ہاتھ۔ علامت۔ ریاض قدیر۔
سعادت سعید	مدح کے چند عمومی محرکات	۱۱۷ تا ۱۳۶	مدح قدیم سے انسان کی فطرت رہی ہے۔ مدحیہ قصائد اور شاعری قوموں کی تاریخ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مدح کے نفسیاتی، سماجی، معاشی اور مذہبی محرکات کیا ہیں اور مختلف زمانوں میں اس کی کیا صورتیں رہی ہیں؛ اس مقالے میں ان امور سے بحث ہے۔	مدح۔ محرکات۔ خدا۔ شخصیت۔ قصیدہ۔ سعادت سعید۔

سہیل عباس بلوچ	دیباچہ فسانۂ عجائب: اصطلاحات ومحاسن	۴۴۳ تا ۵۸۴	فسانۂ عجائب اردو کے کلاسیکی متون میں ایک اہم مقام کا حامل متن ہے۔اس کی لسانی خصوصیات کے حوالے سے بحث و تکرار جاری ہے۔زیرنظر مقالے میں فسانۂ عجائب کے دیباچے میں مستعمل اصطلاحات پرتوجہ مرکوز کی گئی ہے۔سیاق وسباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان اصطلاحات کی معنوی جہتوں کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔	فسانۂ عجائب۔ دیباچہ۔محاسن۔ اصطلاحات۔سہیل عباس بلوچ۔
شاکر کنڈان	میں کیہ جاناں کون: کبیرا	۲۹۸ تا ۳۵۴	کبیر کی شاعری کے موضوعات، اس کی تاریخی اہمیت اور اسلوب پر اگرچہ بہت سا مواد ہے لیکن کبیر کی شاعری کی حقیقی روح اور اس تناظر میں بعض مابعدالطبیعیاتی نشانات سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں کبیر کے حوالے سے ان نشانات کو اہمیت دی گئی ہے اور ایک واضح فکری تناظر میں تفہیم کبیر کی طرف قدم بڑھایا گیا ہے۔	کبیر۔قدیم ہند۔ اساطیر۔شاعری۔ پنجابی۔ شاکر کنڈان۔
شبیر احمد قادری	خودنوشت سوانح عمری اور حافظ لدھیانوی	۸۰۲ تا ۸۱۳	حافظ لدھیانوی کا نام ایک نعت گوشاعر کی حیثیت سے نمایاں تر ہے۔انھوں نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور شعروشاعری سے وابستہ رہے۔اس مقالے میں ان کی خودنوشت سوانح عمری کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس سوانح عمری کی لسانی وفنی شناختوں کو معاصرادبی رجحانات کے تناظر میں بطورخاص مرکزتوجہ بنایا گیا ہے۔	بیسویں صدی۔ خودنوشت ۔حافظ لدھیانوی۔ سوانح ۔نثر۔ شبیر احمد قادری۔
شکیل پتافی	اردو کا موزوں ترین رسم الخط	۵۹۱ تا ۶۰۶	اردولسانیات میں رسم الخط کی بحث خاصی اہم ہے۔اردو کے موزوں ترین رسم الخط کے حوالے سے اس مقالے میں دلائل دیے گئے ہیں اور مختلف رسم الخط کے تقابل سے حاصل ہونے والے نتائج پیش کیے گئے ہیں۔	اردو۔رسم الخط۔ عربی۔فارسی۔ دیوناگری۔ شکیل پتافی۔
شزرہ منور	لوگول سے موجودہ فرانس تک	۸۴۷ تا ۸۶۴	فرانس کی تاریخی حیثیت مختلف ادوار میں مختلف رہی ہے۔اس مقالے میں لوگول سے موجودہ فرانس تک جمہوریہ فرانس کے سفر کو موضوع بنایا گیا ہے۔فرانس کی جغرافیائی اہمیت ۔انقلاب فرانس اور سوسالہ جنگ کو مستند ماخذ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔	لوگول ۔فرانس۔ انقلاب۔ جدیدیت۔ شزرہ منور۔

صوفیہ یوسف	اردو صحافت اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	۲۱۳ تا ۲۲۰	انیسویں صدی میں اردو صحافت ارتقاء پذیر تھی اور مختلف ادارے اور شخصیات اس کی ترقی کے لیے کوشاں تھے۔ زیرنظر مقالے میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور اردو صحافت کے تعلق کی وضاحت کی گئی ہے۔ معاصر شواہد کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ کس طرح اس تعلیمی سوسائٹی نے اردو صحافت کے ارتقاء میں اپنا کردار ادا کیا۔	اردو صحافت۔ ایجوکیشن۔ انیسویں صدی۔ مسلم کانفرنس۔ صوفیہ یوسف۔
عامر سہیل	مجید امجد کی شعری لفظیات کا مطالعہ	۷۶۵ تا ۷۸۶	مجید امجد جدید نظم کے نمائندہ شاعر ہیں۔ ان کے موضوعات کے ساتھ ساتھ لسانی تجربے بھی توجہ طلب ہیں۔ اس مقالے میں مجید امجد کی شعری لفظیات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ مجید امجد کی لفظ شناسی، شاعری میں الفاظ کے استعمال اور معنی آفرینی کی نئی جہتوں کو یہاں مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔	مجید امجد۔ لفظیات۔ عامر سہیل۔ شاعری۔ نظم۔
عائشہ سعید	اردو کا لسانی سرمایہ	۲۰۷ تا ۲۳۶	اردو کے بارے میں عام رویہ یہی ہے کہ یہ ایک مخلوط زبان ہے اور اس میں متعدد زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ بالخصوص عربی، فارسی، ترکی اور اب انگریزی وغیرہ۔ زیرنظر مقالے میں اردو کے لسانی سرمائے پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اس پس منظر کی بھی وضاحت کی گئی ہے جو اس سرمائے کی تشکیل میں معاون بنا۔	اردو۔ لسانیات۔ عربی۔ فارسی۔ عائشہ سعید۔
عزیز احمد خان	ادب کے تناظرات	۳۷۷ تا ۴۰۴	ادب کے مباحث ہمہ گیر ہیں اور مختلف نقطہ ہائے نظر کے تحت ادب کی توجیہ و تعبیر کی جاتی رہی ہے۔ اس مقالے میں ادب اور تناظر کی الگ الگ تعریفات متعین کرنے کے بعد ادب بطور متن اور ادب بطور ڈسکورس کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	ادب۔ مغربی ادب۔ تدریس۔ عزیز احمد خان۔
غلام ربانی مجال	اردو کا نظام علامت	۵۸۳ تا ۵۹۰	اردو زبان پر تحقیقات کا سلسلہ طویل ہے۔ تاہم اس کے نظام علامات پر تفاصیل کم ملتی ہیں۔ اس مقالے میں اردو کے نظام علامات اور اس نظام علامات کے تشکیلی عناصر کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	اردو۔ اصوات۔ حروف تہجی۔ عربی۔ فارسی۔ غلام ربانی مجال۔

غلام شبیر رانا	اردو شاعری میں حریت فکر کی روایت	۲۰۷ تا ۲۱۴	حریت فکر کی روایت آغاز ہی سے اردو شاعری کا حصہ رہی ہے اور مختلف شعرا نے اپنی نظموں اور غزلوں میں اس موضوع کو اپنایا ہے۔ اس مقالے میں شعری مثالوں کے ساتھ اس ارتقاء کی کہانی بیان کی گئی ہے اور حریت فکر کی مختلف صورتوں کو شعری تناظر میں دکھایا گیا ہے۔	حریت فکر۔ شاعری۔ اردو۔ کلاسیکی۔
محمد آصف اعوان	اقبال کا پہلا خطبہ: تحقیقی و توضیحی جائزہ	۶۴۷ تا ۶۷۰	خطبات اقبال کی فکری جہات پر متعدد اہلِ قلم نے دادِ تحقیق دی ہے۔ تاہم ہر خطبے پر الگ الگ سے بحث کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔ اس مقالے میں اقبال کے پہلے خطبے کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اس کی فکری شناختوں، مغربی حوالوں، اقبال کی ذاتی آراء اور معاصر فلسفے کی روشنی میں توضیح و توجیہہ کی گئی ہے۔	آصف اعوان۔ اقبال۔ خطبہ۔ خودی۔ فلسفہ۔
محمد ساجد خان	کلامِ غالب میں صنعتِ ادماج	۱۴۳ تا ۱۶۹	غالب کی شاعری جہاں فکری جہان تازہ کی حامل ہے وہاں فنی حوالوں سے بھی ممتاز اور نمایاں ہے۔ غالب کے ہاں صنائع لفظی و معنوی کا استعمال محض آرائش کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کے گہرے انسلاکات شعر کی معنوی جہت کے ساتھ ہیں۔ اس مقالے میں کلامِ غالب میں صنعتِ ادماج کی کارفرمائی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	ادماج۔ شاعری۔ صنعت۔ غالب۔ محمد ساجد خان۔
محمد ساجد نظامی	زیارت لائبریری مکھڈ شریف کے چند فارسی مخطوطات	۳۵۵ تا ۳۷۶	زیارت لائبریری مکھڈ شریف پاک و ہند کے عظیم کتب خانوں میں سے ایک ہے۔ اس میں عربی و فارسی مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اس عظیم سرمائے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بالخصوص فارسی مخطوطات کی توضیحی فہرست شاملِ مقالہ کی گئی ہے۔	زیارت۔ لائبریری۔ مکھڈ شریف۔ فارسی۔ مخطوطات
محمد سعید	دیوان غالب نسخۂ عرشی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۷۰ تا ۲۱۲	غالب کے دیوان کے کئی نسخے محققین کو بہم پہنچے اور ان کی اہمیت کے حوالے سے خاصی بحث و تمحیص بھی ہوئی۔ تاہم نسخۂ عرشی زیادہ موضوعِ بحث بنا۔ اس مقالے میں غالب کے دیوان کے نسخۂ عرشی پر تحقیقی و تنقیدی حوالوں سے بحث کی گئی ہے اور اس کے اختصاص کو تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے۔	تحقیق۔ غالب۔ محمد سعید۔ نسخۂ عرشی

معین الدین عقیل	رسمیاتِ مقالہ نگاری	۶۸۳ تا ۹۲۳	اردو میں مقالات کی پیش کش کے مختلف انداز مروج ہیں۔ اس مقالے میں مروج طریقوں کے مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے ایک قابل قبول طریقے کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اردو رسمیات مقالہ نگاری کے ضمن میں یہ نمونہ روایتی طریقوں سے مختلف و ممتاز ہے۔	اصول۔رسمیات۔ قواعد۔مقالہ نگاری۔ معین الدین عقیل۔
مناظر عاشق ہرگانوی	تاج محل کا ایک معمار: لطف اللہ مہندس	۱۲۷ تا ۱۴۲	تاج محل مغلیہ عہد کی یادگار اور اس لازوال شاہانہ فکر و محبت کی نشانی ہے جو شرق کی سماجیات سے تعلق رکھتی ہے۔ تاج محل کی تعمیر میں اس وقت کے بہترین معماروں کی خدمات مستعار لی گئیں۔ انھیں میں ایک نام لطف اللہ مہندس کا ہے۔ اس مقالے میں اس عظیم معمار کے حوالے سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔	تاج محل۔لطف اللہ مہندس۔ معمار۔ مغلیہ۔مناظر عاشق ہرگانوی۔
ناصر عباس نیر	فراق کی تنقید	۷۵۰ تا ۷۶۴	فراق گورکھپوری بیسویں صدی کے ایک قدآور شاعر تھے۔ انھوں نے اردو غزل کی حیاتِ نو میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو تنقید کے ارتقاء میں بھی ان کا حصہ ہے۔ اس مقالے میں ان کے تنقیدی رجحانات پر بحث کی گئی ہے۔	فراق۔تنقید۔ شاعری۔بیسویں صدی۔ناصر عباس نیر۔
نجیب جمال	روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی ادبی جہتیں	۶۹۸ تا ۷۰۶	روشن خیالی اور اعتدال پسندی جدید مغرب میں صنعتی انقلاب کی دین ہے۔ اس دوران جہاں سماجی سطح پر نیا پن پیدا ہوا وہاں ادبی سطح پر تغیرات رونما ہوئے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان ادبی تغیرات کی مختلف جہتوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔	روشن خیالی۔ اعتدال پسندی۔ ادب۔ جدید ادب۔ نجیب جمال۔
واحد بزدار	سویری اور بلوچی زبان کے اشتراکات	۶۳۷ تا ۶۴۷	سویری اور بلوچی زبانیں ایک وسیع علاقے کی مقبول زبانیں ہیں۔ دونوں میں اشتراکات بھی ہیں اور اختلافات بھی۔ اس مقالے میں دونوں زبانوں کے اشتراکات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ امثلہ کے ساتھ اشتراکات کی نوعیت اور تغیرات پر بھی بحث کی گئی ہے۔	سویری۔بلوچی۔ ثقافت۔لسانیات۔ واحد بزدار۔

وحیدالرحمن	محمد خالد اختر کی تبصرہ نگاری	۷۱۵ تا ۷۴۹	محمد خالد اختر ممتاز اہل قلم میں سے ہیں۔ انھوں نے جہاں دیگر اصناف ادب میں اپنی انفرادیت وضع کی وہاں تبصرہ نگاری میں بھی نئے پن کی بنیاد رکھی۔ اس مقالے میں محمد خالد اختر کی تبصرہ نگاری کی چید وصفات کو امثلہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ محمد خالد اختر کی تبصرہ نگاری، معاصر تبصرہ نگاری کے تسلسل میں کیا اہمیت رکھتی ہے۔	خالد اختر۔ تبصرہ۔ پاکستانی ادب۔ وحیدالرحمن۔
ہاشم شیر خان	اردو کا ایک قدیم رسالہ	۲۲۱ تا ۲۳۸	سائنٹیفک ٹریٹیز اردو کا ایک قدیم رسالہ ہے۔ اس کی اہمیت تاریخی اعتبار سے بھی ہے اور اردو زبان کے حوالے سے بھی۔ اس مقالے میں رسالے کی ہر دو جہات کو دلائل کے ساتھ موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	اردو۔ انیسویں صدی۔ قدیم رسالہ۔ مخطوطات۔ ہاشم شیر خان۔

دریافت: ۷(۲۰۰۸ء)

مدیران: رشید امجد، حابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
افضال احمد انور	نعت بطور اصطلاح: بعض اہم توضیحات	۱۴۷ تا ۱۵۹	مختلف لغات کی ورق گردانی سے لفظ ''نعت'' کے جو حقیقی یا لغوی معنی ملتے ہیں وہ غور و فکر کے بہت سے در وا کرتے ہیں۔نعت کسی چیز کے وصف کا بیان ہے۔اس لفظ کا تعلق تخصیص کے ساتھ کسی چیز میں موجود حسن کی توصیف سے ہے۔اس لفظ کے اصطلاحی معنی کیا ہیں، اس مقالے کی بحث کا مرکزی موضوع ہے۔	اصطلاح۔ افضال احمد انور۔ نعت۔
اللہ بخش ملک	شعور ذات کی توجیہات	۶۰ تا ۶۷	لفظ خودی اپنے اندر ایک تاثر رکھتا ہے جس سے کسی فرد کے کارناموں کی اور حسن سلوک کی نشاندہی ہوتی ہے۔یہ وہ طاقت ہے جو کسی فرد کو دنیاوی تجربات سے دوچار کرتی ہے اور انفرادی ساخت کا وہ حصہ ہے جس کے سہارے ایک شخص اپنی جدوجہد کا راستہ نکالتا ہے جو انسان کے اندر کی حرکت کی نشاندہی کرتی ہے اور جس کا جمود سے کوئی تعلق نہیں۔یہ مقالہ خودی کے تصور کی وضاحت کرتا ہے۔	خودی۔اللہ بخش ملک۔ شعور ذات۔ فلسفہ۔نفسیات
پروین کلو	پریم چند کے ناولوں پر ٹالسٹائی کے اثرات: تحقیقی جائزہ	۲۲۲ تا ۲۳۸	پریم چند اردو ناول کے دور اول کے ایسے ناول نگار ہیں جن کے ہاں عالمی سیاسی اور ادبی تحریکوں کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔خاص کر بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے ان کی تصنیفات پر بالعموم مغربی ادب کا اور بالخصوص روسی ناولوں کا اثر دکھائی دیتا ہے۔روسی ناول نگاروں میں جن کے اثرات ان پر زیادہ ہیں، ان میں سے ٹالسٹائی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔یہ مقالہ انھی اثرات کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	اردو ناول۔پریم چند۔پروین کلو۔ ٹالسٹائی۔روسی اثرات۔

راشد حمید	مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال: اتفاقات و اختلافات	۱۸۰ تا ۲۱۸	تاریخ ایک بیش بہا اور بے انتہا علم ہے۔فرد تاریخ سے اپنے ہونے کا احساس لیتا ہے اور اس کی شخصی تشکیل اور عرفان ذات کے تمام مراحل میں تاریخی کردار بہت بنیادی نوعیت کا ہے۔ تاریخ کا تصور دنیا کے مختلف مفکرین کے ہاں مختلف ہے۔مسلم مفکرین نے بھی اس حوالے سے بہت کچھ لکھا ہے۔یہ مقالہ مسلم مفکرین کے تصور تاریخ کے تناظر میں اقبال کے تصور تاریخ کی وضاحت کرتا ہے۔	تاریخ۔ راشد حمید۔ عرفان۔مسلم مفکرین۔علامہ اقبال۔
رشیدہ حسن	فارسی شاعری میں برصغیر کی خواتین کا حصہ	۱۱۸ تا ۱۳۴	فارسی شاعری کے حوالے سے جہاں ایرانی خواتین نے شعر و ادب کے میدان میں مردوں کے مساوی درجہ حاصل کیا اور داد سخن دی اور خوبصورت تخلیقات یادگار چھوڑیں، وہاں برصغیر میں بھی فارسی گو شاعرات صاحب کمال وفن پیدا ہوئیں جنھوں نے اپنے حقیقی وجود کو حیا وحجاب میں مستور رکھتے ہوئے بھی شعر و ادب کے شاہکار تخلیق کیے۔ یہ مقالہ برصغیر کی فارسی گو شاعرات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔	برصغیر۔رشیدہ حسن۔شاعرات۔ فارسی۔
ساجد علی سبحانی	نحوی قواعد کا قرآن کریم سے انحراف اور اس کے اسباب	۲۶۲ تا ۲۷۴	نزولِ قرآن کے زمانے میں عربی گرامر کے قواعد متعین نہیں کیے گئے تھے لیکن یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ عربوں کی نگاہ میں قرآن کا کوئی حصہ قواعد عربیہ کے خلاف نہ تھا۔ بعد کے ادوار میں عربی قواعد کی بعض کتابیں ایسی بھی مرتب کی گئی ہیں جن میں قرآن کریم اور اس کی قرأت سے انحراف پایا جاتا ہے۔اس مقالے میں ان اسباب وعوامل پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ان انحرافات کا باعث ہیں ۔	ساجد علی سبحانی۔ قرآن۔گرامر۔ نحوی قواعد۔
سلمان علی	شہاب نامہ کا مابعد الطبیعیاتی پہلو: تحقیق وتنقید	۲۹۲ تا ۲۹۹	''شہاب نامہ'' میں مابعد الطبیعیاتی حوالے سے کئی ایک دلچسپ واقعات سامنے آتے ہیں۔ان میں سے کچھ تو عجیب وغریب خوابوں پر مشتمل ہیں اور بعض کا تعلق ارواح اور مافوق الفطرت کرداروں کی شکل میں ہے۔زیر نظر مقالے میں ان امور کا مابعد الطبیعیاتی حوالے سے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	سلمان علی ۔ شہاب نامہ۔ قدرت اللہ شہاب۔ مابعد الطبیعیات

سلیم اختر	صوت، لفظ اور زبان: بنیادی مباحث	۳۲ تا ۴۶	اردو کے تقریباً تمام لسانی محققین نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اردو کے آغاز، نام، صورت پذیری سے وابستہ مسائل و مباحث کے لیے وقف کیے رکھا۔ جن پیچیدہ تہذیبی عوامل، ثقافتی اثرات، تاریخی صورت حال اور مذہبی اقدار کے امتزاج سے صدیوں کے بعد رابطہ کی زبان تیار ہوئی ان کا مطالعہ یک جہت نہیں بلکہ اس فن میں متعدد عوامل اور متنوع محرکات کا مطالعہ درکار ہے۔ یہ مقالہ اسی حوالے سے صوت، لفظ اور زبان کے بنیادی مباحث پر مبنی ہے۔	زبان۔ سلیم اختر۔ صوت۔ لسانیات۔ لفظ
شاہد حسن رضوی	جنگِ آزادی میں علما کا کردار: مولانا فضل حق خیر آبادی	۱۳۵ تا ۱۴۶	برصغیر پاک و ہند میں اشاعتِ اسلام اولیا و علمائے سلف کی رہین منت ہے جن کی کوششوں سے یہاں خانقاہی نظام کی بنیاد پڑی۔ مولانا فضل حق خیر آبادی ان علمائے کرام میں سے ہیں جن کا کردار ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں نہایت قابل قدر ہے۔ یہ مقالہ اسی حوالے سے مستند حقائق کو سامنے لاتا ہے۔	۱۸۵۷ء۔ جنگِ آزادی۔ شاہد حسن رضوی۔ فضل حق خیر آبادی۔
شبیر احمد قادری	ترقیمہ	۱۱۰ تا ۱۱۸	عہد قدیم میں مخطوطوں کی ترسیل کے ذرائع محدود تھے۔ سو حسب ضرورت اسے بار بار کتابت کے عمل سے گزارا جاتا اور اس مقصد کے لیے بالعموم کسی خوش نویس کی خدمات حاصل کی جاتیں جو متن کے اختتام پر اپنا نام مع تاریخ لکھ دیتا تھا۔ اصطلاح تحقیق میں اسے ترقیمہ کہتے ہیں۔ یہ مقالہ ترقیمے کی نوعیت، اہمیت و افادیت اور اس سے متعلق دیگر امور کو زیر بحث لاتا ہے۔	تحقیق۔ ترقیمہ۔ شبیر احمد قادری۔ متن۔ مخطوطہ
شوکت علی قمر	کلاسیکل پنجابی شاعری: اجمالی جائزہ	۱۶۰ تا ۱۷۹	پنجابی زبان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ صوفیوں اور درویشوں کے ہاتھوں جوان ہوئی اور اس کا رنگ روپ روحانی آب و تاب رکھتا ہے۔ پنجابی زبان کی کلاسیکل شاعری جسے صوفیانہ شاعری بھی کہا جاتا ہے اپنے دامن میں بیش بہا انمول لعل و جواہر لیے بیٹھی ہے۔ ہمارے تمام کلاسیکی پنجابی شعرا بیک وقت صوفی، عوامی، کلاسیکل اور آفاقی شاعر ہیں۔ یہ مقالہ پنجابی شاعری کے کلاسیکل شعرا کے تذکرے پر مشتمل ہے۔	پنجابی شاعری۔ شوکت علی قمر۔ کلاسیکل شاعری۔

طیب منیر	''ریزہ مینا'': ایک نایاب افسانوی انتخاب	۶۸ تا ۷۱	اردو میں ادبی رسائل اور انتخاب کی ایک شاندار روایت تقسیم ہند سے پہلے اور اس کے بعد بھی نظر آتی ہے۔ یہ رسائل اور انتخاب ایک واضح مقصد اور نصب العین کے ساتھ عرصۂ دراز تک علم و ادب کی آبیاری، فکر و نظر کے نقیب اور سب سے بڑھ کر نئے ادیبوں کی تربیت کا فریضہ بھی ادا کرتے رہے۔ ''ریزہ مینا'' بھی ایسا ہی افسانوی انتخاب ہے جس کا تعارف اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	ریزہ مینا۔ اردو افسانہ۔ انتخاب۔ طیب منیر۔ رسائل
عابد سیال	اردو غزل میں جدید تمدنی مظاہر کے استعمال کا رجحان	۳۱۳ تا ۳۱۸	جدید غزل نے تازہ موضوعات زیادہ تر شہری زندگی کے مسائل اور پیچیدگیوں سے اخذ کیے۔ ان مسائل کے بیان اور غزل کا چہرہ مہرہ نیا کرنے کے سلسلے میں ایک اہم رجحان جدید تمدنی مظاہر کے استعمال کا بھی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ جدید غزل کے اس رجحان کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	اردو غزل۔ جدید تمدن۔ جدید غزل۔ عابد سیال۔
عطش درانی	اعلیٰ متنی تنقید یا جدید تدوین متن	۲۲ تا ۳۱	متنی تنقید عیسائیت کے پیروکاروں اور اس کے نقادوں اور محققوں کی وضع کردہ ایک اصطلاح ہے جس پر اردو میں پہلی مبسوط تحریر ڈاکٹر خلیق انجم نے پیش کی اور زیادہ مفصل صورت میں ڈاکٹر گیان چند اسے ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ یہ مقالہ متنی تنقید کے حوالے سے ہونے والی نئی پیش رفت کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	متن۔ متنی تنقید۔ خلیق انجم۔ عطش درانی۔ گیان چند
عقیلہ جاوید	خواجہ حسن نظامی: عوامی انشا پرداز	۷۲ تا ۷۸	خواجہ حسن نظامی کے نثر پاروں کی مقبولیت کا سبب ان کا اسلوب بیان ہے۔ ان کے اسلوب میں سادگی، بے تکلفی اور بے ساختگی ہے۔ ایک ایسا اسلوب بیان جو ہر ذہنی سطح کے آدمی کے لیے دلکشی رکھتا ہے۔ یہ مقالہ اسی اسلوب کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	اسلوب۔ انشا پردازی۔ خواجہ حسن نظامی۔ عقیلہ جاوید
علمدار حسین بخاری	فکشن میں اسلوب کا تنوع اور نئے سماجی طاقتی رشتے	۷ تا ۲۱	بیسویں صدی کے اوائل میں اردو کے جدید افسانہ نگاروں نے استعماری ماحول میں لکھنا شروع کیا تھا جب ادب میں موضوع، تکنیک اور اسلوب کے سارے انداز استعماریت کے مرکز یورپ سے آ رہے تھے اور قصہ گوئی کا فن اپنا روایتی چولا اتار کر نیا تحریری ملبوس اختیار کر رہا تھا۔ یہ مقالہ اسی تناظر میں اردو فکشن میں اسلوب کے تنوع کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	اردو فکشن۔ بیسویں صدی۔ طاقتی رشتے۔ علمدار حسین بخاری۔

گوہر نوشاہی	سوانح حضرت شاہ دولہ: ایک معاصر دستاویز	۴۶ تا ۵۹	حضرت شاہ دولہ برصغیر کے اکابر اہل اللہ اور صوفیا میں شمار ہوتے ہیں۔ یوں تو اہل تصوف کے اکثر سوانحی مآخذ اور تذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں لیکن اس قدر مختصر اور نامرتب کہ ان کی مدد سے حضرت شاہ دولہ کی زندگی کا کوئی پہلو بھی مکمل طور پر سامنے نہیں آتا۔ یہ مقالہ ایک نادر دستاویز کے تعارف پر مبنی ہے جو حضرت شاہ دولہ کے سوانح و آثار سے متعلق ہے۔	شاہ دولہ۔ صوفیا۔ گوہر نوشاہی۔ مخطوطہ
محسن عباس	خوشاب کا ادبی ورثہ: ابتدا تا ۱۹۰۰ء	۳۰۰ تا ۳۱۲	خوشاب کی تاریخی، جغرافیائی، ثقافتی، عسکری اور ادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ملک کے بڑے ادبی مراکز سے دور ہونے کے باوجود اپنے صحراؤں، کہساروں اور میدانوں میں خاصی ادبی زرخیزی رکھتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیقی مضمون میں ضلع خوشاب کے زیرِ اثر علاقے میں ابتدا تا ۱۹۰۰ء کے ادبی ورثے کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں وادیٔ سون کی قدیم تہذیب بھی شامل ہے۔	تاریخی ورثہ۔ خوشاب۔ سرگودھا۔ محسن عباس
محسن نقوی	اردو میں جدید مرثیہ نگاری کا ارتقاء	۲۱۹ تا ۲۲۵	مرثیے کا آغاز اردو میں اسی وقت سے ہے جب سے اردو ادب کا آغاز ہے اور یہ صنف ہر دور میں ارتقا پذیر رہی ہے۔ نئے دور کے مرثیہ نگاروں کو کربلا کی جدید معنویت کا ادراک حاصل ہوا ہے جس کی بدولت جدید مرثیہ گویوں نے اپنے اپنے مزاج اور مذاق کے مطابق منزل بہ منزل پیش رفت کے نئے نئے انداز اپنائے ہیں۔ یہ مقالہ جدید دور میں اردو مرثیے کے انھی بدلتے رجحانات کا جائزے پر مشتمل ہے۔	اردو شاعری۔ اردو مرثیہ۔ جدید مرثیہ۔ محسن نقوی
محمد آصف اعوان	اقبال کا تصورِ تخلیق آدم اور ارتقا: تحقیقی جائزہ	۱۰۱ تا ۱۰۹	اقبال قرآن پاک میں مذکور قصہ آدم کی وضاحت بھی فلسفۂ ارتقاء کی روشنی میں کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس قصہ کا مقصد تاریخ نگاری ہے اور نہ آدم و حوا کسی تاریخی واقعے میں مذکور دو الگ الگ کرداروں کے نام ہیں بلکہ یہ تمام بنی نوع انسان کے لیے ایک علامتی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مقالہ تخلیقِ آدم سے متعلق اقبال کے افکار کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	محمد آصف اعوان۔ اقبال کا تصورِ تخلیق آدم آدم و حوا اقبال کے افکار فلسفۂ ارتقاء

ناصر عباس نیر	مجید امجد کی نظم نگاری	۷۹ تا ۱۰۰	مجید امجد کی نظم نگاری کا آغاز عمومی اور رواجی انداز میں ہوا۔ مجید امجد کی ابتدائی نظم نگاری کی فضا ایک طرف قومی و ملی طرز احساس سے عبارت ہے تو دوسری طرف اردو کی کلاسیکی شعریات سے مرتب ہوئی ہے۔ یہ مقالہ مجید امجد کی نظم نگاری کے ارتقائی جائزے پر مشتمل ہے۔	اردو نظم۔ شعریات۔ مجید امجد۔ ناصر عباس نیر
نسیم عباس چوہدری	قرۃ العین حیدر کے غالب سے ذہنی روابط	۲۷۵ تا ۲۹۱	قرۃ العین حیدر نے مرزا اسد اللہ خان غالب کے اشعار سے نہ صرف استفادہ کیا ہے بلکہ غالبیات میں اضافہ کرتے ہوئے اس کی معلومات میں بھی اضافہ کیا ہے جو ان کی دیگر تصانیف میں بھی واضح انداز میں نظر آتا ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں جابجا اردو ادب کے اس مایہ ناز شاعر کی تخلیقات سے گہری وابستگی کا اظہار کرتی ہیں۔ یہ مقالہ غالب سے قرۃ العین حیدر کے ذہنی روابط کے جائزے پر مشتمل ہے۔	اردو ناول۔ قرۃ العین حیدر۔ غالب۔ نسیم عباس چوہدری۔
نعیم مظہر	تقسیم سے پہلے اردو ناولوں میں اسلامی فکر کی عکاسی	۲۳۹ تا ۲۶۱	اردو ناول میں جو مذہبی رجحان ملتا ہے، اسے خالص مذہبی رجحان تو نہیں کہا جا سکتا البتہ مختلف ناول نگاروں کے ہاں مذہب اور اعتقادات کا اثر بخوبی ملتا ہے۔ ایسے ناول بھی موجود ہیں جن میں ہمیں اسلام کے وہ آفاقی تصورات بھی مل جاتے ہیں جنھیں بجا طور پر ادبی و آفاقی کہا جاتا ہے۔ یہ مقالہ اسی حوالے سے اردو ناول کے عہد بہ عہد رجحانات کا جائزہ ہے۔	اردو ناول۔ مذہبی رجحان۔ آفاقی تصورات۔ نعیم مظہر۔

دریافت: ۸ (۲۰۰۹ء)

مدیران: رشید امجد، حامد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود آصف	مولانا حالی اور غزل کا فن	۳۰۰ تا ۳۰۶	اردو ادب بالخصوص شاعری کو اس نئے ماحول سے ہم آہنگ کرنے میں جس شخص نے سب سے اہم کردار ادا کیا وہ مولانا الطاف حسین حالی تھے۔ مولانا حالی کی اصطلاحاتِ غزل کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انھیں روایتی موضوعاتِ غزل سے جس قدر نفرت تھی اس قدر وہ غزل کی تکنیکی اور ہیئتی حال و خط سے منفرد تھے۔ مولانا حالی شرقی علوم شعر سے کما حقہٗ واقف تھے۔ انھوں نے غزل کی تکنیک میں بھی انھی عناصر کی پیروی کی ہے جو روایتی اور کلاسیکی غزل کا طرۂ امتیاز ہیں۔	شیفتہ۔ مقدمہ شعرو شاعری۔ مولانا حالی۔ نیچرل شاعری۔ ارشد محمود آصف۔
افضال احمد انور	نعت بطور صنفِ سخن	۳۶۰ تا ۳۶۶	مقالہ نگار کے مطابق نعت بطور صنف سخن ماننے پر بہت سے ناقدین نے اعتراض کیا ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر گیان چند اور شمیم احمد نے نعت کو صنف سخن تسلیم نہیں کیا۔ انھوں نے نعت جیسی قدیم زندہ فعال ترین، ہمہ گیر اور باوقار صنف نازک کو درخور اعتبار ہی نہیں سمجھا۔ انھوں نے نعت کو موضوعاتی شاعری کا درجہ دیا۔ لیکن اب بہت سے نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ایک صنف سخن ہے۔ اور نعت کو ایک مستقل صنف سخن مانتے ہیں۔	صنفِ سخن۔ نعت موضوعاتی۔ شاعری۔ ہیئت افضال احمد انور۔
ایم۔ خالد فیاض	ادبی مورخ اور تہذیبی اور سماجی شعور	۳۰۷ تا ۳۱۱	یہ بات مسلمہ ہے کہ آج کا ادبی مورخ ادب کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے اپنے تہذیبی اور سماجی شعور کو بے دخل نہیں کر سکتا۔ اس لیے بھی کہ ادبی تاریخ دراصل قوم کی ذہنی اور تہذیبی تاریخ کا اہم جزو ہے۔ ادب کا تعلق زبان، ادیب اور اصناف سے براہِ راست ہوتا ہے۔ جب ہم اردو کی ادبی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ڈاکٹر جمیل جالبی کی ' تاریخ ادب اردو' میں یہ سماجی اور تہذیبی شعور اپنی ارتقا یافتہ شکل میں دکھائی دیتا ہے۔	ادبی مورخ۔ ادبی تاریخ نویسی۔ ادبی مورخ کا تہذیبی شعور۔ ایم۔ خالد فیاض۔

بدر منیر الدین	حالی سیرت و سوانح اور اردو تحقیق و تنقید	۳۲۳ تا ۳۳۰	انیسویں صدی کے آخر میں حالی اور شبلی نے سوانح نگاری اور شخصیت شناسی کی جو روایت شروع کی تھی ان کے بعد ان سے بہتر طور پر وہ آگے نہ بڑھ سکی۔ حالی کی سوانح اور شخصیت سے متعلق اب تک جو کچھ لکھا ہے اس کو ماخذ کے لحاظ سے چار پانچ حصوں پر مشتمل کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے آخر وہ کون سے پہلو ہیں جن کا احساس حالی کے سوانح نگاروں کو ہے اور انھوں نے اعتراف کیا ہے۔ ان اصحاب کا صرف یہ لکھ دینا کہ حالی کی جامع سوانح عمری نہیں ہے اس میں بہت سے موضوعات ایسے ہیں جن پر داد تحقیق نہیں دی جا سکتی۔	الطاف حسین حالی۔ سوانح نگاری۔ سیرت نگاری۔ یادگار غالب۔ حالی، نئی تنقید۔ بدر منیر الدین۔
تبسم کاشمیری	دی گولڈن کام: آخری مغلیہ دور کی دلی کی یادیں	۱۵ تا ۲۷	ایملی دلی کے مشہور ریذیڈنٹ کی بڑی بیٹی تھی۔ اس کے بعد ایملی Lady Clive Baloy کے نام سے مشہور ہوئی ایملی نے اپنے بچپن اور نوجوانی میں ہندوستان کے تہذیبی مرکز دلی میں بسر کی تھی۔ ایملی نے اس نئی اور پرانی معاشرت کے نقوش کو یاد اشتوں کی ایک کتاب میں محفوظ کیا ہے۔ یاداشتوں کے اس مجموعے کا نام (Reminiscences of imperial Delhi) کے نام سے شائع کیا۔	ایملی۔ چاندنی چوک۔ سمرو گولڈن کام مٹکاف۔ تبسم کاشمیری
حافظ صفوان محمد چوہان	اردو تحقیقی جرائد کی اِنڈیکسیشن تعارف، ضرورت، اہمیت اور لائحہ عمل	۸۳ تا ۱۰۲	اِنڈیکسیشن علم انفارمیشن ٹیکنالوجی کا وہ شعبہ ہے جس میں تحقیقی مقالات کی اثر یت کو جانچنے پرکھنے اور ریکارڈ کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔ اردو میں لکھے گئے تحقیقی مقالات اور اردو تحقیقی جرائد کی اِنڈیکسیشن کے لیے کچھ مخصوص بنیادی ضرورتیں ہیں۔	اِنڈیکسیشن۔ تعارف۔ حوالہ۔ مطبوعاتی جائزہ حافظ صفوان محمد۔
خواجہ غلام ربانی مجال	اردو میں شناخت لغت کے دس بنیادی اصول	۱۴۴ تا ۱۵۰	اردو میں شناخت لغت کے دس بنیادی اصول ہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق کلام الفاظ سے مرتب ہوتا ہے۔	ترکیب سازی۔ خواجہ غلام ربانی مجال۔
روبینہ شاہین	'نے' اور 'کو' کا صحیح استعمال	۱۶۲ تا ۱۷۱	اس مقالے میں مقالہ نگار نے 'نے' اور 'کو' کے صحیح استعمال کا طریقہ بیان کیا ہے۔ کسی بھی جملے میں ''نے'' فاعل کے بعد آتی ہے۔ مثلاً 1۔ کلاس میں شور کس نے مچایا؟، 2۔ بولنا، شرمانا، بھولنا، مصدروں کے افعال کے ساتھ 'نے' نہیں آتا، 'کو' کا استعمال، 1۔ یہ علامت مفعول کے ساتھ آتی ہے۔ مثلاً زبیر نے باقر کو ڈانٹا۔ 2۔ نثر میں فاعل کے ساتھ 'کو' نہیں آتا صرف آپ کے ساتھ آتا ہے۔	فعل لازم۔ فعل متعدی۔ 'کو' کا استعمال روبینہ شاہین

روش ندیم	منٹو کا تصور انسان	۲۳۸ تا ۲۴۴	منٹو کے افسانوں میں انسان کے تصور کو واضح کیا گیا ہے۔ منٹو کے افسانوں میں تصور انسان کا فلسفہ یہ ہے کہ منٹو کا انسان پہلے فطری انسان تھا جو فطری جبلتوں کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتا تھا لیکن سماج کی مروجہ اقدار اور اخلاقی بندشیں جبلتوں کے آگے رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ منٹو کا شکست خوردہ فرسٹریٹڈ انسان گناہ اور گندگی میں گرا ہوا نظر آتا ہے۔ بابو گوپی ناتھ وہ اہم موڑ ہے جہاں سے منٹو کے انسان کا تصور بدلا اب وہ فطری نہیں نامکمل انسان ہے جو بیک وقت اچھائیوں اور برائیوں کا مجموعہ ہے۔	تصور انسان۔ عورت۔ ممتاز شیریں۔ منٹو۔ روش ندیم۔
رؤف پاریکھ	پاکستان میں اردو ادب: سیاسی، سماجی اور ادبی محرکات (۱۹۴۷ء۔ ۲۰۰۷ء)	۲۰۰ تا ۲۰۹	کسی بھی قوم کا ادب نہ صرف اس کے حال کا عکاس بلکہ اس کے ماضی کا آئینہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ادب کے بارے میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ شاعری محض گل و بلبل کا قصہ ہے لیکن اس کے برعکس ہے۔ ۱۹۴۷ء نے جہاں تاریخی، سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے حد فاصل کا کام کیا وہاں اس نے اردو کی لسانی، ادبی اور فکری تاریخ کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک بڑی تبدیلی جو آزادی کے بعد اردو ادب میں نظر آتی ہے وہ قومی تحریک سے متعلق ادیبوں بالخصوص ترقی پسندوں کا رویہ ہے۔ پاکستانی ادب کے مسئلے پر جو کچھ لکھا گیا اس کا لب لباب یہ تھا کہ ہمارا ادب ہماری روحانی قدروں اور امنگوں کا ترجمان ہو۔	ادبی تحریک۔ تحریک۔ ترقی پسند۔ فیض رؤف پاریکھ
زاہد حسن چغتائی	مولانا ہدایت اللہ: فراموش کردہ شاعر اور محقق	۳۲۱ تا ۳۲۲	یہ مضمون ایک فراموش کردہ شاعر اور محقق مولانا ہدایت اللہ کے بارے میں ہے۔ ان کی علمی و ادبی خدمات بہت زیادہ ہیں لیکن ان کی کماحقہٗ پذیرائی نہیں ہو سکی۔ مصنف نے اس اہم شاعر اور محقق کی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔	راولپنڈی۔ عزیز ملک۔ مولانا ہدایت اللہ زاہد حسن چغتائی

زاہد منیر عامر	رسم خط ابندی ایک مطالعہ	۱۲۳ تا ۱۲۹	اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ فارسی اور ہندی لہجے سے اس میں کچھ ایسے اضافے بھی ہوئے ہیں جن سے پیدا ہونے والی صوتی تکرار نے رسم خط اور املا میں دشواریاں پیدا کردی ہیں۔ ہندوستان کے مقامی لوگوں کی آگہی اگر محض اس لیے ہو کہ انھیں ایک غیر ملکی کے وضع کردہ طریق خواندگی کی اطلاع ہو جائے تو درست ہے۔ بصورت دیگر مقامی لوگوں کو اس طریق کار کی احتیاج نہیں تھی۔ البتہ روبک کی دوسری بات کہ یہ رسم خط ان طلبا کے لیے ہے جو اس زبان میں اعلیٰ استعداد پیدا کر چکے ہوں۔	زاہد منیر عامر روبک۔ فورٹ ولیم کالج۔ گلکرسٹ
شگفتہ حسین	نذر سجاد حیدر کے ناولوں کا فکری تجزیہ (گراونڈڈ تھیوری کی روشنی میں)	۲۷۸ تا ۲۸۶	معنی کی تلاش کے عمل کے لیے کئی طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک طریقہ ءکار گراونڈڈ تھیوری کا ہے جس میں تحقیقی مواد محقق کے لیے نئی راہیں کھولتا ہے۔ یہ مواد متن یا حقائق سے لیا جاتا ہے۔ اردو ادب میں عام طور پر محققین اس تھیوری کو استعمال نہیں کرتے لیکن مقالہ نگار نے تجرباتی طور پر بنت باقر یعنی نذر سجاد حیدر کے ناولوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کا استعمال کیا ہے۔	شگفتہ حسین گراونڈڈ تھیوری Open codes, axial coding, selective coding
سویامانے یاسر	اردو زبان کی منفرد آوازیں اور تہذیبی شناخت	۱۴۳ تا ۱۴۳	اس مقالے کا مقصد ہے کہ اردو زبان کی تہذیبی شناخت کا پس منظر کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اردو کی تہذیبی شناخت پر زور انیسویں صدی کے وسط کے بعد نمایاں ہوا۔	انشاءاللہ خان انشاء۔ فرہنگ آصفیہ۔ گلکرسٹ۔ سویامانے یاسر
سہیل عباس بلوچ	مراد	۴۷ تا ۷۳	اردو زبان کی تشکیل و ترقی میں کن اشخاص، کن اداروں، کن مراکز، کن علوم اور کن عوامل نے حصہ لیا اس کا تحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ مراد کیا ہے؟ ویسے تو ادب نام ہی مرادی معنی کا ہے۔ اگر ہم محاورے کے دو ٹکڑے کریں فعل اور بیانیہ تو بعض اوقات دونوں مرادی معنی دے رہے ہوتے ہیں۔ اس کے لیے راقم نے دو نام تجویز کیے ہیں (۱) مراد فعلی (۲) مراد بیانی	رعایت لفظی۔ علم مراد۔ مراد بیانی مراد فعلی

یمنیٰ نعمانہ طاہر	برصغیر میں اخبارات کا جنم اور کمپنی کی پالیسیوں پر ایک نظر	۱۱۷ تا ۱۲۲	یہ مضمون اخبارات کی آزادی کے حوالے سے ہے اور کمپنی کی طرف سے بنائی گئی پالیسیوں پرمبنی ہے۔	اخبارات۔ صحافت۔ یمنیٰ نعمانہ طاہر
شبیر احمد قادری	مرزا غالب کے حوالے سے لکھے گئے منتخب ڈرامے	۲۲۶ تا ۲۳۷	مرزا اسداللہ خان غالب اگرچہ ہمہ رنگ اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ان کی حیثیت ایک کھلی کتاب کی سی ہے لیکن اس کے باوجود ان کے حوالے سے ڈرامے کی تخلیق و تکمیل آسان کام نہیں ہے۔ان کے حوالے سے لکھے گئے ڈراموں کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ڈرامہ نگار غالب پسند ہی نہیں غالب پرست بھی ہیں ۔ان ڈراموں میں غالب کو چلتے پھرتے اور باتیں کرتے دکھایا گیا ہے۔ان ڈراموں میں المیہ اور طربیہ دونوں عناصر کی یکجائی ملتی ہے۔	ایکٹ۔سید امتیاز۔علی تاج غالب۔مالک رام۔ شبیر احمد قادری۔
صغیر افراہیم	پہلی جنگ آزادی کا پہلا سپہ سالار	۲۴۵ تا ۲۴۸	آخری مغل تاجدار محمد سراج الدین بہادر شاہ ظفر بادشاہ تھے۔خدا ترس تھے۔اہل زبان تھے اور سب سے بڑھ کر وہ پہلی جنگ آزادی کے سپہ سالار تھے۔ بہادر شاہ ظفر کو جوانی سے شعرو شاعری کا شوق تھا۔یہ پہلا سپہ سالار اتنا بدقسمت تھا کہ اپنے وطن عزیز میں دفن کے لیے دوگز زمین بھی نہ مل سکی۔یہ ہندو مسلم اتحاد کی نشانی کے طور پر ابھرنے والا ہندوستان کا پہلا سپہ سالار تھا۔	بہادر شاہ ظفر۔ سپہ سالار۔ غزل۔قلعہ معلی صغیر افراہیم
ظفر حسین ہرل/ روبینہ ترین	چاردیواری کی 'مندلی' شوکت صدیقی کی بے رحم حقیقت نگاری	۱۹۱ تا ۱۹۹	یہ مضمون شوکت صدیقی کے بارے میں ہے کہ شوکت صدیقی بھی ایسا ہی ادیب ہے جس نے حقیقت نگاری کو اپنا کر ناول نگاری اور افسانہ نگاری میں نام پیدا کیا۔ان کے ناول خدا کی بستی، جانگلوس اور چاردیواری حقیقت نگاری کی اہم مثالیں ہیں۔	حیدرگڑھ۔ شوکت صدیقی۔ کرشن چندر۔ مندلی ظفر حسین

عابد سیال	نئی لسانی تشکیلات اور جدید اردو غزل	۳۲۸ تا ۳۳۵	جدیدیت کی تحریک میں پیدا ہونے والا سب سے پر زور اور سب سے اہم رجحان لسانی تشکیلات کا ہے۔نئی لسانی تشکیلات کی آواز اٹھانے والے ادباء کا موقف یہ تھا کہ لفظ ایک ہی طرح اور متعین معنوں میں مسلسل استعمال ہوتے ہیں۔اپنی تاثیر سے محروم ہو چکے ہیں۔ظفر اقبال نے جدیدیت کی تحریک سے آنے والی تبدیلیوں کو قبول کیا۔بعض شعراء کے ہاں انگریزی الفاظ کا استعمال تخلیقی رچاؤ کے ساتھ ہوا ہے اور خوشگوار تاثر قائم کرتا ہے۔	جدیدیت۔ظفر اقبال۔غزل۔ لسانی تشکیل عابد سیال
عبدالواجد تبسم	اقبال، حسن عسکری اور سلیم احمد	۳۵۳ تا ۳۵۹	سلیم احمد اردو تنقید کا ایک معتبر نام ہے۔حسن عسکری کو اردو تنقید کی سب سے متنازعہ شخصیت قرار دیا جاتا ہے۔سلیم احمد چونکہ حسن عسکری کے شاگرد معنوی ہیں اس لیے وہ حسن عسکری کے اسلوب اور نظریات دونوں سے متاثر ہیں۔اگر سلیم احمد کی شخصیت فکر کا جائزہ لیا جائے تو وہ اول تا آخر اقبال سے متاثر ہے۔انھوں نے نفسیات کے ایک فرسودہ نظریہ تحلیل نفسی کے تحت اقبال کے افکار کا سر چشمہ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کی تحریروں میں قیاسات اخذ کرنے کا رجحان ابتدا ہی سے ہے۔سلیم احمد کے اقبال سے اختلافات کا رویہ منفی نوعیت کا ہے۔	اقبال۔تنقید حسن عسکری۔ سلیم احمد عبدالواجد تبسم
عبدالعزیز ساحر	اردو جملے کی ساخت میں سُر اور آہنگ کی جلوہ آرائی	۱۳۰ تا ۱۳۳	اردو زبان تعریفی اور تخلیلی طرز اظہار کے اسالیب کے مابین اپنے جملے کی ساخت اور پرداخت کرتی ہے۔اردو میں جملہ سازی کے قرینے اتنے ورسٹائل ہیں کہ انھیں قواعدی اصولوں کے تناظر میں پابند نہیں کیا جاتا۔جملے میں موجود الفاظ کی گونج اپنے وزن و آہنگ کے مدار میں جہاں معنی کی لو پیدا ہوتی ہے اس کا اسلوب اس تخلیقی آب و تاب کا آئینہ دار ہوتا ہے۔	اردو جملہ۔ غالب۔ مجرد لفظ مفرد۔ عبدالعزیز ساحر۔
عطش درانی	مغرب میں متنی تدوین کی تاریخ اور تدریس	۲۸ تا ۳۴	مغربی تحقیق کی تاریخ بنیادی طور پر دو روایات پر استوار ہوتی ہے۔ایک متنی تنقید اور دوسرا تحقیقی طریقوں کے سائنٹفک اصولوں کی دریافت۔بیسویں صدی میں اس علم اور فن پر خاطر خواہ کام ہوا۔اصولی کتب اور کتابیات کی بڑی تعداد وجود میں آئی اور مغرب میں کئی ادارے وجود میں آئے۔	ادارے۔ تدوین۔ متنی تنقید۔ مسودہ نگا تانیہ۔ عطش درانی۔

علامہ ارحسین بخاری	اردو شاعروں کے تذکرے اور ادبی تاریخ نگاری	۳۵ تا ۴۶	تاریخ تمدن انسان میں لفظ کو ہمیشہ ایک کرشمہ ساز مظہر قرار دیا گیا۔ فارسی کے اولین تذکرے لباب الالباب (از محمد عوفی) کے بعد نہ صرف شاعروں کے بارے میں تذکرہ نویسی کی ایک باقاعدہ روایت کا آغاز ہوا۔ ایران میں فارسی تذکرہ نگاری کی روایت کئی صدیوں پر محیط ہے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق اردو شاعری کا پہلا تذکرہ اردو کے اہم ترین شاعر میر تقی میر نے لکھا۔ تذکرہ اور تاریخ میں فرق یہ بیان کیا گیا کہ تاریخ میں حالات و واقعات زمانہ کا عمومی احوال بیان ہوتا ہے اور تذکرہ میں ایک خاص قسم کے لوگوں کا حال لکھا جاتا ہے۔ اردو شاعری کے تذکروں اور آب حیات کے بارے میں معتبر محققین کی یہ رائے پیش نظر رکھنی چاہیے کہ نہ تو تذکرے اور نہ ہی آب حیات اردو ادب کی مربوط تاریخ پیش کرتے ہیں۔	آب حیات۔ تذکرہ نگاری۔ گارسین دتاسین۔ معین الدین عقیل۔ نکات الشعرا۔ علامہ ارحسین بخاری۔
غلام اکبر	تخریج آیات درباب اثبات الفقر از کشف المحجوب	۳۷۷ تا ۳۸۰	برصغیر پاک وہند کو اپنی منفرد جغرافیائی ثقافتی، مذہبی، معاشرتی حیثیت سے دنیا بھر میں اہمیت حاصل رہی ہے۔ مذہبی حوالے سے بھی برصغیر پاک وہند عرب، ایران کے بعد ہمیں کسی طرح کم نظر نہیں آتا۔ لاہور پہ نگاہ دوڑائی جائے تو صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش نظر آتے ہیں۔ جنھوں نے اپنے علم و فضل اور عبادت و ریاضت سے وہ روشنی پھیلائی کہ آج تک لاہور کو ''داتا کی نگری'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔	اجمیر۔ اولیاء کرام۔ کشف المحجوب۔ لاہور۔ غلام اکبر۔
فریحہ نگہت	مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام تذکروں کی تدوین	۱۰۳ تا ۱۰۹	یہ مضمون مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام تذکروں کی تدوین سے متعلق ہے۔ ۱۹۸۵ء میں مجلس ترجمہ کی تشکیل ہوئی اور اس کا نام مجلس ترقی ادب رکھا گیا۔ مجلس نے ابتدا سے ہی کلاسیکی ادب کی تدوین پر زیادہ توجہ دی۔	بیاض۔ تدوین تذکرہ۔ متن فریحہ نگہت۔
محمد اشرف کمال	اشاریہ اور اشاریہ سازی تعریف، ضرورت اور اہمیت	۷۴ تا ۸۲	علوم وفنون اور سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ تحقیق وتنقید کی بڑھتی ہوئی مصروفیات کی وجہ سے وقت کی قلت نے اشاریہ اور اشاریہ سازی کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔ اشاریے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ناموں کا اشاریہ، موضوعی اشاریہ اور تخصصی اشاریہ وغیرہ۔	اشاریہ اشاریہ سازی جمیل جالبی محمد اشرف کمال

محمد آصف اعوان	فکرِ اقبال میں زندگی کا حرکی اور ارتقائی تصور	۲۴۶ تا ۲۵۲	حیات کمال جنون کا نام ہے جس میں لفظ حرام اور رشتا طِ عمل کو رازِ حیات کی حیثیت حاصل ہے۔ اقبال کے نزدیک حیات اور عمل کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اقبال کے خیال میں زندگی کو مادی اور میکانکی اصولوں کے آئینے میں ہی نہیں پرکھا جاسکتا ہے۔ اقبال کائنات کو حوادث و واقعات کے ربط اور تسلسل کا نام دیتے ہیں۔ وہاں حیات کے سب سے اعلیٰ مظہر انسان کو بھی ارتقاء کے دھارے پر عمل اور تجربہ کے تسلسل میں شریک ایسی اُبھتی ہوئی ہستی کی صورت میں دیکھتے ہیں جس کی فطرت میں روز و شب کی بے تابی لکھ دی گئی ہے۔	اقبال۔ حرکی۔ مرتقع۔ حیات کائنات۔ محمد آصف اعوان۔
محمد ساجد خان	کلامِ غالب میں اذیت پسندی	۲۴۹ تا ۲۷۷	اگر غالب کے کل اشعار کی تعداد 4209 ہے تو اذیت پسندی کے اشعار کا تناسب کافی زیادہ ہوگا۔ غالب کی عظمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ غالب کی اذیت پسندی کو مختلف عنوانات کے تحت دیکھا جائے تو غالب کے کلام میں رونے کا ذکر بہت ہے لیکن آنسو کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ غالب کی اذیت پسندی ناکامیوں کا ردِعمل تو ہوسکتی ہے۔ ان کی اذیت پسندی کے بیسیوں پہلوؤں میں ایک پہلو ان کے ہاں شوقِ شہادت، آرزوئے مرگ ہے۔	اذیت پسندی۔ تبسم کاشمیری۔ غالب۔ غزل محمد ساجد خان آرزو
محمد فخر الحق نوری	راشد کی شخصیت کے مذہبی رنگ	۱۷۲ تا ۱۸۰	یہ مضمون ن۔م۔راشد کے بارے میں ہے۔ جب ہم راشد کے شخصی رجحانات و میلانات کا جائزہ لیتے ہوئے حقائق کی بازیافت کرتے ہیں تو ان کی شخصیت میں موجود مذہبی رنگ بھی پیدا ہونے لگتے ہیں۔ راشد کا خاندان تصوف کے سلسلۂ چشتیہ سے فیض یاب تھا۔ کفر و الحاد کے خیالات ان کے ذہن میں تشکیک و تذبذب پیدا کرتے رہے اور وہ کشمکش کا شکار بھی ہوتے رہے۔ مگر مذہب ان کے احاطۂ خیال سے نکل نہ سکا۔	راشد۔ قوسِ قزح۔ لطیفی۔ حسن۔ محمد فخر الحق نوری۔

مسرت یاسمین	سفیرِ ہند انیسویں صدی کا ایک اہم اخبار	۱۱۰ تا ۱۱۶	برصغیر کا دوسرا اور شمالی ہند کا پہلا اردو اخبار دہلی اخبار تھا۔ یہ مضمون ہفتہ وار اخبار 'سفیرِ ہند' سے متعلق ہے جو امرتسر سے شائع ہوتا تھا۔ یہ اخبار اشتہارات، مراسلات مختلف واقعات، روائد جلسہ کے علاوہ تعلیمی میدان میں ہونے والی پیش رفت پر بھی قلم اٹھاتا تھا۔ اس اخبار کا رجحان عیسائی مذہب کی طرف زیادہ تھا۔ یہ سنجیدہ اور متین اخبار تھا۔ اس اخبار سے بہت سے ممتاز لوگوں کے متعلق آگاہی ہوتی ہے۔	املاء۔ جالندھر مراسلات۔ ہندو سکول
معین الدین عقیل	جنوبی ایشیا میں فارسی مطبوعات کی فہرست نویسی: تاریخی و تحقیقی مطالعہ	۹ تا ۱۴	جنوبی ایشیا میں فارسی طباعت کی صورت حال کے جائزے کے لیے ان جائزوں اور روداووں سے قطع نظر کہ جو حکومتوں کے متعلقہ ادارے کرتے رہے وہ فہرستیں بھی معاون ہو سکتی ہیں جو مختلف صورتوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ انیسویں صدی میں مطبوعہ ایسی فہارس میں جو نسخ یا نستعلیق میں مرتب ہوئیں، سید عارف نوشاہی نے معیاری تحقیقی مطالعے قلم بند کیے ہیں لیکن ان کا ایک اختصاص فہرست سازی ہے۔ ان کو مزید انفرادیت یہ بھی حاصل ہے کہ جنوبی ایشیا میں فہارس کی فہرست سازی بھی تا حال ان ہی تک مخصوص ہے اور زیرِ نظر موضوع سے متعلق تمام قابلِ ذکر فہرستیں ڈاکٹر عارف نوشاہی ہی کی مرتبہ ہیں۔	عارف نوشاہی۔ فورٹ ولیم کالج۔ فہرست سازی۔ مطبوعات۔ نسخ و نستعلیق۔ معین الدین عقیل۔
ممتاز احمد خان	کئی چاند تھے سرِ آسماں	۲۱۶ تا ۲۲۵	ممتاز نقاد، شاعر، محقق اور افسانہ نگار شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے ناول 'کئی چاند تھے سرِ آسماں' کو 'مرقع' سے تعبیر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسے انیسویں صدی کی ہند اسلامی تہذیب اور انسانی اور تہذیبی و ادبی سروکاروں کا مرقع سمجھ کر پڑھا جائے۔ شمس الرحمٰن لفظ شناس ادیب ہیں۔ مکالمے انتہائی جاندار اور دلکش ہیں۔ منظر نگاری ایسی ہے کہ جیسے آرٹ فلم نظروں کے سامنے چل رہی ہو۔	المیہ۔ تحقیق۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔ وزیر خانم۔ ممتاز احمد خان۔ کئی چاند تھے سرِ آسماں۔

ناہید قمر	اردو داستان کے زمان و مکاں	۳٦٧ تا ۳٧٦	اردو داستان کے زمان و مکاں کے تصور کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ مقالہ نگار نے داستان نگاری کی ابتدا، داستان کے مفہوم، داستانوں کی اہم خصوصیات اور داستان میں وقت کے تصور کو بڑے جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق داستانوں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان میں زندگی کی تصویر ضرور ہوتی ہے۔ لیکن اس کا تعلق حال سے کم اور ماضی سے زیادہ ہوتا ہے۔ داستان پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ ان میں زمان و مکاں کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ مقالہ نگار کے مطابق باغ و بہار زمان و مکاں کے داستانی تصور کے بھی مطابق ہے۔ فسانۂ عجائب میں بھی زمان و مکاں کا تصور دیگر داستانوں سے مختلف نہیں ہے۔	داستان۔ داستان امیر۔ حمزہ۔ مافوق الفطرت۔ وقت کا تصور۔ ناہید قمر۔
نجیب جمال	یگانہ آرٹ	۱۸۱ تا ۱۹۰	یہ مضمون یگانہ کی شاعری کے حوالے سے ہے۔ یگانہ نے اپنے متکبرانہ انداز کے سہارے ایک ایسی بلند آہنگی اور شدت پیدا کی کہ اس کی حدیں لغت اور رتفع سے جا ملیں۔ یگانہ بھی آرٹ میں وجدانی نقطۂ نظر کے حامل ہیں۔ ان کی شاعری میں یگانہ کا وجود ایک بھرپور تجربے کے طور پر موجود ہے۔ ان کی شاعری میں کوئی مربوط فلسفۂ زندگی موجود نہیں۔ انھوں نے تصورِ شعر کے معاملے میں جا بجا حالی کی فکر سے استفادہ کیا ہے۔	آرٹ۔ آیات وجدانی۔ ڈرامائیت۔ ماہیت شاعری۔ نجیب جمال۔
سجیہ عارف	اردو زبان و ادب کی تاریخ نویسی (برطانوی مستشرقین کے حوالے سے)	۱۵۱ تا ۱٦۱	زبان و ادب کی تاریخ نویسی ایک پیچیدہ عمل ہے۔ یہ عوامل دو قسم کے ہیں۔ خارجی حقائق اور دوسری قسم کے عوامل وہ ہیں جن کا تعلق مورخ کی ذات سے ہے۔ اٹھارویں صدی میں ان دونوں محرکات کے زیرِ اثر برصغیر میں بولی جانے والی عوامی زبان مستشرقین کی توجہ اور تحقیق کا مرکز بنی۔ مستشرقین نے اردو میں پہلی بار جدید، سائنسی انداز میں تاریخ مرتب کرنے کی طرح ڈالی اور بکھری ہوئی یادداشتوں اور بیاضوں کو ادبی تاریخ کا تسلسل بخشا۔	گارساں دتاسی۔ گراہم بیلی۔ گریئرسن۔ برطانوی مستشرقین۔ گلکرسٹ شمل۔ سجیہ عارف۔

نذیر تبسم	پنجاب ۔سندھ اور سرحد کی غزل کا موضوعاتی تقابل (قیام پاکستان کے بعد)	۲۱۰ تا ۲۱۵	قیام پاکستان کے بعد پنجاب، سندھ اور سرحد کی غزل کا موضوعاتی تقابل پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق صوبہ سرحد کے شعری احساس کی تشکیل میں شعراء کے ہاں مایوسی کا پہلو نہیں۔ البتہ سندھ میں مہاجرین کی بظاہر بربادی کے ساتھ ساتھ مٹی کی دربدری کا دکھ نظر آتا ہے۔ چونکہ ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین براہ راست اس بربادی کا شکار تھے۔ اور ناسٹلجیا کے عناصر ان کی شاعری میں محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ پنجاب کی شاعری میں بھی قنوطیت ملتی ہے۔ جبکہ سرحد اور بلوچستان کی شاعری میں یہ روّیہ نہیں ملتا۔	افغان مہاجرین۔ سرحد۔ سندھ۔ غزل۔ قیام پاکستان نذیر تبسم
یاسمین سلطانہ	عزیز حامد مدنی کی شاعری میں تلخیٔ دوراں	۲۸۷ تا ۲۹۹	یہ مضمون عزیز حامد مدنی کی شاعری کے حوالے سے ہے۔ جس زمانے میں مدنی نے شاعری شروع کی اس زمانے میں ترقی پسند تحریک کا دور تھا۔ ان کی شاعری میں تلخیاں اپنی پوری آب و تاب اور توانائی کے ساتھ موجود ہیں۔ مدنی پورا آدمی بن کر غم بھی سہتا ہے۔ خوش بھی رہتا ہے۔ ان کے لیے اس کا محبوب صرف یاد بن کر رہ گیا ہے۔ زندگی کے آخری وقتوں میں مدنی زندگی اور موت کا فلسفہ دریافت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔	ترقی پسند تحریک۔ تلخیاں۔ رم خوردہ دریا۔ مدنی یاسمین سلطانہ

دریافت: ۹ (۲۰۱۰ء)

مدیران: رشید امجد، عابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	بُلھے شاہ کی ایک نو دریافت پنجابی غزل	۱۴۶ تا ۱۴۹	پنجابی ادب میں بابا بُلھے شاہ کا مقام بلند ہے۔ بنیادی طور پر ان کی شاعری میں مضامین تصوف کا خوب صورت بیان ملتا ہے۔ نیز معاشرے کے کمزور اور تاریک گوشوں کی نقاب کشائی کے علاوہ اپنے دور کے مسائل کا بیان بھی ان کے کلام میں جا بجا ملتا ہے۔ یوں ان کی شاعری واردات قلبی کے ساتھ خطے کی سیاسی و سماجی صورت حال کی حقیقی عکاسی کرتی ہے۔ اس مضمون میں ان کی نو دریافت غزل کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	ارشد محمود ناشاد۔ بابا بُلھے شاہ۔ پنجابی شاعری۔ غزل۔ تصوف۔ پنجاب۔
افضال احمد انور	نعتیہ غزل میں ہیئتی تجربات	۴۰۰ تا ۴۰۶	اردو شاعری میں غزل کی روایت قدیم اور مضبوط ہے۔ اردو شاعروں نے اس صنف میں جہاں روایتی مضامین کو بیان کیا وہاں نئے نئے موضوعات بھی داخل کر کے اس کی حدود میں بے بہا اضافے کیے۔ عام طور پر اردو میں نعت گوئی کے لیے دیگر اصناف استعمال ہوئی ہیں۔ البتہ غزل کی صنف میں بھی نعتیہ مضامین سمونے کی کوششیں نظر آتی ہیں۔ اس مقالے میں نعتیہ غزل میں کیے گئے ہیئتی تجربات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	افضال احمد انور۔ نعتیہ غزل۔ اردو میں غزل کی روایت۔ کاشف نعمانی۔ نعیم صدیقی۔ احسن تقویم۔
امبر یاسمین	فارسی ادب کی رومانوی داستانیں	۴۳۳ تا ۴۴۰	فارسی ادب کے بیشتر قدیم فن پاروں کا شمار عالمی ادب کے کلاسیک میں ہوتا ہے۔ کلاسیکل فارسی داستانوں میں اپنے دور کے سیاسی، سماجی حالات کی صورت گری تمام فنی لوازم کو برتتے ہوئے تفصیل سے کی گئی ہے۔ چونکہ ان داستانوں کا بنیادی موضوع رومان ہے، لہٰذا زیر نظر مقالے میں فارسی کے چند اہم رومانوی داستانوں کا سیاق و سباق کے حوالے سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	امبر یاسمین۔ فارسی ادب۔ فارسی داستان۔ رومان۔ عطار۔ انصاری۔ فردوسی۔ نظامی گنجوی۔ جامی

بشریٰ پروین	ترجمے کی اہمیت	۴۲۹ تا ۴۳۷	ترجمہ چونکہ دو زبانوں، قوموں اور تہذیبوں کے درمیان میں ایک پل کا کام انجام دیتا ہے۔ اس لیے ترجمے کی ضرورت و اہمیت کا احساس ترقی یافتہ اقوام کو بہت پہلے ہوگیا تھا۔ ماضی کی تقریباً ہر بڑی تہذیب میں ترجمے کی روایت کے نقوش ملتے ہیں۔ اس مقالے میں جہاں زبان کی ترقی کے لیے ترجمے کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے وہاں اردو کلاسیکی فن پاروں کو بیرونی زبانوں میں منتقل کرنے میں حائل رکاوٹوں کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ تین فرانسیسی اور روسی ناولوں کے اردو ترجموں کا معیار جانچنے کی کوشش بھی اس مضمون کا حصہ ہے۔	بشریٰ پروین فرانسیسی ناول روسی ناول ترجمہ۔ البرٹ کامیو۔ اجنبی۔ دوستوفسکی۔ ایڈیٹ۔ میکسم گورکی۔
بصیرہ عنبرین	اقبال کی تشبیہیں: چند فنی لوعیتیں	۳۱۵ تا ۳۲۲	اقبال نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے اپنے لیے منفرد شاعرانہ زبان وضع کی۔ اس زبان کی ایک خاصیت خوب صورت تشبیہی پیرائے بھی ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ عمدہ تشبیہ، کیونکر تخلیق پاتی ہے اور اس تعمیر کے دوران تخلیق کار کو کن بنیادی باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس مقالے میں کلام اقبال کی تشبیہات کا فنی و فکری تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	بصیرہ عنبرین اقبال۔ اقبالیات۔ شاعری اقبال کی تشبیہیں
پروین کلو	مارکسی فلسفہ اور فیض احمد فیض کی شاعری	۴۸۳ تا ۴۹۵	مارکسزم ایک بین الاقوامی تحریک ہے۔ کارل مارکس کا فلسفہ استحصالی قوتوں اور طبقاتی ناہمواریوں کے خلاف مزاحمت کی آواز ہے۔ بیسویں صدی میں اس فلسفے نے عالمی تحریکوں کو جنم دیا اور کئی معاشروں میں اس کے اثرات مرتب ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند بھی اشتراکی نظریات سے شدید متاثر ہوا۔ اس مضمون میں فیض احمد فیض کی شاعری میں اشتراکی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	پروین کلو فیض احمد فیض۔ اردو شاعری۔ اقبال۔ کارل مارکس۔ مارکسزم
تنظیم الفردوس	رشید حسن خان بنام معین الدین عقیل	۵۰۷ تا ۵۳۰	رشید حسن خان اور ڈاکٹر معین الدین عقیل اردو کے نامور محقق، نقاد، اور ماہر لسان ہیں۔ دونوں اصحاب نے اردو تحقیق و تنقید کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ زیر نظر مقالے میں رشید حسن خان کے دس خطوط بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل شامل کیے گئے ہیں جس میں انھوں نے تحقیقی خصوصاً لسانی موضوعات پر گفتگو کی ہے۔	تنظیم الفردوس تحقیق۔ تنقید۔ خطوط۔ رشید حسن خان۔ معین الدین عقیل

ثریا شمیل	چودھری محمد علی ردولوی کی تصانیف کا تجزیہ	۵۷۵ تا ۲۰۲	سرسید اور ان کے رفقائے کار نے اردو ادب میں پہلی مرتبہ شاعری کی بجائے نثر پر توجہ مرکوز کی۔ اس تحریک سے وابستہ ادیبوں نے اردو نثر کا دامن مختصر عرصے میں وسیع تر کر دیا۔ ان اثرات کے تحت بحیثیت مجموعی اردو نثر کو فروغ حاصل ہوا اور اردو نثر کی روایت باقاعدہ شروع ہوئی۔ محمد علی ردولوی کا شمار بھی اردو کے ابتدائی نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ اس مقالے میں ان کے نثری فن پاروں کا فنی فکری تجزیہ کیا گیا ہے۔	ثریا شمیل سرسید تحریک۔ چودھری محمد علی ردولوی۔ اردو نثر
جاوید بادشاہ	صوبہ سرحد کے دینی مدارس سے شائع ہونے والے جرائد	۲۰۲ تا ۲۱۳	صوبہ سرحد، موجودہ خیبر پختون خواہ ایک مضبوط مذہبی و ادبی روایات کا حامل صوبہ ہے۔ مذہبی حوالے سے اس خطے میں مدارس کا کردار اہم ہے۔ پورے خطے میں پھیلے ہوئے مدارس علیہ کے سکالرز ہمیشہ سے تحقیقی سرگرمیوں میں شامل رہے ہیں۔ اس مضمون میں ان مدارس کے تحقیقی جرائد کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اسلامی ادب۔ اردو نثر۔ جرائد۔ خیبر پختون خواہ۔ سرحد جاوید بادشاہ
خالد اقبال	ترجمہ کے بارے مختلف نظریے	۲۳۷ تا ۲۴۸	ترجمہ زبانی اور تحریری انداز سے بہت قدیم فن چلا آ رہا ہے۔ ماضی سے اب تک اس فن کے طور طریقوں پر مباحث جاری ہیں۔ انھی مباحث نے ترجمہ نگاری میں مختلف نظریات کو جنم دیا ہے۔ اس مضمون میں ان نظریات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	خالد اقبال۔ ترجمہ نگاری۔ نظریات۔ نوم چامسکی۔ رومن جیکوبسن
رابعہ سرفراز	شعری و نثری تراجم ـــ فن، مسائل اور امکانات	۲۱۴ تا ۲۲۸	تراجم کی مدد سے بین الاقوامیت سے شناسائی ہوتی ہے۔ کسی بھی زبان و ادب میں تراجم کی کمی یا قلت کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ زبان اور ادب فرسودہ طور طریقوں اور مضامین کی قید سے آزاد نہیں۔ اس مضمون میں نظم و نثر کے ترجمے کے پراسس کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	رابعہ سرفراز ترجمہ۔ میر تقی میر۔ شاعری۔ نثر۔ ن م راشد۔ فیض
روبینہ شہناز	تحریک آزادی اور اُردو ادب	۲۹۵ تا ۲۹۷	جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد ہندوستانیوں خصوصاً یہاں کے مسلمانوں کی فکری، سیاسی کردار سازی میں اردو ادب کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ ادب ہمیشہ سے قوموں کی فکری، معاشرتی اور سیاسی شعور کو جلا بخشنے کا باعث رہا ہے۔ اس مضمون میں تحریک آزادی یا قیام پاکستان کی تحریک میں اردو ادب کے کم و کیف کو دیکھا گیا ہے۔	روبینہ شہناز اردو ادب۔ تحریک پاکستان۔ تحریک آزادی۔ حالی۔ اقبال۔ ظفر علی خاں

زاہد حسن چغتائی	انجم رضوانی (۱۹۰۷ء۔۱۹۹۶ء) احوال و آثار	۴۹۶ تا ۵۰۶	انجم رضوانی بیسویں صدی کے شاعر ہیں۔ وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ اردو کے حوالے سے راول دیس میں منعقد ہونے والی محفلوں کے بھی روح رواں تھے۔ اس مضمون میں اس گم گشتہ شاعر کی سوانح و فن پر نظر ڈالی گئی ہے۔	زاہد حسن چغتائی۔ انجم رضوانی۔ شاعری۔ حلقہ ارباب ذوق۔ راولپنڈی
زاہد منیر عامر	بالِ جبریل، بازوے شاہین اور پیامِ زمانے	۲۹۸ تا ۳۰۹	فلسفۂ اقبال میں عقل و عشق کا نظریہ اپنے موضوع و ہیت کے اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اقبال کے ہاں عشق کو اس کے اعلیٰ معیار اور جذبات کی شدت و پاکیزگی کی وجہ سے عقل پر فوقیت حاصل ہے۔ اس مقالے میں اس نظریے کا جائزہ ایک نئے زاویے سے لیا گیا ہے۔	اقبال۔ عقل۔ عشق۔ بال جبریل۔ ضرب کلیم۔ اسرار خودی زاہد منیر عامر۔
ستار خان خٹک	اصطلاحاتِ اقبال کا تحقیقی جائزہ	۳۲۳ تا ۳۳۳	اس مقالے میں لفظیات و اصطلاحاتِ اقبال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بنیادی ماخذ کے طور پر اس مطالعے کے لیے مخطوطات و شذرات اقبال کو لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مقالات، انجمن حمایت اسلام کی قرار دادیں اور مخزن کے شمارے بھی زیر بحث آئے ہیں۔	اقبال۔ اصطلاحات انجمن حمایت اسلام۔ مخزن ستار خان خٹک۔
سہیل عباس بلوچ	داغ اور مرادفات	۵۲ تا ۱۰۹	اردو میں الفاظ کے ان معانی کی تلاش و جستجو کی ضرورت پر زور دیا جاتا رہا ہے جو عام طور پر لغات میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے لیے ادبی متون کی الگ سے فرہنگیں مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مقالے میں اردو کے نمایاں شاعر نواب مرزا داغ کے کلام سے ایسے الفاظ کے معانی متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	نواب مرزا داغ۔ اردو۔ شاعری۔ فرہنگ۔ معانی سہیل عباس بلوچ۔
سید شاہ سعید احمد	ڈاڈاازم، سرئیلزم اور جدید اردو شاعری پر ان کے اثرات	۴۰۷ تا ۴۱۳	یہ مضمون، اردو شاعری پر دو ادبی تحریکوں (ڈاڈاازم اور سرئیلزم) کے اثرات کے مطالعے پر مبنی ہے۔ بیسویں صدی میں اردو ادب پر عالمی اثرات مرتب ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ عالمی ادبی و سیاسی تحریکوں سے اردو ادب خاص کر شاعری براہ راست متاثر ہوئی۔	شاعری۔ ڈاڈاازم۔ سرئیلزم۔ ن م راشد۔ میراجی۔ سید شاہ سعید احمد۔

شاہد حسن رضوی	تحریک پاکستان، عوامی شعور کی بیداری اور مقامی اخبارات (سابق ریاست بہاولپور کے اخبارات وجرائد - ایک خصوصی مطالعہ)	۲۵۷ تا ۲۷۶	برصغیر کے مسلمانوں نے انگریز تسلط کے خلاف اور اپنے لیے ایک علیحدہ ملک کے حصول کی کوششیں کیں، جو تحریک آزادی یا پاکستان کے نام سے معروف ہے۔ انھی مساعی کی بدولت ہندوستان کی تقسیم مذہبی بنیادوں پر ہوئی اور دو ملک وجود میں آئے۔ اس مضمون میں تحریک پاکستان میں ریاست بہاول پور کے اخبارات وجرائد کے کردار کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	شاہد حسن رضوی تحریک آزادی۔ پاکستان۔ بہاولپور۔ صادق الاخبار
شفیق انجم	اردو، عربی اور انگریزی زبان کی اصوات: ایک تقابل	۳۷۲ تا ۳۷۸	جدید صوتیاتی مطالعوں کا آغاز مغرب میں ہوا، البتہ ہندوستان میں صوتیاتی مطالعات کی روایت قدیم ہے۔ سنسکرتی علما کو صوتیاتی مطالعے میں اولیت حاصل ہے۔ اس مقالے میں اردو زبان کی اصوات کا تقابل عربی اور انگریزی اصوات سے کیا گیا ہے۔	شفیق انجم۔ صوتیات۔ فونیمیات۔ مصوتے۔ مصمتے۔ طریق ادائیگی۔ مخارج۔
شمیم طارق	ترقی پسند انتقادی معیارات	۴۶۱ تا ۴۶۸	تنقید کا مطلب و مقصد ادب پاروں کو پرکھنا ہوتا ہے۔ ترقی پسند تنقید میں ادب پاروں کو اس زاویے سے پرکھا جاتا ہے کہ یہ کس حد تک قارئین کو اشتراکی نظریات و مقاصد سے آگاہ کر رہا ہے۔ نیز رومانوی عناصر کے خلاف کتنی موثر آواز بلند کی گئی ہے۔ اس مقالے میں ترقی پسند تنقید کا تجزیہ انھی اصولوں کے تحت کیا گیا ہے۔	شمیم طارق۔ تنقید۔ ترقی پسند تحریک۔ اختر حسین رائے پوری۔ سجاد ظہیر۔
صائمہ نازانصاری	قیام پاکستان: ردوقبول کا شعری منظر نامہ	۲۷۶ تا ۲۹۴	شاعری انسانی معاشرے کی عکاسی خوب صورتی سے اور موثر بنیادوں پر کرتی ہے۔ تحریک آزادی میں اردو شاعروں کے کردار کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ زیر نظر مقالے میں پاکستان کے لیے کی جانے والی جدوجہد میں اردو شاعری کے کم وکیف کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	صائمہ نازانصاری۔ تحریک آزادی۔ تحریک پاکستان۔ اردو شاعری۔ ملی نغمہ۔
صفدر قریشی	اردو پنجابی میں اشتراک صوت و معنی	۳۷۹ تا ۳۹۹	دنیا کی زبانوں کو ایک جیسی خصوصیات کی بنا پر گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بیشتر زبانیں اپنے گروہ کے ساتھ ساتھ دیگر خاندانوں کی کسی زبان یا زبانوں کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ اردو اور پنجابی کا تعلق ایک ہی لسانی گروہ سے ہے لہٰذا ان میں کافی اشتراک پایا جاتا ہے۔ مقالے میں انھی اشتراکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	صفدر قریشی۔ لسانیات۔ صوتیات۔ اردو۔ پنجابی۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔

صفیہ عباد	سگمنڈ فرائڈ .....ایک مطالعہ	۵۵۸ تا ۵۷۴	اس مضمون میں جدید نفسیات کے بانی سگمنڈ فرائڈ کی سوانح پر نظر ڈالی گئی ہے۔ یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بچپن کی تعلیم و تربیت اور ماحول نے فرائڈ کی شخصیت سازی میں کیا کردار ادا کیا۔	صفیہ عباد۔ سگمنڈ فرائڈ۔ نفسیات۔شعور۔ لاشعور۔تحلیل نفسی۔
صوفیہ یوسف	ابلیس اقبال کی نظر میں	۳۱۰ تا ۳۱۴	دنیا کے بیشتر مذاہب، ادب خاص کر شاعری میں خیر و شر کی جنگ میں ابلیس یا شیطان کو ہمیشہ شر کے نمائندے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اقبال نے اپنی شاعری میں ابلیس کے بیان میں کس نوع کی مضمون آفرینی کی ہے۔	اقبال۔شاعری۔ ابلیس۔ضرب کلیم صوفیہ یوسف۔
عارف نوشاہی	فارسی، اردو متون میں عربی عبارات کی تصحیح کا مسئلہ	۳۶ تا ۳۹	قدیم فارسی اور اردو متون میں مختلف مناسبتوں سے عربی عبارتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ انھیں مرتب کرتے وقت ایسے مرتبین جو عربی سے نابلد ہوتے ہیں مشکل سے دوچار رہتے ہیں۔ اس مضمون میں ان مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے بعض تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔	عارف نوشاہی۔ اردو۔عربی۔ فارسی۔مخطوطہ۔ تذکرہ نوشاہیہ۔
عبدالعزیز ساحر	خلاصۃ الفوائد: سلسلہ چشت کا ایک اہم مجموعۂ ملفوظات	۱۵ تا ۲۰	خلاصۃ الفوائد قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع قاضی محمد عمر حکیم سیتاپوری ہیں، جو خواجہ صاحب کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے۔ مرتب ان کی بابرکت مجالس میں حاضر رہے اور ان کے ملفوظات کی جمع آوری کو اپنے لیے باعثِ خیر و برکت خیال کرتے ہوئے ان کی ترتیب و تہذیب میں مگن رہے۔ مقالے میں اس مجموعے کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	مخطوطہ۔فارسی۔ سلسلہ چشتیہ۔ تصوف۔مولانا فخر الدین دہلوی۔ خواجہ نور محمد مہاروی عبدالعزیز ساحر۔
عطش دُرّانی	اُردو اصطلاحات سازی: ایک نظرِ واپسیں	۱۱۷ تا ۱۲۹	اصطلاحات سازی کی ضرورت و اہمیت ہر زبان میں مسلم ہے۔ اسی وجہ سے اردو میں یہ عمل قدیم سے جاری ہے اور اس جانب ماہرین کی خصوصی توجہ مبذول رہی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے اپنے ابتدائی مقالے پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے بعض ترمیم و اضافے تجویز کیے ہیں۔	اصطلاحات سازی۔کمپیوٹر۔ اطلاعیات۔ کوائفیہ عطش درانی۔

غلام عباس	قواعد اُردو مؤلفہ بابو کاہن سنگھ	۳۵۸ تا ۳۷۱	اردو قواعد نویسی کی روایت میں 'قواعد اُردو' ایک اہم کتاب ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب کو اولیت حاصل ہے کہ اس میں قواعد کی بنیاد کلمہ کی تین قسموں کی بجائے آٹھ اقسام پر رکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا ذکر اردو قواعد کی تواریخ میں نہیں ملتا۔ اس مضمون میں اس کتاب کا تعارف پیش کرتے ہوئے اس کا مقام و مرتبہ طے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو لسانیات۔ قواعد نویسی۔ کلمہ۔ اسم۔ ایبٹ آباد۔ غلام عباس۔ بابو کاہن سنگھ۔
فرحانہ منظور	اُردو پیروڈی اور اودھ پنچ ..... ایک تحقیقی مطالعہ	۴۴۵ تا ۴۶۰	پیروڈی انگریزی زبان کا لفظ ہے جسے اردو میں تحریف نگاری کہا جاتا ہے۔ اس میں کسی اصل شے یا فن پارے کی مضحک صورت پیش کی جاتی ہے۔ جس سے خامیاں اور ناہمواریاں جو عام حالات میں دکھائی نہیں دیتیں، مزاح کے پردے میں نکھر کر سامنے آ جاتی ہیں۔ اس مضمون میں 'اودھ پنچ' کی پیروڈیوں کا جائزہ اس زمانے کے سیاسی و سماجی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔	طنز و مزاح۔ اودھ پنچ۔ سرسید تحریک۔ فرحانہ منظور۔
محمد آصف اعوان	رومی کا تصورِ ارتقا	۱۹۹ تا ۲۰۶	ارتقاء کا تصور اس حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے کہ کارخانۂ قدرت میں سکون اور قرار کم ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ حیات کی سرمستی سے تڑپ رہا ہے۔ مولانا رومی ایک عظیم مفکر تھے جن کے ہاں ارتقاء کا تصور۔ مغربی فلسفہ کی نسبت زیادہ جامع اور واضح ہے۔ اس مقالے میں مولانا کی شاعری کی روشنی میں اس تصورِ ارتقاء کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔	فارسی شاعری۔ تصوف۔ دیوان شمس۔ غزل محمد آصف اعوان۔
محمد اشرف کمال	اصطلاحات سازی۔ ضرورت و اہمیت	۱۱۰ تا ۱۱۶	زبان کو دوسری ترقی یافتہ زبانوں کے ساتھ زندہ رکھنے اور منفرد شناخت برقرار رکھنے کے لیے اصطلاحات سازی کا عمل ناگزیر قرار پاتا ہے۔ یہ عمل کسی بھی زبان کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس مضمون میں اس عمل کی ضرورت و اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔	اصطلاحات سازی۔ اصطلاح۔ عطش درانی۔ سلیم اختر۔ محمد اشرف کمال۔
محمد پرویش شاہین	ڈوماکی	۳۴۴ تا ۳۵۷	پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ اس کے علاوہ یہاں علاقائی زبانوں کی ایک بڑی تعداد بھی بولی جاتی ہے۔ چونکہ پاکستان ایک کثیر لسانی ملک ہے اس لیے بیشتر زبانوں کے بولنے والے دور افتادہ اور محدود ہیں۔ اس مقالے میں ایسی ہی ایک زبان ڈوماکی کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	پاکستانی زبانیں۔ شمالی علاقہ جات۔ کوہستان۔ ہند آریائی۔ دردی محمد پرویش شاہین۔

محمد رفیع ازہر	تنقیدات وزیر آغا کی تحقیقی جہت	۵۳۱ تا ۵۵۷	اردو میں ڈاکٹر وزیر آغا کا نام بنیادی طور پر بطور شاعر اور نقاد کے لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریروں میں اردو تحقیق و تنقید کو نئے زاویے فراہم کیے۔ اس مضمون میں ان کی تحقیقی و تنقیدی جہات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	اردو شاعری کا مزاج۔ ارسطو سے ایلیٹ تک۔ جمیل جالبی۔ جگن ناتھ آزاد۔
محمد کیومرثی	فارسی میں مختصر افسانے کا آغاز	۴۱۴ تا ۴۲۲	اس مقالے میں فارسی افسانے کے آغاز وارتقاء کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ فارسی افسانے کے بنیادی رجحانات و رویوں کی نشاندہی کے علاوہ اہم فارسی افسانہ نگاروں کے فن کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	فارسی۔ افسانہ۔ صادق ہدایت۔ جمال زادہ۔ جلال آل احمد۔ محمد کیومرثی
محمد علی اثر	گولکنڈہ کی چند قدیم ترین مسجدیں	۱۳۰ تا ۱۳۳	گولکنڈہ کا شمار مسلم تہذیب و ثقافت کے امین شہروں میں ہوتا ہے۔ آج بھی اس شہر میں اسلامی عہد کے آثار موجود ہیں جو ایک شاندار ماضی کا پتہ دیتے ہیں۔ اس مضمون میں اس شہر کی چند اہم اور قدیم مسجدوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	محمد علی اثر۔ دکن۔ بہمنی سلطنت۔ عادل شاہی۔ قطب شاہی۔ حیدرآباد
محمد ممتاز خان کلیانی	اردو افسانہ نگاری کے فروغ میں ادبی مجلہ 'سیپ' کا کردار	۴۲۳ تا ۴۴۳	بیسویں صدی میں اردو کے ادبی جرائد نے مختلف اصناف سخن کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ ان جرائد نے مختلف اصناف کے موضوعی اور ہیئتی سلسلوں کو رواج دیا۔ اس مقالے میں اردو افسانے کے فروغ میں معروف اردو جریدے 'سیپ' کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سیپ۔ اردو افسانہ۔ عصمت چغتائی۔ قرۃ العین حیدر۔ محمد ممتاز خان کلیانی۔
محمد ہارون قادر	نسخۂ دلکشا: ایک نادر تذکرہ (۱۸۷۰ء)	۱۵۰ تا ۱۵۹	اردو میں تذکرہ نویسی کی ایک مضبوط روایت نظر آتی ہے۔ تذکروں کے ذریعے نہ صرف یہ کہ شاعروں کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ ان کے کلام کا نمونہ اور اس کا مقام و مرتبہ بھی سامنے آتا ہے۔ اس مقالے میں ایک اہم 'تذکرہ نسخۂ دلکشا' کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	تذکرہ نویسی۔ اردو تذکرے۔ راجا جنم جی مترا۔ ارمان۔ محمد ہارون قادر۔
مزمل حسین	عربی میں فن بلاغت کی تدوین (عہد قدیم) ..... ایک تحقیقی مطالعہ	۱۳۴ تا ۱۴۵	فن بلاغت ادب کی شناخت ہے۔ عربی ادب میں اس فن نے بتدریج ترقی کی۔ ماہرین اس فن کو چار ادوار میں منقسم کرتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ انھی ادوار کو تحقیقی و تجزیاتی انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور آغاز ہی سے اس فن میں ہونے والے کام کو ایک مطالعہ کے ذریعے دیکھا گیا ہے اور فن بلاغت کی اہمیت و افادیت کو نہایت باریک بینی سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	عربی ادب۔ فن بلاغت۔ عبدالقاہر۔ ابو یعقوب یوسف۔ مزمل حسین۔

مظہر شاہ مہمند	اردو اصولِ تحقیق کی روایت: کتب اور جائزے	۱۸۰ تا ۱۸۹	اٹھارویں صدی عیسوی میں شروع ہونے والی اردو تحقیقی روایت بیسویں صدی میں ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ بیسویں صدی میں اردو اصولِ تحقیق کی روایت کا باقاعدہ آغاز مضامین سے ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس تحقیق اور اصولِ تحقیق کے حوالے سے مضامین کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا۔ اس مقالے میں اصولِ تحقیق کے اسی سلسلے کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تحقیق۔ اصول تحقیق۔ حافظ محمود شیرانی۔ گیان چند جین۔ تبسم کاشمیری مظہر شاہ مہمند
معین الدین عقیل	تحقیق میں سرقے کی عالمی مثالیں	۹ تا ۱۴	سرقہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ دنیا کی تقریباً ہر زبان کے ادب میں اس کی مثالیں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ اس مقالے میں بھی ایسی ہی ایک کوشش کی گئی ہے۔	عالمی ادب۔ مرزا فرحت اللہ بیگ۔ سفرنامہ۔ مارکو پولو۔ ابن بطوطہ۔ معین الدین عقیل۔
مقبول حسن گیلانی	قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم کا تقابلی جائزہ	۴۰ تا ۵۱	ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ہی یہاں کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے ہوئے۔ سرائیکی زبان جو کہ جنوبی پنجاب اور ملحقہ علاقوں میں بولی جاتی ہے جدید ہند آریائی زبانوں کی مغربی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مقالے میں قرآن کے سرائیکی تراجم کی روایت اور ان کے معیار کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	قرآن مجید۔ سرائیکی۔ ترجمہ۔ عبدالرحمٰن حفیظ۔ مقبول حسن گیلانی۔
میمونہ سبحانی	رجحانات حسرت۔ مقطعوں کی روشنی میں	۲۰۷ تا ۲۱۴	سرسید اور ان کے رفقائے کار نے اردو غزل کو ناپسندیدہ صنف قرار دے کر اس کی مخالفت کی۔ اس دوران اردو غزل کی حمایت میں آواز اٹھانے والوں میں حسرت موہانی کا نام نمایاں ہے۔ اس مقالے میں اردو غزل کی روایت کی روشنی میں حسرت کی غزل کا جائزہ لیا گیا۔	اردو شاعری۔ حسرت موہانی۔ اردو غزل۔ حالی میمونہ سبحانی
ناصر عباس نیر	متن، سیاق اور تناظر	۲۱ تا ۳۵	بعض صورتوں میں خالی پن کے تجربے کو بھی انسانی ذہن کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ البتہ متن کا تصور معنی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ متن کا اطلاق ہی اس تحریر پر ہوتا ہے جو کسی نہ کسی معنی کی حامل ہو۔ اس مقالے میں معنی، متن کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔	متن۔ مشرقی تنقید۔ تنقید شعر۔ علم بیان ناصر عباس نیر
نعیم مظہر	''دشت سوس'' میں منظر نگاری	۴۴۱ تا ۴۴۵	اردو میں ناول نگاری کا آغاز انیسوی صدی کی آخری دہائیوں سے ہوا، اور جلد ہی فنی و فکری حوالوں سے پختگی حاصل کر لی۔ منظر نگاری بھی ناول کے اسلوب کا اہم حصہ ہے۔ اس کے ذریعے فن پارہ زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اس مقالے میں اردو ناول کا منظر نگاری کے حوالے سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو ناول۔ دشت سوس۔ جمیلہ ہاشمی نعیم مظہر

قیس اقبال	مرآۃ العاشقین: تعارف وتجزیہ	۱۹۰ تا ۱۹۸	ہندوستان میں تصوف کی روایت مضبوط ہے۔تصوف کے حوالے سے بنیادی مواد عربی اور فارسی زبانوں میں دستیاب ہے۔ صوفیوں نے بزرگوں کے ملفوظات کو اردو اور ہندوستان کی دیگر زبانوں میں منتقل کیا۔مرآۃ العاشقین بھی ایسا ہی رسالہ ہے، جس کا تعارف وتجزیہ اس مقالے میں کیا گیا ہے۔	تصوف۔سید شیر محمد شاہ گیلانی۔پیر غلام محمد۔شیر محمد شاہ قیس اقبال
نوازش علی	''حسن کوزہ گر'' اور راشد کی تخلیقی وارفتگی	۴۶۹ تا ۴۸۲	'حسن کوزہ گر'تخلیقی صلاحیتوں کی انتہاؤں کو چھوتی ہوئی ایک معرکتہ الآرا نظم ہے۔اسے اردو شاعری کی چند اعلیٰ نظموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ن۔م راشد کی اس نظم کی خوب صورتیوں کا جائزہ اس مضمون میں لیا گیا ہے۔	ن۔م راشد۔نظم۔ اردو۔شاعری۔ نوازش علی
یاسمین سلطانہ	سلیم احمد کی شاعری میں تشکیلی دوراں	۵۴۲ تا ۵۵۷	ادبی حوالے سے قیام پاکستان کے بعد کے زمانے کو تشکیلی دور کہتے ہیں۔اس دوران جہاں سماجی سطح پر نئے معیار قائم ہو رہے تھے۔ وہیں ادبی تخلیق کی نئی شناخت کے لیے اہل قلم نے ہمہ جہت تجربات کا آغاز کیا اور جدید ادب نمو پانے لگا۔اس مضمون میں اس دور کی شاعری کا جائزہ معروف شاعر سلیم احمد کے کلام کی روشنی میں لیا گیا ہے۔	یاسمین سلطانہ نئی تخلیقی شناخت سلیم احمد تشکیلی دور
یوسف خشک	قیام پاکستان کے بعد سندھی بولنے والے ادیب اور اُردو	۴۴۹ تا ۴۵۶	اردو زبان اور ادب کے ساتھ سندھی بولنے والے افراد کو شروع سے ہی اپنائیت رہی ہے۔ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد اس محبت میں اضافہ ہوا۔قیام پاکستان کے بعد سندھی ادیبوں کی اردو سے اس اپنائیت کا تعارفی جائزہ اس مقالے میں لیا گیا ہے۔	سندھی۔سندھ۔شیخ ایاز۔رشید احمد لاشاری۔تگل سرمست یوسف خشک

دریافت: ۱۰(۲۰۱۱ء)

مدیران: روبینہ ترین، شفیق انجم، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد اویسی	پنجاب آرکائیوز کا ارتقائی سفر	۸۸ تا ۹۳	یہ مضمون پنجاب "پبلک آرکائیوز" کے نام سے قائم ادارہ میں ۲۵ سال یا اس سے مدت کی تاریخی دستاویزات سے متعلق ہے۔ جنھیں اس نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اور ان کی وجہ سے یہ ادارہ تحقیق میں دلچسپی رکھنے والی تحقیقات کا مرجع ہے۔ اسی ادارے کی تاریخ کا بھی اجمالاً مگر جامع ذکر کر دیا گیا ہے جبکہ آخر میں راقم نے اس کے لیے الگ عمارت کی ضرورت کو بھی اجاگر کیا ہے۔	اردو تحقیق۔ ارشد اویسی۔ پنجاب آرکائیوز۔ ماخذ۔
ارشد محمود ناشاد	اُردو اور ہندکو: لسانی اور ادبی اشتراکات	۲۰۷ تا ۲۲۹	ہزارہ ڈویژن، پشاور، کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں لاکھوں افراد کی ماں بولی ہندکو کے بارے میں اس مضمون میں اسلامی تاریخ، اردو سے تعلق اور ہندکو کی نثر، نظم اور ان کی مختلف اصناف میں خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تاہم اس زبان کے حدود اربعہ کے بارے میں اختلاف کا اظہار کیا گیا ہے۔ صاحب مضمون نے دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ ہندکو اور اردو میں بہت زیادہ اشتراک ہے اور اس نے تحریک آزادی ہو یا ترقی پسند تحریک، حمد و منقبت ہو یا مرثیہ ہر صنف میں اپنا لوہا منوایا ہے۔	اردو زبان۔ ارشد محمود ناشاد۔ لسانیات۔ ہندکو زبان۔ ادبی اشتراکات۔
اسد فیض	مشاہیر ادب کی نادر تحریریں	۱۰۷ تا ۱۱۱	اس مضمون میں معاصر ادیبوں، ادا جعفری، احمد ندیم قاسمی، رشید شاہجہان اور وزیر آغا کے نادر کلام کے نمونے پیش کیے گئے ہیں جو رسالہ "نقوش" سے لیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ادا جعفری کا تو یہ کلام کسی مجموعہ میں شامل نہیں۔ کلام کے ساتھ ان کے رویوں پر اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔	اسد فیض۔ نادر تحریریں۔ نقوش۔ مشاہیر ادب۔

افضال احمد انور	نثری نظم میں نعت پارے	۳۴۵ تا ۳۵۱	نثری شاعری کے بارے میں لکھے گئے اس مضمون میں نعتیہ نثری نظموں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جس میں سب سے پہلے اقبال کے ایک خط میں سرزمین حجاز کی تعریف میں لکھے گئے کلمات کو بعض تنقید نگاروں نے نثری شاعری قرار دیا ہے۔ راجہ راشد محمود کے اداریے میں نثری شاعری، محمد اقبال چوہدری پروفیسر، میمونہ روحی اور دیگر کی نثری نعتیہ شاعری کے نمونے دیے گئے ہیں۔	افضال احمد انور۔ اقبال۔ نثری۔ نعتیہ شاعری۔
بیگ احساس	نصرتی کی قصیدہ نگاری	۳۳۷ تا ۳۴۴	نصرتی کا قصیدہ نگاری میں انتہائی بلند مقام ہے۔ اسے مراٹھی زبان اور ہندو ثقافت پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ جارج لائل کو شبہ ہے کہ وہ پہلے ہندو برہمن تھا۔ انھوں نے علی عادل شاہ ثانی کے لیے بکثرت قصیدے لکھے۔ انھیں لامیہ، رزمیہ اور دیگر اقسام کے قصیدوں پر پورا عبور حاصل ہے۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا کے بھی قصیدے تحریر کیے۔ یہ مضمون نصرتی کے فن قصیدہ نگاری کی تعریف میں ایک اور زریں اضافہ ہے۔	بیگ احساس۔ دکن۔ قصیدہ نگاری۔ نصرتی۔
پروین کلو	روسی فکشن کا دور عروج: تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۹۴ تا ۳۰۱	اس مضمون میں روسی ادب کا عہد بہ عہد جائزہ لیا گیا ہے، عیسائیت سے قبل فطرت پرستی اور اس کے مذہبی ادب کا ترجمہ شروع ہوا، سترھویں صدی میں غیر ملکی لٹریچر اور رومانس روسی ادب میں داخل ہوئے۔ سوماروکوف روس کا پہلا ڈرامہ نویس تھا۔ اٹھارہویں صدی میں ترقی پسند خیالات نے جنم لیا اور انیسویں صدی روسی شاعری کے ہمسرے کے طور پر شروع ہوئی، صاحب مضمون نے مثالوں کے ذریعے اس ادب کے مختلف ادوار کو واضح کیا ہے۔	اردو فکشن۔ پروین کلو۔ روسی فکشن۔ فطرت پرستی۔
تبسم کاشمیری	محمد حسن عسکری کی تنقید: اہم مباحث	۱۱۶ تا ۱۲۳	محمد حسن عسکری کے طرز تنقید کو اس مضمون میں موضوع بنایا گیا ہے جو یقیناً ایک منفرد نوعیت کا موضوع ہے۔ حسن عسکری روایتی تنقید سے دور ہے۔ وہ سوچ اور فکر کے اعتبار سے اور بےمثل نقاد تھے جن کی انگریزی اور فرانسیسی ادب پر بہت گہری نظر تھی۔ اس کی جگہ جگہ مثالیں دی گئی ہیں اور ان کے اس نظریہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ادب کا اپنے زمانے سے گہرا تعلق ہونا چاہیے اور اس طرح ادب اس زمانے کی تصویر کشی کرتا نظر آئے۔	اردو تنقید۔ تبسم کاشمیری۔ فرانسیسی ادب۔ محمد حسن عسکری۔

حبیب نواز	خوشحال خان خٹک اور علامہ اقبال کے افکار: تقابلی مطالعہ	۴۷۳ تا ۴۸۱	خوشحال خان خٹک اور علامہ اقبال کے شاہین وخودی سمیت دیگر تصورات اور افکار اس قدر ہم آہنگ ہیں کہ کہنے والے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ پشتو کا اقبال بشکل خوشحال خان تھا۔ اردو کا خوشحال بشکل اقبال نمودار ہوا۔ اقبال خوشحال خان خٹک کی شاعری کے گرویدہ ہیں اور انھوں نے اپنی شاعری میں بھی ان کے پیغام کو سمویا ہے۔ یہی اس مضمون کا موضوعِ سخن ہے اور صاحب مضمون نے اس کی واضح مثالیں دی ہیں۔	اقبال۔ پشتو شاعری۔ حبیب نواز۔ خوشحال خان خٹک
خالد ندیم	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا اقبالیاتی سرمایہ	۴۵۹ تا ۴۷۱	اقبال شناسی کے حوالے سے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، انھوں نے اردو ادب میں اقبال کے حوالے سے بہت سے شکوک وشبہات دور کرنے اور ان کے نظریات کی وضاحت میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ صاحب مضمون نے بھی ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی مختلف کتابوں اور مقالہ جات کی تفصیلات پیش کی ہیں۔	اقبال شناسی۔ اقبالیات۔ خالد ندیم۔ غلام حسین ذوالفقار۔
رشید امجد	پریم چند لاہوری: منشی پریم چند کے ایک ہم عصر	۹ تا ۱۲	دھنپت رائے منشی پریم چند کے دور میں ایک اور ادیب اور افسانہ وڈرامہ نگار پریم چند لاہوری گزرے ہیں جو اس طرح منشی پریم چند کے بڑے نام کے نیچے دب گئے جیسے برگد کے نیچے چھوٹے چھوٹے پودے۔ مگر ان کا کام اس قدر وقیع اور جاندار ہے کہ ایک غیر جانبدار تاریخ دان ان کے ادبی کردار سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔	اردو افسانہ۔ پریم چند۔ رشید امجد۔
روبینہ ترین	سر سید احمد خان کی سیاسی کارگزاریاں: ایک محاکمہ	۲۵۰ تا ۲۶۶	اس مضمون میں سر سید احمد خان کے ان سیاسی افکار اور سرگرمیوں کا احاطہ کیا گیا ہے جن کے ذریعے انھوں نے قوم کو روشنی اور آزادی کی امید دلائی۔ انھوں نے مذہب، تعلیم، سیاست اور ہر قسم کے رجحانات میں لبرل ازم کو فروغ دیا۔ اس حوالے سے مضمون نگاروں نے ان کے مختلف نوعیت سے حوالے دیے ہیں اور بتایا ہے کہ انگریز کی آمد کے بعد مسلمان دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جن میں ایک طبقہ صرف مذہبی نوعیت کا تھا جبکہ دوسرا طبقہ وقت کی نزاکت اور مستقبل کے تقاضوں کے باعث سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کو انگریز اور انگریزی کے قریب ہونا چاہیے۔ اس ماحول میں سر سید نے قوم کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔	روبینہ ترین۔ سر سید احمد خان۔ لبرل ازم۔ سیاسی افکار۔

روبینہ شہناز	نظیرا کبرآبادی کی شاعری میں عورت کا تصور	۳۷۰ تا ۳۷۳	نظیرا کبرآبادی کی نظموں میں غزل کی خیالی محبوب کی بجائے ایک چلتی پھرتی گوشت پوست کی عورت دکھائی دیتی ہے۔انھوں نے انتہائی دلکش انداز میں لاثانی صنم کی تراکیب سے عورت کے حسن اوراداؤں کو جس طرح بیان کیا ہے وہ انھیں کا خاصہ ہے۔اگرچہ بعض لوگوں نے ان پر فلکش نگاری کی پھبتی بھی کسی ہے مگر حقیقت حال اس سے چنداں مختلف ہے، یہی اس مضمون کا موضوع سخن ہے۔	اردو نظم۔ روبینہ شہناز۔ نظیرا کبرآبادی۔ تصورِعورت۔
محمد جاوید خان	گوجری زبان: آغاز و ارتقاء	۱۹۳ تا ۱۹۸	گوجر قوم کی زبان گوجری کہلاتی ہے، یہ قوم پہلی صدی عیسوی میں گورجستان (جارجیا) سے افغانستان اور پھر ہندوستان میں داخل ہوئی۔مضمون میں اس زبان کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ گوجری زبان کے ادوار میں اس کے ارتقاء اور اس میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ برصغیر کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔	برصغیر۔گوجری زبان۔ محمد جاوید خان۔
روش ندیم	آزاد نظم: تعارف، تاریخ اور صورتحال	۳۷۴ تا ۳۸۲	اس مضمون میں آزاد نظم کی مختلف اقسام، ان کے ارتقاء اور خصوصیات کوموضوع بنایا گیا ہے اور زور دیا گیا ہے کہ اس میں بھی روایتی کلاسیکی شاعری جیسی چاشنی پائی جاتی ہے۔آزاد نظم کا سلسلہ فرانس سے انگریزی اور وہاں سے اردو میں آیا جس نے اپنی حیثیت کومختلف ادوار کے بعد مستحکم کیا ہے اور یہ روایت اب زیادہ تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔	آزاد نظم۔ روش ندیم۔ کلاسیکی شاعری۔
زاہد منیر عامر	مولانا ظفر علی خان کا ایک نادر مکتوب	۳۳ تا ۳۵	مولانا ظفر علی خان ایک اہم شاعر، صحافی اور تحریک آزادی کے نمایاں رہنما ہیں۔آپ کی قومی اور ادبی خدمات کے حوالے سے بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مگر آپ کے خطوط کی جمع آوری پر توجہ نہیں دی گئی۔ اس مقالہ میں مولانا کے ایک خط، جو آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کو لکھا گیا، اس کے متن کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تحریک آزادی۔ زاہد منیر عامر۔ شورش کاشمیری۔ مولانا ظفر علی خان۔مکتوب۔

زمرد خان	دیوان غمگین کا ایک قلمی نسخہ	۷۹ تا ۸۶	یہ مضمون دیوان غمگین کے نام سے ایک قلمی نسخہ کے بارے میں ہے جس کے متعلق مصنف کا موقف ہے کہ خود غمگین کی اس میں کی گئی درستگی بھی شامل ہے اور یہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ ہے کیونکہ کسی دوسرے نسخہ کا اب تک علم نہیں ہوسکا۔ مضمون میں اس نسخے کی ایسی تفصیل دی گئی جسے پڑھ کر اس نسخے کا تصوراتی خاکہ ذہن میں ثبت ہوجاتا ہے۔	زمرد خان۔ دیوان غمگین۔ قلمی نسخہ۔ تدوین۔
سید عامر سہیل	فسانۂ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز	۴۵ تا ۵۴	فسانۂ آدم مجید امجد کی نثر پر علم فلکیات کے حوالے سے ایک نامکمل کتاب ہے جس کا مسودہ صاحب مضمون کے پاس موجود ہے۔ جس کی انھوں نے تفصیلات درج کی ہیں اور جگہ جگہ اس مسودے سے اقتباسات بھی پیش کیے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجید امجد اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے تھے مگر وہ بوجوہ ایسا نہ کرسکے۔ راقم نے مجید امجد کی نظموں کے بھی حوالے دیے ہیں جن میں انھوں نے فلکیات کے حوالے دیے ہیں اور آخر میں مسودے کے صفحات کا عکس بھی دیا گیا ہے۔	اردو نظم۔ سید عامر سہیل۔ فسانۂ آدم۔ مجید امجد۔ علم فلکیات۔
شاہد اقبال کامران	جدید سندھ کی ذہنی تشکیل میں مرزا قلیچ بیگ کا حصہ	۱۷۷ تا ۱۸۴	مرزا قلیچ بیگ نے سندھی زبان کے روایتی مزاج کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ انھوں نے سندھ میں نثر کی روایت ڈالی اور اپنی صلاحیتوں کا جوہر منوایا۔ انھوں نے سندھی شاعری کو بھی جدید مغربی پیرائے اور رجحان سے متعارف کرایا۔ انھوں نے مذہب، فلسفہ اور دیگر موضوعات پر ۸۸ کتابیں، ۲۰۱ ڈرامے، کئی ناول اور بچوں کے لیے ۱۷ کتابیں لکھیں جس کے باعث شیخ ایاز کہتے ہیں کہ شاہ لطیف کے بعد قلیچ بیگ سندھ کی عظیم ترین ادبی شخصیت ہیں۔	سندھ۔ سندھی زبان۔ شاہد اقبال کامران۔ مرزا قلیچ بیگ۔ شیخ ایاز/ شاہ لطیف۔
شاہد حسن رضوی	روشن خیال فرید	۳۶۲ تا ۳۶۸	صاحب مضمون نے انتہائی دلکش انداز میں خواجہ فرید کی شاعری اور اسلوب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری بندہ سے لے کر خدا تک عشق ہی عشق ہے اور پیار ہی پیار ہے، جس میں مایوسی نہیں بلکہ امید ہی امید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ان کی شاعری کی نئی پرتیں سامنے آرہی ہیں اور آتی رہیں گی۔	خواجہ فرید۔ روشن خیالی۔ سرائیکی شاعری۔ شاہد حسن رضوی

شبیر احمد قادری	تدوین میں ماخذ کے اختصارات ضرورت و اہمیت	۳۷ تا ۴۳	تدوینی امور میں ایک مدون کو مختلف مخطوطوں اور تصانیف سے استفادہ کرنا ہوتا ہے۔ مدون کے لیے مخطوطوں اور تصانیف وغیرہ کے مکمل ناموں کا بار بار اندراج تکرار محض کے مترادف ہے۔ اس سے طوالت بڑھتی ہے۔ ایسے میں مدوئین مخطوطوں اور تصانیف کو مختصر نام دے دیتے اور اس طریقۂ کار کی وضاحت ابتدائی صفحات میں کر دیتے ہیں۔ اس مقالہ میں تدوینی عمل میں اختصارات کی اس اہمیت اور ضرورت پر بات کی گئی ہے۔	تدوین۔ شبیر احمد قادری۔ ماخذ۔ مخطوطات
شفیق احمد	صنائع لفظی و معنوی کے توضیحی مباحث	۳۵۳ تا ۳۶۰	اردو میں علوم بیان و بدیع کی پہلی وقیع کتاب '' حدائق البلاغت'' کو مانا جاتا ہے۔ جو میر شمس الدین فقیر کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس کی روشنی میں مضمون میں صنائع و بدائع کی مختلف صنائع کا بیان کیا گیا ہے اور اہم شعرا کے اشعار میں ان صنعتوں کی موجودگی کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔	حدائق البلاغت۔ شفیق احمد۔ شمس الدین فقیر۔ صنائع
شفیق انجم	میرزا ادیب کا ایک مکتوب	۱۱۲ تا ۱۱۴	صاحب مضمون نے میرزا ادیب کے مختصر سوانحی خاکہ کے ساتھ ان کی ادبی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ مزید برآں ایک خط کے مندرجات دیے گئے ہیں۔ جس میں میرزا ادیب نے اپنے افسانوی مجموعہ '' صحرانورد کے خطوط'' کے بارے میں احوال بیان کیے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ دوستوں کے شکوے بھی ادبی انداز میں کیے ہیں۔	شفیق انجم۔ مکتوب۔ میرزا ادیب۔
شکیل احمد خان	تقسیم سے قبل سندھ میں اُردو زبان و ادب کا آغاز	۲۳۹ تا ۲۴۳	مضمون میں مختلف حوالوں سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اردو کی سرزمین تولد سندھ ہے۔ یہاں سب سے پہلے مسلمان آئے اور ان کی عربی و فارسی کے ساتھ سندھی اور ملتانی زبانوں کا امتزاج ہوا جس سے مل کر اردو وجود میں آئی جو آج ہمارے ہاں رائج ہے۔ اس زبان میں ملتانی اور سندھی کے ساتھ ساتھ پھر پنجابی سے استنباط ہوتا ہے جس کی بنیاد پر محمود شیرانی نے اردو کو لاہور کی زبان کے طور پر پیش کیا جو انگریزوں کے ساتھ دلی گئی۔ تاہم اس مضمون میں سندھ کو ہی اردو کی تخلیق گاہ قرار دیا گیا ہے۔	اردو زبان۔ تولد سندھ۔ شکیل احمد خان۔ محمود شیرانی۔

صوفیہ یوسف	قومیت اور اقبال	۴۲۵ تا ۴۲۹	قومیت کا نظریہ زمانہ قدیم سے موجود ہے اور فرانسیسی و امریکی انقلابات کے باعث یہ تصور مزید مضبوط اور مستحکم ہوا۔ اقبال کے ہاں قومیت کا تصور مذہب کے ذیل میں ہے اور وہ تمام مسلمانوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ عربی، ایرانی، تورانی سب مل کر ہی ایک مسلم قوم بن سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہی امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ ممکن ہے۔	اقبال کا تصور قومیت۔ اقبالیات۔ صوفیہ یوسف۔ نشاۃ الثانیہ۔
طارق ہاشمی	فروغ اُردو کے لیے مولانا صلاح الدین احمد کی مساعی	۴۳۰ تا ۴۳۸	مولانا صلاح الدین احمد نے قیام پاکستان سے قبل اردو کے تحفظ و فروغ اور مادر وطن میں آنے کے بعد یہاں اردو کی پرورش، اسے پھیلانے اور اس کے نفاذ کے لیے جو گراں قدر خدامت سرانجام دیں وہ اس مضمون کا موضوع ہیں اور جس انداز میں ان کے اداریے کے اقتباسات سے ان کے جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اس سے ہر قاری ان کے جذبات میں شامل ہو جاتا ہے کہ کاش ہم نے اردو کو اس کی وہ حیثیت دی ہوتی جو اس کا حق تھا تو شاید ہم اس قدر گروہوں میں تقسیم نہ ہوئے ہوتے۔	اردو زبان۔ ادبی دنیا۔ صلاح الدین احمد۔ طارق ہاشمی۔
ظفر احمد	اُردو املا: سفارشات کا تقابلی مطالعہ	۴۴۵ تا ۴۴۸	اس مضمون میں تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان اور بھارت میں اردو املا کے حوالے سے ہونے والی کاوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس حوالے سے مقتدرہ قومی زبان کی مختلف نشستوں کا حوالہ دینے کے بعد دونوں ملکوں کی کمیٹیوں کے درمیان بعض املا کے الفاظ پر تشکیک کا اظہار کیا گیا ہے اور آخر میں زور دیا گیا ہے کہ اس معمولی اختلاف سے صرف نظر کرتے ہوئے اردو کے فروغ پر دونوں ملکوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔	اردو املا۔ سفارشات۔ ظفر احمد۔ مقتدرہ قومی زبان۔
ظفر حسین ظفر	آزاد کشمیر میں اقبال شناسی: توضیحی کتابیات	۴۴۷ تا ۴۵۸	اس مضمون میں مقبوضہ و آزاد کشمیر میں یکساں طور پر علامہ اقبال پر ہونے والے تحقیقی کام کی بابت ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ اقبال کی کشمیر سے دلی وابستگی تھی جبکہ کشمیریوں نے بھی کہیں اقبال کو فراموش نہیں کیا۔ مقبوضہ کشمیر، سری نگر میں داخل ہوتے ہی موجود ''اقبال پارک'' اور اقبال کے نام سے قائم کئی ادارے اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ ان کی شاعری اور نثر پر سینکڑوں مقالے لکھے گئے ہیں۔	آزاد کشمیر۔ اقبال۔ کتابیات۔ کشمیر۔ ظفر حسین ظفر۔

علی بیات	ترجمان الغیب: تنقیدی جائزہ	۲۴ تا ۳۱	ترجمان الغیب، دیوان حافظ کا ترجمہ ہے۔ جو ایسے دور میں لکھا گیا جب حالی اور دبستان سرسید اور اس کے بعد ترقی پسند تحریک کے زیر اثر کلاسیکی شاعری اور خاص طور پر غزل گوئی پر بڑے اختلافات پائے جاتے تھے۔ اس کے بارے میں مترجم کا خیال ہے کہ اس نے یہ ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ اس پر مامور تھا۔ یہ چھ سو غزلوں کا منظوم ترجمہ ہے جو مترجم کی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ تاہم نفس مضمون کی ادائیگی میں کچھ تصرف ہوا جو ایک فطری امر ہے۔	ترجمان الغیب۔ دیوان حافظ۔ علی بیات۔ کلاسیکی شاعری ترجمہ۔
فریحہ نگہت	ساختیات کے بنیادی مباحث	۱۵۳ تا ۱۶۰	ہم کسی بھی زبان کی ابتدا سے نابلد ہیں کہ وہ کب اور کہاں سے وجود میں آئی اور اس میں وقت کے ساتھ ساتھ کیسے تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس مضمون میں بھی موصوفہ نے زبان کی ساختیات کو موضوع بحث بنایا ہے اور ساخت کی تشریح میں قابل قدر حوالے دیے ہیں اور اس کے بعد زبان خواہ بولی جائے یا لکھی جائے نشان سازی کے ان گنت مظاہر میں سے ایک مظہر ہے، زبان کے بعد جملوں کی ساخت پر بحث کے بعد نتیجہ نکالا ہے کہ کوئی بھی متن اپنے وجود کے لیے مصنف کا مرہون منت ہے۔	زبان کی ابتدا۔ ساختیات۔ فریحہ نگہت۔ نشان سازی۔
فیصل احمد گوندل	بلوچستان میں اقبال شناسی کی روایت	۴۸۴ تا ۴۹۹	صاحب مضمون نے بلوچستان کے جھرنوں اور نخلستانوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ علامہ محمد اقبال کی شاعری میں پائے جانے والے قدرتی مناظر کو اجاگر کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال کے چار بلوچستانی اسفار اور اس دوران میں لکھی جانے والی مختلف نظموں کے تذکرے کے ساتھ ساتھ ملک کے رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبے میں اقبال پر لکھے گئے مقالہ جات کی تفصیلات بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال شناسی میں بلوچستان بھی کسی سے پیچھے نہیں۔	اقبال۔ اقبال شناسی۔ بلوچستان۔ فیصل احمد گوندل۔

قاضی عابد	چین میں خرد افروزی اور روشن خیالی کی روایت	۱۳۸ تا ۱۵۱	چین دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے جس نے اپنے اردگرد کو دور دراز تک دائرہ اثر میں لیا حتیٰ کہ تین تا سات لاکھ ۸۰ ہزار سال پہلے کا قدیم انسان بھی پیکنگ مین کے نام سے جانا جاتا ہے۔چین نے اپنا دائرہ اثر خرد افروزی اور روشن خیالی کے ذریعے ہی بڑھایا جسے اس مضمون میں موضوع بنایا گیا ہے اور انتہائی ماہرانہ انداز میں دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ چین کی کئی ادوار پر پھیلی ہوئی سیاسی، تہذیبی تاریخ نے کس طرح دنیا میں اپنے جلوے دکھائے اور اس میں درجہ بہ درجہ کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں۔	چین۔ خرد افروزی۔ روشن خیالی۔ قاضی عابد۔ پیکنگ مین۔
قدسیہ بانو عبدالکریم	تمثیلی مشاعروں کی علمی و ادبی اہمیت	۳۹۷ تا ۴۰۷	شاعری کے فروغ میں شاعروں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے تاہم بعض شعرا نے اپنی شاعری کے فن کے زور پر کئی تمثیلی مشاعرے بھی پیش کیے ہیں جن کی دلکش منظر نگاری سے انھیں پڑھنے والا خود کو اس شاعری کا حصہ خیال کرتا ہے۔مرزا فرحت اللہ بیگ کے ''دلی کا ایک یادگار مشاعرہ'' کو سب سے پہلا تمثیلی مشاعرہ قرار دیا جاتا ہے۔واجد علی شاہ کا ''مشاعرے کی نقل'' بھی اس کی اہم مثال ہے۔ صاحب مضمون نے اس کے علاوہ بھی کئی تمثیلی مشاعروں کی تفصیلات دی ہیں۔	تمثیلی مشاعرہ۔ فرحت اللہ بیگ۔ قدسیہ بانو عبدالکریم۔ واجد علی شاہ دلی کا یادگار مشاعرہ۔ مشاعرے کی نقل
قرۃ العین طاہرہ	بچوں کا ادب: تاریخ اور عصری تقاضے	۴۷۷ تا ۴۸۹	بچوں کے اندر موجود تجسس، تلاش اور جستجو کے جذبے کی تسکین اور انھیں آگے بڑھانے کی امنگ دیتے ہیں۔ ادب نے جو کردار ادا کیا ہے وہ اس مضمون کا خاصہ ہے۔ جس میں نظیر اکبر آبادی، اقبال، غالب، سرسید، اسماعیل میرٹھی سے لے کر ابن صفی، قتیل شفائی، ڈاکٹر سلیم اختر، افشاں ساجد تک ادیبوں کی بچوں کے لیے خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس کام پر روشنی ڈالی گئی ہے جو اس حوالے سے پاکستان اور بھارت میں مختلف ادارے کر رہے ہیں۔ مضمون میں بعض نظموں کی چاشنی کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔	اردو ادب۔ بچوں کا ادب۔ قرۃ العین طاہرہ۔

محمد اشرف کمال	'پنجاب میں اُردو: ایک بازدید	۲۰۰ تا ۲۰۵	مضمون میں حافظ محمود شیرانی کی کتاب '' پنجاب میں اردو '' کا اس انداز میں تنقیدی جائزہ لیا ہے کہ یہ مضمون پڑھنے کے بعد قاری اس کتاب کے نفس مضمون کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے جس میں بنیادی بات یہ ہے کہ اردو دراصل پنجاب میں پروان چڑھی۔ یہاں سے انگریز اسے دلّی لے گئے، یہ کتاب لسانیات میں اپنا ثانی نہیں رکھتی جبکہ اس کتاب کے حوالے سے یہ مضمون نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔	پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ محمد اشرف کمال۔ لسانیات۔
محمد آصف	پنجاب کی ملّی انجمنیں عہد سرسید میں	۹۵ تا ۱۰۴	اس تحریر میں مصنف نے سرسید احمد خان کی ملی خدمات کے ساتھ ساتھ ان کی پنجاب خصوصاً لاہور میں آمد پر شاندار استقبال اور ان کے ایماء پر بنائی گئی تنظیموں کے تفصیلی حالات درج کیے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سرسید اور ان کے حامیوں نے ان کے خلاف فتوے بازی اور دیگر قسم کے پراپیگنڈوں کو کوئی اہمیت نہ دی اور انجمن اسلامیہ نے تنگ نظری کی بجائے جدید نظریات کو اس کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پیش کیا ہے۔	پنجاب۔ سرسید احمد خان۔ محمد آصف۔ ملی انجمنیں۔
محمد پرویش شاہین	کنیاوالی	۱۶۲ تا ۱۷۴	اس مضمون میں کوہستان کے طول و عرض میں بولی جانی والی زبان '' کنیاوالی '' کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کوہستان کی ساخت کے حوالے سے بھی معلومات دی گئی ہیں۔ یہ زبان ۵۹۔۱۹۵۸ء میں جناب ڈاکٹر بداوس نے دریافت کی اور اس کے بارے میں کتاب لکھی۔ یہ زبان ضلع دیامر کی تحصیل تانگیر کے چھوٹے سے گاؤں پنج کڑی میں بولی جاتی ہے اور مضمون کے آخر میں اردو اور اس زبان کے الفاظ بھی دیے گئے ہیں جن سے اچھا خاصا تعارف ہو سکتا ہے۔	محمد پرویش شاہین۔ کنیاوالی۔ کوہستانی۔ زبانیں۔
محمد سرفراز	اُردو غزل میں عربی ردیفیں	۴۰۹ تا ۴۱۸	اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ میں بڑا حصہ عربی زبان کا ہے، اس طرح اس کی تمام اصناف میں بھی عرب روایات سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ عربی ردیفیں بھی اردو شاعری میں عام پائی جاتی ہیں۔ جرأت کے ہاں یارب اور نظیر دہلوی کی قل علی الصباح اس کی چند مثالیں ہیں جبکہ مرثیہ کی صنف میں تو ان ردیفوں کا استعمال معمول کا درجہ رکھتا ہے۔	اردو زبان۔ ردیف۔ غزل۔ عربی زبان۔ محمد سرفراز۔ جرأت۔ نصیر دہلوی۔

محمد کامران	اُردو کے فروغ میں اوساکا یونیورسٹی جاپان کا کردار	۱۸۷ تا ۱۹۲	جاپان میں ۹ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو اوساکا میں اوساکا سکول آف فارن لینگویج قائم کیا گیا جو آج اوساکا یونیورسٹی بن چکا ہے اور وہاں دنیا کی درجنوں بڑی چھوٹی زبانوں پر تحقیق جاری ہے۔ یہاں اردو کو بھی بڑی (Major) زبان کا درجہ حاصل ہے اور اس مضمون میں اوساکا یونیورسٹی کے مختلف ادوار میں اہم اساتذہ کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن میں اوساکا کے بابائے اردو پروفیسر ساوا بھی شامل ہیں۔	اردو زبان۔ اوساکا یونیورسٹی۔ جاپان۔ محمد کامران۔ پروفیسر ساوا۔
محمد یوسف خشک	اُردو سندھی ادبا کی مشترکہ تحریکیں	۲۶۸ تا ۲۷۶	کسی بھی معاشرے میں پیدا ہونے والی تحریکوں میں ادب کا کردار نمایاں ہوتا ہے اور ہر تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے ادب کا سہارا بنیادی نوعیت کا ہے۔ اس مضمون میں بھی ان ادیبوں کی تحریکوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جن میں اردو اور سندھی ادیبوں نے مل کر خدمات سرانجام دیں اور اس کے انتہائی مثبت اثرات ظاہر ہوئے۔	اردو زبان۔ تحریکیں۔ سندھی زبان۔ محمد یوسف خشک۔
ممتاز کلیانی	اُردو سفرنامے میں جھنگ کا حصہ	۳۰۳ تا ۳۱۴	ان ماہرین فن نے یوسف خان کمبل پوش سے شروع ہونے والے سفرنامے تحریر کرنے کی روایت سے شروع کرتے شبلی نعمانی، حسین احمد مدنی، محمود نظامی اور دیگر کا ذکر کرتے ہوئے کہا اس کا رخ جھنگ کی طرف موڑا جہاں سے محمود شاہ، حافظ ذوالفقار نقشبندی اور حاجی یوسف کے سفرناموں کا تذکرہ ان کی خصوصیات کے ساتھ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان لوگوں نے ان سفروں اور اس کے بعد ان سفرناموں کو قلمبند کرنے میں کیا کارنامے سرانجام دیے۔	اردو سفرنامہ۔ جھنگ۔ شبلی نعمانی۔ محمود نظامی۔ ممتاز کلیانی۔
منیر احمد یزدانی	علامہ اقبال کا تصور جہان نو: 'ضرب کلیم' کی روشنی میں	۴۳۸ تا ۴۴۵	علامہ اقبال کی شاعری میں 'ضرب کلیم'' کو بنیادی حیثیت حاصل ہے جسے عصر حاضر یا تہذیب نو کے لیے شدید ضرب قرار دیا گیا ہے۔ صاحب مضمون کا کہنا ہے کہ ضرب کلیم میں اقبال نے دور حاضر میں مسلمانوں کو درپیش تمام مسائل اور حالات کا ذکر کیا ہے اور انھیں اس نئی تہذیب کے گندے انڈوں سے احتراز کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسلامی قالب میں ڈھال کر دنیا کے لیے معیار بننے پر زور دیا ہے۔	اقبال۔ تہذیب۔ جہان نو۔ ضرب کلیم۔ منیر احمد یزدانی

نازیہ ملک	'آگ کا دریا' اور 'سدھارتھ' ایک تقابل	۳۴۴ تا ۳۳۶	قرۃ العین حیدر کے ناول ''آگ کا دریا'' اور ہرمن ہیسے کے ناول ''سدھارتھ'' کا تنقیدی جائزہ اس مضمون کا موضوع ہے۔ چونکہ دونوں ناولوں میں بنیادی مرکزی خیال بدھا کی طویل تاریخ ہے اس لیے دونوں ناولوں میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے تاہم دونوں لکھنے والوں کا انداز اپنا اپنا ہے۔ اور انھوں نے اپنے نقطۂ نظر کے تحت ہی اس موضوع کو دیکھا ہے۔ دونوں کے کرداروں، کہانیوں اور فلسفیانہ طرزِ تحریر میں یکسانیت کے باوجود مضمون نگار نے ان کی الگ الگ خصوصیات کا بھی کھوج لگایا ہے۔	آگ کا دریا۔ اردو ناول۔ سدھارتھ۔ نازیہ ملک۔ قرۃ العین حیدر ہرمن ہیسے۔
ناصر عباس نیر	ولیم جونز: ایشیا بطور تحریری زبان	۱۲۴ تا ۱۳۴	جونز نے ہندوستان کو متن کے طور پر اور میکالے نے صورتحال کے طور پر دیکھا تھا۔ اس تناظر میں دونوں نے اپنے اپنے انداز میں ہندوستان کی نوآبادیاتی حیثیت کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے ادب، زبان اور مختلف علاقوں میں پائی جانے والی تقسیم سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ یہی اس مضمون کا خاصہ ہے جس میں ولیم جونز کے زبان و ادب کو برطانیہ کے شاہی نظام کے ایماء پر استعمال کی تنقید سے دی گئی ہیں اور تاریخ کے ادبی پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔	ولیم جونز۔ میکالے۔ نوآبادیات۔ ناصر عباس نیر۔
نجیب جمال	اقبال، جمال الدین افغانی اور اتحادِ عالمِ اسلامی	۴۱۹ تا ۴۲۴	جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال میں یہ قدر مشترک پائی جاتی ہے کہ وہ امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار اور اتحاد امت کے داعی تھے اور اسے مسلمانوں کی دنیا میں کامیابی کی کلید گردانتے تھے۔ مضمون میں ان مضمون نگاروں نے بھی اس چیز کو اجاگر کیا ہے اور کہا ہے کہ مغرب کہیں اسلام ازم اور کہیں بنیاد پرستی کے لیبل گھڑ کر مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ دونوں اکابر اس بات پر سختی سے یقین رکھتے تھے کہ مستقبل مسلمانوں کا ہے اور انھیں خود کو اس مقصد کے لیے تیار کرنا چاہیے اور انھیں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔	اتحاد۔ اقبال۔ جمال الدین افغانی۔ عالم اسلام۔ نجیب جمال۔

نذر عابد	شعری پیکرتراشی: بنیادی مباحث	۳۸۴ تا ۳۹۵	شاعری بنیادی طور پر تخیل کی کرشمہ سازی ہے۔ تخیل انسان کو عطا کردہ ایک عجیب وغریب قوت ہے جس کے بل پر وہ معدوم کو وجود عطا کر دیتا ہے، تخیل ایک نظری جذبہ جبکہ شاعری اکتسابی عمل ہے۔ صاحب مضمون نے بھی اس کے مختلف مدارج کا ذکر کیا ہے اور مختلف زبانوں کے ادب سے مثالیں پیش کی ہیں۔	پیکرتراشی۔ تخیل۔ شاعری۔ نذر عابد
نرجس افتخار	علامہ اقبال کا تصور تقدیر	۴۳۱ تا ۴۳۷	علامہ اقبال کے ہاں تقدیر کا تصور انتہائی اچھوتی نوعیت کا ہے۔ وہ اپنی نظم ونثر میں تمام کائنات کو خدائی نظام کا جکڑا ہوا بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود انسان کو اس موت کے بعد کی زندگی میں بھی دیکھنے کے خواہاں ہے، ان کا نظریہ یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا نام تقدیر نہیں بلکہ عمل پیہم کے ساتھ نتیجہ تقدیر پر چھوڑنا ہی اصل ہے۔	اقبال۔ تصورتقدیر۔ نرجس افتخار۔
نسیمہ رحمان	'قصص ہند' ایک غلط فہمی کا ازالہ	۷۲ تا ۷۷	اس مضمون میں مصنفہ نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مولانا محمد حسین آزاد کی کتاب قصص ہند حصہ دوم میجر پارلر اکیڈ کی طرف سے منعقدہ کسی مقابلے کے ضمن میں تحریر کی گئی تھی اور اس مقصد کے لیے انھوں نے بہت سے حوالے دیے ہیں اوران کتابوں کے نام بھی تحریر کیے ہیں جو دراصل اس مقابلے کے لیے تحریر کی گئی تھیں اور بتایا ہے کہ قصص ہند میں اسلوب کی دلکشی اور سادگی ہے۔ قارئین نے اسے دلچسپ ادبی نثر کی کتابوں میں صف اول میں لا کھڑا کیا ہے۔	اردونثر۔ قصص الہند۔ محمد حسین آزاد۔ نسیمہ رحمان۔ میجر پارلر اکیڈ۔
لوید شہزاد	'آگے سمندر ہے' ایک نقطۂ نظر	۳۱۷ تا ۳۲۲	اس مضمون میں انتظار حسین کے ناول 'آگے سمندر ہے' کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور اس میں انگریزی کی بدولت نفوذ کی گئی طبقاتی و دیگر تقسیم، تعصبات اور دیگر امور کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس میں جگہ جگہ اس ناول کے حوالے بھی دیے گئے ہیں جن سے ناول نگار کا مافی الضمیر سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔ اس مضمون میں بھی علاقائی تعصبات کا ذکر کھل کر کیا گیا ہے اور مضمون نگار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ناول نگار کی رائے میں کوئی ابہام نہیں۔	اردو ناول۔ انتظار حسین۔ تعصبات۔ جدید ناول۔ لوید شہزاد۔ آگے سمندر ہے۔

دریافت:۱۱(۲۰۱۲ء)

مدیران:روبینہ ترین،شفیق انجم نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز،اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابو الکلام قاسمی	احتجاجی ادب کے مسائل:شاعری کے حوالے سے	۳۰ تا ۳۶	اردو ادب میں احتجاج اور بغاوت کے موضوع پر کافی بحثیں موجود ہیں مگر بیشتر نقادوں نے اپنے خیالات کو اپنی وفاداریوں کے تناظر میں پیش کیا ہے۔خاص طور پر شاعری کے حوالے سے یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔اس مقالے میں اصل حقائق تک پہنچنے کے لیے چند مسائل اور مشکلات کی نشان دہی کی گئی ہے۔	ابو الکلام قاسمی۔ احتجاجی ادب۔ شاعری۔بغاوت
ارشد محمود ناشاد	اردو کا ایک قدیم، منفرد اور کم یاب لغت: ''امان اللغات''	۲۵ تا ۲۹	امان اللغات اردو کا ایک کم یاب اور منفرد لغات ہے۔ جسے مولوی امان الحق نے ۱۸۷۰ء میں مرتب کیا تھا۔یہ لغات ان عربی ماخذ والے افعال کا مجموعہ ہے جو اردو اور فارسی میں استعمال ہوتے ہیں مقالے میں ۳۸۲ الفاظ سے بحث کی گئی ہے اور لغت کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	ارشد محمود ناشاد۔ امان اللغات۔ مولوی امان الحق۔
انیلہ سعید	مبادیات و اصطلاحات صوتیات	۱۸۸ تا ۱۹۷	سمعیاتی صوتیات نسبتاً ایک نیا شعبہ ہے۔اس کی تکنیکی نوعیت کے باعث عموماً اسے فزکس کی ایک شاخ سمجھا جاتا ہے۔اردو میں اب اس پر توجہ دی جا رہی ہے۔تاہم اس کے تصورات اور اصطلاحات کے سلسلے میں پوری طرح اتفاق نہیں ہے۔اس مقالے میں سمعیاتی صوتیات کے چند تصورات اور اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔	انیلہ سعید۔سمعیاتی صوتیات۔ اصطلاحات۔
خالد اقبال یاسر	اردو زبان:مسائل اور امکانات	۱۴۹ تا ۱۵۶	مقالہ نگار کے مطابق اس وقت اردو کو بہت سے چیلنجوں کا سامنا ہے، مسئلہ بندی، پاکستان کی مقامی زبانیں اور عالمگیریت، پاکستان جیسے کثیر اللسان خطے میں اردو کو بطور تدریسی زبان استعمال کرنا بہت مشکل ہے۔دوسری طرف ہماری علاقائی اور صوبائی زبانیں بھی بوجوہ اردو کے قریب نہ آ سکیں۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم ان کی مادری زبان میں ہو اس ضمن میں حکومت کی طرف سے زبان کی ایک جامع پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔	اردو زبان۔خالد اقبال یاسر۔مسئلہ بندی۔

خالد ندیم	جگن ناتھ آزاد کے چند اقبالیاتی مکاتیب	۲۶۴ تا ۳۰۱	اس مضمون میں ہندوستان کے اقبال شناس جگن ناتھ آزاد (۱۹۱۸ء-۱۲-۵ .....۲۰۰۴ء-۷-۲۴) کے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام گیارہ خطوط کے متن کو مع حواشی وتعلیقات پیش کیا گیا ہے۔	اقبالیات۔جگن ناتھ آزاد۔حواشی و تعلیقات۔خالد ندیم۔
رشید امجد	پریم چند لاہوری: چند نئے حقائق	۱۸ تا ۲۴	منشی پریم چند اردو فکشن کا ایک معروف نام ہے۔ اسی دور میں پریم چند لاہوری کے نام سے بھی ایک صاحب اردو فکشن لکھ رہے تھے۔ پریم چند لاہوری غیر معروف رہے۔ اس مضمون میں پریم چند لاہوری کے بارے میں چند نئے حقائق منظر عام پر لائے گئے ہیں۔	پریم چند لاہوری۔ رشید امجد۔اردو فکشن۔
روبینہ ترین	مطالعہ فیض کے پیراڈائم کی تلاش	۸۴ تا ۹۰	اردو کے نقادوں نے فیض کا مطالعہ ایک مخصوص اور معروف سانچے میں رہ کر کیا ہے۔احتجاج اور انقلاب کے علاوہ بھی کئی پہلو ہیں جو محققین کی توجہ کے طلب گار ہیں۔راولپنڈی سازش کیس اور فیض کے مارکسی حوالے نے انھیں ایک متنازعہ شاعر بنا دیا۔جس کی وجہ سے فیض اس طرح سے نصابات کا حصہ نہیں بن سکے۔ اس مقالے میں فیض کی شاعری کے نئے پیراڈائم کی تلاش پر زور دیا گیا ہے۔	احتجاج۔ پیراڈائم۔روبینہ ترین۔فیض۔
روش ندیم	اردو ادب کی تاریخ نگاری میں ادوار بندی کا مسئلہ	۷۲ تا ۸۳	اردو ادب کی تاریخ نگاری میں ادوار بندی قائم کرنا ہمیشہ ہی ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔تاریخ پہلے سے قائم کردہ کسی نظریے کو ذہن میں رکھ کر تحریر کی جاتی ہے۔اردو میں ادبی تاریخ نویسی کی روایت بہت مضبوط نہیں ہے۔ادوار بندی کے لیے ایک مجموعی معیار قائم کیا گیا اور ضرورت اس معیار کو تبدیل کرنے کی ہے۔	ادوار بندی۔ تاریخ نگاری۔ روش ندیم۔

سفیر اختر	اردو کتابوں کے فارسی تراجم	۹ تا ۱۷	برصغیر میں فارسی زبان مغربی اور وسطی ایشیا کی طرف سے آنے والے لوگوں کے باعث متعارف ہوئی۔ مقامی زبانوں سے تال میل کے بعد اس خطے میں ایک نئی زبان، اردو نے جنم لیا۔ اس دور میں معروف فارسی متون کے اردو میں تراجم ہوئے۔ پھر تاریخ اس مرحلے پر جب برصغیر میں فارسی کا زوال اور اردو کا عروج شروع ہوا تو کچھ اردو کتابوں کے فارسی میں تراجم کا آغاز ہوا۔ خصوصاً انیسویں صدی کے آخر میں برصغیر میں ایرانیوں اور افغانیوں کے لیے منتخب اردو تحریروں کو فارسی میں ڈھالا جانے لگا۔ مگر بیسویں صدی میں خود افغانیوں اور ایرانیوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ وہ متون کو فارسی میں ڈھالیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔	سفیر اختر۔ فارسی تراجم۔ فارسی متون۔
سید عامر سہیل	صورتِ معنی اور معنیٔ صورت کی تفہیم	۹۱ تا ۱۰۲	مجید امجد ایک کثیر الجہت شاعر تھے۔ مجید امجد نے شاعری میں بہت سے عروضی تجربات بھی کیے۔ وہ اردو کے عروضی نظام سے پوری طرح مطمئن نہیں تھے۔ ان کی آخری دور (۱۹۶۸ء۔۱۹۷۴ء) کی نظموں کے عروضی تجربات خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس مقالے میں ان کے عروضی تجربات کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	اردو نظم۔ سید عامر سہیل۔ مجید امجد۔ عروضی تجربات۔
شاہین اختر	لسانی و بلاغتی مباحث اور ''فکر بلیغ'': ایک تحقیقی مطالعہ	۱۸۱ تا ۱۸۷	اردو میں لسانیات اور فن بلاغت کے مباحث کو ہمیشہ ہی خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ زبان، بلاغت، عروض، علم بیان اور بدیع کے بارے میں ایک سخت رویہ رہا ہے۔ ان موضوعات پر مولانا علی محمد شاد کی کتاب ''فکر بلیغ'' ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی۔ مقالہ میں اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	بلاغت۔ شاہین اختر۔ علم بیان۔ علم بدیع۔ لسانیات فکر بلیغ/مولانا علی محمد شاد۔
صلاح الدین درویش	اردو کی ابتدا کے سیاسی نظریات	۱۵۷ تا ۱۷۰	اردو زبان و ادب کے محققین نے اردو زبان و ادب کی ابتدا کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ اس مقالے میں نظریات سے بحث کی گئی ہے اور اب تک پیش کردہ نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو زبان۔ سیاسی نظریات۔ صلاح الدین درویش۔

ضیاء الحسن	فیض احمد فیض شاعری اور ہمارا عہد	۶۵ تا ۷۱	اپنے نظریات کو اپنی شاعری میں ڈھالنا ایک شاعر کے لیے ہمیشہ ہی مشکل رہا ہے تاہم بڑا شاعر استعارے کی قوت سے ایسا کرنے ہی کامیاب ہو جاتا ہے اور جیسا کہ فیض احمد فیض نے کر کے دکھایا۔ اس کی وجہ سے دیگر ترقی پسند شعرا کے برعکس فیض کو دوام حاصل ہوا۔	ضیاء الحسن۔ فیض کے شاعرانہ استعارے۔ اردو شاعری۔ ترقی پسند شعرا۔
طارق ہاشمی	فن تحریر کی تاریخ اور اردو حروف تہجی کی تشکیل و انواع	۱۷۱ تا ۱۸۰	جدید لسانیات کی رو سے الفاظ کی حیثیت محض نشان (Signifier) کی ہے۔ اس طرح تحریر مجموعہ علامات ہے۔ فن تحریر اپنی پختہ شکل میں ہم تک بہت سی منزلوں سے ہو کر پہنچی ہے۔ فن تحریر کی تاریخ محض ماہرین لسانیات کی ہی دلچسپی کا شعبہ نہیں بلکہ یہ انسان کی ذہنی تاریخ کا بھی پتہ دیتی ہے۔ مقالہ میں فن تحریر کی تاریخ اور اردو حروف تہجی کی تشکیل کے مدارج سے بحث کی گئی ہے۔	طارق ہاشمی۔ فن تحریر۔ لسانیات۔ مجموعہ علامات۔ حروف تہجی کی تشکیل کے مدارج۔
عزیز ابن الحسن	ساختیاتی مباحث اور محمد حسن عسکری	۴۹ تا ۶۴	جدید اردو تنقید میں محمد حسن عسکری کا نام نمایاں ہے۔ ترقی پسندی کے خلاف جدیدیت کی تحریک میں بھی آپ پیش پیش ہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق مابعد جدیدیت دراصل جدیدیت ہی کی توسیع ہے اور خواہ مخواہ ان دونوں میں فرق قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور عسکری نقطۂ نظر سے اسلوبی و ہیئتی تنقید کے بعد ساختیاتی مباحث دراصل جدیدیت ہی کے شاخسانے ہیں۔	اردو تنقید۔ ساختیات۔ عزیز ابن الحسن۔ محمد حسن عسکری۔
فرحت جبیں ورک	منیر نیازی کی شاعری میں ڈر، خوف اور تنہائی کا نفسیاتی پس منظر	۱۲۱ تا ۱۴۸	مقالے میں منیر نیازی کی شاعری میں خوف اور تنہائی جیسے عوامل کے نفسیاتی محرکات جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق قیام پاکستان کے بعد فسادات، قتل و غارت، ہجرت اور اہل دانش کی بے توقیری نے اس دور کے شعرا اور ادبا کو بہت متاثر کیا اور منیر نیازی کے ہاں تو یہ تلخ تجربات ان کی ذات کا مستقل حصہ بن گئے۔ یہی ان کی شاعری میں ڈر، خوف اور تنہائی کا نفسیاتی پس منظر ہے۔	تنہائی۔ خوف۔ عناصر۔ فرحت جبین۔ ورک۔ فسادات۔ منیر نیازی۔ نفسیاتی محرکات۔

قاضی عابد	پرندے کی فریاد: ایک ردِ نوآبادیاتی پڑھت	۴۷ تا ۴۸	یہ مقالہ علامہ محمد اقبال کی ایک نظم ''پرندے کی فریاد'' کی مابعد نوآبادیاتی پڑھت ہے۔ مقالے کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ آیا یہ اقبال کی ذاتی نظم ہے یا ماخوذ نظم۔ دوسرے حصے کا موضوع یہ ہے کہ مابعد نوآبادیاتی ڈسکورس کی شعریات کیا ہیں اور اس نظم کی اس پس منظر میں قرأت کی کیا اہمیت ہے۔ تیسرے حصے میں اس پس منظر میں نظم کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	پرندے کی فریاد۔ علامہ اقبال۔ قاضی عابد۔ مابعد نوآبادیات۔
محمد سفیان صفی	برصغیر میں اقبال کے مختلف سفر: خطوط کی روشنی میں	۲۴۳ تا ۲۵۴	اندرون ہند اقبال نے مختلف اوقات میں کئی شہروں کا دورہ کیا جن کی نوعیت اور مقاصد مختلف تھے۔ مقالے میں اقبال کے خطوط کی روشنی میں ان اسفار کی نوعیت اور مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔	اسفار اقبال۔ خطوط۔ محمد سفیان صفی۔
محمد یوسف خشک	ضربِ کلیم: نظموں کے غیر مطبوعہ محذوف مصرعے و اشعار	۱۹۸ تا ۲۳۲	اس مضمون میں ضربِ کلیم سے متعلق اقبال کے کلام کے ابتدائی نقوش شامل کیے گئے ہیں۔ یہ غیر مطبوعہ نقوش فکر اقبال کی ترجمانی سرگذشت سے آگاہی حاصل کرنے میں بے حد معاون ہیں۔ مضمون نگاروں نے بیاض ضربِ کلیم مختتم اور سودہ ضربِ کلیم کا کلام شامل کیا ہے۔	محمد یوسف خشک۔ ضربِ کلیم۔ اقبال۔ محذوف۔
محمد آصف	متوازن جدیدیت کا تمثال آفریں غزل گو۔ شکیب جلالی	۱۰۳ تا ۱۲۰	شکیب جلالی غزل کے میدان میں ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، شہزاد احمد کے ہوتے ہوئے بھی اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے غزل کو جدیدیت اور توازن سے ہمکنار کیا تاہم جدیدیت کے پس منظر میں آپ کے کام کی تفہیم کی زیادہ کوشش نہیں کی گئی۔ مقالے میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد شکیب کا شمار نمائندہ جدید شاعروں میں کیا جانا چاہیے۔	اردو غزل۔ تمثال۔ جدیدیت۔ شکیب جلالی۔ محمد آصف۔
منیر احمد یزدانی	علامہ اقبال کے ایک خطبے کا توضیحی مطالعہ	۲۵۵ تا ۲۶۳	مقالے میں علامہ محمد اقبال کے ایک خطبے بعنوان ''Islam as a moral and political Ideal'' کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس خطبے میں اقبال نے بدھ مت، عیسائیت اور زرتشتی مذہب کی اخلاقیات کا اسلامی اخلاقیات سے موازنہ کیا ہے۔	خطبات۔ علامہ اقبال۔ منیر احمد یزدانی۔ دیگر مذاہب۔ مذہبی اخلاقیات۔ اسلامی اخلاقیات

دریافت: ۱۲ (۲۰۱۳ء)

مدیران: روبینہ شہناز، عابد سیال، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مصنف	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
آصف علی چٹھہ	آزادی اور ادیب: بیسویں صدی کی عالمی تحریکات اور انقلابات کے تناظر میں	۱۷۴ تا ۱۸۵	آزادی نسل انسانی کا مشترک ورثہ اور جذبہ ہے لیکن اس کے حقیقی خدوخال صدیوں کی مسافت کے بعد واضح ہوئے۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو پتہ چلتا ہے کہ مختلف ادوار اور معاشروں میں آزادی کے تصورات بھی بدلتے رہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن استحصالی طاقتیں ہمیشہ شرف انسانی کو پامال کرتی رہیں۔ جبر اور ناامیدی کے اس طویل دور میں، جس نے دلوں میں آس اور جدوجہد کے دیپ جلائے رکھے، اسے معاشرہ ادیب اور شاعر کے نام سے پکارتا ہے۔ شاعر یا ادیب پر حقائق سے گریز کا الزام بھی لگایا گیا لیکن وقت نے ثابت کیا کہ وہ نہ صرف لمحۂ موجود سے باخبر ہوتا ہے بلکہ اسے پردۂ افلاک میں مستور حقائق اور حوادث کا ادراک بھی بخوبی ہوتا ہے۔ جب سامراجیت نے اپنے پنجے گاڑے تو محکوم اقوام کے شعرا نے صحیح معنوں میں دیدۂ بینائے قوم ہونے کا ثبوت دیا۔ یہ مقالہ آزادی کی خاطر آواز اٹھانے والے ادیبوں کے تذکرے پر مشتمل ہے۔	انقلابات۔ آزادی۔ آصف علی چٹھہ۔ بیسویں صدی۔ تحریکات۔

ارشد محمود ناشاد	ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ کے نام مشاہیر کے خطوط	۹ ۲ ۱۸	ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ بیسویں صدی کے معروف مذہبی سکالر، ادیب، ماہر تعلیم، اقبال شناس اور شاعر تھے۔ انھوں نے اگرچہ دینی اور مذہبی موضوعات اور مسائل پر زیادہ لکھا تاہم ان کی ادبی خدمات سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر برقؔ مجلسی آدمی تھے۔ ان کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اور اس میں ہر طرح اور ہر مزاج کے لوگ شامل رہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مشاہیر اہلِ علم اور اہلِ قلم سے ان کے دوستانہ مراسم زندگی بھر قائم رہے۔ برصغیر کے نامور شعراء، ادبا اور علما کے ساتھ ان کا سلسلۂ مراسلت زندگی بھر جاری رہا۔ ڈاکٹر عبدالعزیز ساحرؔ نے مشاہیر کے نام ڈاکٹر برقؔ کے مکاتیب کا ایک مجموعہ ''ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ کے خطوط'' کے نام سے حواشی و تعلیقات کے ساتھ ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔ تاہم ڈاکٹر برقؔ کے نام مشاہیر کے خطوط ہنوز مدون نہیں ہو سکے۔ زیرِ نظر مضمون میں ڈاکٹر برقؔ کے نام مشاہیر کے چھ خطوط کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔	ارشد محمود ناشاد۔ خطوط غلام جیلانی۔ برق۔

زینت افشاں	سقوطِ ڈھاکہ کے موضوع پر اردو فکشن میں حریتِ فکر کا عنصر	۱۱۲ تا ۱۲۰	قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی خوشی کے ساتھ ساتھ انتشار کی کیفیت بھی پیدا ہونے لگی۔ ۱۹۷۱ء میں حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ بالآخر ۱۶ دسمبر کو سقوطِ ڈھاکہ کے واقعے نے نوزائیدہ مملکت کو دو لخت کر دیا۔ مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش بن گیا اور وہاں خوشی کے شادیانے بجائے گئے مگر مغربی پاکستان کے عوام پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر طرف مایوسی اور بے زاری نے جیسے قوم کو سینکڑوں برس پیچھے دھکیل دیا ہو۔ ہر شعبۂ زندگی اور خاص کر اردو ادب نے اس حادثے کے بہت گہرے اثرات قبول کیے۔ اردو شاعری پر گہرے اثرات مرتب ہوئے لیکن مجموعی تاثر مایوسی کی صورت میں سامنے آتا رہا۔ دوسری طرف اردو ناول اور اردو افسانہ بھی متاثر ہوئے مگر اردو فکشن کی ان اہم ترین اصنافِ سخن پر یہ حادثہ ذرا مختلف طریقے سے اثر انداز ہوا۔ ان اصنافِ سخن میں سقوطِ ڈھاکہ کے اسباب و علل، حالات و واقعات اور نتائج و اثرات کے جس جامعیت، آزادی، دلیری اور غیر جانب داری سے تجزیے کیے گئے، وہ اردو ادب کا قابلِ فخر سرمایہ اور اثاثہ ہیں۔ یہ مقالہ آزادیٔ فکر کے حوالے سے سقوطِ ڈھاکہ سے متعلق فکشن کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	اردو افسانہ۔ اردو ناول۔ اردو فکشن۔ بنگلہ دیش۔ حریتِ فکر۔ زینت افشاں۔ سقوطِ ڈھاکہ۔
ساجد جاوید	بولی اور زبان: افتراق، وظائف اور حدود	۷۰ تا ۸۰	بولی اور زبان کے رشتے سے مراد اُن حدود اور افتراقات کو دیکھا جانا مقصود ہے جو کسی زبان کو بولی سے اور بولی کو زبان سے ممتاز کرتی ہیں۔ بولی زبان کی ابتدائی شکل ہے جو دراصل زبان کی سیال حالت کا نام ہے جب زبان کا یہ ابتدائی روپ الفاظ تلفظ ذخیرہ الفاظ اور قواعدی توقعات کی زد میں ہوتا ہے اور ان عوامل کی ٹکسال میں ڈھل کر اس خاص حالت کو پہنچتا ہے جب یہ تخلیق کے قابل ہوتا ہے۔ جب یہ روپ لسانی استقلال کو پہنچتا ہے تو اس لسانی استقلال کے تحت بڑا ادب تخلیق ہوتا ہے اور یہ تخلیق بولی کو زبان کے درجے پر پہنچا دیتی ہے۔ بولی سے زبان بننے کا یہ عمل عشروں، صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔ یہ مقالہ بولی اور زبان کے حدود اور وظائف پر روشنی ڈالتا ہے۔	بولی۔ زبان۔ ساجد جاوید۔ لسانیات۔ لسان۔ معیاری زبان۔

سمیرا اعجاز	کلامِ منیر نیازی میں اختلافِ متن کی صورتیں	۱۴۵ تا ۱۵۹	منیر نیازی کا شمار اُن تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اُردو ادب کو نئے تخلیقی مزاج اور طرزِ اظہار کے نئے قرینوں سے آشنا کیا۔ اُردو شعری تخلیقات پر مبنی مجموعوں کی تعداد گیارہ اور پنجابی شعری مجموعے تین ہیں۔ یہ تمام مجموعے ان کی زندگی میں شائع ہوئے جو ان کے فکری اور فنی اسالیب کے ارتقائی سفر کا اشاریہ ہیں۔ منیر نیازی کا شمار اُن تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جو اپنی کسی تحریر کو حتمی نہیں سمجھتے اور اُس کا از سرِ نو جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ یہ تخلیقی تغیرات ان کے فکری ارتقا کا ثبوت ہیں اور یہی تغیرات اُن کے کلام میں متنی اختلاف کو بھی جنم دیتے ہیں۔ مجموعوں کی ترتیب کے دوران اُن کی تنقیدی بصیرت کی کارفرمائی کے نتیجے میں قطع و برید کا عمل واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس مقالے میں ان کے پہلے دو شعری مجموعوں ''تیز ہوا اور تنہا پھول'' اور ''جنگل میں دھنک'' کی تمام اشاعتوں کا تعارف و تقابل اور مختلف رسائل میں مطبوعہ متن کے اختلاف کو موضوع بنایا گیا ہے تاکہ ان کے کلام کی صحیح اور مکمل تدوینی صورت سامنے آسکے۔	اختلافِ متن۔ تدوین۔ سمیرا اعجاز۔ متن۔ منیر نیازی۔ تخلیقی تغیرات۔

سید عامر سہیل	''جادوئی حقیقت نگاری'' کی تکنیک: تحقیقی و تنقیدی تناظر	۲۰۷ تا ۲۲۵	جادوئی حقیقت نگاری کے لیے انگریزی میں میجکل ریئلزم (Magical Realism) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔یہ بیانیہ کو پیش کرنے کا مخصوص انداز ہے۔اس تکنیک نے بیسویں صدی کے ادب اور بصری فنون پر گہرے اثرات مرتب کیے۔پہلی عالمی جنگ اور اس کے تباہ کن نتائج نے جہاں زندگی کے دیگر پہلوؤں کو متاثر کیا وہاں ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔اس دور میں جدیدیت نے زور پکڑا اور جدیدیت کی کوکھ سے ڈاڈا ازم، سرئیلی ازم، کیوبزم، سمبولزم، اظہاریت، شعور کی رو، آزاد تلازمہ خیال، لغویت اور تجریدیت ایسی تحریکوں نے جنم لیا اور ادب کی تخلیق میں اظہار کے نئے انداز پیدا ہوئے۔ جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک نے بیسویں صدی کے اوائل میں بصری فنون کے ذریعے شہرت حاصل کی اور جلد ہی ادب میں رواج پایا۔دورِ حاضر کا افسانوی ادب اس تکنیک سے بھرپور استفادہ کر رہا ہے۔اس مقالے میں جادوئی حقیقت نگاری کے تعارف، اس کے بنیادی عناصر اور اس کے پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	افسانوی ادب۔ بیسویں صدی تحریکیں۔ جادوئی حقیقت نگاری۔ جدید تکنیکیں۔ سید عامر سہیل۔ میجک ریئلزم۔

شگفتہ حسین	ایک باغی شہزادی عابدہ سلطان: تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۹۰ تا ۹۹	عابدہ سلطان ریاست بھوپال کے آخری نواب حمید اللہ خان کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں جنھیں پندرہ برس کی عمر میں ان کے والد کا جانشین مقرر کیا گیا اور پاکستان ہجرت کرنے تک وہ جانشین ہی رہیں۔ یادداشتوں اور روزنامچوں سے مرتبہ ان کی خودنوشت "Memoiers of a Rebel Princess" ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی جسے اُردو میں ۲۰۰۷ء میں کراچی سے شائع کیا گیا۔ اُردو ادب میں مردانہ آپ بیتی کے ایک انداز کا نام ''یادوں کی بارات'' ہے اور دوسرے کا نام ''گردِ راہ'' جب کہ خواتین آپ بیتی نگار بھی یا تو ''بری عورت کی کتھا'' ہوتی ہیں یا پھر ''ہم سفر''۔ عابدہ سلطان کی خودنوشت ان کے روزنامچوں اور یادداشتوں سے مرتب ہوئی ہے جس کی ترتیب و تعبیر میں ان کے بیٹے شہریار خان کا حصہ ہے۔ اس لیے یہاں بھی بہت ممکن ہے بہت سی کہانیاں ان کہی رہ گئی ہوں اور بہت کچھ ایسا ہو جو زیبِ داستان کے لیے ضروری ہو۔ یہ مقالہ اسی آپ بیتی کے حوالے سے عابدہ سلطان کے کردار کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	آپ بیتی۔ بھوپال۔ خودنوشت۔ سرکاراماں۔ شگفتہ حسین۔ عابدہ سلطان۔ نواب حمید اللہ خان۔ باغی شہزادی۔

طارق محمود ہاشمی	جوش کا تصورِ انسان	۱۳۸ تا ۱۴۴	جدید اردو نظم کا ایک معتبر حوالہ قرار دیتے ہوئے جوش کو معاصر تنقیدی رویوں نے ایک عرصہ بہت اہمیت دی جس کے کئی ایک اسباب ہو سکتے ہیں۔ اب بھی بعض مداحین ان کی سرمایۂ سخن کو عقیدت کی نظر دیکھتے ہیں لیکن اب اردو نظم کا جو منظرنامہ تشکیل پایا ہے اُس میں جوش کی تصویر کچھ زیادہ واضح نہیں۔ تصورِ خدا اور تصورِ انسان جدید اردو نظم کے بنیادی قضیوں میں شامل ہیں اور ہر اہم شاعر نے اس حوالے سے لکھا ہے۔ جوش کے نزدیک خدا پر ایمان اور کفر دونوں تقلیدی رجحانات کے باعث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کا خدا سے ''انکار بھی جہل اور اور اقرار بھی جہل''، جوش خدا کے بارے میں اسی جاہلانہ رویہ کے خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ خدا کے بارے میں تمام تر روایتی تصورات کی نفی کرتے ہیں۔ اس مقالے میں جدید اردو نظم میں انسان کے بارے میں جن تصورات نے ظہور کیا ہے اُن میں جوش کی منظومات میں اُن کے میلانات کی دریافت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	تصورِ انسان۔ تصورِ خدا۔ جدید اردو نظم۔ جوش ملیح آبادی۔ طارق محمود ہاشمی۔ کفر و ایمان۔
غلام عباس گوندل	''قواعدِ اردو'' مؤلفہ مولوی عبدالحق	۱۹ تا ۴۵	اردو قواعد نویسی کی روایت میں جس کتاب کو واقعتاً عہد آفریں قرار دیا جا سکتا ہے وہ مولوی عبدالحق کی ''قواعدِ اردو'' ہے۔ جو شہرت و مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ اردو قواعد کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔ ''قواعدِ اردو'' قواعد نویسی کے ماڈل کے طور پر اردو میں ایک نئی چیز تھی۔ یہ جدید ذہن کے لیے قابلِ قبول لیکن عربی اور فارسی تربیت کے حامل لوگوں اور روایتی قواعد کے حامیوں کے لیے یہ ماڈل نیا اور خلافِ مزاج تھا۔ اس لیے اس کتاب پر توصیفی اور تنقیصی دونوں طرح کی تحریریں ملتی ہیں۔ مولوی عبدالحق نے اگرچہ کتاب میں کہیں ذکر نہیں کیا لیکن ان کی زندگی میں ہونے والی تنقید کا مثبت نتیجہ یہ نکلا کہ وہ کتاب پر نظرِ ثانی کرتے رہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پہلی اشاعت اور طبعِ جدید کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو سینکڑوں مقامات ایسے ہیں جہاں ترمیم یا اصلاح سے کام لیا گیا ہے۔ اس مقالے میں مختصراً ''قواعدِ اردو'' پر ہونے والی تنقید کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اختلافِ متن۔ تدوین۔ صرف و نحو۔ غلام عباس۔ قواعدِ اردو۔ متن۔ مولوی عبدالحق۔

فریحہ نگہت	مابعد الطبیعیات کے بنیادی مباحث	۲۲۶ تا ۲۳۹	مابعد الطبیعیات عربی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں بھی یہ اپنے لغوی و اصطلاحی معانی میں اسی طرح مستعمل ہے جس طرح عربی زبان میں ہے۔ انگریزی میں مابعد الطبیعیات کے لیے Metaphysics کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اردو، عربی، فارسی اور انگریزی کی مختلف لغات، انسائیکلوپیڈیا، مختلف دائرہ ہائے معارف اور مابعد الطبیعیات پر لکھی جانے والی دیگر کتب میں اس کی تعریف مختلف انداز میں کی گئی ہے جس کے باعث اس کے معنی میں بے انتہا وسعت پیدا ہوئی ہے اور بعض اوقات تو اس لفظ کی جامع تعریف تک رسائی قدرے دقیق مسئلہ بن جاتی ہے کیونکہ مختلف علوم و فنون، فلسفیانہ توجیہات اور مذہبی و سائنسی تعبیروں کے ادغام نے اس کے اصطلاحی مفہوم کو قدرے پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اردو ادب میں بھی ''مابعد الطبیعیات'' کا لفظ اپنے وسیع تر معنوں میں برتا جاتا ہے۔ اس مقالے میں مابعد الطبیعیات کے بعض بنیادی مباحث پر بات کی گئی ہے۔	ارسطو۔ اصطلاحی مفہوم۔ علمیات۔ فریحہ نگہت۔ فلسفیانہ تعبیر۔ کونیات۔ مابعد الطبیعیات۔ وجودیات۔

فوزیہ اسلم	اردو املا: چند معروضات	٦٠ تا ٦٩	املا لفظوں میں صحیح صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے۔اگر حرفوں کو لفظ میں صحیح جگہ پر نہ لکھا جائے یا صحیح حرف جو کہ استعمال کرنا چاہیے اگر نہ کیا جائے اور اس کے بجائے کوئی دوسرا حرف اس جگہ پر لکھ دیا جائے تو املا غلط ہو جاتا ہے۔زبان کا استعمال جب بڑھتا ہے اور مختلف لوگ اسے تحریر کرتے ہیں تو زبان کے واضح قواعد سے لاعلمی یا ان کے موجود نہ ہونے کے باعث اپنی مرضی سے لفظ کو تحریر کر دیا جاتا ہے۔مختلف لوگ جب اپنی اپنی مرضی سے کسی لفظ کو تحریر کرنے لگتے ہیں تو اس کی وجہ سے املا اختلافات اور غلطیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اسی غلط املا کی تقلید ہونے لگتی ہے جو رواج بن جاتی ہے۔اصلاح املا کے حوالے سے اگرچہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر بہت سی کوششیں ہو چکی ہیں اور جن کے ثمرات بھی اردو املا میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود آج بھی اردو املا میں کچھ اختلافات باقی ہیں۔سابقہ کاوشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ املا میں موجود اختلافات کو ختم کیا جائے اور اردو املا میں یکسانیت قائم کی جائے۔اس مضمون میں اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اہل علم کی کچھ کتابوں کو مشعل راہ بنایا گیا ہے اور چند معروضات پیش کی گئی ہیں۔	اردو قواعد۔ اصلاح زبان۔ املا۔ بیسویں صدی۔ تدوین۔ فوزیہ اسلم۔

قاضی عابد	موجودہ کارپوریٹ کلچر اور منٹو کی تخلیقی دنیا	۸۱ تا ۸۹	سعادت حسن منٹو کی فعال تخلیقی زندگی کا دورو ہی ہے جب دنیا پر نظر آنے والی یا بعض اوقات نہ نظر آنے والی کارپوریٹ ثقافت شب خون مار رہی تھی۔ منٹو کی تخلیقی زندگی کا آغاز نو آبادیات سے شدید تخلیقی نفرت سے ہوا۔ ان کا پہلا مجموعہ نو آبادیات کے خلاف تخلیقی ماورا کے تخلیقی غم و غصے کا اظہار یہ ہے۔ 'تماشہ' سے لے کر نیا قانون تک جان کمپنی، ایسٹ انڈیا کمپنی اور ملکہ کی حکومت کے خلاف ایک تخلیقی رد نو آبادیاتی رد عمل پھیلا ہوا ہے۔ یہ بھی بنیادی طور پر اس تیزی سے پھیلتے ہوئے کارپوریٹ کلچر کی ایک شکل تھی جسے منٹو نے اپنے تخلیقی عمل کا حصہ بنایا۔ اس مقالے میں منٹو کی تخلیقی کائنات سے کچھ منتخب کر کے ان میں کارپوریٹ کلچر کی اس زمانے کی مروجہ و غیر مروجہ اور دیدہ و نا دیدہ شکل و صورت کو شناخت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو افسانہ۔ سامراج۔ قاضی عابد۔ کارپوریٹ کلچر۔ مابعد جدید۔ منٹو۔ نو آبادیاتی دور۔
محمد سفیان صفی	مادہ۔ روح اور ابلیس: اقبال کی نظر میں	۱۸۶ تا ۱۹۴	اقبال اردو کے ان مفکرین میں ممتاز ترین ہیں جنھوں نے مشرقی و مغربی علوم کو توجہ کے ساتھ پڑھا۔ انھوں نے پہلے سے موجود علمی و فلسفیانہ افکار کا گہری بصیرت کے ساتھ نہ صرف تجزیہ کیا بلکہ ان کی خامیوں پر بھی دلائل کے ساتھ بات کی۔ مادہ، روح اور ابلیس سے متعلق مباحث بھی دنیا بھر کے فلاسفہ اور مذہبی مفکرین کے پسندیدہ موضوعات رہے ہیں۔ اقبال نے بھی اپنی شاعری اور نثری تحریروں میں جا بجا ان مسائل پر بات کی ہے۔ اس مقالے میں اقبال کے خطوط کے حوالے سے ان تینوں موضوعات پر ان کے افکار کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	آدم۔ ابلیس۔ اقبال۔ خدا۔ خطبات اقبال۔ روح۔ شیطان۔ مادہ۔ محمد سفیان صفی۔ مکاتیب اقبال۔

محمد یوسف خشک	کثیر ثقافتیت، عالمگیریت، نسلیت اور سرائیکی عوام	۱۶۸ تا ۱۷۳	سرائیکی زبان، اس کا علاقہ اور اس سے وابستہ ثقافت و تہذیب کے متعلق ماہرین لسانیات، آثار قدیمہ سے وابستہ افراد مستقل کھوج جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس کی قدامت اور دائمیت کے متعلق مزید سنجیدگی سے غور و فکر کے لیے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے دنیا کے نامور اسکالرز اپنی دلچسپی کی بنیاد پر کچھ حقیقتیں عیاں کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن حکومتی سطح پر جب اس سلسلے میں مزید سنجیدگی کا عنصر داخل ہو رہا ہے تو یقیناً قدامت اور دائمیت کے متعلق نتائج مزید تیزی سے سامنے آنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں لیکن موجودہ صورتحال میں کثیر ثقافتیت، عالمگیریت اور نسلیت کے نقطہ ہائے نظر سے سرائیکی زبان و ادب کا کیا مقام ہے اور اس کی پذیرائی سے ملکی و لسانی یکجہتی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے اس مقالے میں ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔	تہذیب و ثقافت۔ سرائیکی زبان۔ صوفیا۔ عالمگیریت۔ نسلیت محمد یوسف خشک
مزمل حسین	سید فدا حسین اویسی: ایک گمنام اقبال شناس	۱۹۵ تا ۲۰۶	سید فدا حسین اویسی لیہ کی مضافاتی بستی کوٹلہ حاجی شاہ میں پیدا ہوئے۔ وہ علمی و ادبی مراکز سے بہت دور رہنے کے باوجود جس طرح اقبال اور کلام اقبال سے وابستہ رہے وہ ہر اعتبار سے قابل تحسین ہے۔ اور پھر ان کا ایسے علاقے میں رہ کر اردو فارسی شاعری کی کلاسکی روایت کا شعور رکھنا جہاں کی اکثریت کی مادری زبان سرائیکی ہو۔ مستحسن پہلو ہے۔ یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ آج سے کئی دہائیوں قبل ''تھل'' سے لاہور کا سفر اس لئے بہت کٹھن تھا کہ ان دنوں ذرائع آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھے ایسے میں اویسی کا تواتر کے ساتھ لاہور آنا جانا اور حضرت اقبال کی محافل میں شرکت کرنا عقیدت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ جس کی عملی صورت ''موازنۂ اقبال و غالب'' ہے۔ اس مختصر کتاب میں انھوں نے عرق ریزی سے غالب اور اقبال کے فنی اور فکری اشتراکات تلاشے ہیں اور پھر اپنے علمی، فنی اور لسانی شعور سے ان کی تشریحات بھی پیش کی ہیں۔ یہ مقالہ اسی تجزیے پر مشتمل ہے۔	اقبال شناس۔ اقبالیات۔ اقبال۔ سید فدا حسین اویسی۔ اقبال و غالب۔ مزمل حسین

معراج رعنا	اردو شاعری کا علمیاتی مخاطبہ	۱۲۱ تا ۱۴۷	شاعری کی تنقید میں یہ بات کسی عقیدے سے کم اہمیت کی حامل نہیں کہ یہ انسانی جذبات کا بے محابہ اظہار ہے، اور اس اظہار کی داستان کم و بیش اتنی قدیم ہے جتنی شاعری اور اس کی تنقیدی تاریخ کی طویل العمری متعین کی جاتی ہے۔ اس مفروضاتی بیان نے کچھ کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن شاعری کی تعریفی حدبندی ضرور کردی۔ نتیجتاً شاعری کی داخلی ساخت کی تشکیل و تعمیر میں انسانی جذبات کو ایک ناگزیر جزو کے طور پر کچھ اس طرح قبول کیا جانے لگا کہ یہ بات عقیدہ بن گئی کہ شاعری بغیر جذبات کے خلق ہو ہی نہیں سکتی تاہم بعد کے ناقدین نے اس کی تردید بھی کی۔ یہ مقالہ اردو شاعری کے علمی پہلو کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	اردو شاعری۔ ارسطو۔ افلاطون۔ پاور ڈسکورس۔ علمیاتی مخاطبہ۔ معراج رعنا۔ یونانی فلسفہ
ناصر رانا	پاکستان کا لسانی جغرافیہ	۴۶ تا ۵۹	زبانوں کے اشتراک کے مطالعے میں صوتیات، لغات اور صرف و نحو بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس میں اسماء، ضمائر، قواعد گرامر، مصادر کا اشتراک، افعال کی بناوٹ، تلفظ اور لہجے کی تفصیلات دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اگر سماجی زبان دانی (socio linguistics) کو سامنے رکھا جائے تو مشترک ثقافت اور رسوم و رواج بھی اس کی دلیل بنتے ہیں۔ پاکستان کے لسانی جغرافیے پر نظر ڈالنے سے ان علاقوں اور ان کی زبانوں کے باہمی تعلقات اور اشتراکات دلچسپ حقائق سامنے لاتے ہیں۔ اس مقالے میں پاکستان کے مختلف علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں کا ان کے اشتراکات کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	پاکستانی ثقافت۔ پاکستانی زبانیں۔ صرف و نحو۔ صوتیات۔ لسانیات۔ لغات۔ ناصر رانا۔

نجیبہ عارف	نیا اردو افسانہ: متصوفانہ جہات	۱۰۰ تا ۱۱۱	انیسویں صدی میں جب بیشتر مسلمان ممالک نوآبادیاتی نظام کے زیر اثر آئے تو ان معاشروں میں عقلیت پرستی اور حقیقت پسندی کے رجحان نے جڑ پکڑلی جس کے زیر اثر ان معاشروں کے روایتی طرز فکر میں، جس کی بنیاد مابعد الطبیعیات پر تھی، نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ جلد ہی اس تبدیلی کے دوررس اثرات ان معاشروں کے ادب وفن پر ظاہر ہونے لگے اور انیسویں صدی سے لے کر بیسویں صدی کے وسط تک ادب میں مقصدیت، حقیقت نگاری اور زندگی کے خارجی مظاہر سے جڑ کر جینے کا اسلوب مقبول ہونے لگا۔ بیسویں صدی کی آخری چند دہائیوں میں اس جبر کی شدت میں کچھ کمی آئی تو انسان کی فطرت میں موجود حریت فکر کی لہر نے سر اٹھایا اور زندگی کی گہری تہذیبی اقدار کی بازیافت، خاص طور پر ادب وفن کے فروغ میں تصوف کے کردار کی اہمیت تسلیم کرنے کا رویہ عام ہونے لگا۔ ہمارے ہاں اس کا ایک پہلو اردو فکشن میں تصوف سے دلچسپی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ مقالہ نئے اردو افسانے میں متصوفانہ رجحانات کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	اردو فکشن۔ انیسویں صدی۔ حقیقت پسندی۔ عقلیت پرستی۔ متصوفانہ جہات۔ نجیبہ عارف۔ نیا اردو افسانہ۔
نعیم مظہر	قیام پاکستان کے بعد کی غزل: اہم موضوعات	۱۶۰ تا ۱۶۷	پاکستانی دور کی غزل کا موضوعاتی حوالے سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کی غزل نے ان تمام خیالات کو اپنا موضوع بنایا جن کے اظہار کے لیے غزل کے دامن کو تنگ سمجھتے ہوئے شعرا نے نظم کا سہارا لیا تھا۔ نئے نئے موضوعات کو غزل میں سمونے سے نہ صرف غزل کی تنگ دامنی کا احساس رفع ہوا بلکہ غزل کو اپنے نکتہ چینوں سے بھی وقتی طور پر چھٹکارا حاصل ہوا۔ اس دور کی غزل میں وہ تمام مسائل بیان ہوئے جو اس دور کے انسان کے اصل مسائل تھے۔ اس طرح یہ غزل اپنے دور کی مکمل عکاس نظر آتی ہے۔ یہ مقالہ پاکستانی دور کی غزل کے اہم موضوعات کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	پاکستانی ادب۔ پاکستانی غزل۔ ترقی پسند تحریک رومانوی تحریک۔ فسادات۔ نعیم مظہر۔ ہجرت۔

زبان و ادب: ۵ (۲۰۰۹ء)

مدیر: شبیر احمد قادری؛ شعبۂ اردو؛ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اصغر علی بلوچ	پنجاب، پنجابی شاعری اور فیض احمد فیض	۱۱۲ تا ۱۲۳	فیض احمد فیض ترقی پسند شاعر کے طور پر جانے جاتے تھے۔ فیض کی شاعری خواص اور عوام میں یکساں مقبول ہے۔ فیض نے پنجابی میں بھی شاعری کی۔ فیض کی پنجابی شاعری اپنی فکری، انقلابی اور احتجاجی نوعیت کے حوالے سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ فیض کی پنجابی شاعری کی ایک وجہ استاد دامن کی دوستی اور صوفی شعراء سے عقیدت ہے۔	اصغر علی بلوچ۔ پنجابی شاعری۔ فیض احمد فیض۔
افتخار شفیع	اردو میں سفرنامۂ حج کا موضوعاتی وجود	۱۰۲ تا ۱۱۱	اس مقالے میں اردو میں حج کے سفرناموں کا موضوعاتی تجزیہ کیا گیا ہے۔ حج کے سفرناموں کی روایت تیرھویں صدی عیسوی سے ملتی ہے۔ عربی اور فارسی سے ترجمہ شدہ سفرناموں کا ذکر بھی شاملِ مقالہ ہے۔ اردو میں چند ایسے سفرنامے بھی ہیں جن میں رپورتاژ کا عنصر نمایاں ہے۔ عہدِ حاضر کے تین نمایاں سفرناموں کا مطالعہ اس مقالے میں شامل ہے۔ ان میں ممتاز مفتی کا لبیک، عبداللہ ملک کا حدیثِ دل اور شورش کاشمیری کا شب جائے کہ من بودم شامل ہیں۔	افتخار شفیع۔ سفرنامہ حج۔ ممتاز مفتی۔ عبداللہ ملک۔ شورش کاشمیری۔
افضال احمد انور	اداریہ	۵ تا ۶	ادارے میں مدیرِ مجلہ نے کہا ہے کہ ادب اپنے معاشرے سے کٹ کر نہیں رہ سکتا اس لیے معاصر عالمی صورتِ حال کے حوالے سے کشمیر، فلسطین، افغانستان، عراق، ایران اور پاکستان جیسے اسلامی ممالک کے مسائل کے حوالے سے بہت سی تحریریں سامنے آ رہی ہیں۔ اسلام تو کیا کسی بھی دین کا تعلق دہشت گردی سے نہیں ہو سکتا۔ موجودہ صورتِ حال میں سیاست دانوں اور حکمرانوں کے علاوہ ادیبوں پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دین کے تقاضوں اور حالاتِ حاضرہ کی نزاکتوں کو سمجھتے ہوئے مؤثر کردار ادا کریں۔	افضال احمد انور۔ زبان و ادب۔ سماج اور ادیب۔ معاصر عالمی صورتِ حال۔

افضال احمد انور	احسن زیدی شخص اور شاعر	۴۴ تا ۶۵	احسن زیدی معروف نعت گو، نقاد، محقق اور ماہر تعلیم تھے۔ ان کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ فیصل آباد کے ادبی حلقوں میں بے حد مقبول تھے۔ اس مقالے میں احسن زیدی کی سوانح اختصار سے پیش کی گئی ہے ان کا خاندان، تعلیم و تربیت اور ان کی ادبی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ شاعری کا آغاز نظم اور غزل سے کیا لیکن آخری عمر میں صرف نعت کہتے رہے۔ مقالے میں ان کے مجموعے ''ورق ورق آئینہ'' کا جائزہ بھی شامل ہے۔	افضال احمد انور۔ احسن زیدی۔ نعت گوئی۔ ورق ورق آئینہ۔
انعام الحق کوثر	بلوچی ادب کی چند اصناف اور اوصاف احباب	۱۹ تا ۲۷	اس مقالے میں بلوچی ادب کی اصناف کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ بلوچی شاعری میں رزمیہ اور بزمیہ اشعار کی فراوانی ہے۔ بلوچی گیتوں کی بہت سی اقسام ہیں دو میں طنز و مزاح کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ گیتوں کی اقسام میں نازینک، ہجو اہم ہیں۔ اس کے علاوہ عشقیہ گیت، مذہبی نظمیں اور مختصر نظمیں بھی کہی جاتی ہیں۔ مصنف نے عطا شاد، زہیر، جی آر ملا، مولانا خیر محمد ندوی، شیر بیدار، قیوم اور غوث بخش صابر کے اوصاف بھی اس مقالے میں شامل کیے ہیں۔	انعام الحق کوثر۔ بلوچی ادب۔ بلوچی اصناف۔ نازینک۔ گیت۔ ہجو۔ شعری۔
ایم خالد فیاض	نثری نظم کے بارے میں چند باتیں	۱۲۴ تا ۱۳۰	اس مقالے میں نثری نظم کی اصطلاح، ہیئت اور ساخت پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ نثری نظم نگار کے لیے تجربہ کا حقیقی ہونا ضروری ہے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب شاعر کا رشتہ سماج اور حالات سے نہایت مضبوط اور گہرا ہو۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ نثری نظم کے ذریعے اظہار پانے والا تجربہ ممکنہ حد تک مسخ نہیں ہونا چاہیے۔	ایم خالد فیاض۔ نثری نظم۔ وزیر آغا۔

سمیرا اکبر	فیض اور فیصل آباد: ایک تحقیقی مطالعہ	۱۵۷ تا ۱۶۵	فیصل آباد نہ صرف صنعتی و زمینی زرخیزی رکھتا ہے بلکہ علم وفن کے لحاظ سے بھی بہت مردم خیز خطہ ہے۔ پاکستان کی بہت سی عظیم شخصیات کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ فیض احمد فیض کو اس شہر سے خصوصی محبت تھی اور وہ اکثر فیصل آباد جایا کرتے تھے۔ اس محبت کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کی ہمشیرہ فیصل آباد میں مقیم تھیں۔ فیض کے ایک عشق کی داستان یعنی فیصل آباد سے وابستہ ہے نیز ان کی سیاسی اسیری کی ابتدا بھی اسی شہر سے ہوئی۔ فیض کے کئی قریبی دوست فیصل آباد سے تھے۔ میر عبدالقیوم، اسحاق ساقی، عبدالرشید پہلوان اور نور محمد کپورتھلوی ان کے قریبی دوستوں میں سے تھے جن کے ہاں فیض کا آنا جانا تھا۔ علاوہ ازیں فیصل آباد میں مشاعروں کی روایت بھی بہت پختہ تھی۔ فیض نے بھی کئی بار ان مشاعروں میں شرکت کی۔	سمیرا اکبر۔ فیض احمد فیض۔ فیصل آباد۔ لائل پور۔ دستِ صبا۔ اسیری۔
شاہد اقبال کامران	اقبال کی ابتدائی شاعری اور مضمون قومی زندگی (موضوعات و مطالب کا تجزیاتی مطالعہ)	۲۸ تا ۴۳	اقبال نے اپنے نظریات کے اظہار کے لیے شاعری اور نثر دونوں پیرائے استعمال کیے۔ اقبال کی شاعری کو بہت مقبولیت حاصل ہے تاہم اقبال کی پہلی کتاب ''علم الاقتصاد'' نثر کی کتاب ہے۔ اقبال نے مضمون نگاری، خطوط نویسی اور تراجم میں بھی اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ اس مقالے میں ان کے مضمون ''قومی زندگی'' کا ذکر کیا گیا ہے جو مخزن میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔ ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۵ء میں مقالے کے مصنف نے اس مضمون کے حوالے سے اقبال کے ابتدائی دور کے کلام اور نثر دونوں کا جائزہ پیش کیا ہے۔	شاہد اقبال کامران۔ اقبال۔ اقبال کی ابتدائی شاعری۔ اقبال کی نثر۔ قومی زندگی۔

طارق ہاشمی	غالب کی اردو غزل میں سوانحی آثار	۹۶ تا ۱۰۵	اردو غزل کی روایت میں غالب کو اس کے ندرت بیان کے باعث نمایاں مقام حاصل ہے۔ غالب کی غزل میں ان کی سوانح کے آثار ملتے ہیں۔ اس سلسلے میں تین طرح کے اشعار ہوتے ہیں۔ ایک وہ اشعار جن میں کوئی واقعہ بیان ہو، دوسرے وہ جن میں کسی صورتِ واقعہ کا بیان نہ ہو لیکن اس کے پس منظر میں کوئی واقع ہو تیسرے وہ جن میں لفظیات یا علامات کے نظام کا لاشعوری محرک کوئی واقعہ یا واقعات ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں غالب کے ان اشعار کو شامل کیا گیا ہے جن میں ان کی سوانح کے اشارے ملتے ہیں۔	طارق ہاشمی۔
عمر حیات	نوشت و خواند میں قدیم عربوں کا حصہ	۶۶ تا ۷۷	قدیم عربوں کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔ ان لوگوں کی یادداشت بہت مضبوط تھی اس لیے وہ کاغذ قلم کا سہارا لینا عار سمجھتے تھے اور اپنے حافظے پر بہت فخر کرتے تھے۔ عربوں کے پاس کئی فن تھے۔ عربی رسم الخط مرامر بن مرہ نے ایجاد کیا حروف کی شکلیں ایجاد کیں۔ سامانِ کتابت کے حوالے سے بھی ان کی بہت سی ایجادات تھیں مختلف طرح کے قلم تراشتے تھے، سیاہی لکھنے کے لیے چمڑا، لوحیں، قرطاس، حریر، لخاف اور رقاع استعمال کرتے تھے۔	عمر حیات۔ قدیم عرب۔ عربی رسم الخط۔ قرطاس۔ حریر۔ لخاف۔ رقاع۔
محمد ارشد اویسی	مغربی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں فروغ اردو کے مباحث (۱۹۴۷ء۔۱۹۵۰ء)	۷۸ تا ۹۵	اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلے میں قیام پاکستان کے بعد مغربی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں بھرپور آواز بلند کی گئی۔ اردو کے نفاذ کے لیے مسودات قانون پیش کیے، قانون سازی میں ترامیم کے نوٹس دیے۔ بجٹ پر بحث کے دوران اردو کے لیے آواز اٹھائی سوالات اٹھائے اور قراردادیں پیش کیں اردو کی ترویج کے لیے جو کارروائی اسمبلی میں عمل میں آئی اس کی تفصیلات اس مقالے میں شامل کی گئی ہیں۔	محمد ارشد اویسی۔ مغربی پنجاب۔ لیجسلیٹو اسمبلی۔ فروغ اردو۔

محمد اشرف کمال	علامہ اقبال اور اردو زبان	۱۸۶ تا ۱۹۸	علامہ اقبال کی بہت خواہش تھی کہ برصغیر کے مسلمان اپنا مذہبی و سیاسی تشخص برقرار رکھیں اور اپنی کھوئی ہوئی تہذیبی، ثقافتی اور لسانی شناخت دوبارہ حاصل کریں۔ اس حوالے سے انھوں نے اردو زبان کو اپنی شاعری اور دیگر تصانیف کی صورت میں ایک گراں قدر سرمایہ عطا کیا جس سے اردو زبان کا دامن بے حد وسیع ہوا اور اردو میں بہت سا اضافہ بھی ہوا۔	محمد اشرف کمال۔ علامہ اقبال۔ اردو زبان۔ لسانی تشخص۔
محمد بلال خان/ سعید الرحمٰن	رسول اللہؐ کا تمثیلی اسلوب بیان (ایک اطلاقی مطالعہ)	۷ تا ۱۸	رسول اللہؐ کی حیاتِ مبارکہ تمام انسانوں کے لیے نمونہ ہے۔ آپؐ کا اسلوب بیان بھی بہت مؤثر اور بلیغ تھا۔ آپؐ کو قدرت نے فصاحت و بلاغت کے تمام خصائص پوری جامعیت اور کمال کے ساتھ عطا کیے تھے۔ اس مقالے میں تمثیل کا مفہوم واضح کیا گیا ہے اور نبی پاکؐ کے اسلوب بیان میں تمثیلی پہلوؤں کو پیش کیا گیا ہے۔	محمد بلال خان۔ سعید الرحمٰن۔ رسول اللہؐ کا اسلوب۔ تمثیلی اسلوب بیان۔ تمثیل۔
میمونہ سبحانی	فیض کی شاعری میں رات کی علامت	۱۳۱ تا ۱۳۹	فیض احمد فیض بیسویں صدی کے سب سے مقبول شاعر ہیں۔ فیض احمد فیض نے اردو شاعری کی روایت میں استعمال ہونے والی علامات، تشبیہات اور استعارات کو ایک نیا مفہوم عطا کیا۔ ''رات'' کی علامت فیض کے شاعری میں مختلف مفاہیم میں استعمال ہوتی ہے۔ رات فیض کی شاعری میں جاگیردارانہ نظام کی علامت بھی ہے اور اس نظام کی علامت بھی بنتی ہے جس میں ظلم و ستم اور نیا دتیاں ہوتی ہیں۔ درد و غم رات کے تصور سے وابستہ ہیں۔ رات غم ذات اور غم کائنات کے امتزاج کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ فیض کی شاعری میں رات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نسخہ ہائے وفا میں رات کے مختلف روپ بڑی مہارت سے پیش کیے گئے ہیں۔	میمونہ سبحانی۔ فیض۔ علامات۔ رات بطور علامت۔ نسخہ ہائے وفا۔

نبیل احمد نبیل	یاس یگانہ چنگیزی ..... چند معروضات	۱۴۰ تا ۱۵۶	یاس یگانہ چنگیزی کو عام لوگ شاعر کے طور پر جانتے ہیں۔ یگانہ نے دیگر اصناف کے مقابلے میں غزلیں زیادہ لکھی ہیں۔ یگانہ اپنے کلام کے حوالے سے کسی حد تک نرگسیت کا شکار تھے۔ یگانہ نے رباعی، قطعہ، نظم، مثلث اور نعتیں بھی کہی ہیں۔ اس مقالے میں یگانہ کی نقادانہ اور صحافتی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔ چراغ سخن ان کے نظریہ شاعری کے متعلق اہم کتاب ہے۔ مصنف نے چراغ سخن کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے علم عروض و قوافی کی روایت پر بھی بحث کی ہے۔	نبیل احمد نبیل۔ یاس یگانہ چنگیزی۔ غالب شکن۔ ترانہ۔ چراغ سخن۔
نوید احمد شہزاد	سیرت حلبیہ اردو کا تنقیدی جائزہ	۱۶۶ تا ۱۸۵	سیرت حلبیہ عربی زبان میں سیرت النبیؐ پر لکھی جانے والی اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔ محمد اسلم قاسمی نے اس کا ترجمہ اردو میں ''سیرت حلبیہ اردو'' کے عنوان سے کیا ہے تا کہ اردو پڑھنے والے بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ مقالے کے مصنف نے اس ترجمے کا ناقدانہ تجزیہ تین عنوانات کے تحت پیش کیا ہے۔ سیرت حلبیہ کی اہمیت، سیرت حلبیہ اردو کا تعارف اور سیرت حلبیہ اردو پر تنقید کے مواقع۔	نوید احمد شہزاد۔ سیرت حلبیہ۔ محمد اسلم قاسمی۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون۔ امام علی بن برہان الدین الحلبی۔

زبان و ادب : ۴(۲۰۰۹ء)

مدیر: شبیر احمد قادری؛ شعبہ اردو؛ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اخلاق حیدرآبادی	ہندی اردو ..... ایک مطالعہ	۱۳۹ تا ۱۵۶	ہر زبان ابتداء میں بولی کی شکل میں ہوتی ہے اور پھر صدیوں کی مسافت طے کر کے زبان کا روپ دھارتی ہے۔ ہندوستان میں بہت سی بولیاں اور زبانیں موجود ہیں، ایک عرصے تک فارسی سرکاری زبان رہی پھر اردو کو یہ مرتبہ ملا۔ اردو زبان کی ابتداء اور اس کے نام کے حوالے سے کئی نظریات ملتے ہیں۔ اس مقالے میں مصنف نے اردو زبان کے آغاز و ارتقاء، اردو ہندی تنازعہ، تقسیم کے بعد ہندی اور اردو اور ہندی کے باہمی روابط پر بحث کی ہے۔	اخلاق حیدرآبادی۔ ہندی زبان۔ اردو زبان۔ اردو ہندی تنازع۔ فارسی۔
اشفاق بخاری	احمد ندیم قاسمی اور ترقی پسند تحریک	۴۹ تا ۶۱	احمد ندیم قاسمی نے ترقی پسند تحریک کے منشور پر دستخط نہیں کیے تھے وہ انجمن ترقی پسند مصنفین کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کسی اجلاس میں بھی شریک نہیں ہوتے تھے۔ انھیں اشتراکی نظریہ کے علمی اور فلسفیانہ نظریات اور سیاسی خیالات سے بھی واقفیت نہیں تھی تاہم وہ دقیانوسی بندھنوں سے آزادی حاصل کرنے کے خواہش مند ضرور تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کا ترقی پسندانہ شعور پختہ ہوتا گیا۔ اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کی تحریروں میں ترقی پسندانہ خیالات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اشفاق بخاری۔ احمد ندیم قاسمی۔ ترقی پسند تحریک۔
انوار احمد	اداریہ	۵ تا ۶	اداریے میں مدیر ان لکھتے ہیں کہ ادب، شاعر اور دانشور عوام میں اپنے وجود کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ یہی احساس آگے چل کر شعور میں بدل جاتا ہے۔ شعور سے محروم عوام جہالت کے اندھیروں میں رہتے ہیں اور پھر وہ نسلی، مذہبی اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے اور تشدد کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے میں ادیب اور دانشور کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔	انور احمد۔ نسلی منافرت۔ ادیب کی ذمہ داری۔

تنویر ساغر	صفدر میر ..... سے نئے شعری کلچر اور دوشیزہ یادوں کی دیومالا	۴۱ ۲ ۴۸	صفدر میر ڈرامہ نگار، شاعر، نظریہ ساز ادیب، مترجم اور ترقی پسند دانشور ہیں۔ وہ عمر بھر ادب، سیاست، ڈراما، فلم، تھیٹر، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور درس و تدریس ایسے مختلف شعبوں سے وابستہ رہے۔ وہ زینو کے قلمی نام سے مختلف انگریزی اخبارات میں ''کلچرل نوٹس'' کے عنوان سے کالم لکھتے ہیں۔ صفدر میر کی نظمیں اپنے معاصرین سے اس لیے مختلف ہیں کہ انھوں نے روحِ عصر کی بصیرت اور اس کے اظہار پر زور دیا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ''درد کے پھول'' کے حوالے سے صفدر میر کی شاعری کا جائزہ لیا ہے۔	تنویر ساغر۔ صفدر میر۔ زینو۔ کلچرل نوٹس۔ درد کے پھول۔
حنیف چودھری	اردو کی لغت 'غرائب اللغات' میں پنجابی/ سرائیکی کے الفاظ ..... ایک تحقیقی مطالعہ	۷ ۲ ۲۱	اس مقالے میں مصنف نے اردو کی قدیم لغت ''غرائب اللغات'' میں ان الفاظ کی نشاندہی کی ہے جو پنجابی اور سرائیکی زبان کے الفاظ ہیں۔ مصنف نے غرائب اللغات اور اس کے مصنف عبدالواسع ہانسوی کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے اور پھر اس لغت میں شامل پنجابی/سرائیکی کے الفاظ کی فہرست تہجی ترتیب کے ساتھ شامل کی ہے۔	حنیف چودھری۔ قدیم لغت۔ غرائب اللغات۔ پنجابی۔ سرائیکی۔ عبدالواسع ہانسوی۔
سفیر حیدر	خالدہ حسین کے افسانے ..... کافکائی فضا	۳۵ ۲ ۴۰	خالدہ حسین اردو کے بہترین افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں۔ اس مقالے میں خالدہ حسین اور کافکا کے طرزِ تحریر میں مماثلت کو واضح کیا گیا ہے۔ خالدہ حسین کے افسانوں میں کافکائی جرم و سزا کی جانب جو اشارے ملتے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کافکائیت ان کے فکر و احساس کا واضح حصہ بن چکی ہے۔ مصنف نے خالدہ حسین اور کافکا کے افسانوں کے تقابل سے اس مماثلت کو ثابت کیا ہے۔	سفیر حیدر۔ خالدہ حسین۔ کافکا۔ دل دریا۔ جزیرہ۔ کافکائیت۔ کایا کلپ۔

طارق محمود ہاشمی	عالم اسلام کا بازوئے مغرب اور شاعرِ مشرق (ڈاکٹر خلیل طوق اَر کی تالیف ''اقبال اور ترک کے تناظر میں)	۱۱۰ تا ۱۱۸	اقبال کی شاعری، خطبات اور دیگر تحریروں میں ترکی کو اہم مقام حاصل رہا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی سے ان کو بہت گہری عقیدت تھی۔ اس مقالے میں ڈاکٹر خلیل طوق اَر کی تالیف ''اقبال اور ترک'' کے حوالے سے اقبال کی ترکوں سے محبت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر خلیل طوق اَر نے اقبال کے خطبات، خطوط اور شاعری میں ترکوں سے عقیدت کی طرف نشاندہی کی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں اقبال کی ترکوں سے محبت کا ذکر ہے جبکہ دوسرے حصے میں ترکوں کی اقبال سے عقیدت اور ترکی میں اقبال شناسی پر بحث کی گئی ہے۔	طارق محمود ہاشمی۔ اقبال۔ مولانا جلال الدین رومی۔ ترکی۔ اقبال اور ترک۔ اقبال شناسی۔ خلیل طوق اَر۔
عمر حیات	تہذیب وثقافت کا جامع مفہوم .....ایک تحقیقی جائزہ	۲۲ تا ۳۴	انسانی معاشرے میں تہذیب وثقافت کے الفاظ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ الفاظ باقاعدہ اصطلاحات وتصورات میں جو ایک ایسے معیار کی عکاسی کرتے ہیں جس سے کسی قوم کے معاشرتی مزاج اور ذہنی وفکری رجحان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ ہر دور میں نہایت اہم رہے ہیں۔ تہذیب وثقافت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ان کے جامع مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔	عمر حیات۔ تہذیب وثقافت۔ معاشرہ۔ تمدن۔ آغاز تہذیب۔
محمد ارشد اویسی	گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء اور اسمبلی کی زبان (۱۹۳۷ء تا جون ۱۹۴۷ء)	۶۲ تا ۹۰	۱۹۳۶ء میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت پنجاب لجسلیٹو کونسل منتخب ہوئی۔ کونسل کے سامنے مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں کی جانب سے زبان کا سوال اٹھایا گیا۔ ان میں سے اکثریت اس بات کے حق میں تھی کہ اسمبلی میں تقریر کے لیے اردو زبان کو اپنایا جائے جبکہ سپیکر نے کہا کہ دفعہ ۸۵ کے مطابق اسمبلی کی زبان انگریزی ہوگی۔ صرف اس ممبر کو اردو میں تقریر کرنے کی اجازت ہوگی جو انگریزی بالکل نہ جانتا ہو۔ اسی بحث کے دوران سپیکر نے ایک کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا جو اس سلسلے میں مناسب قواعد مرتب کرے۔ اس مقالے میں کمیٹی کی تجاویز وترامیم پیش کی گئی ہیں۔	محمد ارشد قریشی۔ گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء۔ اسمبلی کی زبان۔ دفعہ ۸۵۔ پنجاب لجسلیٹو کونسل۔

محمد اشرف کمال	انجمن ترقی اردو کے تراجم	۹۱ تا ۱۰۹	ترجمہ نگاری بہت اہم فن ہے۔علم کی وسعت کا فائدہ تمام انسانوں کو پہنچانے کے لیے تراجم نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ادب میں بھی تراجم نے نئے رجحانات اور روّیے متعارف کروائے۔انجمن ترقی اردو کے قیام کے وقت اس کے مقاصد میں یہ بھی شامل تھا کہ اعلیٰ درجے کی تصانیف کے اردو میں تراجم کیے جائیں گے۔اس مقالے میں انجمن ترقی اردو کے تحت ہونے والے تراجم کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	محمد اشرف کمال۔ انجمن ترقی اردو۔ ترجمہ نگاری۔ شبلی نعمانی۔ مولوی عبدالحق۔
نسیم عباس احمر	سرسید شناسی کی روایت میں پروفیسر عمر الدین کا مقام	۱۱۹ تا ۱۳۸	الطاف حسین حالی کے بعد سرسید شناسی کے حوالے سے پروفیسر عمر الدین اہم مقام رکھتے ہیں۔پروفیسر عمر الدین نے سرسید کے دینی نظریے کو نئی فکر کے سانچے میں ڈھال کر دیکھا۔پروفیسر عمر الدین نے سرسید پر جو مقالہ لکھا ہے وہ اختصار و جامعیت کے ساتھ ساتھ تجزیاتی اسلوب کا حامل ہے۔سرسید کی دینی فکر کے جائزے کے لیے ۲۳ ابواب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔پروفیسر عمر الدین نے سرسید شناسی کی روایت میں اجتہاد کی روش اختیار کی اور نظریہ سازی کی بنیاد رکھی۔	نسیم عباس احمر۔ سرسید احمد خان۔ پروفیسر عمر الدین۔ سرسید شناسی۔ الطاف حسین حالی۔ حیاتِ جاوید۔

معیار: ۱ (۲۰۰۹ء)

مدیران: معین الدین عقیل، نجیبہ عارف، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام	انیسویں صدی کا ایک گم شدہ کتاب خانہ	۱۳۵ تا ۱۵۸	ترویج علم میں کتب خانے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس مضمون میں منشی کرم احمد کے ذاتی کتب خانے کا تعارف پیش کیا ہے جو دہلی میں مقیم تھے۔ اس کتب خانے کے مختلف شعبوں کا تعارف اس مضمون میں دیا گیا ہے اور ہر شعبہ کی کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے۔	اشپرنگر۔ ایلیٹ۔ قاضی نجم الدین کاکوری۔ منشی کرم احمد۔ علم تفسیر۔ علم حدیث۔ علم لغت عربی و فارسی
ابوسلمان شاہجہاں پوری	تاریخ شاہ جہاں پور۔ مآخذ مطالعہ و تحقیق	۴۹ تا ۵۴	شاہجہان پور یوپی صوبہ کا ایک اہم ضلع اور شہر ہے اس شہر نے چند اہم شخصیات کو جنم دیا۔ مصنف نے اس مضمون میں اس شہر کے حوالے سے لکھی جانے والی چند اہم تواریخ کو موضوع بنایا ہے اور شاہجہان پوری کی تاریخی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ اس مضمون میں کچھ ایسے مخطوطات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے جو کہ اب تقریباً ناپید ہو چکے ہیں۔ اس مضمون کی اہمیت اس حوالے سے دو چند ہے کہ اس میں شاہجہان پوری کی عمومی تاریخ کو سمو دیا گیا ہے۔	شاہ جہاں پور بہادر نامہ۔ بہادر خانی دلیر نامہ۔ اخبار محبت
ایس جی ایچ نقوی	اردو اور سائنسی ادب کے لیے علامات	۷۰ تا ۴۴	انطباق، ترتیب اور غور و فکر کے اصول کی تعریف اور اطلاق کے لیے عربی اور برعظیم کی زبانوں کے نسخوں سے علامتیں وضع کی جاتی ہیں اور عربی رسم الخط کو ریاضی کی علامتوں میں ڈھالا جاتا ہے۔ کسی بھی زبان کے حروف تہجی میں استعمال ہونے والے حروف درحقیقت علامات ہیں اور ہر حرف ایک مخصوص آواز کی علامت ہے۔ سائنسی موضوعات پر مقالہ لکھتے ہوئے اگر عربی یا فارسی رسم الخط اختیار کیا جائے تو مصنفین کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ان زبانوں میں کسی سائنسی مقالے کو ترجمہ کیا جائے تو سائنسی علامات کو استعمال کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ ان مشکلات کے تدارک کے لیے علامات کا ایک ایسا نظام وضع کرنا ہوگا جس پر تمام مصنفین متفق ہوں۔ اس مقالے میں اردو میں سائنسی علامات وضع کرنے کے لیے کچھ اصول پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	ایس جی ایچ نقوی۔ علامات۔ سائنسی ادب

تشی ہیکو ازتسو، ترجمہ: محمد عمر میمن	عین القضات ہمدانی کی فکر میں تصوف اور تشابہ کا لسانیاتی مسئلہ	۲۷۹ تا ۲۹۴	یہ مضمون معروف جاپانی سکالر تشی ہیکو ازتسو نے لکھا ہے اور ترجمہ عمر میمن نے کیا ہے۔ اس مضمون میں ہمدانی کی تصوف کے اہم موضوع تجربے کے ذریعے عرفان کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ لیکن یہ بحث لسانیاتی شکل رکھتی ہے اور اس مضمون میں تصوف اور مابعد الطبیعات کے کئی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	محمد عمر میمن۔ تصوف۔ عین القضات ہمدانی۔ عمر میمن۔ وجودی تجربہ۔ محی الدین ابن عربی
حمیرا اشفاق	وجودیت، جدیدیت اور اردو ناول	۲۶۱ تا ۲۷۸	جدیدیت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہت اصطلاح ہے۔ اس کے چند اجزا میں سے ایک وجودیت تھی۔ وجودیت ایک فلسفہ ہے جس نے انسان کو بطور فرد اہمیت کا احساس دلایا۔ جدیدیت اور وجودیت دونوں نے بیسویں صدی میں پوری دنیا کے ادب کو متاثر کیا۔ اردو ناول نے بھی اس رویے کو اپنایا اردو کے کئی بڑے ناول نگاروں نے اپنے ناولوں میں وجودیت کے فلسفے کو پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں اردو ناول نگاروں کے ناولوں پر بحث کی گئی ہے جو وجودی فلسفے سے متاثر ہیں ان میں قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، خالدہ حسین، عبداللہ حسین، نثار عزیز بٹ، انیس ناگی اور انور سجاد شامل ہیں۔	جدیدیت۔ وجودیت سائنسی عقلیت پرستی۔ مذہبی تقلیدیت۔ ہیومنزم۔ سارتر۔ قرۃ العین۔ انتظار حسین۔ عبداللہ حسین۔ خالدہ حسین۔
حنیف نقوی	منشائے مصنف سے انحراف: محرکات اور اسباب	۰۹ تا ۲۸	مطالعہ ادب میں قرأت متن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس مضمون میں تدوین متن کے اہم مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان عمومی اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے جن سے مدون عموماً دوچار ہوتا ہے۔ فاضل مصنف نے مختلف مثالوں کے ذریعے متونی اغلاط کی درستی کے قابل عمل حل بھی تجویز کیے ہیں۔	منشائے مصنف۔ متن۔ استناد کاتب۔ تحریف متن۔ دیوان ذوق۔ دیوان مصحفی۔ غرابت الفاظ۔ املا و انشا۔
خالد محمود سنجرانی	علامہ اقبال کے ایک مکتوب اور مکتوب الیہ کی دریافت	۱۵۹ تا ۱۷۴	اس مضمون کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں فاضل مضمون نگار نے علامہ اقبال کے ایک نئے مکتوب الیہ کو دریافت کیا ہے۔ ہنس ہاسو جرمنی میں مقیم تھے اور ان کے ذاتی کتب خانے میں اقبال کے یہ نادر مکتوب موجود تھے۔ اس مضمون میں دونوں خطوط کی عکسی نقل کے علاوہ ان کے اردو تراجم معہ حواشی دیے گئے ہیں۔	خالد محمود سنجرانی۔ علامہ اقبال۔ پروفیسر گلاسیپ۔ بیرن خان واتھام ہنس ہاسو۔ برلن۔ لندن آرکائیوز۔ پیرو۔ میونخ یونی ورسٹی۔

رفعت النساء اعوان	جامعاتی طلبہ میں غیر ملکی زبان سے مغائرت اور جذباتی ذہانت میں تعلق	۲۳ تا ۳۶	اس مقالے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹیوں کے طلبہ جو انگریزی کو بطور غیر ملکی زبان پڑھتے ہیں ان میں غیر ملکی زبان سے مغائرت اور جذباتی ذہانت کے درمیان تعلق کو واضح کیا جائے۔ یہ تحقیق جنوری فروری ۲۰۰۷ء میں سرگودھا یونیورسٹی کے پانچ شعبوں کے انڈر گریجویٹ طلبہ کی سطح پر کی گئی۔ اس تحقیقی سیمپل میں ۱۱۷ طلبہ و طالبات شامل تھے جن میں ۶۲ طلباء اور ۵۵ طالبات تھیں۔ تحقیقی آلات کی مدد سے تحقیق کے لیے مواد اکٹھا کیا گیا جس سے غیر ملکی زبان سے مغائرت اور جذباتی ذہانت کی پیمائش کی جا سکے۔ تحقیق کے نتائج بتاتے ہیں کہ غیر ملکی زبان سے مغائرت اور جذباتی ذہانت کے درمیان بہت اہم تعلق ہے اور یہ بات بھی سامنے آئی کہ جنسی اختلاف کا بھی جذباتی ذہانت اور زبان کی مغائرت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔	رفعت النساء اعوان۔ اعظم صابر۔ سارہ اقبال۔ جامعاتی طلبہ۔ غیر ملکی زبان
سلطانہ یاسمین	ناصر کاظمی کی شاعری۔کرب ذات سے آگے	۲۵۴ تا ۲۶۰	جدید اردو غزل میں تقسیم کے بعد ناصر کاظمی کی آواز سب سے منفرد تھی۔ ناصر کاظمی کسی ادبی تحریک سے وابستہ نہیں تھے وہ ان شعراء میں سے تھے جو اپنے خیالات و تجربات کا بہتر اظہار غزل میں ہی کر سکتے تھے۔ ناصر کاظمی نے خارجی مسائل کو اپنی داخلی کیفیات سے ہم آہنگ کر کے شاعری کے کینوس پر تصویریں بنائیں۔ ناصر کاظمی کے اشعار میں ہجرت، اپنوں کی جدائی، استعماری طاقتوں کا غاصبانہ قبضہ، بے یقینی کا کرب، سقوطِ ڈھاکہ اور تنہائی کا دکھ اپنی شدت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں ناصر کاظمی کی شاعری میں داخلی و خارجی کرب کے امتزاج کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	ناصر کاظمی۔ انبالہ۔ ۱۹۲۵ء۔ ہجرت۔ اجتماعی کرب۔
سید حسن عباس	مثنوی نامہ شوق	۱۱۷ تا ۱۳۴	''مثنوی شوق نامہ'' استاد ذوق کے شاگرد حکیم سلطان رام پوری کی تخلیق ہے۔ مذکورہ مثنوی کی اہمیت یہ ہے کہ ایک طرح سے منظوم مکتوب ہے جو شاعر اپنی محبوب کو مخاطب کر کے دیکھتا ہے۔ فاضل محقق نے اس مثنوی کی از سر نو تدوین کی ہے اور بعض مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے۔ نیز مضمون میں شاعر کے متعلق بھرپور تعارف بھی پیش کیا ہے۔	نامہ شوق۔ حکیم سلطان رامپوری۔ ذوق۔ مولوی غیاث حسین۔

سی۔ای۔ولسن۔ ترجمہ: نجیبہ عارف	تدوین کے نقطۂ نظر سے فارسی مخطوطات کی قرأت کے معاون اصول وضوابط	۲۹۵ تا ۳۲۰	زیرنظر مضمون میں فارسی مضمون کی ترتیب وتدوین کا جوکام مغربی زبانوں میں ہورہا ہے ان میں پیش آنے والی مشکلات کو موضوع بنایا گیا ہے۔اس مضمون میں ولسن نے خواجہ فرید الدین عطار کی مثنوی آگہی نامہ کے مختلف مخطوطات کے تقابلی مطالعے کی مدد سے ان عمومی اغلاط کی طرف اشارہ کیا ہے جو اکثر محققین سے مخطوطات کی قرأت کے دوران سرزد ہوجاتی ہیں۔	تدوینِ متن۔الٰہی نامہ۔قرأت۔معروف ومجہول۔تصحیف۔ فرانسیسی مستشرق۔نجیبہ عارف۔سی۔ای۔ ولسن۔
شگفتہ حسین	'وزیر بیگم' کردار نگاری کی ایک مثالی جہت	۲۳۷ تا ۲۴۴	فاضل مصنفہ نے اس مضمون میں ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' کی مرکزی کردار ''وزیر بیگم'' کا ہند یورپی تہذیب کے تناظر میں جائزہ لیا۔اس ایک کردار کے ذریعے مغل سلطنت کے زوال اور نئی تہذیبی کشمکش کو پیش کیا گیا ہے۔	مشل فوکو۔ڈسکورس۔ ایڈورڈ سعید۔شرق شناسی۔شمس الرحمٰن فاروقی۔کئی چاند بر آسماں۔ساختیات۔
طیب منیر	ایک ذی علم خاندان: مشفق خواجہ بنام منصور زعیم الرحمٰن	۱۷۵ تا ۱۹۰	اس مضمون میں فاضل مصنف نے مشفق خواجہ اور منصور زعیم الرحمٰن کے مابین خط وکتابت کو موضوع بنایا ہے۔منصور صاحب کا خاندان علمی وادبی حوالے سے بہت اہمیت کا حامل خاندان تھا۔خواجہ صاحب ان خطوط میں مسلسل مکتوب الیہ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرارہے ہیں کہ وہ اپنے خاندان کے بارے میں تفصیل سے روداد قلمبند کریں۔	طیب منیر۔مشفق خواجہ۔منصور زعیم الرحمٰن۔مولوی نعیم الرحمٰن۔زرتشت نامہ۔تاریخ الفلاسفہ۔
عارف نوشاہی	خازن الشعراء: اٹھارھویں۔انیسویں صدی میں ہندوستانی و ایرانی علماء وشعرا کا ایک تذکرہ	۹۳ تا ۱۱۶	اس مضمون میں فاضل مصنف نے ہندوستانی و ایرانی علماء وشعرا کے ذکر پر مشتمل تذکرہ ''خازن الشعرا'' کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔نیز مصنف نے اس مضمون میں تذکرہ کی خوبیوں اور خامیوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔	خازن الشعرا۔ میر جان الہ آبادی۔ عارف نوشاہی۔
محمد ایوب قادری	تذکرہ گلدستۂ کرناٹک	۵۵ تا ۹۲	''گلدستہ کرناٹک'' حکیم غلام موسیٰ رضا خاں رائق کا تحریر کردہ فارسی شعرا کا نادر اور تا حال غیر مطبوعہ تذکرہ ہے۔اس تذکرے میں ۱۸ویں اور ۱۹ویں صدی کے ۷۰ شعرا کا احوال شامل ہے۔زیرنظر مضمون میں تذکرہ میں شامل شعرا کے مختصر احوال شامل ہیں اور ساتھ میں فارسی نمونۂ کلام بھی دیا گیا ہے۔	کرناٹک۔حکیم غلام موسیٰ رضا خاں لائق۔میر اسماعیل خان۔ شاہ محمد یاد۔

محمد ارشد	جنوبی ایشیا میں انگریزی زبان کی ترویج علما کا ردعمل	۱۹۹ تا ۲۳۶	برصغیر پر انگریزوں کے سیاسی غلبہ کے بعد کے ثقافتی غلبہ کا آغاز ہوا تو مقامی علما نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ثقافتی غلبہ میں زبان کو کلیدی اہمیت حاصل تھی۔برصغیر کے علما نے انگریزی زبان کی ترویج کے خلاف مزاحمت کا رویہ اپنایا۔اس مقالے میں علما اور سرسید تحریک کے مخالف نقطۂ نظر کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔	فقہ حنفی۔سراجیہ۔ مستشرقین۔دیوبند۔ مدرسہ احمدیہ۔ندوۃ العلماء۔علماء فرنگی محل۔
محمد یامین عثمان	عطیہ فیضی کی نادر خودنوشت،''زمانۂ تحصیل''	۱۹۱ تا ۱۹۷	عطیہ فیضی کا شمار برصغیر کی چند نامور خواتین میں ہوتا ہے۔اس مضمون میں فاضل محقق نے عطیہ فیضی کی خودنوشت ''زمانۂ تحصیل'' کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔مذکورہ خودنوشت عطیہ فیضی کے قیام لندن کے دوران لکھی گئی اور اس میں مختلف شخصیات کے ساتھ کی ملاقاتوں اور مختلف تقریبات کا ذکر موجود ہے۔	عطیہ فیضی۔زمانۂ تحصیل۔امیر النساء بیگم۔زہرا بیگم۔ تہذیب نسواں۔ خاتون۔عصمت۔ روزنامچہ
معین الدین عقیل،نجیبہ عارف	معروضات	۷ تا ۸	مدیران'معیار' نے معروضات کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا ہے جس میں تحقیق کی موجودہ صورت حال اور تحقیقی مجلوں کی ضرورت اور تحقیق کے فروغ میں ان کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس میں بہت واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ'معیار' کی اشاعت سے پیشتر کن مقاصد کو سامنے رکھا گیا اور کس نوعیت کے تحقیقی مضامین کو اس مجلّے میں جگہ دی جائے گی،نیز اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ مجلہ طالب علموں اور محققین کے لیے کس طور پر معاون ثابت ہوگا۔	معروضات تحقیق کی صورت حال۔اردو تحقیق۔تحقیقی مجلّے۔ معین الدین عقیل، نجیبہ عارف۔
معین الدین عقیل	غالب اور غمگین کی مراسلت	۳۲۱ تا ۳۵۷	غالب اپنے دور کا مشہور شاعر اور غمگین ایک نامور صوفی تھا۔دونوں ہم عصر بھی تھے، اور قریبی ساتھی اور دوست بھی تھے۔ان دونوں کے مشاغل بھی مشترک تھے اور ادبی ذوق بھی یکساں تھا۔دونوں ایک دوسرے سے طالب علمانہ انداز سے پرشکوہ فارسی زبان میں مکتوبات کے ذریعے مشاورت کیا کرتے تھے۔ان خطوط میں اپنے وقت کی یہ دونوں مشہور اور ذی علم شخصیات مختلف دلچسپ اور فکر انگیز موضوعات پر بات کرتیں۔ان خطوط کی زبان اور لفظیات انیسویں صدی کی فارسی نثر میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔	معین الدین عقیل۔ غالب۔ غمگین۔

معین الدین عقیل	جنوبی ایشیا کی جدید زبانوں کے مآخذ	۳۷ تا ۶۴	یورپ کے بہت سے اہم اور بڑے کتب خانوں میں جنوبی ایشیا کی تاریخ، تہذیب، زبان اور ادب کے موضوعات بہت سے نادر ماخذات دستیاب ہیں۔ یہ مآخذات کسی مخصوص زبان تک محدود نہیں ہیں۔ کئی کتب خانے جو شرقی علوم کے حوالے سے اہم ہیں ان میں یہ ماخذات عربی، فارسی اور اردو میں موجود ہیں۔ اس مقالے میں جن ماخذات کا ذکر کیا گیا ہے وہ انہی تینوں زبانوں سے متعلق ہیں جن میں مسلم تاریخ، معاشرت اور ادب سے متعلق موضوعات شامل ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ان موضوعات پر کام کرنے والے محققین کو اپنے ماخذات تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ اس میں مطبوعہ کتب اور مخطوطات دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ کتابوں کی فہرست بھی دے دی گئی ہے جو جنوبی ایشیا کی مسلم تاریخ و تہذیب پر تحقیق کرنے والوں کے لیے معاون ثابت ہوگی۔	معین الدین عقیل۔ جنوبی ایشیا۔ جدید زبانیں۔
معین الدین عقیل	علامہ اقبال کی معروف نظم ''شمع و شاعر'' کا نایاب انگریزی ترجمہ	۶۵ تا ۷۴	شمع و شاعر اقبال کی بہت اہم اور مشہور نظم ہے جو ان کے پہلے مجموعے ''بانگ درا'' میں شامل ہے جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ یہ اقبال کی موثر ترین نظموں میں سے ایک ہے جس میں اقبال نے زندگی، فطرت اور معاشرے سے متعلق اپنے نظریات کو بہت مؤثر انداز سے پیش کیا ہے۔ اس نظم نے بہت سے مترجمین کو متاثر کیا اور انھوں نے اس نظم کو کئی زبانوں میں ترجمہ کیا۔ انگریزی زبان میں بھی اس نظم کے بہت سے تراجم ہوئے جو مختلف اوقات میں مختلف مقالات سے شائع ہوئے یہ تراجم باآسانی دستیاب ہیں۔ اس مقالے میں جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے وہ ایک نادر ترجمہ ہے جو ''بانگ درا'' کی اشاعت کے ایک برس بعد شائع ہوا اس کے مترجم ایم راشد ہیں جو ماہر اقبال اور اقبال کے بہت بڑے مداح ہیں۔ یہ لاس اینجلس (امریکہ) سے مترجم نے خود شائع کروایا تھا۔	معین الدین عقیل۔ تحریہ عارف۔ علامہ اقبال۔ شمع و شاعر۔ ایم راشد۔ ماہر اقبال۔

معیار: ۲ (۲۰۰۹ء)

مدیران: معین الدین عقیل، نجیبہ عارف، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
احمد علی	ایک نایاب اور غیر معروف مقالہ: شاعری: ایک مسئلہ	۵۹ تا ۹۲	شاعری کے بارے میں مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں۔ کسی نے اس کو تصورات کا نام دیا اور کسی نے اس کو نقد حیات کہا لیکن ہم واضح طور اس کو سمجھ نہیں پائے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ شاعری ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ہم شاعری کے اجزاء زبان، جذبات، موضوعات الغرض ہر چیز کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ آخر ہے کیا چیز؟ مقالے میں مصنف نے شاعری کے اوصاف پر بھی بحث کی ہے۔	احمد علی۔ شاعری۔ شاعری کے اجزا۔
افتخار شفیع	ادبی تشدد: امریکی تنقید سے تصوف کا انعطاف	۳۵ تا ۵۵	گذشتہ چند دہائیوں سے شمالی امریکہ میں تصوف کی قبولیت حیرت انگیز ہے۔ اس مقالے میں افتخار شفیع نے ان محرکات کا جائزہ لیا ہے جن کے باعث مغربی میڈیا کا رجحان متصوفانہ فکر کی طرف راغب ہوا۔ اس مقالے میں مغربی میڈیا نے مختلف متصوفانہ نظریات کو جس طرح پیش کیا ہے اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔	افتخار شفیع۔ تصوف۔ ادبی تشدد۔ امریکی تنقید۔
تنظیم الفردوس	مشرق و مغرب کے درمیان: ممتاز شیریں کا ایک غیر مطبوعہ افسانہ اور اس کے تخلیقی مراحل	۲۱۳ تا ۲۳۲	یہ مقالہ ممتاز شیریں کے غیر مطبوعہ افسانے کے ابتدائی مسودات کا تجزیہ ہے۔ ان مسودات میں مصنفہ نے جو تبدیلیاں کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ متن کو بہتر بنانے اور اسلوبیاتی تنوع پیدا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اس مقالے میں افسانے کے تین مسودات دیے گئے ہیں اور ان میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔	تنظیم الفردوس۔ ممتاز شیریں۔ مشرق و مغرب کے درمیان۔

روف پارکھ	اُردو کی ابتدائی لغات اور نصاب نامے	۶۹ تا ۸۸	اُردو لغت نویسی کا ابتدائی دور تیرہویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے اوائل کا ہے جب برعظیم پاک و ہند میں مرتب ہونے والی فارسی لغات میں کچھ مقامی زبانوں کے الفاظ شامل ہوئے۔ سولہویں صدی میں متنوع ذولسانی لغات کی تیاری سے لغت نویسی کے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ان ذولسانی لغات کی تیاری سے لغت نویسی کے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ان ذولسانی لغات کی تیاری اور الفاظ کا چناؤ طلبا کو غیر ملکی زبان سکھانے کے لیے کی گئی تھی۔ ان لغات میں فارسی الفاظ کی اردو میں وضاحت یا اس کے برعکس ہوتا تھا۔ ذولسانی لغت جو زبان سکھانے کے لیے ترتیب دی جاتی تھی اسے نصاب نامہ کہا جاتا تھا۔ بعد ازاں کثیر اللسانی نصاب نامے ترتیب دیے گئے ہیں جن میں اُردو، فارسی اور عربی اور بعد کے دور میں انگریزی کو بھی شامل کیا گیا۔ ان نصاب ناموں کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ طالب علموں کو عربی اور فارسی کے نامانوس الفاظ کو سمجھنے اور ان کی لغت میں اضافہ کرنے میں مدد کی جائے۔ اس مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ لغت نویسی کے ابتدائی دور کا خاص طور پر اُردو لغت نویسی کے ابتدائی دور کی ذولسانی لغات اور نصاب ناموں کے حوالے سے جائزہ لیا جائے۔	روف پارکھ۔ اردو لغت نویسی۔ نصاب نامے۔

سہیل عباس بلوچ	اردو اسلوبیات کی تشکیل نو	۲۷۵ تا ۲۷۴	ادب پارے کی قرات میں متن کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اگر نقاد ادیب کے اسلوب کو نظر انداز کر دے تو تنقید معتبر نہیں ہوگی۔ جدید ادبی ساختیات کے حوالے سے ادیب کے منفرد اور ذاتی اسلوب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بدلتے ہوئے ادبی ماحول میں یہ ممکن ہے کہ ایک ادیب نے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس میں وہ آنے والی نسل کو متاثر کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو لیکن اس کے اسلوب کی موضوعی حیثیت برقرار رہے گی۔ کلاسیکی اردو ادب دردمندی کے جذبے سے بھرپور ہے۔ جدید نقادوں نے پہلے سے ہی اس کی قدروں کا تعین کر لیا ہے۔ اس مقالے میں باغ و بہار کے خصوصی مطالعے سے اس کے مکمل محاسن اور مصائب کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سہیل احمد بلوچ۔ اردو اسلوبیات۔ باغ و بہار۔ ذاتی اسلوب۔
سید منیر واسطی	سروجنی نائڈو کی شاعری اور سیاست	۱۹ تا ۳۴	سروجنی نائڈو (۱۸۷۹ء-۱۹۴۹ء) ایک غیر معمولی خاتون تھیں جنھوں نے نا صرف انگریزی زبان میں شاعری کی بلکہ جنوبی افریقہ کی جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ اس مضمون میں ان کی شخصیت کی ان دونوں جہات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ان کی کثیر جہتی شخصیت کے کئی اور بھی دلچسپ پہلو تھے مثلاً ان کی کشادہ ذہنیت، علمی بصارت، مسلم تہذیب و ثقافت سے آگہی اور قائد اعظم جیسی متاثر کن شخصیت سے وابستگی اس مقالے میں ان کے شاعرانہ اوصاف، ان کی شاعری پر مختلف اثرات معاصر سیاسی منظر اور ان کی بھرپور شخصیت کی عکاسی کی گئی ہے۔	سید منیر واسطی۔ سروجنی نائیڈو۔ جنوبی افریقہ۔ سیاسی شاعری۔

عارف نوشاہی ترجمہ: عصمت درانی	پاکستان میں ایرانی مطالعات اور فارسی تحقیقِ متن کے مباحث	۳۰۷ تا ۳۲۲	برعظیم میں فارسی کے ادبی متون کی تدوین کی روایت بیسویں صدی کے اوائل میں قائم ہوئی۔ ادبی متون کی تدوین کے تعارف کے حوالے سے بہت سے تحقیقی مقالے بھی لکھے گئے۔ اس مقالے میں پاکستان میں فارسی کے بنیادی اور اہم متون کی تدوین کا تعارف دیا گیا ہے اور ساتھ ہی مجموعی طور پر پاکستان میں تدوین کا جتنا کام ہوا ہے اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنف نے اس مقالہ میں انفرادی، جامعات اور دیگر اداروں کی سطح پر تجزیاتی کام کو جمع کیا اور فارسی کے حوالے سے ان کی خدمات کو سراہا۔ مصنف نے اس میں جن اداروں کو موضوع بنایا ہے ان میں اورینٹل کالج، پنجابی ادبی بورڈ، گورنمنٹ کالج، مجلس ترقی ادب اور بیکجز لاہور شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے حافظ محمود شیرانی، مولوی محمد شفیع، غلام مصطفیٰ خاں اور پیر حسام الدین راشد جیسی شخصیات کی انفرادی خدمات کا بھی جائزہ لیا۔	عارف نوشاہی۔ عصمت درانی۔ ایرانی مطالعاتی۔ فارسی تحقیق۔
عبدالعزیز ساحر	سلسلۂ چشتیہ کا ملفوظاتی ادب: خوش خرام فارسی اشعار کی بازگشت	۸۹ تا ۱۰۲	اس مقالے میں ان مقبول اشعار کا انتخاب شامل کیا گیا ہے جو صدیوں سے سلسلہ چشتیہ کی محفلوں میں پڑھے جاتے رہے ہیں۔ ان اشعار میں اس سلسلے کی روحانیت و وجدان کا نچوڑ ہے۔ اس مقالے میں یہ اشعار اپنے سیاق و سباق کے حوالے کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں کہ یہ کن موقعوں پر پڑھے گئے تھے۔	عبدالعزیز ساحر۔ سلسلہ چشتیہ۔ ملفوظاتی ادب۔
عمر خالدی	حیدرآبادی اشرافیہ کے سفرنامے	۰۷ تا ۱۸	مصنف نے حیدرآبادی اشرافیہ کے لکھے ہوئے اور ان کے متعلق لکھے ہوئے سفرناموں کی مدد سے ان کے یورپی تہذیب سے ٹکراؤ کے ابتدائی نقوش تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے بتایا ہے کہ ہندوستانیوں نے ۱۶۰۰ء یا اس سے پہلے برطانیہ کا سفر شروع کیا تھا، حالانکہ جو دستیاب سفرنامے ہیں ان میں صرف انیسویں اور بیسویں صدی میں ہونے والی مہمات کا ذکر کیا گیا ہے ۱۸۵۷ء کے واقع سے برطانیہ جانے والے مرد اور عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ مصنف نے بہت سے اردو سفرناموں کا ذکر کیا ہے جس میں ان دونوں قوموں کے درمیان معرکہ آرائی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	عمر خالدی۔ حیدرآبادی۔ اشرافیہ۔ اردو سفرنامے۔

عمر خالدی فتح محمد ملک	پاکستان کا تصور (The Idea of Pakistan)	۳۳۵ تا ۳۵۶	مصنف نے سٹیفن فلپ کوہن کی کتاب 'تصور پاکستان' کا تجزیہ کیا ہے، پاکستان اور اس کے مستقبل کے متعلق سٹیفن کوہن کے نظریات کا بھی جائزہ لیا ہے۔اس کتاب کا تجزیہ کرتے ہوئے مقالے کے مصنف نے تصور پاکستان کے تاریخی تناظر کو بھی پیش کیا ہے۔مصنف نے اس بات کی تردید کی ہے کہ پاکستان سیکولر بنیادوں پر قائم ہوا بلکہ پاکستان کی بنیاد خالص اسلامی نظریات پر رکھی گئی ہے۔مصنف نے کوہن کے اس بیان کی بھی سختی سے تردید کی ہے کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے،ان کا کہنا ہے کہ پاکستان کے عوام میں آگے بڑھنے کی بے پناہ قوت موجود ہے۔	فتح محمد ملک۔ تصور پاکستان۔ سٹیفن فلپ کوہن۔
کیتھرین ولسن ترجمہ: محمد عمر میمن	جدید مغربی فلسفہ	۲۸۷ تا ۳۰۶	مصنف نے کیتھرین ولسن کے مقالے ''مغربی فلسفہ' کا ترجمہ کیا ہے جس کی تدوین سید حسین نصر اور عمر میمن نے کی ہے۔اس مقالے میں جدید مغربی فلسفے کے اہم نکات کا اس کے تاریخی تناظر میں تجزیہ کیا ہے۔نیز ازمنہ وسطیٰ میں اس کے عربی علوم کے ساتھ گہرے روابط کی بھی نشاندہی کی ہے۔مصنف نے متعدد عرب فلسفیوں اور فلسفیانہ نظریات پر بحث کی ہے۔جنھوں نے جدید مغربی فلسفے کو متاثر کیا ہے۔	کیتھرین ولسن۔ محمد عمر میمن۔ جدید مغربی فلسفہ۔ سید حسین نصر۔ عمر میمن۔
مجیب احمد	جنوبی ایشیا میں فقہ حنفی اور افتاء کا ارتقا	۲٦۱ تا ۲۷۴	اس مقالے میں انیسویں صدی میں جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ فقہ حنفی اور افتاء کے ارتقا کا جائزہ لیا گیا ہے۔دیکھا گیا ہے کہ فقہ حنیفہ کو بیشتر اوقات میں سرکاری قانون کی حیثیت حاصل رہی ہے حتیٰ کہ برطانوی عہد میں بھی۔جنوبی ایشیا کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر مسلمان فقہ حنفیہ سے ہیں لہٰذا جو فتاویٰ فقہ حنفیہ کے مطابق دیے جاتے رہے ہیں وہ غیر معمولی اور تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔جنوبی ایشیا میں پہلا دارالافتاء ۱۸۳۱ء میں قائم ہوا بعد میں یہ ادارہ اس خطے میں بہت تیزی سے پھیل گیا۔ان اداروں نے جدید ٹیکنالوجی کے اثرات قبول کیے اور فتاویٰ کے حوالے سے ایک نئی تاریخ رقم ہوئی۔	مجیب احمد۔ جنوبی ایشیا۔ فقہ حنفیہ۔ دارالافتاء۔

معین الدین عقیل	میر تقی میر: ایک گم شدہ بیاض کی دریافت	۱۸۹ تا ۲۱۴	میر تقی میر کی ایک نادر اور گمشدہ بیاض کو 'معیار' نے دریافت کر کے قارئین سے متعارف کروانے کے لیے پیش کیا ہے۔ یہ بیاض ابھی تک محققین، مورخین اور ادب کے طالب علموں کی نظروں سے پوشیدہ تھی۔ یہ بیاض انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سویلائزیشن، کوالالمپور، ملائشیا کی لائبریری میں دستیاب ہوئی ہے مذکورہ کتب خانے میں عبدالرحمٰن بارکر کے ذخیرہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس بیاض میں میر نے فارسی کے اشعار کا انتخاب درج کیا ہے۔ جس میں میر کے اپنے فارسی کلام کے علاوہ ہندوستان، ایران اور وسط ایشیا کے شعرا کا کلام شامل کیا ہے۔ شعرا کے نام تہجی ترتیب سے دیے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بیاض کا مقصد نکات الشعرا کی طرز کا فارسی شعراء کا تذکرہ لکھنے کی تیاری کرنا تھا۔	معین الدین عقیل۔ محیبہ عارف۔ میر تقی میر۔ عبدالرحمٰن بارکر۔
معین الدین عقیل	دیوان ماہ لقابائی چندا کا نایاب وغیر مطبوعہ مقدمہ	۳۸۳ تا ۳۹۸	ماہ لقابائی چندا اردو کی اولین صاحب دیوان شاعرہ ہیں۔ ان کا اردو دیوان غلام حسین صمدانی گوہر نے مرتب کیا تھا اور حیات ماہ لقا بھی شائع کی۔ ماہ لقابائی کی تخلیقات میں اردو دیوان ہی اہم ہے جو دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ کتب خانہ انڈیا آفس (لندن) میں اس کے دیوان کا جو نسخہ محفوظ ہے اس میں اس کا تحریر کردہ ایک مقدمہ بھی شامل ہے جو اس نے اس وقت کے دستور کے مطابق فارسی میں لکھا تھا۔ یہ مقدمہ مدیران معیار نے پہلی مرتبہ استفادہ عام کے لیے پیش کیا ہے۔	ماہ لقا چندا بائی۔ ''حیات ماہ لقا''۔ غلام حسین صمدانی گوہر۔
معین الدین عقیل محیبہ عارف	معروضات	۷ تا ۸	معروضات میں مدیران نے تحقیقی مجلوں کی اہمیت اور معیار پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ تحقیقی مجلوں کو معیاری بنانے کے لیے سنجیدگی سے کوشش کرنی چاہیے اور سرسری و سطحی تحریروں کو شائع نہیں کرنا چاہیے۔ شعبہ اُردو بین الاقوامی یونی ورسٹی، اسلام آباد نے اُردو میں تحقیقی کمزوریوں کو محسوس کرتے ہوئے معیار کے مقالہ نگاروں سے گزارش کی ہے کہ 'معیار' کے سرورق کے اندر کے صفحے پر دیے ہوئے اصول وضوابط کے مطابق اپنے مقالات میں متن، حواشی، حوالوں اور فہرست اسناد کا اہتمام کریں۔	معین الدین عقیل۔ محیبہ عارف۔ تحقیقی مجلے۔

محمد حمزہ فاروقی	مسئلہ حجاز: ہندوستانی وفد خلافت کا ردعمل اور سفر حجاز	۲۳۳ تا ۲۶۰	یہ ایک وفد کے سفر کی سرگزشت ہے جسے آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کی طرف سے حجاز روانہ کیا گیا۔ وفد ظفر علی خان، غلام رسول مہر، شعیب قریشی، محمد عرفان اور ریاض الحسن پر مشتمل تھا۔ مصنف نے یہ تمام تفصیلات روزنامہ زمیندار اور آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کی ۱۹۲۶ء کی رپورٹ سے حاصل کی ہیں ۔ سفر کا آغاز یکم نومبر ۱۹۲۵ء کو ہوا اور اختتام مرابغ میں ۱۸ نومبر ۱۹۲۵ء کو ہوا۔ یہ پہلا مرحلہ تھا بعد ازاں وفد کے ارکان نے عرب کے مختلف شہروں میں قیام کیا۔ بیسویں صدی میں عرب شریف حسین اور اس کے بیٹوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ ستمبر ۱۹۲۴ء میں جب عبدالعزیز ابن سعود نے شریف حسین کے خلاف فوج کشی کی تو ہندوستان کے مسلمانوں نے عبدالعزیز ابن مسعود کو شریف حسین کو حجاز سے نکالنے پر سراہا۔ طائف اور مکہ پر قبضہ جمانے کے بعد نجدی فوجیوں نے کچھ مزاروں اور صحابہ کرام کی قبروں کو شہید کیا۔ ان گستاخانہ سرگرمیوں کے باعث ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت بے چینی اور غصہ پیدا ہوا اور وہ ابن سعود اور نجدیوں کے خلاف ہوگئے ۔ سینٹرل خلافت کمیٹی نے اس وفد کو حجاز روانہ کیا اس وفد کا مقصد مقدس مقامات کی حرمت، شہید ہونیوالے مزاروں کی دوبارہ تعمیر و مرمت اور آئندہ کے لیے خلافت کمیٹی کی قراردادوں کے مطابق لائحہ عمل طے کرنا شامل تھے۔	محمد حمزہ فاروقی۔ مسئلہ حجاز۔ وفد خلافت۔ آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی۔

محمد عبدالمقیت شاکر علیمی	اُردو شاعری میں قرآن و حدیث کے اقتباسات	۵۹ تا ۶۸	اُردو شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات، الفاظ و محاورات، ضرب الامثال، اصطلاحات و تلمیحات، تشبیہات و استعارات، صنائع بدائع اور مضامین کی صورت میں مرتب ہوتے چلے آئے ہیں۔عربی، فارسی اور اردو میں ابتدا ہی سے قرآن و حدیث کے ٹکڑے نظم کرنے کا رواج ملتا ہے۔لہٰذا اس کو تلمیح یا تضمین کہہ دیتے ہیں علماءِ بیان و بدیع نے اس فرق کو واضح کیا ہے تضمین کسی دوسرے شاعر کے کلام کو اپنے کلام میں لانا ہے، تلمیح کسی واقعے کی طرف اشارہ ہے جبکہ قرآن و حدیث کے کسی ٹکڑے کو کلام میں لانا اقتباس کہلاتا ہے۔اس مقالے میں مصنف نے فارسی اور اُردو شاعروں کے ہاں اقتباس کی مثالیں دی ہیں۔ پہلے وہ مثالیں پیش کی گئی ہیں جن میں آیاتِ قرآنی کو نظم کیا گیا ہے۔اور پھر حدیث کے اقتباس کی مثالیں دی گئی ہیں۔	محمد عبدالمقیت۔ شاکر علیمی۔ اردو شاعری میں قرآن۔ اقتباس۔ حدیث۔ تضمین۔
محمد یامین عثمان	عطیہ فیضی کی یادداشت ’’زمانۂ تحصیل‘‘	۱۰۳ تا ۱۸۸	زمانۂ تحصیل عطیہ فیضی کی یادداشتوں کا مجموعہ اور سفرنامہ ہے۔ عطیہ فیضی نے ۱۹۰۶ء میں لندن قیام کے دوران اپنی ذاتی ڈائری میں یہ تمام یادداشتیں محفوظ کی تھیں۔جس میں انھوں نے اپنی روزمرہ کی علمی مصروفیات کا ذکر کیا ہے اور سماجی سرگرمیوں کا احوال بھی بیان کیا ہے۔لندن میں جن تقریبات میں وہ شریک ہوئیں اور جن شخصیات سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں ان کا احوال بھی بیان کیا ہے اور اہم اور مشہور عمارات اور مقامات کا بھی شامل ہے۔یہ بالکل سادہ بیانیہ انداز کی تصنیف ہے۔	محمد یامین عثمان۔ عطیہ فیضی۔ زمانۂ تحصیل۔
سحیہ عارف	تاریخ کا جبر اور ولیم ڈالرمپل کا آئینہ (The Last Mughal)	۳۵۷ تا ۳۸۲	ولیم ڈالرمپل نے اپنی کتاب "The Last Mughal" جنوبی ایشیا کی تاریخ کے ایک حساس دور کا تجزیہ کیا ہے۔ولیم ڈالرمپل نے بہادر شاہ ظفر کو اپنے عہد کا صوفی، فلسفی اور شاعر قرار دیا ہے۔لیکن مصنف نے بہادر شاہ ظفر کی زندگی پر جو باب تحریر کیا ہے اسے شاہ نظر کا نام دیا ہے اس سے ڈالرمپل کے بہادر شاہ ظفر کے اختیارات کے متعلق تصورات کی مکمل عکاسی ہوتی ہے۔کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے تین ابواب کامرکزی کردار وہی ہے۔مصنف نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کے اسباب، واقعات اور نتائج کا بھی جائزہ لیا ہے اور لکھا ہے کہ بہادر شاہ ظفر اس سازش کا حصہ نہیں تھے انھیں اچانک اس کا حصہ بننا پڑا۔	سحیہ عارف۔ ولیم ڈالرمپل۔ جنوبی ایشیاء۔ بہادر شاہ ظفر۔ ۱۸۵۷ء۔

معیار: ۳(۲۰۱۰ء)

مدیران: معین الدین عقیل، نجیبہ عارف، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
بصیرہ عنبرین	اردو میں تضمین نگاری: کلاسیکی شعری روایت	۳۳۳ تا ۳۶۸	اردو شاعری میں تضمین نگاری کی روایت ابتدا ہی سے موجود ہے۔ ابتدا میں اقتباس کی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن ولی دکنی کے ہاں تضمین کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اقبال کے کلام میں تضمین نگاری کا فن اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ کلاسیکی شعرا میں ولی کے علاوہ، سودا، میر، میر حسن، مصحفی، جرات، انشا، ناسخ، ذوق، بہادر شاہ ظفر، داغ کے ہاں بھی تضمین کی مثالیں ملتی ہیں۔ الطاف حسین حالی اور نظیر اکبر آبادی نے بھی تضمین نگاری کا بھرپور استعمال کیا اور تضمین نگاری کی صفت سے نہ صرف کمالِ فن کا اظہار کیا بلکہ ذہنی و فکری تہذیب کا کام بھی کیا۔	تضمین نگاری۔ ولی دکنی کلاسیکی شعری روایت۔ خواجہ میر درد۔ سودا۔ میر حسن۔ ناسخ۔ حالی۔ نظیر اکبر آبادی بصیرہ عنبرین۔
جون میرن بون / محمد عمر میمن (مترجم)	قرونِ وسطیٰ کا عیسائی اور یہودی یورپ	۳۹۷ تا ۴۰۸	جان میرن بون جورٹینی کالج میں فلسفہ کے استاد ہیں، نے قرونِ وسطیٰ کا عیسائی اور یہودی یورپ کے عنوان سے مضمون تحریر کیا ہے۔ محمد عمر میمن نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ مصنف نے قرونِ وسطیٰ کے فلسفے پر تحقیق کی ہے اس مقالے میں بارہویں صدی سے ستارہویں صدی تک عیسائی علما اور مذہبی فلسفیوں پر مسلمان اور یہودی فلسفیوں اور علماء کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یونانی فلسفیوں کے نظریات کو سمجھنے کے لیے ابن رشد، الغزالی، ابن سینا، اور الفارابی جیسے مسلم مفکرین کے تراجم کا سہارا لیا گیا۔	جان میرن بون۔ محمد عمر میمن۔ ٹرینٹی کالج۔ قرونِ وسطیٰ۔ عیسائی و یہودی یورپ۔

حکیم محمود احمد برکاتی	مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور ٹونک	۲۵۵ تا ۲۷۲	مولانا سید مناظر احسن گیلانی کی ابھی تک سوانح نہیں لکھی گئی اور نہ ہی ان کے خدمات پر کوئی تحقیقی کام ہوا ہے۔ان کی ابتدائی زندگی کے حالات ان کی گفتگو، بیانات، تحریروں اور خطوط سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے تقریباً سات برس تک مصنف کے دادا کے گھر پر اپنے استاد مولانا حکیم سید برکات احمد کے ہمراہ قیام کیا۔مصنف نے ان کے متعلق معلومات ان کی نثر تحریروں اور ان کے خطوط سے حاصل کیں۔اس مقالے میں مولانا گیلانی کی زندگی کے دلچسپ واقعات پیش کیے گئے ہیں جو مولانا کی اپنی زبانی ہیں۔مصنف نے اس میں اپنے مشاہدات اور تجربات بھی شامل کیے ہیں۔یہ مقالہ مولانا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔	حکیم محمود احمد برکاتی۔ سید مناظر احسن گیلانی ٹونک۔ مولوی محمد اسماعیل۔ مولانا سید برکات احمد۔مولانا حکیم سید احمد محمد۔مولانا انوار الحق۔مولانا محمد اشرف ملتانی۔
سید تنویر واسطی	خالدہ ادیب: درون وبیرون ہند	۷ تا ۱۶	خالدہ ادیب ترکی کی معروف ادیبہ اور عالمہ تھیں وہ ۱۹۳۰ء میں اپنے شوہر کے ہمراہ ہندوستان آئیں اور پورے ہندوستان میں مختلف علاقوں میں گئیں وہاں انھوں نے لیکچر دیے اور مختلف علمی و سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔اس مقالے میں خالدہ ادیب کی ہندوستان آمد کے باعث یہاں کے سماجی، ثقافتی ماحول پر اہم اثرات کا جائزہ لیا گیا۔اس مقالے میں خالدہ ادیب کے ادبی رویوں بطور خاص ان کی تحریروں میں نسائیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مقالے میں خالدہ ادیب پر ہونے والے تحقیقی کام پر بھی بحث کی گئی ہے۔	سید تنویر واسطی۔ خالدہ ادیب۔ ترکی نسائی ادب۔
عارف نوشاہی	مجموعۂ لطائف وسفینۂ ظرائف۔فارسی شاعری اور ادبی صنائع پر ایک قدیم ماخذ	۱۱ تا ۲۸	مجموعہ لطائف وسفینۂ ظرائف، سیف جامی پروی کی فارسی تالیف ہے۔جو ۱۴۰۱ء میں لکھی گئی۔اس کا موضوع فارسی کے فن شاعری کی توضیح وتشریح سے متعلق ہے۔اس مخطوطے کا اہم حصہ فارسی ادب کی تاریخ کے مختلف شعرا کا کلام ہے۔اس میں ۲۵۲ کلاسیکی اور مصنف کے معاصر شعرا شامل ہیں۔جبکہ اس میں بہت سے نامعلوم شعراء کے نادر کلام کے حوالے بھی ملتے ہیں۔اس تالیف کے صرف دو نسخے دستیاب ہیں، ایک لندن میں ہے جبکہ دوسرا پاکستان میں ہے۔اس مقالے کے لیے پاکستان میں موجود نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔	عارف نوشاہی۔ مجموعہ لطائف و سفینۂ ظرائف۔ سیف جامی پروی۔

عارف نوشاہی	بوعلی قلندر پانی پتی کا فارسی کلام	۲۹ تا ۳۴	شیخ شرف الدین بوعلی قلندر جنوبی ایشیا کے معروف صوفی اور فارسی کے نامور شاعر ہیں جن کا ایک شعری مجموعہ اور چند مختصر نظمیں ملتی ہیں۔ اس مقالے میں بوعلی قلندر کی چار فارسی غزلوں کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جو ان کی وفات کے ستر برس کے بعد سیف جان پروی کی تصنیف مجموعہ لطائف و سفینۂ ظرائف میں شامل ہوا اس لیے یہ تخلیق بوعلی قلندر کی شاعری کا مستند حوالہ ہے۔	عارف نوشاہی۔ بوعلی قلندر پانی پتی۔ جنوبی ایشیا۔
عارف نوشاہی	عبدالرحیم خان خاناں کی مہر اور یادداشت سے مزین تاریخ محمود شاہی کا ایک مخطوطہ	۳۵ تا ۴۲	اس مقالے میں تاریخ محمود شاہی کے ایک نادر مخطوطے کو متعارف کروایا گیا ہے جو مدینہ منورہ میں مکتبہ شاہ عبدالعزیز کے ذخیرہ عارف حکمت میں موجود ہے۔ تاریخ محمود شاہی مورخ عبدالعزیز کی تصنیف ہے جو سلاطین گجرات کی حیات و خدمات سے متعلق ہے۔ اس مخطوطے کا سب سے اہم حصہ دربار اکبری کے ایک معزز شخص رحیم خان خاناں کی مہر اور یادداشت ہیں۔	عارف نوشاہی۔ تاریخ محمود شاہی۔ ذخیرۂ عارف حکمت۔ سلاطین گجرات۔ رحیم خان خاناں۔
عارف نوشاہی	مجالس جہانگیری: جہانگیر کے دربار کے ادبی اور تہذیبی واقعات کا ایک منفرد ماخذ	۴۳ تا ۸۲	یہ مقالہ عبدالستار بن قاسم لاہوری کی فارسی تصنیف مجالس، جہانگیری کے مقدمے کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب مغل بادشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) کی فرمانروائی کے ابتدائی تین سالوں کی غیر رسمی روداد ہے۔ اس میں متعلقہ عہد کا ادبی و ثقافتی ورثہ اور جہانگیر کی ذاتی زندگی کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ اس کتاب کا صرف ایک نسخہ پاکستان میں دستیاب ہے جو ڈاکٹر معین نظامی اور عارف نوشاہی کی تدوین ہے اور ۲۰۰۶ء میں تہران سے شائع ہوا۔	عارف نوشاہی۔ جہانگیری۔ جہانگیر۔ معین نظامی۔

عارف نوشاہی	تذکرہ تحفۃ الفصحا	۸۷ تا ۱۲۴	اس مقالے میں تذکرہ تحفۃ الفصحا کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ یہ شاہجہانی دور کے منصب دار اور انشا نگار چندر بھان لاہوری کی تصنیف ہے یہ ان فارسی شاعروں کا تذکرہ ہے جو اکبر جہانگیر اور شاہ جہاں کے دور میں باہر سے آکر جنوبی ایشیا میں آباد ہو گئے تھے۔ غالباً یہ کسی ہندو مصنف کا پہلا تذکرہ ہے اس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ وہ بہت سے شعرا کو ذاتی طور پر جانتا تھا۔ اس تذکرے کے چند نسخے دستیاب ہیں۔ اس مقالے کی بنیاد جس نسخے کو بنایا گیا ہے وہ نیشنل آرکائیوز پاکستان کی ملکیت ہے تذکرے کا متن بھی مقالے میں شامل ہے۔	عارف نوشاہی۔ تحفۃ الفصحا۔ شاہجہانی دور۔ جنوبی ایشیا
عارف نوشاہی	مثنوی تحفۃ الپنجاب میں پنجاب سے متعلق منتخب اشعار	۱۲۵ تا ۱۴۴	مثنوی تحفۃ الپنجاب حکیم بیتا چناں کی تخلیق ہے جس کا تعلق کلاس کے ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ یہ فارسی مثنوی عالمگیر کے عہد میں ۱۶۸۹ء میں تخلیق ہوئی۔ اس کتاب کے چوتھے باب میں جو اشعار شامل ہیں وہ معروف علماء، سیاستدانوں، مذہبی شخصیات، عمارات اور پنجاب کے شہروں کی تعریف میں ہیں۔ اس مقالے میں ان اشعار کا انتخاب شامل کیا گیا ہے جو پنجاب سے متعلق ہیں۔ شاعر نے سترہویں صدی میں پنجاب کی تہذیب و ثقافت کے مختلف نقوش جس طرح بیان کیے ہیں مقالے کے مصنف نے ان کا تعارف پیش کیا ہے۔	عارف نوشاہی۔ تحفۃ الپنجاب۔ حکیم بیتا چناں۔ کلاس کے۔ فارسی مثنوی۔ عہد عالمگیر۔

عارف نوشاہی	احمد یار خان یکتا خوشابی کی نو دریافت تصانیف	۱۴۵ تا ۱۵۴	احمد یار خان یکتا خوشابی پنجاب کے فارسی شاعر ہیں جو اپنی فارسی مثنوی ''ہیر رانجھا'' اور اپنے فارسی دیوان کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔اس مقالے میں ان کی دو ایسی تصانیف کا تعارف دیا گیا ہے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئیں۔ان میں سے ایک کا نام ''رسالہ شش فصل'' ہے یہ نثر کی کتاب ہے جس میں برعظیم کے چھ موسموں کا ذکر ہے اس میں انھوں نے اپنے بہت سے اشعار بھی شامل کیے ہیں۔اس کا ایک قلمی نسخہ انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو میں دستیاب ہیں۔دوسری تصنیف ''گلدستہ حسن'' ہے یہ فلسفیانہ مثنوی ہے جس کا واحد قلمی نسخہ ملک لائبریری تہران میں موجود ہے۔	عارف نوشاہی۔ احمد یار یکتا خوشابی۔ ہیر رانجھا۔ رسالہ شش فصل۔ فارسی مثنوی۔ گلدستہ حسن۔
عارف نوشاہی	بھیرہ کا مفتی خاندان اور اس کی علمی میراث	۱۵۵ تا ۱۹۲	ضلع سرگودھا کے ایک قدیم قصبے بھیرہ سے تعلق رکھنے والا مفتی خاندان علم و فضل کے حوالے سے بہت معروف خاندان ہے۔ گذشتہ صدی میں اس خاندان میں بہت سے علماء، ڈاکٹر اور مفتی پیدا ہوئے۔ اس خاندان کا ایک بہت بڑا ذخیرہ کتب نیشنل آرکائیوز پاکستان، اسلام آباد میں محفوظ ہے۔ اس مقالے میں مفتی خاندان سے تعلق رکھنے والے مصنفین کے بارے میں بتایا گیا ہے۔اور اس ذخیرہ کتب میں جو تصانیف دستیاب ہوئی ہیں ان کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	عارف نوشاہی۔ بھیرہ۔ مفتی خاندان۔
عارف نوشاہی	ملتان اور نواح کے قریشی خاندان کا ایک علمی تذکرہ	۱۹۳ تا ۲۲۰	اس مقالے میں عباسی قریشی خاندان کا تذکرہ پیش کیا گیا ہے جو باقرپور سپورائی میں آباد تھا۔اس خاندان کے بہت سے افراد جنوبی پنجاب کے مختلف شہروں میں سکونت پذیر رہے اور انیسویں صدی تک اپنی تحصیل و تدریس علم اور تصنیف و تالیف کی روایت کو آگے بڑھاتے رہے۔مولوی شیر محمد قریشی باقرپوری نے ۱۸۰۳ء میں اس خاندان کا تذکرہ لکھا۔اس کا قلمی نسخہ میاں مسعود احمد جھنڈیر کی ملکیت ہے جو ان کے کتب خانے واقع سردار پور جھنڈیر میلسی ضلع وہاڑی میں موجود ہے۔	عارف نوشاہی۔ عباسی قریشی خاندان۔ میاں مسعود احمد۔ جھنڈیر۔

عارف نوشاہی	خواجہ عبید اللہ احرار اور ان کے متعلقین کے خطوط: تعارفی مقالہ	۲۲۱ تا ۲۳۲	خواجہ عبید اللہ احرار وسط ایشیا میں سلسلہ نقشبندیہ کے معروف صوفی ہیں۔ اس مقالے میں ان کے خطوط جو انھوں نے اپنے بیٹوں، طالب علموں اور معاصرین کو لکھے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ایک امریکی پروفیسر جان گراس نے ایک ازبک تاریخ دان عصام الدین اورونبائیف کی مدد سے ان خطوط کو جمع کیا اور ان کی تالیف کی۔ یہ تصنیف ۲۰۰۲ء میں ابو ریحان بیرونی انسٹیٹیوٹ اور برل کے اشتراک سے ''خواجہ عبید اللہ احرار اور ان کے متعلقین کے خطوط'' کے نام سے شائع ہوئی۔	عارف نوشاہی۔ خواجہ عبید اللہ احرار۔ سلسلہ نقشبندیہ۔ پروفیسر جان گراس۔ ابو ریحان بیرونی انسٹیٹیوٹ۔
عارف نوشاہی	جنوبی ایشیا میں فارسی متون کی ترتیب و تدوین اور احیاء	۲۳۳ تا ۲۵۴	یہ مقالہ عارف نوشاہی سے کیے جانے والے انٹرویو کا متن ہے۔ اس کے پینل میں ایرانی محققین، ماہرین، مدون اور ناشر شامل تھے۔ اس مصاحبہ میں برعظیم میں فارسی مخطوطوں کے مراکز، ان کی حفاظت، فہرست سازی، تدوین اور ان کے تراجم کے حوالے سے تمام امور پر گفتگو کی گئی۔ پاکستان اور ایران میں انفرادی اور اداروں کی سطح پر ہونے والی تحقیقی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور اس حوالے سے کچھ مفید سفارشات پیش کی گئیں جن کی روشنی میں دونوں ممالک موجودہ صورتحال میں فارسی زبان کی نشوونما کے لیے موثر اقدامات کر سکیں۔	عارف نوشاہی۔ جنوبی ایشیاء۔ ایرانی تحقیقات۔ فارسی مخطوطے۔
محمد اکرام چغتائی	محمد حسین آزاد اور لائٹنر کے علمی روابط	۲۷۳ تا ۲۸۸	جی ڈبلیو لائٹنر انیسویں صدی کا مشہور مستشرق تھا جو خطہ پنجاب میں علوم مفیدہ کے پھیلاؤ میں خاص دلچسپی رکھتا تھا۔ وہ انجمن پنجاب کا بانی اور پہلا صدر تھا۔ اس نے برعظیم میں سائنسی اور تکنیکی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت تندہی سے کام کیا۔ محمد حسین آزاد سے لائٹنر کی ملاقات ۱۸۶۵ء میں لاہور میں ہوئی۔ انھوں نے بہت سے علمی اور ادبی کام باہم اشتراک سے کیے۔ آزاد اور لائٹنر کے درمیان قریبی تعلقات استوار ہو گئے لیکن چند برسوں کے بعد دونوں کے تعلقات میں کچھ تناؤ پیدا ہو گیا اور اس کی بہت سی وجوہات تھیں۔	محمد حسین آزاد۔ جی ڈبلیو لائٹنر۔ مولوی محمد باقر۔ علوم مفیدہ۔ دہلی کالج۔ جان ہیکری۔ شاہ عبدالعزیز۔ شاہ ولی اللہ۔ فیلکس بوترو۔ مولوی کریم الدین پانی پتی۔ مملوک العلی نانوتوی۔

فتح محمد ملک	جناح: اتحاد سے تقسیم تک	۴۰۹ تا ۴۲۸	یہ ایک تبصراتی مقالہ ہے جو ۲۰۰۹ء میں شائع ہونے والی جسونت سنگھ کی کتاب ''جناح: انڈیا پارٹیشن انڈیپنڈنس'' کے حوالے سے ہے۔اس مقالے میں قائداعظم اور برعظیم پاک و ہند کی تقسیم کے حوالے سے جسونت سنگھ کے نظریات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔مبصر نے اس کتاب میں قیام پاکستان کے حوالے سے مصنف کی دشمنی اور نفرت پر بحث کرتے ہوئے تحریک پاکستان کے درست حقائق اور اصل روح کو پیش کیا ہے۔مبصر نے لکھا ہے کہ مصنف کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پاکستان کسی اجتماعی حماقت کا نتیجہ ہے بلکہ پاکستان برعظیم میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے خواب اور شعوری کوشش کا نتیجہ ہے۔	قائداعظم۔ جسونت سنگھ۔ تحریک پاکستان۔ علامہ اقبال۔ کیبنٹ مشن۔ شملہ وفد۔
فیض احمد فیض	پاکستانی ثقافت	۲۸۹ تا ۳۰۶	یہ فیض احمد فیض کی ایک مکمل اور غیر مطبوعہ گفتگو ہے جو پاکستان ٹیلی وژن سے ریکارڈ اور نشر کی گئی۔ پروگرام کے میزبان معروف نقاد سید وقار عظیم تھے۔گفتگو کا موضوع پاکستانی ثقافت تھا۔فیض احمد فیض نے اپنی گفتگو میں ثقافت کی اصطلاح کے مفہوم کی وضاحت کے لیے معاشرے سے مختلف مثالیں پیش کیں۔انھوں نے پاکستانی ثقافت کی مختلف جہات اور پہلوؤں پر بھی گفتگو کی۔پاکستانی ثقافت اس کے تمام صوبوں اور علاقوں کی تہذیب و ثقافت سے تشکیل پاتی ہے۔	فیض احمد فیض۔ سید وقار عظیم۔ پاکستانی ثقافت۔ پاکستانی ٹیلی وژن۔ تہذیب فنون لطیفہ۔
محمد حمزہ فاروقی	فیض احمد فیض کا ترجمۂ ''پیام مشرق''	۳۰۷ تا ۳۳۲	انتخاب پیام مشرق اقبال کے پیام مشرق کے منتخب اشعار کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔یہ ترجمہ فیض احمد فیض نے کیا۔اس کی اصل بیاض ڈاکٹر معین الدین عقیل کے ذاتی ذخیرہ کتب میں موجود ہے۔معروف شاعر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم نے اس ترجمے پر نظر ثانی کی۔اور اشاعت سے قبل مسودے میں کئی تبدیلیاں کیں۔اس مقالے میں اس ترجمے کے مسودے، طبع شدہ ترجمے اور اصل فارسی متن کا موازنہ کیا گیا ہے اور جہاں جہاں ترجمے میں ترامیم ہوئیں یا ترجمے کے باعث اشعار کا حسن مسخ ہوا اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔	فیض احمد فیض۔ پیام مشرق۔ علامہ اقبال۔ انتخاب پیام مشرق۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم۔ محمد حمزہ فاروقی

معین الدین عقیل / نجیبہ عارف	معروضات: تحقیق میں موضوعات کا مسئلہ	۷ تا ۸	مدیران معیار کا کہنا ہے کہ تحقیق کا معیار، رسیات تحقیق اور تحقیق کے موضوعات سے متعین ہوتا ہے۔ تحقیق کے معیار کی اصل بنیاد تحقیق کے موضوعات ہیں۔ ہمارے ہاں ابھی تک تحقیق کا پختہ شعور عام نہیں ہوسکا۔ ابھی یہ امر بھی تحقیق طلب ہے کہ کن موضوعات پر تحقیق ہونی چاہیے اور کس نوعیت کے موضوعات معیاری ہوں گے۔ اس طرح محققین اپنی ذاتی وابستگی اور سہل پسندی سے موضوعات کا انتخاب کرنے کی بجائے معیاری موضوعات کا انتخاب کریں گے۔ زندہ شخصیات پر ہونے والے تحقیقی کام بھی پسندیدہ نہیں ہونے چاہیں۔	معین الدین عقیل۔ نجیبہ عارف۔ تحقیقی موضوعات۔ تحقیق کا معیار۔ رسیات تحقیق
معین الدین عقیل	سراج الاخبار	۴۳۵ تا ۴۶۵	سراج الاخبار انیسویں صدی کا اہم اخبار تھا۔ قلعہ معلی دہلی سے فارسی میں شائع ہوتا تھا اس کی سرپرستی بہادر شاہ ظفر کرتے تھے۔ ۱۸۵۷ء تک شائع ہوتا رہا اس میں حکومت کی مصروفیات اور معروف شعرا کا فارسی کلام شائع ہوتا تھا۔ اس کے ۱۸۴۶ء کے چار شمارے نمونے کے طور پر معیار میں شائع کیے جا رہے ہیں۔	معین الدین عقیل۔ سراج الاخبار۔ قلعہ معلی۔ انیسویں صدی۔ بہادر شاہ ظفر
نجیبہ عارف	ادب کا نومزاحمتی رجحان: پاکستانی اردو افسانے پر ۹/۱۱ کے اثرات	۳۶۹ تا ۳۹۲	گیارہ ستمبر کا دن عہد جدید کی تاریخ کا اہم ترین دن ہے جس نے پوری دنیا کی سیاسی، سماجی اور تہذیبی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ سب نے اس واقعے کو فکری، تاریخی اور واقعاتی تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی۔ اس مقالے میں اردو ادب کے حوالے سے اس کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اردو ادب میں بھی اس واقعے کی حساسیت کو محسوس کیا اور اس منظرنامے کی ملکی و بین الاقوامی جہات کا سراغ لگانے کی کوشش کی گئی۔ اس مقالے میں پاکستان میں لکھے جانے والے افسانوں میں ۹/۱۱ کے حوالے سے سیاسی شعور کا جائزہ لیا گیا ہے۔ امریکہ میں اس واقعہ سے متعلق چند ناولوں کا پاکستانی فکشن سے موازنہ کیا گیا ہے۔ امریکی ناولوں میں انفرادی احساسات کو موضوع بنایا گیا جب کہ پاکستانی فکشن میں اس کا زیادہ گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	نومزاحمتی رجحان۔ گیارہ ستمبر۔ جان پڈائک جوتھن۔ سیفرون فوئر۔ محسن حمید افتخار نسیم۔ نیلوفر اقبال عرفان احمد عرفی۔ خالدہ حسین۔ فرخ ندیم۔ رشید امجد۔ علی حیدر ملک۔ محمد حمید شاہد۔ شیر شاہ سید۔

نجیبہ عارف محمد اسحاق	اٹھارہویں صدی میں دہلی کی ثقافتی تاریخ کی تشکیل: ناصر عندلیب کے ملفوظات ''نالۂ عندلیب''	۷۷ تا ۱۴۴	اٹھارہویں صدی میں دہلی کے نقشبندیہ سلسلے کے مشہور صوفی ناصر عندلیب کے اقوال کا مجموعہ ''نالہ عندلیب'' کے نام سے ملتا ہے۔ اس مقالے میں نالہ عندلیب کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ناصر عندلیب اردو کے نامور شاعر میر درد کے والد ہیں ان کو محققین اور علماء نے اتنی توجہ نہیں دی جتنی دینی چاہیے تھی اس مقالے میں بتایا گیا کہ قرونِ وسطیٰ کے ہندوستان میں ادب اور موسیقی کی ترویج میں صوفیاء کرام نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔	محمد اسحاق۔ ناصر عندلیب۔ نالہ عندلیب۔ میر درد

معیار: ۴(۲۰۱۰ء)

مدیران: معین الدین عقیل، نجیبہ عارف، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ابرار عبدالسلام (مرتب)	یادداشتہائے ڈاکٹر محمد ایوب قادری: مصنفین بدایوں اور ان کی تصانیف	۹ تا ۱۱۲	بدایوں ہندوستان کا قدیم شہر اور بہت سے علماء، صوفیا، ماہرینِ قانون، ادبی شخصیات اور شعراء کا مرکز رہا ہے۔اس سرزمین کو 'مدینۃ العلم' اور 'قبۃ السلام' بھی کہا گیا۔بدایوں کی کئی نامی گرامی شخصیات کے تذکرے لکھے گئے ان میں اولیا، صوفیا اور شاعروں کے تذکرے شامل تھے۔کسی نثر نگار کا تذکرہ مشکل ہی سے دستیاب ہے۔ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے بدایوں کے مصنفین کا تذکرہ ترتیب دیا۔اس کے لیے انھوں نے تواریخ اور تذکروں سے مواد اکٹھا کرنا شروع کیا۔ان کی وفات کے باعث یہ کام مکمل نہ ہو سکا۔یہ مقالہ ان کے نوٹس کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔	محمد ایوب قادری۔ ابرار عبدالسلام۔ چراغِ علم۔ مصنفین بدایوں۔
ابوریحان البیرونی/ عطش درانی	کتاب الجواہر: فصل اول	۳۶۷ تا ۳۹۰	کتاب الجواہر فی معرفۃ الجواہر محمد بن احمد البیرونی کی تصنیف ہے۔یہ کتاب علمِ جواہر اور طبعی کیمیا میں آج بھی بے مثل حیثیت رکھتی ہے۔اس کا عربی متن حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔حکیم محمد سعید نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا تھا جو ہجرہ کونسل اسلام آباد سے شائع ہوا۔اس کی فصل اول کا اردو ترجمہ ڈاکٹر عطش درانی نے کیا ہے۔اس مقالے میں اس ترجمے کا متن شائع کیا گیا ہے۔	محمد بن احمد البیرونی۔عطش درانی۔کتاب الجواہر۔حکیم سعید۔ ہجرہ کونسل۔
ارشد محمود ناشاد (مرتب)	مکاتیب گیان چند بنام رفیع الدین ہاشمی	۱۱۳ تا ۱۵۸	ڈاکٹر گیان چند جین نامور محقق، نقاد، ماہر لسانیات اور اردو زبان و ادب کے مؤرخ تھے۔علمی و ادبی شخصیات سے ان کی مراسلت نا صرف ان کی ذاتی زندگی کی عکاسی کرتی ہے بلکہ ادبی مسائل پر ان کی آراء بھی سامنے آتی ہیں۔اس مقالے میں ان کے تیس (۳۰) خطوط شامل ہیں جو انھوں نے رفیع الدین ہاشمی کے نام تحریر کیے ہیں۔	ارشد محمود ناشاد۔ گیان چند جین۔ رفیع الدین ہاشمی۔ مکاتیب۔

تحسین فراقی	علامہ اقبال اور اتحادِ عالمِ اسلامی	۳۴۳ تا ۳۵۵	اقبال کی شاعری اور نثر میں اتحادِ عالمِ اسلامی، امن اور عظمتِ انسان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اقبال کے کلام میں خود شناسی، خود انحصاری، ضبطِ نفس اور اتحادِ عالمِ اسلامی کے نظریات بہت واضح نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں مظلوم اور آفت زدہ مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان مظالم کے خلاف تمام مسلمان متحد ہو کر آواز بلند کریں۔ اس مقالے میں اقبال کے اتحاد و یگانگت کے حوالے سے افکار و نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تحسین فراقی۔ علامہ اقبال اتحادِ عالمِ اسلامی۔ ملتِ محمدیہ۔ اقبال کی رجائیت۔
رفاقت علی شاہد	اُردو رسائل کے اشاریوں کا اشاریہ	۱۵۹ تا ۲۸۲	۱۸۷۴ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہونے والے رسالے 'مخزن الفوائد' کو اب تک کی معلومات کے مطابق پہلا اردو ادبی رسالہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ بیسویں صدی میں بہت سے اہم ادبی رسالے شائع ہوئے۔ اس مقالے میں اردو رسائل کے اشاریوں کی فہرست شائع کی جا رہی ہے۔ اس فہرست میں ان فہارس کا اندراج ہے جو کسی رسالے کے ایک سال سے زائد کے شماروں کی فہرست پر مشتمل ہے۔	رفاقت علی شاہد۔ اردو رسائل اشاریہ۔ ادبی رسائل۔ فہارس اشاریہ۔
زاہد منیر عامر (مرتب)	''تثلیث فی التوحید'' کا ایک نمونہ: مولانا ظفر علی خاں، مولوی عبدالحق اور محفوظ علی بدایونی کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب	۲۵۳ تا ۲۷۸	مولانا ظفر علی خان اردو ادب، صحافت اور مسلم سیاست کے حوالے سے اہم شخصیت ہیں۔ مولوی عبدالحق ان کے بہترین دوست تھے۔ محفوظ علی بدایونی بھی ان کے قریبی دوست تھے۔ اس مقالے میں مولانا ظفر علی خان کی حیات و خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ایک غیر مطبوعہ خط شامل کیا گیا ہے۔ یہ خط مولانا ظفر علی خان اور محفوظ بدایونی نے اپنے مشترک دوست مولوی عبدالحق کے نام لکھا تھا۔ یہ خط ۹ مئی ۱۹۰۴ء کو لکھا گیا۔ اس خط سے تینوں کی شخصیت کے کئی نجی گوشے سامنے آتے ہیں۔	زاہد منیر عامر۔ مولانا ظفر علی خان۔ مولوی عبدالحق۔ محفوظ علی بدایونی۔
سلیم الدین قریشی	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے چند عصری مآخذ	۵۵ تا ۷۰	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ تخلیقی ادب میں بھی بار ہا یہ واقعہ پیش رہا ہے۔ اس جنگ کے بارے میں عموماً جو تجزیے کیے جاتے ہیں ان کی بنیاد اس دور اور بعد کی لکھی جانے والی تاریخوں پر ہوتی ہے۔ اس مقالے میں اس جنگ کے حوالے سے کچھ اہم مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں یادداشتیں، اخبارات، پمفلٹ، اس عہد کے علماء کے فتوے اور رہنماؤں کی تقاریر شامل ہیں۔ یہ مآخذ اس جنگ کے محرکات اور مقاصد پر بخوبی روشنی ڈالتے ہیں۔	سلیم الدین قریشی۔ ۱۸۵۷ء۔ تاریخ۔ سیاست۔ تخلیقی ادب

سید مظہر جمیل	تلنگانہ تحریک اور مخدوم محی الدین	۳۱۱ تا ۳۴۲	تلنگانہ تحریک جاگیردارانہ نظام کے خلاف عوامی ردعمل تھا جس کا آغاز نوآبادیاتی ہندوستان کی ریاست حیدرآباد دکن کے وسیع علاقے سے ہوا لیکن اس تحریک نے بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں زور پکڑا۔ اردو کے ممتاز و مقبول شاعر مخدوم محی الدین کامریڈ ایسوسی ایشن کے روحِ رواں تھے۔ کامریڈ ایسو سی ایشن زیادہ عرصہ نہ چلی۔ مخدوم محی الدین تلنگانہ تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ اس مقالے میں کامریڈ ایسوسی ایشن، انجمن اتحاد المسلمین، ترقی پسند تحریک اور تلنگانہ تحریک کا پس منظر اور اس حوالے سے مخدوم محی الدین کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سید مظہر جمیل۔ مخدوم محی الدین۔ تلنگانہ تحریک۔ شکم پوری کاشت کار۔ کامریڈ انجمن اتحاد المسلمین۔ مصالحتی فارمولے۔
عمر خالدی	۲۰۱۰ء میں بھارت میں اردو خواندگی: ایک رپورٹ	۷ تا ۵۴	یہ مقالہ درحقیقت ایک رپورٹ ہے۔ ۲۰۱۰ء میں بھارت کے مختلف صوبوں میں اردو خواندگی کے حوالے سے تحقیق کی گئی۔ اس رپورٹ میں پرائمری کی سطح پر اردو ذریعہ تعلیم، اعلیٰ سطح پر اردو کو بطور زبان پڑھنے اور جامعات کے علاوہ سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اردو خواندگی کے حوالے سے اعداد و شمار اور امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عمر خالدی۔ اردو خواندگی۔ بھارت۔ بہار دہلی۔ آندھرا پردیش۔ کرناٹک۔
محمد اکرام چغتائی	گارساں دتاسی: رکن انجمن پنجاب، لاہور۔ مزید تحقیق	۲۷۹ تا ۳۱۰	گارساں دتاسی کو اردو ادب اور اسلامی علوم سے گہری دلچسپی تھی۔ وہ کبھی ہندوستان نہیں آیا تھا لیکن دوستوں کے ذریعے یہاں سے کتابیں منگواتا رہتا تھا۔ وہ فرانس میں اردو پڑھانے والا پہلا پروفیسر مقرر ہوا۔ اس مقالے میں اس کی تصنیف ''تاریخ ادب اردو'' کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گارساں دتاسی انجمن پنجاب لاہور کا رکن بھی تھا اور اس کی ادبی سرگرمیوں سے خاصی دلچسپی رکھتا تھا۔	محمد اکرام چغتائی۔ گارساں دتاسی۔ انجمن پنجاب لاہور۔ دہلی کالج۔ فرانسیسی مستشرق۔
محمد حمیداللہ	ایک پیغمبر کی زندگی کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟	۸۲ تا ۸۵	یہ مقالہ ڈاکٹر محمد حمیداللہ کا ہے جو بڑے عالم ہیں اور قرآن، اسلام اور فقہ کا وسیع علم رکھتے ہیں۔ یہ مقالہ ۱۹۴۶ء میں کریسنٹ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ مقالہ شائع نہیں ہوا اور مصنف کی تحریروں کی فہرست میں بھی شامل نہیں ہے۔	محمد حمیداللہ۔ پیغمبر کی زندگی۔ اسلام۔ فقہ۔ کریسنٹ۔

محمد عباس / سلطانہ بخش	مثنوی کام کندلہ	۱۸۷ تا ۲۵۲	''کام کندلہ'' غیر مطبوعہ مثنوی ہے جو ۱۲۰۴ء میں نظم کی گئی۔ یہ فارسی مثنوی 'جواہر سخن' کا منظوم ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ محمد عباس نے کیا۔ فارسی مثنوی کے خالق کا نام معلوم نہیں ہے۔ مثنوی کا یہ نسخہ خطِ نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اس کی کتابت کی روش قدیم ہے۔ مترجم نے کوشش کی ہے کہ ترجمے میں 'جواہر سخن' کے معیار کو برقرار رکھا جائے۔	محمد عباس۔ سلطانہ بخش۔ کام کندلہ مثنوی۔ نثری قصے۔ منظوم تراجم۔
معین الدین عقیل / نجیبہ عارف	معروضات: تحقیق کا حسن	۹ تا ۱۲	مدیرانِ معیار نے لکھا ہے کہ تحقیق کی منہاج میں مآخذ، مصادر، ان کا مناسب استعمال اور ان کے متوازن تجزیے کے ساتھ ساتھ جامع اسلوب، معیاری زبان اور رسمیاتِ تحقیق کی پابندی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ اردو رسمیاتِ تحقیق کے حوالے سے یکسانیت کا فقدان ہے اور جب تک یہ انتشار دور نہیں ہوگا تحقیق میں یہ بدنظمی برقرار رہے گی۔ اس یکسانیت کے لیے ابھی تک ہائر ایجوکیشن کمیشن نے بھی کوئی ٹھوس اقدام نہیں کیا۔	معین الدین عقیل۔ نجیبہ عارف۔ تحقیق کا حسن۔ رسمیاتِ تحقیق۔ منہاجِ تحقیق۔
معین الدین عقیل	اخبار ''ایمان'' (پٹی) کا ''پاکستان نمبر'' حصہ اول و دوم (۱۹۴۵ء)	۴۱۳ تا ۴۴۸	تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان کے دوران اردو اخبارات نے عوام میں سیاسی و قومی شعور بیدار کرنے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان میں ایک اخبار ''ایمان'' بھی تھا۔ یہ اخبار تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اخبار کے ایڈیٹر عبدالمجید قریشی تھے۔ اسلامی تاریخ، عصری سیاست اور اکابرینِ قوم و سیاست سے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔ تحریکِ پاکستان کے حق میں اور پاکستان مخالف قوتوں کے اعتراضات کا جواب دینے میں یہ اخبار پیش پیش تھا۔ ۱۹۴۵ء میں پاکستان نمبر کی تین خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کیا گیا۔ اس مقالے میں شمارہ اول و دوم شائع کیے گئے ہیں۔	معین الدین عقیل۔ ایمان۔ اردو صحافت۔ پاکستان نمبر۔ تحریکِ پاکستان۔ عبدالمجید قریشی۔
نجیب جمال	یگانہ کے ایام آخریں	۳۵۵ تا ۳۶۶	یگانہ کی زندگی جدوجہد سے بھرپور تھی۔ روزگار کی تلاش میں انھوں نے شہر شہر کی خاک چھانی۔ زندگی کے آخری ایام میں گورنمنٹ آف انڈیا نے انھیں ماہانہ ایک سو روپیہ گزارہ الاؤنس دینا منظور کیا۔ ان کی اہلیہ پاکستان میں تھیں وہ یگانہ کی خواہش پر ان کے پاس گئیں لیکن یگانہ کی غیر متوازن ذہنی کیفیت کے باعث واپس آ گئیں۔ آخری ایام میں یگانہ پروفیسر مسعود حسین رضوی کے گھر پر رہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ان کے آخری ایام کی تفصیلات پیش کی ہیں۔	نجیب جمال۔ یگانہ۔ بیگم یگانہ۔ دبستانِ لکھنؤ۔

محبیہ عارف	اسلام اور مغرب: ماضی، حال اور مستقبل: (Following Muhammad)	۳۹۱ تا ۴۰۶	کارل ارنسٹ نے "بر نقشِ کفِ پائے محمد ﷺ" تصنیف کی اور اس کے مقدمے میں لکھا کہ اس کتاب کا مقصد اسلام کے انسان دوست پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے۔ یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے اس میں اسلام کا بطور مذہب اور نظام حیات مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک باب "اسلام اور مغرب" اس مقالے کا موضوع ہے۔ اس مقالے میں اس کے مندرجات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔	محبیہ عارف۔ کارل ارنسٹ۔ اسلام اور مغرب، بر نقشِ کفِ پائے محمد ﷺ۔ مطالعاتِ اسلامی۔ اسلام دشمنی۔
ندیم شفیق ملک	واخی: معاشرہ اور زبان	۷۱ تا ۷۸	پاکستان کے شمالی علاقوں میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں سے ایک زبان واخی ہے۔ یہ زبان ابھی تک بولی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ادب تخلیق نہیں ہوا۔ واخی بولنے والے اسمٰعیلی فرقے کے لوگ ہیں ان میں شرح خواندگی ۶۰ فیصد ہے جو سکول جاتے ہیں وہ واخی کے ساتھ اردو بھی روانی سے بولتے ہیں۔ واخی بولنے والوں میں دوسری زبانیں سیکھنے کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔	ندیم شفیق ملک۔ واخی۔ شمالی علاقہ جات۔ اسمٰعیلی۔ شیعہ کمیونٹی۔

معیار: ۵(۲۰۱۱ء)

مدیران: رشید امجد، قیصرہ مختار علوی، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	علم عروض: تفہیم و تاریخ	۲۱۵ تا ۲۲۶	شاعری میں اوزان اور قافیہ پیمائی کے علم کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا۔ خلیل بن احمد الفراہیدی نے عربی شاعری کے لیے نظام الاوزان وضع کیا۔ اس وقت سے آج تک یہ نظام ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں ابتدائی نظام الاوزان اور اس میں مختلف نظریہ سازوں، نقادوں اور محققین کے ہاتھوں ہونے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ علم عروض کا مختصر مگر جامع جائزہ لینے کے بعد اردو میں علم عروض کی روایت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	ارشد محمود ناشاد۔ علم عروض۔ محمد قیس بن رازی۔ نظام الاوزان۔ غیاث الدین۔ محمد نجم الغنی۔ قدر بلگرامی۔ پنڈت رتن پنڈوری۔ خلیل بن احمد۔ پنگل ابوالحسن اخفش۔
ایڈمنڈ ولسن / صابر ارشاد عثمانی	مارکسزم اور ادب	۳۷۷ تا ۳۹۵	ایڈمنڈ ولسن نے کئی کتابوں پر تبصرے لکھے وہ مارکسی نظریات کا حامی تھا اس نے روس کے انقلاب پر ایک کتاب لکھنا شروع کی لیکن یہ مکمل نہیں ہوئی اس موضوع پر اس کا مضمون ''مارکسزم اینڈ لٹریچر'' دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں اسی مضمون کے اردو ترجمے کا مکمل متن پیش کیا گیا ہے۔	ایڈمنڈ ولسن۔ صابر ارشاد عثمانی۔ مارکسزم۔ جدلی مادیت۔ لینن۔
حافظ صفوان محمد چوہان	لغات زبان اردو، اردو مشینی ترجمہ اور بنیادی قواعد	۴۷۸ تا ۴۸۳	یہ مقالہ بنیادی طور پر اردو لغات کے آغاز وارتقا اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ان میں ہونے والی تبدیلیوں کا تجزیہ ہے۔ اردو لغت کے ساتھ قواعد کو انھی دونوں زبانوں کے تناظر میں دیکھا جاتا تھا۔ اردو کے ابتدائی قواعد نگاروں نے گرامر کی جو کتابیں ترتیب دی ہیں وہ مشینی تراجم اور کمپیوٹر پر کام کرنے والوں کو کوئی مدنہیں دیتیں۔ ڈاکٹر سہیل عباس نے قواعد اردو کی کتاب مرتب کی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہوگی	حافظ صفوان محمد چوہان۔ لغات۔ مشینی ترجمہ۔ بنیادی اردو قواعد۔ جامع اللغات۔ مصباح القواعد۔ مولوی عبدالحق۔ ڈاکٹر سہیل عباس۔

حافظ صفوان محمد چوہان، ظہیر احمد، سارہ سلیم	مشینی ترجمہ: تاریخ، حال اور مستقبل: اردو کے تناظر میں ایک مطالعہ	۲۳۵ تا ۲۵۱	اس مقالے میں مشینی ترجمے کی تاریخ بیان کی گئی ہے اس میں کمپیوٹر سے پہلے اور بعد کی تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے بیان کیا گیا ہے۔ آن لائن تراجم کے مستقبل کے حوالے سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اردو متن اور اردو رسم الخط اس مشینی ترجمے کے دور میں کس مقام پر ہے۔ اس مقالے کو کمپیوٹر اور اطلاعیات کی زبان میں پیش کیا گیا ہے تاہم اس کی زبان اور ماحول کو اس طرح سے بتایا گیا ہے کہ اردو پڑھنے والے بھی اس کو باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔	حافظ صفوان محمد چوہان۔ ظہیر احمد۔ سارہ سلیم مشین۔ ریڈیبل اردو۔ کارپس۔ ماخذ جملہ۔ لسانی زبان۔ ماخذ زبان۔ مطلوبہ زبان۔ شعبہ کی زبان۔ لفظیات۔ تقلی حرفی۔ کمپیوٹیشنل گرامر۔ مصنوعی ذہانت۔
تبسم کاشمیری	پنڈت من پھول: انجمن پنجاب اور وسط ایشیا کی تاریخی مہم کا ایک ممتاز کردار	۹ تا ۱۹	پنڈت من پھول انجمن پنجاب لاہور کی اہم شخصیت ہیں۔ انیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں پنجاب کے بہترین انتظامی افسر سمجھے جاتے تھے۔ سیاست اور تجارت کا بہت علم رکھتے تھے، بطور خاص وسط ایشیا کے سیاسی انتشار پر ان کی گہری نظر تھی۔ برطانوی سرکار نے روس کی سرگرمیوں کے متعلق معلومات اکٹھی کرنے کی مہم کا آغاز کیا تو اس کے لیے پنڈت من پھول، محمد حسین آزاد اور منشی فیض بخش کو ۱۸۶۵ء میں وسط ایشیاء بھیجا گیا۔ اس مقالے میں ان کی خفیہ مہم کے بارے میں بتایا گیا ہے اور شرق وسطیٰ کے معاملات پر ان کی رپورٹ پیش کی گئی ہے اور ساتھ ہی ان کی سوانح سے متعلق بہت سی اہم معلومات بھی دی گئی ہیں۔	تبسم کاشمیری۔ پنڈت من پھول۔ انجمن پنجاب۔ وسط ایشیا۔ خفیہ رپورٹ۔ محمد حسین آزاد۔ منشی فیض بخش۔ اخبار انجمن پنجاب۔
راشد حمید	اصل بیاض ''مرے دل میرے مسافر'' اور مطبوعہ شعری مجموعے کے متون کا تقابلی مطالعہ	۳۱۷ تا ۳۲۹	اس مقالے میں فیض کے مجموعے ''مرے دل مرے مسافر'' کی اصل بیاض اور مطبوعہ شعری مجموعے کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے جو نسخہ ہائے وفا میں شامل ہے۔ اس مقالے میں بتایا گیا ہے کہ طبع شدہ کتاب میں بیاض کے مقابلے میں ستر (۷۰) تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ یہ بیاض افتخار عارف کے توسط سے ''کلام فیض بخط فیض'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کو بطور ایک اہم دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔	راشد حمید۔ فیض احمد فیض۔ مرے دل مرے مسافر۔ نسخہ ہائے وفا۔ کلام فیض بخط فیض۔ افتخار عارف

رشیدامجد/قیصرہ علوی	ابتدائیہ	۷ تا ۸	ابتدائیے میں مدیرانِ مجلہ لکھتے ہیں کہ تحقیق صرف ماضی کی روایات کی دریافت تک محدود نہیں ہوتی بلکہ وہ عصری سچائیوں کو بھی دریافت کرتی ہے۔ایک اچھے جریدے کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ادبی ذوق کے ساتھ ساتھ تحقیق کا ذوق وشوق بھی پیدا کرے۔	رشیدامجد۔قیصرہ مختار علوی۔تحقیق کے اوصاف۔ماضی کی روایت۔عصری سچائی۔
روش ندیم (مبصر)	ادبی تاریخ نویسی،ڈاکٹرسید عامر سہیل/نسیم عباس احمد	۴۳۵ تا ۴۳۹	اس کتاب میں انتیس مضامین شامل ہیں جنھیں تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔حصہ اوّل میں ادبی تاریخ نویسی کے اصول و ضوابط،تقاضوں، ماخذات اسلوب اور دیگر لوازمات پر بحث کی گئی ہے۔اس میں تین اہم ترین ادبی تواریخ کا تجزیہ بھی شامل ہے۔روش ندیم اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کتاب جدید مورخین کے لیے ایک قابلِ قدر کاوش ہے اور اس سے ادبی تاریخ کے حوالے سے آگہی کو فروغ ملے گا۔	سید عامر سہیل۔نسیم عباس احمد۔روش ندیم۔ادبی تاریخ نویسی۔تاریخ نویسی کے بنیادی مباحث۔اجتماعی تاریخی شعور۔
سلیم اختر	ڈراما اور کیتھارسس: ارسطو کی بوطیقا کے حوالے سے	۳۴۴ تا ۳۵۱	ارسطو کے نظریہ کیتھارسس کی بنیاد یونان کے المیہ پر ہے۔ارسطو وہ پہلا فلسفی تھا جس نے کیتھارسس کی نفسیاتی اہمیت کی نشاندہی کی۔اس مقالے میں مصنف نے افلاطون کا نظریہ کیتھارسس پیش کیا ہے جو ابھی تک ادب اور شخصیت کو سمجھنے کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔	سلیم اختر۔کیتھارسس۔ڈراما۔بوطیقا۔ارسطو۔افلاطون۔المیہ۔طربیہ میوز۔
سلیم تقی شاہ	اردو میں سلام نگاری:تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۳۷۰ تا ۳۷۶	سلام شاعری کی ایسی صنف ہے جس کی بنیاد مذہبی عقیدت پر ہے۔اردو میں سلام نگاری کا آغاز دکن سے ہوا۔کچھ محققین نے ابتدائی دور میں تخلیق ہونے والے سلاموں کو مرثیہ قرار دیا حالانکہ انھیں کسی طور بھی مرثیہ نہیں کہا جا سکتا۔رثائی ادب کے اوّلین نمونوں کو سلام یا رثائی سلام کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔سلام کی روایت کے ساتھ ساتھ اس کی شعریات اور تشکیلی عناصر پر بحث کی گئی ہے۔اس مقالے میں کہا گیا ہے کہ سلام وہ واحد شعری صنف ہے جو اردو زبان ہی کی اختراع ہے۔	سید سلیم تقی شاہ۔سلام نگاری۔مرثیہ نگاری۔رثائی ادب۔دکن۔عزاداری۔بہمنی دور۔
سہیل عباس (مبصر)	تحریر اساس تنقید۔قاضی افضال حسین	۴۴۳ تا ۴۵۲	قاضی افضال حسین کی کتاب ''تحریر اساس تنقید'' علی گڑھ سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی۔سہیل عباس نے اس کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔کتاب کے کل ۲۸۲ صفحات ہیں۔اس کتاب میں جدید مغربی تصورات کی تفہیم کے سلسلے میں یہ کتاب بہت اہم ہے۔	قاضی افضال حسین۔سہیل عباس بلوچ۔تحریر اساس تنقید۔لسانی تشکیلات۔شرح متن۔منشا مصنف۔

شاہین اختر (مبصر)	مطالعۂ راشد: چند نئے زاویے: ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری	۴۴۰ تا ۴۴۲	شاہین اختر نے ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کی کتاب ''مطالعہ راشد: چند نئے زاویے'' پر تبصرہ کیا ہے۔ مبصر نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر فخر الحق نوری نے مطالعۂ راشد کی عام ڈگر سے ہٹ کر راشد کی غزل گوئی پر بھی بحث کی ہے اور راشد کی فکر کو ایک نئے زاویے سے پیش کیا ہے۔	ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری۔ شاہین اختر۔ ''مطالعہ راشد چند نئے زاویے''۔ راشدیات خاکسار تحریک۔ مطالعۂ راشد۔
صابرہ شاہین	مختار صدیقی کا غیر مطبوعہ کلام	۳۳۰ تا ۳۳۴	مختار صدیقی حلقۂ ارباب ذوق سے تعلق رکھنے والے نامور شاعر ہیں۔ وہ ان شاعروں میں سے ہیں جو اپنی شاعری کی اشاعت پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام کا بیشتر حصہ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس مقالے میں ان کی چار ایسی غزلیات کی نشاندہی کی گئی ہے جو غیر مطبوعہ ہیں۔	صابرہ شاہین۔ مختار صدیقی۔ منزل شب۔ سی حرفی آثار۔ ہارون مختار۔
صغیر افراہیم (مبصر)	تاثرات: خلیل مامون	۳۹۶ تا ۴۰۱	''تاثرات'' خلیل مامون کی نثری تحریروں کا انتخاب ہے۔ ڈاکٹر صغیر افراہیم نے خلیل مامون کی شخصیت کا مختصر سا تعارف کروانے کے بعد ان کی کتاب پر تبصرہ کیا ہے جس میں انھوں نے اس کتاب میں شامل مضامین کی نوعیت اور ان کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی نگارشات کا عرصہ ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۰ء تک کا ہے۔	خلیل مامون۔ صغیر افراہیم۔ تاثرات۔ تنقید کا مفہوم۔
صوفیہ خشک	جدید اردو ادب اور نسائی رجحانات	۳۵۲ تا ۳۵۸	جدیدیت اور تانیثیت دو مختلف اور اہم عالمگیر تحریکیں ہیں۔ جدیدیت کی تحریک انیسویں صدی کی کلاسیکی اور تاریخی روایت کے خلاف بغاوت تھی۔ جدیدیت کی تحریک نے بیسویں صدی میں ادب میں اظہار کی نئی جہتیں اور نئے اسلوب متعارف کروائے۔ تانیثیت کی تحریک خواتین کے مسائل سے متعلق ہے۔ اس مقالے میں اردو ادب میں ان دونوں تحریکوں کے زیر اثر پیدا ہونے والے رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	صوفیہ یوسف۔ جدید اردو ادب۔ نسائی رجحانات۔ ن م راشد۔ فہمیدہ ریاض۔ کشور ناہید۔ قرۃ العین حیدر۔

طیب منیر	مختار الدین احمد آرزو کا ایک استفساراتی اور تحسینی مکتوب	۲۲۷ تا ۲۳۴	خطوط کے ساتھ ہر شخص کے مخصوص احساسات جڑے ہوتے ہیں خاص طور پر کسی بڑی شخصیت کا خط مکتوب الیہ کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔اس مقالے میں جو مکتوب پیش کیا جارہا ہے وہ عربی، فارسی اور اردو کے مشہور عالم مختار الدین احمد کا لکھا ہوا ہے۔یہ خط نہایت اہم ہے اس لیے طالب علموں اور نئے محققین کے لیے شائع کیا جارہا ہے تا کہ وہ اس سے مستفیض ہوسکیں۔	طیب منیر۔مختار الدین احمد۔خطوط اکبر۔ابد غالب۔احوال غالب۔تذکرہ شعرائے فرخ آباد۔
عباس چغتائی	مولانا محمد حسین آزاد اور سفر ترکستان	۲۰ تا ۱۴۹	مشرق وسطیٰ کی تجارت کے متعلق کئی موقعوں پر یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ ایک دیومالائی داستان ہے۔لہٰذا ۱۸۶۷ء تک مشرقی ترکستان سے رابطے کی جو کوششیں کی گئیں ان کو ترک کر دیا گیا۔سیاسی اہمیت سے قطع نظر پہلی چیز جو برطانوی حکومت کو ان کی عمل داری تک پہنچنے سے روک رہی تھی وہ ان کی تجارت کی قدامت تھی۔ ۱۸۶۵ء میں برطانوی حکومت نے پنڈت من پھول کو ان کے معاونین محمد حسین آزاد اور منشی فیض بخش کے ساتھ وسط ایشیا کے سفر پر بھیجا اس مہماتی سفر کے حقائق پر مشتمل یہ تاریخی دستاویز پہلی مرتبہ محققین اور عام قارئین کے استفادے کے لیے شائع کی جارہی ہے۔	عباس چغتائی۔محمد حسین آزاد۔ترکستان۔غلام ربانی۔بہاءالدین۔بدخشاں۔بخارا۔کابل۔
عبدالعزیز ساحر	بہادر شاہ ظفر کے دو نادر اور غیر مطبوعہ خط	۲۰۴ تا ۲۴۱	بہادر شاہ ظفر کو اردو شاعری میں ادبی و تاریخی اعتبار سے اہم مقام حاصل ہے۔بہادر شاہ ظفر نے اپنی شاعری میں اپنے عہد کے سیاسی سماجی منظرنامے کو بھی پیش کیا۔خواجہ پیر پٹھان بہادر شاہ ظفر کے معاصر تھے وہ برعظیم کے لوگوں کی مذہبی و روحانی معاملات میں رہنمائی کرتے تھے۔اس مقالے میں بہادر شاہ ظفر کے دو غیر مطبوعہ خطوط شامل کیے گئے ہیں جو انھوں نے خواجہ پیر پٹھان کے نام لکھے ہیں۔یہ خطوط مقالے کے مصنف نے اردو ترجمے اور شرح کے ساتھ شائع کیے ہیں۔ان خطوط سے بہادر شاہ ظفر کی روحانی بصیرت اور خاندان چشتیہ کے ساتھ عقیدت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔	عبدالعزیز ساحر۔بہادر شاہ ظفر۔خواجہ پیر پٹھان۔ڈاکٹر اسلم پرویز۔غلام نصیر کالے صاحب۔خاندان چشتیہ۔

عزیز ابن الحسن	اردو میں رومانویت ادب اور تنقید: چند بنیادی باتیں	۳۵۹ تا ۳۶۹	اردو میں رومانویت، جمال پرستی یا ادبِ لطیف کی اصطلاح جن معنوں میں استعمال ہوتی ہے اس کا یورپ کی رومانوی تحریک سے برائے نام سا تعلق ہے۔ ادبِ لطیف سرسید تحریک کی عقلیت پسندی کے خلاف ردِعمل تھا۔ اردو کے رومانوی ادیبوں نے شاعری اور نثر میں نیا اسلوب متعارف کروایا۔ اس مقالے میں اردو کے رومانوی ادیبوں کی ممتاز خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔	عزیز ابن الحسن۔ رومانویت۔ یلدرم۔ نیاز فتح پوری۔ اختر شیرانی۔ رومانوی تصورِ شعر۔
عطش درانی	اردو کے حوالے سے مجوزہ لسانی پالیسی کا سماجی و سیاسی پہلو	۱۹۳ تا ۲۰۳	قومی لسانی پالیسی وضع کرنے کے لیے زبانوں کے سماجی و سیاسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں بنیادی انسانی حقوق کا مسئلہ در پیش ہوتا ہے۔ قومی زبان کے لیے سرکاری پہچان اور انفرادی لسانی خودمختاری اہم محرکات ہیں۔ ہمارے جیسے ملک میں لسانی نگہداشت کی پالیسی ہی بہترین حل ہے یعنی مقامی علاقے میں مقامی زبان، وفاقی سطح پر اردو اور عالمی سطح پر انگریزی وغیرہ۔	عطش درانی۔ قومی لسانی پالیسی۔ علاقتی توثیق۔ عالمگیریت۔ فروغ تشخص۔ لسانی معقولیت کاری۔ سماجی حرکت پذیری۔ لسانی نگہداشت۔
غلام ربانی مجال (مبصر)	روحِ تحسینات (عابد صدیق)	۴۰۲ تا ۴۳۴	روحِ تحسینات کے مصنف عابد صدیق ہیں۔ یہ مقالات کا مجموعہ ہے جو ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ غلام ربانی مجال نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا اسلوب نہایت سادہ رواں اور بے پیچ ہے لیکن علم اور دلائل سے بھرپور ہے۔ یہ کتاب ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اور متنوع موضوعات پر مقالات شامل ہیں۔	عابد صدیق۔ روحِ تحسینات۔ غلام ربانی مجال۔ مغرب میں آزاد نظم۔ اسلامی ثقافت۔ اردو شاعری۔
فتح محمد ملک	احمد ندیم قاسمی: معاصرانہ چشمک	۲۹۱ تا ۲۹۷	ہر عہد کے ادیبوں اور فنکاروں کو اپنے معاصرین سے پیشہ وارانہ حسد ہوتا ہے جس کو اردو ادب میں معاصرانہ چشمک کا نام دیا جاتا ہے۔ معاصرانہ چشمک انفرادی اور نفسیاتی رویوں کی عکاسی کرتی ہے اور اس عہد کی ادبی تاریخ اور اجتماعی شعور کا ایک حوالہ بن جاتی ہے۔ اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کی اپنے عہد کی ادبی شخصیات سے معاصرانہ چشمک کا جائزہ لیا گیا ہے۔	فتح محمد ملک۔ احمد ندیم قاسمی۔ معاصرانہ چشمک۔ وزیر آغا۔ فیض احمد فیض۔ میرے ہم سفر۔ فنون فاشزم۔

قاضی افضال حسین	صنفِ غزل کی روایت	۳۳۵ تا ۳۴۳	غزل اردو، فارسی اور ترکی کی شاعری کی مقبول ترین صنف ہے۔ پنجاب اور پشتو شاعری میں بھی غزل کی روایت موجود ہے۔اس مقالے میں غزل کی روایت میں تصورِ کائنات پر بحث کی گئی ہے۔مختلف قوموں اور مختلف زبانیں بولنے والوں نے اپنے اپنے انداز سے غزل میں تصورِ کائنات کو پیش کیا ہے۔	قاضی افضال حسین۔ غزل۔تصورِ کائنات۔حافظ۔ غالب۔صنفِ سخن۔
محمد فخر الحق نوری	راشد کی شاعری کے سیاسی ابعاد	۲۹۸ تا ۳۱۶	اردو نظم نگاری میں ن۔م۔راشد ایک بڑا اور اہم نام ہے۔ راشد کے فن کی مختلف جہات ہیں جو اسے اپنے معاصرین میں ممتاز کرتی ہیں۔ اس مقالے میں ن۔م۔راشد کے سیاسی شعور پر بحث کی گئی ہے۔برطانوی استعمار اور نوآبادیات کے تناظر میں راشد کی شاعری کے سیاسی پہلوؤں کو بطورِ خاص موضوع بنایا گیا ہے۔	محمد فخر الحق نوری۔ ن۔م۔راشد۔سیاسی ابعاد۔ایران میں اجنبی۔برطانوی استعمار۔حمید نسیم۔
محمد مالک	مولانا حالی کے دو غیر مدون خط	۲۸۴ تا ۲۹۰	مولانا حالی مشہور شاعر، نثر نگار اور نقاد ہیں۔ اردو میں سوانح نگاری کی بنیاد فراہم کی۔ ان کے خطوط کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ غیر مدون خطوط تحقیقی اعتبار سے نہایت اہم ہیں۔	محمد مالک۔مولانا حالی۔مکتوباتِ حالی۔ سید افتخار عالم مارہروی۔حیات نذیر۔
مظاہر شاہ	اردو سندھی تحقیقات کی فہارس	۲۶۹ تا ۲۷۷	اردو زبان و ادب میں تحقیق کا آغاز آزادی سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔آزادی کے بعد اس میں تیزی آ گئی اور بہت جلد ایک بڑا سرمایہ جمع ہو گیا۔ جامعات کا آپس میں رابطہ نہ ہونے کے باعث کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بہت سے موضوعات پر مختلف جامعات میں ایک سے زیادہ مرتبہ تحقیق ہوئی۔ اس مقالے میں جامعات میں ہونے والے تحقیقی کام کی فہرستوں کی ضرورت اور اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔	مظاہر شاہ۔سندھی تحقیق۔اردو تحقیق نمبر۔ڈاکٹر معین الرحمن۔اردو تحقیق مسائل و رفتار۔ جامعات میں اردو تحقیق۔

نسیم اختر	خطہ ملتان میں گم شدہ ''ہیر'' بازیافت اور تدوینِ متن	۲۵۲ تا ۲۶۸	ہیر محض پنجاب کے لوک ادب کا ایک کردار نہیں ہے بلکہ یہ اس خطے کی تہذیب اور معاشرتی رویوں کی علامت ہے۔ ہیر زوال یافتہ اور جامد سیاسی نظام کے خلاف بغاوت کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس مقالے میں نہ صرف ایک فراموش کردہ متن کی بازیافت کی گئی ہے بلکہ مختلف ادباء، شعرا اور صوفیاء کے حوالے سے اس کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ اس خطے کی تیزی تاریخ کے حوالے سے بھی اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں سوبھے خان کی ہیر کا قلمی نسخہ پیش کیا گیا ہے۔ جس کے ۱۱۸ اشعار اور ۶۲ بند ہیں۔ یہ متن سوبھے خان کی قلمی بیاض سے ملا ہے۔	نسیم اختر، سوبھے خان، ہیر ملتان، تانیثی کردار، بلھے شاہ، خواجہ غلام فرید، وارث شاہ۔
نسیمہ رحمٰن	انجمن پنجاب اور اردو نثر	۱۵۰ تا ۱۹۲	انجمن پنجاب نے جدید شاعری اور جدید اردو نثر کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا لیکن اکثر نقادوں نے انجمن پنجاب کی شاعری اور خصوصاً جدید نظم کے حوالے سے خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اس مقالے میں انجمن پنجاب کی نثری خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ انجمن پنجاب نے مضامین کے علاوہ تنقیدی آراء کے حوالے سے جو کام کیا اس کی فہرست بھی مقالے میں شامل کی گئی ہے۔	نسیمہ رحمٰن۔ انجمن پنجاب۔ اردو نثر۔ جی ڈبلیو لائٹز۔ انجمن تہذیب لکھنؤ۔ انجمن پنجاب تاریخ و خدمات۔ صفیہ بانو۔

معیار: ٦(۲۰۱۱ء)

مدیران: رشید امجد، قیصرہ مختار علوی، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
افضال شاہین	فرانز فینن اور ''افتادگانِ خاک''	۵۹۱ تا ۵۹٦	فرانز فینن بیسویں صدی کا ایک عظیم سیاسی مفکر، ایک نمایاں انقلابی شخصیت، ایک نامور ماہر نفسیات، نوآبادیات اور نسل پرستی کے خلاف قلم اٹھانے والا ایک عظیم مصنف تھا۔ اس مقالے میں فرانز فینن کی زندگی کے پس منظر میں اس کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فینن نے الجیرین انقلاب، فرانسیسی سامراج کے خلاف عسکری جدوجہد کا پیغام، نوآبادیاتی نظام، نسل پرستی، علم نفسیات سے متعلق مضامین کے موضوعات پر بطور خاص لکھا۔ نفسیات کا تعلق سیاسیات، سماجیات، عمرانیات، زبان دانی اور ادب سے قائم کیا ہے۔ فینن کے نظریہ شعور نے عالمی شہرت پائی۔ اس کی خدمات پر بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ یہ مقالہ بھی فینن کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔	فرانز فینن۔ نسل پرستی۔ نوآبادیاتی نظام۔ فرانز فینن کی تصانیف۔ Black Skins with white masks۔ فرانز فینن کے اثرات۔ افضال شاہین۔
آغا ناصر	فیض کی شاعری میں موت اور تنہائی	۳۸۱ تا ۳۸۸	فیض احمد فیض کثیر الجہت شاعر ہیں۔ انھوں نے انسانی فطرت کے مختلف پہلوؤں کو موضوعِ سخن بنایا موت اور تنہائی شاعری کے اہم موضوع ہیں۔ اس مقالے میں فیض کی شاعری میں موت اور تنہائی کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ان دو موضوعات پر فیض نے بہت سے شعر کہے موت کے بارے میں تو انھوں نے نڈر، حوصلہ مند اور بے باک انسان کی طرح کہہ دیا کہ ان کے نزدیک موت کی کوئی اہمیت نہیں البتہ تنہائی کا معاملہ کچھ اور ہے۔ فیض کی طبیعت میں ہمیشہ سے تنہائی کا خوف موجود تھا۔ فیض نے اپنی زندگی میں تنہائی کے بہت سے روپ اور رنگ دیکھے ان رنگوں کے سب عکس ان کی شاعری میں موجود ہیں۔	فیض کی نظمیں ''یاد''۔ ''کہاں جاؤ گے''۔ ''درد آئے گا دبے پاؤں''۔ ''کس روز تھا آئے گی''۔ ''ہارٹ اٹیک''۔ ''اس وقت تو یوں لگتا ہے''۔ ''یہ کس دیارِ عدم میں......''۔ ''شورشِ بربط و نے''۔ آغا ناصر۔

پرتو روہیلہ	غالب کے ایک اہم فارسی خط کا کچھ احوال (بنام مولانا محمد عباس رفعت)	۳۱ تا ۴۳	غالب کا اردو یا فارسی کا کوئی بھی خط، خواہ وہ ادبی شخصیت کے نام ہو یا عام شخص کے نام۔ وہ غالب کے دیوانوں کے لیے ایک خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب کو لکھے گئے غالب کے فارسی خطوط دراصل فارسی زبان کی نادر تراکیب، کمال ذریعہ اظہار اور تخیل کی غیر متوازی پروان کے سبب بہت اہم گردانے جاتے ہیں۔ زیر مطالعہ فارسی خط غالب نے بھوپال کے مولانا محمد عباس رفعت کے نام لکھا۔ یہ خط غالب نے مولانا محمد عباس رفعت کے بار بار اصرار پر لکھا۔ رفعت اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ غالب کے تلامذہ میں سے تھے۔ ان سے فارسی شاعری کی اصلاح لیتے تھے۔ غالب کی انشا پردازی کا نادر نمونہ یہ خط بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس لیے غالب کے اس ایک خط پر اردو اور فارسی کے کئی ممتاز ادباء نے قلم اٹھایا ہے جن میں ڈاکٹر سید حامد حسین نے ''غالب کے نام دو غیر مطبوعہ خط'' میں، جناب آفاق احمد صاحب نے ''غالب کے لو دریافت خطوط'' میں، مالک رام نے ''تلامذہ غالب'' میں اور پروفیسر نذیر احمد نے ''غالب پر چند مقالے'' میں جس سے غالب کی فارسی زبان پر قدرت اور ان کی حالات زندگی سے متعلق اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔	پرتو روہیلہ۔ مولانا محمد عباس۔ رفعت۔ تلامذہ غالب۔ غالب کے لو دریافت خطوط۔ غالب کا ایک غیر مطبوعہ فارسی خط۔ پنج آہنگ۔

پروین کلو	روسی ادب کے اردو تراجم ۔ایک تحقیقی مطالعہ	۲۷۰ تا ۲۸۳	۱۹۳۰ء کے بعد فرانسیسی، روسی اور بعض دوسری زبانوں کے ترجمے اردو میں کیے جانے لگے۔اس سلسلے میں ترقی پسند تحریک اور حلقۂ اربابِ ذوق سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔منٹو،عزیز احمد،شاہد احمد دہلوی،مخمور جالندھری،سجاد ظہیر، قیوم نظر، ظ۔ انصاری، اختر حسین رائے پوری، صابرہ زاہد،قرۃ العین حیدر،جلیل قدوائی، انور عظیم،خواجہ منظور حسین اور دوسرے بے شمار ادیبوں نے بھی ترجمہ کو تخلیقی کام سمجھ کر عالمی ادب کے شاہکاروں کو اردو میں منتقل کیا۔روس میں ترجمہ کے لیے باقاعدہ ادارے بنائے گئے اسی دور میں کچھ ادیبوں نے ذاتی دلچسپی کی بنا پر روسی ناولوں اور افسانوں کا ترجمہ اردو میں کیا۔پاکستان بننے کے بعد سرکاری اور نیم سرکاری ادارے قائم کیے گئے جو اردو میں ترجمے کا کام کرتے تھے۔ان میں انجمن ترقی اردو، پاکستان بک فاؤنڈیشن، مقتدرہ قومی زبان،مجلس زبان دفتری پنجاب لاہور اور ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ کراچی قابلِ ذکر ہے۔ان اقدام کے تحت روسی ادب کو اردو اور اردو ادب کو روسی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔روسی زبان میں اردو کے ادیبوں اور مضامین پر پی ایچ ڈی کی ڈگریاں دی گئیں۔ ان ترجموں کے ذریعے روسی زبان پر اردو ادب اور تہذیب کے ان مٹ نقوش ثبت ہوئے ہیں۔	حلقہ اربابِ ذوق اور ترجمہ۔ترقی پسند تحریک اور ترجمہ۔ ترجمے کی ضرورت و اہمیت۔روسی ادب کی اردو میں ترجمہ شدہ کتب۔منٹو اور روسی ترجمہ۔چیخوف، موپساں اور رابندر ناتھ ٹیگور کے ترجمے۔ روس میں اردو کی تعلیم وتحقیق۔روس میں شعبۂ اردو۔روسی اردو لغات مشرقی مجموعات۔
تبسم کاشمیری	تنقیدِ راشد	۳۳۹ تا ۳۴۲	ن م راشد دورِ حاضر کے نمایاں شاعر اور نظم گو ہیں۔اس مقالے میں راشد پر کی گئی تنقید کو بحث کا موضوع بنایا گیا ہے۔ابتدا میں جب راشد کا پہلا نظموں کا مجموعہ''ماورا'' منظر عام پر آیا تو ترقی پسندوں اور یو پی کے چند بزرگ ادیبوں پر مشتمل گروہ نے راشد کے خلاف محاذ کھول دیا۔حیات اللہ انصاری بھی اپنی محدود ذہنی صلاحیت کے باعث راشد کی شاعری کو نظری و فکری سطح پر نہ پرکھ سکے۔آغاز ہی سے تنقیدِ راشد میں سب سے زیادہ توجہ ان کی شاعری کے ادبی کردار کو دی گئی۔افکار ونظریات کو ہمیشہ پس پشت ڈالا گیا۔پروفیسر فتح محمد ملک نے راشد کے فکری ونظریاتی محاسن کی طرف اشارہ کیا اور تنقیدِ راشد میں نئی جہت متعارف کروائی۔	تنقیدِ راشد۔راشد فہمی۔ترقی پسند اور ن م راشد۔راشد کے شعری محاسن۔راشد کے فکری ونظریاتی محاسن۔فتح محمد ملک کی تنقیدِ راشد۔

جواز جعفری	کہانت کے تاریخی اور تخلیقی زاویے	۲۳۰ تا ۲۵۲	زمانہ قدیم سے ہی کہانت کا انسان کی سرگرمیوں اور اس کے مقدر سے گہرا تعلق رہا ہے۔ کہانت کے دائرہ کار میں صرف مستقبل کی پیشین گوئی ہی نہیں بلکہ ماضی و حال کے سوالات کا جواب، انسان کی سماجی و نفسیاتی الجھنوں کا حل اور قوموں کی تاریخ کے اہم موڑ پر ان کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے۔ یونان، روم، مصر، افریقہ، لیبیا، ہندوستان، ایران، اٹلی، سپین، فرانس، انگلینڈ اور یورپ و امریکہ کے بیشتر معاشروں میں کہانت کا ادارہ موجود تھا اور ہے۔ کاہنوں کی پیشین گوئی کو حرف آخر سمجھا جاتا ہے اور یہ کاہن اور کاہنائیں مذہبی پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کاہنوں کی کہانت کو اعلیٰ درجے کا ادب سمجھا جاتا تھا اور شاعری کی کتابوں کی طرح کہانتوں کے مجموعے تیار کیے جاتے تھے۔ اس مقالے میں کہانت کے تاریخی اور تخلیقی پہلوؤں پر بطور خاص بحث کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ماہرین لسانیات کے مطابق مسجع ہی شعر کی پہلی شکل ہے جسے کاہنوں نے کہانت کے طور پر استعمال کیا۔	جواز جعفری۔ کہانت کی تاریخ۔ کہانت اور مصر کی قدیم تہذیب۔ یونان کا معبد ڈیلفی۔ عرب اور یونان و روم و مصر کی کہانتوں میں فرق۔ کاہن اور پیغمبر میں فرق۔ کہانت کے تخلیقی پہلو۔ مسجع اسلوب، کہانت کا قصیدہ انداز۔ کہانت اور انسان دوستی۔
حافظ صفوان محمد چوہان، اظہر احمد، سارہ سلیم	مشینی ترجمے کی تکنیکیں، مسائل اور ان کا حل	۲۹۹ تا ۳۲۳	اردو کے تناظر میں ایک مطالعہ مشینی ترجمہ مترجم کے کام کا آسان تر حصہ خودکار طریقے سے کرتا ہے۔ اس مقالے میں خصوصی طور پر اردو کے حوالے سے کمپیوٹر کی معاونت سے ترجمے کے چار طریقوں پر بات کی گئی ہے۔ یہ چار اصولی طریقے یہ ہیں۔ قواعدی طریقہ، مثالی طریقہ، شماریات کی بنیاد پر کیے گئے ترجمے اور دوغلا مشینی ترجمہ۔ اس مقالے میں ترجمے کی دستیاب شدہ مرموز کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے اس مقالے کو عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے تا کہ اردو سے تعلق رکھنے والے اس جانب متوجہ ہوں۔ اصولی اور تکنیکی طور پر اس مقالے کا دائرہ کار کسی بھی زبان سے اردو اور اردو سے کسی بھی زبان میں کسی بھی قسم کا متن ترجمہ کرنے پر پھیلا ہوا ہے تاہم مثالوں کی حد تک یہ صرف اردو۔ انگریزی اور انگریزی۔ اردو سے بحث کرتا ہے۔	مشینی ترجمہ۔ ترجمے کا عمل۔ مشینی ترجمے کے طریق کار۔ قواعدی ترجمہ کا دائرہ کار۔ کمپیوٹیشنل گرامر۔ مثالی ترجمے کا طریق کار۔ مثالی ترجمے کے مسائل اور ان کا حل۔ شماریاتی ترجمے کو درپیش چیلنج۔ شماریاتی ترجمے کے فوائد۔ دوغلا مشینی ترجمہ۔ مشینی ترجمے کا عمومی مسئلہ۔ حافظ صفوان محمد چوہان۔ اظہر احمد۔ سارہ سلیم۔

خواجہ محمد زکریا	فیض۔بہترین ترقی پسند شاعر	۳۷۲ تا ۳۸۰	۱۹۳۶ء میں ترقی پسند تحریک کے ساتھ ہی بہت سے نوجوان ادیبوں نے اس تحریک میں شمولیت اختیار کی اور تحریک کے منشور کے لیے کام کیا جس کا مقصد معاشرے سے استحصال کا خاتمہ تھا۔ ایسے میں بہت سے ادیبوں نے تحریک کے منشور کی پیروی کی اور ادب وفن کا خیال نہ رکھا۔انھی ترقی پسندوں میں سے ایک فیض احمد فیض ہیں جنھوں نے ادب اور فن کا اعلیٰ معیار بھی قائم رکھا اور تحریک کے منشور کی پاسداری بھی کی۔یہی وجہ ہے کہ انھیں تمام ترقی پسندوں اور دیگر ادباء میں اہم غزل گو اور نظم گو ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور آج وہ بے حد مقبول ہیں۔اسی لیے انھیں بہترین ترقی پسند شاعر کہا گیا ہے۔	ترقی پسند تحریک۔ فیض احمد فیض۔فیض کی شاعری کی خصوصیات۔فیض کی غزلیں۔فیض کی نظمیں۔ خواجہ محمد زکریا۔
رشید امجد / رحمت علی شاد	قرۃ العین حیدر کی منظر نگاری	۵۹۷ تا ۶۰۳	ہندوستانی تہذیبی تاریخ کے ارتقاء کی راوی قرۃ العین حیدر، جس کے ثقہ ہونے کا اعتراف دنیائے ادب کے بڑے بڑے دانشور کر چکے ہیں، نے نا صرف فنی عظمت کا معیار قائم کیا بلکہ زندگی کی رمز یت کے خوبصورت بیان اور منفرد تخلیقی وژن اور اعلیٰ درجے کی منظر نگاری کے ذریعے اردو ادب کو گہرائی اور گیرائی عطا کی۔قرۃ العین حیدر کی افسانوی تحریروں میں تکنیک کا تنوع انسان اور کائنات کا باہمی تعلق، دکھ کا فلسفہ، روح کی تنہائی، تہذیبی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے مشترکہ تہذیب کے لٹنے کا بیان، جزئیات نگاری، استعاراتی اثر آفرینی، کردار نگاری کے ذریعے فضا آفرینی۔شعور کی رو اور اعلیٰ درجے کی منظر نگاری ان کے فن کی مختلف جہات انھوں نے منظر نگاری کے ذریعے مختلف واقعات اور کرداروں کے خدوخال کو جس اسلوب میں بیان کیا ہے وہی سب کچھ انھیں منظر نگاری اور فضا آفرینی کی ملکہ کہنے پر مجبور کرتا ہے اور اس سب کے پس منظر میں ان کا مختلف انسانی کیفیتوں کے متعلق گہرا مشاہدہ اہمیت کا حامل ہے۔	قرۃ العین حیدر۔منظر نگاری۔قرۃ العین کے ناولوں میں منظر نگاری۔قرۃ العین حیدر کی ہمہ جہت دلچسپیاں۔ رشید امجد۔رحمت علی شاد۔

رشید امجد / قیصرہ علوی	اداریہ	۷	اداریے میں مدیران نے جامعات میں تدریس کے ساتھ ساتھ سیمینار، مباحثوں اور گفتگو کی اہمیت پر زور دیا ہے اور تحقیقی مجلوں کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ہے۔ تحقیق کے لیے مادی وسائل کی بھی بہت اہمیت ہے اور مادی وسائل کی فراہمی کے لیے ایچ ای سی کو تحقیق کے ضمن میں اور تحقیقی مجلوں کے لیے علیحدہ سے فنڈز قائم کرنے چاہئیں، تحقیقی رسالوں کی انڈیکسیشن کا کام بھی بہت ضروری ہے۔	رشید امجد / قیصرہ علوی تحقیق۔ تحقیقی رسائل۔ انڈیکسیشن۔ وسائل تحقیق۔
روبینہ شاہین	عبدالحلیم شرر کی نثر نگاری کا پس منظر۔ تحرکات۔ نظریہ فن اور مختلف حیثیات	۵۷۹ تا ۵۹۰	عبدالحلیم شرر کا عہد مسلمانان ہند کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی زوال کا عہد ہے۔ مسلمانوں کے رہنما جہد مسلسل کے ذریعے اس صورت حال کو بہتر بناتے رہے۔ اصلاحی تحریکوں نے مسلمانان ہند کو بیدار کیا۔ عبدالحلیم شرر نے افسانوی اور غیر افسانوی نثر نگاری کے ذریعے مسلمانوں کی بیداری میں اپنا حصہ ڈالا۔ انھوں نے حقیقی مسلم تصور کو پیش کیا اور اپنی تحریروں اور رسائل کے ذریعے اردو زبان و ادب کو نئی روح بخشی۔ جدید اردو ادب کی بنیاد اور ترقی میں عبدالحلیم شرر کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ انھوں نے اس وقت ادب میں نئے احساسات و تکنیکوں کی ترجمانی کی جب اردو نثر قدیم سے جدید کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مختصر یہ کہ عبدالحلیم شرر کثیر الجہت شخصیت تھے چاہے تاریخ ہو یا صحافت، شاعری ہو یا ادب، ڈرامہ ہو، مضمون ہو یا ناول ان کی شخصیت ہر صنف ادب میں نمایاں ہے۔	عبدالحلیم شرر کا فن۔ عبدالحلیم شرر کا عہد۔ عبدالحلیم شرر کی نثر نگاری۔ عبدالحلیم شرر کثیر الجہت شخصیت۔
روش ندیم	ادیب اور نظریہ	۱۰۴ تا ۱۱۰	نظریہ ادب ادیب کے لیے اہم جزو کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ادیب تفکر نہ کرے اور اس کے نتیجے میں وہ کسی نظریے کا حامل نہ ہو جائے۔ ادیب اور ادب تو آئیڈیالوجی کے اندر ہیں۔ ادب میں نظریے کے بغیر فنی جمالیات اور فنی جمالیات کے بغیر نظریہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ایک ادیب کے ہاں نظریے کا اظہار اس کی ذات ہی کا گہرا اظہار ہوتا ہے۔ اپنے نظریے پر نظر ثانی کرتے رہنا، اسے نئی تخلیقی جہتوں سے ہمکنار کرنا اور روح عصر اور سماجی ضرورتوں کے مطابق بدلتے جانا ادیب کی ذمہ داری ہے۔ دراصل ادیب کی نظریاتی وابستگی بذات خود ''انتخاب کی آزادی'' کے نتیجے میں ظہور میں آتی ہے مگر آج کی نظریاتی صورت حال نے نظریے کا علم اٹھا کر خود نظریے کو ایک نئے چیلنج سے دوچار کر دیا ہے۔	ادب اور نظریہ۔ ادیب اور نظریے کا تعلق۔ جدیدیت مابعد جدیدیت۔ عصر حاضر میں ادب میں نظریے کی اہمیت۔

زاہد منیر عامر	کشمیر، ضیغم لولابی کشمیری کی بیاض میں	۳۲۳ تا ۳۲۸	اردو شاعری میں کشمیر کو ہمیشہ سے اہم مقام حاصل رہا ہے۔علامہ اقبال نے کشمیر اور اس کی آزادی کے حوالے سے بہت سی نظمیں لکھیں۔اقبال کے آبا ؤ اجداد کا کشمیر سے تعلق تھا اور کشمیر پر ظلم وستم کو ان کا دردمند دل برداشت نہ کر سکتا تھا اس لیے اقبال کا خاص موضوع کشمیر رہا۔اقبال نے اپنی شعری تصنیف ''ارمغان حجاز'' کے آخر میں ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کے بیاض کے عنوان سے ایک تصوراتی شخصیت کے افکار پیش کیے ہیں جو دراصل اقبال کے ہی خیالات ہیں۔یہ مقالہ انھی اشعار کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ان میں ایک مقام پر آزاد اور غلام کی سوچ کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔غلامی سے نکلنے کے لیے تصور تقدیر کو بدلنا، تعلیم کا حصول، فروغ اور متحرک زندگی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور ان تینوں خطوط کو خودی سے وابستہ کیا گیا ہے۔	ضیغم لولابی کشمیری۔ اقبال اور کشمیر۔ تصور تقدیر۔متحرک زندگی۔خودی۔ زاہد منیر عامر۔
سعدیہ طاہر	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی قومی اور علمی خدمات	٦١٦ تا ٦١٩	اس مقالے میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی قومی اور علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔بلوچ صاحب نے سیاست، لسانیات، لوک شاعری، ادب، تحقیق اور تاریخ ومعاشرت کو اپنا موضوع بنایا خصوصاً سندھی لسانیات و ادبیات کے مشترکہ سرچشموں کی نشاندہی کی۔اس ضمن میں ان کی کتابیں 'سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور'' اور 'سندھ میں اردو شاعری'' ہمیشہ زندہ رہیں گی۔	بیرون ملک پہلا یوم پاکستان۔سیاست اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔سندھ میں اردو شاعری۔سندھی لوک ادب کی خدمت۔
سہیل عباس خان	شروح غالب: وضاحتی کتابیات	۴۲۹ تا ۴۴۶	غالب کے کلام پر تحقیق ان کے دور سے لے کر آج تک جاری ہے۔اگرچہ اس سے قبل اردو اور فارسی ادبیات میں مختلف شعراء کی قابل ذکر شروح موجود ہیں لیکن غالب کی لفظی ومعنوی مشکل پسندی تفہیم غالب میں سدِ سکندری ہے۔غالب کے کلام پر تقریباً ۱۰۸ شروح لکھی جا چکی ہیں۔اس مقالے میں ان ۱۰۸ کتب شرح کے نام، ان کے مآخذ، مصنفین کے نام، مطبع اور بعض کتب کے مندرجات کی فہرست بھی دی گئی ہے۔غالب خود ہی اپنے اولین شارح ہیں جدید علوم اور نظریات نے تفہیم غالب کی کئی نئی معنوی پرتیں کھولی ہیں اور مزید شارحین غالب کے لیے امکان موجود رہے گا۔	شرح۔تفہیم غالب۔ غالب کے کلام کی شرح پر لکھی گئی کتب کی فہرست۔شارحین غالب پر مقالہ۔

شازیہ نسرین مغل	پنجاب آرکائیوز کا فارسی ریکارڈ۔علم و تحقیق کا مخزن	۲۰۵ تا ۲۱۱	پاکستان میں پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز، سول سیکرٹریٹ ہی ایک واحد جگہ ہے جہاں ملک کا سب سے بڑا ذخیرہ دستاویزات محفوظ ہے۔ اس میں دو قسم کی دستاویزات ہیں۔ پہلی قسم انگریزی دستاویزات اور دوسری فارسی دستاویزات کی ہے۔ یہ دستاویزات محققین نیز ایم اے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ کی تحقیق کے لیے معاون ثابت ہوں گے۔ یہ ریکارڈ نہ صرف برطانوی پنجاب سے متعلق ہے بلکہ دیگر علاقوں افغانستان، ایران، وسطی ایشیا اور مرکز ایشیائی ممالک سے متعلق بھی ہے۔ اس مقالے میں پنجاب آرکائیوز میں رکھے گئے ان دستاویزات کی اہمیت اور ضرورت کی نشاندہی کی گئی ہے۔	فارسی ریکارڈ۔ پنجاب میں فارسی زبان و ادب۔ خالصہ دربار ریکارڈ۔ تاریخی دستاویزات۔ فارسی ریکارڈ کا کیٹلاگ۔ انیسویں صدی کا عظیم فارسی ذخیرہ دستاویزات۔ شازیہ نسرین مغل۔
شاہد اقبال کامران / لورینہ تحریم بابر	رشید اختر ندوی، رومان، تاریخ اور تنقید	۵۴۱ تا ۵۵۱	پاکستان کے ممتاز دانشور، اردو کے محبوب ناول نگار، منفرد مورخ، مفکر، سوانح نگار اور مترجم رشید اختر ندوی بیسویں صدی کے معتدل نظر و فکر رکھنے والے ادیب اور مذہبی سکالر ہیں۔ رشید اختر ندوی نے بہت سی تاریخی اور مذہبی تحقیقیں پیش کیں۔ یہ مقالہ ان کی سیاسی، سماجی اور مذہبی کوششوں کا بیسویں صدی کے حوالے سے ایک تجزیاتی مطالعہ ہے۔ انھوں نے اپنے افکار و نظریات کے اظہار کے لیے ناول کو ذریعہ اظہار بنایا۔ مستقل مورخ بنی کے شعور نے تاریخی ناول نگاری میں تحقیق، اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں انھیں اہم مقام دلایا۔ نظریاتی سطح پر موجودہ حالات کے لیے رشید اختر ندوی جیسے مورخ اور دانشور کے مطالعات کو تازہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔	رشید اختر ندوی۔ ندوۃ العلماء۔ اسلام میں مرکزی حکومت کا تصور۔ رشید اختر ندوی بطور ناول نگار۔ رشید اختر ندوی بطور مورخ۔ رشید اختر ندوی بطور اسلامی مفکر۔ شاہد اقبال کامران / لورینہ تحریم بابر۔
شبیر احمد قادری	اردو تذکروں میں لسانی بحثیں	۱۱۱ تا ۱۲۱	اردو تذکرے اپنے متنوع موضوعات اور اسالیب کی بدولت بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ متعدد شاعر اور ادیب ایسے ہیں جن کے تعارف کا اول و آخر حوالہ یہ تذکرے ہی ہیں۔ اردو تذکروں میں لسانی مباحث کی موجودگی سے تذکروں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اردو شعراء کے ابتدائی تذکروں، جن کی تعداد ٦۷ ہے اور جو فارسی اور اردو میں لکھے گئے، میں اردو زبان کی ابتداء، مولد و منشا ارتقائی صورتوں اور عربی، فارسی، ہندی، ترکی اور انگریزی زبانوں کے اثرات کے ذیل سے یہ تذکرے غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ اردو زبان کے حوالے سے جتنی بحثیں بیسویں اور موجودہ صدی میں ہو رہی ہیں ان کے ابتدائی نقوش ان تذکروں میں ملتے ہیں۔	اردو تذکروں کی اہمیت۔ اردو زبان کا آغاز و ارتقاء۔ آزاد کا اردو کی ابتداء کے بارے میں نظریہ۔ حافظ محمود شیرانی۔ مولانا امتیاز علی عرشی کی تحقیق۔ اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری۔

شہناز کوثر	داستانوی منفی کردار۔نفسیاتی جائزہ	۳۲۳ تا ۳۳۲	کارل ژونگ منفی کرداروں کے نفسیاتی تجزیے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں اسی طرح ہمارے ہاں ڈاکٹر اجمل نے بہت خوبصورت انداز میں پریوں، بھوتوں اور چڑیلوں وغیرہ جیسے تخیلی کرداروں کا تجزیہ پیش کیا ہے۔اس مقالے میں اردو داستانوں کے حوالے سے منفی کرداروں کا امتیازی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ سگمنڈ فرائڈ اور ژونگ کے نفسیاتی نظریات کے ذریعے اردو داستان کے منفی کرداروں کے نفسیاتی تجزیے کی کوشش کی گئی ہے۔	منفی کردار۔سگمنڈ فرائڈ۔ژونگ۔ڈاکٹر اجمل۔منفی کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ۔ نفسیاتی تجزیہ۔اردو داستانوں کے منفی کردار۔
صائمہ ارم	جنوبی ایشیا کی سماجی تبدیلیاں اور ابتدائی اردو افسانہ	۴۸۹ تا ۵۰۷	انیسویں صدی کے نصف آخر میں جنوبی ایشیا میں آنے والی سماجی تبدیلیوں نے ہر سطح پر انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو متاثر کیا ہے جس زمانے میں اردو افسانے نے جنم لیا وہ جنوبی ایشیا پر برطانوی راج کا زمانہ تھا۔اس نوآبادیاتی نظام نے پورے جنوبی ایشیا کو متاثر کیا۔ اردو افسانے کا آغاز سجاد حیدر کے ترجمہ شدہ افسانوں اور پریم چند کے طبع زاد افسانوں کے ذریعے ہوا اور یہ روایت حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی رہی۔عالمی سطح پر بھی بیسویں صدی خاصی ہنگامہ خیز رہی جس کا اثر جنوبی ایشیا نے بھی قبول کیا۔ یوں ۱۹۳۶ء میں ''انگارے'' کی اشاعت سے اردو افسانہ میں بیسویں صدی کی ہنگامہ خیزی کو دیکھا جاسکتا ہے۔	انیسویں صدی میں جنوبی ایشیا کا نظام۔نوآبادیاتی نظام۔ متوسط طبقہ کی نمود۔ اردو افسانے کا آغاز و ارتقاء۔ پریم چند۔ سجاد حیدر یلدرم۔ انگارے۔ صائمہ ارم۔

صدف بخاری	منیر نیازی کی منفرد شعری کائنات	۳۷۹ تا ۴۳۸	اس مقالے کا مقصد منیر نیازی کا جدید اردو شاعری میں کردار واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔منیر کا امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کو اس حیثیت سے روشناس کرایا جو ان سے پہلے جدید شعری ادب میں ناپید تھی۔علوم ونظریات اور افکار وموضوعات کی طے شدہ بندشیں منیر کے شعر کا مسئلہ نہیں۔ان کے ہاں سب جذبوں کے رنگ خالص ہیں اور شعری اظہار معصوم اور سادہ ہے۔منیر کا انداز سخن رومانوی ہے۔ان کی شاعری میں تذبذب، خواب، لا یعنی، مابعد الطبیعاتی جہت۔فلسفیانہ دانش۔تخلیقی تجربوں کی بازیافت، خوف اور دہشت نمایاں ہیں۔منیر نیازی کے شعری کینوس پر بکھرے رنگ کسی شعوری صناعی کے برعکس فطری اور خلاقانہ بے نیازی کا عکس لیے ہوئے ہیں۔منیر نیازی کی اپنی خالصتاً مابعد الطبیعات جسے انھوں نے تنہائی، بے بسی، اجنبیت، سفر، ہجرت، اداسی، رائیگانی، موت اور وحشی کے احساسات سے تشکیل دیا ہے۔یوں وہ علامتوں اور استعاروں کے ذریعے ہمارا رابطہ تہذیبی، اساطیری اور ثقافتی کل سے جوڑ دیتے ہیں۔	منیر نیازی۔منیر نیازی کے شعری مجموعے۔منیر نیازی کا فن۔رومانوی انداز سخن۔صدف بخاری۔
صوفیہ یوسف	سراج اورنگ آبادی	۵۹ تا ۶۶	آٹھویں صدی ہجری سے سرزمین دکن اسلامی تبلیغی تحاریک کا مرکز رہی اور صوفیا کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہی۔دکن آنے والے صوفیا نے فتح نگریا اورنگ آباد کو اپنا مسکن بنایا اور یوں اردو شاعری اور نثر کے باقاعدہ آغاز کا سہرا اسی خطے کے سر ہے۔اس خطے کے حکمرانوں نے علم، فنون، موسیقی اور ادب کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ولی دکنی کے بعد سراج اورنگ آبادی دکن کا اہم شاعر ہے جس نے اردو شاعری کو فارسی کے ہلکے سے اثر، صاف اور سادہ زبان کے ذریعے نئی لسانی روایت سے متعارف کروایا۔سراج کی شاعری کا اسلوب سادہ ہے۔ہجر وفراق کے تجربے، عشق ووارفتگی، غم و یاس، تصوف، فلسفہ اور مابعد الطبیعاتی تجربات سراج کی شاعری کے نمایاں وصف ہیں۔۱۳ برس کی عمر میں اردو مثنوی ''بوستان خیال'' جبکہ ۲۴ برس کی عمر میں پانچ ہزار اشعار پر مشتمل اردو دیوان لکھا۔ان کی شاعری ایک مرکز یا بنیاد کی طرح میر، درد، مصحفی، آتش، مومن، غالب اور اقبال کی روایت کا راستہ بناتی ہے۔	بہمنی سلطنت۔عادل شاہی سلاطین۔آصف جاہی سلاطین۔سراج اورنگ آبادی۔سراج کا اردو دیوان۔اردو شاعری کا ارتقاء۔صوفیانہ اور مابعد الطبیعاتی شاعری۔صوفیہ یوسف۔

طیب منیر	تین خط: احمد علی۔ حمید نسیم۔وزیر آغا	۵۱ تا ۵۸	خطوط کسی شخص کی زندگی کے بارے میں جاننے کا اہم ذریعہ ہیں۔ محققین کے لیے یہ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔پیش نظر تین خط ان مشہور اہل قلم کے ہیں جنھوں نے بھرپور زندگی بسر کی اور ضخیم تخلیقی و تحقیقی سرمایہ چھوڑا ہے۔احمد علی صاحب نامور استاد، اردو و انگریزی کے ممتاز ادیب، نقاد، مترجم اور افسانہ نگار ہیں جن کے افسانے ''انگارے'' میں چھپے۔حمید نسیم مشہور براڈ کاسٹر، شاعر اور نقاد ہیں۔وزیر آغا شاعر، انشائیہ نگار، نقاد اور چالیس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔مقالے کے آخر میں تینوں ادیبوں کے خطوط معہ دستخطی نسخے شامل کر دیے گئے ہیں۔	پروفیسر احمد علی۔حمید نسیم۔وزیر آغا۔ طیب منیر۔
عزیز ابن الحسن	احمد ندیم قاسمی، منٹو اور محمد حسن عسکری	۱۴۶ تا ۱۵۹	سعادت حسن منٹو، محمد حسن عسکری اور احمد ندیم قاسمی بیسویں صدی کے اردو ادب کے تین اہم نام ہیں۔تینوں نے اپنے اپنے شعبے میں گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔انھوں نے طاقتور نظریات کی بدولت اردو ادب کی راہ متعین کرنے میں کردار ادا کیا۔منٹو افسانہ نگار اور اردو کے ان چند ادیبوں میں سے ہیں جنھوں نے بدلتے وقت کے رجحانات سے انحراف کر کے حقیقت نگاری سے کام لیا۔محمد حسن عسکری جدیدیت کا علم تھام کر سامنے آئے مگر آزادی کے بعد قومی ثقافت اور پاکستانی ادب کی طرف مڑ گئے۔بعد میں ان کا رجحان فلسفہ مذہب اور مابعد الطبعیات کی طرف ہو گیا۔احمد ندیم قاسمی شاعر اور افسانہ نگار ہیں۔ترقی پسند تحریک کے صفِ اوّل کے ادیب ہیں۔اس مقالے کا مقصد ان تینوں شخصیات کے درمیان تعلق اور تنازعے کی اس صورتِ حال کو واضح کرنا ہے جس نے کئی سالوں تک اردو ادب کو اپنی لپیٹ میں رکھا اور اس ضمن میں انجمن ترقی پسند پاکستان کے کردار کو بھی واضح کیا گیا ہے۔	احمد ندیم قاسمی۔ سعادت حسن منٹو۔ محمد حسن عسکری۔ ترقی پسند اور جدیدیت۔ اسلامی و پاکستانی ادب۔منٹو اور قاسمی کی دوستی۔عسکری اور منٹو کی دوستی۔قاسمی اور عسکری کے تعلقات رسالہ ''اردو ادب''۔ عزیز ابن الحسن۔

عطش درانی	ساختیات برائے اطلاعیات: ادبی نظریے کی جدید ضرورتیں	۶۷ تا ۷۳	ڈاکٹر عطش درانی نے اس مضمون میں تحقیق کے میدان میں اردو اطلاعیات کے فروغ کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اردو کوانفیہ تیار کیا اور اردو ادب میں نئے ادبی نظریے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ اس حوالے سے ایک ادبی نظریے ''ساختیات'' کو اردو کوانفیہ سازی میں نسبتوں اور لسانی رشتوں کے حوالے سے موزوں قرار دیا ہے۔ ایسی معلومات کے بندھن اردو کے نقادوں کو اپنی سطح بڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ اگرچہ اب ساختیات کا نظریہ دم توڑ چکا ہے مگر اس میں لسانیہ اور بولیہ کے حوالے سے اہم کام کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر لسانیہ کی دونوں اقسام نحو اور چوھدی کی نسبتوں اور رشتوں کو کوانفیہ تیار کرنے میں استعمال کیا جا سکتا ہے جو ادبی تعلق کو واضح کرنے اور یوں اردو اطلاعیات کا دامن وسیع تر کرنے میں مدد دے گا۔ اس سلسلے میں مقتدرہ نے پہلا قدم بڑھایا ہے تاہم ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔	لسانیات کی اہمیت۔ ساختیات۔ اردو اطلاعیات۔ ساسیر کا نظریہ۔ ٹوڈوروف کا نظریہ۔ ولادی میر پراپ کا نظریہ۔ کلاڈ لیوی سٹراس کا نظریہ۔ رولینڈ بارتھیس کا نظریہ۔ لسانیہ۔ بولیہ۔ مقتدرہ قومی زبان کا اردو کوانفیہ۔ عطش درانی۔
فتح محمد ملک	ایک ہی خواب کا عہد در عہد سفر	۹ تا ۲۲	پروفیسر فتح محمد ملک کا مضمون ''ایک ہی خواب کا عہد در عہد سفر'' دراصل مسلم شناخت اور تعبیر لو کے خواب کی ضرورت و اہمیت کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ اس ضمن میں گذشتہ تین صدیوں کے مسلم مصلحاء کی علمی و سیاسی خدمات کو بطور حوالہ پیش کیا گیا ہے جو اٹھارہویں صدی میں ٹیپو سلطان سے لے کر آج کے عہد میں انتظار حسین کے ہاں نظر آتی ہیں۔ انتظار حسین اپنے افسانوں ''قیوما کی دکان'' اور ''دائرہ'' میں مسلم شناخت کی تلاش کو کردار کے خوابوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں وہی خواب جو ٹیپو سلطان نے بلاد اسلامیہ ہند میں نافذ رکھا۔ یہی خواب شاہ ولی اللہ کو ورثے میں منتقل ہوا اور یوں شاہ ولی اللہ کے مدرسہ رحیمیہ سے جڑی ایک اور شخصیت سر سید احمد خان نے اس خواب کو آگے بڑھایا جو اقبال کے پاس پہنچ کر عشق و جنوں بن گیا اور انتظار حسین آج بھی اس مسلم شناخت کی تلاش میں سرگرم سفر ہیں۔ عہد در عہد سفر کرتے اس خواب کی روشنی کے لیے نئی دنیا تعمیر نہ ہو سکی اور ہم ابھی تک اس خواب کی تکرار پر مجبور ہیں۔	فتح محمد ملک۔ مسلم شناخت کی تلاش۔ ٹیپو سلطان کا ''خود نوشت خواب نامہ''۔ سلطنت خداداد مجلس وطنی۔ شاہ ولی اللہ کی خدمات۔ مدرسہ رحیمیہ، عامۃ المسلمین کی راہنمائی۔ احمد شاہ ابدالی کا دہلی پر حملے کا پس منظر۔ سرسید احمد خان۔ اقبال کی نظم ''در حضور رسالت مآب''۔ انتظار حسین۔ دائرہ۔ خواب کا عہد در عہد سفر۔

فخر الحق نوری	ن م راشد۔مروجہ تہذیب و مذہبی تصورات کا نفاذ	۳۴۳ تا ۳۶۳	راشد کلی شاعری کا ایک اہم فکری زاویہ مروجہ تہذیبی و مذہبی تصورات کی توڑ پھوڑ اور روایت شکنی سے عبارت ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ مروجہ خیالات پر اکتفا کرنے پر تیار نہیں اور منفرد نقطۂ نگاہ رکھتے ہیں۔ اس منفرد نقطۂ نظر کی تشکیل میں ان کے عہد کے شعور کا بھی بڑا دخل ہے۔ راشد حال اور مستقبل کے انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ورثے میں ملنے والی تہذیب اور مذہب کو ناکافی سمجھتے تھے اور انھیں زوال و انحطاط کا شکار اور زوال کی وجہ سمجھتے تھے۔ راشد ایک ان دیکھی دنیا کے متلاشی تھے جہاں تہذیبوں کی کشاکش، مذاہب کا تصادم اور علاقائی تعصبات کی تفریق نہ ہو۔ ان کی نظموں میں مذہب مشرقی تہذیب سے بیزاری اور خدا سے شکوے کا انداز ملتا ہے۔ اس مقالے میں ن م راشد کی شاعری میں تہذیب، مذہب اور خدا کے بارے میں تصورات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	ن م راشد کی نظمیں۔ راشد کے شعری مجموعے۔ راشد کا تہذیب و مذہب کے بارے میں تصور۔ راشد کی شاعری میں خدا کا نظریہ۔ راشد کے فکری تصورات۔
فرانگوزنا لیتی ویلووی/ محمد اطہر مسعود (مترجم)	ہند۔فارسی ادب میں کلاسیکی موسیقی پر لکھی گئی کتب (چند تاریخی اور تکنیکی پہلو)	۱۷۲ تا ۲۰۲	فرانگوزنا لیتی ویلووی عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی سماجی اور ثقافتی تاریخ پر گہری نگاہ رکھتی ہیں اور ہند ایرانی تہذیب کے مختلف مظاہر میں سے موسیقی ان کی دلچسپی کا موضوع ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے انڈیا اور دیگر ممالک میں موجود ان کتب خانوں کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جہاں ہند۔ایرانی موسیقی سے متعلق کتب، مخطوطات اور متون کا پایا جانا متوقع ہے۔ اس کے علاوہ ان مشکلات کا تذکرہ بھی کیا ہے جو کسی محقق کو ان کتب و مخطوطات کے حصول میں پیش آتی ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ۱۴ویں صدی سے لے کر اواخر ۱۹ویں صدی تک موسیقی پر فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتب فن موسیقی کی گہری دلچسپی کی غماز ہیں۔ ان ہند فارسی متون کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہند فارسی ادب لوک اور دیگر اصناف موسیقی کے بارے میں قیمتی آرا کا امین ہونے کے ساتھ ساتھ وسط ایشیا اور برصغیر کی موسیقی کی روایات کے باہمی تعامل پر روشنی ڈالتا ہے۔	علم موسیقی۔سرود۔ غنا۔سماع۔ہند۔ فارسی علم موسیقی۔ہند فارسی موسیقی پر لکھی گئی کتب۔موسیقی پر ہند فارسی متون۔ہند فارسی موسیقی کے متون کی ثقافتی اہمیت۔ فرانگوزنا لیتی ویلووی/ محمد اطہر مسعود (مترجم)

فریحہ نگہت	اردو افسانے میں مابعدالطبعیاتی عناصر کا اجمالی جائزہ	۵۰۸ تا ۵۲۱	فلسفہ ہو، سائنس ہو یا ادب، مابعدالطبعیاتی فکر ہر ایک میں کارفرما رہی ہے۔ اردو افسانے میں بھی آغاز سے اب تک مابعدالطبعیاتی عناصر کسی نہ کسی صورت موجود رہے ہیں۔ ۱۹۰۱ء یعنی افسانہ نگاری کے آغاز میں بھی داستانوی اثر کے تحت اردو افسانہ نگاروں پریم چند، سجاد حیدر یلدرم اور دیگر افسانہ نگاروں میں یہ عناصر واضح ہو کر سامنے آئے ہیں۔ رومانی و تخیلی انداز، ترکی و یونانی و انگریزی اساطیر، روحانیت، مافوق الفطرت، ہندی دیومالا، مذہبی تلمیحات، متصوفانہ خیالات، علم الوجود اور علامتیت اور تجریدیت کے ذریعے اردو افسانے میں مابعدالطبعیاتی رنگ پیدا کیا گیا ہے۔	فریحہ نگہت، اردو افسانہ نگاری کا آغاز۔ افسانہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۳۶ء تک۔ ترقی پسند افسانہ نیاز فتح پوری۔ مجنوں گورکھپوری۔ حجاب امتیاز علی۔ سعادت حسن منٹو۔ کرشن چندر۔ راجندر سنگھ بیدی۔ احمد ندیم قاسمی۔ فریحہ نگہت۔
قیصرہ مختار علوی	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ	۶۲۰ تا ۶۲۳	اس مقالے کا مقصد ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی شخصیت کا تعارف پیش کرنا ہے اور ان کی اسلامی یونی ورسٹی کے قیام و نشوونما کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ اس مقالے میں ان کی علمی و ادبی خدمات پر مشتمل کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے۔	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ اسلامی یونی ورسٹی کے پہلے وائس چانسلر۔ نبی بخش بلوچ کی تصانیف۔ قیصرہ مختار علوی۔
محمد ارشد اویسی	قیام پاکستان کے بعد پہلی منتخب اسمبلی میں اردو کے لیے اقدامات کا جائزہ	۱۲۲ تا ۱۴۵	۱۹۵۱ء میں پہلی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی قائم ہوئی جو چار سال پانچ ماہ اور آٹھ دن قائم رہی۔ ۱۷۴ اراکین پر مشتمل اس اسمبلی کے ۱۱۰ اجلاسوں میں ۱۱۴ نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ پنجاب اسمبلی میں شروع سے ہی کسی نہ کسی طور اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں مختلف انداز میں آواز بلند کی گئی۔ مسودات، قانون سازی کے دوران ترامیم کے نوٹس، تحریک التوائے کار، احتجاج، اردو کے نفاذ کے سلسلے میں استحقاق کی قرارداد اور دیگر تحریکیں بھی زیر بحث آئیں۔ قومی زبان اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کا یہ کردار اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاسوں میں اردو زبان کے حوالے سے دیے گئے دلائل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔	پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی ۱۹۵۱ء۔ اسمبلی میں اردو کے نفاذ کی کوششیں۔ پہلی پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی۔ محمد ارشد اویسی۔

محمد اشرف کمال	رسائل و جرائد کی اشاریہ سازی۔ روایت و اہمیت	۲۵۳ تا ۲۶۹	علم و ادب اور تحقیق و تنقید کے باب میں رسائل بنیادی اہمیت کی حامل تحقیق کے لیے معلومات فراہم کرنے کا بنیادی مآخذ رسائل ہیں۔ رسائل کا مواد مستقل نوعیت کا ہوتا ہے اور رسائل کا مواد عصر حاضر کا نمائندہ رجحان رکھتا ہے۔ رسائل کو ان کی اشاریہ سازی کے ذریعے محفوظ کیا جا سکتا ہے اور یوں مطلوبہ مواد تک جلد رسائی ممکن ہو سکے گی۔ رسائل کا اشاریہ دراصل ان میں موجود ادبی خزانے کی کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔	اردو رسائل کا آغاز۔ رسائل کی اہمیت۔ اشاریہ سازی۔ اشاریہ سازی کی اہمیت۔ جریدہ۔ اردو میں اشاریہ سازی کے طریقے۔ تحریک پاکستان میں اخبارات کا کردار۔ رسائل و جرائد کے یونیورسٹی میں ترتیب دیے جانے والے اشاریوں کی فہرست۔
محمد الیاس میراں پوری	معنویت اور فیض	۳۸۹ تا ۳۹۶	کسی شعر کی مختلف انداز سے قرات اس کے معنی میں اضافہ کر دیتی ہے۔ ہر فن پارہ اس بات کا متقاضی ہے کہ تشریح و توضیح سے بڑھ کر اس کی تعبیر کی جائے۔ فیض کی شاعری آرٹ، موضوع، مواد، اظہار، لہجہ، فنی رویے، زبان کا ایسا گاڑھا اور یکجا قوام ہے کہ اس میں ممکن نہیں کہ ہم فیض کے موضوع کو ان کی امیجری، تشبیہات، استعاروں اور زبان و بیان کی دوسری بنت سے علیحدہ کر کے اس طرح گفتگو کریں جس طرح دیگر کلاسیکی یا جدید شعراء پر کی جا سکتی ہے۔ یہ فنی خوبیاں فیض کے کلام کی معنویت میں بے پناہ اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔ وہ کلام میں لفظ کا تخلیقی استعمال کرتے ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ فیض نے روایتی رموز و علائم اور الفاظ کو نئے معنی عطا کیے ہیں۔ فیض کی شاعری مستقبل آفرینی کی شاعری ہے ہم جس شعری دور میں زندہ ہیں وہ فیض سے ہی عبارت ہے۔	فیض کی شاعری کی معنویت۔ قرات۔ معنیاتی لہجے۔ ادب پارے کی تفہیم۔ نظم ''دو عشق''۔ ''ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے''۔ فیض کا دور۔ محمد الیاس میراں پوری۔

محمد پرویش شاہین	زبانوں کا گڑھ	۱۶۰ تا ۱۷۱	پاکستان کے شمالی علاقہ جات جن میں گلگت، لداخ، بلتستان، اسکردو، دیامیر، ہنزہ اور غذر وغیرہ شامل ہیں، جغرافیائی حوالے سے بہت اہم ہیں۔ان علاقوں کے فطری حسن اور خوبیوں کی وجہ سے یہ علاقے ماہر ارضیات، ماحولیات، موسمیات، شکاریات، نباتات، حیوانات اور لسانیات کے لیے ایک ارضی جنت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان علاقوں میں کئی بولیاں بولی جاتی ہے۔اس مقالے میں مصنف نے اس علاقے کا مقامی ہونے کی حیثیت سے لسانی تحقیق کی ضرورت کو پیش کیا ہے۔ ان علاقوں کا الحاق روس، افغانستان، چائنا اور انڈیا سے ہونے کی بناپر مختلف ثقافتوں، نسلوں اور زبانوں کا یہ گڑھ ہے۔نئی اور موجودہ زبانوں کے علاوہ ایک ذخیرہ ان زبانوں کا بھی موجود ہے جو کتبوں کی صورت میں ہزاروں تعداد میں موجود ہیں اگر ان زبانوں کو نہ بچایا گیا تو یہ فنا ہو جائیں گی اور ہم ایک بہت بڑے ادبی وتاریخی ذخیرے سے محروم ہوجائیں گے۔	گلگت بلتستان۔شمالی علاقہ جات۔زبانوں اور نسلوں کا گڑھ۔ شمالی علاقہ جات کا نسلی جائزہ۔شمالی علاقہ جات کی زبانوں کے لہجے۔ محمد پرویش شاہین۔
محمد ساجد خان/ محمد فیصل	سید ہدایت علی صبوحی۔شخص و شاعر	۲۸۴ تا ۲۹۸	بیسویں صدی کے ملتانی شعراء میں ایک گوہر گم گشتہ سید ہدایت علی صبوحی ہیں۔آپ کی مسلّم علمی حیثیت اور ایک معتبر حوالہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے سیاسی بھی ہے۔یہ مقالہ سید ہدایت علی صبوحی کی زندگی، خدمات اور مجموعہ شاعری کو مرتب کرنے کی پہلی عاجزانہ کوشش ہے۔آپ نے اردو غزل، نظم اور نعت میں طبع آزمائی کی۔روایتی عشق کے معاملات کے علاوہ معاشرتی اور سیاسی موضوعات بھی آپ کی شاعری میں پائے جاتے ہیں۔صبوحی کی شاعری ادب اور زندگی کے درمیان پائے جانے والے قابل تقسیم رشتے کی گواہی دیتی ہے۔زندگی کے تمام موضوعات جیسا کہ مزدور طبقے کی بے بسی، حکمرانوں کی بے رخی، سیاست، نعتیہ کلام، تسکین ذوق، فطرت، بغاوت کی شدت، انقلابی فکر، جمہوریت کی حمایت، ظلم کے خلاف آواز، طنز، صنائع و بدائع، تشبیہ و تلمیحات اور ترکیب سازی ان کی شاعری کا وصف ہیں۔اس عظیم شاعر کے بارے میں تفصیلی تحقیق کی ضرورت کی طرف اس مقالے میں اشارہ کیا گیا ہے۔	ہدایت علی صبوحی۔ صبوحی اور تحریک پاکستان۔ صبوحی دہلوی کی شاعری۔ محمد ساجد خان۔ محمد فیصل۔

محمد سلیم خالد	تفسیر حقانی کا لسانی وادبی مطالعہ	۷۴ تا ۱۰۳	مولوی حقانی دہلوی، ابو محمد عبدالحق شرقی پنجاب انبالہ میں ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ مذہبی تعلیم مختلف علمائے دین سے حاصل کی اور بالآخر دہلی میں مولانا نذیر حسین دہلوی سے سند فراغت پائی۔ مولوی حقانی نے تفسیر قرآن ''فتح المنان'' کے نام سے لکھی۔ یہ آٹھ جلدوں پر مشتمل تفسیر ۱۸۹۶ء میں مکمل جبکہ ۱۹۰۰ء میں مکتبہ مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی۔ مولانا نے اس کی جلد اول پر مشتمل طویل مقدمے میں مدلل انداز میں فرشتوں اور معجزوں کی صداقت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سرسید کے ترجمہ وتفسیر قرآن کی مذمت بھی کی ہے۔ اس مقالے میں تفسیر حقانی کے ادبی ولسانی پہلوؤں کا مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ لسانی حوالے سے اعراب وتراکیب آیات کا بیان اس تفسیر کا نمایاں اور مابہ الامتیاز پہلو ہے۔ توضیحات وتلمیحات، فقہی ومسائل احکام، توضیح ربط سورۃ وآیات، وضاحت اسباب نزول، متقدم تفسیر سے ردعیسائیت، عام فہم اسلوب، مناظرانہ سوال و جواب کا انداز، جامعیت اور تفصیل منطق و استدلال، اشعار کا برمحل استعمال اور ادبی اسلوب کا التزام نظر آتا ہے۔ مقالے کے آخر میں الفاظ وتراکیب اور گرامر کی رو سے واضح لسانی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	ابومحمد عبدالحق حقانی دہلوی۔ تفسیر فتح المنان۔ فتح المنان کے ادبی پہلو۔ فتح المنان کے لسانی پہلو۔ فتح المنان کا مقدمہ۔ فتح المنان کی خصوصیات۔ محمد سلیم خالد۔
محمد عباس	اردو خاکہ نگاری میں تکنیک کے تجربات	۴۵۱ تا ۴۴۷	آج کے دور میں اردو ادب میں خاکہ نگاری کی صنف مقبول ہو رہی ہے۔ جدید دور میں سوانح عمریوں، آپ بیتیوں اور خود نوشت سوانح کی جگہ اب خاکہ نگاری لے رہی ہے۔ خاکہ نگار اس صنف کے ذریعے ہمیں وقت کی قید سے آزاد کر کے ان شخصیات سے ہماری ملاقات کراتا ہے۔ جہاں تک اردو خاکہ نگاری کا تعلق ہے تو ہر لکھاری نے اپنی سوچ اور دانست کے مطابق بہتر سے بہتر رائے دی ہے اور اس صنف کی حدود متعین کیں۔ اس مقالے میں خاکہ نگاری کی صنف میں نئے ہونے والے تجربات کو مقالے میں بحث کے لیے چنا گیا ہے۔ خاکہ نگاری آب حیات کی لاشعوری امنگ سے شروع ہوئی اور پھر فرحت اللہ بیگ نے اس صنف کو مزید جلا بخشی اور کم عمری کے باوجود آج یہ اردو ادب کی توانا صنف بن گئی ہے۔	اردو میں خاکہ نگاری۔ خاکہ نگاری اور آب حیات۔ فرحت اللہ بیگ کی خاکہ نگاری۔ خاکہ نگاری بطور فن۔ ممتاز مفتی کی خاکہ نگاری۔ علی معین کی خاکہ نگاری۔ ڈاکٹر امجد حسین کی خاکہ نگاری۔ پروفیسر خاطر غزنوی کی خاکہ نگاری۔ خاکہ میں پائی جانے والی خامیاں۔

محمد قاسم حیدر	گوشۂ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ	۶۰۹ تا ۶۱۱	اس مقالے میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے حالات زندگی اور ادبی خدمات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔وہ تحقیق و تنقید، لسانیات، لغت نگاری، ثقافت، تدوین وادارت، تعلیم، ادب اور دیگر کئی حوالوں سے اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں ۔ڈاکٹر بلوچ کی علمی خدمات کا دائرہ سندھی زبان کے علاوہ اردو، انگریزی، عربی، فارسی، بلوچی اور سرائیکی تک پھیلا ہوا ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ پر مختلف ادیبوں کی آراء دی گئی ہیں جو ان کی ادبی خدمات کو خراج تحسین ہے۔	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ وائس چانسلر آف اسلامک انٹرنیشنل یونی ورسٹی۔ نبی بخش بلوچ کی ادبی و سرکاری خدمات۔اردو اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔محمد قاسم حیدر۔
محمد کیومرثی	بعض اہم رجحانات و اسالیب کے حامل فارسی افسانہ نگار	۵۲۲ تا ۵۴۰	ایران میں افسانوی ادب کا قصہ سو سال پر مشتمل ہے۔ ایرانی افسانہ نگاروں میں تنوع پایا جاتا ہے۔بیسویں صدی کو ایران میں بڑی حد تک ناولوں اور افسانوں کی صدی قرار دیا جاتا ہے۔اس انمول سرمایے میں محمد علی جمال زادہ فارسی افسانوی ادب کی صنف میں ایک بڑی حیثیت کے مالک ہیں انھوں نے بیسویں صدی میں مختصر افسانے کی بنیاد رکھی۔ ان کے علاوہ محمد حجازی، صادق ہدایت، بزرگ علوی، صادق چوبک، سیمین دانشور، جلال آل احمد اور احمد محمود بھی فارسی افسانہ نگاری میں متنوع رجحانات واسالیب کے پروردہ ہیں۔ اس مقالے میں ان تمام نامور افسانہ نگاروں کے افسانوں پر تبصرہ، ان کے افسانوی مجموعوں، اسالیب اور خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔	داستان کوتاہ۔فارسی افسانہ نگار۔محمد علی جمال زادہ۔بزرگ علوی۔محمد حجازی کے افسانوی مجموعے۔ صادق ہدایت۔ محمد کیومرثی۔
محمد ہارون قادر	فن سوانح نگاری اور اردو ادب	۴۶۴ تا ۴۵۶	اردو ادب کی دیگر اصناف کی طرح سوانح نگاری کے ارتقاء پر نظر ڈالی جائے تو ابتدا میں اسے تاریخ کی ایک شاخ تصور کیا جاتا ہے۔رجال، سیرت اور تذکرے سب سوانح کی ذیل میں آتے ہیں۔نامور سوانح نگاروں نے اردو ادب کے تناظر کو وسیع کیا۔خود نوشت سوانح عمری اور شخصی مرقعے بھی ادبی اصناف ہیں۔سوانح نگاری اور خاکہ نگاری کا فنی معیار ایک ہی ہے۔سوانح نگار کے لیے روزنامچے، یادداشتیں، خطوط، احباب، معاصرین اور اخبارات و رسائل کے ذریعے صاحب سوانح کے متعلق معلومات حاصل کرنا سوانح نگاری کو غیر جانبدار اور ادبی حوالے سے اعلیٰ پایے کا بنا دیتے ہیں۔	سوانح نگاری۔سوانح نگار کیسا ہو۔سوانح نگاری کے اصول۔ خود نوشت سوانح عمری۔شخصی مرقعے۔ محمد ہارون قادر۔

محمد یوسف خٹک	پاکستانی زبانوں کے کلاسیکی شعری ادب کی تدریس۔ ایک نیا تناظر	۴۴ تا ۵۰	پاکستانی زبانوں کے ادب کی تدریس پاکستان کی تمام جامعات کے اردو نصاب کا بنیادی جزو ہے۔صوفی شعراء کے اردو تراجم کے ذریعے ان ادیبوں کے افکار کو سمجھا جا سکتا ہے۔یہ مقالہ اسی تناظر میں لکھا گیا ہے جو صوفی شعراء کی تدریس کے فہم میں قومی، بین الاقوامی اور دیگر مضامین سے تعلق پر مشتمل زاویوں کے نئے نکات کو پیش کرتا ہے۔قومی یکجہتی کی پکار ہر پاکستانی زبان کے شاعر کے ہاں موجود ہے۔رحمن بابا۔مست توکلی۔شاہ لطیف۔بلھے شاہ۔للہ عارفہ۔سچل سرمست کے اس یکجہتی کے سبق کے ذریعے تقابلی ادب کے مطالعے کو سامنے لایا جائے کیونکہ اس کا رنگ ہر جا ایک جیسا ہے۔یوں بین الاقوامی ادب میں طالب علموں کی دلچسپی بڑھے گی مثلاً ورڈز ورتھ اور سچل سرمست کے تقابلی مطالعے کے قائل ہوں گے۔ایک اور زاویہ یہ ہے کہ صوفی شعراء کے ذریعے ادب کا تعلق دیگر مضامین سے جوڑا جائے۔	مشرقی صوفی شعراء۔یکجہتی کا پیغام۔تقابلی ادبیات۔ادب اور سائنس۔ادب کا بھرپور معاشرتی مصرف۔مغربی صوفی شعراء۔محمد یوسف خٹک۔
مرزا حامد بیگ	خوشبو کی ہجرت (صلاح الدین عادل)	۶۰۴ تا ۶۰۷	ناول نگار اور نقاد شیخ صلاح الدین نے صلاح الدین عادل کے نام سے دو ناول ''مصائب و آفات کو امام کیا'' اور ''خوشبو کی ہجرت'' لکھے۔چھیالیس برس تک غور و فکر کرنے کے بعد لکھا جانے والا ناول ''خوشبو کی ہجرت'' کی اہمیت اس کے پیرایہ اظہار کے سبب ہے۔اس ناول کے سینکڑوں منظر ناموں پر متحرک کرداروں کے باہمی مکالمے اور ناول کے بیانیہ کا تنوع توجہ طلب ہے۔اس ضخیم ناول کے ۹ حصے ہیں اور ہر حصے کے کئی ابواب۔ہر باب سے مخصوص الگ پیرایہ اظہار دکھائی دیتا ہے۔شیخ صلاح الدین نے اردو نثر میں تشکیک تجربات اور پیچیدہ جذبات و خیالات پیش کرنے اور اسے اردو کے نثر نگاروں کے لیے ایک رول ماڈل پیش کرنے کی دھن میں نئے تجربے کیے۔اردو کو لشکری زبان کے طور پر پیش کرتے ہوئے ناول کے بیانیہ میں ہندی، سنسکرت، فارسی، نئی اردو لفظیات کی بنت وغیرہ کا استعمال کیا۔اس تصور کے تحت شیخ صلاح الدین قدرے خم کھاتے ہوئے، غیر روایتی طویل اور پیچیدہ جملے خلق کر پائے۔	شیخ صلاح الدین۔صلاح الدین عادل۔''مصائب و آفات کو امام کیا''، ''خوشبو کی ہجرت''۔اردو نثر میں نئے تجربے۔پیچیدہ جملے۔مرزا حامد بیگ۔

ممتاز خان کلیانی/ جاوید اختر سلیانہ/ عاصمہ رفعت	جھنگ میں اردو آپ بیتی کی روایت	۴۶۵ تا ۴۹۸	کسی بھی شخص کا اپنی زندگی کے قابل ذکر واقعات اور اپنی فطرت و سیرت کو خوبیوں خامیوں سمیت تحریر کرنا آپ بیتی کہلاتا ہے۔ دنیا کی تمام زبانوں کے ادب میں آپ بیتی کا فن موجود ہے۔ مقدمہ ابن خلدون۔ تزک بابری کتاب الہند۔ تزک جہانگیری کلاسیک آپ بیتیاں ہیں۔ اس مقالے میں بیسویں صدی کے آخر تک کی اردو آپ بیتیوں کی روایت بیان کرتے ہوئے بالخصوص جھنگ میں اردو آپ بیتی کی روایت کو بیان کیا ہے۔ جھنگ سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر محسن مگھیانہ کی آپ بیتی ''الوکھا لاڈلا''، پروفیسر مہر محمد خان لول کی مختصر آپ بیتی ''پسر دہقان''، پروفیسر سمیع اللہ قریشی کی ''بیتے لمحوں کی چاپ''، مہر جیون خان کی ''جیون دھارا'' اور سردار باقر علی خان کی ''قصہ ایک درویش کا'' پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے اور جھنگ میں اردو آپ بیتی کے ارتقاء میں آنے والی تبدیلیوں پر بحث کی گئی ہے۔	آپ بیتی۔ اردو آپ بیتی کی روایت۔ جھنگ میں اردو آپ بیتی کی روایت۔ الوکھا لاڈلا۔ پسر دہقان۔ بیتے لمحوں کی چاپ۔ جیون دھارا۔ قصہ ایک درویش کا۔ ممتاز خان کلیانی۔ جاوید اختر سلیانہ۔ عاصمہ رفعت
ناہید قمر	ن م راشد کا شعور وقت	۳۶۳ تا ۳۷۱	ن م راشد دورِ جدید کے اہم نظم گو شاعر ہیں۔ جدید شعراء میں وہ اس حوالے سے اہمیت رکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی شاعری میں وقت کے تصور پر تجریدی واردات اور نظریات بحث دونوں حوالوں سے غور و فکر کیا ہے لیکن ان کے تصور وقت کو ان کی شاعری کی داخلی بنت میں تلاش کرنا پڑتا ہے۔ وقت کے حوالے سے راشد کا تصور نظریاتی ہے وہ ماضی کو نہ صرف نظریاتی حوالے سے رد کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ماضی کی تہذیب و ثقافت کو بھی پرانے افکار کی تخلیق سمجھ کر غیر اہم گردانتے ہیں۔ نظم ''کوزہ گر'' راشد کے تصور وقت کو بیان کرتی ہے کہ تخلیق کار جس لازمانیت میں سانس لیتا ہے اور اپنے فنی تجربے کی تکمیل کرتا ہے اس میں ماضی، حال اور مستقبل ایک ہو جاتے ہیں۔	راشد کی نظمیں۔ نظم ''کوزہ گر''۔ راشد کا نظریہ وقت۔ ناہید قمر۔

نبی بخش جمالی	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔پاکستان کا درخشندہ ستارہ	۶۱۲ تا ۶۱۵	ڈاکٹر گربخشانی، ڈاکٹر محمد بن عمر داؤد پوتہ کے بعد ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے والی تیسری سندھی شخصیت ہیں۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو استعمال کر کے سندھی ادب کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ نے بے شمار تحقیقی مقالے لکھے اور ۸۰ کتابوں کی تصنیف و تدوین کی۔ اس مقالے میں آپ کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔آپ ایک استاد، محقق، ایک دانشور، ایک تعلیمی ماہر، ایک کنسلٹنٹ، ایک مصنف، ایک ادیب، ایک دانشور، ایک مستقبل بین تاریخ دان، ایک ناظم، ایک عالم اور علم دوست شخصیت تھے۔	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ علمی وادبی خدمات۔ سندھی لوک ادب اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ نبی بخش جمالی
نبیل احمد نبیل	لیوٹالسٹائی کے ناول"آننا کارینینا"کا تجزیاتی مطالعہ	۵۵۲ تا ۵۷۸	لیونیکولا ئیوچ ٹالسٹائی عالمی کلاسیکی ادب کا عظیم نام ہے۔اس کے ناول ''آننا کارینینا'' میں انیسویں صدی کے روسی انسان کے جذبات اور احساسات کی مکمل تصویر کشی موجود ہے۔ٹالسٹائی اس ناول کے مرکزی کردار کے''آننا'' کے ذریعے اخلاقی زوال کا عکس پیش کرتا ہے جو اپنے شوہر سے بے وفائی کا ارتکاب کر کے کسی اور سے عشق کرتی ہے اور بالآخر اپنے ضمیر کی عدالت میں مجرم ہوکر خودکشی کر لیتی ہے جبکہ دوسری طرف ٹالسٹائی نے ایک کردار لیون کے ذریعے اعلیٰ اخلاقی جذبوں کو بیان کیا ہے۔ ان دو کرداروں کے ذریعے انسانی جبلت کی اچھائی اور برائی کو نمایاں کیا گیا ہے۔یہ ناول انقلاب روس سے قبل کے عہد کی نمائندگی کرتا ہے۔اس ناول کو ہالی وڈ میں فلمایا بھی جا چکا ہے۔اس ناول کا موضوع، پلاٹ کی بنت کردار اور انداز بیان اس ناول کو کلاسیک بناتے ہیں۔	آننا کارینینا کا تجزیہ۔روسی ناول۔ روسی معاشرہ۔ نبیل احمد نبیل۔ لیوٹالسٹائی۔

نجیب جمال	آزاد کی نظم۔ایک جائزہ	۲۳ تا ۳۰	آزاد، دورِ سرسید کے اہم انشاء پرداز، غیر معمولی مورخ، بے مثال نثر نگار اور نقاد ہیں۔یہ مقالہ آزاد کی مشہور کتاب ''آبِ حیات'' کے تناظر میں ان کی تنقید کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔''آبِ حیات'' مرقع نگاری، واقعہ نگاری، ڈرامائی عناصر کے ساتھ ساتھ رنگینیِ بیان کے تابع تنقیدی شعور سے مزین ہے۔ان کی خاصیت یہ ہے کہ اس وقت تاریخ لکھی جب اس کا رواج نہ تھا۔تذکرہ نویسی و تنقید میں جانب داری کو دیکھتے ہوئے آزاد کی تنقید کو ''تاثراتی'' کہا جاتا ہے۔آزاد قدیم اور جدید کا سنگم ہیں۔ جانب داری، مبالغہ آرائی، رنگینیِ بیان کے ذریعے وہ قدیم روایت سے جڑے ہوئے ہیں تو صاف اظہار بیان کی خوبی، تجزیہ و تنقید ان کو جدید ثابت کرتی ہے۔ان کے ناقابلِ تقلید اسلوب کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ تاثرات و تعصبات حیات آرائی اور داستان گوئی نے ان کے تنقید کے پہلو کو کمزور کر دیا ہے۔	مولانا محمد حسین آزاد۔آزاد کی تنقید۔آبِ حیات۔دورِ سرسید۔تاریخ اور تاریخِ ادب۔مشرقی تنقید۔مرقع نگاری۔آزاد کی انشا پردازی۔تنقید کی خصوصیات۔نجیب جمال۔
نسیم اختر/حنیف چودھری	لورناموں کے متون میں عدم مشاکلت۔تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۲۱۲ تا ۲۲۹	قدیم شعراء کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے کلام/دیوان کا آغاز باری تعالیٰ کی صفت وثناء اور حمد سپاس الٰہی سے کرتے تھے اور بعض صوفی شعراء قصہ اسلامی کے فروغ اور عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے سہل اور جامع لورنامے منظوم کرتے۔اس مقالے میں لورنامے کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ صنفِ شاعری نہیں بلکہ موضوعِ شاعری ہے۔ساتھ ہی اس سہو صریح کی درستی کی گئی ہے کہ سرائیکی لورنامہ، جس کی اس مقالے میں خصوصی بات کی گئی، اس کا اصل سنہ تصنیف ۱۰۵۴ ہجری ہے نہ کہ عیسوی۔اس مقالے میں شوکت مغل کے مرتبہ لورنامہ اور لورنامہ بزبان ملتانی کے متون کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور آخر میں طبع شدہ پنجابی کتابیات، سرائیکی کتابیات سے لورناموں کی فہرست نیز اردو لورناموں کی فہرست بھی دی گئی ہے۔	لورنامہ۔شوکت مغل کی تحقیق۔سرائیکی تصانیف میں لورنامے۔شوکت مغل۔لورنامہ بزبان ملتانی۔کتابیات لورنامہ۔سرائیکی کتابیات مقالہ ایم فل عبدالحمید۔اردو لورناموں کی فہرست۔نسیم اختر۔حنیف چودھری۔

معیار : ۷ (۲۰۱۲ء)

مدیران: رشید امجد، سعدیہ طاہر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
اختر علی	سید سلیمان ندوی کی تاریخ ولادت کا مسئلہ	۲۴۷ تا ۲۵۰	مورخین کا سید سلیمان ندوی کی تاریخ ولادت کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے شمسی تاریخ اور بعض نے قمری تاریخ اور بعض نے شمسی اور قمری دونوں تاریخیں درج کی ہیں۔ مضمون میں اسی قضیے کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سید صباح الدین عبدالرحمن۔ نقوش شخصیات نمبر۔ معارف سلیمان نمبر۔ اختر علی۔
ارشد محمود ناشاد	پاکستانی اردو غزل: رجحانات اور امکانات	۳۶۱ تا ۳۷۲	غزل میں دور کے تقاضوں کو سمیٹنے کی صلاحیت موجود ہے۔ پاکستانی غزل اپنے اسلوب اور موضوعات کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس مقالے میں پاکستانی غزل پر مختلف نظریات اور تحریکوں کے اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔	ترقی پسند شعرا۔ حلقۂ ارباب ذوق۔ پاکستانی شاعرات۔ ارشد محمود ناشاد۔
اسد فیض	اردو کے اہم ادبی جرائد کے اولین شمارے	۲۰۵ تا ۲۱۸	اس مقالے میں چار ادبی رسائل کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ چار رسائل نگار (مدیر: نیاز فتح پوری)، نیرنگ خیال (مدیر: حکیم یوسف حسن)، ماہ نو (مدیر: وقار عظیم) اور نقوش (مدیر: حاجرہ مسرور اور احمد ندیم قاسمی) ہیں۔	محبت ہند۔ نگار۔ نیرنگ خیال۔ مرقع الاخبار۔ ماہ نو۔ اسد فیض
اظہر علی سید	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ'' کا تنقیدی مطالعہ	۲۹۱ تا ۲۹۸	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی اردو ادب کی تاریخ ایک اہم ادبی تاریخ کا درجہ رکھتی ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ'' کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے اہم پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے۔	آب حیات۔ عبدالقادر سروری۔ ڈاکٹر جمیل جالبی۔ اظہر علی سید۔

انوار احمد	غالب کی تخلیقی شخصیت کے چند پہلو	۹ ۲ ۱۴	مقالے میں اردو اور فارسی کے شاعر مرزا غالب کی شخصیت اور فن کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اگر چہ غالب کو زندگی ہی میں پذیرائی ملی مگر اس کے ساتھ ہی انھیں بہت سے اعتراضات کا بھی سامنا کرنا پڑا جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔اگر چہ غالب کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے تاہم ان کی جذباتی زندگی کے بارے میں ابھی کام کی گنجائش ہے۔مقالے میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔	گلِ رعنا۔یگانہ۔ ڈاکٹر خورشید الاسلام۔سغر کلکتہ۔ انوار احمد
انوار احمد/روبینہ رفیق	عملی تحقیق کے لیے ایک مشق بحوالہ نظیر اکبر آبادی	۱۳۱ ۲ ۱۳۸	مقالے کا مقصد ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طالب علموں کے لیے عملی تحقیق کی ایک مشق فراہم کرنا ہے۔مثال کے لیے یہ مفروضہ قائم کیا گیا ہے کہ نظیر اکبر آبادی ایک سیکولر شاعر تھے۔ بہت سے تذکرے،تواریخ، کتب اور تنقیدی و تحقیقی کتب نظیر کی شخصیت اور فن پر روشنی ڈالتی ہیں،جن سے اس مفروضے کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔	عبدالباری آسی۔ عبدالمومن الفاروقی۔ نول کشور پریس۔ انوار احمد۔ روبینہ رفیق۔
بتول زہرا	''تفسیر محمدی'' کا تنقیدی جائزہ	۳۲۱ ۲ ۳۳۲	''تفسیر محمدی'' قرآن پاک کی پہلی پنجابی تفسیر ہے۔اس کے مصنف حافظ محمد لکھوی ہیں۔تفسیر سات جلدوں میں ہے۔اس مقالے میں ''تفسیر محمدی'' کا جائزہ لیا گیا ہے۔	محمد تقی عثمانی۔جمیل نقوی۔ڈاکٹر عصمت اللہ۔حافظ محمد بارک اللہ۔بتول زہرا۔
بلال سہیل	''جنت کی تلاش'' میں تہذیبی و فکری مباحث	۲۲۹ ۲ ۲۴۸	نقادوں نے رحیم گل کے ناول ''جنت کی تلاش'' پر مناسب توجہ نہیں دی۔اس مقالے میں ناول میں اٹھائے جانے والے تہذیبی اور فکری سوالات سے بحث کی گئی ہے۔نیز نقادوں کی بہت سی آراء کو غلط قرار دے کر ان کی تصحیح کرنے کی کاوش کی گئی ہے۔	پاکستانی تہذیب۔ الکمل۔پاولو کوئیلو۔ بلال سہیل
تبسم کاشمیری	راشد کی شاعری کے داستانی عناصر ''ایران میں اجنبی'' کے حوالے سے	۴۸۳ ۲ ۴۸۸	ن۔م۔راشد نے جدید اردو شاعری کو نیا لہجہ دیا۔راشد نے داستان اور اساطیر سے علامات اخذ کی ہیں۔اس مقالے میں راشد کی کتاب ''ایران میں اجنبی'' کی نظموں میں داستانی عناصر اور ان کی علامتی حیثیت سے بحث کی گئی ہے۔	کلونیل ازم۔تیل کے سوداگر۔وزیر چنیں۔ سباویراں۔تبسم کاشمیری۔

جواز جعفری	کلاسیکی موسیقی: دھرپد سے خیال تک	۲۶۱ تا ۲۷۶	مقالے میں کلاسیکی اور لوک موسیقی کے عروج وزوال کو بیان کیا گیا ہے۔نیز وقت کے ساتھ ساتھ ہونے والی تکنیکی تبدیلیوں کا بھی جائزہ دلیا جاتا ہے۔دھرپد اور خیال جیسے راگ خاص طور پر زیر بحث لائے گئے ہیں۔	کلاسیکی موسیقی۔ سمپورن۔آڈو۔ کھاڈو۔آئین اکبری۔جواز جعفری
جواد ہمدانی	بیسویں صدی میں فارسی شاعری کے رجحانات	۳۷۳ تا ۳۸۲	بیسویں صدی روایت پسندی اور جدیدیت کے سنگم پر کھڑی ہے۔جدید شعرا کے یہاں مغربی خیالات پروان چڑھنے لگے۔ نیما یوشیج نے مغربی لب ولہجے میں شاعری کی داغ بیل ڈالی۔ ایسے دور میں اقبال نے مغربی افکار کا رد کیا اور مشرقی روایت کی عظمت کی بات کی۔	سبک خراسانی۔سبک عراقی۔سبک ہندی۔ جواد ہمدانی۔
حسان اللہ خان	الل دیامر کا لوک ورثہ شنا زبان	۴۷۷ تا ۴۸۲	گلگت بلتستان سات اضلاع پر مشتمل ہے۔ یہاں کی مقامی زبان شنا ہے۔شنا تحریری زبان نہیں ہے۔یہ مقالہ ہر درے کے قدیم 'کوٹ' کا مطالعہ نیز اس خطے کے لوک ادب، شاعری اور قصوں کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	رزمیہ اشعار۔صوفیانہ کلام۔مجلس۔لوک کہانیاں۔حسان اللہ خان۔
حمیرا اشفاق/ قرۃ العین طاہرہ	عزیز احمد کا تصورِ تاریخ وتہذیب	۶۰۱ تا ۶۱۲	مقالے میں عزیز احمد کا ہند اسلامی تہذیب کے تصور کا مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔اس حوالے سے ان کی کتابوں مثلاً نسل اور سلطنت، برصغیر میں اسلامی کلچر اور برصغیر میں اسلامی جدیدیت کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	سید عابد حسین۔نسل اور سلطنت۔اسلامی کلچر۔بھگتی تحریک۔ حمیرا اشفاق۔قرۃ العین طاہرہ۔
خالد اقبال یاسر	اٹھارہ سوستاون اور غالب کی عملیت پسندی	۱۵ تا ۲۶	۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد غالب نے عملیت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے انگریزوں کے قریب آنے کی کوشش کی تاکہ ان کے عتاب سے محفوظ رہیں اور پنشن بحال کرا سکیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ''دستنبو'' تحریر کی اور اسے جلد از جلد چھپوانے کا اہتمام کیا۔ ایسا ہی کچھ مواد ان کے خطوط میں بھی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بقا کی جدوجہد کے لیے غالب نے عملیت پسندی کا ثبوت دیا۔مقالہ نگار عملیت پسندی کا ایک خاص مفہوم رکھتے ہیں۔	دستنبو۔سرسید احمد خاں۔نواب یوسف مرزا۔خالد اقبال یاسر۔

خالد محمود سنجرانی	ہائیڈل برگ یونی ورسٹی میں نول کشور کی چند مطبوعہ داستانوں کا تازہ ذخیرہ	۱۶۳ تا ۱۸۰	ہائیڈل برگ یونی ورسٹی میں قدیم مشرقی تحریروں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اس مضمون میں ان پینتیس داستانوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو وہاں موجود ہیں۔ یہ تمام داستانیں کم از کم ایک سو بیس سال قبل منشی نول کشور پریس سے شائع ہوئی تھیں۔ چند نمایاں داستانیں یہ ہیں: الف لیلہ کی کہانیاں، بیتال پچیسی، سنگھاسن بتیسی وغیرہ۔	داستان گو۔ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ۔ ہائیڈل برگ۔ خالد محمود سنجرانی۔
روبینہ شہناز	ڈاکٹر عطش درانی کی ''اصولِ ادبی تحقیق'' کا تجزیاتی مطالعہ	۲۷۷ تا ۲۹۰	اردو میں ادبی اور لسانی تحقیق کے اصولوں، تکنیکوں اور طریقوں کے بارے میں کافی کچھ سامنے آچکا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر عطش درانی کی کتاب ''اصول ادبی تحقیق'' کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے	علم زبان۔کمپیوٹر۔ اردو کی برقیاتی تحقیق۔ روبینہ شہناز۔
زاہد منیر عامر	اقبال کا دلِ دردمند اور فلسطین ....کل اور آج	۶۹ تا ۷۸	علامہ محمد اقبال کی تمام تحریروں میں اسلام اور مسلم دنیا کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔علامہ اقبال کی تحریروں میں مسئلہ فلسطین ہمیشہ زندہ رہا۔ اقبال کے مطابق اگر فلسطین پر یہودیوں کے حق کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر شمالی امریکہ پر ریڈ انڈینز کا، ہن اور گاؤل اقوام کا برطانیہ پر یا آریاؤں کا حق ایران اور روس پر تسلیم کر لینا چاہیے۔مقالہ مسئلہ فلسطین پر اقبال کے خیالات کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	برطانوی استعمار۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ۔یروشلم۔ زاہد منیر عامر۔
سعدیہ طاہر	ڈاکٹر وزیر آغا اور تخلیقی عمل کے سرچشموں کی تلاش	۵۴۹ تا ۵۶۰	مقالہ میں تخلیقی عمل کی نوعیت اور حرکیات کی تفہیم میں ڈاکٹر وزیر آغا کی بے مثال خدمات کو جاننے، سمجھنے اور جائزہ لینے کی کاوش کی گئی ہے۔ عقلی اور نفسیاتی کھوج کے اس سفر میں ڈاکٹر وزیر آغا نے سماجی اور طبیعی علوم کے متعدد شعبوں سے مستعار جدید ترین مناہج تحقیق کا استعمال کیا ہے۔	شام کی منڈیر سے۔ ڈاکٹر ناہید۔متھ۔ سعدیہ طاہر۔

سہیل عباس	تشبیہات راشد	۵۳۱ تا ۵۴۸	ن۔م۔راشد کو ۲۰ ویں صدی کا جدید اردو نظم کا ایک اہم ستون قرار دیا جاتا ہے۔ انھوں نے اردو نظم کو کئی جدید اسالیب / پہلوؤں سے روشناس کرایا۔ان کی نظمیں جدتِ فکر اور صناعی فن کا حسین امتزاج ہیں۔اس حوالے سے راشد کی نظمیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں اور یہی چیز انھیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس مقالہ میں راشد کے اسلوب کی ایک اہم خوبی یعنی تشبیہات کے استعمال پر روشنی ڈالی گئی۔مقالہ کی تیاری میں ان کی تمام شاعری کا تشبیہات و استعارہ کے استعمال کے حوالے سے بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔	صنائع بدائع۔جدید نظم گو شعرا۔علامت۔ سہیل عباس۔
شاہد اقبال کامران	دورِ حاضر کے خلاف اقبال کا اعلان جنگ	۷۹ تا ۸۸	بیسویں صدی میں سب سے توانا آواز علامہ اقبال کی تھی جنھوں نے مغرب کو مکالمے کی دعوت دی۔حالات حاضرہ میں بہتری لانے کے لیے اقبال ضرب کلیم میں عہد حاضر کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔اقبال نے یہ اعلان جنگ تین محاذوں پر کیا ہے۔ایک نااہل مذہبی طبقے کے خلاف، دوسرا مغرب کی جنگی حکمت عملی کے خلاف اور تیسرا عرب قوم پرستی کے خلاف۔	ضرب کلیم۔اقوام مشرق۔خلافت اسلامیہ۔ شاہد اقبال کامران۔
شاہد لو خیز اعظمی	فارسی کا فراموش شدہ صاحب دیوان شاعر۔ حمید الدین فراہی	۳۱۳ تا ۳۲۰	فرید الدین فراہی کی اصل شہرت ایک عالم دین کی ہے۔آپ عربی اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ اس مقالے میں فراہی کے فارسی دیوان کا جائزہ لیا جارہا ہے۔	فرنگی محل۔میور کالج۔ حافظ۔نظیری
شاہین اختر	حاجی لق لق کی سوانح حیات: ایک تحقیقی مطالعہ	۲۴۹ تا ۲۵۸	حاجی لق لق ایک مزاحیہ کالم نگار اور شاعر تھے۔اس مقالے میں حاجی لق لق کی سوانح حیات کا تحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔	قصور۔ابو العلا عطا محمد چشتی۔فانوس خیال۔ شاہد لو خیز اعظمی۔
شفیق انجم	اردو زبان کی آوازیں اور حروف تہجی	۴۵۹ تا ۴۶۶	اردو حروف کی آوازوں کے اعتبار سے کئی معاملات قابل بحث ہیں۔ ان میں سے ایک اہم نکتہ اردو میں مستعمل آوازوں اور حروف کی تعداد کا ہے۔اردو لسانیات کے ماہرین کے درمیان اس موضوع پر اتفاق نہیں ہے۔ اس مضمون میں اردو میں مستعمل آوازوں اور حروف کی تعداد کے مختلف اعداد و شمار پر تحقیق کی گئی ہے اور تاریخ کی روشنی میں جدید لسانیات کے نظریات کی مدد سے بحث کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو اصوات۔مصوتی آوازیں۔مصمتی۔ شفیق انجم۔

شفیق عجمی	بھارت میں اقبال شناسی	۸۹ تا ۱۰۸	دنیا کے دیگر خطوں کی طرح بھارت میں بھی صف اوّل کے دانشوروں مثلاً ڈاکٹر یوسف حسین خان، علی سردار جعفری اور جگن ناتھ آزاد جیسے نام ور ناقدین نے اقبال کے فکروفن پر قلم اٹھایا ہے۔ جامعات میں بھی محققین اقبال کے فکروفن پر مسلسل تحقیق ہو رہی ہے اور ادبی جرائد بھی اقبال کا احاطہ کر رہے ہیں۔ مقالے میں مندرجہ بالا حوالوں سے بھارت میں اقبال شناسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جگن ناتھ آزاد۔ حیدر آباد عثمانیہ یونی ورسٹی۔ اقبال اکیڈمی حیدر آباد دکن۔ پٹنہ یونی ورسٹی۔ شفیق عجمی۔
طارق حبیب	مشفق خواجہ کے خطوط	۲۵۹ تا ۲۶۹	مشفق خواجہ بنیادی طور پر ایک محقق تھے۔ انھوں نے خطوط بھی ہزاروں کی تعداد میں لکھے۔ اس مقالے میں مشفق خواجہ کے دو خطوط شامل ہیں جو طارق حبیب کے نام لکھے گئے۔	ڈاکٹر وحید قریشی۔ ڈاکٹر تحسین فراقی۔ ڈاکٹر وحید الرحمن خان۔ طارق حبیب۔
عابد سیال	جدید غزل میں تمثال کاری اور پیکر تراشی کا رجحان	۴۰۵ تا ۴۱۴	بیسویں صدی کے ادب نے دیگر فنون لطیفہ میں نمایاں ہونے والے بعض رجحانات کے اثرات قبول کیے۔ اس سلسلے میں سب سے اہم فن مصوری ہے۔ جدیدیت کی تحریک نے مصوری کے جن رجحانات سے اثر قبول کیا ان میں تمثال کاری، تاثریت اور اظہاریت شامل ہیں۔ اس مقالے میں جدیدیت کی تحریک کے پس منظر میں اردو غزل پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تاثریت۔ اظہاریت۔ جدیدیت۔ عابد سیال۔
عاصمہ اصغر	شام کی منڈیر سے: ایک نفسیاتی تجزیہ	۵۶۱ تا ۵۷۰	ڈاکٹر وزیر آغا کی خودنوشت ''شام کی منڈیر سے'' ان کی شخصیت وافکار کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے۔ مضمون سے ان کی شخصیت کے بعض ایسے گوشے سامنے آتے ہیں جن کو کسی اور حوالے سے سمجھنا شاید ممکن نہ ہوتا۔ اس طرح خودنوشت کے حوالے سے شخصیت کے نفسیاتی پہلوؤں کی تفہیم آسان ہوگئی ہے۔	وزیر کوٹ۔ اردو ادب میں طنز و مزاح۔ یونگ۔ ایڈلر۔ عاصمہ اصغر۔

عبدالغفور بلوچ/ محمد ثانی	مسئلہ فلسطین پر فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری اور اس کے اثرات	۵۷۱ تا ۵۸۰	فیض احمد فیض کا شمار ان معروف انقلابی شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے مظلوم اقوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنی آواز بلند کی۔ انھوں نے فلسطین کی تحریک مزاحمت کو تحریک آزادی سے تعبیر کیا اور اس تاریخی جدوجہد میں ایک نئی روح پھونک دی۔ انھوں نے بیروت میں بیٹھ کر ''لوٹس'' کے لیے لکھا۔ اس طرح تحریک آزادی فلسطین نہ صرف پوری دنیا سے متعارف ہوئی بلکہ اس سے دنیا بھر کی ہمدردیاں بھی حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ یہ تحقیقی مقالہ اس خاص تناظر میں فیض کی شخصیت اور خدمات کا جائزہ لینے کی ایک کوشش ہے۔	اردو کا مزاحمتی ادب۔ ترقی پسند ادب۔ راولپنڈی سازش کیس۔ عبدالغفور بلوچ/ محمد ثانی۔
عبدالعزیز ساحر	خلاصۃ الفوائد کے نو خطی نسخوں کا تقابلی مطالعہ	۱۵۳ تا ۱۶۲	صوفیانہ ادب میں ملفوظات کو خاص مقام حاصل ہے۔ خلاصۃ الفوائد خواجہ نور محمد مہاروی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے حاجی محمد عمر حکیم نے مرتب کیا ہے۔ مقالے میں اس مجموعے کے نو (۹) مختلف مخطوطوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔	پروفیسر نثار احمد فاروقی۔ سید رسول۔ مولوی محمد الدین مکھڈی۔ عبدالعزیز ساحر۔
عبدالکریم خالد	افسانوی ادب اور نفسیات	۳۸۳ تا ۴۰۴	بیسویں صدی میں مختلف رجحانات اور تحریکات کی بدولت اردو افسانے نے خاص اہمیت حاصل کی۔ اردو افسانہ نگاروں نے اپنی کہانیوں میں فرائڈ، یونگ اور ایڈلر وغیرہ کے نظریات کو اپنی کہانیوں میں برتا۔ اردو افسانہ ان رجحانات سے کس کس طرح متاثر ہوا یہی اس مقالے کا موضوع ہے۔	اساطیر۔ داستانوی دور۔ مغربی ادب۔ جدید افسانہ۔ شعور کی رو۔ عبدالکریم خالد۔
عزیز ابن الحسن	اقبال: فکر وفن کا ایک امتزاج	۱۲۳ تا ۱۳۰	علامہ اقبال کا فلسفہ وفکر کوئی مجرد ذہنی سرگرمی نہیں ہے جس میں زندگی کی حرارت مفقود ہو بلکہ یہ روحانی بصیرت اور شاعرانہ تخیل کا حسین امتزاج ہے۔ اقبال کی شاعری زندگی کے تمام تقاضوں سے بے نیاز نہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق اقبال کے ہاں اعلیٰ فکری دانش اور اعلیٰ شاعری اور آرٹ مل کر ایک ہو گئے ہیں۔	ایس ای فراست۔ خطبات اقبال۔ غرۃ الکمال۔ عزیز ابن الحسن۔

عطش دُرّانی	اُردو تحقیق کی فلسفیانہ بنیاد	۱۳۹ تا ۱۵۴	مقالے میں اردو تحقیق کے پیراڈائم کے لیے فلسفیانہ بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔فلسفہ تحقیق کے رائج تصورات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ فلسفہ تحقیق اثباتیت اور مابعد اثباتیت دونوں میدانوں میں کارآمد ہے۔مقالہ نگار کے مطابق ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو زبان و ادب میں تحقیق کے اس نقطۂ نظر کو اختیار کیا جائے۔	اثباتیت۔عصری تجزیہ۔معنویات۔ ثقافیات۔ عطش دُرّانی
عقیلہ بشیر	مثبت قدروں کا امین: ساحر لدھیانوی	۵۸۱ تا ۵۸۶	ساحر لدھیانوی کالج میں اپنی غزل اور نظم کے حوالے سے جانے پہچانے جاتے تھے۔محبت کا اظہار ان کے کلام میں نمایاں نظر آتا ہے۔وہ محبت اور محبت کے حسن میں یقین رکھتے تھے۔وہ جدید مصنفین کی تحریک سے بھی وابستہ رہے۔وہ ایک مقبول شاعر، ہندی نغمہ نگار اور گیت نگار تھے۔انھوں نے ہندوستانی فلموں کے لیے بے شمار گیت لکھے اور فلم فیئر ایوارڈ (تاج محل ۱۹۶۳ء، کبھی کبھی ۱۹۷۶ء) حاصل کیے۔وہ تعمیری فکر کے حامل ایک اچھے انسان اور شاعر تھے جنھوں نے شاعری کے ذریعے امید کے دیپ روشن کیے۔	جدیدیت۔امرتا پریتم۔فلمی گیت۔ پرچھائیاں۔ عقیلہ بشیر۔
علی محمد خان	مولانا محمد علی جوہر کی شاعری پر ایک نظر	۵۸۷ تا ۶۰۰	مولانا محمد علی جوہر ایک کثیر الجہت شخصیت کے مالک تھے انھوں نے نظمیں اور غزلیں بھی لکھیں، مگر بنیادی طور پر آپ غزل گو تھے۔اس مقالے میں ان کی شاعری کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔	داغ دہلوی۔رام پور۔علی گڑھ۔ برطانوی استعمار۔علی محمد خان
غلام قاسم / مجاہد بلوچ / محمد یوسف خشک	اُردو سفرنامہ نگاری میں بلوچ اہل قلم کی خدمات	۴۱۳ تا ۴۴۲	مضمون میں ان بلوچ مصنفین کا تعارف کروایا گیا ہے جنھوں نے سفرناموں کی صنف استعمال کر کے تمام دنیا کے علاقوں کی، بشمول پاکستان کے مختلف مقامات کی تصویر کشی کی ہے۔	سورج کا شہر۔سجدہ ہر گام پر کیا۔زندگی کا سفر۔چین آشنائی۔ سولجر نامہ
فتح محمد ملک	اقبال اور جمال الدین افغانی	۵۹ تا ۶۸	مقالہ سید جمال الدین افغانی (۱۸۳۹ء۔۱۸۹۷ء) کا عمومی طور پر مسلم دنیا اور خصوصی طور پر علامہ محمد اقبال پر اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔اس ضمن میں تشکیل جدید الٰہیات کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا گیا ہے اور جمال الدین افغانی کے مذہبی اور سیاسی افکار کو ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں دیکھا گیا ہے۔انیسویں صدی کا یہ عظیم مفکر اور سیاسی رہنما آج بھی مسلم دنیا کے لیے غیر متعلق نہیں ہے۔	پنڈت نہرو۔جاوید نامہ۔سامراج دشمنی۔ فتح محمد ملک۔

فتح محمد ملک	بیسویں صدی میں مستعمل منتخب تنقیدی اصطلاحات	۴۴۳ تا ۴۵۰	مضمون میں ادب کی تنقید اور نظریاتی نظام [تھیوری] میں استعمال ہونے والی اہم اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مغرب میں ان نظریات کے استعمال کی ابتداء کے نصف صدی کے اندر ہی اردو میں ان تنقیدی اصطلاحات کا استعمال شروع ہوگیا تھا۔ تاہم، تا حال ان کی اردو شرح بیان نہیں کی گئی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے، چند اہم اصطلاحات کو متعارف کروایا گیا ہے۔	جمالیات۔ لایعنی ڈرامہ۔ جمال پرستی۔ یک زمانی۔ دال۔ مدلول۔ فتح محمد ملک
محمد آصف اعوان	آئن سٹائن اور اوس پنسکی کا چار ابعادی تصور اور اقبال: تحقیقی جائزہ	۱۰۹ تا ۱۲۲	مقالے میں اقبال کے ان اعتراضات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جو انھوں نے آئن سٹائن اور اوس پنسکی کے چار ابعادی تصور پر کیے ہیں۔ آئن سٹائن سے قبل تین جہات طول، عرض اور عمق کا تصور تھا۔ لیکن اس نے ایک اور جہت، زمان (Time) کا اضافہ کیا۔ اس طرح روسی مصنف اوس پنسکی کے نزدیک چوتھے بُعد سے مراد کسی سہ ابعادی شے کی ایسی سمت میں حرکت ہے جو خود اس میں موجود نہ ہو۔ اقبال ان دونوں تصورات پر معترض ہیں کیونکہ اس سے نظریہ جبر کو تقویت ملتی ہے۔	تصور زمان و مکاں۔ چوتھا بُعد۔ ریاضیاتی وقت۔ محمد آصف اعوان۔
محمد ارشد اویسی / میمونہ سبحانی	ون یونٹ کی تشکیل کے بعد مغربی پاکستان لجسلیٹو اسمبلی میں نفاذ اردو کی کوششیں (۱۹۵۶ تا ۱۹۵۸ء)	۱۸۱ تا ۲۰۴	مغربی پاکستان لجسلیٹو اسمبلی مغربی پاکستان ایکٹ ۱۹۵۵ء کے تحت قائم کی گئی۔ اردو کو ایوان کی زبان قرار دیا گیا۔ تاہم ضرورت کے تحت انگریزی، پنجابی، پشتو، سندھی اور بلوچی زبانوں کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔ مقالہ اردو زبان کے حوالے سے اسمبلی کی کارروائی کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	مغربی پاکستان ایکٹ۔ بجٹ اور اردو۔ سینٹ۔ محمد ارشد اویسی / میمونہ سبحانی۔
محمد اشرف کمال	زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت	۴۵۱ تا ۴۵۸	زبان ایک ایسا نظام ہے جس میں آواز [فونیم]، حروف اور علامات کا ایک اہم اور بنیادی کردار ہوتا ہے۔ تلفظ ایک معاشرتی فعل ہے جس کا معاشرے کی جڑ سے تعلق ہے۔ ہر لفظ کا تلفظ اس کی ساخت کا ایسا حصہ ہے جسے تبدیل کرنا فرد کا حق نہیں۔ املا کی مدد سے تلفظ کی صحت یقینی بنائی جاتی ہے۔ تاہم بول چال کے دوران تحریر اور تلفظ میں کچھ فرق آسکتا ہے۔ اس مضمون میں تحریر اور تلفظ کے باہمی تعلق اور لسانی ارتقا میں اہم کردار کی نشاندہی کی گئی ہے۔	حروف تہجی۔ دوحرفی کلمہ۔ فصیح و غیر فصیح۔ محمد اشرف کمال۔

محمد امیر ملک	جنوبی پنجاب کی شعری روایت کا تاریخی، تہذیبی اور لسانی پس منظر	۲۱۹ تا ۲۴۶	جنوبی پنجاب ایک منفرد ثقافت کا حامل ہے۔ اس کی لسانیات اور شعری روایت اپنے جغرافیے اور تاریخ سے جڑی ہوئی ہیں۔ مقالے میں اس خطے کی اردو شاعری کا تاریخی، تہذیبی اور لسانی خطوط پر جائزہ دلیا گیا ہے۔	ریاست بہاول پور۔ آریا۔ سکندر۔ ملتان۔ محمد امیر ملک۔
محمد جنید ندوی	اردو زبان میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی علمی خدمات: ایک تعارف	۶۱۷ تا ۶۲۸	ڈاکٹر محمود احمد غازی (۱۹۵۰ء۔۲۰۱۰ء) اسلامی دنیا کے ایک بڑے مفکر تھے۔ انھوں نے اردو، انگریزی اور عربی زبان میں لکھا۔ اس مقالے میں ان کی سوانح بیان کرنے کے بعد اردو زبان میں آپ کی تحریروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد۔ مولانا عبدالقادر رائے پوری۔ محمد جنید ندوی۔
محمد حامد علی	اشاریہ سازی اور ادبی رسائل و جرائد کے مطبوعہ اشاریوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۵۱ تا ۲۶۰	اشاریہ کی مدد سے رسائل و جرائد، کتب اور اخبارات کی ورق گردانی کی بجائے مختصر وقت میں اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مقالے میں اشاریہ سازی کے ان اصولوں کو بیان کیا جارہا ہے جن کو مدنظر رکھ کر اشاریہ سازی کی جانی چاہیے۔	آلاتِ تحقیق۔ اشاریہ۔ مصنف وار۔ موضوع وار۔ محمد حامد علی۔
محمد سلیم خالد	تفسیر سرسید کا فنی، ادبی اور لسانی مطالعہ	۳۳۳ تا ۳۵۰	سرسید پر سائنس اور عقل پرستی کا غلبہ تھا۔ اس کا اظہار تفسیر میں بھی ہوا۔ مقالے میں سرسید کے عقلی اور سائنسی تصور کی ہی روشنی میں تفسیر سرسید کا فنی، ادبی اور لسانی جائزہ لیا جارہا ہے۔	تفسیر القرآن۔ اسلوبِ تفسیر۔ علم الکلام۔ تعقل۔ محمد سلیم خالد۔
محمد سلیمان اطہر	اردو رسم الخط میں ہائے دوچشمی (ھ) کی حیثیت اور استعمال: ایک تنقیدی جائزہ	۴۶۷ تا ۴۷۶	اردو رسم الخط، عربی، فارسی ہے۔ جہاں تک اردو زبان کی اصوات کا تعلق ہے اس میں ہندی کی گیارہ ہائیہ آوازیں ہیں۔ اردو رسم الخط میں چھ مزید ہائیہ آوازیں ہیں۔ جو ہندی رسم الخط میں نہیں ہیں۔ اردو رسم الخط میں ہائیہ آوازوں کی چار مختلف شکلیں اور نام ہیں یعنی ہائے حطی، ہائے ہوز، ہائے دوچشمی اور ہائے مختفی۔ ان میں سے صرف ہائے حطی (ح) اور ہائے ہوز (ہ) کا اردو حروف تہجی میں مقام متعین ہے۔ اس لیے انھیں ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنا غلط ہوگا۔ اس مقالے میں ہائے دوچشمی کی حیثیت اور استعمال کا تنقیدی جائزہ دلیا گیا ہے۔	علم صوتیات۔ لینگوا فرینکا۔ خطِ نستعلیق۔ محمد سلیمان اطہر۔

محمد فخر الحق نوری	راشد بنام صفیہ (چند غیر مطبوعہ خطوط)	۴۸۹ تا ۵۳۰	ن۔م۔راشد نے اپنی پہلی بیوی صفیہ سلطانہ کے نام بڑی تعداد میں خطوط تحریر کیے۔یہ خطوط اس حوالے سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کہ راشد کی گھریلو اور ازدواجی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔کئی برس پہلے ان میں سے بعض خطوط ایک مجلہ میں شائع ہوئے تھے۔اس مقالہ میں ان خطوط کا جائزہ لیا گیا ہے۔	نسرین راشد۔یاسمین راشد۔شاہین راشد۔شہریار راشد۔محمد فخر الحق نوری۔
محمد نعیم	ابن الوقت پر تنقید کا تجزیاتی مطالعہ	۳۵۱ تا ۳۶۰	اس مقالے میں ''ابن الوقت'' پر ہونے والی تنقید کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔اس ناول سے متعلق زیادہ تر تنقید ناول کو محض سماجی اور سرسید کے پس منظر میں دیکھتی ہے جو کہ مکمل سچائی نہیں ہے۔	سرسید۔علی گڑھ۔حجۃ الاسلام۔محمد نعیم۔
محمد یار گوندل	غالب کے بعض بیانات کا تنقیدی جائزہ	۲۷ تا ۵۸	مقالے میں غالب کے متضاد بیانات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔غالب عمر بھر اپنی انا کے خول میں بند رہے۔اسی لیے ان کی شخصیت اور فن، بیانات میں تضاد در آیا ہے۔معاملہ چاہے ان کے عقیدے کا ہو یا کلکتہ کے سفر کا، اردو شاعری کا ہو یا جنگ آزادی کا، دستنبو کا ہو یا مذہب کا،غرض ہر بیان میں غالب کے ہاں تضادات کا ملنا مشکل نہیں۔	سفر کلکتہ۔مالک رام۔گل رعنا۔بنارس۔محمد یار گوندل۔
نذر خلیق	خواب سرشار: تحقیق وتنقید	۲۹۹ تا ۳۱۲	''خواب سرشار'' محسن خان پوری کا مزاحمتی اور ہجویہ قصیدہ ہے جو ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا۔اس مقالے میں اس قصیدہ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	نواب آف ریاست بہاول پور۔پولیٹکس آف بہاول پور۔نذر خلیق۔

معیار: ۸ (۲۰۱۲ء)

مدیر: رشید امجد، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد اویسی/ میمونہ سبحانی	تحاریک استحقاق اور نفاذ اردو	۸۵ تا ۱۱۸	اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلے میں اراکین اسمبلی نے مختلف انداز میں آواز بلند کی اور حکومت کو اہم آئینی اور قومی فریضے کی بجاآوری کی طرف متوجہ کیا۔ اردو کے نفاذ کے لیے مسودات قانون پیش کیے، قانون سازی کے دوران میں ترامیم کے نوٹس اٹھائے، قراردادیں پیش کیں، پوائنٹ آف آرڈر پر قومی زبان کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کی۔ اردو سے بے اعتنائی پر احتجاجا واک آؤٹ کیا۔ اردو میں ایجنڈا مہیا کرنے کا مطالبہ کیا۔ کورم نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ اراکین اسمبلی کی اکثریت انگریزی نہیں سمجھتی، تحریک التوائے کار پیش کی گئیں۔ اسمبلی میں اردو ذریعہ اظہار پر سپیکر کی رولنگ اور اردو کے نفاذ کے سلسلے میں معزز اراکین کی طرف سے استحقاق کی تحریکیں بھی زیر بحث آئیں۔ اس مقالے میں اردو کے نفاذ کے حوالے سے جو تحاریک استحقاق ایوان اسمبلی میں پیش کی گئیں ان پر احاطہ کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جا رہی ہے۔	ارشد اویسی۔ میمونہ سبحانی۔ تحریک استحقاق۔ نفاذ اردو۔ ارشد اویسی۔ میمونہ سبحانی۔

ارشد معراج	آزادیٔ اظہار کے جدید تصورات	۲۵۹ تا ۲۷۲	آزادیٔ اظہار انسان کا اساسی اور امتیازی حق ہے۔ اس کے بغیر انسان کے دوسرے حقوق خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ آزادیٔ اظہار کے بارے میں مباحث روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں اور اس کی ہمہ جہت توسیع ہوتی جا رہی ہے۔ اکیسویں صدی میں آزادیٔ اظہار ایک سلگتا مسئلہ ہے۔ انتہا پسندی اور عدم برداشت کا شکار پاکستانی معاشرے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس مقالے میں آزادیٔ اظہار کے جدید نظریات وخیالات کو پیش کیا گیا ہے کیونکہ آزادیٔ اظہار ادب اور ادبی مطالعہ کا بنیادی نکتہ ہے۔	ارشد معراج۔ آزادیٔ اظہار۔ جدید نظریات۔ ارشد معراج۔
اصغر علی بلوچ	گلستانِ سعدی کے انگریزی تراجم	۲۳۳ تا ۲۳۸	شیخ سعدی کا شمار فارسی زبان کے عظیم شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی علم و ادب کی شمع روشن کرنے میں صرف کر دی اور اب یہ شمع آپ کے ادبی مقام و مرتبے کو جلا بخش رہی ہے۔ گلستان سعدی کے بے شمار تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہوئے۔ مشرق ومغرب کی کوئی ایسی زبان نہیں جس میں اس کے بارے میں نہ لکھا گیا ہو۔ بوستان، تصنیف ۶۵۵ھ/۱۲۵۷ء کے دو ایک سال بعد گلستان لکھی گئی۔ درحقیقت یہ دونوں شہرۂ آفاق کتابیں ہیں ویسے تو ان کے علاوہ پند نامہ، غزلیں، صاحب نامہ، مقطعات اور رباعیات ومفردات کی صورت میں سعدی شیرازی کا کلام متنوع صورتوں میں موجود ہے لیکن گلستان سعدی کی حیثیت باقی نگارشات سے زیادہ وقیع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے باقی تصنیفات کی نسبت زیادہ تراجم کیے گئے ہیں۔ اس مقالے میں انہی تراجم کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اصغر علی بلوچ۔ گلستانِ سعدی۔ فارسی شاعری کے تراجم۔ اصغر علی بلوچ۔

آغا ناصر	بلوچستان میں اردو کے فروغ کی سیاسی و سماجی وجوہات	۲۷۳ تا ۲۹۲	بلوچستان کی قدیم تاریخ، تہذیب اور ادبی روایات کو اب منظم کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں محقق نے بلوچستان میں اردو کے خصوصی حوالے کے ساتھ ان تاریخی اور ادبی شواہد کو تلاش کیا ہے جو اسلامی کیلنڈر کے آغاز سے اب تک کے لسانی، تاریخی اور ادبی ورثے کی واضح تصویر کشی کرتے ہیں۔	آغا ناصر۔ بلوچستان میں اردو۔
ثوبیہ نسیم / شفیق احمد	کلیاتِ ظہور نظر کی تدوین: ماخذ و مسائل	۱۲۹ تا ۱۴۴	ظہور نظر بہاولپور میں اردو کے نامور شاعر تھے۔ وہ ترقی پسند تحریک سے وابستہ ان شعراء و ادباء میں سے تھے جن کے نزدیک ادب اور سیاسی نعرے میں اتنیاز ضروری تھا۔ اپنے پسماندہ علاقے تک محدود رہنے کے باعث وہ ادبی منظر نامے پر زیادہ نمایاں نہ ہو سکے۔ اس تحقیقی مقالے میں ان کے کام کو بڑی محنت اور دلچسپی سے جمع کیا گیا ہے۔	ثوبیہ نسیم۔ شفیق احمد۔ ظہور نظر۔ بہاولپور۔ کلیاتِ ظہور نظر۔

رابعہ سرفراز	ایڈورڈ سعید کے تنقیدی نظریات کا تجزیاتی مطالعہ	۲۲۵ تا ۲۳۲	ایڈورڈ سعید ایک نامور نقاد ہے جنھوں نے مغرب کی خاص طور پر امریکی میڈیا کا اسلام کے بارے میں رویے کی واضح اور مکمل تصویر پیش کی۔ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں مغرب کا علم حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ مغربی میڈیا مسلمانوں اور عربوں کو تیل سپلائی کرنے والے اور دہشت گردوں کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کی زندگی اور جذبات کے حوالے سے بہت کم معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اسلامی دنیا سے متعلق محدود اور اصلیت سے دور خاکے پیش کیے جاتے ہیں۔ مغربی میڈیا آزادی خیالات۔ جمہوریت اور ترقی کے نام پر اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اگر میڈیا مغرب کو اس طرح پیش کرے جس طرح مغرب اسلام کو پیش کرتا ہے تو کوئی بھی اس رویے کو برداشت نہ کرے۔ ان کی رپورٹیں اور پروگرامز نہ صرف عام آدمی کے لیے نہیں بلکہ حکومت اور سیاستدانوں کے لیے بھی ہیں تاکہ وہ ان کی روشنی میں اپنی پالیسیاں مرتب کریں۔ اس مقالے میں ایڈورڈ سعید کے اسلام، مغربی اور عربی مغربی میڈیا کے حوالے سے ان کے نظریات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	رابعہ سرفراز۔ ایڈورڈ سعید۔ مغربی میڈیا۔
رشید امجد	ابتدائیہ	۷ تا ۸	موجودہ دور میں ہر چیز یہاں تک کہ تعلیم بھی مارکیٹ اکانومی سے جڑی ہوئی ہے۔ زبانوں کے طلبا و طالبات کے لیے مارکیٹ میں زیادہ جگہ نہیں ہے لیکن تعلیمی ادارے کاروباری ادارے نہیں ہیں اور زبان و ادب کی تعلیم کی اپنی اہمیت ہے۔ اس لیے ایچ ای سی اور دیگر سرکاری اداروں کو زبان و ادب کے فروغ کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔	رشید امجد۔ تعلیم۔ مارکیٹ اکانومی۔ زبان و ادب

روش ندیم	احمد ندیم قاسمی کی ترقی پسند تحریک	۳۷۵ تا ۳۸۰	ترقی پسندی بذات خود کوئی فلسفہ نہیں بلکہ ایک فکری رویہ ہے جو کسی دوسرے رویے کے تضاد میں متشکل ہوتا ہے۔ یہ انسان کو فطرت اور سماج کی سنگینیوں اور جبریت سے نکال کر آگے کی طرف بڑھاتا ہے۔ گویا تاریخ کے پہیے کو اگلے مراحل کی طرف لے جانے کا نام ترقی پسندی ہے۔ احمد ندیم قاسمی مسلمان ترقی پسند تھے۔ انھوں نے حقیقت نگاری کو اپنے تخلیقی اظہار کے لیے استعمال کیا۔ حقیقت نگاری نے انھیں شناخت اور اسلوب دیا۔ وہ کبھی کمیونسٹ نہ رہے لیکن ان کے مذہبی عقائد کبھی ان کی ترقی پسندی میں رکاوٹ نہ بنے۔ اس مقالے میں ان کی ترقی پسند نظم کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	سعدیہ طاہر۔ احمد ندیم قاسمی۔ ترقی پسند تحریک
سعدیہ طاہر	احمد ندیم قاسمی: تخلیقی عمل یا تخلیقی واردات	۳۸۱ تا ۳۴۸	یہ مقالہ احمد ندیم قاسمی کی تخلیقی واردات یا تخلیقی عمل کو سمجھنے اور اس کا تجزیہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ مطالعہ قاسمی کی تخلیقی زندگی کے مختلف ادوار میں لکھی گئی نظموں پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں ترقی پسند تحریک کے مصنفین کی سرگرم راہنمائی کے دور میں وہ مارکسی نظریات کے حامی رہے۔ بعد ازاں ترقی پسند تحریک سے علیحدگی کے بعد آہستہ آہستہ وہ تخلیقی عمل میں تخلیقی واردات (الہام) کے کردار پر یقین کرنے لگے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ ان کا مارکسی نظریات سے بیزاری کا اظہار اور عقل پر وجدان (الہام) کی برتری کا اظہار ہے۔	سعدیہ طاہر۔ احمد ندیم قاسمی۔ ترقی پسند تحریک۔

شبیر احمد قادری	اردو تذکروں میں ذکرِ سودا	۷۳ تا ۸۴	اردو شاعری کی مانگ میں جن اہم سخن وروں نے سیندور بھرا، ان میں سے ایک اہم نام میرزا محمد رفیع سودا کا بھی ہے۔ میر اور سودا نے اردو شاعری کو ایہام گوئی کی دلدل سے نکال کر ایک بامعنی سرگرمی کے طور پر متعارف کرایا ان سے پہلے حاتم، ولی اور مرزا مظہر جانِ جاناں بعض رکاوٹوں کو دور کر کے صاف گوئی کے لیے رستہ ہموار کرنا شروع کر چکے تھے مگر یہ سودا ہی تھے جنھوں نے اپنی شاندار شخصیت اور جان دار کلام کے ذریعے اردو شاعری کو نئی بلندیوں سے متعارف کرایا۔ سودا نے غزل، قصیدہ اور مثنوی کے علاوہ بعض اصنافِ سخن کو پہلی بار گدگدایا۔ اردو قصیدہ میں سودا نے جن امکانات کو تلاش کیا ان کے بعد ان امکانات میں کوئی شاعر اضافہ نہیں کر پایا۔ یہ مقالہ نکات الشعرا سے 'گلِ رعنا' تک لکھے گئے تذکروں میں سودا کے بارے میں خیالات کا تجزیہ کرے گا۔ بعض تذکروں نے ان کی شان میں قصیدے لکھے جبکہ بعض نے ان پر تنقید بھی کی۔ اس مقالے میں دونوں آرا کو پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	شبیر احمد قادری۔ سودا۔ اردو تذکرے۔ نکات الشعراء۔ گلِ رعنا
طاہر مسعود	بوڑھا اور سمندر (ہیمنگوے): ایک تجزیاتی مطالعہ	۴۰۹ تا ۴۱۶	اس ناول میں کیوبا کے ایک بوڑھے مچھیرے کی کہانی سنائی گئی جو گلف ندی پر مچھلیاں پکڑنے جاتا ہے مگر ناکام لوٹتا ہے۔ کہانی کا پلاٹ انتہائی سادہ اور خطِ مستقیم کی مانند سیدھا ہے۔ اس ناول میں یہ دکھایا گیا ہے کہ خطرے سے بھڑ جانا ہی خطرے سے نجات کا باعث ہے اور انسان اپنے کردار کی تعمیر میں خود مختار ہے۔	طاہر مسعود۔ ارنسٹ ہیمنگوے۔ بوڑھا اور سمندر

ظہور احمد اظہر	ہجرت حبشہ عربی ادب میں	۲۰۱ تا ۲۱۴	عرب اور شاعری ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں، کوئی شاعرانہ فکر کسی بھی صاحبِ دل عرب کو اپنی طرف متوجہ کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بلند فکر اور گہرے معنی اگر کسی عرب کے دل و دماغ میں سما جائیں تو زبان کے راستے الفاظ کے قالب میں ڈھلے بغیر بھی نہیں رہیں گے۔ ہجرت حبشہ نے جہاں شاندار تاریخ بنائی ہے وہاں عربی زبان وادب کو بھی بہت کچھ نہ سہی مگر کچھ نہ کچھ ضرور دیا ہے۔ اس ضمن میں عربی نثر اور نظم کے جو نمونے اور شہ پارے میسر آئے ان اقتباسات میں دیے گئے ہیں۔ ان میں قرآنی، احادیث نبوی، اقوال، خطبات اور مکتوبات کے علاوہ ہجرت حبشہ کے حوالے سے وجود میں آنے والے شعری قطعات بھی شامل ہیں۔	ظہور احمد اظہر۔ عربی ادب۔ ہجرت حبشہ۔ کریمہ نجاشی۔ عبداللہ بن حارث
عبدالغفور/ عبدالرحمن یوسف خان	عربی ادب میں متنبی کا مقام	۲۱۵ تا ۲۲۴	عربی ادب میں متنبی کو بلند مقام حاصل ہے۔ متنبی نے شاعری اور فلسفہ کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کیا اور اپنی بیشتر توجہ معنی پر صرف کی نیز شاعری کو ان بندشوں سے رہائی دی جن میں ابوتمام اور اس کے ہم نواؤں نے قید کر دیا تھا۔ اس نے عربی شاعری کو مخصوص قدیم عربی سے نکالا، یہی شخص عربی شاعری میں رومانی طرز انشاء کا قائد ہے۔ اس نے اپنی شاعری میں حکم وامثال کو جگہ دی، جنگ کے وصف میں جدت طرازی، عرب کی دیہاتی عورتوں سے تشبیہ، حسن تشبیہ، ایک شعر میں دو ضرب الامثال لے آنا، حسن گریز، مدح کا انوکھا انداز ان کی شاعری کی خصوصیات ہیں۔ ان کا اسلوب ایک عام آدمی کے لیے بھی پرلطف اور قابلِ فہم ہے۔	عبدالغفور بلوچ۔ عبدالرحمن۔ یوسف خان۔ عربی ادب۔ متنبی

عظمت رباب	کلامِ غالب (اردو) کے مآخذ	۱۷۵ تا ۱۸۸	غالب اردو کے عظیم شاعر ہیں۔کلام غالب کے ترتیب دینے والے مرتبین کے پیش نظر ان کے تمام نسخے نہیں رہے۔کسی محقق ومرتب کے سامنے ایک یا چند نسخے تھےتو دیگر محققین ومرتبین نے دوسرے نسخوں کے مطابق کلام کو ترتیب دیا۔غالب کے کلام کے بہت سے مآخذ ہیں جو کہ مکمل کسی کے پاس نہ تھے،یا تو انھیں ان مآخذ کا علم نہ تھایا اگر علم تھاتو ان تک رسائی ممکن نہ ہو سکی۔تمام مآخذ کے سامنے نہ ہونے کی صورت میں متن سے متعلق بہت سے اختلافی مسائل جنم لیتے ہیں۔اس مقالے میں مختلف مآخذ کو ترتیب سے پیش کر دیا گیا ہے۔یہ زمانی ترتیب قلمی نسخوں کی کتاب کے حوالے سے ہے۔	عظمت رباب۔ کلام غالب کے مآخذ۔
علمدار حسین بخاری	نوآبادیاتی تاریخی ڈسکورس اور فکشن: مماثلتیں اور امتیازات	۶۳ تا ۷۲	تاریخ لکھنے والا اور فکشن نگار مختلف کام کرتے ہیں لیکن ان میں بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔تاریخ اور کہانی کا ساتھ بہت طویل عرصے سے ہے۔اس مقالے میں تاریخ نگار اور کہانی نگار کی مماثلتوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔معاصر تاریخ نگار اور کہانی نگار دونوں اپنے عہد کے بڑے بڑے واقعات کو اپنی تحریروں کا موضوع بناتے ہیں۔	علمدار حسین بخاری۔ تاریخ نگاری۔ فکشن۔ تاریخی ڈسکورس۔ برِعظیم۔نوآبادیات۔
علی محمد فرشی	ضیاء جالندھری کی نظم ''بڑا شہر'' کا تجزیاتی مطالعہ''	۳۸۵ تا ۳۸۸	ضیاء جالندھری جدید شاعری میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ان کی نظم ''بڑا شہر'' بہت منفرد نوعیت کی نظم ہے۔علی محمد فرشی نے اس نظم کا فکری و فنی تجزیہ کیا ہے۔	علی محمد فرشی۔ ضیاء جالندھری۔ جدید نظم۔بڑا شہر۔
عمران ازفر	مغربی پنجاب پر مسلم اور انگریز معاشرت کے اثرات	۳۳۵ تا ۳۶۸	پنجاب بہت زرخیز، لہلہاتے کھیتوں اور قدیم تہذیب کی سرزمین ہے۔اس مقالے کا بنیادی مقصد مغربی پنجاب میں تاریخ کی دو بڑے ادوار میں آنے والی اقوام،مسلمانوں اور انگریزوں کے اس خطے پر مرتب ہونے والے فکری،سماجی اور تہذیبی اثرات کا جائزہ لینا ہے۔اس میں پہلے ہندوستان پر مسلمانوں کی آمد کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس کے بعد پنجاب کے سماجی، معاشرتی اور جغرافیائی منظرنامے پر بحث کی گئی ہےاور ان تمام عوامل کے نتیجے میں جنم لینے والی تہذیب کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عمران ازفر۔ مغربی پنجاب۔ مسلم معاشرت۔ انگریز معاشرت۔

غلام عباس گوندل	کیٹلار کی قواعد کچھ نئی دریافتیں	۱۵۹ تا ۱۷۴	جان جوشوا کیٹلار اردو کے پہلے قواعد نویس ہیں کلیدی الفاظ ان کی کتاب ''ہدایت زبان ہندوستانی و فارسی مع ان کی تعریف و مطابقت فعل نیز ہندوستانی اور ڈچ پیالوں اور اوزان کا موازنہ اور چند مسلمان ناموں کے معنی'' ۱۶۹۸ء میں شائع ہوئی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب لاطینی میں لکھی گئی اور کچھ ہندوستانی لفظ متن میں شامل کر دیے گئے۔ یہ گرامر کی کتاب ہے لیکن اس میں ایک بڑا حصہ لغت پر بھی مشتمل ہے۔ اس کتاب کے تین نسخے دستیاب ہوئے ہیں اس مقالے میں کیٹلار کے حالات زندگی اور اس کے قواعد کی تحقیقات کا تاریخی جائزہ لیا گیا ہے۔	غلام عباس گوندل۔ جان جوشوا کیٹلار۔ کیٹلار کی لغت و قواعد نویسی۔
فتح محمد ملک	علامہ اقبال اور آج کی عرب دنیا	۱۸۹ تا ۲۰۰	اس مقالے میں آج کی عرب دنیا کے حوالے سے اقبال کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اقبال کی شاعری اور نثر نے معاصر عرب نوجوانوں کو کس طرح متاثر کیا اس حوالے سے مطالعہ کرنے کے لیے مصنف نے عرب علماء کے خیالات کو پیش کیا۔ اقبال کے خیالات اور شاعری سے عرب بہت متاثر ہوئے۔ اقبال کی شاعری کے تراجم آج کی عرب دنیا میں اقبال سے فیض پانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں۔	فتح محمد ملک۔ علامہ اقبال۔ عرب علماء۔ فاطمہ بنت عبداللہ
فرخندہ امین	ترجمہ اور تشکیل اسالیب	۳۶۹ تا ۳۷۴	ترجمہ آسان کام نہیں ہے کیونکہ دوسری زبانوں کے صرف الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا جاتا بلکہ مکمل مفہوم کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے۔ اس مقالے میں ترجمے کے متعلق مختلف ادیبوں کی آراء پیش کی گئی ہیں اور ترجمے کے حوالے سے سامنے آنے والے مسائل اور مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ترجمہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس زبان سے ترجمہ کر رہا ہو اس زبان میں لکھنے والے ادیبوں کے اسلوب سے آگاہ ہو۔	فرخندہ امین۔ فن ترجمہ۔ اسالیب۔ ترجمے کی ضرورت۔ ترجمے کے مسائل
فضیلت بانو	مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (مرتبہ جمیل جالبی) کی ترتیب و تنظیم: تجزیاتی مطالعہ	۳۱۹ تا ۳۲۸	ڈاکٹر جمیل جالبی کو تحقیق، تنقید اور ادبی تاریخ نویسی میں اہم مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی دریافت ان کا اہم کارنامہ ہے۔ اس مقالے میں مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (مرتبہ جمیل جالبی) کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے جس میں کتاب کے مندرجات اور اسلوب کے حوالے سے بھی بحث کی گئی ہے۔	فضیلت بانو۔ جمیل جالبی۔ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

قاسم یعقوب	ادبی تاریخ نویسی میں نظریاتی مباحث کا مسئلہ	۳۲۹ تا ۳۳۴	ادبی تاریخ وتنقید کا ایک اہم موضوع ہے۔ تاریخ ادب اردو۔ ہندوستان کی سماجی تاریخ کی طرح واضح نہیں ہے۔ جب ادبی تاریخ کا جائزہ ادبی رجحانات کے حوالے سے لیا جاتا ہے تو اس میں تاریخی تسلسل خود بخود آ جاتا ہے۔ اس مقالے میں ادبی تاریخ نویسی میں نظریہ سازی، ادوار کی تقسیم اور متون کی نفسیاتی تشکیل میں کارفرما عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	قاسم یعقوب۔ ادبی تاریخ نویسی۔ نظریاتی مباحث۔ نظریہ سازی
کامران عباس کاظمی	مضامین منٹو میں عصری آگہی	۲۹۳ تا ۳۰۴	سعادت حسن منٹو اردو کے اہم افسانہ نگار ہیں۔ اردو افسانہ نگاری کی تاریخ میں منٹو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ منٹو کی تصانیف کا اہم موضوع ان کا عہد اور اس کے مسائل ہیں۔ منٹو کے موضوعات کا تنوع اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ اس مقالے میں منٹو کی تصانیف میں عصری آگہی پر بحث کی گئی ہے اور ان کے انسانوں، مضامین اور دیگر تصانیف میں عصری مسائل پر ان کے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔	کامران عباس کاظمی۔ سعادت حسن منٹو۔ عصری آگہی
کوثر محمود	خوشبو کی حقیقت	۴۳۹ تا ۴۵۸	یہ ایک سائنسی موضوع ہے جس کو آسان اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں خوشبو کی سائنسی توضیحات پیش کی گئی ہیں۔ خوشبوئیں کس طرح انسان کو متاثر کرتی ہیں اور ہر انسان اپنی شخصیت کے مطابق خوشبو پسند کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف خوشبوؤں کی درجہ بندی بھی کی گئی ہے اور خوشبو سازی کی صنعت کے بارے میں بھی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔	کوثر محمود۔ خوشبو۔ اروما تھراپی
محمد پرویش شاہین	زبانوں کی وادی: شیشی کوہ	۱۱۹ تا ۱۲۸	چترال خیبر پختونخواہ میں واقع ایک بڑا اور حسین صوبہ ہے۔ اس میں بہت سی وادیاں ہیں جن میں سے ایک شیشی کوہ ہے۔ شمالی علاقوں میں قدیم آریائی زبانیں آج بھی موجود ہیں۔ اس مقالے میں وادیٔ شیشی کوہ میں بولی جانے والی زبانوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	محمد پرویش شاہین۔ چترال۔ شمالی علاقہ جات۔ شیشی کوہ

محمد خان اشرف	جدیدیت کے چار تناظر	۹ تا ۱۶	جدیدیت ایک متنازع اصطلاح ہے۔جدیدیت کی روایت کا مطالعہ بھی مختلف نقادوں کے یہاں مختلف ادوار سے شروع ہوتا ہے اس لیے جدیدیت کی حتمی تعریف اور حد بندی ممکن نہیں ہے۔ اس کی تشریح کی جا سکتی ہے۔ اس مقالے میں جدیدیت کے چار تصورات پیش کیے گئے ہیں۔ روایتی جدیدیت، تاریخی جدیدیت، عینی جدیدیت اور فنی جدیدیت۔	محمد خان اشرف۔ جدیدیت۔ روایتی جدیدیت۔ تاریخی جدیدیت۔ عینی جدیدیت۔ فنی جدیدیت
محمد سفیر اعوان	خس وخاشاک زمانے: ایک مابعد جدید تجزیہ	۳۹۷ تا ۴۰۸	یہ مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''خس وخاشاک زمانے'' پر ایک تبصراتی مقالہ ہے۔ اس میں ناول کے اہم موضوعات، مباحث، کہانی کی ہیئت، کردار نگاری اور ہیرو کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔مبصر نے ناول کے کچھ حصوں کا مابعد جدیدیت کے حوالے سے تجزیہ کیا ہے۔	محمد سفیر اعوان۔ مستنصر حسین تارڑ۔ خس وخاشاک زمانے۔ مابعد جدیدیت۔
ممتاز احمد خان	خس وخاشاک زمانے اور نئے آدم کی تلاش	۳۸۹ تا ۳۹۶	مستنصر حسین تارڑ ایک معروف ناول نگار ہیں جنھوں نے ''راکھ''، ''بہاؤ''، ''قربت مرگ میں محبت''، ''ڈاکیہ اور جولاہا'' جیسے ناول تخلیق کیے۔ ''خس وخاشاک زمانے'' میں ناول نگار نے عہد جدید کے انسان کا غم، غصہ اور صدمات پیش کیے ہیں۔ تارڑ نے ان کی زندگیوں کا بڑی گہرائی سے مشاہدہ کیا ہے۔ ناول بیسویں صدی کے سماجی اور سیاسی منظرنامے کا احاطہ کرتا ہے۔ جاٹ برادری کی اجتماعی نفسیات بشمول سکھ اس ناول میں پیش کی گئی ہے۔	ممتاز احمد خان۔ خس وخاشاک زمانے۔ مستنصر حسین تارڑ۔
محمد آصف	جدید صنعتی مزدور غزل گو: تنویر سپرا	۳۰۵ تا ۳۱۸	تنویر سپرا جدید صنعتی مزدور غزل گو شاعر ہیں۔ پاکستان میں آمریت اور برسر اقتدار طبقے کے خلاف چلنے والی صنعتی مزدور اور جمہوری تحریکوں سے وابستگی تنویر سپرا کی زندگی، شخصیت اور شاعری کی تشکیل وتعمیر میں اہم ترین بنیادی عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ پاکستان کے جدید صنعتی محنت کشوں میں سے ابھرنے والے ایک منفرد جدید حقیقت پسند شاعر ہیں۔ ''لفظ کھردرے'' ان کی واحد شعری تخلیق ہے جو بااعتماد انسانوں بلکہ پسے ہوئے عوام اور مزدوروں کا ''تیز نغمہ'' ہے۔ اس مقالے میں ان کی شاعری، اسلوب اور موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔	محمد آصف۔ تنویر سپرا۔ صنعتی مزدور۔ جدید غزل۔

ناصر عباس نیر	ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ ہائیڈل برگ یونی ورسٹی جرمنی میں موجود نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات	۴۳ تا ۶۲	یہ مقالہ مصنف کے پوسٹ ڈاکٹریٹ تحقیق کا ایک حصہ ہے۔ اس میں نوآبادیاتی اردو نصابات کی توضیحی کتابیات شامل ہیں۔ (منتخب نصابی کتب کا تجزیہ اور نوآبادیاتی تناظر میں ان کی وضاحت کی گئی ہے)۔ جنوبی ایشیا انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں جنوبی ایشیا سے متعلق پونے تین لاکھ کے قریب کتب اور رسائل موجود ہیں۔ نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات لائبریری کے نول کشور ذخیرہ میں موجود ہیں اور مابعد نوآبادیات کے مطالعے کی ضرورت اور اہمیت واضح کرتی ہے۔	ناصر عباس نیر۔ نوآبادیاتی عہد۔ اردو نصابات۔ ہائیڈل برگ یونی ورسٹی۔ نول کشور۔
نجیب جمال	ریاست بہاولپور میں ادبی اظہار کے قرینے	۱۷ تا ۴۲	ریاست بہاولپور متحدہ ہندوستان کی دوسری بڑی ریاست ہے جو ۱۹۲۷ء میں نواب صادق محمد خان نے قائم کی۔ نواب صادق کے بیٹے نواب بہاول نے بہاول پور شہر کی بنیاد رکھی۔ اس مقالے میں ریاست بہاولپور کی ادبی روایت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ ریاست بہاولپور کے قیام سے ہی یہاں علم و ادب کی ترویج کے لیے بہت کام ہوا۔ بہاولپور کے اردو شاعروں اور نثر نگاروں نے مختلف اصناف اور ہیئتوں کو اپناتے ہوئے ادب کے ذخیرے میں بیش بہا اضافے کیے۔	نجیب جمال۔ ریاست بہاولپور۔ نواب صادق خان۔ نواب بہاول۔ ادبی اظہار
یٰسین آفاقی	اردو تنقید میں روایت کا تصور	۱۴۵ تا ۱۵۸	اردو ادب میں کئی ایسے موضوعات موجود ہیں جن کے مفہوم کا حتمی تعین نہیں کیا جا سکا ان میں سے ایک مسئلہ روایت کا بھی ہے۔ اردو ادب میں جدید رجحانات کی آمد کے ساتھ ہی روایت کی بحث کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس مقالے میں مصنف نے مختلف نقادوں کے نقطۂ نظر سے روایت کا تصور واضح کرنے کی کوشش کی ہے جن میں ایلیٹ، حسن عسکری، انیس ناگی اور سلیم احمد کے نظریات شامل ہیں۔	یٰسین آفاقی۔ روایت۔ اردو تنقید۔ ٹی ایس ایٹ کا تصور روایت۔ حسن عسکری۔ انیس ناگی۔ سلیم احمد

معیار:۹(۲۰۱۳ء)

مدیر: رشید امجد، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
ارشد محمود ناشاد	جامعات میں السنۂ شرقیہ کی تدریس: تاریخ، مسائل اور امکانات	۸۱ تا ۸۶	اس مضمون میں مقالہ نگار نے جامعات میں شرقی زبانوں کی تدریس کی اہمیت واضح کی ہے اور تدریس کے مقاصد کے تعین کی کوشش کی ہے۔مصنف کا خیال ہے کہ زبانیں ایک دوسرے سے زیادہ استفادہ کر کے اقوام کے مابین اجنبیت کی موجودہ فضا کو ختم کر سکتی ہے۔مصنف کا خیال ہے کہ واضح مقاصد، سہل نصاب اور موثر طریقہ تدریس اختیار کر کے زبانوں کی تدریس سہل بنائی جا سکتی ہے۔	ارشد محمود ناشاد۔ السنۂ شرقیہ۔ تدریس اردو۔ تدریس زبان۔
اسلم انصاری	برصغیر میں مسلم حکومت اور معاشرے کا تشکیلی دور	۸۷ تا ۹۸	زیرِ نظر مضمون میں مصنف نے برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور مسلمان معاشرے کے مختلف تشکیلی ادوار کا جائزہ لیا ہے۔مصنف نے واضح کیا ہے کہ بعثت اسلام کے بعد برصغیر میں عرب اور بعد از ترک اور افغان مسلمان فاتحین نے اسلامی اقدار اور طرز معاشرت رائج کرنے میں کون کون سی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔	اسلم انصاری۔ معاشرے کا تشکیلی دور۔غزنوی عہد میں علم و ادب۔ قباچہ کا علمی دربار۔ صوفیائے کبار۔
اقبال آفاقی	ارسطو کے تصور شعر و فن کی نئی تشریح	۲۰۹ تا ۲۲۶	ارسطو نے جہاں فلسفہ اور سائنس کے میدان میں اہم کارنامے انجام دیے ہیں وہیں اس نے نظریہ شعر و فن کو مستقل بنیادیں فراہم کیں، شعریات اور قدر شناسی کے معیارات مقرر کیے۔زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے ارسطو کی شعریات سے بحث کی ہے۔	اقبال آفاقی۔ ارسطو۔تصور شعر و فن۔بوطیقا۔ شعریات میں نقالی۔

پروین کلو	گورکی، چیخوف اور سعادت حسن منٹو: ایک تجزیاتی مطالعہ	۳۴۳ تا ۳۵۰	منٹو کے تخلیقی ذہن کی تشکیل میں فرانسیسی اور روسی ادب کا کردار نمایاں ہے۔اس مقالے میں مصنفہ نے تین اہم افسانہ نگاروں کا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ تینوں افسانہ نگار اپنے عصر کی تفہیم میں ایک جیسا ذہن رکھتے ہیں۔ مصنفہ نے تینوں کے اسلوب کے اشتراکات پر بھی بحث کی ہے۔	پروین کلو۔ گورکی۔چیخوف۔ سعادت حسن منٹو۔ انقلاب روس۔
تبسم کاشمیری	انجمن پنجاب کی ایک نایاب رپورٹ (۱۸۶۹ء-۱۸۷۴ء)	۰۹ تا ۴۶	مصنف انجمن پنجاب کے ماخذات کی تلاش کافی عرصہ سے کر رہے ہیں اس ضمن میں چند مصادر دست یاب ہوئے ہیں ان کا عکس موجودہ شمارے میں شائع کیا جارہا ہے۔	تبسم کاشمیری۔ انجمن پنجاب۔ انجمن پنجاب کے ماخذات۔
تبسم کاشمیری	منٹو اور موجودہ انسانی رویے	۳۲۹ تا ۳۳۲	اس مقالہ میں مصنف نے منٹو صدی کے حوالے سے عہد جدید میں منٹو کی فکر کو واضح کرنے کے علاوہ مصنف نے جدید مسائل اور منٹو کے نقطۂ نظر میں ان کی تفہیم کی بھی کوشش کی ہے۔	تبسم کاشمیری۔ سعادت حسن منٹو۔ جدید مسائل اور منٹو۔ ڈیجیٹل انقلاب۔
جواد علی،ترجمہ: عمر فاروق	علم عروض کا آغاز اور نشأت (ایک غیر تقدیسی، معروضی جائزہ)	۱۵۹ تا ۱۸۰	عروض شعر کی میزان ہیں۔ اس مضمون میں مصنف نے علم عروض کے آغاز اور اس کی اصطلاحات پر عربی شاعری کے حوالے سے بحث کی ہے۔مترجم نے پوری کوشش کی ہے کہ اصل مباحث کی روح کو اردو کا قالب پہنایا جائے کیونکہ اردو شعری عروض عربی سے ہی مستعار ہیں۔	جواد علی۔ عمر فاروق۔ علم عروض وزن۔ اصراف۔
حمیرا اشفاق	عزیز احمد کے ناولٹ: تاریخ وتہذیب کی بازیافت	۳۶۵ تا ۳۷۴	عزیز احمد کا تاریخی اور تہذیبی شعور ان کے افسانوی اور غیر افسانوی تحریروں میں جابجا منعکس ہوتا ہے۔بالخصوص ہند مسلم ثقافت پر ان کی توجہ کا مرکز ومحور بنتا ہے۔اس مقالے میں مصنفہ نے عزیز احمد کے ناولٹ کے حوالے سے ان کے تہذیبی اور تاریخی شعور کی بازیافت کوشش کی ہے۔	حمیرا اشفاق۔عزیز احمد۔عزیز احمد کا تہذیبی وتاریخی شعور۔خدنگ جستہ۔ جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں۔

خالد اقبال یاسر	فیض: ایک انسان دوست شاعر	۴۷۵ تا ۴۸۲	فیض کی شاعری کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے واقعی انسانی فلاح کو اپنے فن کا تقاضا سمجھا اور اسے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر ایک فرض کی طرح نبھایا۔ اس مقالے میں مصنف نے فیض کے انسان دوست رویے کا ان کے شعری حوالوں سے جائزہ لیا ہے۔	خالد اقبال یاسر۔ فیض احمد فیض۔ انسان دوستی۔
خالد محمود سنجرانی	پاکستان میں سماجی تبدیلیاں اور منٹو کے افسانے	۳۳۳ تا ۳۴۲	منٹو کو اس کے عہد میں ہر طرح سے مطعون کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اب منٹو فہمی کا آغاز ہو چکا ہے۔ مقالہ نگار نے پاکستان میں آنے والی سماجی تبدیلیوں کا جائزہ منٹو کے افسانوں کی روشنی میں لینے کی کوشش کی ہے۔ منٹو ایسی سماجی تبدیلی کے خلاف ہے جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ مذہب یا تہذیب خطرے میں ہیں۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ منٹو کے خیال میں مذہب یا تہذیب ایسی شے نہیں ہوتی جو کسی خطرے سے دوچار ہو۔	خالد محمود سنجرانی۔ منٹو۔ پاکستانی سماج۔
خالد ندیم	فیض کی اقبال فہمی	۴۸۷ تا ۵۰۰	فیض اپنی تخلیقی زندگی کے آغاز ہی میں اقبال سے متاثر تھے۔ فیض نے اپنے افکار میں جا بجا اقبال کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے فیض کی اقبال فہمی کا جائزہ لیا ہے اور تفہیم اقبال کے نئے در وا کیے ہیں۔	خالد ندیم۔ فیض۔ اقبال۔ اقبال فہمی۔
راشد حمید	اقبال کا تصورِ فن	۲۹۹ تا ۳۱۴	اقبال کے تصورِ فن پر کئی طرح کے مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ مقالہ نگار نے اقبال کی شاعری کے حوالے سے ان کے تصورِ فن کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ مقالہ نگار نے شعری حوالوں سے اقبال کے تصورِ فن پر روشنی ڈالی ہے۔	راشد حمید۔ اقبال۔ اقبال کا تصورِ فن۔
روبینہ شاہین	دلگداز: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ	۴۲۹ تا ۴۳۶	عبدالحلیم شرر نے یوں تو کئی رسائل نکالے لیکن جو مرتبہ و مقام 'دلگداز' کو نصیب ہوا وہ دیگر رسائل کو نہ مل سکا۔ 'دلگداز' نے علم و ادب کی خدمت کے ساتھ ساتھ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ مصنفہ نے 'دلگداز' کی علمی، ادبی اور دیگر خدمات پر اس مقالے میں روشنی ڈالی۔	روبینہ شاہین۔ عبدالحلیم شرر۔ دلگداز۔ مضامین شرر۔
ریحانہ کوثر	نذر سجاد حیدر کی سوانحی تحریریں	۳۹۳ تا ۴۰۲	نذر سجاد حیدر اپنے عہد کی زیرک تخلیق کار تھی۔ مصنفہ نے اس مقالے میں ان کے سوانحی تحریروں کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ اور ان سے ان کی خاندانی زندگی کے علاوہ ان کی سماجی زندگی کو بھی پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	ریحانہ کوثر۔ نذر سجاد حیدر۔ سوانحی تحریریں۔ سجاد حیدر یلدرم۔

زاہد حسن چغتائی	علامہ محمد حسین عرشی کی شاعری: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۲۲۷ تا ۲۳۸	تحقیق کا یہ کام یہ بھی ہے کہ وہ گم شدہ شعرا کی تلاش کرے اور ان کا شعری روایت میں مرتبہ متعین کرے۔ علامہ عرشی بھی ایسے ہی شعرا میں شامل ہیں جو اپنے شعری موضوعات اور اسلوب کے حوالے سے اپنے عصر کے دیگر شعرا سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں ۔زیر نظر مضمون علامہ عرشی کی شاعری کے فنی و فکری جائزے پر مشتمل ہے۔	زاہد حسین چغتائی۔ علامہ محمد حسین۔ عرشی۔رسوا کیا مجھے۔عرشی امرت سری۔نقش ہائے رنگا رنگ۔
زینت افشاں	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی اُردو خدمات	۳۶۱ تا ۳۶۶	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں اردو، فارسی ،عربی اور انگریزی زبانوں اور ادبیات میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں۔تصنیف وتالیف ، شاعری ، تحقیق، تنقید، تراجم، لسانیات اور متعدد دوسرے موضوعات پر ان کی کم وبیش سو سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں ۔اس مضمون میں مصنف نے ان کی زندگی کے جائزے کے علاوہ ان کی اردو زبان و ادب کے لیے خدمات کا جائزہ لیا ہے۔	زینت افشاں ۔ غلام مصطفیٰ خان۔ لغت نویسی۔ تدوین نصاب۔
سید عامر سہیل/احمد عبداللہ	عالم گیریت: تناظرات وامکانات	۱۱۹ تا ۱۳۰	عالم گیریت بیسویں صدی میں دوسرے نصف میں بحث کا عنوان بنا اور دنیا میں ایک عالمگیرتہذیب کے وقوع پذیر ہونے کی بات شروع ہوئی۔زیر نظر مضمون میں مصنفین نے برصغیر پر عالمگیریت کے مختلف ادوار اور بالخصوص مغربی عالمگیریت کا موجودہ عہد تک کا مفصل جائزہ لیا ہے۔	سید عامر سہیل ۔ احمد عبداللہ ۔ عالمگیریت ۔ مغربی عالمگیریت ۔
سید کامران عباس کاظمی	منٹو بحیثیت فلمی نقاد: تجزیاتی مطالعہ	۳۵۱ تا ۳۵۸	منٹو کی تخلیقی زندگی کے آغاز کے ساتھ ہندوستان میں متکلم فلموں کو بھی فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ منٹو نے کئی فلموں کی کہانیاں لکھیں۔ اس کا تخلیقی ذہن فلموں کے افادی پہلوؤں پر زیادہ مرکوز رہتا ہے اور وہ اس زمانے میں فارمولا فلموں کے خلاف تھے۔مقالہ نگار نے منٹو کو بطور فلمی نقاد پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	سید کامران کاظمی ۔ منٹو۔ منٹو بطور فلمی نقاد۔
سیدہ افصح عابد	مغلیہ عہد میں جاگیرداری نظام کا عروج اور اردو شاعری	۱۴۳ تا ۱۵۰	اُردو شاعری کا آغاز اور عروج مغلیہ عہد کا ہی مرہون منت ہے۔زیر نظر مضمون میں مصنف نے بادشاہی نظام اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جاگیردارانہ تمدن کے حوالے سے اردو شاعری کا جائزہ لیا ہے۔	سیدہ افصح عابد۔ مغلیہ عہد۔اردو شاعری کا آغاز۔ جاگیری نظام۔

شاہدہ دلاور شاہ	اردو زبان کا متنوع لسانی پس منظر اور چند مباحث	۵۲۵ تا ۵۳۰	زبان کا نظام ہزار ہا سال کے ارتقاء سے وضع ہوتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں زبان کا مسئلہ از منہ قدیم سے حل کرنے کی تگ و دو ہو رہی ہے۔ اس مقالہ میں اردو زبان کے لسانی پس منظر کو جدید مباحث کی روشنی میں پرکھا گیا ہے اور زبان کے ارتقا کے عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے۔	شاہدہ دلاور شاہ۔ اردو زبان کا لسانی۔ پس منظر۔ علاقائی زبانیں۔ غیر ملکی استبداد۔
شگفتہ حسین	ایک ترقی پسند مجلے کا غیر ترقی پسند مدیر	۴۳۷ تا ۴۴۴	اردو ادب میں 'ادب لطیف' جریدے کو ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس کے مدیران بالعموم ترقی پسند تخلیق کار رہے ہیں۔ انتظار حسین جب اس جریدے کے مدیر بنے تو انھوں نے اس کے ترقی پسند رجحان کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے ادب لطیف کے اس دور کا جائزہ لیا ہے جب یہ انتظار حسین کی ادارت میں شائع ہو رہا تھا۔	شگفتہ حسین۔ ترقی پسند مجلہ۔ ادب لطیف۔ انتظار حسین۔
شیراز فضل داد	ضیا جالندھری کی شاعری میں معاشرتی عناصر	۴۶۷ تا ۴۷۵	ضیا جالندھری ایک رجحان ساز نظم نگار ہیں۔ ضیا جالندھری نے اقتصادی ناہمواری اور معاشی عدم مساوات کے باعث معاشرے میں دندناتی افلاس، بھوک اور بیماری کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ مصنف نے ان کی شاعری میں ایسے ہی معاشرتی عناصر کا کھوج لگایا ہے اور ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔	شیراز فضل داد۔ ضیاء جالندھری۔ شاعری کے معاشرتی عناصر۔
صفدر رشید	نوآبادیاتی پس منظر میں ''ابن الوقت'' کا مطالعہ	۱۳۱ تا ۱۴۲	نوآبادیاتی عہد کے ناول نگاروں میں نذیر احمد سب سے اہم ناول نگار ہیں۔ بالخصوص ان کا ناول ''ابن الوقت'' نوآبادیاتی عہد اور اس کے سیاسی و سماجی محرکات سمجھنے میں معاون کی حیثیت رکھتا ہے۔ مضمون نگار نے اس ناول کا نوآبادیاتی پس منظر میں مطالعہ کیا ہے۔	صفدر رشید۔ ابن الوقت۔ نذیر احمد۔ نوآبادیاتی پس منظر۔

طالب حسین سیال	''نرالے لوگ'' (جیون خان): ایک مطالعہ	۵۳۱ تا ۵۳۴	اس کتاب میں جیون خان نے بھی اپنے عہد کے چند ایسے لوگوں کو متعارف کرانے کی سعی کی ہے۔ جن میں اکثر عالمی شہرت رکھتے ہیں اور کئی ایک اپنے ملک کی سطح پر خوب جانے پہچانے جاتے ہیں اور کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہیں جن کی شہرت کا دائرہ زیادہ وسیع نہیں لیکن اُن کی انسانی خوبیاں نمایاں ہیں۔ ان تمام شخصیات کی بے لوثی اور خدمتِ خلق کی روش نے جیون خان کو اتنا متاثر کیا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو عالمی سطح پر نرالے لوگوں کی صف میں شامل کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ جیون خان کی کتاب 'نرالے لوگ' پر ایک بھرپور تبصرے کی حیثیت رکھتا ہے۔	طالب حسین سیال۔ نرالے لوگ۔ جیون خان۔
عاصمہ اصغر	پاکستانی کلچر کا مسئلہ	۱۵۱ تا ۱۵۸	پاکستانی تہذیب و ثقافت دانشوروں کا ہمیشہ سے موضوع رہی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مصنفہ نے پاکستانی تمدن کی شناخت اور اس کے تاریخ کا جائزہ لیا ہے۔ پاکستان کی تہذیبی شناخت کے ماضی کے حوالوں سے مصنفہ نے بحث کی ہے۔	عاصمہ اصغر۔ پاکستانی کلچر۔ تہذیبی شناخت۔
عبدالکریم خالد	فیض اور اکیسویں صدی کا منظرنامہ	۴۸۳ تا ۴۸۶	فیض کی شاعری اُن کے اس تجربۂ حیات کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتی ہے جو ان کی ہم عصریت کے دائرے سے وسعت پا کر آنے والے زمانوں کا احاطہ کرتی ہے۔ اپنے زمانے کے فکر و احساس اور فہم و ادراک کے علاوہ عہدِ آئندہ کے امکانات کو بھی اپنے دامن میں سمیٹتی ہے۔ اکیسویں صدی کے منظرنامے کے حوالے سے مقالہ نگار نے شعرِ فیض کی تفہیم کی کوشش کی ہے۔	عبدالکریم خالد۔ فیض۔ اکیسویں صدی کا منظرنامہ۔
عزیز ابن الحسن	غالب کی نیرنگیٔ اظہار اور اس کی شخصیت	۲۸۱ تا ۲۹۲	مقالہ نگار نے زیرِ نظر مقالے میں غالب کی زندگی اور اس کی شخصیت کو غالب کے خطوط کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ غالب کا عہد ان کے خطوط سے صاف جھلکتا ہے۔ اور منشائے مصنف بھی یہی ہے کہ خطوطِ غالب کی روشنی میں شخصیتِ غالب کو پرکھا جائے۔	عزیز ابن الحسن۔ غالب۔ خطوطِ غالب۔

عطش درانی	اردو کے تحقیقاتی جرائد	۲۰۱ تا ۲۰۸	زیر نظر مضمون میں مقالہ نگار نے HEC کے منظور شدہ اردو کے تحقیقی جرائد کی درجہ بندی اور ان کو درپیش مختلف مسائل کا جائزہ لیا ہے۔ مقالہ نگار نے ایسے معیارات بنانے کی کوشش کی ہے جس سے اردو کے تحقیقی جرائد کی درجہ بندی بہتر کی جا سکے۔	عطش درانی۔ تحقیقی جرائد۔ جرائد کی درجہ بندی۔
عظمت رباب	دیوانِ غالب (نسخہ عرشی) کی ترتیب و تدوین۔ ایک تجزیہ	۲۹۳ تا ۲۹۸	دیوان غالب کے مختلف متون اور ان کی تدوین میں محققین کا اختلاف موجود رہا ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے نسخہ عرشی کے مطابق تدوین دیوان غالب کی بعض مشکلات کا ذکر کیا ہے۔	عظمت رباب۔ دیوانِ غالب۔ نسخہ عرشی۔
عقیلہ بشیر	''شام اودھ'' اور ''سنگِ گراں'': عورت؛ تصور اور نمائندگی	۳۵۹ تا ۳۶۴	'شام اودھ' ایک رومانی اور نیم تاریخی ناول ہے۔ کیونکہ یہاں مصنف نے محدود ہی سہی لیکن قدیم تہذیب کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ناول میں نسائی کرداروں کا جدید تصورات کی روشنی میں مصنفہ نے جائزہ لیا ہے۔ مصنف کے دوسرے ناول 'سنگ گراں' کا بھی تانیثی مطالعہ کیا گیا ہے۔	عقیلہ بشیر۔ شام اودھ۔ سنگ گراں۔ تانیثی مطالعہ۔
عنبرین تبسم شاکر	فیض احمد فیض کا سیاسی شعور	۵۱۱ تا ۵۲۴	فیض کا نام ان تخلیق کاروں میں سرفہرست ہے جنھوں نے اپنی تخلیقات کی بنیاد ترقی پسند تحریک کے عطا کردہ سیاسی شعور پر رکھی اور دوسری طرف ان فنی اور جمالیاتی تقاضوں سے بھی عہدہ برآ ہوئے جو اعلیٰ ادبی تخلیقات کی اساس ہیں۔ مصنفہ نے اس مقالے میں فیض کے سیاسی شعور کا جائزہ ان کی شعری تخلیقات کی روشنی میں لیا ہے۔	عنبرین تبسم شاکر۔ فیض احمد فیض۔ فیض کا سیاسی شعور۔
فرخ یار	شاہ حسین کا متن: ایک تجزیاتی مطالعہ	۲۳۹ تا ۲۸۰	شاہ حسین کے کلام کی تدوین کے لئے مربوط شعوری اور انفرادی کوششوں کی ابتدا کہیں بیسویں صدی کے آغاز سے ہو گئی تھی۔ مختلف قلمی بیاضیں، قلمی نسخے اور قلمی مسودے اس باقاعدہ تدوین کی بنیاد بنے۔ اس مقالے میں مصنف نے شاہ حسین کے مختلف متون کا تقابلی جائزہ لیا ہے اور بعض اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔	فرخ یار۔ شاہ حسین۔ شاہ حسین کے متون۔
فریحہ نگہت	قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں مابعد الطبیعاتی عناصر	۳۷۵ تا ۳۸۲	قرۃ العین حیدر اردو افسانے کا ایک اہم نام ہے۔ ان کے ہاں وہ تمام طبیعاتی و مابعد الطبیعاتی تصورات موجود ہیں جو ان کے افسانوں میں سحر کاری اور اسراریت پیدا کرتے ہیں۔ مصنفہ نے مابعد الطبیعاتی عناصر کی تفہیم کے ساتھ ساتھ قرۃ العین کے افسانوں میں ان کے استعمال پر بھی روشنی ڈالی۔	فریحہ نگہت۔ قرۃ العین حیدر۔ مابعد الطبیعاتی عناصر۔

فہمیدہ تبسم	اردو کی نثری داستانیں اور ان کے مرکزی کردار: مجمل جائزہ	۳۸۳ تا ۳۹۲	داستان اردو ادب کا ایک لازوال سرمایہ ہے جس کی اہمیت اور وجود سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ داستانوں نے اردو زبان و ادب کو نہ صرف موضوعات کی وسعت بخشی بلکہ ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ کیا۔ مصنفہ نے اس مقالے میں داستانوں کے بعض اہم کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ کیا۔	فہمیدہ تبسم۔ اردو کی نثری داستانوں کے کردار۔
لیاقت علی/ڈاکٹر قاضی عبدالرحمن عابد	پاکستانی اردو افسانے میں پنجابی دیہات کا ایک نمایاں کردار: جاگیردار	۹۹ تا ۱۱۸	مصنفین نے اس مضمون میں اردو افسانے میں کردار نگاری اور جاگیردار کردار کا توضیحی مطالعہ کیا ہے۔ اس کردار کو نوآبادیاتی پس منظر میں دیکھنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی مقتدر قوتوں کے حامی کے طور پر بھی جائزہ لیا ہے۔ نیز جاگیردار کردار کی وجہ سے ایک خاص ذہن اور شعور کی عکاسی افسانے کے حوالے سے بھی کی ہے۔	لیاقت علی۔ قاضی عبدالرحمن عابد۔ پاکستانی اردو افسانہ۔ جاگیردار بطور افسانوی کردار۔
محمد جنید ندوی	'تفہیم القرآن' کی تمثیلات و تشبیہات: ایک انتخاب	۴۰۳ تا ۴۲۰	قرآن کے اُسلوبِ بیان پر مختلف زاویوں سے غور کیا گیا ہے۔ بعض علماء و محققین نے قرآن کی اَدبیت، شعریت اور قصص کا جائزہ لیا ہے تو بعض نے اعجاز القرآن اور ایجاز یا مختصر ترین جملوں میں وسیع اور گہرے مضامین کے بیان کو سمجھنا چاہا ہے۔ اس سلسلے میں تمثیلاتِ قرآنی کا مطالعہ ایک اہم فکری میدان کی حیثیت رکھتا ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں تمثیلاتِ قرآنی کی تفہیم کی کوشش کی ہے۔	محمد جنید ندوی۔ تفہیم القرآن۔ اسلوبِ قرآن۔
محمد خاور نوازش	اقبال: 'اسرارِ خودی' سے 'تاریخِ تصوف' تک (سعیِ بازیافت)	۳۲۱ تا ۳۲۹	زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے اقبال کے فارسی مجموعہ کلام 'اسرارِ خودی' کے حوالے سے تصوف کے متعلق ان کے نظریات سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ مضمون اس حوالے سے اہم ہے کہ اقبال کے ان تصورات پر اختلافی نقطۂ نظر سے بہت کم مباحث کیے گئے ہیں۔	محمد خاور نوازش۔ اقبال۔ اسرارِ خودی۔ تاریخِ تصوف۔
محمد زبیر خالد/روبینہ ترین	اردو عروض: ارتقائی مطالعہ	۱۸۱ تا ۲۰۰	شاعری کا وسیلہ الفاظ ہوتے ہیں اور الفاظ اصوات سے ترکیب پاتے ہیں۔ اصوات کی کوئی ایک یا متعدد خاصیتیں جب کسی خاص ترتیب اور ترکیب میں آتی ہیں تو بحریں کہلاتی ہیں اور بحور کے مطالعے کا نام علمِ عروض کہلاتا ہے۔ اس مضمون میں علمِ عروض کی مختلف بحور اور ان کے استعمالات پر بحث کی گئی ہیں۔	محمد زبیر خالد۔ روبینہ ترین۔ شاعری کا وسیلہ۔ علم عرض۔

محمد مغیر اعوان	فیض، انقلاب مابعد نوآبادیاتی نظریہ	۵۰۱ تا ۵۱۰	شاعری کو زیادہ تر جذباتی رویوں کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی قوت ہے جو لوگوں کے رویوں کو بدلنے سے زیادہ انھیں ایک غیر مرئی اور تخیلاتی دنیا میں لے جاتی ہے۔ فیض کی شاعری کو مقالہ نگار نے مابعد نوآبادیاتی تصورات کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس حوالے سے یہ اہم مضمون ہے کہ خود فیض کا تعلق نوآبادیات اور مابعد نوآبادیات سے ہے۔ نوآبادیات تخلیقی فنکار کی تخلیقات پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں، فاضل مقالہ نگار نے ان تصورات سے بحث کی ہے۔	محمد مغیر اعوان۔ فیض۔ انقلاب۔ مابعد نوآبادیاتی نظریہ۔ تخلیقی فنکار۔
محمد آصف اعوان	مولانا غلام رسول مہر۔ بحیثیت سیاست دان	۴۲۱ تا ۴۲۸	مولانا غلام رسول مہر کی شخصیت کی کئی جہات ہیں۔ مقالہ نگار نے مولانا کی سیاسی زندگی کو اس مقالے میں موضوع بحث بنایا ہے۔ مولانا مہر کی سیاست کا مرکز و محور مسلمانوں کی فلاح و بہبود تھا۔ وہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ تحریک خلافت اور دیگر سیاسی تحریکات بالخصوص مسلم لیگ اور قرارداد پاکستان کے حوالے سے مولانا موصوف کی خدمات کو مصنف نے سراہا ہے۔	مولانا غلام رسول مہر۔ محمد آصف اعوان۔ غلام رسول مہر۔ بحیثیت سیاستدان۔
ناصر عباس نیر	ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ، ہائیڈل برگ یونی ورسٹی، جرمنی میں موجود نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات (حصہ دوم)	۴۷ تا ۸۰	اس مضمون کا پہلا حصہ معیار کے گزشتہ شمارے (نمبر ۸، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۲ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ پہلے حصے میں نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات کے تجزیے سے قبل ابتدائیہ درج کیا گیا تھا۔ اس مضمون میں نوآبادیاتی دور کے نظام تعلیم، کلاسیکی اور ورنیکلر زبانوں کی تعلیم، اردو نصابات کی تیاری کے عمومی مقاصد اور مابعد نوآبادیاتی مطالعے کی نہج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ دوسرا حصہ، پہلے حصے ہی کا تسلسل ہے۔	ناصر عباس نیر۔ ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ۔ نوآبادیاتی عہد۔ اردو نصابات۔
ناہید قمر	جدید اردو نظم اور محمد سلیم الرحمٰن کی شعری کائنات	۴۴۵ تا ۴۶۰	جدید تر اردو نظم کے حوالے سے سلیم الرحمٰن ایک اہم نظم نگار ہیں۔ مصنفہ نے ان کے فکری اور فنی امتیازات کو اس مضمون میں نظموں کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ سلیم الرحمٰن جدید تر نظم کے نمائندہ شاعر ہیں۔ ان کے موضوعات عہد جدید کے مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ مقالہ نگار نے ان کے موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔	ناہید قمر۔ جدید اردو نظم۔ محمد سلیم الرحمٰن۔

نذر خلیق	اقبال کے ایک ممدوح: مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ	۳۱۵ تا ۳۲۰	علامہ اقبال کی زندگی میں بہت سی شخصیات ان کے قریب رہی ہیں۔ اردو تحقیق میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ایسی شخصیات کا کھوج لگایا جائے جن کے اقبال سے مختلف سطح پر روابط رہے ہیں۔ زیر بحث مضمون مقالہ نگار کی ایسی ہی ایک کوشش ہے جس میں مقالہ نگار نے اقبال اور مخدوم الملک کے مابین خاندانی روابط پر روشنی ڈالی۔	نذر خلیق۔ اقبال۔ مخدوم الملک سید۔ غلام میراں شاہ۔

معیار:۱۰ (۲۰۱۳ء)

مدیر: عزیز ابن الحسن، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	خلاصہ	کلیدی الفاظ
حاکم علی برڑو	سندھی افسانوں کے اردو تراجم	۲۵۳ تا ۲۵۸	زندہ ادب ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہوکر ہر دو زبانوں کے ملاپ کا ذریعہ بنتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں مصنف نے سندھی افسانوں کے اردو تراجم کا بخوبی احاطہ کیا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ اس طرح سندھی نہ سمجھنے والے افراد سندھی زبان و ادب سے بخوبی روشناس ہو رہے ہیں۔ مصنف نے اب تک سندھی سے اُردو ترجمہ کیے گئے اہم افسانوں کی فہرست بھی فراہم کی ہے۔	حاکم علی برڑو۔ سندھی ادب۔ سندھی افسانہ۔ اردو ترجمہ۔
خالد ندیم	اقبال کی مرثیہ نگاری	۱۱۳ تا ۱۳۰	اُردو میں رثائی ادب کی روایت اُردو شعری روایت کے ساتھ ہی جنم لے چکی تھی۔ لیکن یہ صنف شہیدانِ کربلا کے لیے مختص ہوکر رہ گئی تھی البتہ غالب اور حالی نے اس کا میدان وسیع کیا۔ اقبال کا اختصاص یہ ہے کہ اس نے رثائی ادب میں اسلام کے زریں ادوار کے اہم شہروں کو بھی دکھ سے یاد کیا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے اقبال کی رسائی نظموں کو شخصی اور مسلم تہذیبی حصوں میں منقسم کیا ہے اور اقبال کی جذباتی وابستگی کو واضح کیا ہے۔	خالد ندیم۔ اقبال مرثیہ نگاری۔ رثائی ادب۔
رخسانہ بی بی	''غلام باغ'' میں کار فرما تاریخی تصورات	۲۲۳ تا ۲۵۲	کسی بھی زبان کے نثری ادب میں ناول کی بہت اہمیت رہی ہے۔ کسی ملک کی تہذیب، تمدن، اندازِ فکر، سابقہ تاریخ کے متعلق جانکاری کا ناول سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ مصنفہ نے غلام باغ میں کارفرما تاریخی تصورات کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ ''غلام باغ'' عام ڈگر سے ہٹا ہوا ناول ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ آثارِ قدیمہ سے متعلق مصنف کے تخیل کی پیداوار ہے۔	رخسانہ بی بی۔ غلام باغ۔ تاریخی تصوف۔

روبینہ رفیق / عمران ازفر	نئی نظم، نئی ہیئت، تازہ واردات اور تمثال	۱۹۵ تا ۲۰۶	اس مقالے میں مصنفین نے نظم میں تمثال اور اس کے استعمالات کے ارتقا پر جائزہ لیتے ہوئے عصری نظم تک کا احاطہ کیا ہے۔تمثال، اردو نظم کے کلاسیکی رجحان میں شاعرانہ تمثال کاری کے عملی تخلیقی نمونوں، تمثال کار شعراء کے فکری وفلسفیانہ نظام پر بحث، نمائندہ تمثال کار شعراء کی خدمات، تمثال اور دیگر شعری علم البیان کے درمیان فرق اور جدید اُردو نظم پر تمثال کاری کی تحریک کا جائزہ مصنفین بخوبی لیا ہے۔	روبینہ رفیق / عمران ازفر۔ روبینہ رفیق۔ عمران ازفر۔نئی نظم۔تمثال کاری۔
روش ندیم	انشائیہ نگاری: شناخت اور اردو روایت و تسلسل	۲۲۳ تا ۲۳۲	اُردو میں انشائیہ نگاری کی روایت کا تعلق جدید عہد سے ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے انشائیہ کی ارتقائی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے اُردو میں انشائیہ کی روایت اور ارتقا کا محاکمہ کیا ہے۔ نیز مصنف نے اُردو انشائیہ کے خصائص اور انفرادیت کی شناخت کی بھی کوشش کی ہے۔	روش ندیم۔ انشائیہ نگاری۔
سعادت سعید	نئی شاعری: ایک جدلیاتی محاکمہ	۱۴۱ تا ۱۷۴	نئی نظم دراصل اُردو شاعری میں جدید نظم کے بعد کی تحریک ہے۔ اس مقالے میں نئی نظم کا جدلیاتی محاکمہ کیا گیا ہے مضمون نگار نے نئی نظم کے ارتقا کے ماحول اور شعرا کے ذہنی شعور کا بھرپور محاکمہ کیا ہے۔نئی نظم جن نئے لسانی مباحث کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھی مصنف نے ان کا بھی بھرپور احاطہ کیا ہے۔	سعادت سعید۔ نئی شاعری۔ جدید نظم۔ لسانی مباحث۔
سلیم اللہ شاہ	ضبط شدہ نظمیں ..... ایک جائزہ	۱۳۱ تا ۱۴۰	عہد نوآبادیات میں اُردو شعرا نے بدیسی حکمرانوں کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا جسے نوآبادیاتی حکمرانوں نے ناپسند کیا اور ایسے تمام تخلیقی ادب کو ضبط کرلیا جو ان کے مفادات کو زک پہنچاتا تھا۔اس مقالے میں بھی چند ایسی نظموں کا احوال موجود ہے جو برصغیر کے سماج کے شعور کی آواز تھی اور جنھیں آزادیِ اظہار پر پابندیوں کے باعث ضبط کرلیا گیا۔	سلیم اللہ شاہ۔ اردو شعراء۔ ضبط شدہ نظمیں۔ نوآبادیاتی عہد۔
صباحت مشتاق	انگارے: ایک باغیانہ آواز	۲۱۵ تا ۲۲۲	''انگارے'' کی اشاعت اُردو کے افسانوی ادب میں ایک اہم واقعہ تصور ہوتا ہے۔انگارے کے افسانہ نگاروں نے یک لخت اُردو افسانے کو نئے موضوعات اور تکنیک سے روشناس کرایا۔ مصنفہ نے انگارے کے افسانوں اور سماج پر ان کے مرتب ہونے والے اثرات کا بخوبی محاکمہ کیا ہے۔	صباحت مشتاق۔ انگارے۔ اردو افسانہ۔ نئے موضوعات۔

صوفیہ یوسف	میراجی کی انفرادیت (بہ حوالہ نظم)	۲۰۷ تا ۲۱۴	میراجی بیسویں صدی میں اردو شعر و ادب کی ایک ایسی منفرد آواز ہیں جس نے رائج طریقہ کار کی تقلید کرنے کے بجائے نیا اور اچھوتا لب و لہجہ اختیار کیا۔ زیرِ نظر مقالہ میں مصنف نے جدید نظم کے حوالے سے میراجی کی انفرادیت تلاش کرنے کی سعی کی ہے۔ میراجی کی نظموں کے موضوعات اور موضوعات کی جہات کا احاطہ بھی مقالہ نگار نے بخوبی کیا ہے۔	صوفیہ یوسف۔ میراجی۔ جدید نظم۔
امر حسن	کہانی کی شکل میں بچوں کا اردو حدیثی ادب	۹۷ تا ۱۱۲	اردو زبان میں بچوں کے لیے حدیث کے کئی مجموعے مرتب کیے گئے ہیں اور ان کی تشریحات بھی موجود ہے۔ لیکن ان کے براہ راست نصیحتی انداز کی وجہ سے یہ بچوں میں بوجوہ مقبولیت حاصل نہیں کر سکے۔ زیرِ نظر مضمون میں مصنف نے کہانی کی شکل میں موجود بچوں کے لیے اردو کے حدیثی ادب کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔	عامر حسن۔ بچوں کا ادب۔ حدیثی ادب۔ کہانی۔
عائشہ سعید	دساتیر پاکستان اور سرکاری و تعلیمی سطح پر نفاذِ اردو کا منظرنامہ	۶۱ تا ۷۰	دستور قوم کی تمناؤں کا عکاس، سوچ و فکر کا محور اور عوام الناس کے حقوق اور آزادیٔ رائے کے تحفظ کا ضامن ہوتا ہے۔ ہر ملک کا دستور اس کے انتظامی ڈھانچے، عدالتی نظام، سیاسی اداروں کے استحکام کی وضاحت کرتا ہے۔ معیار کے گزشتہ شماروں میں بھی نفاذِ اردو کے لیے سرکاری سطح پر کی جانے والی کوششوں اور قانون ساز اسمبلیوں میں نفاذِ اردو کی مختلف پیش کی جانے والی تحاریک اور مباحث کی ذیل میں مختلف مقالہ جات شائع کیے جا چکے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں مختلف دساتیر پاکستان میں نفاذِ اردو کی اہمیت اور حیثیت سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ مصنف نے نفاذِ اردو کی چند عملی مثالیں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ چند اہم مشورے بھی دیے ہیں۔	عائشہ سعید۔ دساتیر پاکستان۔ نفاذِ اردو۔

فوزیہ اسلم، عبدالستار ملک	اردو رسم الخط میں تبدیلی کے مباحث	۳۹ تا ۵۶	اس مضمون میں مصنفین نے اردو رسم الخط کی تعریف، اردو رسم الخط کے محاسن دیوناگری رسم الخط کا مسئلہ اور نسخ اور نستعلیق کے مسائل جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کیا جائے۔ مصنفین نے اس مضمون میں اردو کو رومن رسم الخط میں لکھنے کی وجوہات کے ساتھ ساتھ ان مسائل کا بھی احاطہ کیا ہے جو رومن رسم الخط میں اردو لکھنے سے درپیش ہو سکتے ہیں۔	فوزیہ اسلم، عبدالستار ملک۔ اردو رسم الخط۔ دیوناگری رسم الخط۔ نسخ۔ نستعلیق۔
محمد اکرام چغتائی	اردو کی پہلی گرامر (دریافت اور مطالعہ کی روداد، ۱۷۴۳ء-۲۰۱۲ء)	۹ تا ۳۸	ماہر محمد اکرام چغتائی کا یہ مضمون اردو گرامر نویسی کی تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ چند نئی دریافتوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے ولندیزی گرامر نویسوں سے لے کر دیگر مستشرقین کا ذکر کرتے ہوئے اردو گرامر نویسوں کی خدمات کا احاطہ کیا ہے۔ مصنف نے کیٹیلار کی تصنیف اردو گرامر کا بخوبی احاطہ کیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں گرامر کے چند عکاسی صفحات بھی دیے گئے ہیں۔ یہ مضمون اردو گرامر کی تاریخ میں اضافے کا سبب بنے گا۔	محمد اکرام چغتائی۔ اردو گرامر۔ اردو کی پہلی گرامر۔ مستشرقین۔
محمد سلمان بھٹی	گورنمنٹ کالج لاہور کا اردو تھیٹر۔ تقسیم سے تا حال	۷۱ تا ۸۰	اردو ڈرامے کے فروغ میں اردو تھیٹر کا کردار اہم رہا ہے۔ اس مقالے کے مصنف نے گورنمنٹ کالج لاہور کے تقسیم کے بعد کے اردو تھیٹر کی تاریخ پیش کی ہے۔ مصنف نے وضاحت کی ہے کہ گورنمنٹ کالج کے تھیٹر سے چند ایسی نابغہ روزگار ہستیاں وابستہ رہی ہیں جنھوں نے بعدازاں پاکستانی اردو تھیٹر میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ مضمون میں مصنف نے گورنمنٹ کالج لاہور میں پیش کیے گئے اردو تھیٹر کے اعداد و شمار و دیگر تفصیلات کی ایک فہرست بھی مہیا کر دی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کالج کا اردو تھیٹر نہایت اہم موضوعات کا حامل رہا ہے۔	محمد سلمان بھٹی۔ محمد سلمان بھٹی۔ گورنمنٹ کالج لاہور۔ اردو تھیٹر۔

محمد یار گوندل	شمس الرحمٰن فاروقی۔غالب یا میر پرست	۱۹۴ تا ۱۷۵	اس مضمون میں شمس الرحمٰن فاروقی کی میر شناسی اور غالب شناسی کو موضوع بنایا گیا۔مصنف نے تقابلی مطالعے سے ''تفہیم غالب''،''غالب کے چند پہلو'' اور''شعر،غیر شعر اور نثر'' میں شامل مضامین''غالب اور جدید ذہن''،''اردو شاعری پر غالب کا اثر''،''غالب کی مشکل پسندی'' اور''غالب کی ایک غزل کا تجزیہ''وغیرہ فاروقی کی تنقیدی کتب کا بھر پور جائزہ لیا ہے۔مصنف نے بجا طور پر نتیجہ اخذ کیا ہے کہ فاروقی صاحب نے تنقید میر میں زیادہ تقابل غالب ہی سے کیا ہے اور ہر جگہ کوئی ایسا نکتہ سامنے لائے ہیں جس سے غالب کی نسبت میر کی برتری نظر آئے۔	محمد یار گوندل۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔ میر شناسی۔ غالب شناسی۔
مدیر''معیار''	محمد حسن عسکری کے نام۔چند نو دریافت مکاتیب	۲۷۹ تا ۲۸۶	گوشۂ نوادر کے عنوان سے معیار کے شمارہ ۱۰ میں محمد حسن عسکری کے چند اہم خطوط شامل کیے گئے ہیں۔یہ خطوط فرانسیسی عالم میشل والساں اور ڈاکٹر حمید اللہ کے ہیں۔اس شمارے میں چند خطوط کی عکسی نقول بھی دی گئی ہیں۔	مدیر''معیار'' عزیز ابن الحسن۔ محمد حسن عسکری۔ میشل والیاں۔ ڈاکٹر عبدالحمید۔
مزمل بھٹی ر شعیبہ معید	بہاول پور میں ادب کی ترویج میں ادبی انجمنوں کی روایت	۲۵۹ تا ۲۷۸	خطہ بہاول پور کی ادبی تاریخ قابل رشک ہے۔یہاں کے اہل قلم کے علاوہ دوسرے علاقوں سے آنے والے ادیبوں اور شاعروں نے بھی ادب کی خدمت کی اور جس زمانے میں اردو ادب ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا بہاول پور میں بھی ادب قدم بہ قدم آگے بڑھ رہا تھا۔اس مقالے میں مصنفین نے بہاول پور کی ادبی تاریخ اور روایت کا بھر پور جائزہ لیا ہے۔	مزمل بھٹی ر شعیبہ معید۔ بہاولپور۔ ادبی تاریخ۔

نجیبہ عارف	نوآبادیاتی عہد میں اردو سیرت نگاری: رجحانات و اسالیب	۸۱ تا ۹۶	اُردو میں سیرت نگاری کے ابتدائی نمونے مختلف شعری اصناف کی صورت میں ملتے ہیں جن میں دراصل عقیدت و محبت اور عشق کا والہانہ پن بخوبی نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مصنفہ نے اُردو میں سیرت نگاری کی ارتقائی صورت حال بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نوآبادیاتی عہد میں سیرت نگاری کا بخوبی محاکمہ کیا ہے۔ عہد نوآبادیات میں سیرت نگاری کی اہمیت اس لیے بھی دوچند ہو گئی تھی کہ عیسائی مشنری اسلام اور حضور اکرمؐ کی شخصیت پر طرح طرح کے اعتراضات اور شک و شبہات پیدا کر رہے تھے۔ مصنفہ نے سیرت کے ان تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو اس تشکیک کے ماحول میں تیقن کی فضا پیدا کر رہے تھے۔	نجیبہ عارف شعری اصناف اردو سیرت نگاری نوآبادیاتی عہد
ہاشم شیر خان	ڈیرہ غازی خان کا ہندی ادب	۵۷ تا ۶۰	اس مختصر مضمون میں مصنف نے قیامِ پاکستان سے قبل کے ڈیرہ غازی خان میں ہندی ادب کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ مصنف نے کتاب ''ہنکھی پرواز'' (خوشحال خاندان) کا تعارف پیش کیا ہے اور اس کی عکسی کاپی بھی لف ہے۔	ہاشم شیر خان۔ ڈیرہ غازی خان۔ ہندی ادب۔ ''ہنکھی پرواز''۔

اشاریہ مصنفین

آسمان بیلن اوز جان: ۳۳۹

آصف فرخی: ۱۵۵، ۱۶۳، ۴۳۸

آصف علی چٹھہ: ۵۱، ۸۰، ۱۳۶، ۴۹۹

آصف زمانی: ۱۸۶، ۲۱۱

آغا ناصر: ۳۴۳، ۳۵۱، ۵۵۸، ۵۹۳

ابرار آبی: ۳۴۳، ۳۴۴

ابرار عبدالسلام: ۶۱، ۸۵، ۶۱، ۸۵، ۲۱۶، ۲۴۰، ۳۳۳، ۴۴۷، ۵۲۲، ۵۴۵

ابراہیم: ۱۰۸

ابوالکلام قاسمی: ۱۵۵، ۳۳۳، ۴۴۷، ۴۹۴

ابوریحان البیرونی: ۵۴۵

ابوسلمان شاہجہانپوری: ۵۲۲

اجمل مہار ابن اکبر: ۳۳۶

احمد پراچہ: ۳۵۷

احمد عبداللہ: ۶۰۶

احمد علی: ۵۲۸

احمد یوسف علی: ۸۸

اختر علی: ۵۸۰

اخلاق حسین دہلوی: ۲۰۸

اخلاق حیدرآبادی: ۵۱۸

ادل سومرو: ۱۴

ادیب سہیل: ۴۳۷

ارشاد شاکر اعوان: ۳۷۴، ۳۸۲

ارشد اویسی: ۴۸۱، ۵۹۱

ارشد محمود آصف: ۴۶۰

ارشد محمود ناشاد: ۲۲، ۲۱۰، ۲۹۶، ۳۰۵، ۳۷۴، ۴۷۱، ۴۸۱، ۴۹۳، ۵۰۰، ۵۴۵، ۵۵۰، ۵۸۰، ۶۰۳

ارشد معراج: ۵۹۲

ارشد منیر لغاری: ۹۶

ارم سلیم: ۱۴۲

استاذ پول کروس: ۱۸۵

اسد فیض: ۴۸۱، ۵۸۰

اسد مصطفیٰ: ۲۵۶

اسلم انصاری: ۱۲۸، ۶۰۳

اسما مریم: ۴۳۷

اشفاق احمد ورک: ۲۵۶

اشفاق حسین بخاری: ۲۳۰، ۲۷۵، ۵۱۸

اصغر علی بلوچ: ۱۲۸، ۲۹۶، ۳۰۵، ۴۲۳، ۵۱۲، ۵۹۲

اطہر تسنیم صدیقی: ۳۸۲

اظہار اللہ اظہار: ۲۲، ۲۸۳، ۳۹۲، ۴۰۰

اظہر علی سید: ۵۶۱، ۵۸۰

افتخار احمد خان: ۸۰، ۹۲

افتخار حسین خان: ۳۶۷

افتخار شفیع: ۵۱۲، ۵۲۸

افضال احمد انور: ۴۹، ۲۸۳، ۳۵۴، ۴۶۰، ۴۷۱، ۴۸۲، ۵۱۲

افضال شاہین: ۵۵۸

اقبال آفاقی: ۶۰۳

اکبر حیدری کشمیری: ۴۳۷

اکبر علی غازی: ۴۹

اکرام الحق لیلین: ۳۲۸

اثر بجھشاد: ۲۵۱

الطاف اللہ: ۴۶۹

اللہ بخش ملک: ۴۳۸، ۴۵۳

الماس خانم: ۲۵۶

الیاس عشقی: ۱۷۹، ۲۰۱
الیاس میراں پوری: ۴۰۱
الٰہی بخش اختر اعوان: ۳۶۷
امبر یاسمین: ۴۷۱
امتیاز احمد: ۵۱، ۸۵
امتیاز حسین بلوچ: ۳۳۵
امتیاز علی خاں عرشی: ۱۸۵
امتیاز گورمانی: ۲۱۲
امر حسن: ۶۱۵
امرے سنگھا: ۱۱۲
امیر اللہ شاہین: ۱۸۵
امین راحت چغتائی: ۴۷۵
انتظار حسین: ۱۰۸، ۱۲۸
انجم طاہرہ: ۹۲، ۲۵۷
انعام الحق عباسی: ۴۳۷
انعام الحق کوثر: ۲۹، ۵۱۳
انوار احمد: ۷، ۱۴، ۲۳، ۱۲۹، ۲۱۰، ۲۷۵، ۲۸۱، ۳۲۸، ۳۳۹، ۳۳۵،
۵۱۸، ۵۸۱
انور محمود خالد: ۱۰۹
انیس شاہ جیلانی: ۲۴۰
انیلہ سعید: ۴۹۴
اورنگ زیب نیازی: ۵۶، ۷۱، ۱۲۲
ایڈمنڈ ولسن: ۵۵۰
ایس جی ایچ نقوی: ۵۲۲
ایم خالد فیاض: ۵۶، ۱۵۵، ۲۹۶، ۳۳۵، ۴۳۸، ۴۴۷، ۴۶۰، ۵۱۳
ایوب ندیم: ۱۳۶
اے ایچ کاملی: ۱۰۱
بابر نسیم آسی: ۲۶۲
بادشاہ منیر بخاری: ۱۵، ۲۳، ۳۲۷، ۳۵۷، ۳۶۸، ۳۷۵، ۳۸۲، ۳۹۲،
۴۰۲، ۴۱۲، ۴۲۲
بادشاہ منیر: ۲۳
بتول زہرا: ۵۸۱
بدر منیر الدین: ۳۶۱
بشریٰ پروین: ۴۳۸، ۴۷۲
بشریٰ ثمینہ: ۴۷۵
بشریٰ شریف: ۴۷۶، ۴۸۳، ۴۳۸
بشریٰ قریشی: ۸۵
بشیر احمد: ۳۳۶
بشیر رند: ۹۶
بصیرہ عنبرین: ۷۵، ۱۰۱، ۱۰۹، ۱۱۶، ۱۲۹، ۲۹۶، ۴۷۲، ۵۳۶
بلال سہیل: ۱۰۱، ۲۹۶، ۵۸۱
بیگ احساس: ۴۸۲
پراشنت کیشاوسورتی: ۱۵۵
پرتو روہیلہ: ۳۰، ۲۵۷، ۵۵۹
پروین کلو: ۳۰، ۱۰۲، ۱۲۲، ۲۸۳، ۳۱۷، ۳۲۵، ۴۵۳، ۴۷۲، ۴۸۲،
۵۶۰، ۶۰۳
پریا تابیتا: ۲۶۲
پنکی جسٹس: ۱۶۵
تبسم کاشمیری: ۱۰۹، ۱۲۹، ۱۳۷، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۵، ۲۷۶، ۲۸۳، ۳۰۵،
۴۳۹، ۴۴۷، ۴۶۱، ۴۸۲، ۵۵۱، ۵۶۰، ۵۸۱، ۶۰۳
تحسین فراقی: ۷۱، ۱۰۲، ۱۶۶، ۲۵۱، ۵۳۶
تزئین گل: ۲۳۱، ۳۵۸، ۴۱۲
تشی ہیکوارتسو: ۱۶۳، ۵۲۳
تقدیس زہرا: ۱۳۹
تنظیم الفردوس: ۷، ۱۵، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۲۲، ۲۲۸، ۳۷۵، ۳۸۳، ۴۷۲،
۵۲۸
تنویر حسین: ۶۵
تنویر ساغر: ۵۱۹
تھریس این درواز: ۱۶۶
ثاقب ریاض: ۳۰۶

ثریا شمیل: ۴۷۳

ثمن زاہد: ۸۰

ثمینہ افتخار: ۴۵۷

ثمینہ ندیم: ۲۶۲

ثنا ہارون: ۲۶۹

ثوبیہ نسیم: ۵۹۳

جاوید احمد خورشید: ۱۶۶، ۳۹۲

جاوید اختر ملیہانہ: ۵۷۷

جاوید بادشاہ: ۴۷۳

جاوید چانڈیو: ۱۶

جاوید رحمانی: ۴۴۷

جاوید یونس: ۴۵۸

جمشید علی: ۲۸۴، ۳۲۹

جمیل آذر: ۴۷۶

جمیل جالبی: ۳۳۹، ۴۴۸

جواد جعفری: ۳۰۶

جواد علی: ۶۰۴

جواد ہمدانی: ۳۷، ۶۱، ۵۸۲

جواز جعفری: ۷۲، ۱۳۹، ۲۷۰، ۲۸۳، ۵۶۱، ۵۸۱، ۵۸۲

جون میرن بون: ۵۳۶

حاج سید جوادی: ۹۳

حارث سکین: ۶۵، ۸۱

حافظ زاہد علی: ۸۱

حافظ صفوان محمد چوہان: ۲۳، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۳۵، ۲۹۸، ۳۰۲، ۳۳۱، ۳۱۵،
۴۲۱، ۵۵۰، ۵۵۱

حافظ عبدالرحیم: ۲۸۴، ۲۸۵

حافظ عبدالقدیر: ۵۲، ۶۵، ۶۸

حافظ عطاء المصطفیٰ: ۸۶

حافظ غلام مرتضیٰ: ۱۸۵

حاکم علی برڑو: ۶۱۳

حامد اشرف ہمدانی: ۵۲، ۵۷، ۶۲، ۶۶، ۶۸، ۷۲، ۷۵، ۸۱، ۸۶،
۸۸، ۹۳، ۹۶

حامد کاشمیری: ۱۳۷

حبیب ارشد: ۴۳۳

حبیب الرحمان اعظمی: ۱۸۶

حبیب نواز: ۴۸۳

حسان اللہ خان: ۵۸۲

حسین فاروقی: ۳۱۵

حسین محمد قریشی: ۳۸۳

حسینی شاہد: ۱۸۷

حفیظ قتیل: ۱۸۷

حکیم محمود احمد برکاتی: ۵۳۷

حماد رسول: ۳۲۹، ۳۳۹، ۳۳۵

حمزہ فاروقی: ۱۶۷

حمید شاہد: ۱۶۷

حمیرا اشفاق: ۲۳، ۳۵۱، ۵۲۳، ۵۸۲، ۶۰۳

حنا صبا: ۴۷۰

حنا کنول: ۱۲۲

حنیف چودھری: ۵۱۹، ۵۷۹

حنیف خلیل: ۱۲۳، ۳۸۳

حنیف نقوی: ۵۲۳

حیدر قریشی: ۲۳، ۳۸

خاطر غزنوی: ۳۵۸

خالد اقبال: ۴۷۳

خالد اقبال یاسر: ۱۳۹، ۳۹۳، ۵۸۲، ۶۰۵

خالد امین: ۱۶۷

خالد محمود خٹک: ۳۰، ۱۵۰، ۲۳۱، ۳۱۵

خالد محمود سنجرانی: ۱۰۳، ۲۵۲، ۲۶۲، ۲۷۰، ۴۴۸، ۵۲۳، ۵۸۳، ۶۰۵

خالد ندیم: ۲۳۷، ۲۳۱، ۲۸۳، ۳۹۵، ۶۰۵، ۶۱۳

خاور نوازش: ۲۴۲، ۳۴۰

خرم علیم: ۱۵۶
خلیل احمد بیگ: ۲۲۸
خلیل طوق آر: ۷، ۳۱، ۳۹
خواجہ زاہد عزیز: ۸۶، ۹۷
خواجہ غلام ربانی مجال: ۲۸۵، ۴۶۱
خواجہ محمد زکریا: ۱۱۰، ۵۶۲
خواجہ محمد سعید: ۲۲۹، ۲۷۶، ۳۹۳، ۴۰۳
خورشید احمد خاں: ۱۸۷
خورشید رضوی: ۷۶، ۱۶۳
دردانہ جاوید: ۴۴۲
دردانہ شوکت: ۳۸۳
ذکاء اللہ خان: ۴۸۵
ذوالفقار علی: ۳۹، ۱۵۰، ۴۴۲
ذی شان تبسم: ۲۴۴، ۳۴۸
رابرٹ فسک: ۱۶۳
رابعہ اقبال: ۱۷۵
رابعہ سرفراز: ۸، ۲۷۷، ۲۸۵، ۲۹۷، ۳۰۷، ۳۸۵، ۳۹۳، ۴۷۳، ۵۹۳
رابعہ ظفر: ۱۵۶
راج ولی شاہ خٹک: ۳۵۹، ۳۶۸
راشد حمید: ۳۰۷، ۳۴۸، ۴۵۵، ۵۵۱، ۶۰۵
راشد ڈار: ۱۳۰
راؤ رفعت ریاض: ۲۷۰، ۴۲۵
رحمت علی شاد: ۵۶۲
رختاج ایمن: ۳۵۹، ۳۶۹، ۴۱۶
رخسانہ افتخار: ۷۶
رخسانہ بی بی: ۶۱۳
رشید امجد: ۳۱، ۴۰، ۱۱۰، ۱۳۰، ۲۹۷، ۳۲۹، ۳۴۴، ۴۳۹، ۴۸۳،
۴۹۵، ۵۵۲، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۹۳
رشیدہ حسن: ۲۷۷، ۴۵۵
رضا رومی: ۱۶۰
رضا ہمدانی: ۳۶۰
رضیہ سلطانہ: ۴۶۳
رضیہ مجید: ۲۵۸
رفاقت علی شاہد: ۲۴۳، ۳۱۷، ۵۴۶
رفعت النساء اعوان: ۵۴۳
رفیع الدین ہاشمی: ۲۱۶، ۳۱۷
رفیق احمد: ۸، ۲۴، ۲۳۵
روبینہ ترین: ۱۶، ۴۰، ۱۱۰، ۱۲۶، ۲۱۲، ۲۱۷، ۲۸۶، ۳۰۷، ۳۲۹، ۳۴۰،
۳۵۲، ۳۵۶، ۴۴۰، ۴۶۲، ۴۸۳، ۴۹۵، ۶۱۰
روبینہ رفیق: ۱۳۷، ۳۳۰، ۳۴۰، ۵۸۱، ۶۱۳
روبینہ شاہجہان: ۳۶۰، ۳۶۹، ۳۷۵، ۳۸۴، ۴۴۰
روبینہ شاہین: ۸، ۲۴، ۴۰، ۲۷۷، ۳۹۳، ۴۶۱، ۵۶۳، ۶۰۵
روبینہ شہناز: ۲۴۴، ۲۷۷، ۳۳۰، ۴۴۰، ۴۷۳، ۴۸۴، ۵۸۳
روبینہ ناز: ۲۷۸
روش ندیم: ۳۱، ۳۰۸، ۳۳۰، ۳۵۲، ۴۶۲، ۴۸۳، ۴۹۵، ۵۵۲، ۵۶۳،
۵۹۵، ۶۱۳
روشن آرا: ۳۱۸
رؤف احمد: ۴۴۳
رؤف پاریکھ: ۴۰، ۱۰۳، ۱۶۸، ۲۱۷، ۲۲۴، ۲۴۳، ۴۱۶، ۴۶۲، ۵۴۹
ریاض قدیر: ۶۲، ۱۳۰، ۲۵۸، ۴۴۶، ۴۴۸
ریاض مجید: ۳۷۶، ۳۸۵
ریاض ہمدانی: ۳۵۲
ریحانہ کوثر: ۳۱، ۱۳۸، ۲۵۲، ۲۷۱، ۴۴۰، ۶۰۵
زاہد حسن چغتائی: ۴۶۲، ۴۷۴، ۶۰۶
زاہد منیر عامر: ۱۶۸، ۱۸۷، ۲۰۱، ۲۸۶، ۴۶۲، ۴۷۴، ۴۸۳، ۵۴۶،
۵۶۴، ۵۸۳
زبیدہ ذوالفقار: ۳۷۶، ۳۹۳، ۴۰۳
زریں حبیب مرزا: ۱۶۹
زمرد خان: ۴۸۵
زمرد کوثر: ۳۱۹

زیاد کاوسی نژاد: ۱۱۱
زینت افشاں: ۲۸۶، ۵۰۱، ۶۰۶
ساجد جاوید: ۲۸۷، ۳۵۲، ۵۰۱
ساجد علی سجانی: ۴۵۵
سارہ سلیم: ۵۵۱، ۵۶۱
ستار خان خٹک: ۴۷۴
سخاوت مرزا: ۱۸۸، ۲۲۹
سردار احمد خاں: ۱۷۹، ۲۰۲،
سرفراز احمد: ۲۱۷
سرفراز ظفر: ۴۴۰
سرمد صہبائی: ۱۶۹
سعادت سعید: ۱۱۱، ۱۵۰، ۱۵۶، ۱۶۹، ۲۶۳، ۲۷۱، ۳۳۸، ۶۱۳
سعادت علی: ۸۲
سعدیہ حسن بلوچ: ۸۹
سعدیہ طاہر: ۴۱، ۱۳۱، ۳۳۶، ۵۶۴، ۵۸۳، ۵۹۵
سعید احمد: ۴۱، ۲۸۷
سعید الرحمٰن: ۵۱۶
سعید خاور بھٹا: ۵۷
سغیر اختر: ۳۲، ۳۰۸، ۳۹۶
سغیر حیدر: ۱۵۷، ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۶۳، ۲۷۱، ۵۱۹
سلطانہ بخش: ۵۴۸
سلطانہ یاسمین: ۵۲۴
سلمان علی: ۸، ۲۱۸، ۲۶۳، ۳۳۳، ۳۴۷، ۳۶۱، ۳۶۹، ۳۷۶،
۳۸۴، ۳۹۴، ۴۵۵
سلیم اختر: ۱۱۱، ۲۸۸، ۴۵۶، ۵۵۲
سلیم الدین قریشی: ۵۴۶
سلیم اللہ شاہ: ۶۱۴
سلیم تقی شاہ: ۵۵۲
سلیم راز: ۳۶۱
سلیمان علی: ۲۴۴
سمیرا اعجاز: ۲۱۴، ۳۵۴، ۵۰۴، ۵۱۴
سمیرا اکبر: ۲۹۲، ۳۰۴
سمیرا اختار: ۹۳
سنبل نسیم: ۱۵۷
سوجیا شیر: ۳۹۴
سویاما سے نیاسر: ۲۳۷، ۳۶۳
سہیل احمد: ۲۸۸، ۳۷۷، ۳۸۵، ۳۹۴
سہیل عباس بلوچ: ۱۱۱، ۱۳۱، ۲۱۸، ۲۹۷، ۳۰۸، ۳۳۱، ۳۳۹، ۳۶۳،
۴۷۴، ۵۳۰، ۵۵۲، ۵۶۴، ۵۸۴
سید امیر حسن عابدی: ۱۸۸
سید تنویر واسطی: ۵۳۷
سید جاوید اقبال: ۲۰۲، ۲۱۸، ۲۲۶، ۲۳۵
سید سعید شاہ احمد: ۴۷۴
سید شبیر حسین: ۱۵۷
سید شیراز علی زیدی: ۳۱۹
سید شیر: ۳۸۵، ۳۹۴، ۴۰۶، ۴۱۷، ۴۲۶
سید طارق حسین رضوی: ۴۴۴
سید طاہر سہیل: ۲۱۹، ۴۰۴
سید عامر سہیل: ۱۳۸، ۲۸۸، ۳۸۶، ۳۹۵، ۴۰۴، ۴۱۷، ۴۸۵، ۴۹۶،
۵۰۴، ۶۰۶
سید عبدالغفار بخاری: ۴۴۰
سید علی انور: ۴۴۱
سید کامران عباس کاظمی: ۴۱۷، ۶۰۰، ۶۰۶
سید محمد ذوالکفل بخاری: ۴۰۵
سید محمد سلیم: ۱۸۸
سید محمد مطیع اللہ راشدی برہانپوری: ۱۸۹،
سید محمد یحییٰ صبا: ۳۲
سید مظہر جمیل: ۲۸۸، ۵۴۷
سید منصور احمد: ۴۱۷
سید منیر واسطی: ۵۳۰

سید نعمان الحق: ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۶۴
سیدہ افصح عابد: ۶۰۶
سیدہ عطیہ: ۹۷
سیدہ ملیحہ کاظمی: ۹۷
سیما صغیر: ۲۷۸، ۴۳۱
سیمیں نغمانہ طاہر: ۴۶۴
سید حسن عباس: ۲۴۴، ۵۲۳
سی۔ ای۔ ولسن: ۵۲۵
شازیہ آفتاب: ۴۳۱
شازیہ رمضان: ۹۶
شازیہ عنبرین: ۲۴، ۲۱۹، ۲۷۸، ۳۰۸، ۴۴۹
شازیہ مختار: ۲۶۴
شازیہ نسرین مغل: ۳۰۹، ۵۶۵
شاکر کنڈان: ۴۴۹
شان پیو: ۱۵۸
شائستہ حمید خان: ۲۵۲، ۲۵۹
شاہ انجم: ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۴، ۳۷۷
شاہ سعید: ۳۹۵
شاہد اقبال کامران: ۲۰۹، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۹، ۲۷۸، ۳۰۹، ۳۳۳،
۴۸۵، ۵۱۴، ۵۶۵، ۵۸۴
شاہد حسن رضوی: ۴۵۶، ۴۷۵، ۴۸۵
شاہد نواز: ۲۵۹، ۲۷۸
شاہد نوخیز اعظمی: ۵۸۴
شاہدہ دلاور شاہ: ۶۰۷
شاہدہ منظور: ۵۲
شاہین اختر: ۲۵۳، ۴۹۶، ۵۵۳، ۵۸۴
شاہین کرامت: ۵۸، ۹۴
شبانہ سحر: ۱۰۳
شبلی نعمانی: ۱۸۹
شبیر احمد قادری: ۲۹۷، ۳۰۹، ۳۲۰، ۴۴۹، ۴۵۶، ۴۶۴، ۴۸۶،
۵۲۵، ۵۹۶
شذرہ منور: ۲۷۸، ۴۴۹
شریف حسین قاسمی: ۲۰۳
شعیب احمد: ۷۶، ۱۳۹
شعیبہ معید: ۶۱۷
شفقت جہاں: ۳۹۵، ۴۱۸، ۴۲۶
شفیق احمد شنواری: ۱۲۳
شفیق احمد: ۱۱۲، ۱۱۸، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۸، ۳۳۱، ۴۸۶، ۵۹۴
شفیق انجم: ۱۷، ۱۱۶، ۲۷۱، ۲۷۹، ۲۸۹، ۲۹۷، ۳۰۹، ۳۲۱، ۳۲۳،
۳۳۷، ۴۱۸، ۴۲۲، ۴۳۱، ۴۷۵، ۴۸۴، ۵۸۴
شفیق عجمی: ۲۵۳، ۲۵۹، ۵۸۵
شکیل احمد خان: ۲۳۸، ۴۸۶
شکیل پتافی: ۲۱۲، ۲۷۹، ۲۹۷، ۳۲۷، ۴۴۹
شگفتہ بیگم: ۱۱۷
شگفتہ حسین: ۱۷، ۱۳۸، ۲۶۴، ۳۳۵، ۳۵۳، ۴۰۵، ۴۱۸، ۴۶۳،
۵۰۳، ۵۲۵، ۶۰۷
شمس الرحمٰن فاروقی: ۱۶۱، ۱۶۴
شمیم روشن آرا: ۱۳۱، ۲۷۲
شمیم طارق: ۲۹۸، ۳۱۰، ۳۳۱، ۴۳۱، ۴۷۵
شوکت سبزواری: ۱۸۹
شوکت علی قمر: ۴۵۶
شہاب الدین ثاقب: ۲۵، ۳۳، ۴۲، ۲۲۵، ۲۳۰
شہناز کوثر: ۹، ۲۹۸، ۳۱۰، ۵۶۶
شیدا محمد کاکاخیل: ۳۷۷
شیر علی: ۱۳۹
شیراز علی: ۱۳۱
شیراز فضل داد: ۶۰۷
صابر ارشاد عثمانی: ۵۵۰
صابر آفاقی: ۹
صابر کلوروی: ۳۶۲، ۳۷۰، ۳۷۸

صابرہ شاہین: ۵۵۳
صائمہ ارم: ۲۵۹، ۴۷۲، ۵۶۶
صائمہ سلیم: ۲۶۴
صائمہ علی: ۴۷۲
صائمہ نازانصاری: ۴۷۵
صباحت مشتاق: ۳۵۳، ۶۱۴
صدف بخاری: ۵۶۷
صدف تبسم: ۴۲۷
صدیق جاوید: ۱۱۲
صغریٰ بیگم: ۱۲۷
صغیر افراہیم: ۲۷۹، ۴۲۲، ۴۶۴، ۵۵۳
صفدر رشید: ۶۰۷
صفدر قریشی: ۴۷۵
صغیر صدف: ۱۴۰
صفیہ عباد: ۲۹۸، ۳۵۴، ۴۷۶
صفیہ مشتاق: ۱۱۷
صلاح الدین المنجد: ۲۲۵
صلاح الدین درویش: ۴۹۶
صوبیہ سلیم: ۴۴۲
صوفیہ یوسف خٹک: ۹، ۲۵، ۲۳۰، ۲۹۸، ۳۷۸، ۳۸۶، ۴۵۰، ۴۷۶،
۴۸۷، ۵۵۳، ۵۶۷، ۶۱۵
ضیاء الحسن: ۶۶، ۱۰۴، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۵۱، ۱۶۱، ۳۴۱، ۴۹۶
ضیاء الدین اصلاحی: ۱۸۹، ۱۹۰
ضیاء الرحمٰن: ۳۶۴، ۳۷۰
ضیاء المصطفیٰ: ۸۴
طارق حبیب: ۴۲، ۲۸۹، ۵۸۵
طارق ضیاء الرحمٰن سراجی: ۱۷
طارق محمود ہاشمی: ۱۷، ۲۲۰، ۲۸۰، ۲۸۹، ۱۶۹، ۴۷۳، ۵۰۵، ۵۴۰، ۱۰۴،
۱۲۳، ۱۵۱، ۳۳۸، ۳۶۴، ۴۳۱، ۴۸۷، ۴۹۷، ۵۱۵،
طالب حسین اشرف: ۳۶۳
طالب حسین سیال: ۲۸۰، ۶۰۸
طاہر مسعود: ۵۹۶
طاہرہ بشارت: ۶۴
طاہرہ سرور: ۴۱۹
طاہرہ صدیقہ: ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۴
طیب منیر: ۴۴۲، ۴۵۷، ۵۲۵، ۵۵۴، ۵۶۸
ظفر احمد صدیقی: ۲۲۵
ظفر احمد: ۲۹۸، ۴۸۷
ظفر اقبال: ۱۱۲، ۱۷۵، ۲۲۶، ۲۳۰، ۲۳۴
ظفر حسین ظفر: ۴۶۴، ۷۸۷
ظفر حسین: ۴۸۶
ظہور احمد اظہر: ۱۲۳، ۱۵۱، ۵۹۷
ظہورالدین: ۲۳۰
ظہیر احمد: ۵۵۱
عابد حسن منٹو: ۱۳۲
عابد خورشید: ۴۸۹
عابد سیال: ۱۸، ۲۸۰، ۲۹۰، ۲۹۹، ۳۱۰، ۳۸۷، ۴۰۶، ۴۴۳، ۴۵۷،
۴۶۵، ۵۸۵
عابدہ بتول: ۲۳۰
عابدہ ہما: ۲۲۱
عارف نوشاہی: ۱۰۴، ۱۷۰، ۱۷۶، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۴۵، ۲۹۹، ۳۲۱،
۴۷۶، ۵۲۵، ۵۳۱، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱
عارف شہزاد: ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۵۱، ۳۳۵
عارف صبح خان: ۱۴۱
عاصم شجاع ثقلین: ۱۳۳
عاصمہ اصغر: ۲۶۴، ۲۹۹، ۵۸۵، ۶۰۸
عاصمہ رانی: ۴۳، ۳۴۱
عاصمہ رفعت: ۵۷۷
عاصمہ قادری: ۶۳
عامر سہیل: ۳۶۴، ۴۵۰

عائشہ حمید: ۲۹۹
عائشہ سعید: ۲۵۰، ۶۱۵
عائشہ سلیم: ۲۶۴
عباس چغتائی: ۵۵۴
عبدالعزیز ساحر: ۱۱۳، ۱۳۱، ۲۹۹، ۳۲۲، ۴۶۵، ۴۷۶، ۵۳۱، ۵۵۴، ۵۸۶
عبدالواحد تبسم: ۴۶۵
عبدالستار ملک: ۶۱۶
عبدالجبار جونیجو: ۱۰
عبدالحق: ۱۷۶
عبدالرحمان معلمی: ۱۹۰
عبدالرحمٰن یوسف خان: ۵۹۷
عبدالسلام محمد: ۸۷
عبدالغفور بلوچ: ۵۸۶، ۵۹۷
عبدالکریم خالد: ۵۸۶، ۶۰۸
عبدالکریم: ۲۳۵
عبداللہ جان عابد: ۳۷۸، ۳۸۷، ۳۹۶
عبداللہ شاہ ہاشمی: ۳۷۸
عبدالماجد ندیم: ۵۳، ۶۳، ۷۷، ۸۴، ۹۸
عتیق احمد جیلانی: ۱۰، ۲۵، ۲۰۸، ۲۳۱، ۲۳۵
عتیق الور: ۱۳۱
عثمان شاد: ۳۱۹، ۴۲۷
عزیز ابن الحسن: ۱۰۵، ۴۹۷، ۵۵۵، ۵۶۸، ۵۸۶، ۶۰۸
عزیز احمد خان: ۴۴۳، ۴۵۰
عشرت رومانی: ۲۸۰
عصمت اللہ زاہد: ۸۹، ۹۴
عصمت درانی: ۱۷۰، ۳۹۶، ۴۱۹، ۴۲۸، ۵۳۱
عطاء الرحمٰن کاکوی: ۱۹۰
عطاء خورشید: ۱۸۳
عطش درانی: ۱۸، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۷۰، ۴۲۰، ۴۴۳، ۴۵۷،
۴۶۵، ۴۷۶، ۵۴۵، ۵۵۵، ۵۶۹، ۵۸۷، ۶۰۹
عطیہ غنی: ۴۳۹
عظمت رباب: ۱۴۴، ۲۵۹، ۳۵۴، ۴۰۷، ۵۹۸، ۶۰۹
عظمیٰ بیگم: ۲۹۰
عظمیٰ زمان: ۲۱۳
عظمیٰ سلیم: ۴۲۹
عظمیٰ عزیز خان: ۱۵۸، ۳۱۱
عظمیٰ فرمان فاروقی: ۲۲۶، ۲۳۱
عظیم سلیم: ۴۴
عقیلہ بشیر: ۲۱۴، ۲۹۰، ۳۳۵، ۴۲۰، ۵۸۷، ۶۰۹
عقیلہ جاوید: ۱۱، ۱۸، ۳۸۷، ۳۹۶، ۴۴۳، ۴۵۷
عقیلہ شاہین: ۲۲۲، ۳۱۱، ۳۴۰، ۳۴۶
علمدار حسین بخاری: ۱۹، ۴۳، ۱۵۱، ۳۰۰، ۳۱۱، ۳۲۲، ۴۵۷، ۴۶۶،
۵۹۸
علی احمد اویسی: ۴۲۰
علی احمد فاطمی: ۲۸۰، ۲۹۰
علی بیات: ۳۰۰، ۳۸۸
علی عثمان قاسمی: ۱۷۰
علی محمد خان: ۵۸۷
علی محمد فرشی: ۵۹۸
عمارہ اقبال: ۱۵۲
عمر حیات: ۵۱۵، ۵۲۰
عمر خالدی: ۵۳۱، ۵۳۴، ۵۴۷
عمر فاروق: ۶۰۴
عمران اختر: ۳۰۰
عمران ازفر: ۱۴۴، ۵۹۸، ۶۱۴
عمران ظفر: ۱۶۱
عمر فاروق: ۱۶۴
عنایت اللہ فیضی: ۱۱، ۳۶۳، ۳۷۱، ۳۷۹، ۳۸۴
عنبرین انصاری: ۱۵۲

عنبرین تبسم شاکر: ۳۳، ۳۹۶، ۶۰۹

غازی علم الدین: ۳۰۰

غلام اکبر: ۷۷، ۱۴۲، ۴۶۶

غلام حسین ساجد: ۱۳۳، ۱۵۸

غلام ربانی مجال: ۴۵۰، ۵۵۵

غلام شبیر رانا: ۴۲۹، ۴۵۱

غلام عباس گوندل: ۳۳، ۱۱۸، ۱۴۲، ۳۳۷۹، ۴۰۷، ۴۷۷، ۵۰۵،
۵۹۹

غلام علی الانہ: ۱۹

غلام قاسم: ۵۸۷

غلام مصطفیٰ خان: ۱۷۹، ۱۸۳، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۰۳، ۴۲۰

غلام ناصر مروت: ۳۸۸، ۳۹۷، ۴۰۸، ۴۳۰

غلام یٰسین: ۳۲۳، ۳۴۲

فاروق احمد: ۴۶۰

فاروق خالد: ۱۲

فائزہ حنیف: ۴۳۵

فائزہ فرمان: ۴۹۱

فتح محمد ملک: ۱۱۳، ۳۲۸، ۵۳۲، ۵۴۲، ۵۵۵، ۵۶۹، ۵۸۷، ۵۸۸،
۵۹۹

فدا حسین انصاری: ۴۴

فرانکوئز نالینی دیلووی: ۵۷۰

فرحانہ منظور: ۳۱۱، ۴۷۷

فرحت جبیں ورک: ۴۹۷

فرخ یار: ۶۰۹

فرخندہ امین: ۵۹۹

فرزانہ بیگم: ۴۴

فرزانہ صفدر سومرو: ۳۴

فرزانہ کوکب: ۱۴۲، ۳۱۲

فریحہ نگہت: ۸۳، ۸۹، ۴۶۰، ۳۰۰، ۴۶۶، ۴۸۸، ۵۰۶، ۵۷۱، ۶۰۹

فریدہ یوسف: ۳۵۴

فریضہ اشرف: ۴۶۵

فضل الرحمان ندوی: ۴۴۵

فضیلت بانو: ۳۴۸، ۵۹۹

فقیرا خان فقری: ۳۶۴، ۳۷۱

فواد بیگ: ۴۹۱

فواد شیخ الدین ۶۳

فوزیہ اسلم: ۴۴۴، ۵۰۷، ۶۱۶

فوزیہ جنجوعہ: ۴۸۱

فوزیہ درانی: ۴۵، ۳۰۰

فہمیدہ تبسم: ۳۰۱، ۳۲۳، ۶۱۰

فہمیدہ شیخ: ۱۷۶

فیاض احمد فیضی: ۱۱۸، ۴۰۸، ۴۳۰

فیصل احمد گوندل: ۴۸۸

فیصل کمال حیدری: ۱۴۳

فیض احمد فیض: ۵۴۲

فیض رسول: ۱۴۳، ۴۶۵

قاسم بگھیو: ۴۱۶

قاسم محمود احمد: ۴۳۸

قاسم یعقوب: ۳۱۲، ۴۳۱، ۶۰۰

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی: ۱۹۵

قاضی افضال حسین: ۵۵۶

قاضی عابد: ۱۲، ۴۴، ۴۵، ۳۱۲، ۳۳۶، ۳۴۲، ۳۴۹، ۴۸۹، ۴۹۸،
۵۰۸

قاضی عبدالرحمٰن عابد: ۴۹۱، ۶۱۰

قدسیہ بانو عبدالکریم: ۴۸۹

قدیر انجم باجوہ: ۱۴۴

قرۃ العین طاہرہ: ۴۴۶، ۳۳۶، ۴۰۹، ۴۸۹، ۵۸۴

قرۃ العین: ۴۱۶، ۳۳۵

قمر جہاں مرزا: ۱۹۲

قمر عباس: ۱۴۴

قیصرہ مختار علوی: ۵۵۲، ۵۷۱
کاشف عمران: ۳۲۹، ۵۶۳
کاظمہ چودھری: ۳۴۹
کرسٹینا اوسٹرہیلڈ: ۱۷۱، ۳۴۷
کشور تصدق: ۴۴۴
کلثوم البشر: ۴۵
کوثر محمود: ۶۰۰
کیتھرن ولسن: ۵۳۲
گوہر رحمان نوید: ۳۷۱، ۳۷۹، ۳۸۸، ۴۱۰، ۴۲۱
گوہر نوشاہی: ۳۱۳، ۳۷۱، ۴۴۴، ۴۵۸
لیاقت علی: ۳۵۵، ۶۱۰
لیلیٰ عبدی خجستہ: ۲۲۶، ۲۳۱
مالک رام: ۱۹۲، ۱۹۳
مائیکل مارسورا: ۱۷۱
مبین مرزا: ۱۶۲
مجاہد بلوچ: ۴۴، ۲۳۱، ۵۹۷
مجاہدہ: ۴۰۳
مجیب احمد: ۵۳۲
محسن عباس: ۴۵۸
محسن نقوی: ۱۲۵، ۲۲۲، ۳۹۷، ۴۵۸
محمد ادریس لودھی: ۵۸
محمد ارشد اویسی: ۱۳۳، ۲۳۱، ۲۹۲، ۴۳۱، ۵۱۵، ۵۲۰، ۵۷۱، ۵۸۸
محمد ارشد راشد: ۴۳۲
محمد ارشد عثمان: ۲۳۶
محمد ارشد: ۹۰، ۹۸، ۱۵۲، ۵۲۶
محمد اسرار خان: ۲۶۵، ۳۵۰
محمد اسماعیل بن عبدالسلام: ۹۴
محمد اشرف کمال: ۱۲، ۴۵، ۳۰۱، ۳۱۳، ۳۱۰، ۳۶۶، ۳۷۶، ۳۹۰، ۵۱۲،
۵۲۱، ۵۴۲، ۵۸۸
محمد اصغر یزدانی: ۳۰۱
محمد اطہر مسعود: ۲۳۸، ۵۷۰،
محمد افتخار شفیع: ۱۴۵
محمد افضال بٹ: ۴۴۴
محمد اقبال ثاقب: ۲۶۵
محمد اقبال شاہد: ۵۳
محمد اقبال: ۲۶۵
محمد اکرام چغتائی: ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۴۳، ۱۵۲، ۵۴۱، ۵۴۷، ۶۱۶
محمد الحسن بزمی: ۱۶۴
محمد الطاف: ۲۳۱
محمد الیاس میراں پوری: ۵۷۲
محمد الیاس: ۴۲۱
محمد امتیاز احمد: ۱۴۴
محمد امیر ملک: ۲۸۱، ۵۸۹
محمد امین خاور: ۱۴۵، ۲۶۶
محمد انور خان: ۲۹۲
محمد اویس قرنی: ۳۷۲، ۳۸۰، ۳۸۸
محمد ایوب قادری: ۱۹۳، ۵۲۵
محمد آصف اعوان: ۳۷۲
محمد بلال خان: ۵۱۶
محمد پرویش شاہین: ۱۱۸، ۲۸۱، ۳۳۵، ۳۷۷، ۳۹۰، ۵۷۳، ۶۰۰
محمد ثانی: ۵۸۶
محمد جاوید خالد: ۲۳۶
محمد جاوید خان: ۳۸۴
محمد جاوید: ۵۳، ۵۸، ۶۳، ۶۹
محمد جنید اکرم: ۹۸
محمد جنید ندوی: ۵۸۹، ۶۱۰
محمد حامد علی: ۴۳۲، ۵۸۹
محمد حمزہ فاروقی: ۵۳۳، ۵۳۴
محمد حمید اللہ: ۵۴۷
محمد خالد ابراہیم ۸۷

محمد خان اشرف: ۶۰۱
محمد خاور نوازش: ۳۵۰، ۶۱۰
محمد ذیشان اختر: ۲۳۷
محمد رفیع ازہر: ۲۲۲، ۲۷۸
محمد رؤف: ۳۱۳، ۳۲۲
محمد ریاض شاہد: ۶۶
محمد زبیر خالد: ۱۲۶، ۳۸۹، ۶۱۰
محمد ساجد خان: ۳۳۱، ۳۵۰، ۴۵۱، ۴۶۷، ۵۷۳
محمد ساجد نظامی: ۴۵۱
محمد سرفراز: ۴۹۰
محمد سعید: ۱۵۹، ۱۶۲، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۳۶، ۲۶۶، ۴۵۱
محمد سفیان صفی: ۱۵۲، ۲۳۹، ۳۰۲، ۴۹۸، ۵۰۸
محمد سفیان: ۴۶، ۳۸۰
محمد سفیر اعوان: ۶۰۱، ۶۱۱
محمد سلطان شاہ: ۵۹
محمد سلمان اطہر: ۱۲۶، ۱۵۰، ۲۸۱، ۴۳۳
محمد سلمان بھٹی: ۱۷۱، ۶۱۶
محمد سلیم اختر: ۱۰۵، ۲۰۳، ۲۳۶، ۲۳۸
محمد سلیم الرحمن: ۱۰۵
محمد سلیم خالد: ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۶۶، ۴۷۳، ۵۸۹
محمد سلیم مظہر: ۱۱۸
محمد سلیم ملک: ۱۰۶، ۲۱۱، ۴۲۲
محمد سلیم: ۵۹، ۱۸۰، ۳۶۳، ۴۷۲
محمد شاہجہاں: ۳۶۴
محمد شفیق: ۸۰
محمد شکیل احمد صدیقی: ۱۹۳
محمد صابر: ۷۳، ۸۳
محمد طاہر حکیم: ۷۲
محمد طاہر قریشی: ۴۳۵،
محمد عاصم شہزاد: ۲۶۰
محمد عباس: ۲۶۰، ۳۸۹، ۵۳۸، ۵۷۳
محمد عبدالمقیت شاکر علیمی: ۲۲۳، ۵۳۵
محمد عرفان احسن پاشا: ۹۹، ۲۷۳
محمد علی اثر: ۱۷۲، ۲۲۹، ۳۰۲، ۴۷۸
محمد علی صدیقی: ۲۶، ۳۵
محمد عمر میمن: ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۷۱، ۵۲۳، ۵۳۲، ۵۳۶
محمد فخر الحق نوری: ۵۳، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۵۳،
۲۵۳، ۲۶۱، ۲۹۳، ۳۳۵، ۳۴۲، ۴۶۷، ۵۵۶، ۵۷۰، ۵۸۹
محمد فیصل: ۵۷۳
محمد قاسم بگھیو: ۲۳۲
محمد قاسم حیدر: ۵۷۵
محمد قمر علی زیدی: ۷۸
محمد قمر علی: ۹۹
محمد کامران: ۲۶، ۶۹، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۵۳، ۲۶۷، ۳۰۲،
۳۱۴، ۳۲۵، ۴۹۱
محمد کبیر: ۴۳۳
محمد کیومرثی: ۲۷، ۳۵، ۱۰۶، ۳۲۵، ۴۷۸، ۵۷۵
محمد مالک: ۵۵۶
محمد محفوظ الحق: ۱۹۳
محمد محمود الاسلام: ۴۶
محمد ممتاز خان کلیانی: ۱۲۷، ۴۷۸
محمد ناصر: ۴۷، ۵۹، ۶۳، ۷۳، ۷۸، ۸۳
محمد نعیم انور: ۵۴، ۹۵
محمد نعیم بزمی: ۱۲، ۳۵
محمد نعیم: ۲۶۷، ۳۰۲، ۳۲۶، ۵۹۰
محمد نوید ازہر: ۳۳۰
محمد وارث خان: ۳۹۷، ۴۱۱، ۴۲۲، ۴۳۵
محمد ہارون عثمانی: ۱۱۹، ۱۳۶، ۳۳۴
محمد ہارون قادر: ۱۱۹، ۱۳۳، ۲۶۱، ۲۶۷، ۲۷۳، ۳۰۲، ۴۷۸، ۵۷۵
محمد یار گوندل: ۴۷، ۱۳۶، ۲۱۲، ۵۸۹، ۶۱۷

محمد یامین عثمان: ۵۲۶، ۵۳۵
محمد یوسف اعوان: ۳۳۳
محمد یوسف خٹک: ۱۳، ۲۸، ۳۶، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۸۴، ۳۳۱، ۳۴۳، ۳۷۳، ۳۸۰، ۳۹۹، ۴۲۳، ۴۸۰، ۴۹۱، ۴۹۸، ۵۰۹، ۵۷۶، ۵۸۷
محمد یوسف صدیق: ۱۷۲
محمد آصف اعوان: ۲۱۵، ۲۵۴، ۲۸۱، ۳۰۱، ۳۱۴، ۴۲۴، ۴۵۱، ۴۵۸، ۴۶۷، ۴۷۷، ۵۸۸، ۶۱۱
محمد آصف جہانگیر: ۱۲۷
محمد آصف قادری: ۱۴، ۶۶
محمد آصف: ۲۶، ۱۳۶، ۲۲۷، ۲۳۹، ۲۹۳، ۳۰۱، ۳۳۴، ۳۴۴، ۳۹۷، ۴۲۱، ۴۹۰، ۴۹۸، ۶۰۱
محمد آفتاب احمد: ۴۴۴
محمد صابر: ۷۸
محمد کیومرثی جرلو وہ: ۴۱۴
محمود احمد اعوان: ۴۳۶
محمود احمد: ۴۹۴
محمود الحسن بدی: ۱۵۹، ۱۶۴، ۲۵۴، ۲۶۷
محمود الحسن عارف: ۲۷
محمود خان شیرانی: ۱۹۴، ۱۹۵
مختار الدین احمد: ۱۸۰، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۲۳
مرزا حامد بیگ: ۲۰، ۳۰۴، ۳۱۴، ۵۷۶
مرزا خلیل بیگ: ۳۵۵
مرزا غالب اور امیر مینائی: ۱۹۵
مرسل فرمان: ۴۴۳
مرغوب حسین طاہر: ۱۱۵، ۱۵۳
مریم دین: ۳۱۴
مزمل بھٹی: ۶۱۷
مزمل حسین: ۳۵، ۱۲۰، ۱۲۷، ۳۱۵، ۳۹۸، ۴۱۳، ۴۷۸، ۵۰۹
مسرت خان زاہدی: ۳۹۸
مسرت یاسمین: ۴۶۸
مشتاق احمد: ۳۸۹، ۴۴۳
مظاہر شاہ: ۵۵۶
مطلوب احمد: ۴۴۵
مظہر شاہ مہمند: ۴۷۹
مطہر بن حسین المالکی: ۲۹
مظہر محمود شیرانی: ۱۷۷، ۲۵۰
معراج الاسلام ضیاء: ۳۹۰
معراج رعنا: ۵۱۰
معید رشیدی: ۱۴۴
معین الدین عقیل: ۱۳، ۳۶، ۱۰۶، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۷۴، ۱۸۰، ۱۸۴، ۲۰۹، ۲۲۳، ۲۲۷، ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۲۶، ۴۵۲، ۴۶۸، ۴۷۹، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۳۳، ۵۴۳، ۵۴۸
معین نظامی: ۱۲۰
مفتی محمد سلیم: ۹۲
مقبول حسن گیلانی: ۹۹، ۴۷۹
مقصود الٰہی شیخ: ۲۷
مغیث جاوید بھٹی: ۶۰، ۷۳
مغیث شاکر علیمی: ۲۲۷
مکیش اکبر آبادی: ۴۴۵
ممتاز احمد خان: ۴۸۲، ۴۶۸، ۶۰۱
ممتاز کلیانی: ۳۹۱، ۵۷۷
مناظر عاشق ہرگانوی: ۴۵۲
منظور احمد طاہر: ۳۸۱
منیر احمد خان: ۱۸۴
منیر احمد یزدانی: ۳۹۱، ۳۹۸
منیزہ ہاشمی: ۱۳۵
مہر اختر وہاب: ۴۸۲
مہر نور محمد خان: ۴۴۵
میاں غلام مصطفیٰ: ۱۸۱، ۲۶۷
میاں مشتاق احمد: ۱۲۷، ۴۴۵

میمونہ سبحانی: ۱۳۳، ۲۶۸، ۲۷۹، ۵۱۶، ۵۸۸، ۵۹۱
نازیہ ملک: ۳۰۳، ۳۹۴
ناصر رانا: ۵۱۰
ناصر عباس نیر: ۵۴، ۷۳، ۷۸، ۹۰، ۹۵، ۱۰۶، ۱۳۵، ۱۴۷، ۱۷۳،
۲۳۴، ۳۱۵، ۳۴۷، ۳۴۴، ۳۵۵، ۴۴۶، ۴۵۲، ۴۵۹، ۴۷۹، ۴۹۲،
۶۰۴، ۶۱۱
ناصر علی سید: ۳۶۵
ناعمہ خورشید: ۷۸
ناہید شاہد: ۷۹، ۹۰
ناہید قمر: ۴۰، ۱۴۰، ۴۶۹، ۵۷۷، ۶۱۱
نبی بخش جمالی: ۵۷۸
نبی بخش خاں بلوچ: ۲۰۵
نبیل احمد نبیل: ۵۱۷، ۵۷۸
نبیلہ اعوان: ۸۷
نبیلہ رحمن: ۷۰
نثار احمد: ۲۵۰، ۳۹۰
نجم الاسلام: ۱۷۷، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۶، ۲۰۷
نجم الرشید: ۵۵، ۸۳، ۹۱، ۱۴۷
نجیب جمال: ۲۷، ۱۷۴، ۲۳۴، ۲۴۴، ۳۳۸، ۳۴۶، ۳۵۴، ۳۶۹،
۴۹۴، ۵۴۸، ۵۷۹، ۶۰۲
نجیبہ عارف: ۲۱، ۱۰۷، ۱۵۹، ۱۷۴، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۸۴، ۴۶۹، ۵۱۱،
۵۲۵، ۵۲۶، ۵۳۳، ۵۳۵، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۸، ۵۴۹، ۶۱۸
ندا اسحاقی: ۵۴۴
ندیم شفیق ملک: ۵۴۹
ندیم عباس اشرف: ۱۴۸
نذر خلیق: ۳۶، ۲۸۴، ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۱۵، ۵۹۰، ۶۱۴
نذر عابد: ۴۹۳
نذیر احمد: ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۴، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۷
نذیر تبسم: ۳۶۵، ۳۷۴، ۳۸۱، ۳۹۱، ۳۹۸، ۴۷۰
نرجس افتخار: ۴۹۳
نسرین راشد: ۱۱۵
نسرین ممتاز: ۲۵۰
نسیم احمد: ۲۳۴
نسیم اختر: ۵۵۷، ۵۷۹
نسیم بانو: ۸۷
نسیم طارق: ۲۷
نسیم عباس احمد: ۱۴۴، ۲۲۴، ۳۳۴، ۴۱۳، ۵۲۱
نسیم عباس چوہدری: ۴۸، ۴۵۹
نسیمہ رحمن: ۲۷۴، ۴۹۳، ۵۵۷
نصرت جہاں خٹک: ۳۹۱، ۳۹۸، ۴۲۴، ۴۳۶
نعیم بزمی: ۲۵۴
نعیم مظہر: ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۱۶، ۴۵۹، ۴۷۹، ۵۱۱
نفیس اقبال: ۱۲۰، ۴۸۰
نکلسن: ۲۰۰
نگہت طاہر نقوی: ۱۰۰
نگینہ پروین تبسم: ۱۷۶
نوازش علی: ۳۰۴، ۴۸۰
نورین رزاق: ۱۵۳
نورینہ تحریم بابر: ۵۶۵
نوید احمد شہزاد: ۵۱۷
نوید ازہر: ۲۹۵
نوید شہزاد: ۴۹۳
نیلوفر حفیظ: ۱۲۱
واحد بزدار: ۴۵۲
واصف لطیف: ۲۵۵
وجیہ الحسن صدیقی: ۲۳۹
وحید الرحمن خان: ۱۳، ۷۰، ۸۴، ۲۵۵، ۳۰۴، ۳۵۳
وحید قریشی: ۲۰۰
وسیم عباس: ۳۵۶
وفا یزدان منش: ۱۲۱

وقار اللہ باز: ۵۴

ہارون قادر: ۲۵۵

ہاشم شیر خان: ۴۴۶، ۴۵۳، ۶۱۸

یشب خلیل: ۳۶۵

یاسمین سلطانہ: ۲۱، ۱۵۳، ۲۹۵، ۳۰۳، ۳۲۷، ۴۷۰، ۴۸۰

یوسف حسین: ۴۳۶

یوسف خان: ۵۹۷

یوسف رجا چشتی: ۳۶۶

یٰسین آفاقی: ۲۵۵، ۳۴۳، ۶۰۲

اشاریہ عنوانات

آب حیات میں آزاد کی اصلاحیں ..... ایک تحقیقی مطالعہ، ۲۱۶
آزاد کی نظم۔ایک جائزہ، ۵۷۹
آزادیِ اظہار کے جدید تصورات، ۵۹۲
ابدائیہ، ۵۵۲، ۵۹۴
ابراہیم جلیس کی غیر مطبوعہ تخلیقات (ریڈیو ڈرامے، فلمی
کہانیاں)، ۳۳۵
ابلاغ عامہ اور چھاپہ خانہ کا ابتدائی دور، ۲۶۹
ابلیس اقبال کی نظر میں، ۴۷۶
ابن الوقت پر تنقید کا تجزیاتی مطالعہ، ۵۹۰،
ابن خلدون اور امام غزالی کے تعلیمی تصورات۔تقابلی مطالعہ، ۳۱۴
ابن سینا کا مردِ راں، سیاق و سباق میں، ۱۷۱
ابن عبدربہ بطور سیرت نگار، ۵۸
ابن عربیؒ، مولانا روم اور نظریہ وحدۃ الوجود، ۲۶۳
ابو عبیدہ کی تفسیر مجاز القرآن میں اشعار کے ماخذ کا مطالعہ (دراسۃ مورد
الأبيات الشعرية في مجاز القرآن لأبي عبيدة) ۷۷
ابو ماضی: معاصر عربی شاعری میں جدیدیت کی آواز، ۵۱
ابو محمد سحر کے خطوط بنام پروفیسر حنیف نقوی، ۲۴۴
ابوالعلاء معری اور محمد اقبال ابو العلاء المعري و محمد إقبال، ۵۲
ابوالفتح بستی: ایک فلسفی شاعر، ۸۵
ابوالکیف کشفی کی ادبی خدمات، ۳۲۹
اٹھارویں صدی عیسوی کی اردو شاعری کا متوازی تاریخ، ۲۳۴
اٹھارویں صدی عیسوی کی اردو شاعری میں سماجی و تہذیبی زوال کا منظر
اور تصوف کا میلان، ۳۳۸
اٹھارہ سو ستاون اور غالب کی عملیت پسندی، ۵۸۲
اٹھارہویں صدی میں دہلی کی ثقافتی تاریخ کی نئی تشکیل: ناصر عندلیب
کے ملفوظات: ''نالۂ عندلیب''، ۵۴۴
اثر خواب گراں میں: جوش۔انقلاب و تہذیب کا تناظر، ۱۶۲
احتجاجی ادب کے مسائل: شاعری کے حوالے سے، ۴۹۴
احسان عبدالقدوس کے ادبی کاموں کے تناظر میں معاصر مصری
افسانوں کے موضوعات، ۶۵
احسن زیدی شخص اور شاعر، ۵۱۳
احسن فاروقی کے ناول ''دل کے آئینے میں'' کا تحقیقی و تنقیدی
جائزہ، ۳۸۵
احمد جاوید: ''گمشدہ شہر کی داستان''، ۳۰۴
احمد فواد اور ازلی ساعتوں کے رنگ، ۳۷۱
احمد ندیم قاسمی کی ترقی پسند تحریک، ۵۹۵
احمد ندیم قاسمی: انسانی عظمت کا شاعر، ۱۵۲
احمد ندیم قاسمی: تخلیقی عمل یا تخلیقی واردات، ۵۹۵
احمد ندیم قاسمی: معاصرانہ چشمک، ۵۵۵
احمد ندیم قاسمی، منٹو اور محمد حسن عسکری، ۵۶۸
احمد یار خان یکتا خوشابی کی نو دریافت تصانیف، ۵۴۰
احمد یار یکتا خوشابی سے منسوب مطبوعہ دیوان کی اصلیت، ۴۹۹
احوال و آثار حسن تجری (مرثیہ حسن تجری و آثار او)، ۹۷
اخبار ''ایمان'' (پٹنہ) کا ''پاکستان نمبر'' حصہ اول و دوم
(۱۹۴۵ء)، ۵۳۸
اختر الایمان کی ابتدائی زندگی اور تخلیقی تجربات، ۱۰۱
اختر حسین رائے پوری ..... دو تصویریں، ۱۰۵
اختر شیرانی کا جمالِ ذہنی اور لفظ راشد (تجزیاتی مطالعہ)، ۱۴۵
اخطل صغیر: شاعر عشق و محبت (الأخطل الصغير: شاعر الحب والهوى) ۸۸
اخلاقیات پر اردو کا نثری سرمایہ: ایک تحقیقی مطالعہ، ۲۴۴
اداریہ، ۱۱۳، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۳، ۱۵۳، ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۳، ۱۷۴، ۲۳۵،
۵۱۲، ۵۶۳
ادب اور عالمگیریت کی آنکھ مچولی، ۳۷۱
ادب اور مساواتِ انسانی، ۱۴۹

ادب حدیث اوراس کا عربی زبان وادب پر اثر: ادب الحدیث النبوي وأثره في اللغة والأدب، ۵۲
ادب کا لومزاحمتی رجحان: پاکستانی اُردو افسانے پر ۹/۱۱ کے اثرات، ۵۴۳
ادب کیا ہے؟، ۴۴۳
ادب کے تناظرات، ۴۵۰
ادب میں نسائیت، ۱۱
ادبی اسلوب اور فیض احمد فیض کے تنقیدی رویے، ۴۳۵
ادبی تاریخ کی تشکیلِ نو کے مسائل، ۲۷۶
ادبی تاریخ کیا ہے؟، ۴۹۸
ادبی تاریخ نویسی میں نظریاتی مباحث کا مسئلہ، ۶۰۰
ادبی تاریخ نویسی، ڈاکٹر سید عامر سہیل / نسیم عباس احمر، ۵۵۲
ادبی تحقیق کا مستقبل، ۲۲۱
ادبی تنقید: امریکی تنقید سے تصوف کا انعطاف، ۵۲۸
ادبی مورخ اور تہذیبی اور سماجی شعور، ۴۶۰
ادبی نظریہ اور جدید رجحانات (عالمگیریت کے حوالے سے)، ۳۷۰
ادبیات انقلاب اسلامی ایران، ۳۰
ادبیات معاصر ایران وادبیات انقلاب اسلامی، ۴۲۶
ادبیات ڈیرہ اسماعیل خان، ۳۶۲
ادیب اور نظریہ ۵۶۳
اذہانِ عالیہ کے تصوراتِ ظرافت، ۷۰
اردو ادب اور نانیثیت، ۴۲۹
اردو ادب اور گلوبلائزیشن: ایک تجزیاتی مطالعہ، ۹۹
اردو ادب کی تاریخ کیسے لکھی گئی، ۴۸۴
اردو ادب کی تاریخ نگاری میں ادوار بندی کا مسئلہ، ۴۹۵
اردو ادب میں ترجمے کی تاریخی حیثیت، ۱۲۲
اردو ادب میں جدیدیت کی بحث، ۲۹۹
اردو اسلوبیات کی تشکیلِ نو، ۵۳۰
اردو افسانوی ادب کی تشکیل میں فورٹ ولیم کالج کا حصہ، ۳۲۵
اردو افسانوی ادب کی نقاد، ۴۳۸
اردو افسانہ اور صوبہ سرحد، ۳۶۵
اردو افسانہ اور عصری آگہی، ۲۹۷
اردو افسانہ اور مذہبی رواداری، ۳۲۴
اردو افسانہ نگاری کے فروغ میں ادبی مجلہ 'سیپ' کا کردار، ۴۷۸
اردو افسانے پر جدیدیت کے اثرات، ۱۷
اردو افسانے کی تنقید۔ مختصر تحقیقی جائزہ، ۱۵۵
اردو افسانے کے اسالیب بیان، ۳۰۳
اردو افسانے میں اخلاقی اقدار ات۔ نفسیاتی تناظر میں، ۱۰۳
اردو افسانے میں کردار نگاری کے مباحث، ۱۳۲
اردو افسانے میں مابعد الطبیعاتی عناصر کا اجمالی جائزہ، ۵۷۱
اردو املا: چند معروضات، ۵۰۷
اردو اور دنیا کی بڑی زبانوں کی شماریات کے براہِ راست حوالے، ۲۳، ۴۰۵
اردو اور سائنسی ادب کے لیے علامات، ۵۲۲
اردو اور فارسی کے لسانی روابط، ۳۶۸
اردو اور فارسی میں محاورات کا اشتراک، ۳۸۸
اردو اور کھوار کا صرفی ونحوی۔ تقابلی جائزہ، ۲۳۰
اردو پنجابی میں اشتراکِ صوت ومعنی، ۴۷۵
اردو تاریخ گوئی کی روایت اور داغ دہلوی، ۸۵
اردو تحقیقی جرائد کی انڈیکسیشن تعارف، ضرورت، اہمیت اور لائحہ عمل، ۴۶۱
اردو تحقیق کا ابتدائی دور (سرسید احمد خان)، ۱۹۰
اردو تدوین کی روایت میں دبستانِ کراچی کا کردار، ۲۵۹
اردو تذکروں میں ذکرِ سودا، ۵۹۶
اردو تذکروں میں لسانی بحثیں، ۵۶۵
اردو تذکروں میں تذکرہ نگار شعرا کے ذاتی احوال، ۳۲۰
اردو تقریظ نگاری (قسط اوّل)، ۴۰۲
اردو تنقید اور خواتین نقادوں کا نظریاتی شعور، ۱۵۲
اردو تنقید میں روایت کا تصور، ۶۰۲
اردو جملے کی ساخت میں سُر اور آہنگ کی جلوہ آرائی، ۴۶۵

اردو چہار بیت: فن اور روایت، ۲۱۱
اردو خاکہ نگاری پر تحقیقی و تنقیدی کام کی رفتار اور امکانات، ۳۸۳
اردو خاکہ نگاری میں تکنیک کے تجربات، ۵۷۴
اردو داستان کے زمان و مکاں، ۴۶۹
اردو داستانوں میں کہانیوں کا منظر نامہ، ۲۹۷
اردو ڈراما کی تنقید میں مظفر علی سید کا حصہ، ۳۷۵
اردو ڈرامے کا المیہ، ۴۵۹
اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی کی ادبی خدمات، ۲۲۱
اردو رسم الخط کے مسائل، ۲۱۲
اردو رسم الخط میں تبدیلی کے مباحث، ۶۱۶
اردو رسم الخط میں ہائے دو چشمی (ھ) کی حیثیت اور استعمال: ایک تنقیدی جائزہ، ۱۲۶، ۳۴۳، ۵۸۹
اردو زبان کی اولیں قواعد کا قضیہ: روایت، انکشاف، تعارف، ۱۶۴
اردو زبان کی آوازیں اور حروف تہجی، ۵۸۴
اردو زبان کی منفرد آوازیں اور تہجی شناخت، ۴۶۳
اردو زبان میں سلینگ کی اہمیت، ۴۱۶
اردو زبان میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی علمی خدمات: ایک تعارف، ۵۸۹
اردو زبان و ادب کی تاریخ نویسی (برطانوی مستشرقین کے حوالے سے)، ۴۶۹
اردو زبان: مسائل اور امکانات، ۴۹۴
اردو سندھی تحقیقات کی فہارس، ۵۵۶
اردو شاعروں کے تذکرے اور ادبی تاریخ نگاری، ۵۶۶
اردو شاعری کا علامیاتی مخاطبہ، ۵۱۰
اردو شاعری کے انگریزی تراجم اور زبان کے حوالے سے ترجمے کے مسائل، ۱۲۷
اردو شاعری میں اسالیب کا ارتقائی مطالعہ، ۱۲۴
اردو شاعری میں حریت فکر کی روایت، ۴۵۱
اردو شاعری میں علامت نگاری ..... تحقیقی مطالعہ (مجید امجد کی شاعری کے تناظر میں)، ۳۹۵
اردو شاعری میں قرآن و حدیث کے صنائع و بدائع، ۲۲۷
اردو شاعری میں قرآن و حدیث کے محاورات، ۲۲۳
اردو صحافت اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، ۴۵۰
اردو صحافت کا انقلاب آفریں نمائندہ: روزنامہ انقلاب اور اس کا سیاسی کردار، ۱۶۷
اردو صحافت کا ایک اہم باب ہفت روزہ چٹان، لاہور، ۱۵۴
اردو عروض: ارتقائی مطالعہ، ۶۱۰
اردو عروض: تحقیقات اور اصلاحات، ۱۲۶
اردو غزل کا لسانی مطالعہ، ۶۶
اردو غزل کی روایت اور فیض احمد فیض، ۱۳۰
اردو غزل میں اساطیری حوالے (۱۹۷۰ عیسوی کی دہائی میں)، ۱۵۷
اردو غزل میں جدید تمدنی مظاہر کے استعمال کا رجحان، ۴۵۷
اردو غزل میں عائلی رشتے، ۳۱۳
اردو غزل میں غیر روایتی عناصر، ۳۸۴
اردو غزل میں نئی علامتوں کا بیان، ۳۸۷
اردو فکشن میں خواتین کے تخلیقی سفر کے احوال و مقامات، ۲۳
اردو قرطاس کار، ۴۲۰
اردو کا ایک قدیم ترین رقعہ، ۴۰۴
اردو کا ایک قدیم رسالہ، ۴۵۳
اردو کا ایک قدیم رسالہ ''مراۃ الہند''، ۴۳۷
اردو کا ایک قدیم، منفرد اور کم یاب لغت: ''امان اللغات''، ۴۹۴
اردو کا پہلا نثری رسالہ، ۱۷۲
اردو کا لسانی سرمایہ، ۴۵۰
اردو کا موزوں ترین رسم الخط، ۴۴۹
اردو کا نثری اسلوب اور منٹو کا طرز نگارش، ۴۱۷
اردو کا نظام علامت، ۴۵۰
اردو کتابوں کے فارسی تراجم، ۴۹۶
اردو کی ابتدا کے سیاسی نظریات، ۴۹۶
اردو کی ابتداء کے ضمن میں مختلف لسانی مورخین کے ہاں ملتان کا حوالہ، ۲۱۲

اردو کی ادبی تحقیق اور مقالہ نگاری کے مسائل، ۲۲٦
اردو کی اولین طبع زاد رزمیہ ''قلم کا قرض'' (ایک جائزہ)، ۴۱۴
اردو کی اوّلین نسوانی خودنوشت، ۱۸۳
اردو کی پہلی گرامر (دریافت اور مطالعہ کی روداد،
۴۳ ۱۷ء-۲۰۱۲ء)، ٦۱٦
اردو کی تاریخ اور ''تاریخی وژن''، ٦۲
اردو کی سماجی اور تہذیبی جڑیں، ۲۲۸
اردو کی لغت 'غرائب اللغات' میں پنجابی/سرائیکی کے الفاظ ..... ایک تحقیقی مطالعہ، ۵۱۹
اردو کی نثری داستانیں اور ان کے مرکزی کردار: مجمل جائزہ، ٦۱۰
اردو کے افسانوی ادب پر معاشرتی اور سیاسی تحریکوں کے اثرات، ۱۵۴
اردو کے اہم ادبی جرائد کے اولین شمارے، ۵۸۰
اردو کے ایک نئے پہلو؛ اردو اطلاعیات کے بانی، ۴۲۸
اردو کے بارے میں ڈاکٹر عطش درانی کے مخصوص نظریات، ۳۹۸
اردو کے تحقیقاتی جرائد، ٦۰۹
اردو کے حوالے سے مجوزہ لسانی پالیسی کا سماجی و سیاسی پہلو، ۵۵۵
اردو کے فروغ و نفاذ کے لیے ہندوستان کی انجمنوں اور تحریکوں کے ساتھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی شراکت، ۳۸٦
اردو کے نئے، اہم اور بنیادی الفاظ، ۲۳۵
اردو گیت نگاری کے فروغ میں مجلہ ''سیپ'' کا کردار، ۱۲۷
اردو لسانیات: حدود و قیود، ۲۱۳
اردو لغات میں اختلاف کا مختصر جائزہ، ۴۴۱
اردو لغت کے جدید رجحانات، ۲۳۸
اردو لغت نویسی: محرکات اور رجحانات، ۱۰۳
اردو مثال گھر (دی بینک آف اردو): ایک تعارف، ۲۱٦
اردو مثنوی 'عشق نامہ'' کا ایک واحد مصور قلمی نسخہ (تعارف)، ۱۵۲
اردو مصطلحین اور تحریک اتحاد اسلامی (مولوی عبدالحق کی ایک نادر تحریر)، ۱٦۷
اردو میں ارمغانِ علمی کی روایت، ۲۳۷
اردو میں افسانہ نگاروں کے اسالیب: ایک جائزہ، ۲۷
اردو میں جدید مرثیہ نگاری کا ارتقا، ۴۵۸
اردو میں رومانوی ادب اور تنقید: چند بنیادی باتیں، ۵۵۵
اردو میں سرسید شناسی کی روایت، ۲۲۳
اردو میں سفرنامۂ حج کا موضوعاتی وجود، ۵۱۲
اردو میں سلام نگاری: تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۵۵۲
اردو میں شکنتلا کی تقلیب: نمائندہ متون کا تحقیقی مطالعہ، ۱٦٦
اردو میں شناخت لغت کے دس بنیادی اصول، ۴٦۱
اردو میں غالب شناسی کی روایت: ۱۹۴۷ء تک، ۲۹۷
اردو میں فنی تدوین'' ..... تعارف و تجزیہ، ۱۸۳
اردو میں لسانی تحقیق: روایت اور مسائل، ۲۰۹
اردو میں مستعمل فارسی مرکبات میں 'یا'' کا کردار، ۴۴۰
اردو میں ہجو گوئی، ۱۳۱
اردو ناول اور فرقہ واریت، ۳۹۳
اردو ناول کا آغاز اور استعماری نگرانی، ۵۰۸
اردو ناول کا پس منظر اور شروعات، ۲۹٦
اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار: تعارف و تجزیہ، ۳۰۳
اردو ناول میں تاریخ کی بازگشت، ۱۴۱
اردو ناول میں مزاحمتی تذبذب، ۵۴
اردو ناول نگار اور فیض کی تنقید، ۲۹٦
اردو ناولوں اور استعمار زدگی، ۳۰۲
اردو غزل میں نئی علامتوں کا بیان، ۳۸۷
اردو: سلجوق یونیورسٹی قونیہ میں، ۳۰۲
ارسطو کے تصور شعر و فن کی نئی تشریح، ۲۰۳
ارسطو کے تصور المیہ کی روشنی میں میر انیس کے ایک مرثیے' جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے' کا تجزیہ، ۳۴۲
اس کو اک شخص سمجھنا تو مناسب ہی نہیں (میرا جی کی نظم کا مطالعہ)، ۱۳۵
استاد علامہ ڈاکٹر سید جعفر شہیدی (ایک تعارف)، ۲۰۳
اسلام اور مغرب کے مابین مکالمے کی صورت سرسیدؒ اور اقبالؒ کے حوالے سے، ۳۹۷

اسلام اور مغرب: ماضی، حال اور مستقبل (Following Muhammad)، ۵۴۰

اسلامی قانون سازی میں سنتِ رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت، ۴۴۱

اسلامی معاشرہ، اکیسویں صدی اور پیغامِ اقبال، ۴۲۳،۳۶

اسلوب اور اس کے تشکیلی عناصر، ۳۵۳

اسلوب کیا ہے، ۲۷۷

اشاریہ اور اشاریہ سازی: تعریف، ضرورت اور اہمیت، ۴۶۶

اشاریہ سازی کی روایت اور فن، ۴۳۲

اشاریہ سازی، مقاصد اور خصوصیات، ۳۱۳

اشاریہ سازی اور ادبی رسائل و جرائد کے مطبوعہ اشاریوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۵۸۹

اشتراکی ادب اور کرشن چندر: تجزیاتی مطالعہ، ۳۱۷

اشرف علی خان: شخصیت اور فن، ۴۱۸

اشفاق احمد کا افسانہ اور مابعد الطبیعیات، ۸۹

اصطلاحات سازی، ضرورت و اہمیت، ۲۷۷

اصطلاحاتِ اقبال کا تحقیقی جائزہ، ۴۷۴

اصل بیاض 'مرے دل میرے مسافر' اور مطبوعہ شعری مجموعے کے متون کا تقابلی مطالعہ، ۵۵۱

اصولِ ادبی تحقیق، ۲۳۷

اصولِ تحقیق اور قاضی عبدالودود، ۳۰۹

اعلیٰ متنی تنقید اور نظریے اطلاعات، ۲۲۱

اعلیٰ متنی تنقید یا جدید تدوینِ متن، ۴۵۷

افتخار جالب اور فیض کی دو نظمیں: ایک پڑھے لکھے قاری کی لفظی بینا کاری، ۱۵۶

افریقہ میں سامراجی اور استعماری ریشہ دوانیاں: پس منظر و پیش منظر، ۱۳۶

افسانوی ادب اور نفسیات، ۵۸۶

افسانوی ادب: ترجمے کے مسائل، ۲۹۹

افسانے کی لسانی تشکیل: تقاضے اور امکانات، ۴۵

''افکار'' ایک ترقی پسند رسالہ، ۴۱۰

افلاطون کا تصورِ تبسم: ایک بحث، ۳۰۴

اقبال اور جمال الدین افغانی، ۵۸۷

اقبال اور سپنگلر ایک تقابلی مطالعہ، ۳۸۶

اقبال اور سلطانئ جمہور کا اسلامی تصور، ۳۴۸

اقبال اور صوفیاء کی انسان دوستی، ۲۸۸

اقبال اور محمد عاکف ارصوئے کے فکری و فنی اشتراکات، ۱۴۰

اقبال اور نیا عالمی نظام، ۱۳

اقبال بطور مصلح، ۱۱۷

اقبال بنام شاد۔ شاد اقبال مراسم و تعلقات کی نوعیت، ۱۵۲

اقبال بنام منشی محمد دین فوق (تحقیقی و توضیحی مطالعہ)، ۴۶

اقبال سفیرِ انسانیت، ۳۹۹

اقبال شناسی اور مجلّہ عثمانیہ، ۱۷

اقبال کا ایک مکتوب اور اس کا ماخذ، ۱۹۶

اقبال کا پہلا خطبہ: تحقیقی و توضیحی جائزہ، ۴۵۱

اقبال کا پیغام وحدتِ ملی اور اس کی فکری اساس، ۴۵۳

اقبال کا تانیثی شعور، ۱۱۶

اقبال کا تصورِ اجتہاد، پس منظر اور پیش منظر، ۲۲۹

اقبال کا تصورِ تخلیقِ آدم اور ارتقا: تحقیقی جائزہ، ۴۵۸

اقبال کا تصورِ روحانی جمہوریت اور اس کے ناقدین، ۴۵۹

اقبال کا تصورِ شعوری ارتقا اور ختمِ نبوت، ۴۸۱

اقبال کا تصورِ فن، ۶۰۵

اقبال کا خطبہ (ثقافتِ اسلامی کی اساس)، ۴۲۲

اقبال کا دلِ دردمند اور فلسطین ..... کل اور آج، ۵۸۴

اقبال کا ذوقِ تغزل، ۷۵

اقبال کا متبادل تصوف: عمرانی زاویے، ۴۹۰

اقبال کا نظریۂ اسلامی ثقافت، ۴۶۴

اقبال کا تصورِ فن، ۶۰۵

اقبال کی ابتدائی شاعری اور مضمون قومی زندگی (موضوعات و مطالب کا تجزیاتی مطالعہ)، ۵۱۴

اقبال کی تشبیہیں: چند فنی نوعیتیں، ۴۷۴

اقبال کی مثنوی اسرارِ خودی: چند ابتدائی مباحث، ۳۲

اقبال کی مرثیہ نگاری، ۶۱۳

اقبال کے ابتدائی موضوعاتِ سخن اور "قومی زندگی" (ایک تجزیاتی مطالعہ)، ۴۴۵

اقبال کے ایک استادِ سخن: نظم طباطبائی، ۳۲۶

اقبال کے ایک ممدوح: مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ، ۶۱۴

اقبال کے فارسی کلام میں کشمیر کا منظر نامہ، ۸۰

اقبال کے مہاراجہ کشن پرشاد کے نام خطوط، ۴۴۹

اقبال وحدتِ اسلامی کا عظیم داعی، ۴۱۸

اقبال ہمارا، ۴۳۵

اقبال: فکروفن کا ایک امتزاج، ۵۸۶

اقبال اور دانتے، ۴۴۰

اقبال بحیثیتِ ترجمان اور نقادِ عصر بانگِ درا کی روشنی میں، ۳۶۴

اقبال کی جدید اسلامی جمہوری فلاحی ریاست، ۴۶

اقبال کی غزل: خصوصیات وامتیازات، ۴۰۶

اقبال: 'اسرارِ خودی' سے 'تاریخِ تصوف' تک (سعیِ بازیافت)، ۶۱۰

اقبالؒ اور وسطی ایشیا، ۳۷۸

اقبالؒ کی غزلوں میں ردیف کے استعمال کی اہمیت، ۳۸۵

اقبال، اجتہاد اور اسلامی جمہوریت، ۴۷۸

اقبال، جمال الدین افغانی اور اتحادِ عالم اسلامی، ۴۹۴

اقبال، حسن عسکری اور سلیم احمد، ۴۶۵

اقبال، وجود زن اور عقدۂ مشکل کی کشود، ۴۹۶

اکبر الٰہ آبادی کی تنقیدِ مغرب کا علمی وسوانحی تناظر۔ تحقیقی جائزہ، ۴۷۴

اکبری دور کا فارسی ادب، ۴۰۷

اکروتی ..... ایک متروک صنعتِ لفظی، ۴۹۱

البرٹ کامیو کا ناول 'بیگانہ' کرداری مطالعہ، ۴۸۷

الذخائر والتحف کس کی تصنیف ہے؟، ۱۸۶

الگوی مکاتیب خویشاوندان در کتابھائی مہم انشائی شبہ قارہ، ۴۳۶

امام دین گجراتی کی پیروڈی نگاری: ایک مطالعہ، ۴۸

امام غزالی کی مبحوثہ تصانیف، ۱۸۹

امانت اللہ شیدا اور صرف اُردو، ۳۷۹

اشیا زمنی کا معاملہ: ایک تقابلی جائزہ، ۴۳۶

امیر خسرو کا پیش رو ملتان کا عبدالرحمن اور اس کی لازوال تصنیف، ''سندیس راسک''، ۴۷۵

امیر قابوس بن وشمگیر، ۴۰۴

امیر کی غیر مطبوعہ فارسی شاعری، ۴۳۳

امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ (اردو۔فارسی) لغت ''بہارِ ہند''، ۴۳۵

انتظار حسین کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی عناصر، ۸۴

انتظار حسین کے افسانے۔ کافکائی مطالعہ، ۱۵۷

انتظار حسین: ''شہرزاد کے نام''، ۳۰۱

انجم رضوانی (۱۹۰۷ء۔۱۹۹۶ء) احوال وآثار، ۴۷۴

انجمن اشاعتِ علومِ مفیدہ پنجاب: مابعد نوآبادیاتی تناظر، ۳۳۷

انجمن پنجاب اور اردو نثر، ۵۵۷

انجمن پنجاب کی ایک نایاب رپورٹ (۱۸۶۹ء۔۱۸۷۴ء)، ۶۰۴

انجمن ترقی اردو کے تراجم، ۵۲۱

انسانی حقوق کی بحث: شریعت اور مغربی تنظیمات برائے حقوقِ انسانی کے مابین (حقوق الإنسان بين الشريعة والمنظمات الحقوقية الغربية)، ۷۲

انشائیہ نگاری: شناخت اور اردو روایت وتسلسل، ۶۱۴

انشائیہ، بازگشت، بازدید، ۴۰

انشائے اُردو: تدوینِ متن، ۳۳۴

انقلاب ۱۸۵۷ء اور ہم عصر اردو صحافت، ۱۶

انقلابی ومزاحمتی شاعری کا علمبردار ..... احمد فراز، ۴۶۴

''انگارے'' تکنیکی تجربات کی روشنی میں، ۳۸۴

انگارے: ایک باغیانہ آواز، ۶۱۴

انگارے، ۱۷۴

انور خواجہ کا فنِ افسانہ نگاری (تنقیدی جائزہ)، ۳۹۴

انھیں کیا خبر کس دھنک سے مرے رنگ آئے، ۱۰۴

انیسویں صدی کا ایک گم شدہ کتاب خانہ، ۵۴۴

انیسویں صدی کا ایک گمنام ناول نگار، ۴۴۶

انیسویں صدی کی اردو دنیا اور استعماری حکمتِ عملیاں، ۶۷

انیسویں صدی میں اردو کے اصلاحی ناول، ۳۴۶

اودھ کی تاریخ وتہذیب کے بنیادی ماخذ،۳۰۳
اوراق گل: ادبی وتہذیبی روایت کا ایک اہم مآخذ،۲۲۴
اورل ہسٹری اور اردو ادب،۴۳۹
اہل دیامر کا لوک ورثہ،شنا زبان،۵۸۴
اہل کشمیر کا عربی زبان و ادب میں حصہ،۹۷
ایڈورڈ سعید کی تنقید مغرب،۲۹۸
ایڈورڈ سعید کے تنقیدی نظریات کا تجزیاتی مطالعہ،۵۹۴
ایران اور برصغیر کے درمیان پیش از اسلام روابط کی مختصر تاریخ،۲٦۵
ایزرا پاؤنڈ: جدید شعری تنقید کا اہم نام،۲۹۷
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے اردو مخطوطات (وضاحتی فہرست مع ضمیمہ)،۲۲۳
ایک باغی شہزادی عابدہ سلطان: تحقیقی وتنقیدی جائزہ،۵۰۴
ایک پیغمبر کی زندگی کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟،۵۴۷
ایک ترقی پسند مجلے کا غیر ترقی پسند مدیر،٦۰۷
ایک ترک صوفی شاعر" حاجی بیرام ولی"،۷
ایک ذی علم خاندان: مشفق خواجہ بنام منصور رزعیم الرحمٰن،۵۲۵
ایک صاحب کردار شخص کی اپنی کتھا،۴٦۷
ایک غیر مطبوعہ تذکرہ تلامذہ شاد عظیم آبادی،۲۰۵
ایک قدیم بیاض کا تعارف،۴۸۷
ایک قدیم فارسی فرہنگ میں مستعمل اُردو الفاظ کا مطالعہ (فرہنگ مجمل العجم)،۴۳۱
ایک قدیم فارسی فرہنگ ''فرہنگ مفتاح الفضلا ''میں مستعمل اردو الفاظ کا مطالعہ،۴۳٦
ایک قدیم فرہنگ ''فرہنگ قواس ''میں مستعمل اُردو الفاظ کا مطالعہ،۲٦٦
ایک قلمی مجموعہ رسائل (تعارف مشمولات)،۲۰۵
ایک نایاب اور غیر معروف مقالہ: شاعری: ایک مسئلہ،۵۴۹
ایک ہی خواب کا عہد در عہد سفر،۵٦۹
ایلیسینڈ رو بوسانی،۱۴۴
ابن المقفع کی جانب منسوب ارسطاطالیسی تراجم،۱۸۵
این میری شمل ۔ دکن میں مسلم ثقافت کی چند نمایاں خصوصیات،۱۴۹
اے خدا ۔ ایک تجزیہ،۳۵۴
ایجاد اور اشیاء کا لا زمانی نظام: عین القضات ہمدانی کے عرفانی فلسفے کا مطالعہ،۱٦۴
اُردو ادب میں فیمنزم ..... تحقیقی مطالعہ،۴۵۵
اُردو اصطلاحات سازی: ایک نظر واپسیں،۴۷٦
اُردو اصول تحقیق کی روایت: کتب اور جائزے،۴۷۹
اُردو افسانہ نگاری میں بلوچ اہل علم کی خدمات،۳۴۱
اُردو افسانے کی جہت نمائیاں،۴۷۳
اُردو املا از مولوی غلام رسول مہر،۴۴۱
اُردو املا: سفارشات کا تقابلی مطالعہ،۴۸۷
اُردو املا: چند نئے پُرانے مباحث،۱۳٦
اُردو بیروڈی اور اودھ پنچ ..... ایک تحقیقی مطالعہ،۴۷۷
اُردو تحریر کے بنیادی اُصول،۴۴۴
اُردو تحقیق کی فلسفیانہ بنیاد،۵۸۷
اُردو خطوط نویسی میں ماہنامہ" سب رس" کا کردار،۲۲۴
اُردو رسائل کے اشاریوں کا اشاریہ،۵۴٦
اُردو زبان کا متنوع لسانی پس منظر اور چند مباحث،٦۰۷
اُردو زبان کے ذخیرے میں عربی زبان کا کردار،۳۲۸
اُردو سفرنامے میں جھنگ کا حصہ،۴۹۱
اُردو سندھی ادباء کی مشترکہ تحریکیں،۴۹۱
اُردو شاعری کے انگریزی تراجم کی روایت (اجمالی جائزہ)،۳۳۵
اُردو شاعری میں رزمیہ عناصر (دکنی عہد سے ۱۸۵۷ء تک)،۴۳۱
اُردو شاعری میں قرآن وحدیث کے اقتباسات،۵۳۵
اُردو طنز و مزاح: مسائل اور امکانات،۲۵۵
اُردو غزل اور بیرنگی سیاست دوراں،۳۴۸
اُردو غزل پر اقبال کے اثرات،۴۹۰
اُردو غزل پر ترقی پسند تحریک کے اثرات،۴۸۰
اُردو غزل کا تاریخی، لسانی اور فکری جائزہ (ابتدا سے تاریخ تک)،۲٦۴

اُردوغزل کے اسمائے ضمیر، ۲۷۳
اُردوغزل میں عربی ردیفیں، ۲۹۰
اُردو قاعدہ اور اُردو املا، تحقیقی وتنقیدی جائزہ، ۴۸۱
اُردو کا ایک معتوب ناولٹ ـ تُرگ شب، ۳۵۵
اُردو کا پہلا ترقی پسند محقق: رشید حسن خاں، ۲٦٦
اُردو کی ابتدائی لغات اور نصاب نامے، ۵۲۹
اُردو کے فروغ میں اوسا کا یونیورسٹی جاپان کا کردار، ۴۹۱
اُردو لغت نویسی کا تاریخی ارتقا: اجمالی جائزہ (۱۹۴۷ء
تا ۱۹۷۰ء)، ۲۳۰
اُردو لغت نویسی میں شواہد درج کرنے کی روایت، ۲۳۱
اُردو میں تدوین متن آغاز اور روایت، ۲۷۸
اُردو میں تدوین متن کی روایت اور اس کے دبستان، ۳۵۴
اُردو میں تضمین نگاری: کلاسیکی شعری روایت، ۵۳٦
اُردو میں رموز واوقاف کا ارتقاء، ۲۹۵
اُردو میں شخصیت نگاری کے نئے رجحانات کا تنقیدی محاکمہ، ۲۷۵
اُردو میں کتابیات ـ فہرست سازی کی روایت، مسائل اور
تجاویز، ۴۳۵
اُردو میں ساختیاتی تنقید، جواز اور امکانات، ۷
اُردو نثر میں ہجویہ عناصر ..... ایک مطالعہ، ۲۷۲
اُردو نثر: یو کے، ۲۷
اُردو نظم روایت سے بغاوت تک، ۴۰۱
اُردو نظم میں دیومالائی عناصر، ۲٦۴
اُردو اور ہندکو: لسانی اور ادبی اشتراکات، ۴۸۱
اُردو سفرنامہ نگاری میں بلوچ اہل قلم کی خدمات، ۵۸۷
اُردو، عربی اور انگریزی زبان کی اصوات: ایک تقابل، ۴۷۵
آبِ حیات کا منفرد اسلوب، ۲٦۰
آخر شب کے ہم سفر —— اشتراکیت کا استعارہ، ۱۴٦
آخری خط (انوار احمد)، ۳۳۱
آرتھر کانن ڈوئیل اور روحانیات، ۱٦۴
آریا اور زبانِ اُردو؛ تاریخ کے جھروکے سے، ۴۷۵
آزاد بحیثیت شاعر، ۳۰۷
آزاد کا عالم دیوانگی، ۳۰۵
آزاد کشمیر میں اقبال شناسی: توضیحی کتابیات، ۴۸۷
آزاد نظم: تعارف، تاریخ اور صورتحال، ۴۸۴
آزادی اور ادیب: بیسویں صدی کی عالمی تحریکات اور انقلابات کے
تناظر میں، ۴۹۹
آزادی کی تلاش میں: ایک ہندوستانی قوم پرست عبدالرزاق ملیح
آبادی استنبول میں، ۳۹
آسٹرین سکالر اشپرنگر، اردو مخطوطات اور جرمنی، ۳۸۰
آغا شاعر دہلوی کی ناول نگاری، ۳۲
آفتاب اقبال'' ـ حیاتِ اقبال کا ایک اہم حوالہ، ۲۴
آفتاب رائے لکھنوی اور اس کا تذکرہ ریاض العارفین، ۱۷۰
'آگ کا دریا' اور 'سدھارتھ' ایک تقابل، ۴۹۲
''آگ کا دریا'' بازگشتِ تاریخ ہند، ۳۵۷
'آگے سمندر ہے' ایک نقطہ نظر، ۴۹۳
آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور اُردو، ۹
آئن سٹائن اور اوس پنسکی کا چار ابعادی تصور اور اقبال: تحقیقی
جائزہ، ۵۸۸
بابا ڈلے شاہ: ہیرو ااک گمنام شاعر، ۸۲
بابائے اُردو کے خطوط مرزا ظفر الحسن کے نام، ۲۲۳
بابائے اُردو کے خطوط: ایوب قادری کے نام، ۲۲۵
بابائے اُردو کے خطوط: ایوب قادری کے نام، ۲۲۵
بابائے اُردو مولوی عبدالحق بطور تبصرہ نگار، ۳۰۸
''بابر بعیش کوش'' والا شعر کس بابر کا ہے؟، ۱۸۸
بارہ ماہیہ نجم: تحقیقی وانتقادی مطالعہ، ۳۲۲
بارہویں صدی ہجری کے شاعر اداللہ انصاری سنبھلی اور ان کی اردو
تفسیر، ۲۰٦
باطنی مذہبی رجحان کا امن وتعاون کے رویوں سے تعلق، ۱۷٦
باغ وبہار میں تحیر وتجسس (fantasy) کے عناصر، ۲٦۵
باقی صدیقی: عصری غزل کا منفرد لب لہجہ، ۳۰۲

بالِ بلبل، بازوئے شاہین اور بےنام زمانے،۴۷۴
بالِ جبریل: غزلوں کے غیر مطبوعہ محذوف مصرعے اور اشعار،۴۴۳
بانگِ درا کی غزلوں میں امیجری،۱۲
بچوں کا ادب: تاریخ اور عصری تقاضے،۴۰۹، ۴۸۹
بچوں کی نفسیات اور علامہ اقبال،۳۱۲
بچھڑے لمحے، پختون کلچر کے خصوصی مطالعہ کی روشنی میں،۳۶۱
بحرین کا نسلی اور لسانی جائزہ،۱۱۸
برصغیر پاک وہند میں اردو تفسیر نویسی اور مشہور اردو تفاسیر کا تعارف و
خصوصیات،۴۲۱
برصغیر کی فارسی کتابوں میں اُردو لغات،۴۲۳
براعظم پاکستان وہند میں انگریزی ترجمہ قرآن کی تحریک،۹۰
برصغیر پاک وہند محیط الکونین کے آئینے میں سہ ماہی شمارہ در
آئینہ ”محیط الکونین“،۵۳
برصغیر پاک وہند میں عربی لغات کا آغاز وارتقا: ایک تحقیقی جائزہ،۴۸۵
برصغیر کی نامور خواتین کا تذکرہ ”نسوانِ ہند“۔ ایک جائزہ،۴۴۴
برصغیر کے مشائخ کی مجالس وآثار میں عطار کا ذکر،۲۰۳
برصغیر میں اخبارات کا جنم اور کمپنی کی پالیسیوں پر ایک نظر،۴۶۴
برصغیر میں اقبال کے مختلف سفر: خطوط کی روشنی میں،۴۹۸
برصغیر میں جدید ادب کا سماجی تناظر اور نیا متوسط طبقہ،۳۲۲
برصغیر میں صوفیانہ شاعری کے اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ،۹۹
برصغیر میں مسلم حکومت اور معاشرے کا تشکیلی دور،۲۰۳
برطانیہ میں اردو شاعری کے ابتدائی آثار کی بازیافت،۱۳۹
برطانیہ میں اردو کا مستقبل بطور جدید زبان،۱۳۱
برعظیم پاک وہند میں مستند انگریزی ترجمہ قرآن کی تحریک،۱۵۲
بعض اہم رجحانات واسالیب کے حامل فارسی افسانہ نگار،۲۱۲، ۵۷۵
بعض منظوم کتابیں،۱۹۲
بلبلِ شیراز (حافظؒ) کی شاعرانہ سحر انگیزی،۳۹۵
بلتی،۴۴۵
بلوچستان میں اردو کے ابتدائی سفرنامے،۱۵۰
بلوچستان میں اردو کے فروغ کی سیاسی وسماجی وجوہات،۵۹۳
بلوچستان میں اقبال شناسی کی روایت،۴۸۸
بلوچستان میں اُردو — ابتدائی نقوش وآثار،۳۵۱
بلوچستان میں اُردو شاعری کی روایت اور امکانات،۴۴۴
بلوچوں میں اردو گوئی کا ارتقا: ایک اجمالی جائزہ،۴۴
بلوچی ادب کی چند اصناف اور اوصاف احباب،۵۱۳
بُلھے شاہ کی شاعری، سماجی اور سیاسی تناظر میں،۲۱
بنگلا سے اردو تراجم: ایک تجزیہ،۴۶
بنگلہ دیش میں اردو ادب: ۱۹۷۱ تا حال،۲۵
بوڑھا اور سمندر (ہیمنگوے): ایک تجزیاتی مطالعہ،۵۹۶
بوعلی قلندر پانی پتی کا فارسی کلام،۵۳۸
بولی اور زبان: افتراق، وظائف اور حدود،۵۰۱
بہادر شاہ ظفر کے دوا در اور غیر مطبوعہ خط،۵۵۴
بہادر شاہ ظفر۔ ایک تحقیقی مطالعہ،۴۳۹
بہاول پور کی ناول نگار خواتین،۴۴۵
بہاول پور میں ادب کی ترویج میں ادبی انجمنوں کی روایت،۶۱۷
بھارت میں اقبال شناسی،۵۸۵
بھیرہ کا مفتی خاندان اور اس کی علمی میراث،۵۴۰
بیاضِ وارستہ: نقد وجائزہ (بیاض وارستہ: نقد وبررسی)،۹۲
بیانیہ افسانہ کیا ہے؟،۴۴۳
بیدار بخت بطور مترجم (تجزیاتی مطالعہ)،۱۴۳
بیدل کی شاعری تذکروں کی روشنی میں،۵۵
بیرونِ ملک مقیم پاکستانی خواتین افسانہ نگار،۱۵۳
بیرونِ ہند اقبال کے اسفار: خطوط کی روشنی میں،۳۰۲
بیسویں صدی کا پنجابی زبان وادب اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر،۹۸
بیسویں صدی کا پہلا اردو اخبار،۴۸۵
بیسویں صدی کی اہم ادبی تحریکیں (مغربی فکر اور اردو شعری تناظر
میں)،۲۱۹
بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں اردو ناول کے موضوعات و
رجحانات،۳۸۷، ۳۹۶
بیسویں صدی میں فارسی شاعری کے رجحانات،۶۱، ۵۸۲

بیسویں صدی میں مستعمل منتخب تنقیدی اصطلاحات، ۵۸۸
بیگم سردار حیدر۔ رومانیت پسند افسانہ نگار، ۳۶۹
بُلھے شاہ کی ایک لو دریافت پنجابی غزل، ۴۷۱
پاکستان کا تصور (The Idea of Pakistan)، ۵۳۴
پاکستان کا لسانی جغرافیہ، ۵۱۰
پاکستان کی تعلیمی پالیسیاں اور عربی زبان کی تدریس (تنقیدی و تاریخی جائزہ) تعليم اللغة العربية في السياسات التعليمية الباكستانية (دراسة تاريخية نقدية)، ۷۲
پاکستان کی علاقائی زبانوں کا ایک مسئلہ، ۲۷۹
پاکستان کے اسلامی تشخص کے اظہار میں عربی زبان کا کردار دور اللغة العربية في إبراز الهوية الإسلامية باكستان، ۶۸
پاکستان میں اردو ادب: سیاسی، سماجی اور ادبی تحریکات (۱۹۴۷ء۔ ۲۰۰۷ء)، ۳۶۲
پاکستان میں ایرانی مطالعات اور فارسی تحقیق متن کے مباحث، ۵۳۱
پاکستان میں تخلیقی فنکاروں کے مسائل (ایک المیہ)، ۳۹۴
پاکستان میں داستانوی ادب کی روایت: تحقیقی مطالعہ، ۳۱۸
پاکستان میں زبان کی منصوبہ بندی اور سندھی زبان، ۲۳۴
پاکستان میں سماجی تبدیلیاں اور منٹو کے افسانے، ۲۰۵
پاکستان میں صرف و نحو کی تدریس (تدريس الصرف والنحو في باكستان)، ۸۱
پاکستان میں عربی شاعری: کلاسیکی و جدید (الشعر العربي في باكستان بين الأصالة والتجديد)، ۸۶
پاکستان میں عربی مجلات کا آغاز و ارتقا (المجلات العربية نشأتها وتطورها في باكستان)، ۸۱
پاکستان میں فارسی کے قدیم کتبات (The Early Persian Epigraphs and Petrographs in Pakistan)، ۹۳
پاکستان میں مشرقی تنقید: امتیازات اور اعتراضات، ۷۱
پاکستانی ادب میں قومی شعور (اہم ناقدین کے نظریات کا مطالعہ)، ۴۰
پاکستانی اردو افسانے میں پنجابی دیہات کا ایک نمایاں کردار: جاگیردار، ۶۱۰
پاکستانی اردو غزل: رجحانات اور امکانات، ۵۸۰
پاکستانی افسانے کے دو راول کی خواتین کا تانیثی اظہار، ۳۰۰
پاکستانی اُردو غزل میں صوفیانہ جہتیں، ۳۶۲
پاکستانی ثقافت کے بارے میں فیض کے تصورات، ۱۳۹
پاکستانی ثقافت، ۵۴۲
پاکستانی جامعات میں اردو کا حال: ایک اجمالی جائزہ، ۱۵۰
پاکستانی جامعات میں مطالعۂ فیض کی روایت، ۳۴۰
پاکستانی داستانوں میں معاشرت، سیاسی رویوں اور رجحانات کی عکاسی، ۴۷۰
پاکستانی زبانوں کو نظام ہائے تہجی پر عربی تہجی کے اثرات، ۶۰
پاکستانی زبانوں کے کلاسیکی شعری ادب کی تدریس۔ ایک نیا تناظر، ۵۷۶
پاکستانی زبانوں میں مستعمل عربی اصطلاحات قضية المصطلحات العربية المستخدمة في لغات باكستان، ۵۴
پاکستانی زبانیں، تحتی بولیاں اور قومی یکجہتی، ۲۱۷
پاکستانی شعرا کا عربی شاعری میں حصہ اسهامات الشعراء الباكستانيين في الشعر العربي، ۷۲
پاکستانی صوفیانہ شاعری میں وحدت، ۴۹
پاکستانی طلسم ہوشربا، دیوتا۔ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ۴۲۵
پاکستانی فارسی غزل میں سماجی مسائل کا بیان، ۳۹۶
پاکستانی کلچر کا مسئلہ، ۲۰۹
پراسرار مسٹر ریالڈز، ۱۰۵
پرانے زمانے میں جینے والا شاعر معین نظامی: متروک، ایک جائزہ، ۱۶۴
پرتھوی راج راسو کی تاریخی حیثیت، ۱۸۵
پرتھوی راج: تحقیق و تنقید، ۴۲۲
پردے کے پیچھے: مغل خواتین کے سیاسی غلبے کا تنقیدی مطالعہ، ۷۶
پرندے کی فریاد: ایک ردلو آبادیاتی پڑھت، ۴۹۸
پروفیسر عبدالسلام یاسین اور ان کے نظریے منہاج نبوی کا اساسی مصدر (الأستاذ عبد السلام ياسين والمصدر الأساسي في نظرية المنهاج النبوي)، ۸۱
پروفیسر محمود بریلوی اور ڈاکٹر انور سدید کی مختصر تواریخ کا تقابلی

جائزہ،۴۴۴
پروین شاکر کی ''خوشبو'' ....مغربی علم وادب کے تناظر میں،۱۳۳
پریم چند اور مولو لاگ بحوالہ افسانہ نگاری،۲۶۳
پریم چند کے خطوط کے کچھ پہلو۔ان کے خطوط کی روشنی میں،۲۴۴
پریم چند کے ناولوں پر ٹالسٹائی کے اثرات: تحقیقی جائزہ،۴۵۴
پریم چند لاہوری: چند نئے حقائق،۴۹۵
پریم چند لاہوری: منشی پریم چند کے ایک ہم عصر،۴۸۳
پشاور کی چند گمنام ادبی انجمنیں،۳۸۹
پشتو ادب کے اُردو تراجم،۳۶۵
پشتو ادب کے جدید رجحانات،۳۹۶
پشتو زبان میں قرآن مجید کے تفاسیر و تراجم (چھ منتخب تراجم و تفاسیر کا مختصر جائزہ)،۳۹۰
پشتو زبان و ادبیات کے (اُردو) ادبی تواریخ کا توضیحی جائزہ،۱۵۰
پطرس بخاری کی تنقید،۴۴۷
پنجاب آرکائیوز کا ارتقائی سفر،۴۸۱
پنجاب بک ڈپو،۴۷
پنجاب کی علمی انجمنیں عہدِ سرسید میں،۴۹۰
پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں نفاذِ اُردو کے اقدامات کا جائزہ (۱۹۲۱ تا ۱۹۳۶ء)،۲۳۱
پنجاب میں اُردو: ایک بازدید،۴۹۰
پنجاب آرکائیوز کا فارسی ریکارڈ۔علم و تحقیق کا مخزن،۵۶۵
پنجابی کلاسیکل قصیاں دی تاریخ ثقافت تے سماج،۴۳
پنجابی کلاسیکی شاعری تے سکھے دے رنگ،۶۳
پنجاب، پنجابی شاعری اور فیض احمد فیض،۵۱۲
پنجاب۔سندھ اور سرحد کی غزل کا موضوعاتی تقابل (قیامِ پاکستان کے بعد)،۴۷۰
پنڈت رامابائی: سماجی مصلح اور بائبل کی پہلی مترجم خاتون،۱۶۵
پنڈت من پھول: انجمنِ پنجاب اور وسط ایشیا کی تاریخی مہم کا ایک ممتاز کردار،۵۵۱
پہلی پانچ صدیوں کی تفاسیر کے معنوی مطالعے کے نمونے،۸۲
پہلی جنگ آزادی کا پہلا سپہ سالار،۲۶۴
پیام مشرق کا مقدمہ،۳۹۳
پیامِ مشرق: ماہیت اور تکنیک کے نئے تجربے،۲۹۱
پیر کلیم اور ان کا فارسی دیوان،۲۰۰
پیر مہر علی شاہ ....جمالِ اوائلِ زیست،۲۶۷
پیر فضل گجراتی دی غزل۔ایک مطالعہ،۷۹
پیکر تراشی ....ایک تعارف،۴۰۴
تاثرات: خلیل مامون،۵۵۳
تاج محل اور اس کے معمار،۴۴۵
تاج محل کا ایک معمار: لطف اللہ مہندس،۴۵۴
تاریخ ادب اردو: ۱۷۰۰ء تک میں منقول تاریخوں کا تحقیقی مطالعہ،۴۴۷
تاریخ اودھ کا ایک نادر و نایاب ماخذ ....''تاریخ فرح بخش'' (جلد دوم)،۲۱۱
تاریخ کا جبر اور ولیم ڈالرمپل کا آئینہ (The Last Mughal)،۵۳۵
تاریخ گوئی کے متنازعہ مسائل۔ایک تحقیقی مطالعہ،۳۳۴
''تاریخ معصومی'' کے قدیم ترین خطی نسخے کی عکسی اشاعت،۳۴
تاریخ ادب اُردو جلد اول (جمیل جالبی) میں پیش کردہ لسانی نظریات کا تحقیقی جائزہ،۴۰۴
تاریخ اُردو ادب کیسے لکھی جائے؟،۳۳۵
''تاریخ بیجاپور'' از سید محمد اکبر عادل بیجاپوری،۲۳۶
تاریخ شاہجہاں پور۔تنقیدی مطالعہ و تحقیق،۵۲۴
تالپور والیانِ سندھ اور ان کے ورثا کا کتب خانہ،۱۹۴
تانیثیت کے بنیادی مباحث: اقبال کا ایک نقطۂ نظر،۲۳۴
تبصرۂ کتب،۳۳۴
''تثلیث فی التوحید'' کا ایک نمونہ: مولانا ظفر علی خاں، مولوی عبدالحق اور محفوظ علی بدایونی کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب،۵۴۶
تحاریک استحقاق اور نفاذِ اُردو،۵۹۱
تحریر اساس تنقید۔قاضی افضال حسین،۵۵۴
تحریفات کنہیا لال کپور،۴۸۷

تحریفاتِ کلامِ اقبال، تحقیق وتنقیدی مطالعہ، ۱٦۱

تحریکِ آزادیٔ نسواں اور اقبال، ۱۳٦

تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں صوبہ سرحد کے اہلِ قلم کا کردار، ۳٦٦

تحریکِ پاکستان، عوامی شعور کی بیداری اور مقامی اخبارات (سابق ریاست بہاولپور کے اخبارات وجرائد- ایک خصوصی مطالعہ)، ۴۷۵

تحریکِ آزادی کے دوران متوازی مسلم سیاست کا ظہور، ۱۰٦

تحریفاتِ کلامِ اقبال، تحقیقی وتنقیدی مطالعہ، ۱٦۱

تحریکِ آزادی اور اردو ادب، ۴۷۳

''تحفۃ البنجاب'' عالمگیری عہد میں پنجاب کی معاشرت، عمارات اور رجال پر ایک دلچسپ فارسی مثنوی، ۲۲۱

تحقیق اور تنقید کی روشنی میں منٹو کے خطوط، ۲۴۹

تحقیق کے لوازمات، ۲۷۷

تحقیقِ متن کے اصول صلاح الدین المنجد (عربی)/ فضل الرحمان ندوی (مترجم اردو)، ۲۲۵

تحقیق میں خطوط کی اہمیت، ۲۳۵

تحقیق میں رموز اوقاف کی ضرورت اور اہمیت، ۱۱۹

تحقیق میں سرقے کی عالمی مثالیں، ۴۷۹

تحقیق و ماخذ شناسی، ۲۳۸

تحقیقی خواص میں اعتبار ہے یا ساکھ؟، ۵۲

تحقیقی مضامین کا اسلوب، ۲۰۸

تحقیقی مقالات میں عنوان سازی: بنیادی اصول ومباحث، ۳۴۷

تحقیقی مواد کا حصول، ۲۱۸

تخریج آیات در باب اثبات الفقر از کشف المحجوب، ۲٦٦

تدریس، تنقید، نیا تناظر، ۴۵

تدوین کے نقطۂ نظر سے فارسی مخطوطات کی قرأت کے معاون اصول وضوابط، ۵۲۵

تدوینِ متن ..... اسلامی تحقیقی تناظر میں، ۲۵۳

تدوینِ متن، علم اور فن، ۴۰۷

تدوین میں ماخذ کے اختصارات ضرورت واہمیت، ۴۹٦

تذکرۂ نوشاہیہ- ایک مطالعہ، ۳۰۱

تذکرۂ شعرائے کشمیر مؤلفہ اصلح (ترتیب متن سے متعلق چند گزارشات)، ۱٦۷

تذکرۂ گلدستۂ کرناٹک، ۵۲۵

تذکرۂ مخزن الغرائب وانیس العاشقین، ۱۷۷

تذکرۂ بے نظیر- طبع تہران (ایران): تعارف وتجزیہ، ۱۴۷

تذکرۂ تحفۃ الفصحا، ۵۳۹

تذکرۂ مردم دیدہ، طبع تہران (ایران) تعارف وتجزیہ، ۹۱

تذکرہ ''گلستانِ سخن'' ئہ ماتیں اردو شاعری کا سنہرا دور، ۲۴۷

ترجمان الغیب: تنقیدی جائزہ، ۴۸۸

ترجمہ اور تشکیلِ اسالیب، ۵۹۹

ترجمہ تقریظ مصباح الہدایہ، ۱۸۰

ترجمہ کے بارے مختلف نظریے، ۴۷۳

ترجمہ معیارات اور افادیت، ۴۹۳

ترجمہ نگاری اور پنجابی میں شعری تراجم کی روایت، ۸۰

ترجمے کی اہمیت، ۴۷۲

ترقی پسند اردو ناول پر روسی ناولوں کے اثرات، ۳۰

ترقی پسند انتقادی معیارات، ۴۷۵

ترقی پسند تحریک اور صوبہ سرحد، ۳٦۱

''ترقی پسندی اور جدیدیت'' بیسویں صدی کی اردو نظم میں دو متوازی دھارے، ۳۴۲

ترقیمہ، ۴۵٦

ترکی اور اردو کا تعلق، ۱۲۷

تشبیہ کے بنیادی مباحث- ایک تحقیقی مطالعہ، ۳۰۵

تشبیہاتِ راشد، ۵۸۴

تصوف اور اقبال، ۹

تصوف سے عورت: ایک تحقیقی جہت، ۱۷۳

تصوف: قرآن وحدیث کی روشنی میں، ۹٦

تنقید- ایک ادبی اصطلاح، ۲۲۵

تعلیقات، ۱۸۰

تفسیر حقانی کا لسانی وادبی مطالعہ، ۵۷۴

تفسیر کبیر اور اس کے تکملے کے متعلق، ۱۹۰
تفسیر سر سید کا فنی، ادبی اور لسانی مطالعہ، ۵۸۹
''تفسیر محمدی'' کا تنقیدی جائزہ، ۵۸۱
'تفہیم القرآن' کی تمثیلات و تشبیہات: ایک انتخاب، ۶۱۰
تقابلی لسانیاتی تحقیق کے مسائل، ۴۴۳
تقسیم سے پہلے اردو ناولوں میں اسلامی فکر کی عکاسی، ۴۵۹
تقسیم سے قبل سندھ میں اُردو زبان و ادب کا آغاز، ۴۸۶
تقسیم کے بعد اردو ناولوں میں اسلامی فکر کی عکاسی، ۳۱۶
تکملہ مقالات الشعراء، ۱۸۳
تکنیک اور اسلوب کے مسائل، ۴۴۴
تکنیک ایک پیچیدہ ادبی اصطلاح، ۴۲
تلنگانہ تحریک اور مخدوم محی الدین، ۵۴۷
'تم اُداس مت ہونا' ـ ایک فکری جائزہ اور تجزیہ، ۳۹۲
تمثال و تجرید: واصف علی واصف کی نظم نگاری، ۱۶۸
تمثیلی مشاعروں کی علمی و ادبی اہمیت، ۴۸۹
''تمنا کے تار'' ایک مطالعہ، ۴۱
تنقید ادب اور نفسیات، ۲۵۲
تنقید اور تخلیق کی کتھا ـ نوجوان ناول نگار، ۱۵۹
تنقید راشد، ۵۶۰
تنقیدات وزیر آغا کی تحقیقی جہت، ۴۷۸
تنویر عباسی کی شاعری کی چند خصوصیات: ایک جائزہ، ۱۴۰
توقیعات: عربی ادب کی انوکھی صنف، ۲۹۲
تہذیب و ثقافت کا جامع مفہوم ..... ایک تحقیقی جائزہ، ۵۲۰
تہذیب و ثقافت کا لسانی مطالعہ، ۳۸۳
تین خط: احمد علی ـ حمید نسیم ـ وزیر آغا، ۵۶۸
ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز جاپان میں اردو، ۳۱۴
ٹیگور اور اقبال: تقابلی مطالعہ، ۴۷۰
جاپان میں اردو ..... لغت نویسی کے تناظر میں، ۱۲۶
جاپانی ناول کی روایت کی چند جھلکیاں، ۲۴
''جادوئی حقیقت نگاری'' کی تکنیک: تحقیقی و تنقیدی تناظر، ۵۰۳
جام شورو کے مخطوطات سے متعلق چند یادداشتیں، ۱۹۶
جامعات میں السنۂ شرقیہ کی تدریس: تاریخ، مسائل اور امکانات، ۶۰۳
جامعات میں تدریس تواریخ ادب ..... تقاضے اور تجاویز، ۲۱۷
جامعاتی طلبہ میں غیر ملکی زبان سے مغائرت اور جذباتی ذہانت میں تعلق، ۵۲۴
جامعہ پشاور تاریخ ساز ادارہ، تقاضائے جدید کے پس منظر میں، ۳۶۷
جامعہ ملیہ اسلامیہ کا نظام تعلیم: موسیٰ جار اللہ، ۹۸
جدید ادب کا تعلیمی و علمی سیاق و سباق، ۴۳
جدید ادب کا فکری تناظر، ۳۱۱
جدید اردو ادب اور نسائی رجحانات، ۵۵۳
جدید اردو شاعری میں گیت نگاری، ۵۰
جدید اردو غزل میں ہئیتی تجربات، ۳۱۰
جدید اردو نظم اور انسانی مساوات کا خواب، ۲۶۱
جدید اردو نظم کا تانیثی تناظر، ۲۳۲
جدید اردو نظم کے ارتقاء میں حلقۂ ارباب ذوق کی خدمات، ۱۰۴
جدید اردو نظم میں اساطیری تلمیحات کا تنوع، ۱۴۰
جدید آرٹ اور جدیدیت (Interpreting Modern Art and Modernity)، ۴۲
جدید سندھ کی ذہنی تشکیل میں مرزا قلیچ بیگ کا حصہ، ۴۲، ۴۸۵
جدید سندھی ادب کے چند بنیاد گزار مستشرقین، ۴۸۸
جدید سندھی ادب ـ ایک جائزہ، ۴۳۹
جدید صنعتی مزدور غزل گو: تنویر سپرا، ۶۰۱
جدید علامتی شاعری، ۱۴۴
جدید غزل میں تمثال کاری اور پیکر تراشی کا رجحان، ۵۸۵
جدید مغربی فلسفہ، ۵۳۲
جدید نظم اور میرا جی، ۹۳
جدید نوآبادیاتی نظام اور اقبال، ۴۲۱
جدیدیت اور غزل میں نئے موضوعات، ۱۸۰
جدیدیت کی تحریک: مستقبل کے امکانات، ۳۲۵

جدیدیت کی تحریک؛ بنیادی مباحث، ۴۱۸
جدیدیت کے چار تناظر، ۲۰۱
جدید اُردو نظم اور محمد سلیم الرحمٰن کی شعری کائنات، ۶۱۱
''جرم و سزا'': کرداری مطالعہ، ۳۰۳
جعفر طاہر کی غزل، ۱۲۳
جگن ناتھ آزاد کے چند اقبالیاتی مکاتیب، ۴۹۵
جگن ناتھ آزاد کے ڈاکٹر صابر آفاقی کے نام خطوط، ۴۳۵
جلاوطن کی واپسی، ۳۳۹
جلیل احمد قدوائی اور انجمن ترقی اُردو (وابستگی اور علمی خدمات کا جائزہ)، ۳۷۷
جلیل احمد قدوائی کے خط بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد، ۲۲۳
جمیل الدین عالی کی کالم نگاری، ۴۷۵
جناح: اتحاد سے تقسیم تک، ۵۴۲
جنگ آزادی میں علما کا کردار: احمد شاہ مدراسی، ۱۵۰
جنگ آزادی میں علما کا کردار: مولانا فضل حق خیر آبادی، ۴۵۶
جنوبی پنجاب کی شعری روایت کا تاریخی، تہذیبی اور لسانی پس منظر، ۵۸۹
جنوبی ایشیا کی جدید زبانوں کے مآخذ، ۵۴۷
جنوبی ایشیا کی سماجی تبدیلیاں اور ابتدائی اردو افسانہ، ۵۶۶
جنوبی ایشیا میں انگریزی زبان کی ترویج علما کا ردعمل، ۵۴۶
جنوبی ایشیا میں فارسی متون کی ترتیب و تدوین اور احیاء، ۵۴۱
جنوبی ایشیا میں فارسی مطبوعات کی فہرست نویسی: تاریخی و تحقیقی مطالعہ، ۴۶۸
جنوبی ایشیا میں فقہ حنفی اور افتا کا ارتقا، ۵۳۴
''جنت کی تلاش'' میں تہذیبی و فکری مباحث، ۵۸۱
جوش کا تصور انسان، ۵۰۵
جوش کی نرگسیت اور خود پسندی نفسیات کے تناظر میں، ۲۶۰
جوش کی غزل، ۴۸۰
جون ایلیا کی چند انوکھی ترکیبیں، ۳۷۹
جوہر میر کی شاعری کا تجزیہ، ۳۹۸
جہادی ادب (نسیم حجازی کے چند ناول)، ۳۲۷
جھنگ میں اردو آپ بیتی کی روایت، ۵۷۷
جی سی یونیورسٹی، شعبہ فارسی کی لائبریری میں موجود ایک نادر کتاب، ۴۵۷
چار دیواری کی منڈی: شوکت صدیقی کی بے رحم حقیقت نگاری، ۳۶۴
چارلس بودلیئر اور میراجی: مماثلتیں اور اختلافات، ۴۸۸
چترال میں اردو، ۳۶۳
چند اساطیری علامات، ۱۳۹
چند تحقیقی و علمی اصطلاحات، علامات و مخففات، ۲۲۴
چودھری محمد علی ردولوی کی تصانیف کا تجزیہ، ۴۷۳
''چین کی حقیقتیں اور افسانے''، ۵۶
چین میں خرد افروزی اور روشن خیالی کی روایت، ۴۸۹
حاجی لق لق کی سوانح حیات: ایک تحقیقی مطالعہ، ۵۸۴
حاشیے پر لکھا متن (منٹو کے افسانے کی تازہ تفہیم)، ۹۵
حافظ محمود شیرانی بہ حیثیت شاعر، ۱۴۳
حافظ محمود شیرانی کا لسانی نظریہ: ایک پنجاب اور دو زبانیں (لسانی و تنقیدی مطالعہ)، ۳۳۶
حالی سیرت و سوانح اور اردو تحقیق و تنقید، ۴۶۱
حبسیاتی ادب اور محمد حسین عنقا، ۴۱۵
حسام الدین راشدی کے خطوط بنام احمد حسین قادری، ۴۳۵
حسرت: اپنی ذات میں مزاحمت [redacted] ۲۲،
حسرت آزاد اور قفس آباد فیض، ۴۴۲
حسن کوزہ گر: ماورائے ہستی جانے کا چاؤ کہ فانی وجود کا نوحہ (پہلے دو حصوں کی روشنی میں)، ۱۱۱
''حسن کوزہ گر'' اور راشد کی تخلیقی وارفتگی، ۴۸۰
حضرت داتا صاحب کی سیاحت پاک و ہند، ۱۵۱
حضرت شیخ عثمان کا رسالۂ عشقیہ، ۱۹۱
حضرت کعب بن مالکؓ ..... ایک بلند پایہ شاعر، ۴۷
حفیظ ہوشیارپوری کی غزل کا عروضی تجزیہ، ۳۸۹
حفیظ ہوشیارپوری کے منفرد خطوط، ۴۴۶
حقوق نسواں کی علم بردار فہمیدہ ریاض کی مزاحمتی شاعری کا اجمالی

جائزہ،۱۲۰
حقیقت پسند فکشن میں بیانیہ بطور منظر،۱۹۰
حکیم شریف خاں دہلوی کا ترجمۂ قرآن (شاہ عالم ثانی کے دور کی اردو نثر)،۲۰۶
حلقۂ ارباب ذوق کے شعرا،۱۳۲
حلقۂ ارباب ذوق اور افسانہ نگاری، ۱۱۷
حواشی و تعلیقات و تخریج،۴۴
حیدرآبادی اشرافیہ کے سفرنامے،۵۳۱
حیدر بخش حیدری احوال و آثار تحقیق کے آئینے میں،۳۷۶
حیدر قریشی کی نثر میں مابعد الطبیعیاتی فضا (افسانے کے حوالے سے)،۳۶۰
حیرت کے جلیل قدوائی کے نام خطوط،۲۴۳
خازن الشعراء: اٹھارھویں۔انیسویں صدی میں ہندوستانی و ایرانی علما و شعراء کا ایک تذکرہ،۵۲۵
خاک سے اٹھنے والا فن،۴۸۴
خالدہ ادیب کا دورۂ ہندوستان (اور اس دورے پر کچھ مختلف خیالات و رائے)،۳۱۰
خالدہ ادیب: درون و بیرون ہند،۵۳۷
خالدہ حسین کے افسانے .....کا فکائی فضا،۵۱۹
خانقاہی ادب کی سماجی اہمیت،۳۹۰
خرقانی اور برصغیر کا صوفیانہ ادب، (Kharaqani in the Sufi Literature of the Sub- Continent)، ۷۱
خس و خاشاک زمانے اور نئے آدم کی تلاش،۶۰۱
خس و خاشاک زمانے: ایک مابعد جدید تجزیہ،۶۰۲
خسرو ثانی جمال دہلوی سے منسوب کتابیں،۲۰۰
خط کے معنی۔ابتدا اور خطوط نویسی کی روایت،۲۵۰
خطبہ الہ آباد کے جملہ مباحث،۳۰۹
خطوط بنام بشیر محمود اختر،۲۴۰
خطوط بنام نذیر احمد صدیقی،۲۵۰
خطوط نثار احمد فاروقی بنام لطف الرحمان خان،۲۴۰
خط ملتان میں گم شدہ ''ہیر'' بازیافت اور تدوین متن،۵۵۷
خلاصۃ الفوائد کے دو خطی نسخوں کا تعارفی مطالعہ،۵۸۶
خلاصۃ الفوائد: سلسلہ چشت کا ایک اہم مجموعۂ ملفوظات،۴۷۶
خواب اور حقیقت کا رشتہ،۲۹۱
خواب سرشار: تحقیق و تنقید،۵۹۰
خواتین اہل قلم کی آپ بیتیاں،۲۹۹
خواتین کی پنجابی نثری تخلیقات،۷۰
خواجہ حسن نظامی کا ''سفرنامہ ہندوستان ۱۹۰۷ء''،۱۷۶
خواجہ حسن نظامی: عوامی انشا پرداز، ۴۵۷
خواجہ عبیداللہ احرار اور ان کے متعلقین کے خطوط: تعارفی مقالہ،۵۳۱
خواجہ محمد یار فریدی: احوال و آثار،۲۹۴
خواجہ میر درد کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم،۶۹
خواجہ میر درد، ماورائے تصوف، ۴۳۷
خودنوشت سوانح عمری کی حقیقت اور ساقی فاروقی کی پاپ بیتی،۳۸۴
خودنوشت کا فن اور ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی آپ بیتی ''نقشِ قدم''،۱۳۸
خودنوشت سوانح عمری اور حافظ لدھیانوی،۴۴۹
خوشاب کا ادبی ورثہ: ابتدا تا ۱۹۰۰ء،۴۵۸
خوشبو کی حقیقت،۶۰۰
خوشبو کی ہجرت (صلاح الدین عادل)،۵۷۶
خوشحال خان خٹک اور علامہ اقبال کے افکار: تقابلی مطالعہ،۴۸۳
خیال امروہوی کی شاعری میں غیر طبقاتی معاشرے کا آدرش،۴۸۱
خیبر پختونخوا میں اردو ادب: تاریخی پہلو،۲۶۹
داستانوں کا عروج و زوال،۴۴۲
داستانوں کے منفی کردار،۹
داستانوی منفی کردار۔نفسیاتی جائزہ،۵۶۶
داغ اور مراد فعلی،۴۷۴
داغ اور مراد بیانی، ۳۰۸
دانتے کی فکر میں مابعد الطبیعیاتی تصورات اور ان کا اسلامی پس منظر،۴۷۶
دائرہ ادبیہ پشاور تاریخ و تحقیق،۴۲۳

دبستانِ لاہور،ترنسہ اور علامہ محمد اقبال: تحقیقی مطالعہ،۳۲۳

دبستانِ شبلی اور مولوی عبدالحق،۲۳۱

دبستانِ لکھنؤ کا آخری نمائندہ شاعر،۳۹۷

دربارِ اودھ کے باہر ڈرامائی سرگرمیاں،۲۶۱

دردؔ کے غزلیہ اشعار کے انگریزی تراجم،۲۸۳

دساتیر کی مجہولیت پر قاضی عبدالودود کا مقالہ،۱۹۶

دساتیرِ پاکستان اور سرکاری و تعلیمی سطح پر نفاذِ اردو کا منظر نامہ،۶۱۵

''دشتِ سوس'' میں منظر نگاری،۴۷۹

دفتری اردو کے ابتدائی نقوش،۱۱۸

دفتری اُردو: مخالفت کی روایت،۴۷۵

دفتری زبان۔ بنیادی مباحث،۴۰۸

دکن میں اُردو تحقیق کی روایت ایک جائزہ،۴۸۰

دکنی اصنافِ ادبِ اُردو،۴۱۹

دکنی اُردو غزل کے اسالیب ــــ ولی دکنی تک،۳۲۹

دکنی دبستانِ شاعری میں غزل کے کردار،۲۶۲

دکنیات کا محقق اوّل: شمس اللہ قادری،۲۲۰

''دل بھٹکے گا'' ناول یا آپ بیتی،۲۶۲

''دل گداز'' ایک عہد ساز رسالہ،۲۶۶

دلگداز: تنقیدی و تحقیقی مطالعہ،۲۰۵

دنیا کی کم سن کلاسیک ادیبہ ''این''،۲۵

دو تحقیقی کتابیں: ایک جائزہ،۲۹۶

دو موضح قرآن،۱۹۵

دورِ حاضر اور اقبال۔ ایک نئی جہت،۳۳۴

دورِ حاضر کے خلاف اقبال کا اعلانِ جنگ،۵۸۴

دولی چند رائے زادہ کا قصہ لیلیٰ و مجنوں قصۂ لیلی و مجنون سرود ۂ دولی چند رائزادہ،۸۷

دو ہے کا فن ..... چند تصریحات،۱۷۹

دی گولڈن کام: آخری مغلیہ دور کی دلی کی یادیں،۴۶۱

دیباچہ فسانۂ عجائب: اصطلاحات و محاسن،۴۴۹

دیوان احمد جام کا جائزہ،۱۹۰

دیوان خواجہ معین الدین اجمیری کیا یہ دیوان انھی کی ملکیت ہے؟ (از رسالہ ''اردو'' بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء)،۱۹۴

دیوان ظہیر اور اس کا مصنف،۱۹۱

دیوان غالب نسخۂ عرشی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ،۴۵۱

دیوان غالب نسخۂ عرشی کی تین اشاعتیں (تعارف اور طریق تدوین کا جائزہ)،۲۲۲

دیوان غمگین کا ایک قلمی نسخہ،۴۸۵

دیوان غمگین کس غمگین کا ہے؟،۱۸۴

دیوان غمگین کے تعاقب میں،۱۹۶

دیوان غنی کشمیری کے خطی نسخے پر ایک نظر (نگاہی بہ نسخۂ خطی شرح دیوان غنی کشمیری)،۸۳

دیوان قطب الدین،۱۹۱

دیوان مخفی،۱۸۸

دیوان منسوب بہ منصور حلاج،۱۹۴

دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کے مقدمے کی فروگذاشتیں،۲۱۴، ۲۰۹

دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی) کی ترتیب و تدوین۔ ایک تجزیہ،۲۰۹

دیوانِ غالب نسخۂ خواجہ ــــ مباحث کا جائزہ،۳۳۱

دیوانِ قدرت کا مقدمہ مرتب،۱۷۵

دیوانِ ماہ لقابائی چندا کا نایاب و غیر مطبوعہ مقدمہ،۵۳۳

ڈاڈاازم، سرئیلزم اور جدید اردو شاعری پر ان کے اثرات،۴۷۴

ڈارون کا تصورِ ارتقاء اور اقبال، ایک اجمالی توضیحی و تحقیقی جائزہ،۲۱۵

ڈاکٹر ابن فرید۔ اور مشفق خواجہ کے مابین خطوط نویسی،۲۴۱

ڈاکٹر ابو سعید نورالدین کی اقبال شناسی ''اسلامی تصوف اور اقبال'' کے تناظر میں،۲۸۳

ڈاکٹر انوار احمد: ''آخری خط''،۲۹۸

ڈاکٹر انور نسیم: افسانوں کا فکری تناظر،۳۰۰

ڈاکٹر آفتاب احمد کی تصنیف ''محمد حسن عسکری۔ ایک مطالعہ'' کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ،۴۲۶

ڈاکٹر آفتاب احمد کے غیر مطبوعہ مضامین کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ،۴۰۶

ڈاکٹر پروین عظیم کے افسانوں کا تحقیقی و تخلیقی جائزہ،۳۹۴

ڈاکٹر تبسم کاشمیری بطور نقاد، ۱۲۰
ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی تاریخ ادب اردو: تحقیق و تجزیہ، ۳۱۹
ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ'' کا تنقیدی مطالعہ، ۵۸۰
ڈاکٹر جمیل جالبی بحیثیت مدون، ۳۴۰
ڈاکٹر خیال امروہوی شاعر فکر و انقلاب، ۲۶۳
ڈاکٹر سید اختر امام کے نئے دریافت شدہ خطوط، ۲۴۷
ڈاکٹر سید منیر رحمان کے خطوط بنام ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ۴۳۶
ڈاکٹر عطش درانی کی ''اصول ادبی تحقیق'' کا تجزیاتی مطالعہ، ۵۸۳
ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے نام مشاہیر کے خطوط، ۵۰۰
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا اقبالیاتی سرمایہ، ۴۸۳
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر نجم الاسلام اور رسالہ تحقیق، ۴۳
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی اردو خدمات، ۶۰۶
ڈاکٹر گیان چند کے پروفیسر ظہور الدین کے نام خطوط، ۴۴۲
ڈاکٹر گیان چند کے غیر مطبوعہ خطوط، ۳۱۸
ڈاکٹر محمد باقر کی ایک غیر مطبوعہ تحریر، ۴۴۵
ڈاکٹر محمد علی صدیقی، اردو تنقید میں ایک بہت معتبر نام، ۷
ڈاکٹر مہر عبدالحق کی اردو خدمات، ۲۹۷
ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی قومی اور علمی خدمات، ۵۶۴
ڈاکٹر نبی بخش بلوچ علمی و ادبی خدمات، ۳۰۳
ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، ۵۷۱
ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ۔ پاکستان کا درخشندہ ستارہ، ۵۷۸
ڈاکٹر نجم الاسلام کے اولین خطوط، ۲۱۸
ڈاکٹر نجم الاسلام کے خطوط بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل، ۴۴۴
ڈاکٹر وحید قریشی اور ہندوستانی فارسی ادبیات، ۲۷۸
ڈاکٹر وزیر آغا اور تحسین غالب، ۳۴۶
ڈاکٹر وزیر آغا اور تخلیقی عمل کے سرچشموں کی تلاش، ۵۸۳
ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کا مطبوعہ مقالہ علمیہ، ۲۰۱
ڈپٹی نذیر احمد کا ایک کمیاب اور نظر انداز شدہ ناول ۔ ایامیٰ، ۲۷۴
ڈراما اور کیتھارسس: ارسطو کی بوطیقا کے حوالے سے، ۵۵۴
ڈوگری اور اردو کے لسانی روابط، ۲۳۰
ڈوماکی، ۴۷۷
ڈیرہ اسماعیل خان میں اردو شاعری کا ارتقا، ۳۶۳
ڈیرہ غازی خان کا ہندی ادب، ۶۱۸
ذات کی وجودی مابعد الطبعیات، ۴۳۸
ذخیرہ الفاظ میں اشتقاق کا کردار (دور الاشتقاق فی تنمیۃ الالفاظ)، ۹۴
''ذکر میر'' کی تاریخی افادیت، ۲۶۷
راجستھانی اور اردو، ۲۳۷
راس مسعود ایجوکیشن اینڈ کلچر سوسائٹی آف پاکستان کی تعلیمی، سماجی اور ادبی خدمات کا جائزہ، ۲۲۰
راشد اور ہمارا قومی مستقبل، ۱۱۳
راشد بنام صفیہ (چند غیر مطبوعہ خطوط)، ۵۹۰
راشد بنام یاسمین حسن، ۱۱۹
راشد شناسی کی چند نئی جہات، ۳۳۲
راشد شناسی میں سلیم احمد کا مقام، ۴۲
راشد صدی: مسائل اور افکار، ۱۰۹
راشد کا تصور خدا، ۱۱۰
راشد کا تنقیدی شعور (آزاد نظم اور امیجری کے باہمی ارتباط کے حوالے سے)، ۲۵۴
راشد کی ایک نظم ..... ابولہب کی شادی، ۱۱۰
راشد کی چند نثری نظمیں، ۱۵۳
راشد کی زندگی، ۱۱۴
راشد کی شاعری کے داستانی عناصر ''ایران میں اجنبی'' کے حوالے سے، ۵۸۱
راشد کی شاعری کے سیاسی ابعاد، ۵۵۶
راشد کی شخصیت کے مذہبی رنگ، ۴۶۷
راشد کی فکری اساس، ۱۱۲
راشد کے انتقال کی خبر ..... ایک یادداشت، ۱۱۲
راشد کی تخلیقی شخصیت خطوط کی روشنی میں، ۳۳۴
راشد: تخاطب، خود کلامی اور مکالمے کی تکنیک، ۱۵۶
'راکھ' میں تاریخی و سیاسی شعور، ۱۲۰

رام بابو سکسینہ کی 'اردو ادب کی تاریخ' کا تجزیاتی مطالعہ، ۳۴۸
رام پور کے خواتین شعراء، ۴۱۷
راولپنڈی سازش کیس۔ حقیقت یا افسانہ؟، ۴۲۷
رائے زادہ دولی چند کی غیر مطبوعہ مثنوی سسی و پنوں، ۴۷
رباعیات عمر خیام بترجمہ فٹز جیرلڈ اور سیمابی کا منظوم ترجمہ کلام، ۱۲۹
رتن سنگھ زخمی کے اردو اشعار، ۲۶۲
رجحانات حسرت۔ مقطعوں کی روشنی میں، ۴۷۹
رحمان بابا اور تصوف، ۳۵۹
رزمیہ شاعری میں خیر و شر کی کشمکش، ۳۸۱
رسالہ گلکرائسٹ ..... چند حقائق، ۴۰۷
رسالہ کہکشاں کا تعارف و تجزیہ، ۱۱۷
رسالۂ قافیہ از جوشش عظیم آبادی (مختصر تعارف)، ۲۰۹
رسالۂ گنج الاسرار، ۱۹۱
رسائل شاہ امین الدین اعلیٰ، ۱۸۷
رسائل نور کی روشنی میں نبوت کا مفہوم اور نوع انسانی کے لیے اس کی ضرورت (مفہوم النبوة وضرورتها للبشرية بمنظور رسائل النور)، ۹۲۱
رسائل و جرائد کی اشاریہ سازی۔ روایت و اہمیت، ۵۷۲
''رستم و سہراب'' چند معروضات، ۲۷۸
رسم الخط اور اردو رسم الخط کے مباحث، ۴۲۷
رسمیات مقالہ نگاری، ۴۵۲
رسم خط بندی ایک مطالعہ، ۴۶۳
رسول اللہ کا تمثیلی اسلوب بیان (ایک اطلاقی مطالعہ)، ۵۱۶
رسول حمزہ کی نظموں کے تراجم: اصل ترجمہ نگار کون؟، ۳۸۰
رشید احمد صدیقی کا ادبی مقام و مرتبہ، ۳۷۰
رشید احمد صدیقی کے خطوط میں طنز و مزاح کے عناصر، ۲۴۱
رشید اختر ندوی، رومان، تاریخ اور تنقید، ۵۶۵
رشید جہاں کے افسانوں میں عورت، ۴۴۱
رشید حسن خان: بحیثیت محقق و مدون، ۲۹۸
رشید حسن خاں اور تحقیق کا کلٹ (Cult)، ۱۳۷
رشید امجد کی افسانوی تنقید، ۹۷
رشید حسن خان بنام معین الدین عقیل، ۴۷۲
رفیق غزنوی ـــ منٹو کا ایک کردار، ۴۰۵
روح تحسینات (عابد صدیقی)، ۵۵۵
روزمرہ، محاورہ، مقولہ اور ضرب المثل و کہاوت، ۲۷۱
روسی ادب ایک تحقیقی جائزہ، ۱۹۱
روسی ادب کے اردو تراجم۔ ایک تحقیقی مطالعہ، ۴۲۵، ۵۶۰
روسی فکشن کا دور عروج: تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۴۸۲
روشن خیال فرید، ۴۸۵
روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی ادبی جہت اور اقبال، ۳۷۰
روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی ادبی جہتیں، ۴۵۲
رومی کا تصور ارتقا، ۴۷۷
روئے اسی وی آر، ۱۵۸
ریاست بہاول پور کا بھولا بسرا شاعر: سروپا راز، ۴۳۲
ریاست بہاول پور کے دو شاعر، ۳۳۱
ریاست بہاولپور میں ادبی اظہار کے قرینے، ۶۰۲
''ریزہ مینا'': ایک نایاب افسانوی انتخاب، ۴۵۷
رومی شناسی کے میدان میں خلیفہ عبدالحکیم کی خدمات، ۴۸۹
زبان اب تک تیری ہے!، ۲۲۲
زبان اور وسیلہ، ۳۶۷
زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت، ۵۸۸
زبانوں کا گڑھ، ۵۷۳
زبانوں کی وادی: شیشی کوہ، ۶۰۰
''زبور نعت'' کا تنقیدی جائزہ، ۳۷۶
زندگی اور ادب، شاہان اودھ کے عہد میں: تنقیدی مطالعہ، ۱۶۹
زہرا نگاہ کی شاعری میں نسائی اظہار کی جہتیں، ۳۳۶
زیادکا وَسی نژاد ..... معصومہ غلامی، ۱۱۱
زیارت لائبریری سکھڈ شریف کے چند فارسی مخطوطات، ۴۵۱
زیب النساء اور دیوان مخفی، ۱۹۴
ژاک دریدا کے تنقیدی نظریات، ۴۸۹
سابق ریاست بہاولپور کا پہلا اہم نثر نگار، ۲۲۲

ساحر لکھنوی کی قصیدہ نگاری،۳۳۰
ساختیات برائے اطلاعیات: ادبی نظریے کی جدید ضرورتیں،۵۶۹
ساختیات کے بنیادی مباحث، ۴۸۸
ساختیاتی مباحث اور محمد حسن عسکری،۴۹۷
سائنس اور ادب کے باہمی روابط و اشتراکات،۳۱۲
سائنسی نقطہ نظر اور ادبی و لسانی تحقیق،۲۸۶
ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ ہائیڈل برگ یونی ورسٹی جرمنی میں موجود لو
آبادیاتی عہد کے اردو نصابات،۶۰۲
ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ، ہائیڈل برگ یونی ورسٹی، جرمنی میں موجود
لو آبادیاتی عہد کے اردو نصابات (حصہ دوم)،۶۱۱
''سب رس'' قیاس، مفروضے اور حقائق،۲۷۹
سبط حسن: اردو نثر میں تعقل پسندی کا ایک منفرد حوالہ،۳۲۹
سبط حسن ..... بائیں بازو کا اہم دانشور،۳۶۸
سچل سرمست اور خواجہ فرید کی فکری ہم آہنگی،۱۹۰
سچل سرمست شاعر ہفت رنگ،۱۳۰
سچل سرمست کا سرائیکی کلام: مطبوعہ نسخہ کا تقابلی جائزہ،۱۷۵
سچل سرمست کی اردو شاعری اور اس کے مرتبین،۲۱۴
سچل سرمست کی شاعری میں تشبیہات،۴۸۰
سخن تراش مرزا رفیع سودا کی غزل (ایک تجزیہ)،۲۲
سخن تراش مرزا رفیع سودا کی غزل ۔ ایک تجزیہ،۴۰۰
سخن سالار شروان: عظیم غزل گو شعرا کا پیشرو،۵۹
سر آسمان جاہ کا سفر اطالیہ: انیسویں صدی کی اطالوی معاشرت کے
مشاہدات پر مشتمل ایک غیر معروف اردو ماخذ،۳۶
سرسید احمد خان کی سیاسی کارگزاریاں: ایک محاکمہ،۴۸۳
سرسید احمد خاں اور ۱۸۵۷ء۔ نئے حقائق کی روشنی میں،۳۵
سرسید کا نظریہ تعلیم نسواں،۲۹۴
سراج الاخبار،۵۴۳
سراج اورنگ آبادی،۵۶۷
سراج منیر بحیثیت نقاد،۱۳۱
سرائیکی زبان اور بھکر کے سرائیکی شعرا،۴۵
سرحد میں ادبی صحافت کا تدریجی سفر، قیام پاکستان سے ۱۹۴۷ء
تک،۴۱۹
سرحد میں ادب، ناول کا ارتقا،۳۶۰
سرحد (خیبر پختونخوا) اسمبلی میں اردو کے مباحث (آغاز تا ۱۹۹۵ء)
محمد ارشد اویسی،۴۳۱
سرزمین عجم میں تانیثیت کی اولین آواز،۳۳۶
سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کے ذہنی خدوخال،۲۲۹،۴۰۳
سرسید تحریک اور ادبی تعبیرات،۳۳۱
سرسید شناسی کی روایت میں پروفیسر عمر الدین کا مقام،۵۲۱
سرقہ اور جعل سازی کی اقسام،۳۰۳
سرقہ اور جعل سازی کی روایت (دوسری زبانوں کے حوالے
سے)،۴۸۲
سروجنی نائیڈو کی شاعری اور سیاست،۵۳۰
سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدون نادر ترجمہ،۱۶۲
سعادت حسن منٹو (برصغیر کی تاریخ و سیاست کا ایک لازوال
کردار)،۳۷۲
سعید احمد اختر کی شاعری کا تجزیہ،۳۹۱
سفیر ہند انیسویں صدی کا ایک اہم اخبار،۳۶۸
سقوط ڈھاکہ کے موضوع پر اردو فکشن میں حریت فکر کا عنصر،۵۰۱
سگمنڈ فرائڈ ..... ایک مطالعہ،۳۷۶
سلسلۂ چشتیہ کا ملفوظاتی ادب: خوش خرام فارسی اشعار کی بازگشت،۵۳۱
سلسلۂ نوشاہیہ کی ادبی تاریخ نگاری،۳۲۱
سلطانہ مہر کی تذکرہ نگاری،۲۵۶
سلیم احمد کی شاعری میں تلمیح دوراں،۴۸۰
سن ستاون کی دلی،۴۴۷
سندھ کے اجڑے ہوئے کتاب خانے،۴۰۵
سندھ میں اردو شاعری کا تاریخی پس منظر،۴۲۸
سندھ میں غالب شناسی کی روایت،۲۱۲
سندھ و مکران کی سیاسی و ثقافتی تاریخ کے چند نئے ماخذ،۱۷۷
سندھی افسانوں کے اردو تراجم،۶۱۳

سندھی زبان کی تدریس کے لیے مسودہ قانون ۱۹۷۲ء دستوری، علمی تناظر میں،۴۹۲
سوانح حضرت شاہ دولہ: ایک معاصر دستاویز، ۴۵۸
سوانح عمری یوسفی (تعارف و تجزیہ)،۴۰۳
سوانیاں دی شاعری دے موضوعات، ۵۸
سودا کی غزلیات کے انگریزی تراجم تحقیقی و تنقیدی جائزہ،۲۷۶
سومیری اور بلوچی زبان کے اشتراکات،۴۵۲
سہراب سپہری کی شاعری میں رنگوں کا جائزہ (رنگین کمان' 'ہشت کتاب'' بررسی بسامد رنگھا در شعر سہراب سپہری)،۸۳
سہراب سپہری کی شاعری میں' 'رنگ'' تحلیل و تجزیہ،۷۳
سید ابوالعلاء اکبر آبادی،۱۸۴
سید امتیاز علی تاج کا پہلا افسانہ شمع اور پروانہ،۱۰۶
سید امتیاز علی تاج کی شذرہ نویسی،۴۱۱
سید جمیل احمد رضوی کا علمی سرمایہ (کتابیاتی جائزہ)،۱۱۹
سید سلیمان ندوی کی تاریخ ولادت کا مسئلہ،۵۸۰
سید فتح علی گردیزی: احوال و آثار (نگاہی بہ احوال و آثار سید فتح علی گردیزی)،۱۰۰
سید فدا حسین اویس: ایک گمنام اقبال شناس، ۵۰۹
سید محمد میر سوز: سال ولادت کی تحقیق، ۲۰۱
سید ہدایت علی صبوحی۔ شخص و شاعر،۵۷۳
سید آل رضا کا غیر مدوّن و غیر مطبوعہ کلام،۲۲۲
سیدہ حنا کے ماہیے، ۳۸۰
سیرت النبی ﷺ، ۳۷۱
سیرت حلبیہ اردو کا تنقیدی جائزہ، ۵۱۷
سیم التواریخ (مکاتیب واجد علی شاہ اختر بنام مہتمن کا واحد قلمی نسخہ) ۱۲۵،
سخندان'': ادبی و تہذیبی روایت کا اہم ماخذ، ۲۲۶
شاعران زن فارسی گوی معاصر پاکستان، ۴۳۹
شاعری میں تلمیح کا فنی اور معنوی کردار، ۱۲۱
شاکر ساجی: ادبی تاریخ کا گم شدہ حوالہ،۱۳۴
' 'شام اودھ'' اور' 'سنگ گراں'': عورت؛ تصور اور نمائندگی، ۶۰۹
شام کا سویرا: از اقبال، ۵۱
شام کی منڈیر سے: ایک نفسیاتی تجزیہ، ۵۸۵
شام اودھ کی کرداروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ،۳۹۴
شام اودھ'' اور' 'سنگ گراں'' میں عورت کی پیشکش،۴۲۰
شاہ حسین کا متن: ایک تجزیاتی مطالعہ، ۶۰۹
شاہ عالم ثانی کی نثر،۱۸۱
شاہ عبداللطیف بھٹائی دے کلام دیاں فکری پرتاں، ۶۶
شاہ لطیف کی شعری کائنات،۴۰
شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے منسوب بعض رسالے،۱۹۳
شاہ ولی اللہؒ کے متصوفانہ افکار کا تحقیقی جائزہ،۳۸۳
شاہانہ و متصوفانہ فکری رجحانات اور اردو زبان و شعر، ۳۰۸
شبلی کی تنقید نگاری،۳۶۲
' 'شرر کا انشائی ادب''، ۲۳۸
شرر کی تصنیف' 'ہندوستان کی موسیقی'' کا تجزیاتی مطالعہ،۱۲۵
شرق شناسی کیا ہے،۳۹۶
شروح غالب: وضاحتی کتابیات،۵۶۴
شعر اقبال میں قرآنی آیات: اقتباس و استشہاد (الآیات القرآنیۃ فی ابیات اقبال الشعریۃ: اقتباساً و استشہاداً)،۸۶
شعری اسلوب کی جبریت اور اردو نثر،۳۳۰
شعری پیکر تراشی: بنیادی مباحث،۴۹۳
شعری متون کی تدوین پر ایک نظر (کلیات میر کے حوالے سے)،۲۳۰
شعری و نثری تراجم ..... فن، مسائل اور امکانات،۴۷۳
شعر راشد کی تفہیم کے تقاضے،۱۱۲
شعر میر ..... تلازمات مذہب کے آئینے میں،۱۱۱
شعور ذات کی توجیہات،۴۵۴
شفیق الرحمٰن کی مزاح نگاری' 'حماقتیں'' کے حوالے سے،۴۷۷
شفیق الرحمٰن کے افسانے: رومان اور مزاح کا امتزاج،۴۸۶
شکل طاؤس کرے آئینہ خانہ پرواز: انتظار حسین تنقید کے تناظر میں،۱۶۴
شگفتہ ـــــ اپنی تلاش میں،۳۵۰
شمالی پاکستان کی دیگر زبانیں اور ان کی اردو سے ہم آہنگی،۴۹۱

شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانیں اور اردو زبان کا آغاز، ۲۱۳
شمالی ہند اردو تاریخ گوئی کی روایت (اٹھارویں صدی عیسوی تک)، ۶۱۰
شمالی ہندوستان میں کھڑی بولی کا ابتدائی کلام اور دیوناگری رسم الخط میں ادب ریختہ، ۱۱۶
شمس الرحمٰن فاروقی۔غالب یا میر پرست، ۶۱۷
شمس العلماء بلیغ الملک علامہ تاجور نجیب آبادی، ۲۱۸
شوکت واسطی کی غزل گوئی، ۳۵۸
شہاب نامہ کا مابعد الطبیعیاتی پہلو: تحقیق وتنقید، ۴۵۵
''شہر غزل'' مجید امجد کا ایک نادر تذکرہ، ۱۳۸
شہیدی اور دیوان شہیدی ..... تحقیقی مطالعہ، ۳۸۶
شیخ ایاز مزاحمت کا استعارہ، ۳۷۷
شیخ علاءالدین علی متقی: حیات وآثار (الشیخ علاءالدین علی المتقی: حیاتہ وآثارہ)، ۸۲
شیخ نورالدین احمد طاووسی شیرازی، ۱۰۴
شیعہ ادب اور قومی شعور، ۴۲۹
صاحبزادہ حیدر علی خاں حیدر اور ''جادۂ تسخیر''، ۳۱۷
صادق ہدایت کی تخلیقی کائنات اور تصور مذہب، ۳۷
صارفی کلچر اور صارفی ادب —— بنیادی مباحث، ۱۴۱
صارفی معاشرت کے تناظر میں راشد کی شاعری کی معنویت، ۱۱۵۰
صادق الاخبار کس کی تصنیف ہے؟، ۱۸۶
صدیق حسن خان قنوجی اور ان کی لسانیاتی خدمات (صدیق حسن خان القنوجی وجہود ہ اللغویۃ)، ۹۸
صغریٰ ہمایوں مرزا: سماجی اور صحافتی خدمات، ۳۰۲
صفدر میر ..... نئے شعری کلچر اور روشیز ہیا دوں کی دیومالا، ۵۱۹
صفوۃ العرفان بمطالب آیات القرآن (قلمی)، ۱۸۸
صلیبیں مرے دریچے میں: تفہیم فیض کے چند نئے زاویے، ۳۳۹
صنائع لفظی ومعنوی کے توضیحی مباحث، ۴۸۶
صنعت تجنیس کا تحقیقی مطالعہ، ۱۴۷
صنف غزل کی روایت، ۵۵۶
صوبہ سرحد کے ادب میں خواتین کا کردار، ۳۵۷
صوبہ سرحد اردو ڈراما۔پس منظر وپیش منظر، ۳۷۹
صوبہ سرحد کا نامور مزاح نگار۔پطرس بخاری، ۳۶۰
صوبہ سرحد کی تنقید کا اہم ستون۔ڈاکٹر سید عبداللہ ''مباحث'' کی روشنی میں، ۳۶۹
صوبہ سرحد کے اُردو غزل گو شعراء کا مجموعی طرز احساس، ۳۸۱
صوبہ سرحد کے تاریخی ناول نگار محمد سعید، ۳۶۴
صوبہ سرحد کے دینی مدارس سے شائع ہونے والے جرائد، ۴۷۳
صوبہ سرحد میں ادبی انجمنیں، ۳۵۸
صوبہ سرحد میں اُردو نظم نگاری، ۳۶۴
صوبہ سرحد میں اُردو خود نوشت، ۴۱۰
صوبہ سرحد میں بچوں کا ادب، ۳۸۸
صوت، لفظ اور زبان: بنیادی مباحث، ۴۵۶
صورت معنی اور معنی صورت کی تفہیم، ۴۹۶
صہبا اختر شاعر پاکستان، ۴۰۹
ضبط شدہ نظمیں ..... ایک جائزہ، ۶۱۴
ضرب کلیم: نظموں کے غیر مطبوعہ محذوف مصرعے و اشعار، ۴۹۸
ضیا جالندھری کی شاعری میں معاشرتی عناصر، ۶۰۷
ضیاء جالندھری کی نظم ''بڑا شہر'' کا تجزیاتی مطالعہ، ۵۹۸
طاسین الازل والالتباس، ابن منصور حلاج تحقیقی متن، ترجمہ، ۱۶۴
طاسین الازل والالتباس، ابن منصور حلاج تحقیقی متن، ترجمہ
طاقت، تشدد، دہشت گردی اور جہاد (اقبال کے افکار کی روشنی میں ایک تجزیہ)، ۳۳۴
طاؤس چمن کی مینا' معاشرہ کے ٹوٹ کر بکھرنے کا المیہ، ۴۷۸
طرز بیان کا ایک فنی رمز irony اور احمد ندیم قاسمی کا افسانہ 'سفارش'، ۳۳۹
طلسم ہوشربا: ماضی تا حال، ۴۴۲
ظہور الاسرار نامی اور مظہر گزرہ، ۱۸۵
عالم اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ، ۳۰۶
عالم اسلام کا بازوئے مغرب اور شاعر مشرق (ڈاکٹر خلیل طوق آر کی تالیف ''اقبال اور ترک کے تناظر میں)، ۵۲۰

عالم اسلام میں طباعت کا آغاز، ۴۷۱
عالم عرب اور امت مسلمہ کے اتحاد کے حوالے سے علامہ اقبال کے افکار، ۷۶
عالم گیریت کے زبان اور ادب پر اثرات، ۴۷۳
عالم گیریت: تناظرات و امکانات، ۶۰۶
عالمگیریت اور ادب پڑھانے کے جدید رجحانات، ۳۷۳،۲۰۹
عالمگیریت اور ادب، ۸
عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات (اردو نظم کے آئینے میں)، ۳۷۲
عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات (پشتو شاعری کے حوالے سے)، ۳۶۸
عالمگیریت اور جدید ادبی رجحانات، ۳۷۲
عالمی ادب کے چند اہم منفی کردار، ۳۱۰
عالمی افسانوی ادب کی مشترک خصوصیات: ایک مطالعہ، ۱
عالمی سطح پر عربی خط کی ترویج، ۶۴
عبادت بریلوی کی ''...'': ایک مطالعہ، ۲۹۸
عبدالرحیم خان خاناں کی مہر اور یادداشت سے مزین تاریخ محمود شاہی کا ایک مخطوطہ، ۵۳۸
عبدالستار صدیقی: نامور ماہر لسانیات، تبحر رس محقق، ۱۶۶
عبداللہ حسین ..... تیسرے راستے کی تلاش، ۲۷۱
عبدالحلیم شرر کی نثر نگاری کا پس منظر، تحریکات، نظریہ فن اور مختلف حیثیات، ۵۶۳
عبدالرحمٰن آزاد: کلاسیکی روایت کا جدید شاعر، ۴۹
عبداللہ حسین کا تصورِ انسان، ۲۵۸
عبداللہ حسین کا ناول ''باگھ'' کا کرداری مطالعہ، ۲۹۶
عبدالماجد دریابادی اور مستشرقین کی آنحضور ﷺ پر سوانحی کتب، ۱۷
عجائب الاسفار (سفرنامہ ابن بطوطہ) کے اردو تراجم، ۸۷
عربی میں فن بلاغت کی تدوین (عہد قدیم) ..... ایک تحقیقی مطالعہ، ۴۷۸
عرب دنیا کا پہلا جنگ مخالف شاعر، ۲۷
عربی ادب میں متنبی کا مقام، ۵۹۷
عربی حروف علت کا معنی کی وضاحت اور اشتباہ سے بچاؤ میں کردار دور الصوائت العربیة فی وضوح المعنی و امن اللبس، ۶۹
عربی خط کی ترویج میں فارسی زبان کا کردار دور اللغة الفارسیة فی انتشار الخط العربی، ۵۸
عربی زبان کا انداز ترغیب: قرآن کی روشنی میں (ظاهرة التحضيض فی اللغة العربية: دراسة وصفية تحليلية فی ضوء القرآن الكريم)، ۸۷
عربی زبان کے مصادر استشهاد مصادر الاستشهاد في اللغة العربية، ۶۳
عربی زبان و خط کا پاکستان کی مقامی زبانوں اور ان کے خط کے ساتھ تعلق صلة اللغة العربية وخطها باللغات المحلية الباكستانية وخطها، ۶۹
عربی شاعری کے اوزان: آغاز و اثرات (الوزن و الإيقاع و البدايات الأولى)، ۸۸
عربی میں راشد شناسی، ۱۰۸
عربی میں فن بلاغت کی تدوین (عہد قدیم) ..... ایک تحقیقی مطالعہ،
عرش صدیقی کی شاعری کے فکری و فنی ماخذات، ۳۵۶
عرش صدیقی ''باہر کفن سے پاؤں''، ۳۰۱
عزیز احمد کا تصور تاریخ و تہذیب، ۵۸۲
عزیز احمد کے ناولٹ: تاریخ و تہذیب کی بازیافت، ۶۰۲
عزیز احمد کے ناولوں میں عورت کا جنسی و رومانوی پہلو، ۲۹۰
عزیز احمد: ''صدیوں کے آر پار''، ۲۹۸
عزیز حامد مدنی کی شاعری میں تخلیقی دوراں، ۴۷۰
عشق، تلاش، سفر اور فارسی الاصل داستانیں، ۳۲۳
عصر حاضر میں سرسید کے تصور تعلیم کی اہمیت، ۳۹۳
عصمت چغتائی کی افسانوی تکنیک ''کلیاں اور چوٹیں'' کے خصوصی مطالعے کی روشنی میں، ۳۷۶
عصمت چغتائی کی خاکہ نگاری، ۳۱۲
عطیہ فیضی کی نادر خودنوشت ''زمانۂ تحصیل''، ۵۳۵،۵۲۶
علامتی زبان اور شاعری ایک تحقیقی مطالعہ، ۳۱۵
علامہ اقبال اور اتحاد عالم اسلامی، ۵۴۶

علامہ اقبال اور اردو زبان، ۵۱۶
علامہ اقبال اور حسین مجیب مصری کے درمیان تعلقات (صلات بین
العلامۃ محمد اقبال والدکتور حسین مجیب المصری)، ۷۷
علامہ اقبال اور آج کی عرب دنیا، ۵۹۹
علامہ اقبال اور پنجابی زبان و ادب، ۹۴
علامہ اقبال کا تصور تقدیر، ۴۹۳
علامہ اقبال کا تصور تاریخ، ۴۴۸
علامہ اقبال کا تصور جہان نو: 'ضرب کلیم' کی روشنی میں، ۴۹۱
علامہ اقبال کی معروف نظم ''شمع و شاعر'' کا نایاب انگریزی ترجمہ، ۵۲۷
علامہ اقبال کے ایک خطبے کا توضیحی مطالعہ، ۴۹۸
علامہ اقبال کے ایک مکتوب اور مکتوب الیہ کی دریافت، ۵۴۳
علامہ اقبال کے تین منتخب مکاتیب (ایک تحقیقی جائزہ)، ۳۸۰
علامہ محمد اقبال اور اجتہاد، ۳۵۴
علامہ محمد حسین عرشی کی شاعری: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ۶۰۶
علامہ محمد مارما ڈیوک پکتھال کے انگریزی ترجمۂ قرآن کا مختصر
دیباچہ، ۱۴۸
علم بدیع ــــ ایک تحقیقی مطالعہ، ۳۹۸
علم عروض کا آغاز و ارتقاء (ایک غیر تقلیدی بحر وضی جائزہ)، ۶۰۴
علم بدیع کی چند نادر صنعتیں ..... ایک تحقیقی مطالعہ، ۱۴۰، ۴۱۴
علم لسانیات: جائزہ کتب (اردو)، ۲۵۶
علم بدیع کی چند نادر صنعتیں ..... ایک تحقیقی مطالعہ، ۶۴۱
علم عروض کی چند اہم اصطلاحات، ۳۰۵
علم عروض: تفہیم و تاریخ، ۵۵۰
علی عباس حسینی کے خطوط بنام محمد طفیل: تحقیق و تدوین مع حواشی، ۱۵۶
علی گڑھ میں تحقیق غالب کا آغاز اور روایت کی تشکیل، ۴۱۴
علی گڑھ: رشید احمد صدیقی، مشتاق احمد یوسفی اور مختار مسعود کی تحریر میں
ایک مشترکہ موضوع، ۲۳۱
عمادی غزلوی یا عمادی شہریاری، ۱۹۴
عملی تحقیق کے لیے ایک مشق بحوالہ نظیر اکبر آبادی، ۵۸۱
عورت بطور بیانیہ: مرد کی زبان سے (دھرتی اور آکاش ــ تانیثی
پڑھت)، ۳۴۹
عورت کا مقام شاہنامہ فردوسی کے حوالے سے، ۲۷۷
عورت کا نقش، اردو شعر و ادب کے تناظر میں، ۴۴۰
عون المعبود کا مصنف کون ہے؟، ۱۸۹
عہد جدید میں ادب کی تدریس کا جواز، ۱۲۵
عہد جدید میں شبلی نعمانی کی معنویت، ۲۹۹
عہد غالب کی ایک نادر دستاویز، ۱۰۵
''عیاروں کا تعارف'' تاریخ کے آئینے میں، ۳۹۷
عین الحق فرید کوٹی کے لسانی تصورات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۳۷
عین القضات ہمدانی کی فکر میں تصوف اور تنا سخ کا لسانیاتی مسئلہ، ۵۴۳
غالب اور سارتر، ۲۶۵
غالب اور شگفتن کی مراسلت، ۵۲۶
غالب آن لائن تنقید کی روشنی میں، ۲۶۷
غالب کا انداز تضمین، ۱۰۱
غالب کا ایک نو دریافت فارسی خط، ۲۵۷
غالب کی اردو غزل میں سوانحی آثار، ۵۱۵
غالب کی تخلیقی شخصیت کے چند پہلو، ۵۸۱
غالب کی دشنام طرازی، ۲۵۶
غالب کی دو اہم تقریظیں، ۲۵۰
غالب کی مختلف شرحیں۔ ایک جائزہ، ۲۱۰
غالب کی نیرنگیٔ اظہار اور اس کی شخصیت، ۶۰۸
غالب کے اردو کلام کی ترتیب و تدوین کی روایت (۱۹۵۸ عیسوی
تک)، ۱۵۹
غالب کے ایک اہم فارسی خط کا کچھ احوال (بنام مولانا محمد عباس
رفعت)، ۵۵۹
غالب کے بعض بیانات کا تنقیدی جائزہ، ۵۹۰
غالب کے خطوط میں سوانحی عناصر، ۲۶۵
غالب کے غیر متداول کلام کی واحد مکمل شرح''، ۱۸۶
غالب کے انگریز مخالف تاثرات، ۳۵۰
غالب: ہمارا لازمانی معاصر، ۱۳۷

غرائب القرآن کے فنی محاسن و مطالب، ۹۵

غزل: کیفیت ابتدا اور بنیادی لغوی معنی، ۱۶۲

غلام باغ'' میں کارفرما تاریخی تصورات، ۶۱۳

غلام علی آزاد بلگرامی سے منسوب گریبا مہ اور اس کا اصل مصنف، ۱۹۷

غلام محی الدین میر پوری: ایک محقق، ۴۸۹

غلام ہمدانی مصحفی کے تذکرے (اوّلین ترتیب، اشاعت اور اعتراضات)، ۲۱۹

غلط انتساب کی ایک مثال اور اس کا رد، ۱۹۵

غوث کا قصۂ دل آرام و دل شوق اور بارہ ماسہ، ۳۰۵

فارسی ادب پر تصوف کے اثرات، ۴۰۸

فارسی ادب کی رومانوی داستانیں، ۴۷۱

فارسی افسانوی ادب کی روایت کے چند گوشے، ۱۰۶

فارسی زبان کے انحطاط کا اردو زبان و ادب پر اثر، ۳۷۱

فارسی شاعری میں برصغیر کی خواتین کا حصہ، ۴۵۵

فارسی شاعری میں پاکستانی قومیت کا اظہار، ۴۱۹

فارسی شاعری میں تلمیحات کا سفر- کلاسیکی دور سے معاصر تک، ۵۰

فارسی غزل اور سبک اقبال، ۱۰۳

فارسی کا فراموش شدہ صاحب دیوان شاعر۔حمیدالدین فراہی، ۵۸۴

فارسی کے چند قطعات سے متعلق یادداشتیں، ۱۸۱

فارسی میں مختصر افسانے کا آغاز، ۴۷۸

فارسی، اردو متون میں عربی عبارات کی تصحیح کا مسئلہ، ۴۷۶

فارغ بخاری کا مقام و مرتبہ، ۳۶۲

فخر مدبر اور اس کا شجرہ نسب، ۱۹۷

فراز کی شاعری میں فکر و معانی کی بازیافت، ۳۶۵

فراق کی تنقید، ۴۵۲

فرانز فینن اور ''افتادگان خاک''، ۵۵۸

فرانسیسی افسانہ نگار ـــ موپاساں، ۴۱۱

فرانسیسی زبان و ادب کی ابتداء اور ارتقاء، ۲۷۸

فردوس بریں: کرداروں کا تجزیہ، ۲۹۷

فروغ اُردو کے لیے مولانا صلاح الدین احمد کی مساعی، ۴۸۷

فرہنگ قواس کا ایک جعلی نسخہ، ۱۹۹

فرہنگ قواس کا نسخہ کراچی اور اس کے ذیلی حاشیے، ۱۷۸

فریڈرک فان ایدن اور اس کا ناول ''چھوٹا یونس'' منزلیں اجاگر کرتے سیارگان اور ایک واضح تر سیارہ، ۱۲

فسادات کے افسانے اور ممتاز شیریں، ۵۶

فسانۂ عجائب مرتبہ رشید حسن خان۔ایک جائزہ، ۴۵۷

فسانۂ عجائب'' کا ایک قدیم نسخہ، ۱۱۶

فسانۂ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز، ۴۸۵

فطرت، جمالیاتی ادراک، صوفیہ اور خانقاہیں، ۱۷۲

فکاہ کیا ہے؟ ..... ایک تحقیقی و تنقیدی تجزیہ، ۴۵۳

فکرِ اقبال کی دینی اساس، ۳۴۷

فکری روایت، اقبال اور آج کا مسئلہ، ۳۱

فکرِ اقبال اور انسانی عزتِ نفس کی بازیابی، ۴۷۱

فکرِ اقبال میں جبر و اختیار کا سنجیدہ ترفع، ۳۸۴

فکشن میں اسلوب کا تنوع اور نئے سماجی طاقتی رشتے، ۴۵۷

فن اداریہ نویسی اور مدیر ''نعت رنگ'' کی ادارتی خدمات، ۴۹

فن تحریر کی تاریخ اور اردو حروف تہجی کی تشکیل و انواع، ۴۹۷

فن سوانح نگاری اور اردو ادب، ۵۷۵

فن شاعری چند بنیادی مباحث، ۸

فن کی جہات اور دائرہ کار، ۴۸۵

فنِ بلاغت کے چند نمایاں پہلوؤں کا قرآنی آیات کی روشنی میں مطالعہ، ۴۱۵

فورٹ ولیم کالج: تاریخ کے آئینے میں، ۳۰۲

فہمیدہ اختر صوبہ سرحد کی خاتون افسانہ نگار، ۳۵۹

فیروز شاہ تغلق کے عہد کا اک فارسی لغت نگار، ۱۸۱

فیض احمد فیض اور علامتِ سحر، ۱۳۳

فیض احمد فیض شاعری اور ہمارا عہد، ۴۹۷

فیض احمد فیض کا ترجمہ ''پیامِ مشرق''، ۵۴۲

فیض احمد فیض کی پنجابی شاعری، ۴۵۵

فیض احمد فیض کی حسیاتی شاعری' ایک تجزیہ''، ۴۸۳

فیض احمد فیض کی شاعری میں فلسفۂ اخلاق، ۱۲۸
فیض احمد فیض کا سیاسی شعور، ۲۰۹
فیض احمد فیض کی ڈرامہ نگاری، ۴۲۲
فیض احمد فیض: آن لائن تنقید کی روشنی میں، ۱۳۴
فیض اور اکیسویں صدی کا منظر نامہ، ۲۰۸
فیض اور فیصل آباد: ایک تحقیقی مطالعہ، ۵۱۴
فیض اور دنیا لوآبادیاتی نظام ۴۴۳
فیض کا سفرنامہ کیوبا، ۳۹۷
فیض کا علامتی نظام، ۴۰
فیض کا فن خطوط نویسی، ۴۴۳
فیض کی اقبال فہمی، ۲۰۵
فیض کی تحریک ..... چند تاثرات، ۱۳۲
فیض کی شاعرانہ امیجری، ۲۵۸
فیض کی شاعری میں موت اور تنہائی، ۵۵۸
فیض کے استعاروں کی استعمار دشمن معنویت، ۳۳۱
فیض کے اسلوب شعر کا ارتقاء، ۱۶۱
فیض کے افریشیائی موضوعات، ۱۳۱
فیض کی عملی سیاست۔ایک مطالعہ، ۳۴۰
فیض: ایک انسان دوست شاعر، ۲۰۵
فیض، انقلاب مابعد لوآبادیاتی نظریہ، ۲۱۱
فیض۔ انجماد، ارتقاء، فکری استقامت؟، ۴۴۲
فیض۔ بہترین ترقی پسند شاعر، ۵۶۲
فیہ ما فیہ، ۲۰۰
فیض کے اسلوب شعر کا ارتقا، ۱۶۱
فکر اقبال میں زندگی کا حرکی اور ارتقائی تصور، ۴۶۷
قادر بخش ممتاز: ملتان کا ایک قدیم شاعر، ۱۴
قادر نامہ غالب: غالب کی زندگی میں شائع ہونے والے تین
ایڈیشن، ۱۸۹
قادر نامے کا مصنف، ۱۹۳
قاسم کاہی کابلی اور اس کا رسالۂ قافیہ، ۲۰۷
قاضی سجاد حسین کا منظر جمہ دیوان حافظ کا ترجمہ، ۳۰۰
قاضی عبدالسلام سلیم بطور نعتیہ شاعر، ۵۷
قاضی عبدالودود اور ''میر تحقیق''، ۱۶۸
قاضی محمد معظم سنبھلی کی تفسیر ہندی قلمی (تصنیف ۱۱۳۱ھ)، ۲۰۷
قانون ستار۔ایک جائزہ، ۴۳۷
قائداعظمؒ اور اردو، ۴۳۰
قدیم شعراء کے کلام کے لغات۔وقت کی اہم ضرورت، ۳۹۰
قدیم متون میں علامات ورموز تحریر کی قرأت کے مسائل، ۲۷۱
قدیم ہندوستانی اور جدید مغربی روایتوں کا امتزاج ..... میراجی، ۱۲۸
قرات امام زید پر عربی لہجوں کا اثر تأثیر اللهجات العربية في قراءة
الإمام زيد بن عليؓ، ۵۳
قرار اللغات: امیر اللغات کا تکملہ؟، ۱۶۸
قرآن سے استنباط احکام میں عربی زبان کا اثر (اثر اللغة وضعافي استنباط
الاحكام من القرآن الكريم)، ۹۲
قرآن کریم میں دلالات حذف دلالات الحذف في القرآن
الكريم، ۶۲
قرآن کریم میں قصہ نوح کا بیان: درس وعبرت (قصة نوح عليه السلام
في القرآن الكريم: دروس وعبر)، ۹۶
قرآن مجید کے کامل سرائیکی تراجم کا تقابلی جائزہ، ۴۷۹
قرون وسطیٰ کا عیسائی اور یہودی یورپ، ۵۳۶
قرۃ العین حیدر کا طنز ومزاح، ۲۸
قرۃ العین حیدر کی منظر نگاری، ۵۶۲
قرۃ العین حیدر کی ناول نگاری کا فکری تناظر، ۴۰
قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں مابعد الطبیعاتی عناصر، ۲۰۹
قرۃ العین حیدر کے غالب سے ذہنی روابط، ۴۵۹
'قصص ہند' ایک غلط فہمی کا ازالہ، ۴۹۳
قطر میں فروغ اردو کے لیے کوشاں اہم ادبی تنظیمیں اور ان کی
سرگرمیاں، ۳۹۱
قواعد اردو' مؤلفہ مولوی عبدالحق، ۵۰۵
قواعد کنتوری ..... اردو قواعد کی ایک نادر کتاب، ۱۱۸

قواعد اُردو مؤلفہ بابو کامن سنگھ، ۴۷۷
قومیت اور اقبال، ۴۸۷
قومیت کی تعمیر میں زبان کی اہمیت (پاکستان، اُردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے تناظر میں)، ۳۸۵
قیامِ پاکستان کے بعد پہلی منتخب اسمبلی میں اردو کے لیے اقدامات کا جائزہ، ۵۷۱
قیامِ پاکستان کے بعد سندھی بولنے والے ادیب اور اُردو، ۴۸۰
قیامِ پاکستان: ردّ و قبول کا شعری منظر نامہ، ۴۷۵
قیامِ پاکستان کے بعد اردو نظم و نثر میں پیروڈی، ۳۱۱
قیامِ پاکستان کے بعد کی غزل: اہم موضوعات، ۵۱۱
قیامِ پاکستان کے بعد نثری ادب میں پاکستانیت، ۲۵۱
کارنامہ منیر لاہوری، ۱۲۱
کتابی ڈرامے کی شناخت کا مسئلہ (ایک تنقیدی مغالطے کا ازالہ)، ۵۰
کتابیات اور اشاریہ، ۴۴۰
کتاب الجواہر: فصل اوّل، ۵۴۵
کتاب ''قاضی عبدالودود: تحقیقی اور تنقیدی جائزے'' مرتبہ پروفیسر نذیر احمد کا ایک مطالعہ، ۲۰۱
کتب خانۂ ولوادرات امورِ خارجہ ایران میں اردو مخطوطات، ۲۱۳
کتبِ لغات و معاجم کا تعارف اور ان کا طریقۂ استعمال، ۴۴۰
''کتبہ'' اور ''گھر سے گھر تک'': تقابلی مطالعہ، ۳۰۰
کتھی، سسیر تے وسیب، ۵۷
کثیر الفوائد (۱۷۹۰ء) میں فارسی و اردو کی ایک قدیم لغت کا تعارف)، ۲۲۹
کثیر ثقافتیت، عالمگیریت، نسلیت اور سرائیکی عوام، ۵۰۹
کچھ ابی جان کے بارے میں، ۱۱۵
کچھ افاداتِ ماہر، ۲۵
کچھ تحقیق کے متعلق، ۱۷۹
کچھ تراجم شعر، ۱۶۴
کچھ فراق کی نظمیہ شاعری کے بارے میں دانتے کی فکر میں مابعد الطبیعیاتی تصورات، ۲۸۰
کچھ کذب و افترا ہے کچھ کذب حق نما ہے (حالی کی قومی شاعری کا مابعد نوآبادیاتی سیاق)، ۳۵۵
کرشن چندر کی انشائیہ نگاری: بنیادی مباحث کی روشنی میں، ۳۸۸
کرشن چندر کے نسوانی کردار، ۲۹۸
کرنل محمد خان کے سفرناموں میں احساسِ جمال، ۱۵۰
کشف المحجوب تصحیح متن، تحقیق و ترجمہ صوفی عبدالعزیز، ۱۱۸
کشف المحجوب، طبع محمد عابدی، تعارف اور جائزہ، ۱۲۰
کشمیر اور ایران کے ادبی و تہذیبی اشتراکات، ۸۶
کشمیر، ضیغم لولابی کشمیری کی بیاض میں، ۵۶۴
کشور ناہید اور زاہدہ حنا کا تانیثی شعور (منتخب اخباری کالموں کے تناظر میں)، ۱۴۲
کلاسک اور کلاسیکیت کی بنیاد، ۴۰۳
کلاسیکل پنجابی شاعری: اجمالی جائزہ، ۴۵۶
کلاسیکی اردو شاعری کی تدریس اور فروغ میں انٹرنیٹ کا کردار، ۱۵۳
کلاسیکی اردو شاعری میں طنز و مزاح کی روایت، ۱۵۵
کلاسیکی اردو غزل میں تصورِ انسان، ۱۶۹
کلاسیکی اردو غزل میں حیوانی علامات، ۱۵۱
کلاسیکی موسیقی میں گھرانے کا تصور، ۱۴۹
کلاسیکی موسیقی: دھرپد سے خیال تک، ۵۸۲
کلام بلھے شاہ کے منظوم اردو تراجم، ۱۶۲
کلام شاہ حسین کے منظوم اردو تراجم، ۱۶۴
کلام غالب میں اذیت پسندی، ۴۶۷
کلام غالب میں صنعتِ ادماج، ۴۵۱
کلام غالب (اُردو) میں محسناتِ شعری، ۸۰
کلام فیض میں ہاتھ کی علامت، ۴۴۸
کلام ہاشم شاہ کا منظوم اُردو ترجمہ ..... ایک جائزہ، ۲۵۴
کلام اقبال کے ظریفانہ پہلو، ۳۷۷
کلام علی حیدر ملتانی کا ایک منظوم اُردو ترجمہ، ۲۶۷
کلام غالب (اردو) کے مآخذ، ۵۹۸
کلام غالب میں تہذیبِ اسلامی کی نمائندگی، ۴۳۴

کلام غالبؔ میں محبوب کے اعضا ے سراپا کا بیان، ۴۳۲
کلام فیض کی اولین مترجم کتاب، ۱۱۷
کلام فیض مترجمہ ڈاکٹر محبوب الحق، ۱۳۲
کلام فیض مترجمہ شیو کے کمار، ۱۵۱
کلام فیض میں صنائع لفظی و معنوی، ۳۲۱
کلام فیض مترجمہ لوی لزارڈ، ۱۴۰
کلام منیر نیازی میں اختلاف متن کی صورتیں، ۵۰۲
کلام میر میں صنعت تجنیس، ۳۵۰
کلام / ڈسکورس: تعاون و تجزیہ، ۳۰۰
کلچر اور سویلزیشن کے اردو متبادلات و مفاہیم، ۴۳۸
کلیات ظہور نظر کی تدوین: ماخذ و مسائل، ۵۹۳
کلیات نثر حالی۔ ایک تحقیقی مطالعہ، ۲۵۸
کمپیوٹر کے لیے اردو حروف، ۲۱۱
کنیا وانی، ۴۹۰
کئی چاند تھے سر آسمان، ۴۶۸
کئی چاند تھے سر آسماں۔ ایک جائزہ، ۱۶۱
کہانت کے تاریخی اور تخلیقی زاویے، ۵۶۱
کہانی کی شکل میں بچوں کا اردو حدیثی ادب، ۶۱۵
کھوار (چترالی) زبان میں حمد نگاری کی روایت، ۴۹
کیا الحق اسماے الٰہی میں سے ہے، ۱۰۱
کیا دیوان قطب الدین دیوان خواجہ بختیار کاکی ہے؟، ۱۹۸
کیا صراط المستقیم وجہی کی تصنیف ہے؟، ۱۸۸
کیا فارسی قصہ چہار درویش امیر خسرو کی تصنیف ہے (تلخیص)، ۱۹۵
کیا کتاب ''مینا بازار'' ظہوری کی تصنیف ہے؟ (تلخیص)، ۱۹۹
کیا مصباح الارواح کا مصنف جمالی دہلوی تھا؟، ۱۹۹
کیا نعتیہ قطعہ ''شاہ صاحب الجمال و یا سید البشر'' شاہ عبدالعزیزؒ کی تصنیف ہے؟، ۱۹۷
کیداری کی قواعد کچھ نئی دریافتیں، ۵۹۹
کیفیہ: لسانی و املائی مطالعہ، ۲۸۵
گارسین دتاسی: رکن انجمن پنجاب، لاہور۔ مزید تحقیق، ۵۴۷
گاہی گاہی باز خوان (تاریخ ایران کی تین نامور خواتین کے قابل یادگار کارنامے)، ۱۹۸
گل کرسٹ کی ہندوستانی گرامر: ایک تحقیقی مطالعہ، ۶۵
گلزار بطور افسانہ نگار، ۱۵۷
گلستان سعدی کے انگریزی تراجم، ۵۹۲
گلستان سعدی کے یورپی زبانوں میں تراجم، ۱۴۲
گلگت بلتستان کی زبانیں۔ ہم عصر صورت حال، ۳۳
گوجری اور اُردو کے لسانی روابط، ۹
گوجری زبان: آغاز و ارتقا، ۴۸۴
گورکی، چیخوف اور سعادت حسن منٹو: ایک تجزیاتی مطالعہ، ۲۰۴
گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء اور اسمبلی کی زبان (۱۹۳۷ء تا جون ۱۹۴۷ء)، ۵۲۰
گورنمنٹ کالج لاہور کا اُردو تھیٹر۔ تقسیم سے تا حال، ۶۱۶
گوشہ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، ۵۷۵
گولکنڈہ کی چند قدیم ترین مسجدیں، ۴۷۸
گیلان کے شعرا شعرائ گیلانی الاصل، ۷۸
لامساویت سے جنم لینے والی آوازیں: انیسویں صدی کے آغاز میں ''رسم الخط'' کا تحقیقی مطالعہ، ۲۳۷
لاہور کا تھیٹر: قیام پاکستان سے ۱۹۷۰ تک، ۱۷۱
لذت مطالعہ، ۳۲۸
لسانی تشکیلات کی تحریک اور تنقید، ۱۲۲
لسانی و بلاغتی مباحث اور ''فکر بلیغ'': ایک تحقیقی مطالعہ، ۴۹۶
لسانیات سے سماجی لسانیات تک، ۴۱۶
لسانیات کے ساختیاتی مباحث، ۳۷۵
لطائف عینی کا مصنف، ۱۹۳
لطیف الزماں خاں کی خاکہ نگاری ''ان سے ملیے'' کے آئینے میں، ۳۸۹
لغات زبان اردو، اردو مشینی ترجمہ اور بنیادی قواعد، ۵۵۰
لغات سعیدی'' اور اس کی چند تلمیحات و استعارات، ۴۰
لفظ ادب کے معنوی ارتقا کی تاریخ، ۴۲۲

لقمان اور حکایاتِ لقمان، ۴۱
لکھنوی تمدن اور اُردو شاعری، ۳۱۰
لکھنو کی پانچ راتیں اور دوسری یادیں' ایک تجزیاتی مطالعہ، ۴۷۹
لوری: من موہنا گیت، ۹۰
لوگوں سے موجود فرانس تک، ۴۴۹
لیو ٹالسٹائی کے ناول '' آنّا کارینینا '' کا تجزیاتی مطالعہ، ۵۷۸
مابعد الطبیعیات کے بنیادی مباحث، ۵۰۶
مابعد جدید دور میں تصوف کا احیا اور ممتاز مفتی کے افسانے، ۴۳۸
مابعد جدیدیت __ ایک محاکمہ، ۳۵۵
مابعد نوآبادیاتی مطالعہ حدود و امتیازات، ۳۱۵
مادہ۔ روح اور ابلیس: اقبال کی نظر میں، ۵۰۸
مارکسزم اور ادب، ۵۵۰
مارکسی فلسفہ اور فیض احمد فیض کی شاعری، ۴۷۲
مالک رام۔ ابوالکلام آزاد کا ایک محقق ۳۸۴
ماہر القادری اور اُردو لغت، ۱۰
ماہر القادری اور ضیاء الدین احمد برنی، ۸۰
مبادیات و اصطلاحات صوتیات، ۴۹۳
متغیر عالمی صورت حال اور نیا علمی منہاج، ۱۰۲
متفرقاتِ غالب'' ۔ایک جائزہ، ۴۴۳
متنی نسخوں کی تدوین اور اطلاعات، ۱۸
متن، سیاق اور تناظر، ۴۷۹
متوازن جدیدیت کا تمثال آفریں غزل گو۔ شکیب جلالی، ۴۹۸
مثبت قدروں کا امین: ساحر لدھیانوی، ۵۸۷
مثنوی تحفۃ الپنجاب میں پنجاب سے متعلق منتخب اشعار،
مثنوی رموزِ بےخودی کا فنی و فکری جائزہ'، ۴۳۵
مثنوی سرِ مکنون، ۴۴۳
مثنوی کام کندلہ، ۵۴۸
مثنوی کدم راؤ پدم راؤ (مرتبہ جمیل جالبی) کی ترتیب و تنظیم: تجزیاتی مطالعہ، ۵۹۹
مثنوی گلزارِ فقر۔ تدوینِ متن اور لسانی جائزہ، ۴۴۱
مثنوی نامۂ شوق، ۵۲۴
مجاز، تشبیہ، استعارہ اور ایہام، ارتباط و مماثلت، ۴۹۰
مجالس جہانگیری: جہانگیر کے دربار کے ادبی اور تہذیبی واقعات کا ایک منفرد ماخذ، ۵۳۸
مجلس ترقی ادب کے زیرِ اہتمام تذکروں کی تدوین، ۴۶۶
مجلہ افکار کراچی کے ایک موضوعی نمبر، ۱۲
مجلہ عثمانیہ: ایک عہد ساز مجلہ، ۴۸۹
مجلہ نقوش کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۲۱۷
مجلہ فنون' کے فکری مباحث، ۳۴۴
مجمع البحار پر تحقیقی نظر، ۱۸۹
مجموعہ خطوط گیلانی، ۴۳۶
مجموعہ '' بریدہ بدن '' کا فنی و فکری جائزہ، ۴۰۴
مجموعۂ لطائف و سفینۂ ظرائف۔ فارسی شاعری اور ادبی صنائع پر ایک قدیم ماخذ، ۵۳۷
مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ، ۱۳۴
مجید امجد کی شاعری میں تصورِ وقت، ۱۵۶
مجید امجد کی شعری صوتیات کا جائزہ (نظم کے خصوصی حوالے سے)، ۳۰۷
مجید امجد کی شعری لفظیات کا مطالعہ، ۴۵۰
مجید امجد کی غزل گوئی کے فکری امکانات، ۴۱۷
مجید امجد کی نظم نگاری، ۴۵۹
مجید امجد کے تصورِ وقت میں '' امروز '' کی اہمیت، ۴۹۳
مجید امجد کا شعری وفور اور تلمیحی دوراں: ایک محاکمہ، ۳۲۷
محاورہ: معنوی، تہذیبی اور لسانی اہمیت، ۴۷۸
محاورہ، روزمرہ، ضرب المثل اور تلمیح میں فکری و معنوی ربط، ۳۸۷
محاورے کا لسانی مطالعہ، ۳۷۴،۲۱۰
محدثین کرام اور جدید اصول تحقیق، ۴۴۷
محسن خان پوری، ایک ہمہ جہت شاعر، ۳۱۵
محقق پنجاب پروفیسر حافظ محمود شیرانی اور اُردو، ۳۸۴
محمد ابراہیم بیگ کے بچپن سے سفری خطوط، ۴۴۴

محمد حسن عسکری اور فرانسیسی تخلیق کار، ذہنی اشتراک وانسلاک، ۱۴۴
محمد حسن عسکری پاکستانی ادب کا نقاد، ۴۸۲
محمد حسن عسکری کی تنقید: اہم مباحث، ۴۸۲
محمد حسن عسکری کے تہذیبی تصورات۔ قیام پاکستان کے تناظر میں، ۳۴
محمد حسن عسکری کے نام۔ چند لودریافت مکاتیب، ۶۱۷
محمد حسین ادیب: اردو کا فراموش کردہ نقاد، ۱۵۳
محمد حسین آزاد اور غالب تنقید، ۴۴۷
محمد حسین آزاد اور لائٹنر کے علمی روابط، ۵۴۱
محمد حسین عنقا کی شاعری پر غالب اور اقبال کے اثرات، ۳۰
محمد حسین عنقا۔ ایک مسئلہ اور تین خطوط، ۴۴۱
محمد خالد اختر کی افسانہ نگاری، ۱۳۰
محمد خالد اختر کی تبصرہ نگاری، ۴۵۳
محمد علی اثر کے نام خطوط، ۴۴۹
محمد علی ردولوی کے افسانوی اسلوب کی ہنت کاری، ۳۴۷
محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری، ۳۴
محمد مومن خان مومن: سوانح و شخصیت، ۴۴۸
محمد ناظم ندوی: بیسویں صدی کا ایک عربی شاعر (محمد ناظم ندوي شاعر القرن العشرين)، ٦٦
محمد یوسف بنوری کی نعتیہ شاعری المديح النبوی عند الشيخ محمد يوسف البنوری رحمه الله، ٦٢
محمدی بیگم زوجہ شمس العلما مولوی ممتاز علی: اردو کی پہلی خاتون ایڈیٹر، ۳۴۰
محمدی بیگم: بچوں کی ایک گم نام شاعرہ اور ادیبہ، ۴۵۲
مختار الدین احمد کے خطوط بنام جلیل احمد قدوائی، ۴۴۰
مختار الدین احمد آرزو کی تحقیقی خدمات (اردو زبان و ادب کے حوالے سے)، ۴۴۵
مختار صدیقی کا غیر مطبوعہ کلام، ۵۵۳
مختار صدیقی کی شاعری میں ہئیتی اور موضوعاتی تجربے، ۱۵۸
مختار الدین احمد آرزو کا ایک استفساراتی اور تحسینی مکتوب، ۵۵۴
مخزن میں مخزونہ اقبال کا شعری سرمایہ: ایک تحقیقی جائزہ، ۱۴۶
مخطوطہ شناسی کے اہم اصول، ۴۴۴
مدح کے چند عمومی محرکات، ۴۴۸
مذہب اور سائنس: تصادم و اتصال، ۶۴
مراد، ۴۶۳
مرآۃ العاشقین: تعارف و تجزیہ، ۴۸۰
مرزا امان علی خان غالب لکھنوی (اردو کا ایک اہم داستان نگار)، ۴۴۳
مرزا رفیع سودا کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم، ۱۱۹
''مرزا غالب اور امیر مینائی''، ۱۹۴
مرزا غالب کے حوالے سے لکھے گئے منتخب ڈرامے، ۴۶۴
مرزا قلیچ بیگ اور اردو، ۴۸
مزاحمتی ادب اور ماہنامہ ادب لطیف، ۳۵۳
مستشرقین کا اسلوب سیرت نگاری اور مولانا عبدالماجد دریابادی، ۴۵۱
مستنصر حسین تارڑ کی ناول نگاری مرکزی کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ، ۴۵۲
مستنصر حسین تارڑ کے دو ناول، ۴۸۲
مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال: اتفاقات و اختلافات، ۴۵۵
مسلمان مغرب کے دشمن نہیں محسن ہیں (ادبی تناظر میں تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)، ۴۴۰
مسئلہ حجاز: ہندوستانی وفد خلافت کا رد عمل اور سفر حجاز، ۵۳۴
مسئلہ فلسطین پر فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری اور اس کے اثرات، ۵۸۶
مسئلہ نفس و جسم: ابن سینا اور دیکارت، ۱۶۶
مسیحی قبرستانوں میں فارسی و اردو کتبات، ۴۹۴
مشاعرہ کا کلچر، ۴۸۷
مشاہیر ادب کی نادر تحریریں، ۴۸۱
مشرق و مغرب کے درمیان: ممتاز شیریں کا ایک غیر مطبوعہ افسانہ اور اس کے تخلیقی مراحل، ۵۴۸
مشرق اور تحریک استشراق، ۳۳۰

مشفق خواجہ: بطور ادبی کالم نگار، ۱۲۳
مشفق خواجہ: تحقیق و تخلیق کے انقلابی موڑ، ۱۵۹
مشق ستم کا نشانہ یگانہ، ۴۹
مشینی ترجمہ: تاریخ، حال اور مستقبل: اردو کے تناظر میں ایک مطالعہ، ۵۵
مشینی ترجمے کی تکنیکیں، مسائل اور ان کا حل، ۵۶۱
مصنف، متن، نقاد، ۱۳۷
مضامین مثنویں میں عصری آگہی، ۲۰۰
مطالعہ فیض کے پیراڈائم کی تلاش، ۴۹۵
مطالعۂ افسانہ اور فن خاکہ نگاری، ۱۲۵
مطالعۂ راشد: چند نئے زاویے: ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری، ۵۵۳
مطبوعہ مثنوی مسافر کا مسودہ اقبال سے متنی تقابل، ۳۱۱
مظفر علی سید بطور مترجم، ۴۴۰
معاصر پاکستانی ادب اور کلچر میں عالمگیر رسائی کا ترجمہ اور کھوج، ۱۴۵
معاصر تحقیق اور تدوین کے مسائل (کلام سودا کے حوالے سے)، ۴۴۴
معاصر عالمی حالات میں دہشت گردی کے موضوع پر لکھی جانے والی
غزل، ۱۲۴
معاویہ نور محمد بطور ایک سوڈانی ادیب معاویۃ محمد نور ادیباً سودانیاً،
معدن المعانی، ۱۹۰
معراج العاشقین کا مصنف، ۱۸۷
معروضات: تحقیق میں موضوعات کا مسئلہ، ۵۴۳
معروضات: تحقیق کا حسن، ۵۴۸
معروضات، ۵۳۳
معروضات، ۵۲۶
معز اللہ خان کی اردو شاعری، ۲۸۴
معظم خان اعظم کی ایک مسدس، ۱۱
معماران اقوام شرق (علی شریعتی اور اقبالؒ)، ۳۹۸
معنویت اور فیض، ۵۷۲
مغرب کے افسانوی ادب میں نیوراتی کردار، ۴۴۸
مغرب کے تہذیبی، سیاسی اور فکری پس منظر کا جائزہ، ۳۱۳
مغرب میں متنی تدوین کی تاریخ اور تدریس، ۴۶۵
مغربی پنجاب پر مسلم اور انگریز معاشرت کے اثرات، ۵۹۸
مغربی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں فروغ اردو کے مباحث
(۱۹۴۷ء-۱۹۵۰ء)، ۵۱۵
مغربی تنقید کون کیا ہے؟ (مغربی تنقید کا مطالعہ، افلاطون سے ایلیٹ
تک'' کے اعلام و اماکن کا ایک اشاریہ)، ۴۱۵
مغربی نوآبادیات سے پیدا شدہ مسائل پر اقبال کا ردعمل، ۳۳۳
مغل شہزادیوں میں ذوق ادبی، ایک مطالعہ، ۳۹۱
مغلیہ عہد میں جاگیرداری نظام کا عروج اور اردو شاعری، ۲۰۶
''مفرح القلوب'' ٹیپو سلطان کی افواج کے لیے فارسی اور دکھنی
زبانوں میں تالیف شدہ مجموعہ غزلیات، ۴۴۸
مقالات شبلی پر ایک نظر، ۵۹
مقالات شیرانی میں واقعات و سانحات کا تحقیقی و توضیحی جائزہ، ۴۶۵
مقالہ نگاری اور اس کا مقام مختلف اقوام میں، ۴۳۷
مقالہ نگاری۔ بنیادی مباحث، ۴۵۹
مقامی ثقافتی شناخت کی تشکیل کے لسانی وسائل پر استعماری اجارہ داری
کا مطالعہ: نوآبادیاتی عہد کے اردو نصابات کی روشنی میں، ۴۷
مقبول عامر ''دشت بے آب'' سے ''عالم بیکراں'' تک، ۳۸۵
مقدمہ شعریات فیض، ۳۴۳
مکاتیب بنام راشد، ۱۱۴
مکاتیب جگن ناتھ آزاد بنام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ۴۳۸
مکاتیب گیان چند بنام رفیع الدین ہاشمی، ۵۴۵
''مکاشفات الاسرار'' کے دو اہم مخطوطات کا جائزہ، ۳۱۹
مکالمے کی روایت عہد نبوی میں: ایک تحقیقی مطالعہ، ۶۷
مکتوبات بہرائچ، ۱۷۷
مکتوبات جلال الدین رومی۔ تعارف اور جائزہ، ۱۵۸
مکتوبات ڈاکٹر محمد ایوب قادری بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل، ۴۴۸
مکتوبات رشید حسن خان بنام مظہر محمود شیرانی، ۴۵۰
مکتوبات مالک رام بنام حیرت شملوی، ۴۴۰
مکتوبات مشفق خواجہ بنام جلیل قدوائی، ۴۴۳
مکہ میں خواتین کا معاشرتی کردار، ۴۹۰

ملای روم مجموعہ عشق تحقیق کی روشنی میں، ۴۱۷
ملتان اور لواحق کے قریشی خاندان کا ایک علمی تذکرہ، ۵۴۰
ملتان کے ادبی منظرنامہ میں کالم 'مخلیس' کا کردار، ۳۳۵
ملتان میں اردو شاعری کا منظرنامہ، ۳۰۹
ملتان میں اُردو، ۲۷۹
ملفوظات نگاری: چند فکری اور فنی مباحث، ۱۴۱
ملفوظاتی ادب بحیثیت اہم تاریخی ماخذ، ۲۶۴
ممتاز شیریں۔ شخصیت اور فن (خطوط کے آئینے میں)، ۳۸۳
ممتاز معاصر فارسی داستان نویس ——— محمود دولت آبادی
سبزواری، ۱۳۹
ممتاز مفتی کا افسانوی ادب معاصر ادبی رجحانات کے تناظر میں، ۲۸۲
ممتاز مفتی کا افسانہ اور مابعد الطبعیات۔ تحقیقی وتنقیدی جائزہ، ۴۶۰
ممتاز مفتی کے رونما ہونے والے بچے اور ان کی متصوفانہ دلچسپیاں، ۱۰۷
مملوکی عہد کی عربی شاعری (الشعر العربي في العصر المملوكي)، ۸۰
مناجات ہندی: اُردو کا پہلا دستیاب حمدیہ مجموعہ، ۸۹
منتخب الفاظ: ذولسانی تحقیقی مطالعہ، ۳۰۰
منتخب القوانی از عشق عظیم آبادی (ایک تعارف)، ۲۰۹
منٹو اور موپاساں کے افسانوں میں پلاٹ کی تشکیل ..... مماثلت اور
انفرادیت، ۱۳۰
منٹو اور موجودہ انسانی رویے، ۶۰۴
منٹو بحیثیت فلمی نقاد: تجزیاتی مطالعہ، ۶۰۶
منٹو کا تصورِ انسان، ۴۶۲
منٹو کی افسانوی ہنرکاری۔ آغاز سے ۱۹۴۷ء تک، ۳۹۴
منٹو کی جنس نگاری، ۲۵۹
منٹو کے مطعون افسانے۔ نقادوں کی نظر میں، ۴۴۲
منٹو کے نظامِ فکر کا تجزیہ ..... اس کے چند کرداروں کی روشنی
میں، ۳۹۴
منشائے مصنف سے انحراف: محرکات اور اسباب، ۵۲۳
منطقی اثباتیت، مابعد الطبعیات اور اخلاقیات، ۱۵۰
منظوماتِ عربی اعظم بہاولپوری، ۷۷
منیر نیازی کی شاعری میں تلخی دوراں، ۲۹۵
منیر نیازی کی شاعری میں ڈر، خوف اور تنہائی کا نفسیاتی پس منظر، ۴۹۷
منیر نیازی کی گیت نگاری، ۳۵۳
منیر نیازی کی منفرد شعری کائنات، ۵۶۷
مواد اور ہیئت، ۵۰
موپاساں اور منٹو کے افسانوی کرداروں میں مماثلت، ۴۳۶
موت اور زندگی کے جھٹ پٹے میں: اسد محمد خان کے افسانے، ۱۶۷
موجودہ کارپوریٹ کلچر اور منٹو کی تخلیقی دنیا، ۵۰۹
موضح قرآن کی دو روایتیں (لسانی مطالعہ)، ۶۰۲
موضوعِ تحقیق کی تلاش و تعیین اردو میں ادبی تحقیق کے تناظر میں، ۲۱۶
مولانا احسن مارہروی اور ضیاء الدین احمد برنی کے مابین خطوط
نویسی، ۴۴۳
مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری میں ہیئت کے تنوع کی ابتدائی
روایت، ۲۰۸
مولانا حالی اور غزل کا فن، ۴۶۰
مولانا حالی کے دو غیر مدون خط، ۵۵۶
مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور ٹونک، ۵۳۷
مولانا ظفر علی خان کا ایک نادر مکتوب، ۴۸۴
مولانا ظفر علی خان ..... مجلس احرار میں، ۴۸۶
مولانا عبدالصمد عاجز، ۱۹۱
مولانا عبیداللہ سندھی۔ ایک مطالعہ، ۲۵۸
مولانا غلام رسول مہر بحیثیت غالب شناس، ۳۰۱
مولانا غلام رسول مہر۔ بحیثیت سیاست دان، ۶۱۱
مولانا محمد حسین آزاد اور سفرِ ترکستان، ۵۵۴
مولانا محمد علی جوہر کی شاعری پر ایک نظر، ۵۸۷
مولانا ہدایت اللہ: فراموش کردہ شاعر اور محقق، ۴۶۲
مولانا آزاد لائبریری کے ذخائرِ مخطوطات پر ایک نظر، ۱۸۲
مولوی عبدالحق اور 'قواعد اردو'، ۳۰۱
مولوی کریم الدین کی ایک نایاب تصنیف 'انشائے اُردو'، ۳۰۹
مولوی محمد حسین آزاد کی درسی لفظیات، ۳۰۶

مہربان خاں رند سے منسوب کلام کی اصالت، ۱۸۷
میراجی کی انفرادیت (بحوالہ نظم)، ۶۱۵
میر امن کے لسانی دعویٰ کا تحقیقی جائزہ، ۴۱۴
میر تقی میر کی اردو غزلوں کے انگریزی تراجم، ۳۲۴
میر تقی میر کی غزل کا مابعدالطبیعیاتی آہنگ، ۱۱۴
میر تقی میر کی صنعت گری، ۳۳۱
میر تقی میر ..... آن لائن تنقید کی روشنی میں، ۷۴
میر تقی میر: ایک گم شدہ بیاض کی دریافت، ۵۳۴
میر رستم خان تالپر کی ایک اہم دستاویز، ۱۸۴
میر سوز کا کلام: تجزیاتی مطالعہ، ۲۰۴
میر سوز کے معاصرین اور ان کا تقابلی مطالعہ، ۲۰۴
میر سوز، ۱۷۹
میر کا اژدرنامہ: ایک تمثیلی منظومہ، ۱۰۹
میر کا تکیہ، ۱۰۸
میر کا مرد عاشق، ۱۱۵
میر کی شعری روایت، ۱۶۱
میر ولی اللہ، بطور ماہر اقبالیات، ۳۹۵
میراجی اور جدید نظم کی تفہیم کا فریم ورک، ۱۶۵
میراجی اور مغالطے، ۱۷۴
میراجی کی تلاش میں، ۱۲۹
میراجی کی غیر ادبی نثر، ۱۳۰
میراجی کی فکری جہتیں، ۱۶۹
میراجی کے تراجم، ۹۰، ۱۷۴
میراجی! تم تو نہیں ہو موجود، ۱۳۴
میراجی ..... ممدوح راشد، ۱۳۴
میراجی ..... چند یادیں، ۱۳۰
میرا کے کرشن اور خواجہ فرید کے رانجھے کا تقابلی مطالعہ، ۱۶۰
میرزا ادیب کا ایک مکتوب، ۴۸۶
میرزا حیرت دہلوی کی تصنیف ''چراغ دہلی''، ۳۲۴
میرزا زین الدین عشق دہلوی اور کلیات عشق، ۲۰۴
میرزا عبدالقادر کی شخصیت و شاعری پر ایک نظر، ۳۹۴
میرے بابا اور دنیا بھر کے شاعر ..... فیض احمد فیض، ۱۳۵
میرؔ کے ایک قطعہ کے انگریزی تراجم، ۴۲۸
میرؔ و سوداؔ کی شاعری کا سماجیاتی جائزہ، ۲۷
میک ٹیگرٹ کا تصور زماں اور اقبال ..... تحقیقی جائزہ، ۲۵۴
میں کیہ جاناں کون: کبیرا، ۴۴۹
میر کی شعری روایت، ۱۶۱
میری گزارش احوال واقعی، ۱۶۴
مُشفق خواجہ کے خطوط، ۵۸۵
مآثر غالب، ۱۸۰
ن م راشد اور نئی ہیئت، ۱۱۴
ن م راشد ایک زندہ فن کار، ۱۱۴
ن م راشد کا شعور وقت، ۵۷۷
ن م راشد کی شاعری میں تلخی دوراں، ۲۱
ن م راشد کی فکر کے چند پہلو، ۱۱۰
ن م راشد۔ مروجہ تہذیب و مذہبی تصورات کا نقاد، ۵۷۰
ن م راشد ..... فیصل آباد میں، ۱۰۹
ناوم سیتاپوری کی غیر مطبوعہ خود نوشت سوانح، ۲۳۰
ناصر بغدادی کا فن (افسانوی مجموعہ ''مصلوب'' کے حوالے سے)، ۲۸۰
ناصر کاظمی کی تنہائی اور اداسی کے رنگ بحوالہ ''دیوان''، ۲۶
ناصر کاظمی کی شاعری۔ کرب ذات سے آگے، ۵۲۴
ناصر کاظمی کی غزلوں کا اشاعتی و تدوینی گوشوارہ (''دیوان'' کی روشنی میں)، ۸۱
ناول کی شعریات ..... چند مباحث، ۲۹۰
نثر دریائے عشق: ایک جائزہ، ۴۲
نثر جوش، ایک مزین تصنع یا آزادیٔ فکر کی مثال؟، ۳۳۵
نثر گلستان میں شاعرانہ عناصر کی جھلک، ۶۴
نثری نظم کا مغربی تناظر، ۴۱۳
نثری نظم کے بارے میں چند باتیں، ۵۱۴

نثری نظم میں نعت پارے، ۴۸۲
نثر اقبال میں اشتراک مطالب، ۳۷۴
نحوی قواعد کا قرآن کریم سے انحراف اور اس کے اسباب، ۴۵۵
نذر سجاد حیدر کے ناولوں کا فکری تجزیہ (گراؤنڈ تھیوری کی روشنی میں)، ۴۶۳
نذر سجاد حیدر کی سوانحی تحریریں، ۲۰۵
نذیر احمد کا غدر، ۱۵۵
''نرالے لوگ'' (حیون خان): ایک مطالعہ، ۲۰۸
نربدا ..... ایک مطالعہ، ۱۵۱
نزار قبانی کی شاعری میں خواتین کا ذکر، ۶۸
نسائی ادب اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ایک مطالعہ، ۲۳۰
نسائی تحریک: ادبی تناظر میں، ۳۳۹
نسائی تنقید: مسائل و مباحث، ۲۳۱
نسائی محسوسات کی تجسیم: ریختی، ۱۷
نسیم لیہ کے سوانحی نقوش: ایک تحقیقی مطالعہ، ۸۵
نشاط کی بکٹ کہانی اور طالب کا تیرہ ماسہ، ۱۷۵
نصرتی کی قصیدہ نگاری، ۴۸۲
نصیحت: شروط و ضوابط (النصیحۃ: شروطھا و ضوابطھا)، ۷۰
نظریہ ارتقا پر ڈارون سے پہلے کے مسلم دانشوروں کے خیالات، ۵۹
نظم کی وضع، ۲۵۵
نظیر اکبرآبادی کی شاعری میں عورت کا تصور، ۴۸۴
نعت بطور اصطلاح: بعض اہم توضیحات، ۴۵۴
نعت بطور صنف سخن، ۴۶۰
نعت گوئی کی روایت کا ارتقا، ۳۰۷
نعتیہ غزل میں ہیئتی تجربات، ۴۷۱
نعیم صدیقی، اقبالؒ سے ذہنی رابطے کی ایک مثال، ۳۷۸
نفائس اللغات، اردو کی نادر و نایاب لغت، ۳۱۳
نفسیات اور ادبی تخلیق، ۴۴
نفی سے اثبات کا سفر ..... علی پور کا ایلی، ۲۶۳
نقد و جستجو، ۲۳۹
نقش اسلام در وحدت نوع بشر در آئینہ اسوۂ خیر البشر، ۴۳۰
نقشبندی روحانی رہنماؤں (سکالرز ـ مشائخ) کی خطوط نویسی، ۲۴۴
نقطوی مذہب اور اس کا عروج اکبر کے عہد میں، ۱۸۴
نقل حدیث نبوی کی تحریر میں زمانی تسلسل: عہد نبوت تا عہد تدوین (التسلسل الزمني في نقل الحديث النبوي كتابة من عصر النبوة إلى عصر التدوين)، ۹۹
نکات الشعراء سے متعلق چند یادداشتیں، ۱۹۰
نوآبادیاتی عہد میں اردو سیرت نگاری: رجحانات و اسالیب، ۶۱۸
نوآبادیاتی عہد میں مطبع نول کشور کے چند اردو تراجم، ۴۷۰
نوآبادیاتی تاریخی ڈسکورس اور فکشن (مماثلتیں اور امتیازات)، ۱۵۱، ۵۹۸
نواب مشتاق احمد کے خطوط ـ بنام لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید، ۴۴۸
نوادرات مولوی محمد حسین آزاد، ۳۰۹
نوادر، ۱۱۴
نوآبادیاتی پس منظر میں ''ابن الوقت'' کا مطالعہ، ۲۰۷
نورناموں کے متون میں عدم مشاکلت ـ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ۵۷۹
نوشت و خواند میں قدیم عربوں کا حصہ، ۵۱۵
نوشہ گنج بخش سے منسوب اردو کلام کی اصل حقیقت، ۱۸۷
نو کلاسیکیت، ۴۴۶
نئی تنقید: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ۱۳۴
نئی شاعری: ایک جدلیاتی محاکمہ، ۶۱۴
نئی لسانی تشکیلات اور جدید اردو غزل، ۴۶۵
نئی نسل کے احساسات کی ترجمان ـــ غزالہ نگار اورکزئی، ۴۱۶
نئی نظم، نئی ہیئت، تازہ واردات اور تمثال، ۶۱۴
نیا اردو افسانہ: متصوفانہ جہات، ۵۱۱
نیاز فتح پوری کے افسانوں کا اسلوبیاتی و تکنیکی پہلو، ۳۳۴
'نے' اور 'کو' کا صحیح استعمال، ۴۶۱
نسخۂ دلکشا: ایک نادر تذکرہ (۱۸۷۰ء)، ۴۷۸
ن ـ م راشد کی نظم کے فکری موضوعات، ۴۲۱
ن ـ م ـ راشد کی شاعری میں دام و دد کا ملال، ۱۰۴

ن ۔م۔راشد کی نظموں میں افسانوی آہنگ، ۴۱۰
ن ۔م۔راشد (اجتہاد، ارتقاء اور مغالطے)، ۳۱۰
واثق: معاشرہ اور زبان، ۵۳۹
واثق، ۴۹۱
وادیٔ سندھ کے سپوت عمر کمال خان، ۱۰
واسوخت اور لکھنوی معاشرت، ۸۷
والٹیئر: تاریخ ہند کا نیا تناظر، ۳۵۱
وجودیت، جدیدیت اور اُردو ناول، ۵۲۳
وحدت الوجود، ۱۲۳
ورجینیا وولف سے سب کیوں ڈرتے تھے، ۳۱۴
وزیر آغا کی انشائیہ نگاری، ۳۳۴
وزیر بیگم: کردار نگاری کی ایک مثالی جہت، ۵۲۵
وزیر خانم اور امراؤ جان ادا: تقابلی مطالعہ، ۸۴
وقفِ اسلامی کی ضرورت و اہمیت، ۴۳۵
ولیم جونز: ایشیا بطور تحریری زبان، ۴۹۲
ولیم فریزر کا قتل، نواب شمس الدین اور لوک گیت فریزین، ۴۳۹
ون یونٹ کی تشکیل کے بعد مغربی پاکستان کی سلیو اسمبلی میں نفاذ اردو کی
کوششیں (۱۹۵۶ تا ۱۹۵۸ء)، ۵۸۸
وہابی تحریک: ایک ادبی زاویہ، ۲۶
ہائیڈل برگ یونی ورسٹی میں نول کشور کی چند مطبوعہ داستانوں کا تازہ
ذخیرہ، ۵۸۳
ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے ذخیرہ نول کشور میں شعری مجموعے، ۲۵۲
ہجرت حبشہ عربی ادب میں، ۵۹۷
ہجرت حبشہ: تاریخ اور عبر تیں، ۱۲۳
ہدفی زبان میں تخلیق متن اور اردو کارپس، ۴۹۴
ہرمن ہیسے کا ناول ''سدھارتھ''، ۲۴
ہزارہ میں اردو ادب کا ارتقا، ۳۶۳
ہملٹ کے اردو تراجم۔تقابلی جائزہ، ۲۶۰
ہند کو اُردو کا ماخذ، ۴۲۴
ہندوستان اور یورپ میں نوآبادیات کا تاریخی پس منظر، ۳۵۲
ہندوستان میں برطانوی حکومت کی آمد سے پہلے اُردو زبان و ادب کی
کیفیت، ۱۷
ہندوستان میں مغربی تصانیف کے اردو تراجم، ۱۸۰
ہندوستانی کا ضمیمہ: گل کرسٹ کی لسانی خدمات، ۱۰۶
ہندوستانی مخزن المحاورات کے طبع اول و دوم پر ایک اجمالی نظر (تقابلی
مطالعے کی روشنی میں)، ۶۶۹
ہندی اردو ..... ایک مطالعہ،
ہند۔فارسی ادب میں کلاسیکی موسیقی پر لکھی گئی کتب (چند تاریخی اور
تکنیکی پہلو)، ۵۷۰
ہیر وارث شاہ ایک منظوم اردو ترجمہ، ۱۵۹
ہیر وارث شاہ میں پنجابی ثقافت کی جھلک، ۸۹
ہیئتی تنقید، ۳۴۳
عصر از دیدگاہ دکتر علی شریعتی، ۴۳۶
یادداشتہائے ڈاکٹر محمد ایوب قادری: مصنفین بدایوں اور ان کی
تصانیف، ۵۴۵
یادگار غالب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ۴۱۲
یاس یگانہ چنگیزی ..... چند معروضات، ۵۱۷
یک جہاں معنی تومندا ست از پہلوے من (شعریات اور
تھیوری)، ۱۴۷
یگانہ آرٹ، ۴۶۹
یگانہ کا قیام پاکستان، ۴۷
یگانہ کے ایام آخریں، ۵۴۸
یگانہ ''جرأت گفتار اور اہمیت و کردار'' کی مثال، ۲۳۲
یلدرم کے طبع زاد افسانے ..... تحقیق و تنقید، ۳۶۹
یورپ اور امریکہ کی اُردو غزل، ۴۷۰
یورپ اور امریکہ میں اردو زبان و ادب کا مستقبل، ۳۰۶
یورپ بطور کیسری بیانیہ، ۵۴
یورپ میں اُردو کا بطور زبان بین الاقوامی حلقہ، ۴۹۲
یوسفی: ایک فکری مزاح نگار، ۴۷
یونی ورسٹی اورینٹل کالج میں تدوین متن (اردو) کی روایت،

یہ اک فسانہ بے کردار داستان ہیں ہم،۱۱۳
عالمانہ بصیرت کا حامل طنز و مزاح نگار —— محمد خالد اختر، ۱۳۷
عصر حاضر میں فکر اقبال کی ضرورت، ۲۹۳
''انشائیہ اور انفرادی سوچ'': تجزیاتی مطالعہ، ۳۳
۲۰۱۰ء میں بھارت میں اردو خواندگی: ایک رپورٹ، ۵۴۷
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے چند عصری مآخذ، ۵۴۶
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تاریخ ''محاربہ عظیم'' کا تحقیقی و تجزیاتی
مطالعہ، ۱۳۸
۱۸ویں صدی میں اردو لغت اور قواعد نویسی اور برصغیر کا لسانی
منظرنامہ، ۳۵۲
(أنماذج من الدراسات الدلالية في تفاسير القرون الخمسة الأولى)
"Who will listen to the tale of my woeful heart?" The Portrait of 'nautch' girls in early Urdu literature, 160
(Bullhe Shah's Poetry in Social and Political Context…
Mitaji: The Return of Anima, 169
Faiz Ahmed Faiz and N.M. Rashed: A Comparative Analysis, 158
Rumi, Iqbal and the West: Some Recent Interpretations from Pakistan, 171
SOME NOVELS OF NASIM HIJAZI)
The Material Limits of Ideal Bodies in Sarmad Sehbai's Mah-e'uryan, 155
The Oxford Edition of Iqbal's Lectures:A Brief History, 170
When did we stop caring about meaning?, 163